صدر وفاق المدارس
حضرت مولانا **سلیم اللہ خان** صاحب مدظلہم
کی تقریظ کے ساتھ

سلیس اُردو ترجمہ، تفصیلی عنوانات، حلّ لغات، تخریج، شرح حدیث اور جامع اسلوب

طریق السالکین

امام نوویؒ کی مشہور کتاب

ریاض الصالحین

کی سلیس و جامع اُردو شرح

مؤلف : امام ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی الدمشقی ۶۳۱ - ۶۷۶

مترجم و شارح : مولانا ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صدیقی مدظلہم رئیس تخصص فی الدعوۃ جامعہ دار العلوم کراچی
ابن مولانا محمد اشفاق الرحمٰن کاندھلویؒ شارح مؤطا امام مالک

مُقدمہ : مُفتی احسانُ اللہ شائق معین مفتی دار الافتاء جامعۃ الرشید کراچی

اردو بازار ۰ کراچی

طریق السالکین
امام نوویؒ کی مشہور کتاب
ریاض الصالحین
کی سلیس و جامع اردو شرح

صدر وفاق المدارس حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم کی تقریظ کے ساتھ

سلیس اُردو ترجمہ، شرح حدیث تفصیلی عنوانات، حل لغات، تخریج اور جامع اسلوب

جلد سوئم

مؤلف : امام ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی الدمشقی ۶۳۱ - ۶۷۶

مترجم و شارح : مولانا ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صدیقی مدظلہم رئیس تخصص فی الدعوۃ جامعہ دارالعلوم کراچی

ابن مولانا محمد اشفاق الرحمٰن صاحبؒ شارح مؤطا امام مالک

مقدمہ : مفتی احسان اللہ شائق معین مفتی دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

دارالاشاعت
اُردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : جنوری ۲۰۰۸ء علمی گرافکس
ضخامت : 680 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿........ ملنے کے پتے ....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

فہرست

کتاب الجهاد

البَاب (۲۳۴)

فضیلت جہاد

مشرکین سے قتال کرو

۲۸۸. قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ :

﴿ وَقَٰتِلُوا۟ ٱلْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَٰتِلُونَكُمْ كَآفَّةً وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلْمُتَّقِينَ ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

''تم تمام مشرکین سے قتال کرو، جس طرح وہ تم سے پورے (اکٹھے) لڑتے ہیں اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔''

(التوبۃ:۳۶)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں مشرکین سے قتال اور جنگ کا حکم ہے کہ مسلمان مجتمع ہو کر اور اپنی قوتوں کو یکجا کر کے ان سے قتال کریں جیسا کہ خود ان سے اپنی قوتیں مجتمع ہو کر برسرِ پیکار ہیں اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کے ساتھ ہے۔

جہاد کی فرضیت

۲۸۹. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰٓ أَن تَكْرَهُوا۟ شَيْـًٔا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰٓ أَن تُحِبُّوا۟ شَيْـًٔا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''تم پر قتال فرض کیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہیں ناگوار ہے اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی شئے کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی شئے کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بری ہو اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔'' (البقرۃ:۲۱۶)

تفسیری نکات: اس دوسری آیت میں ارشاد ہوا کہ جہاد ایک پر مشقت کام اور ایک گراں فریضہ ہے کیونکہ یہ اہل وعیال کو چھوڑ کر جانا، مال خرچ کرنا، زخمی ہونا اور جان کی قربانی پر مشتمل ہے، لیکن جہاد کے فوائد اور اس کے دور میں مفید نتائج بے شمار اور بکثرت ہیں۔ اس میں غلبہ اور کامیابی ہے، اس میں فتح ونصرت ہے، اس میں غنیمت اور اجر ہے اور اس میں شہادت ہے جو زندگی سے بڑھ کر ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہاد کی فرضیت اور فوائد اور جہاد پر کاربند رہنے کے ملی زندگی میں ظاہر ہونے والے مفید نتائج سے انکار ممکن نہیں اور

ترکِ جہاد کے مفاسد اور اس کی خرابیاں بھی بالکل واضح اور نمایاں ہیں۔ اندلس کے مسلمانوں کا جو انجام ہوا وہ ترکِ جہاد اور عیش وطرب کی زندگی اختیار کرنے کا طبعی اور منطقی انجام تھا۔ (تفسير القرطبي)

ہر حال میں اللہ کے راستہ میں نکلو

۲۹۰. وَقَالَ تَعَالىٰ :

﴿ ٱنفِرُواْ خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَٰهِدُواْ بِأَمْوَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''تم اللہ کی راہ میں نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔'' (التوبة : ۴۱)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں ارشاد ہے کہ جس حال میں بھی ہو جہاد کے لیے نکلو، سامانِ جہاد ہو یا نہ ہو جس طرح بھی ہو جہاد کے لیے نکلو اور اللہ کے راستے میں جان و مال سے جہاد کرو۔

غزوۂ تبوک کا پس منظر

جہاد کا یہ عمومی حکم غزوۂ تبوک کے پس منظر میں نازل ہوا۔ فتح مکہ اور غزوۂ حنین کے بعد ۹ھ میں نبی کریم ﷺ کو علم ہوا کہ شام کا نصرانی بادشاہ (ملک غسان) قیصر روم کی مدد سے مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مناسب خیال کیا کہ خود مدینہ منورہ سے نکل کر اور شام کی سرحدوں پر پہنچ کر دشمن کا مقابلہ کریں اور آپ نے اس کے لئے تمام مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیدیا۔ گرمی سخت تھی، قحط سالی کا زمانہ تھا، کھجور کی فصل پک رہی تھی اور درختوں کا سایہ خوشگوار تھا اور مسافت بعید تھی اور ملک غسان اور قیصر روم کی باقاعدہ اور سروسامان سے آراستہ کثیر فوج کا مقابلہ کوئی آسان کام نہ تھا، مخلصین مومنین کے سوا کسی کا حوصلہ نہ ہوا کہ جان کی بازی لگائے، منافقین جھوٹے بہانے کرنے لگے اور کچھ مسلمانوں کو بھی سستی اور کم ہمتی نے آلیا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ تیس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہو گئے اور مقام تبوک میں ڈیرہ ڈال دیا رسول اللہ ﷺ نے قیصر روم کو خط لکھا اور اسے دعوتِ اسلام دی، صداقتِ اسلام اس کے دل میں گھر کر گئی مگر اپنی قوم کی وجہ سے اعلانِ اسلام سے باز رہا، مگر بہرحال اس نے شام کے ملک غسان کی حمایت سے دست کشی اختیار کر لی۔ ان لوگوں نے بھی اطاعت تو کی مگر اسلام قبول نہ کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں تمام ملک شام فتح ہوا۔

(معارف القرآن۔ تفسير عثماني)

جان و مال کا سودا

۲۹۱. وَقَالَ تَعَالىٰ :

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ ٱشْتَرَىٰ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَٰلَهُم بِأَنَّ لَهُمُ ٱلْجَنَّةَ يُقَٰتِلُونَ

فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے خرید لیے ہیں مؤمنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال، کہ ان کے لیے جنت ہے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں، یہ وعدہ ہے سچا تورات میں انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے؟ سوتم اپنے اس سودے پر جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے خوش ہو جاؤ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔'' (التوبة: ۱۱۱)

تفسیری نکات: اس آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے ان کے جان و مال خرید لیے ہیں کہ اس کے بدلے ان کے لیے جنت ہے اس سے زیادہ عظیم الشان کامیابی اور اس سے زیادہ منافع بخش تجارت اور کیا ہوگی کہ ہماری حقیری جانوں اور فانی مال کا اللہ تعالیٰ خریدار بن گیا، حالانکہ یہ جان اور یہ مال اسی کے دیئے ہوئے ہیں۔ ہماری جان و مال جو فی الحقیقت اسی کی مخلوق اور مملوک ہے محض ادنیٰ ملابست سے ہماری طرف نسبت کر کے مبیع قرار دیدیا جو عقدِ بیع میں خود مقصود بالذات ہوتی ہے اور جنت کے اعلیٰ ترین مقام کو اس کا ثمن قرار دیا۔ وہ جنت جس میں ایسی نعمتیں ہوں گی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے ان کا ذکر سنا اور نہ کسی دل میں ان کا خیال تک گزرا۔ پھر یہ نہیں کہ جان و مال خرید لیے تو فوراً ہمارے قبضے سے نکال لیے جائیں بلکہ مطلوب صرف یہ ہے کہ جب موقعہ آئے تو جان و مال پیش کرنے کے لیے تیار رہیں پھر اس کی راہ میں کام آجائیں یا غازی بن کر پلٹ جائیں دونوں صورتوں میں عقدِ بیع پورا ہو گیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ (معارف القرآن۔ تفسیر عثماني)

۲۹۲. وَقَالَ تَعَالَىٰ:

﴿ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٩٦﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''برابر نہیں بیٹھے رہنے والے مسلمان جن کو کوئی عذر نہیں اور وہ مسلمان جو لڑنے والے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے بیٹھے رہنے والوں پر درجہ ہیں اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ نے بھلائی کا اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں سے اجر عظیم میں جو کہ درجے ہیں اللہ کی طرف سے بخشش ہے اور مہربانی اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔'' (النساء: ۹۵، ۹۶)

تفسیری نکات: پانچویں آیت میں فرمایا کہ جو لوگ بغیر معذوری کے جہاد میں شریک نہیں ہوتے وہ ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو غیر مجاہدین پر درجہ میں فضیلت اور برتری دی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اللہ دونوں فریق مجاہدین اور غیر مجاہدین سے اچھی جزا کا وعدہ کیا ہوا ہے جنت اور مغفرت دونوں کو حاصل ہوگی البتہ

درجات میں فرق ہوگا۔ (معارف القرآن۔ تفسیر عثمانی)

****

جہنم کے عذاب سے بچانے والی تجارت

۲۹۳. وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَـٰرَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُجَـٰهِدُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّـٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ وَمَسَـٰكِنَ طَيِّبَةً فِى جَنَّـٰتِ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِّنَ ٱللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اے ایمان والو! میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک عذاب دردناک سے، ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے، یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو، بخشے گا وہ تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں کے اندر یہ ہے کہ بڑی مراد ملنی۔ ایک اور چیز جس کو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی طرف سے اور فتح قریب اور خوشی سنا دے ایمان والوں کو۔'' (الصف: ۱۰)

تفسیری نکات: چھٹی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتلاؤں جس کے ذریعہ تم دردناک عذاب سے نجات حاصل کرلو، یہ تجارت اللہ اور اس کے رسول پر ایمان اور اللہ کے راستہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد اور یہ ایسی تجارت ہے جس میں کوئی خسارہ نہیں ہے اور کوئی تجارت اس سے بہتر اور اس سے زیادہ منافع بخش نہیں ہے کہ جان و مال کے بدلے عذابِ الیم سے نجاتِ کامل اور مغفرت اور دائمی اور ابدی جنت کی نعمتیں مل جائیں، ظاہر ہے اس سے بڑی کامیابی اور کامرانی کیا ہو سکتی ہے۔

(تفسیر عثمانی)

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَشْهُوْرَةٌ! وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فِيْ فَضْلِ الْجِهَادِ فَاَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصٰى فَمِنْ ذٰلِكَ !

جہاد کی فضیلت کے بارے میں احادیث تو شمار سے باہر ہیں، ان میں سے چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

****

جہاد اسلام کے افضل ترین اعمال میں سے ہے

۱۲۸۵. عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ ! "اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ!" قِيْلَ : ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ : الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ : "حَجٌّ مَبْرُوْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۲۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پوچھا گیا کہ پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پوچھا گیا کہ پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج مبرور۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۸۵): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من قال ان الایمان هو العمل. صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الایمان بالله تعالیٰ افضل الأعمال .

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایمان افضل اعمال اس لیے ہے کہ وہ ہر عمل پر مقدم اور عمل کے صحیح ہونے کی شرط ہے کہ بغیر ایمان کوئی عمل مقبول نہیں ہے اور اللہ کے راستے میں جہاد کا درجہ اور اس کا مرتبہ ایمان کے بعد ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے (حدیث ۱۲۷۴) میں گزر چکی ہے۔ (روضة المتقين : ٣/٢٨٤ ـ دليل الفالحين : ٤/٨٢)

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد محبوب ترین عمل ہے

١٢٨٦ . وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى؟ قَالَ: "الصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قُلْتُ : ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ بِرُّالْوَالِدَيْنِ. قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۸٦) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وقت پر نماز ادا کرنا، میں نے عرض کیا کہ پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے عرض کیا کہ پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۸٦): صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب فضل الجهاد. صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الایمان بالله تعالیٰ افضل الاعمال .

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیثِ مبارک میں تین اعمال کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس اختصاص کی وجہ یہ ہے کہ نماز اسلام میں اہم ترین عمل ہے اور یہ بندے کے اللہ سے تعلق کا اظہار اور کمالِ بندگی ہے۔ جو اتنی عبادت کو بھی ترک کر دے وہ دوسرے اعمال بھی ضائع کر دے گا انسانوں کے حقوق میں سب سے زیادہ اور سب سے اہم حقوق والدین کے اپنی اولاد پر ہیں، جو شخص اپنے والدین کے حقوق ادا نہ کر سکے اس سے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کے حق ادا کرے گا اور جس نے کفار اور دشمنانِ اسلام کو ترک کر دیا وہ دین کی خاطر کسی اور مشقت و تکلیف کو بھی برداشت نہیں کرے گا۔ یہ حدیث اس سے پہلے (۳۱۵) گزر چکی ہے۔ (روضة المتقين : ٣/٢٨٤ ـ دليل الفالحين : ٤/٨٢ ـ نزهة المتقين : ٢/٢٢٢)

ایمان کے بعد جہاد افضل عمل ہے

۱۲۸۷ . وَعَنْ اَبِی ذَرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ !

(۱۲۸۷) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان باللہ اور اللہ کے راستے میں جہاد۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۲۸۷): صحیح البخاری، کتاب العتق، باب اي الرقاب افضل . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الایمان افضل الاعمال .

شرح حدیث: رسولِ کریم ﷺ ہر شخص کے حالات کے مطابق اور اس کی تربیت کے مقاصد کے پیش نظر جواب ارشاد فرماتے۔ بعض اوقات آپ ﷺ ایمان باللہ کی اہمیت بیان کرنے کے لیے ایمان باللہ کو پہلے ذکر فرماتے اور کبھی پہلے جہاد کو بیان فرماتے ہیں اور کبھی بروالدین کو ترجیح دیتے تھے۔ (فتح الباري : ۱/ ۳٤ . شرح صحیح مسلم للنووي : ۲/ ٦۸)

اللہ کی راہ میں ایک صبح یا شام دنیا مافیہا سے بہتر ہے

۱۲۸۸ . وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَغَدْوَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْرَوْحَةٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(۱۲۸۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام گزارنا دنیا اور دنیا کی تمام دولت سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۲۸۸): صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب الغدوة والروحة في سبیل الله . صحیح مسلم، کتاب الاماره، باب فضل الغدوة والروحة في سبیل الله .

شرح حدیث: اللہ کے راستے میں ایک صبح نکلنا یا ایک شام نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے کیونکہ دنیا کی ہر چیز فانی ہے اور آخرت کو دوام اور بقا حاصل ہے اور باقی رہنے والی فانی چیز سے بہتر ہے اور دائمی نعمت زائل ہونے والی نعمت سے افضل ہے۔

جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا

۱۲۸۹ . وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "مُؤْمِنٌ یُجَاهِدُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" قَالَ : ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ : "ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِیْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ یَعْبُدُ اللّٰهَ وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ !

(۱۲۸۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اوراس نے عرض کیا کہ کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن جو اپنی جان سے اور اپنے مال سے اللہ کے راستے میں جہاد کرے،اس نے کہا کہ پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ مؤمن جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رہنے دے۔(متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۲۸۹): صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب افضل الناس مؤمن يجاهد بنفسه وماله في سبيل الله . صحيح مسلم، كتاب الاماره، باب فضل الجهاد و الرباط.

شرح حدیث: جب فتنے عام ہو جائیں اور دین پر عمل دشوار ہو جائے تو عزلت نشینی اختیار کر کے اللہ کی عبادت میں ہمہ وقت مصروف ہو جانے والا اللہ کا بندہ مؤمن افضل ہے۔یہ حدیث اس سے پہلے (حدیث ۵۹۸) گزر چکی ہے۔

(روضة المتقين : ۳/۲۸٦۔ دليل الفالحين : ٤/٨٤)

جنت میں ایک کوڑے کی مقدار جگہ مل جانا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے

۱۲۹۰. وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوِالْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۹۰) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا، دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے اور جنت میں اتنی جگہ جس میں تم میں سے کسی کا کوڑا رکھا جائے دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے اور وہ ایک شام یا وہ ایک صبح جس میں اللہ کا بندہ اللہ کے راستے میں چلے دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۲۹۰): صحيح البخاري، باب فضل رباط يوم في سبيل الله . صحيح مسلم، كتاب الاماره، باب فضل الغدوة والروحة.

کلمات حدیث: رباط : رباط کے معنی ہیں دشمن کی نقل وحرکت پر نظر رکھنے کے لئے اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کے لیے، سرحدی علاقے میں مورچہ بند ہو کر بیٹھنا۔

شرح حدیث: رباط کے معنی ہر نوع کی جنگی تیاری کے ہیں یعنی ہر وہ تیاری اور استعداد جو دشمن سے مقابلے اور دارالاسلام کی حفاظت کے لیے کی جائے۔قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿ وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا ٱسۡتَطَعۡتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ ٱلۡخَيۡلِ تُرۡهِبُونَ بِهِۦ عَدُوَّ ٱللَّهِ وَعَدُوَّكُمۡ ﴾

’’اور تیاری کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر۔‘‘ (الانفال: ٦٠)

یعنی مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامانِ جہاد فراہم کریں اور جہاد کی تیاری کریں اور ہر حال میں تیار رہیں اور آلاتِ حرب و ضرب تیار رکھیں اور فنونِ حرب سے واقفیت رکھیں اور زمانے کی ترقی کے ساتھ جنگی حکمتِ عملی میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں سے آگاہی حاصل کریں۔ مگر یہ بات ہر وقت پیش نظر رہے کہ ساری جنگی تیاریاں اور تمام سامانِ جنگ اسبابِ ظاہری ہیں جن کا مقصود دشمن پر رعب بٹھانا ہے تاکہ دشمن مسلمانوں کو بے سروسامان سمجھ کر ان پر حملہ آور نہ ہو اور جہاں تک فتح و نصرت کا تعلق ہے وہ تو صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

غرض ایمان و یقین کے ساتھ ایک دن اللہ کے راستے میں جہاد میں لگا دینا دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے اور پھر آخرت میں اس کا صلہ جنت ہے اور جنت کا یہ حال ہے کہ اس کی اتنی زمین جس میں مجاہد فی سبیل اللہ کا کوڑا رکھا جا سکے ساری دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے افضل ہے۔ سارا دن جہاد فی سبیل اللہ میں لگا دینے کی تو بات ہی کیا ہے، اگر بندۂ مومن ایک صبح یا ایک شام اللہ کے راستے میں جہاد میں لگا دے تو یہ صبح یا شام بھی دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے افضل ہے۔

(فتح الباري : ١٤٦/١ ـ شرح صحيح مسلم للنووي : ٣٤/١٣ ـ ارشاد الساري : ٢٨٨/٦)

اسلامی سرحد پر ایک دن کا پہرہ دنیا و مافیہا سے افضل ہے

١٢٩١ . وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ’’رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَاِنْ مَاتَ فِيْهِ اُجْرِيَ عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَاَمِنَ الْفَتَّانَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(١٢٩١) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شب و روز اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینا ایک ماہ کے روزوں اور اس کی راتوں میں قیام سے افضل ہے اور اگر اس کو اسی راستے میں موت آ گئی تو اس کے عمل کو جو وہ کر رہا تھا جاری کر دیا جائے گا اور اس کا رزق جاری کر دیا جائے گا اور اسے فتنۂ قبر سے محفوظ کر دیا جائے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۹۱): صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الرباط فى سبيل الله .

کلماتِ حدیث: امن الفتان : یعنی قبر کے سوال اور فرشتوں کی آزمائش سے محفوظ ہو جائے گا۔

شرحِ حدیث: اللہ کے راستے میں جہاد میں مصروف بندہ مومن یا وہ صاحبِ ایمان جو سرحد پر دفاعِ اسلام کے لیے بیٹھا ہوا اور اس کی اس حال میں طبعی موت آ جائے تو جو اعمالِ صالحہ وہ دنیا میں کرتا رہا ہے جاری کر دیے جائیں گے اور قیامت تک اس کے نامہ اعمال

میں لکھے جاتے رہیں گے اور شہداء کی طرح اسے بھی جنت میں رزق ملتا رہے گا اور قبر میں آزمائش میں ڈالنے والے فرشتوں یعنی منکر نکیر کی آزمائش سے محفوظ ہو جائے گا یعنی اس کی اللہ کے راستے میں موت آجانے کو اس کے ایمان کا ثبوت قرار دے کر اسے منکر نکیر کے سوالوں سے بچالیا جائے گا اور وہ اس سے سوال کرنے قبر میں نہیں آئیں گے یا وہ اگر آئیں گے تو اسے ان کی آمد سے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم (شرح صحيح مسلم للنووي : ۱۳/۵۲ - روضة المتقين : ۳/۲۸۸)

●●●●●●●●●●●●●

پہرہ دیتے ہوئے مرنے والے کا ثواب قیامت تک جاری رہتا ہے

۱۲۹۲ . وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهٖ اِلَّا الْمُرَابِطَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يُنْمٰى لَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيُؤَمَّنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ!

(۱۲۹۲) حضرت فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مرنے والے کے عمل کا اجر اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، سوائے اللہ کے راستے میں سرحد پر پہرہ دینے والے کے کہ اس کا عمل قیامت کے دن تک بڑھتا رہتا ہے اور اسے قبر کی آزمائش سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۲۹۲): سنن ابی داؤد، كتاب الجهاد، باب فضل الرباط . الجامع للترمذي، ابواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرابط .

راوی حدیث: حضرت فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد اور بعد کے تمام غزوات میں شرکت کی، پچاس احادیث روایت فرمائیں، ۵۸ھ میں انتقال فرمایا۔ (دليل الفالحين : ٤/٨٦)

کلمات حدیث: يختم على عمله : ہر مرنے والے کی موت کے ساتھ اس کا سلسلۂ عمل بھی منقطع ہو جاتا ہے۔

شرح حدیث: موت سے انسان کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے کہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء ہے اور مرنے کے ساتھ ہی مرنے والے کی آخرت شروع ہو جاتی ہے۔

" من مات قامت قيامته . "

" جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہوگئی۔ "

ایک حدیث میں ارشاد ہوا کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین اعمال کے کہ وہ مرنے کے بعد بھی جاری رہتے، صدقہ جاریہ، علم جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے اور نیک اولاد جو اس کے حق میں دعاء کرے۔

اس حدیث میں فرمایا کہ ہر مرنے والے کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوائے اس کے کہ جو اللہ کے راستے میں سرحد پر پہرہ دے رہا ہو کہ اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہے گا، یعنی جملہ اعمالِ صالحہ جو اس نے اپنی زندگی میں کیے ہوں سب کا اجر و ثواب بڑھتا رہے گا اور وہ قبر کے فتنہ

سے محفوظ رہے گا۔ (تحفة الأحوذي : ٥/٢٤١۔ روضة المتقين : ٣/٢٨٨)

سرحد ایک دن کا پہرہ دوسری جگہوں کے ہزار دن کے پہرہ سے افضل ہے

۱۲۹۳۔ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ !

(۱۲۹۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا اس کے علاوہ دوسری جگہوں کے ہزار دن پہرہ دینے سے بہتر ہے۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۲۹۳): الجامع للترمذي، ابواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرابط .

شرح حدیث: اللہ کا مؤمن بندہ جو ایک دن سرحدی چوکی پر اپنے آپ کو پابند کر کے بیٹھا رہا، اس کا یہ عمل دیگر اعمالِ جہاد سے ایک ہزار دن سے بہتر ہے۔ امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں وارد لفظ منازل سے مراد مقاماتِ جہاد ہیں اور اس اعتبار سے سرحدی چوکی میں سرحدوں کی حفاظت کے لیے بیٹھنے والا خود معرکۂ جہاد میں شرکت کرنے والے سے افضل ہے، کیونکہ سرحد پر حفاظت کے لیے بیٹھے رہنے میں صبر اور حبسِ نفس زیادہ ہے اور قرآن کریم میں ہے:

﴿ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٠﴾ ﴾

"صبر کرنے والوں کو بغیر حساب اجر دیا جائے گا۔" (تحفة الأحوذي : ٥/٣٠٢۔ روضة المتقين : ٣/٢٨٨)

قیامت کے دن مجاہد کے خون کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی

۱۲۹۴۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهِ لَايُخْرِجُهُ، اِلَّا جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِيْ وَاِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَيَّ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ اُرْجِعَهُ، اِلٰى مَنْزِلِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ، بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ، اَوْغَنِيْمَةٍ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَامِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّاجَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ كُلِمَ : لَوْنُهٗ، لَوْنُ دَمٍ، وَرِيْحُهٗ، رِيْحُ مِسْكٍ: وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مَاقَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَبَدًا، وَلٰكِنْ لَااَجِدُ سَعَةً فَاَحْمِلَهُمْ وَلَايَجِدُوْنَ سَعَةً وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ اَنْ يَتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ: وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنْ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ، ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهٗ !

" اَلْکَلْمُ ": " الجَرْحُ !

(۱۲۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی ذمہ داری لیتا ہے جو اس کے راستے میں اس طرح نکلے کہ میرے راستے میں جہاد کے سوا اس کی کوئی غرض اور میرے اوپر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق کے سوا اس کا کوئی داعی نہ ہو۔ میں اس بات کا ضامن ہوں کہ اسے جنت میں داخل کروں یا اس گھر کی طرف اسے اجر اور غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں جس سے وہ نکل کر گیا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے اللہ کی راہ میں جو زخم لگتا ہے تو قیامت کے دن مجاہد اس حالت میں آئے گا کہ گویا آج زخم لگا ہے اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو جیسی ہوگی اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر مسلمان پر دشوار ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں کسی ایسے لشکر سے پیچھے نہ بیٹھے رہتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے روانہ ہوتا لیکن میں اس بات کی گنجائش نہیں پاتا کہ تمام لوگوں کے لیے سواری کا انتظام کروں اور خود ان کے پاس بھی اتنی وسعت نہیں ہے اور یہ بات ان پر دشوار ہے کہ میں چلا جاؤں اور وہ پیچھے رہیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں تو چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں پھر جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں اور پھر جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں۔ (مسلم، بخاری نے اس حدیث کا کچھ حصہ روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۱۲۹۴): صحيح البخاری، كتاب الجهاد، تمنى المجاهدان يرجع إلى الدنيا و تمنى الشهادة. صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب فضل الجهاد و الخروج في سبيل الله .

کلماتِ حدیث: تضمن الله : اللہ اپنے فضل واحسان سے اس کا کفیل بن جائے گا۔ ضامن : کفیل اور ذمہ دار۔ فاحملهم : ان کو جہاد کے لیے تیار کردوں اور سواری مہیا کردوں۔

شرحِ حدیث: اللہ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان کے ساتھ اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کے جنت میں داخل ہونے کے ضامن ہو جاتے ہیں یعنی اگر اسے شہادت نصیب ہوگئی تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے ورنہ وہ غازی بن کر اجر وثواب کے ساتھ اور مال غنیمت لے کر اپنے گھر واپس آجائے گا۔

جس کو اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے کوئی زخم لگا وہ روزِ قیامت اسی حال میں اٹھایا جائے گا اور اس کے خون سے مشک کی خوشبو اٹھ رہی ہوگی۔

فرمایا کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ مسلمان دشواری میں پڑ جائیں گے تو میں اللہ کے راستے میں لڑنے والے ہر چھوٹے بڑے لشکر کے ساتھ جاتا لیکن نہ میں سب مسلمانوں کے لیے جہاد کی تیاری اور سواری کا انتظام کرسکتا ہوں اور نہ تمام مسلمان خود کر سکتے ہیں اور نہ وہ یہ پسند کریں گے کہ میں جہاد میں چلا جاؤں اور وہ پیچھے رہ جائیں۔ حالانکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ بار بار اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے نکلوں اور بار بار شہید ہو جاؤں۔ (فتح الباري : ۲۵۸/۱ ۔ روضة المتقين : ۲۸۹/۳ ۔ دليل الفالحين : ۸۷/٤)

زخمی مجاہد اللہ کے دربار میں حاضر ہوگا تو اس کے زخم سے مشک کی طرح خوشبو مہک رہی ہوگی

۱۲۹۵. وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَامِنْ مَكْلُوْمٍ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَلْمُه' يَدْمِيْ : اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۹۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کے راستے میں جہاد میں کوئی زخم کھایا ہوگا وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے زخموں سے خون ٹپک رہا ہوگا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۲۹۵): صحيح البخاری، کتاب الذبائح، باب المسك. صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الجهاد و الخروج في سبيل الله .

کلماتِ حدیث: کلمه يدمى : اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ مکلوم : زخمی، مجروح۔ یکلم فی سبیل الله : جو اللہ کے راستے میں زخم کھائے۔ کلم کلما (باب کرم) زخمی ہونا۔

شرحِ حدیث: اللہ کا بندہ جو اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو نیتِ حسنہ اور پورے خلوص کے ساتھ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد میں زخمی ہو گیا وہ روزِ قیامت اس طرح آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہو اور خون سے مشک کی خوشبو پھیل رہی ہوگی تا کہ اس کے اخلاص اور حسن نیت کی دلیل بن جائے اور اس کے حسن عمل کا ثبوت فراہم ہو جائے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسی لیے شہید کے زخموں سے نہ خون صاف کرنا چاہیے اور نہ اسے غسل دینا چاہیے تا کہ وہ اسی حال میں اللہ کے یہاں حاضر ہو کر اپنے اس عمل کا خود گواہ بن جائے۔ (فتح الباري : ١/٣٦٤۔ شرح صحيح مسلم للنووي : ١٣/٢٢۔ روضة المتقين : ٣/٢٩١)

تھوڑی دیر کا جہاد بھی دخولِ جنت کا باعث ہوگا

۱۲۹۶. وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَه' الْجَنَّةُ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْنُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغْزَرِ مَاكَانَتْ : لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ، وَرِيْحُهَا كَالْمِسْكِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ!

(۱۲۹۶) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان نے اللہ کی راہ میں اتنی دیر جہاد کیا جتنا اونٹنی کو دوبارہ دوہنے کا وقفہ ہوتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کو اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگا یا کوئی خراش آئی تو وہ قیامت کے روز اسی حال میں آئے گا کہ وہ زخم یا خراش زیادہ سے زیادہ اس حالت میں ہوگی جیسی وہ اس وقت ہوگی جس وقت لگی تھی اس کا رنگ زعفران کا اور اس کی خوشبو مشک کی ہوگی۔ (ابوداؤد، ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث(۱۲۹۶): سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فیمن سأل الله شهادة . الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی من یکلم فی سبیل الله .

کلماتِ حدیث: فواق: دودھ دوہنے والا اونٹنی کا تھن پکڑ کر اسے دباتا ہے تو دودھ نکلتا ہے پھر دوبارہ دباتا ہے تو دودھ نکلتا ہے۔ دونوں مرتبہ دبانے کے نتیجے میں نکلنے والے دودھ کی دو دھاروں کے درمیان وقفہ فواق ہے۔ جو ظاہر ہے بہت ہی قلیل مدت اور انتہائی کم وقت ہے۔

شرحِ حدیث: ایمان باللہ اور ایمان بالرسالۃ کے ساتھ خلوصِ نیت اور خالصتاً رضائے الٰہی کے لیے اگر کسی نے بہت تھوڑے سے وقت کے لیے اللہ کے راستے میں جہاد کیا تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جسے جہاد میں کوئی زخم لگا یا کوئی خراش آئی تو روزِ قیامت یہ شخص اس طرح آئے گا کہ اس کا زخم یا اس کی خراش اسی طرح تروتازہ ہوگی اور خون کا رنگ زعفران اور خوشبو مشک کی سی ہوگی۔

(فتح الباري : ۱/۳٦٤۔ شرح صحیح مسلم للنووي : ۱۳/۱۹)

ایک ساعت کا جہاد ستر سال کی عبادت سے افضل ہے

۱۲۹۷. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَرَّرَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشِعْبٍ فِیْهِ عُیَیْنَةٌ مِّنْ مَّآءٍ عَذْبَةٍ فَاَعْجَبَتْهُ فَقَالَ : لَوِاعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِیْ هٰذَا الشِّعْبِ وَلَنْ اَفْعَلَ حَتّٰی اَسْتَاذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَاتَفْعَلْ فَاِنَّ مُقَامَ اَحَدِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ سَبْعِیْنَ عَامًا، اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ وَیُدْخِلَکُمُ الْجَنَّةَ؟ اُغْزُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ! " وَالْفُوَاقُ" مَابَیْنَ الْحَلْبَتَیْنِ !

(۱۲۹۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کسی صاحب کا گزر ایک گھاٹی پر ہوا جہاں میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا وہ ان کو پسند آیا اور وہ کہنے لگا کہ اگر میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اس گھاٹی میں قیام کرلوں لیکن میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں، چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، کیونکہ تم میں سے کسی کا اللہ کے راستے میں کہیں ٹھہرنا تمہارے گھر کی ستر سال کی نمازوں سے افضل ہے۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے اور تمہیں جنت میں داخل فرمادے۔ اس لیے اللہ کی راہ میں جہاد کرو جس نے اللہ کی راہ میں اتنا جہاد کیا جتنی دیر میں اونٹنی کو دوبارہ دوہا جاتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔ (ترمذی)

ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ فواق : دو مرتبہ دوہنے کے درمیان کا وقفہ۔

تخریج حدیث(۱۲۹۷): الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الغدو والرواح في سبیل الله .

کلمات حدیث: شعب: گھاٹی جمع شعاب۔ عيينة : عین کی تصغیر۔ پانی کا چشمہ۔

شرح حدیث: ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک گھاٹی سے ہوا وہاں شیریں پانی کا ایک چشمہ تھا انہوں نے کہا کہ اگر میں یہاں عزلت نشینی اختیار کرلوں اور یکسو ہوکر اللہ کی عبادت میں لگ جاؤں، پھر کہنے لگے کہ میں جب تک رسول اللہ ﷺ سے نہ دریافت کر لوں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ غرض واپسی پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو کہ گھر میں ستر سال کی نمازوں سے جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہونا اور مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا افضل ہے، بلکہ ایک دو گھڑی کی جہاد میں شرکت سے جنت واجب ہوجاتی ہے۔ (تحفة الأحوذي : ٥/٢٨٤ - روضة المتقين : ٣/٢٩٤)

جہاد کے برابر اور کوئی عمل نہیں

١٢٩٨ . وَعَنْهُ قَالَ قِيلَ : يَارَسُولَ اللّٰهِ مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ : "لَاتَسْتَطِيعُوْنَه"، فَاَعَادُوْا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْثَلَاثاً كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ : "لَاتَسْتَطِيعُوْنَه"! ثُمَّ قَالَ : "مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ لَايَفْتُرُ : مِنْ صَلوٰةٍ" وَلَاصِيَامٍ، حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ. وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ اَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ! عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ؟ قَالَ : "لَااَجِدُه" ثُمَّ قَالَ : "هَلْ تَسْتَطِيعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ، وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ؟، فقال ومن يستطيع ذٰلِكَ!؟

(۱۲۹۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کون سا عمل ہے جو جہاد کے برابر ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ انہوں نے اپنا یہ سوال دو یا تین مرتبہ دھرایا۔ ہر مرتبہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال اس شخص کی طرح ہو جو روزے دار ہو شب بیدار ہو، اللہ کی آیات تلاوت کرنے والا ہو اور وہ نہ روزے رکھنے سے تھکے اور نہ نماز پڑھنے سے یہاں تک کہ مجاہد فی سبیل اللہ واپس آجائے۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ

ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے ایسا عمل بتلایئے جو جہاد کے برابر ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم یہ ہمت رکھتے ہو کہ جس وقت مجاہد اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے روانہ ہوجائے تم اپنی مسجد میں داخل ہوکر نماز کے لیے کھڑے ہوجاؤ اور ذرا سی سستی نہ کرو بلکہ مسلسل نماز پڑھتے رہو اور بغیر افطار کیے روزے رکھتے رہو۔ اس پر اس شخص نے کہا واقعی اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟

تخریج حدیث (۱۲۹۸): صحيح البخاری، اول كتاب الجهاد . صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الشهادة

في سبيل الله .

کلمات حدیث: ما يعدل الجهاد : کون سا عمل اجر و ثواب میں جہاد کے برابر ہے۔ قانت : جو ساکت و صامت ہو کر خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کے سامنے کھڑا اور مصروف تلاوت ہو۔ قنوت : خشوع و خضوع کی اسی کیفیت کا نام قنوت ہے۔

شرح حدیث: مجاہد فی سبیل اللہ جب تک جہاد میں رہتا ہے وہ بندگی رب میں حاضر ہوتا ہے اس کا ہر ہر لحہ عبادت اور اس کی ہر ساعت بندگی ہے، اس لیے اس کے برابر اس کا عمل ہوگا جو رات کو مسلسل عبادت میں مصروف رہے اور دن کو روزہ رکھے، نہ روزہ افطار کرے اور نہ سلسلۂ نماز منقطع ہو اور خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہے یا اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ (فتح الباري : ۱/ ۱٤۳ ـ شرح صحيح مسلم للنووي : ۲۳/۱۳)

ہر وقت جہاد کے لیے تیار رہنے والا بہترین شخص ہے

۱۲۹۹ . وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْفَزْعَةً طَارَ عَلٰى مَتْنِهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ اَوِالْمَوْتَ مَظَانَّهُ، اَوْرَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ اَوْ شَعَفَةٍ مِّنْ هٰذَا الشَّعَفِ اَوْبَطْنِ وَادٍ مِنْ هٰذَا الْاَوْدِيَةِ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ، حَتّٰى يَاتِيَهُ الْيَقِيْنُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۲۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے بہتر زندگی گزارنے والا وہ ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامنے والا ہو، جب بھی کوئی خوف کی یا جنگ کی آواز سنتا ہے تو گھوڑے کی پشت پر بیٹھ کر اڑنے لگتا ہے اور شہادت کو اور موت کو اپنی جگہوں پر تلاش کرتا ہے یا وہ آدمی ہے جو کچھ بھیڑ بکریاں لے کر پہاڑ کی چوٹی میں سے کسی چوٹی پر یا وادیوں میں سے کسی وادی میں ٹھہر جاتا ہے نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے، یہاں تک کہ اسے موت آجائے لوگوں سے سوائے بھلائی کے اس کا کوئی اور تعلق نہ ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۹۹): صحيح مسلم، كتاب الاماره ، باب الجهاد والرباط .

کلمات حدیث: معاش : جس سے لوگوں کی زندگی کا گزارن ہو یعنی رزق۔ عنان فرسه : اس کے گھوڑے کی لگام۔ اليقين : موت، موت کو یقین اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس سے زیادہ یقینی دنیا میں کوئی بات نہیں ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ دو آدمیوں کی زندگی بہت عمدہ اور خوبصورت ہے۔

اس مجاہد کی زندگی جس کا جہاد کے لیے گھوڑا ہر وقت تیار ہے جہاں کہیں جہاد کی للکار یا ہتھیاروں کی جھنکار سنی وہ فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر تیز رفتاری سے مقام جہاد پر پہنچ گیا اور شوق شہادت میں ہر مقام پر داد شجاعت دکھائی۔

دوسرا وہ جو فتنوں سے گھبرا کر اپنی بکریاں لے کر کسی پہاڑ کی چوٹی یا کسی وادی کے دامن کو اپنا مستقر بنالیتا ہے اور اپنے رب کی عبادت

کر کے اپنے دین وایمان کا تحفظ کرتا ہے۔اس کی ایک امتیازی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا،اس کی ذات سے لوگوں کو فائدہ ہی پہنچتا ہے۔یہ حدیث اس سے پہلے (٦٠١) میں بھی گزرچکی ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووي : ١٣/٢٤ـ روضة المتقين : ٣/٢٩٦ـ دليل الفالحين : ٤/٩٢)

مجاہدین کے لیے جنت میں سو درجات ہیں

١٣٠٠ . وَعَنهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، مَابَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ." رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(١٣٠٠) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لیے جنت میں سو درجات تیار کر رکھے ہیں ہر دو درجات میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔(بخاری)

تخریج حدیث(١٣٠٠): صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب درجات المجاهدين فى سبيل الله .

شرح حدیث: اللہ نے جنت میں سو درجات ان مجاہدین کے لیے تیار فرمائے ہیں جو اللہ کے راستے میں جہاد وقتال کرتے ہیں اور جان ومال کا نذرانہ پیش کرتے ہیں،صحیح بخاری میں یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا،نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے خواہ اس نے فی سبیل اللہ جہاد کیا ہو یا اسی سرزمین میں بیٹھا رہا ہو جس میں وہ پیدا ہوا ہے۔صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگوں کو خوشخبری دے دیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک درجہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لیے تیار کیا ہے۔جنت کے دو درجات کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان۔اگر تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو کہ یہ جنت کا درمیانی یا جنت کا اعلیٰ حصہ ہے۔راوی نے کہا کہ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے اوپر عرشِ رحمٰن ہے اور اسی حصہ سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔یعنی وہ چار نہریں جن کا قرآن کریم میں ذکر آیا ہے:

﴿ فِيهَآ أَنْهَٰرٌ مِّن مَّآءٍ غَيْرِ ءَاسِنٍ وَأَنْهَٰرٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُۥ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّٰرِبِينَ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ﴾

"اس میں نہریں ہیں پانی کی جو بو نہیں کر گیا اور نہریں ہیں دودھ کی جس کا مزا نہیں پھرا اور نہریں ہیں شراب کی جس میں مزا ہے پینے والوں کے واسطے اور نہریں ہیں شہد کی صاف کیا ہوا۔" (فتح الباري : ١/١٤٦ـ ارشاد الساري : ٦/٢٨٦)

جہاد کرنے والے کو جنت میں سو درجات ملیں گے

١٣٠١ . وَعَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ

رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَجَبَتْ لَہٗ الْجَنَّۃُ" فَعَجِبَ لَھَا اَبُوْسَعِیْدٍ فَقَالَ : اَعِدْھَا عَلَیَّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، فَاَعَادَھَا عَلَیْہِ، ثُمَّ قَالَ: وَاُخْرٰی یَرْفَعُ اللّٰہُ بِھَا الْعَبْدَ مِائَۃَ دَرَجَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ، مَابَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ قَالَ، وَمَا ھِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ : "اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۰۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد (ﷺ) کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس پر اظہارِ تعجب کیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ بات میرے سامنے پھر دہرایئے، آپ ﷺ نے ان پر اس بات کو پھر دہرایا اور فرمایا کہ ایک اور عمل ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بندے کو جنت میں سو درجے بلند فرماتا ہے اور جنت کے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ حضرت ابوسعید نے پوچھا کہ یارسول اللہ وہ عمل کون سا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (مسلم)

تخریج حدیث(۱۳۰۱): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب ما أعدہ اللہ تعالیٰ للمجاھد فی الجنۃ من الدرجات.

شرح حدیث: اللہ کو اپنا رب ماننا، رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا اور اسلام کے جملہ احکام کو برضا و رغبت قبول کر لینا بنیادی امور ہیں جن پر دنیا میں ایک مؤمن کی زندگی استوار ہوتی ہے اور یہی تین باتیں ہیں جن کے بارے میں قبر میں سوال ہوگا، اور یہی تین باتیں ہیں جن پر حیاتِ اخروی کا مدار ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔

جنت میں بے شمار درجات ہیں جن میں سو درجات اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کو حاصل ہوں گے، جنت کے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ (روضۃ المتقین : ۳/۲۹۸۔ دلیل الفالحین : ۴/۹۵)

جنت تلواروں کے سایہ تلے

۱۳۰۲ . وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَھُوَ بِحَضْرَۃِ الْعَدُوِّ یَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّۃِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ "فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْھَیْئَۃِ فَقَالَ : یَا اَبَا مُوْسٰی ءَ اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ھٰذَا؟ قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ اِلٰی اَصْحَابِہٖ فَقَالَ : اَقْرَأُ عَلَیْکُمُ السَّلَامَ" ثُمَّ کَسَرَ جَفْنَ سَیْفِہٖ فَاَلْقَاہُ، ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِہٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِہٖ حَتّٰی قُتِلَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۰۲) حضرت ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ

-انہوں نے بیان کیا کہ وہ دشمن کے بالقابل کھڑے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں۔ایک پراگندہ حال شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ اے ابوموسیٰ! کیا تم نے فی الواقع رسول اللہ ﷺ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ ہاں، وہ شخص یہ سن کر اپنے ساتھیوں کی طرف چلا اور انہیں کہا۔السلام علیکم، پھر تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی اور تلوار لے کر دشمن کی طرف چل دیا اور اس سے دشمن پر وار کیا یہاں تک کہ وہ خود شہید ہوگا۔(مسلم)

تخریج حدیث(١٣٠٢): صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب ثبوت الجنة للشهيد .

کلمات حدیث: وهو بحضرة العدو : اور وہ دشمن کے بالمقابل تھے۔وہ دشمن کے سامنے تھے۔ رث الهيئة : رث پراگندہ۔ هيئة : حالت۔ جفن السيف :تلوار کی نیام۔تلوار کا پڑتلا۔

شرح حدیث: ایک موقعہ پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان فرمائی کہ جنت کے دروازے تلواروں کے سائے میں ہے۔سامعین میں ایک شخص پھٹے پرانے کپڑے پہنے اور پراگندہ حالت میں کھڑا تھا۔اس نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ حدیث خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے انہوں نے کہا کہ ہاں۔اس نے اسی وقت تلوار کو نیام سے نکالی، اسے توڑ کر پھینک دیا اور ساتھیوں کو الوداعی سلام کر کے تلوار ہاتھ میں لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑا۔یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔
صحابہ کرام کے ایمان ویقین کی یہ کیفیت تھی جس نے انہیں فاتح عالم بنایا۔

(شرح صحيح مسلم للنووي : ١٣/ ٤٠۔ تحفة الأحوذي : ٥/ ٢٩٣)

اللہ کے راستہ کا غبار اور جہنم کی آگ ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے

١٣٠٣ . وَعَنْ اَبِیْ عَبِیس عَبْدِالرحمٰن بْنِ جَبِیْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَاغُبِّرَتْ قَدَ مَاعَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

(١٣٠٣) حضرت ابوعبیس عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی بندے کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں اور پھر انہیں جہنم کی آگ بھی چھوئے۔(بخاری)

تخریج حدیث(١٣٠٣): صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب من اغبرت قدماه فی سبيل الله .

راوی حدیث: حضرت ابو عبس عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں غزوۂ بدر اور بعد کے غزوات میں شرکت فرمائی ۳۴ھ میں انتقال ہوا۔ (دليل الفالحين : ٤/ ٩٧)

کلمات حدیث: ما اغبرت قدما عبد : کسی بندے کے دونوں پیروں پر مٹی نہیں پڑی۔کسی بندے کے پاؤں غبار آلود نہیں ہوئے۔یعنی جو شخص بھی جہاد میں شریک ہوا۔

شرح حدیث: قدم غبار آلود ہونے سے مراد جہاد میں حصہ لینا ہے۔مقصود حدیث یہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ اتنا بڑا اور عظیم عمل ہے

کہ ایسا نہیں ہوگا کہ اللہ کے راستے میں جہاد میں کسی کا پاؤں غبار آلود ہو جائے اور انہیں جہنم کی آگ چھوئے۔ یعنی مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے جنت یقینی ہے بشرطیکہ کبائر سے پاک ہو۔ (روضة المتقين : ٣/٢٩٨۔ دليل الفالحين : ٤/٩٧)

اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا جہنم میں داخل نہ ہوگا

١٣٠٤. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَايَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِى الضَّرْعِ وَلَايَجْتَمِعُ عَلٰى عَبْدٍ غُبَارٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ !

(١٣٠٤) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ آدمی جہنم میں نہیں جا سکتا جو اللہ کے خوف سے رویا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے اور ایک بندے پر یہ دو باتیں جمع نہیں ہوسکتیں اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں۔ (بخاری) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث(١٣٠٤): الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الغبار فی سبيل الله .

کلمات حدیث: لا يلج: داخل نہیں ہوگا، یعنی جہنم میں نہیں داخل ہوگا یہاں تک کہ تھنوں سے نکالا ہوا دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ ﴾

"یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر جائے۔"

شرح حدیث: بندہ مؤمن جو اللہ کے خوف سے اور اس کی خشیت سے رو پڑے وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ جیسا کہ اس حدیث مبارک میں ہے جس میں فرمایا گیا کہ سات آدمی وہ ہیں جو روز قیامت اللہ کے سائے میں ہوں گے جبکہ اللہ کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ ہے جس نے اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اسی طرح اللہ کا وہ بندہ جہنم میں نہیں جائے گا جس کے پاؤں اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوئے ہوں۔ (روضة المتقين : ٣/٣٠٠۔ دليل الفالحين : ٤/٩٧)

دو آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام ہے

١٣٠٥. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "عَيْنَانِ لَاتَمَسُّهُمَا النَّارُ : عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ !

(١٣٠٥) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

ہوئے سنا کہ دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی اور وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں پہرہ دیتے ہوئے بیدار رہی۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (١٣٠٥): الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الحرس في سبيل الله .

شرح حدیث: اللہ کی خشیت اور اس کے خوف سے رونا اور اس کی محبت میں اسے یاد کر کے رونا بندگی اور عبادت کی روح ہے اور اس عمل سے اللہ کی شان رحمت وکرم جوش میں آتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے:

﴿ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ﴾

''اور وہ ہمیں پکارا کرتے رحمت کی امید اور ناراضگی کے ڈر سے اور وہ ہمارے سامنے بڑے ڈرنے والے تھے۔'' (الانبیاء: ۹۰)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ رغبت وخوف یعنی راحت اور تکلیف کی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کو پکارا کرتے اور اپنی عبادت و دعاء کے وقت بیم ورجاء کے درمیان رہتے کہ اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی امید بھی رہتی اور اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے خوف بھی۔

جہاد فی سبیل اللہ ایمان باللہ کے بعد افضل ترین عمل ہے۔ حدیثِ مذکور میں ارشاد فرمایا کہ وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں سرحد کی حفاظت اور دشمن پر نظر رکھنے کی خاطر بیدار رہی وہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گی۔

(تحفة الأحوذي : ٥/٢٦١ ـ روضة المتقين : ٣/٣٠٠)

جس نے مجاہد کی مدد کی گویا کہ اس نے خود جہاد کیا

١٣٠٦ . وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ جَهَّزَ غَازِياً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِياً فِيْ اَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ''

(١٣٠٦) حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی مجاہد فی سبیل اللہ کو سامانِ جہاد تیار کر کے دیا اس نے گویا خود جہاد کیا اور جس نے بھلائی کے ساتھ مجاہد کے جانے کے بعد اس کے اہل خانہ کی دیکھ بھال کی اس نے بھی گویا جہاد کیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (١٣٠٦): صحيح البخاری، کتاب الجهاد، باب فضل من جهز غازياً بخير . صحيح مسلم، کتاب الاماره، باب فضل اعانة الغازی .

کلماتِ حدیث: جهز غازيا : اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کو سامانِ جہاد دیا۔ یعنی جنگ کے لیے مجاہد کو جن ہتھیاروں اور اسلحہ کی ضرورت تھی وہ اسے فراہم کیے یا اسے جن دیگر اسباب کی ضرورت تھی وہ انسے مہیا کر کے دیے۔

شرح حدیث: حدیثِ مبارک میں مسلمانوں کے باہمی تعاون اور ایک دوسرے کی نصرت اور مدد کرنے کی اہمیت کا بیان ہے اور فرمایا ہے کہ مجاہد کو ضروریات مہیا کر کے دینا اور اس کے مصارف کی تکمیل کرنا اور اسی طرح اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں کی

دیکھ بھال کرنا اوران کی کفالت کرنا ایسا ہے جیسے یہ شخص خود اللہ کی راہ میں جہاد کرر ہا ہو جو اجر اللہ ان مجاہدین کو دے گا وہی اسکو بھی دے گا۔

مجاہدین کو سایہ فراہم کرنا افضل صدقہ ہے

١٣٠٧. وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَنِیْحَةُ خَادِمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْطَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ !

(١٣٠٧) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقات میں سب سے افضل صدقہ خیمہ کا سایہ فی سبیل اللہ دینا یا فی سبیل اللہ خادم کا عطیہ دینا ہے یا جوان اونٹنی کو فی سبیل اللہ دینا ہے۔(اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث(١٣٠٧): الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل الخدمة في سبيل الله .

کلمات حدیث: فسطاط : جانوروں کی اون سے بنا ہوا خیمہ جس میں مجاہد سائے کے لیے بیٹھے۔منحیة :عطیہ.

شرح حدیث: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے مجاہدین کے لیے خیمہ دینا بہترین صدقہ ہے اسی طرح مجاہدین کو خدمت کے لیے اورضروری کاموں کی تکمیل کے لیے خادم دینا بہترین صدقہ ہے اور صحت مند جوان اونٹنی اللہ کی راہ میں مجاہدین کو دیدینا صدقہ ہے۔

(تحفة الأحوذي : ٥/٢٤٨ ـ دليل الفالحين : ٤/٩٩)

مجاہدین کی مدد سے مال میں برکت ہوتی ہے

١٣٠٨. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فَتًی مِنْ اَسْلَمَ قَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اُرِیْدُ الْغَزْوَ وَلَیْسَ مَعِیَ مَااَتَجَهَّزُ بِهٖ قَالَ : "اِئْتِ فُلَانًا فَاِنَّهٗ قَدْ کَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ" فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ اَعْطِنِی الَّذِیْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ : قَالَ : یَافُلَانَةُ اَعْطِیْهِ الَّذِیْ کُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهٖ وَلَا تَحْبِسِیْ عَنْهُ شَیْئًا فَوَاللّٰهِ لَاتَحْسِبِیْ مِنْهُ شَیْئًا فَیُبَارَکَ لَکِ فِیْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(١٣٠٨) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ بنی اسلم کے ایک نوجوان نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس مال نہیں ہے کہ میں تیاری کرسکوں، آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ فلاں شخص کے پاس چلے جاؤ اس نے تیاری کی تھی پھر وہ بیمار ہوگیا۔وہ اس کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو تم نے تیاری کی ہے وہ مجھے دیدو۔اس پر اس نے کہا کہ اے فلانی اس کو وہ سارا سامان دیدو جو میں نے جہاد کے لیے تیار کیا تھا اور اس میں کوئی چیز نہ روکنا کہ اس میں تمہیں برکت دی جائے گی۔(مسلم)

تخریج حدیث(۱۳۰۸): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فضل اعانة الغازی .

شرحِ حدیث: جہاد کی تیاری میں مجاہدین کے ساتھ تعاون کرنا اوران کی اسلحہ سے ہتھیاروں سے اوراس سامان سے مدد کرنا جو دورانِ جہاد مجاہدین کے کام آئیں ایک بابرکت عمل ہے اوراجر وثواب کا حامل ہےاور جس آدمی نے جہاد کی تیاری کررکھی ہواوروہ کسی وجہ سے نہ جاسکے جو جہاد کے لیے جانا چاہتا ہو۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب الدلالة علی خیر میں گزرچکی ہے۔ (روضة المتقین : ۳/۱ ۳۰۔ دلیل الفالحین : ٤/ ١٠٠)

مجاہدین کے اہل وعیال کے دیکھ بھال کرنے والے کو برابر کا اجر ملتا ہے

١٣٠٩ . وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلَی بَنِیْ لِحْيَانَ فَقَالَ لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا، وَالْاَجْرُ بَيْنَهُمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ! وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهُ لِيَخْرُجْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ" ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ : "اَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِیْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ بِخَيْرٍ كَانَ لَهٗ مِثْلُ نِصْفِ اَجْرِ الْخَارِجِ !

(۱۳۰۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی لحیان کی طرف ایک دستہ روانہ فرمایا اور ارشادفرمایا کہ ہردوآدمیوں میں سے ایک جائے اوراجران دونوں کے درمیان ہوگا۔ (مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہردوآدمیوں میں سے ایک جہاد کے لیے نکلےاور پیچھے رہ جانے والے کے بارے میں فرمایا کہ تم میں سے جو جہاد کے لیے جانے والے کے اہل خانہ کی اوراس کے مال کی اس کے پیچھے بھلائی اورخیرخواہی کے ساتھ دیکھ بھال کرے گا اس کو جہاد کے لیے جانے والے کے اجر کا نصف ملے گا۔

تخریج حدیث(۱۳۰۹): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فضل اعانة الغازی .

کلماتِ حدیث: بنی لحیان : عرب کے قبائل میں سے بنوہذیل کی ایک شاخ۔

شرحِ حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنولحیان اس وقت تک کافر تھےاوررسول اللہ ﷺ نے ان سے جہاد کے لیے ایک دستہ روانہ فرمایااورارشادفرمایا کہ ہردوآدمیوں میں سے ایک جائے اور جو پیچھے رہ جائے وہ خیرخواہی کے ساتھ جہاد کے لیے جانے والے کے اہل ومال کی دیکھ بھال کرے۔

یہ صحیح مسلم کی دوروایات میں پہلی روایت میں ہے کہ والاجر بینھما کہ اجران دونوں کے درمیان ہوگااوردوسری روایت میں ہے کہ لہ مثل نصف اجر الخارج اسے جہاد میں جانے والے کے اجر کے نصف کے برابر ملے گا۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دونوں کے مجموعی اجر وثواب کو جب دوحصوں میں تقسیم کیا جائے گا تو ہرایک کے حصے میں وہی اجرآئے گا جودوسرے کے حصہ میں آئے گا۔

حدیث کا مقصود یہ ہے کہ تمام اہل اسلام اپنے مال سے اوراپنے تعاون اورمدد سے جہاد میں شرکت کریں کہ مجاہدین کی مالی مدد کریں،

انہیں اسلحہ اور سامانِ جہاد دیں اور مجاہدین کی اہل وعیال کی کفالت اور ان کی دیکھ بھال کریں۔

(شرح صحیح مسلم للنووي: ١٣/٣٦۔ دليل الفالحين: ٤/١٠٠۔ رياض الصالحين (صلاح الدين يوسف) ٢/٢٦٤)

جہاد کی برکت سے مسلمان ہوتے ہی جنت میں داخلہ مل گیا

١٣١٠. وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُ اَوْ اُسْلِمُ؟

فَقَالَ : "اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ" فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ : فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "عَمِلَ قَلِيْلاً وَاُجِرَ كَثِيْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ : وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ !!

(١٣١٠) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آہن پوش شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں قتال کروں یا اسلام لاؤں آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے اسلام قبول کرو پھر قتال کرو۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کرلیا اور جہاد پر روانہ ہوگیا اور شہید ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کہ تھوڑا سا عمل کیا اور اجر کثیر حاصل کرلیا۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

تخریج حدیث (١٣١٠): صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب عمل صالح قبل القتال . صحيح مسلم، كتاب الاماره، باب ثبوت الجنة للشهيد .

کلمات حدیث: مقنع بالحدید : آہن پوش۔ ہتھیاروں سے لیس، سر پر خود ڈھکے ہوئے اور جسم پر زرہ پہنے ہوئے۔

شرح حدیث: ایک شخص خدمتِ اقدس ﷺ میں حاضر ہوا جو ہتھیاروں سے لیس تھا اور زرہ اور خود پہنے ہوئے تھا کرمانی نے فرمایا کہ اس کا نام اصرم بن عبدالاشہل تھا، رسول اللہ ﷺ نے قبولِ اسلام کے بعد اس کا نام زرعہ رکھ دیا تھا۔ صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ انصاری قبیلے بنونبیت کا ایک شخص میدانِ جہاد میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا شہادتین کا اعلان کیا اور جہاد میں شامل ہوکر شہید ہوگیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تھوڑا سا عمل کیا اور اجر کثیر پایا۔

(فتح الباري : ١/١٥٢۔ ارشاد الساري : ٦/٣٠٢۔ روضة المتقين : ٣/٣٠٢۔ دليل الفالحين : ٤/١٠١)

صرف شہید ہی دنیا میں آنے کی تمنا کرے گا

١٣١١. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَااَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا وَلَهٗ مَاعَلَى الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنّٰى اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ !

(۱۳۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جو جنت میں جا کر دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرے خواہ اسے روئے زمین کی ساری دولت دے دی جائے سوائے شہید کے کہ وہ تمنا کرے گا کہ وہ دس مرتبہ دنیا میں لوٹایا جائے اور دس مرتبہ شہید کیا جائے، اس اعزاز کی وجہ سے جو اسے شہادت پر ملا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جو اس نے مرتبہ شہادت دیکھا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۱۱): صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب تمنى المجاهد ان يرجع الى الدنيا . صحيح مسلم، كتاب الامارة ، باب فضل الشهادة فى سبيل الله .

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیثِ مبارک میں شہید کی فضیلت اور اس کی جنت میں عزت وشرف کا بیان ہوا ہے۔ نضر بن شمیل کہتے ہیں کہ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ شہید ہوتے ہی جنت میں پہنچ جاتا ہے اور وہاں کی نعمتوں کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ ابن الانباری فرماتے ہیں کہ اسے شہید اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کی جنت کی شہادت دیتے ہیں۔

دراصل شہید اپنی جان دے کر گواہی دیتا ہے کہ جس حق اور سچائی پر اور رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین پر وہ ایمان لایا تھا وہ برحق ہے۔ جس طرح صدقہ دینے والا اپنا مال دے کر تصدیق کرتا ہے کہ جس دین پر وہ ایمان لایا وہی برحق ہے۔

شہید کی جنت میں تمنا ہوگی کہ بار بار دنیا میں آئے اور بار بار شہید کیا جائے گا، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک جنتی کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے اے فرزندِ آدم! تو نے اپنا ٹھکانا کیسا پایا؟ وہ کہے گا کہ اے رب بہت اچھی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے سوال کر اور تمنا کر، وہ کہے گا کہ کیا سوال کروں اور کیا تمنا کروں؟ بس یہ سوال ہے کہ آپ مجھے دنیا میں بھیج دیں اور میں تیرے راستے میں دس مرتبہ قتل ہو جاؤں، وہ جنتی یہ بات شہادت کی فضیلت اور اس کا جنت میں مرتبہ دیکھ کر کہے گا۔ (فتح الباري : ١/١٤٨ ـ ارشاد الساري : ٦/٢٨٩ ـ روضة المتقين : ٣/٣٠٤ ـ دليل الفالحين : ٤/١٠٣)

قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

١٣١٢ . وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلشَّهِيْدِ كُلَّ شَيْءٍ، اِلَّا الدَّيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ : وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ : "اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا الدَّيْنَ!

(۱۳۱۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ماسوا قرض کے اللہ تعالیٰ شہید کا ہر گناہ معاف فرما دیں گے۔ (مسلم)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ کے راستے میں شہید ہو جانا ہر بات کا کفارہ ہے سوائے قرض کے۔

تخریج حدیث (۱۳۱۲): شہید کی مغفرت اسی وقت ہو جاتی ہے جب اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے۔ چنانچہ روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی اسے چھ انعامات عطا ہوتے ہیں، اس کی ہر خطا درگزر کردی جاتی ہے، وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے، حورِعین سے اس کا نکاح کردیا جاتا ہے، فزعِ اکبر اور عذابِ قبر سے محفوظ ہوجاتا ہے اور اسے حلہ ایمان پہنایا جاتا ہے۔

شہید کے تمام گناہِ صغیرہ جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہو معاف کردیے جاتے ہیں۔ انسانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کے متعلق حقوق اس میں شامل نہیں ہیں۔ ہر مسلمان کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ موت سے پہلے انسانوں کے تمام حقوق ادا کردے۔

(شرح صحيح مسلم للنووي : ۲۷/۱۳)

حقوق العباد کے علاوہ شہید کے ہر گناہ معاف ہوجاتے ہیں

۱۳۱۳۔ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ فِیْھِمْ فَذَکَرَ اَنَّ الْجِھَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْاِیْمَانَ بِاللّٰہِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تُکَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : "نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "کَیْفَ قُلْتَ:" قَالَ :" اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَتُکَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : "نَعَمْ وَاَنْتَ صَابِرٌ، مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ اِلَّا الدَّیْنَ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لِیْ ذٰلِکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۱۳) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ ہمیں نصیحت کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ افضل اعمال ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کردیا جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹادیے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگر تو اللہ کے راستے میں شہید ہوجائے اس حال میں کہ تو جم کر لڑے ثواب کی امید رکھے اور آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے کہا کہ تو نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا کہ اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کردیا جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹادیے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگر تو جم کر لڑے ثواب کی امید رکھے سامنے بڑھے اور پیچھے نہ ہٹے سوائے قرض کے کہ جبرئیل نے مجھے اسی طرح بتایا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۱۳): صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه الا الدين .

کلماتِ حدیث: أرأيت : آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ کی کیا رائے ہے؟ كيف قلت : تو نے کیا کہا؟ تو نے کس طرح سوال کیا تھا؟ یعنی اس سے پوچھا کہ اس کا سوال کیا تھا۔

شرحِ حدیث: جہاد کی اس قدر فضیلت اور اس قدر عظیم مرتبہ ہے کہ اس حدیثِ مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے جہاد کو ایمان باللہ پر مقدم فرمایا اور اس لیے بھی کہ ایمان باللہ کے بغیر جہاد نہیں ہوسکتا۔ غرض جہاد ایسا عظیم عمل ہے جس سے مجاہد کی تمام خطائیں درگزر کردی

جاتی ہیں بشرطیکہ مجاہد جہاد کی سختیوں اور شدتوں پر صبر کرنے والا اور جم کر اور ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کرنے والا ہو اس طرح کہ آگے تو بڑھے مگر پیچھے نہ ہٹے اور اللہ سے اجر و ثواب کی امید رکھے کیونکہ کوئی عمل حسن نیت اور اخلاص کے بغیر مقبول نہیں ہے۔

جہاد میں خطائیں درگزر کر دی جاتی ہیں یعنی صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے قرض کے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر آدمی قدرت کے باوجود قرض ادا نہ کرے تو وہ اس حکم میں داخل ہے لیکن اگر کسی کو قرض کی ادائیگی کی قدرت نہ ہو اور وہ جہاد میں شہید ہو جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف اس کے قرض خواہ کو راضی کر دیں گے۔

اس حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے اسی طرح بتایا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس علاوہ قرآن کے بھی وحی لے کر آتے تھے۔ اسی لیے وحی کی دو قسمیں کی گئی ہیں: وحی جلی جو قرآن کریم کی صورت میں موجود ہے اور وحی خفی جو سنت نبوی اور احادیثِ نبوی ﷺ کی صورت میں ہم تک پہنچی ہے۔

سنت نبوی ﷺ قرآنِ کریم کا بیان ہے خود قرآنِ کریم میں آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ جو احکام انسانوں کے لیے نازل کیے گئے ہیں آپ انہیں ان کے سامنے بیان کر دیں۔

﴿ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴾

اسی لیے امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سنت کا منکر دراصل قرآن کا منکر ہے۔

(شرح صحيح مسلم للنووي : ٢٦/١٣ ـ تحفة الأحوذي : ٣٦٧/٥)

جنت کا شوق

۱۳۱۴۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ: اَيْنَ اَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ : "فِي الْجَنَّةِ :" فَاَلْقٰى تَمَرَاتٍ كُنَّ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۱۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں۔ اس شخص کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں اس نے وہ پھینک دیں اور کفار سے لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۱۴): صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب ثبوت الجنة للشهيد .

شرحِ حدیث: صحابہ کرام کو ایمان و یقین کی اس قدر عظیم دولت حاصل تھی کہ انہیں جنت کی خوش خبری سن کر ادنیٰ سا تامل نہ ہوتا بلکہ اس قدر کامل یقین ہوتا کہ چند کھجوریں ہاتھ میں تھیں وہ بھی پھینک دیں کہ اتنا وقت ان کھجوروں کے کھانے میں لگے گا تو یہ بھی ضائع ہو گا۔

(فتح الباري : ٥٤٧/١ ـ شرح صحيح مسلم للنووي : ٣٩/٣ ـ روضة المتقين : ٣٠٥/٣)

غزوۂ بدر میں ایک صحابی کی شہادت کی تمنا

١٣١٥. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى سَبَقُوا الْمُشْرِكِيْنَ اِلٰى بَدْرٍ وَجَآءَ الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يُقْدِمَنَّ اَحَدٌ مِنْكُمْ اِلٰى شَيْءٍ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا دُوْنَهٗ"، فَدَنَا الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قُوْمُوْا اِلٰى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ" قَالَ يَقُوْلُ عُمَيْرُ بْنُ الْحَمَامِ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ: بَخٍ بَخٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَايَحْمِلُكَ عَلٰى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟" قَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا رَجَآءَ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا" فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِّنْ قَرَنِهٖ فَجَعَلَ يَاْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ اَنَا حَيِيْتُ حَتّٰى اٰكُلَ تَمَرَاتِيْ هٰذِهٖ اِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيْلَةٌ! فَرَمٰى بِمَا كَانَ مَعَهٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى قُتِلَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

"اَلْقَرَنُ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَالرَّآءِ هُوَ جُعْبَةُ النُّشَّابِ!

(١٣١٥) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب روانہ ہوئے اور مشرکین سے پہلے بدر کے مقام پر پہنچ گئے اور جب مشرکین بھی پہنچ گئے تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی بات میں اس وقت تک آگے نہ بڑھے جب تک میں نہ کہوں یا کروں؟ مشرکین لڑائی کے لیے سامنے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس جنت کے لیے کھڑے ہو جس کی چوڑائی زمین اور آسمانوں کے برابر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمیر بن حمام انصاری کہنے لگے۔ یارسول اللہ! جنت جس کی چوڑائی زمین اور آسمانوں کے برابر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ واہ واہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے واہ واہ کس وجہ سے کہا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم یارسول اللہ اس امید کے سوا کوئی بات نہیں کہ میں اس جنت میں جانے والوں میں سے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً تو جنت میں جانے والوں میں سے ہے۔ اس پر انہوں نے اپنے ترکش میں سے چند کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانے لگے۔ پھر کہنے لگے میں یہ کھجوریں کھانے میں لگا رہا تو یہ تو لمبی زندگی ہوگی اور انہوں نے جو کھجوریں ان کے پاس تھیں وہ پھینک دیں پھر مشرکین سے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

قرن، قیروان: تیر رکھنے کی جگہ۔

تخریج حدیث (١٣١٥): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب ثبوت الجنة للشهيد .

کلماتِ حدیث: لا يقدمن منكم الى شيء: تم میں سے کوئی کسی بات میں پیش قدمی نہ کرے، کوئی کسی کام کی طرف قدم نہ بڑھائے۔ حتى اكون دونه: یہاں تک کہ میں اس جگہ پہنچ جاؤں یہاں تک کہ میں اس بات کے قریب ہو جاؤں، یعنی میں خود اس کام کو کروں یا اس کے لیے کہوں۔ یعنی کوئی میری اجازت کے بغیر اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب تک میں آگے

بڑھ کر کوئی کام نہ کروں تم نہ کرو تا کہ جو مصالح پیش نظر ہیں وہ فوت نہ ہوں۔

شرح حدیث: صحابہ کرام کا شوق آخرت اور جذبہ ایمانی اس قدر بیدار تھا کہ اس نے ان کو دنیا کی لذتوں اور نعمتوں سے بے نیاز کر کے جنت کی لازوال نعمتوں کا ایسا متمنی بنا دیا تھا کہ وہ چند کھجوریں کھانے کو جنت پہنچنے کے راستے میں ایک طویل زندگی سمجھتے تھے جوان کے ارمان اور جنت کے درمیان حائل ہوگئی ہو۔امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہاد کے میدان میں دشمنوں کی یلغار میں اس طرح بے دھڑک گھس جانا کہ شہادت یقینی ہو جائے بلا کراہت جائز اور درست ہے۔

(شرح صحيح مسلم للنووي : ١٣/٣٨۔ روضة المتقين : ٣/٣٠٧۔ دليل الفالحين : ٤/١٠٥)

ستر قراء کی شہادت کا واقعہ

١٣١٦ . وَعَنْهُ قَالَ جَآءَ نَاسٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالاً يُعَلِّمُوْنَا الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةَ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ سَبْعِيْنَ رَجُلاً مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ فِيْهِمْ خَالِيْ حَرَامٌ يَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بِاللَّيْلِ . يَتَعَلَّمُوْنَ وَكَانُوْ بِالنَّهَارِ يَجِيْئُوْنَ بِالْمَآءِ فَيَضَعُوْنَهٗ فِي الْمَسْجِدِ وَيَحْتَطِبُوْنَ فَيَبِيْعُوْنَهٗ وَيَشْتَرُوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِاَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَآءِ، فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضُوْا لَهُمْ فَقَتَلُوْهُمْ قَبْلَ اَنْ يَبْلُغُوا الْمَكَانَ فَقَالُوْا: اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا وَاَتٰى رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ اَنَسٍ مِنْ خَلْفِهٖ فَطَعَنَهٗ بِرُمْحٍ حَتّٰى اَنْفَذَهٗ فَقَالَ حَرَامٌ : فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوْا وَاِنَّهُمْ قَالُوْا : اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهٰذَا لَفْظُ مسلم !

(١٣١٦) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ کچھ لوگ ہمارے ساتھ روانہ فرما دیجئے جو ہمیں قرآن وسنت سکھائیں۔آپ ﷺ نے ان کی جانب ستر انصاری صحابہ روانہ فرمائے جنہیں قراء کہا جاتا تھا۔ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے یہ سب لوگ رات کو قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے اور سیکھتے اور دن کو یہ لوگ پانی لا کر مسجد میں رکھتے اور لکڑیاں اکٹھی کر کے لاتے اور انہیں فروخت کرتے اور اس سے اہل صفہ اور فقراء کے لیے سامانِ خوراک خریدتے تھے ان حضرات کو رسولِ کریم ﷺ نے ان کی جانب بھیجا۔لیکن راستے میں ان کو لے جانے والے ان کی جان کے درپے ہو گئے اور انہیں منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا۔انہوں نے وقت شہادت کہا کہ اے اللہ! ہمارے نبی کو ہماری طرف سے یہ بات پہنچا دے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہوگئی ہے ہم تجھ سے راضی ہو گئے ہیں اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔

ایک شخص حضرت انس کے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پیچھے سے ان کو ایسا نیزہ گھونپا کہ وہ جسم سے آر پار ہو گیا اور حرام نے وقتِ شہادت کہا کہ ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی قتل ہو گئے ہیں اور وقتِ

شہادت انہوں نے کہا کہ اے اللہ! ہمارے نبی ﷺ کو ہماری طرف سے یہ بات پہنچا دے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہوگئی ہے اور ہم تجھ سے راضی اور تو ہم سے راضی ہوگیا ہے۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۳۱۶): صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب من ينكب او يطعن فى سبيل الله . صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب ثبوت الجنة للشهيد .

کلمات حدیث: ناس: کچھ لوگ اہل نجد کی ایک جماعت جس کا سربراہ ابو براء بن ملاعب الاسنہ تھا۔ فعرضوا لهم : ان کا سامنا کیا، ان سے تعرض کیا، ان کی جان کے درپے ہوگئے۔ انفذه : تیر ان کے آر پار ہوگیا۔

شرحِ حدیث: اہل نجد کے کچھ لوگ جن کا سردار جو براء بن ملاعب الأسنہ تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگ روانہ کردیں جو ہمیں قرآن اور سنت کی تعلیم دیں آپ ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور ستر انصاری صحابہ روانہ فرمائے جنہیں قراء کہا جاتا تھا۔ یہ حضرات رات کو قرآن سیکھتے اور سکھاتے اور دن کو مسجد میں وضوء کا پانی لاکر رکھتے تاکہ مسلمان وضوء کریں اور لکڑیاں لاتے اور انہیں فروخت کرکے اس رقم سے اہل صفہ اور فقراء کے کھانے کا انتظام کرتے تھے۔

صفہ مسجدِ نبوی میں ایک چبوترہ تھا، جس پر چھپڑ ڈالا گیا تھا۔ یہ درس گاہِ نبوی تھی اور مسلمانوں کی سب سے پہلے دانش گاہ تھی اس میں مختلف اوقات میں ستر، بہتر صحابہ کرام رہتے تھے یہ روز وشب حضورِ اکرم ﷺ کی صحبت میں رہتے اور ارشاداتِ نبوی ﷺ سنتے اور علومِ نبوت سے استفادہ کرتے۔ ان حضرات کا نہ کوئی گھر بار تھا اور نہ ذریعہ معاش۔ صرف اللہ پر توکل اور اس پر بھروسہ ان کا واحد سہارا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ان کی مدد واعانت کرتے اور ان کے کھانے پینے کا بندوبست فرماتے تھے۔

کافران صحابہ کرام کو سازش کرکے اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے علاقے میں لے جاکر سب کو شہید کردیا۔ ایک دشمن خدا عامر بن طفیل نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کے ایسا نیزہ مارا کہ آر پار ہوگیا۔ انہوں نے وقتِ شہادت کہا ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔

صحابہ کرام کی یہ جماعت دشمنوں میں گھر گئی اور کوئی امیدِ زندگی کی باقی نہیں رہی تو وہ پکار اٹھے کہ اے اللہ! یہاں کوئی نہیں جو ہمارے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو مطلع کرے، اے اللہ تو ہمارے نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچا دے کہ ہم تجھ سے مل چکے ہیں اور تجھ سے راضی ہوگئے اور تو ہم سے راضی ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مطلع فرمادیا اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تمہارے ساتھی شہید ہوگئے ہیں اور انہوں نے شہادت سے پہلے یہ بات کہی۔

دعوتِ دین اور تبلیغ اسلام دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس راستے میں تکالیف برداشت کیں اور مصائب سہے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر تکلیف اور ہر مصیبت کو صبر واستقامت سے برداشت کیا اور جان و مال کی قربانی دی اور اللہ کے دین کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا۔ داعی کے لیے ضروری ہے کہ عالم باعمل ہو سیرت و کردار کا پیکر ہو اور

درویشی اور فقیری کا خوگر ہو۔ اسبابِ دنیا پر تکیہ کرنے اور مادی آسائشوں کو محبوب رکھنے والے دعوتِ دین کا کام نہیں کر سکتے۔

(فتح الباري : ٢/ ٥٦٠۔ عمدة القاري : ١٦/ ٢٢٨۔ روضة المتقين : ٣/ ٣٠٨۔ دليل الفالحين : ٤/ ١٠٦)

حضرت انس بن نضر کی بہادری اوران کی شہادت کا واقعہ

١٣١٧. وَعَنْهُ قَالَ : غَابَ عَمِّيْ اَنَسُ ابْنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ لَئِنِ اللّٰهُ اَشْهَدَنِيْ قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَااَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ اِنْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ يَعْنِيْ اَصْحَابَهٗ وَاَبْرَأُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهٗ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ فَقَالَ : يَاسَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ اِنِّيْ اَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ. قَالَ سَعْدٌ : فَمَا اسْتَطَعْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاصَنَعَ! قَالَ اَنَسٌ : فَوَجَدْنَا فِيْهِ بِضْعاً وَّثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ، اَوْطَعْنَةً بِرُمْحٍ اَوْرَمْيَةً بِسَهْمٍ وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهٗ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهٗ بِبَنَانِهٖ قَالَ اَنَسٌ : كُنَّا نَرٰى. اَوْنَظُنُّ. اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْ اَشْبَاهِهٖ "مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ، اِلٰى اٰخِرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ الْمُجَاهَدَةِ !

(١٣١٧) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا انس بن النضر نے غزوہ بدر میں شرکت نہیں کی تھی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی مشرکین سے پہلی مرتبہ جنگ ہوئی اور میں غیر حاضر رہا، اب اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے مشرکین سے مقابلہ کا موقعہ ملا تو اللہ دیکھ لے گا میں کیا کرتا ہوں۔ جنگِ احد کے موقع پر جب مسلمان منتشر ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں تیری طرف اس کام کی معذرت کرتا ہوں اس کام کی جو ان لوگوں نے کیا جو ان لوگوں نے کیا یعنی ان کے ساتھیوں نے اور تیرے سامنے اس کام سے براءت کا اظہار کرتا ہوں یعنی ان مشرکوں نے کیا۔ پھر آگے بڑھے تو ان کا سامنا حضرت سعد بن معاذ سے ہوا تو ان سے کہا کہ اے سعد بن معاذ نضر کے رب کی قسم میں احد پہاڑ سے آنے والی جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔

سعد نے کہا یا رسول اللہ میں بیان نہیں کر سکتا کہ نضر نے کیا کیا؟ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے جسم پر اسی سے زیادہ تلواروں کی کاٹ نیزوں کے زخم اور تیروں کے نشانات تھے۔ ہم نے انہیں اس حال میں مقتول پایا کہ مشرکین نے ان کا مثلہ کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ان کی بہن کے سوا کوئی انہیں نہ پہچان پایا انہوں نے ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کی یہ رائے تھی کہ یہ آیت ان کے بارے میں اور ان جیسے دیگر صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عٰهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ ﴾

''مؤمنوں میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے وہ وعدہ سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا اور بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنا ذمہ پورا کر دیا۔'' (الاحزاب:۲۳) (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۳۱۷): صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب قول الله تعالىٰ من المؤمنين رجال . صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب ثبوت الجنة للشهيد .

کلمات حدیث: لئن الله اشهدنى : اگر اللہ نے میری قسمت میں لکھا ہے کہ میں کسی غزوہ میں شرکت کروں۔ ليرين الله : امام نووی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ یہ لفظ دو طرح پڑھا جا سکتا ہے یا اور راء کے زبر کے ساتھ لیرین اس کے معنی اللہ تعالیٰ ضرور دیکھ لے گا۔ اور یاء پر پیش اور راء کے زیر کے ساتھ لیرین یعنی اللہ اس کو دکھلائے گا اور لوگوں پر ظاہر کر دے گا۔

شرح حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں کسی وجہ سے شرکت نہ کر سکے تھے جس کا انہیں بے حد ملال اور افسوس تھا۔ اسی رنج و ملال کی کیفیت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ﷺ کو پہلی مرتبہ مشرکین سے جنگ کا سابقہ پیش آیا اور میں اس میں شریک نہ ہو سکا اگر دوبارہ کبھی جنگ ہوئی اور اللہ نے میری قسمت میں اس میں شرکت کرنا نصیب کیا تو پھر اللہ لوگوں کو دکھلا دے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔

انتہائی سلیقہ سے اور بے محتاط انداز میں اپنی شجاعت اور بہادری کی جانب اشارہ کیا اور بتلایا کہ بدر میں میری عدم شرکت کوئی بزدلی اور کم ہمتی کی بناء پر نہ تھی اب اگر پھر ایسا موقع آیا تو دنیا دیکھے گی اور اللہ سب کو دکھلائے گا کہ میں کس قدر شجاع اور بہادر ہوں۔

معلوم ہوا کہ اگر آدمی کے دل میں نیکی کا کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو تو لمبے چوڑے دعوے کرنے کی بجائے عزم و ہمت سے اور حسن نیت اور اخلاص کے ساتھ اس کام کو انجام دے اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا حسن نیت قبول ہو لوگوں میں بھی حسن قبول پیدا کر دے گا۔ لیکن اگر پہلے ہی دل میں شہرت و ناموری کی بات آجائے گی تو وہ عمل ہی اکارت ہو جائے گا، کیونکہ اس میں حسن نیت اور اخلاص کی جگہ ریاء و نمود کے جذبے کی شمولیت ہو جائے گی۔

غزوۂ بدر ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ میں ہوا تھا جس میں انس بن نضر شرکت نہ کر سکے تھے، پھر وہ غزوۂ احد میں شریک ہوئے، جس میں ان کو اسی سے زیادہ زخم آئے جو تلواروں کے نیزوں کے اور تیروں کے تھے اور مشرکین نے ان کی لاش کا مثلہ کر دیا تھا اور ان کی بہن نے انہیں انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب المجاہدہ (۱۰۹) میں گزر چکی ہے۔

(روضة المتقين : ٣٠٩/٣ ـ دليل الفالحين : ١٠٨/٤ ـ رياض الصالحين (ترجمه صلاح الدين يوسف) ٢٧٠/٢)

رسول اللہ ﷺ نے خواب میں شہداء کا گھر دیکھا

۱۳۱۸ . وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ

رَجُلَيۡنِ اَتَيَانِیۡ فَصَعِدَا بِیۡ الشَّجَرَةَ فَاَدۡخَلَانِیۡ دَارًاهِیَ اَحۡسَنُ وَاَفۡضَلُ لَمۡ اَرَقَطُّ اَحۡسَنَ مِنۡهَا، قَالَا: اَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ" : رَوَاهُ الۡبُخَارِیُّ وَهُوَ بَعۡضٌ مِّنۡ حَدِيۡثٍ طَوِيۡلٍ فِيۡهِ اَنۡوَاعٌ مِّنَ الۡعِلۡمِ سَيَاتِیۡ فِیۡ بَابِ تَحۡرِيۡمِ الۡكِذۡبِ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی !

(١٣١٨) حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے رات کو دیکھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے وہ مجھے لے کر درخت پر چڑھے اورانہوں نے مجھے ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو بہت ہی عمدہ اور بہت اچھا تھا کہ میں نے اس سے زیادہ اچھا گھر پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ گھر شہداء کا ہے۔ (اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے اور یہ طویل حدیث کا حصہ ہے جس میں متعدد علوم ہیں اور جو انشاء اللہ باب تحریم الکذب میں آئے گی)

تخریج حدیث(١٣١٨):　صحیح بخاری، ابواب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین .

کلمات حدیث:　رأیت اللیلة : میں نے آج رات خواب میں دیکھا۔ رجلین : دو آدمی دو فرشتے یعنی جبرئیل اور میکائیل علیہ السلام جو انسانوں کی شکل میں آئے تھے۔

شرح حدیث:　رسول اللہ ﷺ کو خواب میں شہداء کے مقام اور مرتبہ کا مشاہدہ کرایا گیا اور آپ نے صحابہ کرام کے سامنے بیان فرمایا کہ شہداء کا اللہ کے یہاں کس قدر بڑا مقام اور کس قدر عظیم مرتبہ ہے۔

(روضة المتقین : ٣/ ٣١٠ـ دلیل الفالحین : ٤/ ١١٠)

حارثہ بن سراقہ جنت الفردوس میں ہے

١٣١٩ . وَعَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ اَنَّ اُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنۡتَ الۡبَرَآءِ وَهِیَ اُمُّ حَارِثَةَ ابۡنِ سُرَاقَةَ، اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتۡ : يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ اَلَا تُحَدِّثُنِیۡ عَنۡ حَارِثَةَ وَكَانَ قُتِلَ يَوۡمَ بَدۡرٍ، فَاِنۡ كَانَ فِی الۡجَنَّةِ صَبَرۡتُ، وَاِنۡ كَانَ غَيۡرَ ذٰلِكَ اِجۡتَهَدۡتُ عَلَيۡهِ فِی الۡبُكَآءِ؟ فَقَالَ : يَااُمَّ حَارِثَةَ اِنَّهَا جِنَانٌ فِی الۡجَنَّةِ وَاِنَّ ابۡنَكِ اَصَابَ الۡفِرۡدَوۡسَ الۡاَعۡلٰی رَوَاهُ الۡبُخَارِیُّ .

(١٣١٩) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حارثہ بن سراقہ کی والدہ ام الربیع بنت البراء رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا مجھے حارثہ جو غزوۂ بدر میں شہید ہو گئے تھے اس کے بارے میں نہیں بتائیں گے، کہ کیا وہ جنت میں ہیں کہ میں صبر کروں اور اگر کوئی اور بات ہے تو میں خوب رولوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ام حارثہ جنت میں بہت سے باغات ہیں تمہارا فرزند تو فردوسِ اعلیٰ میں ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث(١٣١٩):　صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب من اتاه سهم غرب فقتله .

کلمات حدیث:　الفردوس الاعلیٰ: جنت کا بہت اعلیٰ اور درمیانی حصہ۔ جس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

" اذا سالتم الله فسئلوه الفردوس ."

''جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو۔''

شرح حدیث: غزوۂ بدر اور شہداءِ بدر کی فضیلت کا بیان ہے۔ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول ﷺ تھے جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے ان کی والدہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ان کا بیٹا جنت میں ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے اعلیٰ حصے یعنی فردوس میں ہے۔ (روضة المتقين : ٣/ ٣١١۔ دليل الفالحين : ٤/ ١١٢)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فرشتوں کا سایہ

١٣٢٠. وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : جِيْءَ بِاَبِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مُثِّلَ بِهٖ فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَهَبْتُ اَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهٖ فَنَهَانِيْ قَوْمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَازَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(١٣٢٠) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد عبداللہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا کافروں نے ان کی لاش کا مثلہ کر دیا تھا۔ لاش آپ ﷺ کے سامنے رکھ دی میں ان کے چہرے سے کپڑا اٹھانے لگا تو کچھ لوگوں نے مجھے منع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اسے اپنے پروں سے سایہ کیے ہوئے ہیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (١٣٢٠): صحيح البخاری، کتاب الجهاد، باب ظل الملائكة على الشهيد . صحيح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل عبد الله بن عمرو والد جابر.

کلمات حدیث: مثل به : ان کا مثلہ کر دیا، یعنی ناک کان کاٹ کر لاش کو بگاڑ دیا گیا۔

شرح حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے اور کافروں نے ان کا مثلہ کر دیا لاش رسول کریم ﷺ کے سامنے رکھی ہوئی تھی ان کے صاحبزادے عبداللہ نے ان کا چہرہ دیکھنا چاہا تو صحابہ کرام نے منع کر دیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا کہ فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ کیے ہوئے ہیں اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ فرشتے ان پر اپنے پروں سے ان کے اوپر سایہ فگن رہیں گے جب تک تم ان کا جنازہ نہ اٹھاؤ اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ تم انہیں دفن کر دو۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شہید کی لاش پر فرشتوں کا اپنے پروں سے سایہ فگن ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ان کی رحمت و مہربانی کی علامت ہے۔ (فتح الباري : ١/ ٧٥٤۔ شرح صحيح مسلم للنووي : ١٦/ ٢٠۔ روضة المتقين : ٣/ ٣١١)

شہادت کی تمنا کرنے والا

١٣٢١. وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ

سَئَالَ اللّٰہَ تَعَالیٰ الشَّہَادَۃَ بِصِدْقٍ بَلَّغَہُ اللّٰہُ مَنَازِلَ الشُّہَدَآءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِہٖ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۲۱) حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کی اس کو اللہ تعالیٰ مقاماتِ شہداء عطا فرمائیں گے خواہ اس کی وفات اپنے بستر پر ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث(۱۳۲۱): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ ، باب استحباب طلب الشھادۃ .

شرح حدیث: شہادت کا اس قدر عظیم مرتبہ ہے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ سے خلوص کے ساتھ شہادت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے مقاماتِ شہادت عطا فرما دیتے ہیں خواہ اس کی موت اپنے بستر پر واقع ہو۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب الصدق (۵۷) میں آچکی ہے۔ (روضۃ المتقین : ۳/۳۱۳۔ دلیل الفالحین : ۴/۱۱۳)

شہادت کی تمنا کرنے والے کو شہادت مل ہی جاتی ہے

۱۳۲۲ . وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَنْ طَلَبَ الشَّہَادَۃَ صَادِقًا اُعْطِیَہَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْہُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۲۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے صدقِ نیت کے ساتھ اللہ سے شہادت طلب کی اللہ اسے اس کا اجر عطا فرمادیں گے اگر چہ وہ شہادت نہ پائے۔ (مسلم)

تخریج حدیث(۱۳۲۲): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ ، باب استحباب طلب الشھادۃ .

کلماتِ حدیث: أعطیھا : اسے دیدیا گیا۔ وہ شئے اسے دی گئی، یعنی جو شئے مانگی وہ دیدی گئی۔ ولو لم تصبہ : اگر چہ خود اسے شہادت نصیب نہ ہو۔ اصاب اصابۃ (باب افعال) پہنچنا۔

شرح حدیث: جو مسلمان صدقِ نیت اور اخلاص کے ساتھ اللہ سے شہادت طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو شہادت کا اجر و ثواب عطا فرما دیتے ہیں اگر چہ اسے شہادت نصیب نہ ہوئی ہو کیونکہ اسلام میں تمام اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ اور ابن العربی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر نیت درست ہو تو اللہ کی مدد اور اس کی نصرت حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین آدمی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد کرتا ہے: مجاہد فی سبیل اللہ، مکاتب جو ادائیگی کی نیت رکھتا ہو اور نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کی غرض سے نکاح کرے۔ (شرح صحیح مسلم للنووي : ۱۳/۴۸۔ روضۃ المتقین : ۳/۳۱۲)

شہید کو موت کی تکلیف نہیں ہوتی

۱۳۲۳ . وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَایَجِدُ الشَّہِیْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا یَجِدُ اَحَدُکُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَۃِ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ .

وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ!

(۱۳۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید کو قتل ہو جانے میں اتنی تکلیف محسوس ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث(۱۳۲۳): الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الرابط.

کلمات حدیث: القرصة: چیونٹی کا کاٹنا، قرص اصل میں کسی چیز کو انگلی کے پوروں سے پکڑنے کو کہتے ہیں۔

شرح حدیث: شہید پر اللہ کی اس قدر عنایات ہیں اور اس پر اس قدر فضل و کرم ہوتا ہے کہ اس کی موت کو بھی اس کے اوپر آسان کر دیا جاتا ہے اور اس سہولت کے ساتھ روح جسم سے خارج ہوتی ہے جیسے چیونٹی نے کاٹ لیا ہو۔ شہید تو زندہ ہوتا ہے بس اس کی روح اس جہاں سے اس جہاں میں پرواز کر جاتی ہے اور اس لیے وہ اللہ کی رحمت سے موت کی شدت سے اور اس کی سختیوں سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ (روضة المتقين: ۳/۳۱۳۔ دليل الفالحين: ۴/۱۱۳)

جنگ کی تمنا کرنے کی ممانعت

۱۳۲۴. وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِىْ لَقِىَ فِيْهَا الْعَدُوَّ اِنْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِى النَّاسِ فَقَالَ: "اَيُّهَا النَّاسُ لَاتَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا! لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا، وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ" ثُمَّ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِىَ السَّحَابِ: "وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۳۲۴) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی معرکہ میں جو آپ ﷺ کو دشمن کے ساتھ پیش آیا سورج کے ڈھل جانے کا انتظار فرمایا۔ پھر آپ ﷺ لوگوں کو خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ لوگو! دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو مگر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو اس کے مقابلے میں ثابت قدمی اختیار کرو اور یقین رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ تو کتاب کا نازل کرنے والا، بادل کا چلانے والا اور گروہوں کو شکست دینے والا ہے، دشمن کو ہزیمت دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۳۲۴): صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب لا تتمنوا لقاء العدو. صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب كراهة تمنى لقاء العدو.

کلمات حدیث: مالت الشمس: سورج مغرب کی جانب ڈھل گیا۔ مال میلا (باب ضرب) مائل ہونا، جھکنا۔

شرح حدیث: مستحب یہ ہے کہ لڑائی کا آغاز زوال آفتاب کے بعد کیا جائے جو اس بات کی علامت ہوگا کہ شدت اور سختی کا وقت

ڈھل گیا اور عافیت و سکون کا وقت آ گیا۔ دشمن سے مقابلہ کی تمنا یا آرزو نہیں کرنی چاہیے بلکہ اللہ سے امن و عافیت کی دعاء کرنی چاہیے لیکن اگر دشمن حملہ آور ہو جائے تو ثابت قدمی اور استقامت سے مقابلہ کرنا چاہیے اور اس یقین کامل کے ساتھ جہاد کرنا چاہیے کہ تلواروں کی جھنکار اور ان کا سایہ جنت میں لے جانے والا ہے اور دورانِ جہاد اللہ سے عاجزی اور خشوع کے ساتھ دعاء کرنی چاہیے کہ اے اللہ! اپنے دین کا نام لینے والوں کو فتح و نصرت عطا فرما اور انہیں کامیابی عطا فرما کیونکہ فتح و نصرت اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب الصبر (۵۳) میں آ چکی ہے۔

(روضة المتقين : ۳/۳۱٤۔ نزهة المتقين : ۲/۲٤۳۔ دليل الفالحين : ٤/۱۱۳)

دو دعائیں رد نہیں ہوتیں

۱۳۲۵ . وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ لَاتُرَدَّانِ، اَوْقَلَّمَا تُرَدَّانِ : اَلدُّعَآءُ عِنْدَالنِّدَآءِ وَعِنْدَالْبَاْسِ حِيْنَ يَلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ !

(۱۳۲۵) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو دعائیں رد نہیں ہوتیں، یا بہت کم رد ہوتی ہیں۔ اذان کے وقت کی دعاء اور لڑائی کے وقت کی دعاء جب کہ باہم گھمسان کا رن ہو۔ (ابوداود)

تخریج حدیث (۱۳۲۵): سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب الدعاء عند اللقاء .

کلماتِ حدیث: البأس : جنگ، قتال۔ حين يلحم بعضهم بعضاً : جب دونوں مدمقابل لشکر ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو جائیں۔ دونوں جانب کے مقاتلین ایک دوسرے میں گھس جائیں۔

شرحِ حدیث: دو اوقات ایسے ہیں جن میں دعاء قبول ہوتی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ دو اوقات ایسے ہیں جن میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی دعا کرے اور اس کی دعاء قبول نہ ہو۔ غرض مؤمن ان دونوں اوقات میں سے کسی وقت دعاء کرے تو اس کی دعاء قبول کی جاتی ہے۔

اذان کے وقت کی دعاء مقبول ہے اور اس وقت کی دعاء مقبول ہے جب دشمن سے مقابلے میں گھمسان کا رن پڑ گیا ہو۔ غرض اذان کے وقت اور جہاد فی سبیل اللہ کے وقت دعاء کرنا مستحب ہے۔ (روضة المتقين : ۳/۳۱٤۔ دليل الفالحين : ٤/۱۱۵)

جہاد کے لیے روانہ ہوتے وقت کی دعاء

۱۳۲٦ . وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا غَزَا قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ، بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ، وَبِكَ اُقَاتِلُ، : رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(١٣٢٦) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ یہ دعاء فرماتے: اے اللہ تو ہی میرا بازو اور مددگار ہے تیری مدد سے میں پھرتا (اپنا دفاع کرتا ہوں) اور تیری ہی توفیق سے میں دشمن پر حملہ آور ہوتا ہوں اور لڑتا ہوں۔ (ابوداود، ترمذی اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث(۱۳۲۶): سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب ما یدعی عند اللقاء. الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب فی الدعاء اذا غزا.

کلمات حدیث: عضدي: میرا مددگار، طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عضد کنایہ ہے اس ذات سے جس پر اعتماد کیا جائے اور بھروسہ کیا جائے اور اس سے خیر کی توقع رکھی جائے۔ نصیری کے معنی ہیں۔ ناصری: میری مدد کرنے والا۔ بك أحول: تیری ہی مدد سے میں دشمن کے حملے کو اور اس کے مکروکید کو رد کرتا ہوں۔ بك اصول: تیری ہی مدد سے میں دشمن پر حملہ کرتا ہوں۔

شرح حدیث: مؤمن ہر حال میں اللہ پر بھروسہ اور اس پر توکل کرتا ہے اور اسبابِ ظاہرہ پر اس طرح کلی اعتماد نہیں کرتا کہ اسباب کو ہر معاملہ میں اور ہر وقت مؤثر سمجھے کہ اسباب کی تاثیر دراصل مشیت الٰہی کے تابع ہے اور ان کی تاثیر اسی وقت تک ہے جب تک مشیتِ الٰہی یہی ہے کہ ان کی تاثیر مرتب ہو۔ غرض اصل ذات جس پر اعتماد اور توکل ہونا چاہیے وہ مؤمن کے لیے اللہ ہی کی ذات ہے اس لیے ہر معاملے میں اور مسئلے میں اللہ سے رجوع کرے اور اسی سے مدد طلب کرے اور اسی سے مانگے۔

غرض اسبابِ ظاہرہ کی فراہمی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے فتح ونصرت کی دعاء بھی ضروری ہے کہ اللہ کی طرف رجوع اس کی یاد اور اس سے استعانت مؤمن کے لیے بہت بڑا اسہارا اور اس کی قوت کا باعث ہے۔

(روضة المتقين : ٣/٣١٤ـ دليل الفالحين : ٤/١١٥)

●●●●●●●●●●●●

خوف کے وقت پڑھی جانے والی دعا

١٣٢٧. وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ!

(١٣٢٧) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کسی قوم سے خطرہ محسوس فرماتے تو یہ دعاء فرماتے اے اللہ! ہم آپ کو ان کا مدمقابل قرار دیتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (ابوداود بسند صحیح)

تخریج حدیث(۱۳۲۷): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب ما يقول الرجل إذا خاف قوماً.

کلماتِ حدیث: نحورهم: ان کے سینے۔ نحور: نحر کی جمع سینہ۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ سے حفاظت اور پناہ طلب کرنی چاہیے اس سے امن وسلامتی کی دعاء کرنی چاہے اور اللہ سے ہر شر اور فتنے

سے حفظ وامان طلب کرنی چاہیے۔ یہ حدیث اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ (روضة المتقين : ۳/ ۳۱۵۔ دليل الفالحين : ۴/ ۱۱۵)

گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر لکھ دی گئی ہے

۱۳۲۸. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ، فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۳۲۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر باندھ دی گئی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۲۸): صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب الخيل معقود . صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب الخيل في نواصيها الخير الى يوم القيامة۔

کلماتِ حدیث: معقود : باندھی گئی ہے۔ نواصيها : اس کی پیشانیوں میں۔ نواصی جمع ناصية : پیشانی۔ خيل : گھوڑا جمع خيول.

شرحِ حدیث: گھوڑوں کا باندھنا اور انہیں جہاد کے لیے تیار کرنا مستحب ہے اور قیامت تک کے لیے ان کی پیشانیوں سے خیر وابستہ کر دی گئی ہے۔ پہلے زمانے میں جنگی اعتبار سے گھوڑوں کی اہمیت محتاجِ بیان نہیں ہیں، مگر اس کے باوجود کہ آج کے دور میں جنگی چالیں اور تزویری تدبیریں ترقی پا گئی ہیں اور اسلحہ کے پہاڑ کھڑے ہو گئے ہیں پھر بھی گھوڑوں کی اہمیت بہر حال باقی ہے۔

(دليل الفالحين : ۴/ ۱۱۶ . رياض الصالحين (ترجمه صلاح الدين) ۲/ ۲۷۵)

گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی لکھی ہوئی ہے

۱۳۲۹. وَعَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ : اَلْاَجْرُ، وَالْمَغْنَمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۲۹) حضرت عروہ البارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر باندھ دی گئی ہے یعنی اجر وغنیمت۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۲۹): صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب الجهاد ماض مع البر والفاجر . صحيح مسلم، كتاب الامارة ، باب الخيل فى نواصيها الخير .

راوی حدیث: حضرت عروۃ البارقی رضی اللہ عنہ جہاد کا شوق رکھتے تھے اور جہاد کے لیے گھوڑے پالتے تھے ایک موقع پر ان کے پاس متعدد گھوڑے تھے جن میں سے ایک گھوڑا انہوں نے دس ہزار درہم کا خریدا تھا۔ شبیب بن غرقد کا بیان ہے کہ میں نے ان کے گھر میں

ستر گھوڑے بندھے ہوئے دیکھے، جو سب جہاد کے لیے تھے۔ان سے تیرہ احادیث مروی ہیں جن میں سے دو متفق علیہ ہیں۔

(دليل الفالحين : ٤/١١٧)

شرح حدیث: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت تک ہمیشہ کے لیے گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر باندھ دی گئی ہے۔جس نے ان گھوڑوں کو اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے تیار کیا ان پر اللہ کے یہاں اجر وثواب کی نیت سے خرچ کرے۔ان کا سیر ہونا، بھوکا رہنا، سیراب ہونا، ان کا پیاسا ہونا اور ان کا لید کرنا سب کچھ اس کے لیے روزِ قیامت اس کی میزانِ اعمال میں اجر وثواب بن جائے گا۔ (فتح الباري : ١/١٦٤ ـ روضة المتقين : ٣/٣١٦)

گھوڑوں کی ہر چیز میزانِ عمل میں تولی جائے گی

١٣٣٠. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا، فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اِيْمَانًا بِاللّٰهِ، وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ، فَاِنَّ شِبْعَهٗ، وَرِيَّهٗ، وَرَوْثَهٗ، وَبَوْلَهٗ فِیْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ !

(١٣٣٠) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ پر ایمان اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھا تو اس گھوڑے کا سیراب ہونا اور سیر ہونا اور اس کی لید اور اس کا پیشاب کا اجر روزِ قیامت اس کے میزانِ عمل میں ہوگا۔(بخاری)

تخریج حدیث (۱۳۳۰): صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب من احتبس فرساً .

کلماتِ حدیث: احتبس : روکا، جہاد کے لیے تیار کیا۔ شبعه وريه : اس کا سیر ہونا اور اس کا سیراب ہونا، یعنی اس کا کھانا اور پینا۔ وروثه وبوله : اس کی لید اور اس کا پیشاب۔

شرح حدیث: جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر گھوڑا پالنا باعثِ اجر وثواب ہے اور اس شخص کو اس کے کھلانے پلانے اور اس کا ہر کام کرنے کا اجر ملے گا۔حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے پر خرچ کرنے والا جیسے کسی نے صدقہ دینے کے لیے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوں اور وہ ان کو نہ بند کرتا ہو۔ (روضة المتقين : ٣/٣١٧ ـ دليل الفالحين : ٤/١١٩)

جہاد کے لیے ایک اونٹ دینے پر سات سو ملیں گے

١٣٣١. وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فَقَالَ : هٰذِهٖ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَکَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُمِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۳۱) حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مہار والی اونٹنی لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے روزِ قیامت سات سو اونٹنیاں ملیں گی جو سب کی سب مہار والی ہوں گی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۳۱): صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الصدقة في سبيل الله وتضعيفها .

کلماتِ حدیث: مخطومه : لگام والی۔ لگام لگی ہوئی۔ خطام : لگام۔

شرحِ حدیث: امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسے روزِ قیامت سات سو مخطوم اونٹنیاں ملیں گی یا ان کا اجر ملے گا سات سو اونٹنیاں ملنا ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ:

﴿ مَّثَلُ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَٰلَهُمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِى كُلِّ سُنۢبُلَةٍ مِّاْئَةُ حَبَّةٍ ۗ وَٱللَّهُ يُضَٰعِفُ لِمَن يَشَآءُ ۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦١﴾ ﴾

''مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال خرچ کرتے ہیں اللہ کے راستے میں ایسی ہے جیسا کہ ایک دانہ جس سے سات بالیں اگیں اور ہر بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ دگنا کر دیتا ہے جس کے واسطے چاہے اللہ بخشنے والا اور جاننے والا ہے۔'' (البقرة: ۲۶۱)

حدیثِ مبارک کا مقصود اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت اور جہاد فی سبیل اللہ میں مالی امداد کرنے کا اجر و ثواب بیان ہوا کہ یہ اجر ایک کا سات سو گنا ملتا ہے۔

قوت تیراندازی میں ہے

۱۳۳۲۔ وَعَنْ اَبِیْ حَمَّادٍ وَیُقَالُ اَبُوْسُعَادٍ وَیُقَالُ اَبُوْاَسَدٍ وَیُقَالُ اَبُوْعَامِرٍ، وَیُقَالُ اَبُوْعَمْرٍو وَّیُقَالُ اَبُوالْاَسْوَدِ وَیُقَالُ اَبُوْعَبْسٍ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ : "وَاَعِدُّوْالَهُمْ مَااسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ" اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۳۲) حضرت ابوحماد جنہیں ابوسعاد یا ابواسد یا ابوعامر یا ابوعمرو یا ابوالاسود یا ابوعبس بھی کہا جاتا ہے اور وہ عقبة بن عامر جہنی سے راویت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو برسرِ منبر یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا:

﴿ وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا ٱسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ ﴾

''جہاں تک ممکن ہو ہر طرح کی طاقت دشمنوں سے مقابلہ کی تیاری کرو۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ قوت تیراندازی ہے، قوت تیراندازی ہے، قوت تیراندازی ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۳۲): صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الرمي والحث عليه .

شرح حدیث: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا ہے کہ کفار سے مقابلہ کے لیے ہر طرح کی قوت تیار کر رکھو، بلاشبہ فتح ونصرت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ اگر چاہے بلا اسباب ظاہری بھی کامیابی عطا فرمادے لیکن اس کے ساتھ ہی جہاد کی تیاری، اس کے لیے سامان کی فراہمی اور اس کے لیے قوت وطاقت مہیا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے آیت قرآنی میں مذکور لفظ قوت کی توضیح تیراندازی کی تعلیم سے فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اے بنی اسماعیل تیراندازی کرو کہ تمہارے باپ اسماعیل بھی تیرانداز تھے۔

غرض مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہر وقت جنگ کی مکمل تیاری رکھیں اور حسب استطاعت سامانِ جہاد اکٹھا کریں۔

(شرح صحيح مسلم للنووي : ۱۳/۵٦۔ روضة المتقين : ۳/۳۲۰)

تیراندازی سیکھ کر بھلا دینا گناہ ہے

۱۳۳۳. وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ اَرْضُوْنَ وَيَكْفِيْكُمُ اللّٰهُ، فَلَا يَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۳۳) حضرت عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب تم پر زمینوں کی فتح کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کافی ہو جائے گا تم میں سے کوئی شخص تیراندازی میں کوتاہی نہ کرے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۳۳): صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الرمی و الحث عليه .

کلماتِ حدیث: يكفيكم الله : اللہ لڑائی میں تمہارے لیے کافی ہو جائے گا اور دشمنوں پر تمہیں غلبہ عطا فرمادے گا۔

شرح حدیث: مسلمانوں کے لیے عظیم الشان خوشخبری اور بشارت ہے کہ مستقبل میں بہت سے علاقوں میں تمہیں فتح ونصرت حاصل ہوگی اور تم اللہ کی مدد اور اس کی نصرت سے نوازے جاؤ گے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ تم ظاہری اسباب بھی تیار کرو اور سامانِ حرب بھی اکٹھا کرو اور دشمن کے مقابلے کے لیے تیاری اور اس کی استعداد کے حصول میں کوتاہی نہ کرو، بلکہ ہر طرح اپنے آپ کو ہر قوت وطاقت کے ساتھ تیار رکھو۔

(شرح صحيح مسلم للنووي : ۱۳/۵٦ . روضة المتقين : ۳/۳۲۰۔ رياض الصالحين (صلاح الدين) ۲/۲۷۷)

جس نے تیراندازی سیکھ کر بھلا دی گناہ کیا

۱۳۳۴. وَعَنْهُ اَنَّهٗ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ عَلِمَ الرَّمْیَ ثُمَّ تَرَكَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا اَوْفَقَدْ عَصٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۳۴) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تیری اندازی کو سیکھ کر اس کو چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں یا اس نے نافرمانی کی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۳۴): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الرمی .

شرحِ حدیث: کسی مسلمان کا کوئی ایسا کام سیکھ کر جو جنگ میں کارآمد ہو یا فنونِ حرب میں سے کسی فنِ حرب کی تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد اس کا ترک کر دینا اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہے کیونکہ قرآن کریم میں اور متعدد احادیث میں عام مسلمانوں کو جنگی تیاری اور فنونِ حرب سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ کفار سے مقابلہ کے لیے اپنی پوری قوت و طاقت تیار کر رکھو اور حدیثِ مبارک میں ہے کہ تیر اندازی قوت یعنی قرآن کریم میں جس قوت کے حصول کا حکم دیا گیا ہے تیر اندازی اس کا ایک حصہ ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیثِ مبارک میں تیر اندازی یا کوئی اور فن حرب سیکھ کر اسے بھلا دینے اور ترک کر دینے پر شدید سرزنش اور تنبیہ فرمائی کہ ایسا آدمی ہم میں سے نہیں ہے یا ایسے شخص نے اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

ایک تیر سے تین آدمی جنت میں

۱۳۳۵۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ : صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِيْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيْ بِهِ، وَمُنْبِلَهُ : وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا، وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا: وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا اَوْقَالَ. كَفَرَهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۱۳۳۵) حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر پر تین آدمیوں کو جنت عطا فرماتے ہیں، بنانے والا جو اس کے بنانے میں اچھی نیت اور ثواب کی امید رکھتا ہو، اس تیر کا چلانے والا اور اس تیر کو نکال کر دینے والا۔ تیر اندازی کرو اور گھڑ سواری کرو اور تمہارا تیر اندازی کرنا مجھے گھڑ سواری سے محبوب ہے اور جس نے تیر اندازی سیکھ کر بے رغبتی کے ساتھ اسے چھوڑ دیا اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا اور اس نے نعمت کی ناشکری کی۔

(ابوداؤد)

تخریج حدیث (۱۳۳۵): سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی الرمی .

کلماتِ حدیث: منبلہ : وہ شخص جو تیر انداز کو تیر واپس لا کر دے یا اس کے لیے تیار کرے۔ الرامی بہ : تیر اندازی کرنے والا، تیر چلانے والا۔ رمی رمیا (باب ضرب) پھینکنا، تیر چلانا۔ رغبۃ عنہ : اس سے اعراض اور بے رخی اختیار کر لے بے رغبتی اور لاپرواہی سے۔

شرحِ حدیث: جہاد فی سبیل اللہ کی ہر نوع کی تیاری باعثِ اجر و ثواب ہے خواہ وہ تیر اندازی ہو یا گھڑ سواری ہو یا گھوڑوں کو پالنا

ہے۔اس حدیث میں ارشادفرمایا کہ ایک تیر پر تین آدمیوں کو جنت عطا ہو جائے گی تیر بنانے والے کو، تیر چلانے والے کو اور تیر اٹھا کر دینے والے کو۔اس حدیثِ مبارک پر دیگر فنونِ حرب کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

(روضة المتقين : ٣/٣٢١۔ دليل الفالحين : ٤/١٢٠)

اسماعیل علیہ السلام تیرانداز تھے

١٣٣٦. وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَرَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ : "اِرْمُوْا بَنِيْ اِسْمٰعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(١٣٣٦) حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جماعت کے پاس سے گزرے وہ تیراندازی کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اولادِ اسماعیل تم تیراندازی کرو کہ تمہارے والد حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی تیرانداز تھے۔ (بخاری)

تخریج حدیث(١٣٣٦): صحيح البخاری، کتاب الجهاد، باب التحريض على الرمى .

کلماتِ حدیث: ينتضلون : تیراندازی کا مقابلہ کر رہے تھے، تیراندازی کی تربیت حاصل کر رہے تھے۔

شرحِ حدیث: حضرت اسماعیل علیہ السلام تیراندازی جانتے تھے ان کی سنت پر عمل کی ترغیب دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خوب تیراندازی کرو اور اس کی اچھی طرح مشق کرو۔ (فتح البارى : ٢/١٧٨۔ ارشاد السارى : ٦/٣٨٨)

تیر چلانے کا ثواب غلام آزاد کرنے کے برابر ہے

١٣٣٧. وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَلَهٗ عِدْلُ مُحَرَّرَةٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ!

(١٣٣٧) حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کے راستے میں ایک تیر چلایا اس کو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث(١٣٣٧): سنن ابى داؤد، كتاب العتق، باب اي الرقاب افضل . الجامع للترمذى، كتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فى فضل النفقة فى سبيل الله .

شرحِ حدیث: فضیلتِ جہاد اور اس کے اجر و ثواب کا بیان ہے کہ اگر کوئی اللہ کے راستے میں ایک تیر چلائے تو اس کے لیے ایک

غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے جس کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں راویت کیا ہے کہ جو مسلمان اللہ کے راستے میں ایک تیر چلاتا ہے وہ دشمن کو لگے یا نہ لگے اسے ایسا اجر ملے گا جیسا کسی نے اولادِ اسماعیل کے کسی غلام کو آزاد کیا ہو۔

(تحفة الأحوذي : ٥/٢٦٠ ـ روضة المتقين : ٣/٣٢٣ ـ دليل الفالحين : ٤/١٢٢)

ایک کا بدلہ سات سو گنا تک ملتا ہے

١٣٣٨ . وَعَنْ اَبِیْ يَحْيٰى خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهٗ سَبْعُمِائَةِ ضِعْفٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ!

(١٣٣٨) ابو یحییٰ حریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کی راہ میں کچھ بھی خرچ کیا اس کے لیے سات سو گنا لکھا جاتا ہے۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث (١٣٣٨): الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل النفقة في سبيل الله .

راوی حدیث: حضرت ابو یحییٰ حریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ تھے، حدیبیہ میں شرکت فرمائی تھی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انتقال ہوا اور آپ سے دس احادیث مروی ہیں۔ (دليل الفالحين : ٤/١٢٣)

شرح حدیث: جس شخص نے ایمان ویقین اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر وثواب کی امید کے ساتھ اللہ کے راستے میں کوئی معمولی سی معمولی چیز صرف کی تو اللہ کے یہاں اس کا سات سو گنا اجر لکھا جائے گا۔ اسی اصول کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بیان فرمایا ہے کہ جس نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا ہے وہ ایسا ہے جیسے ایک دانہ گندم جس سے سات بالیں نکل آئیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں۔ یعنی اللہ کے راستے میں جو کچھ بھی خرچ کیا جائے اس کا اسے سات سو گنا اجر ملے گا۔ اور اس کے بعد اللہ بھی جو بہت وسیع خزانوں کا مالک اور اپنے بندوں کے اعمال میں پوشیدہ خلوص اور حسن نیت کو خوب جاننے والا ہے اور اگر چاہے اس میں بھی اور اضافہ کر دے اور اسے دگنا کر دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ کے لیے ایک گھوڑا لایا گیا وہ ایسا تیز رفتار تھا کہ جہاں اس کی نگاہ پڑتی تھی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔ آپ ﷺ اس گھوڑے پر تشریف لے گئے اور حضرت جبرئیل بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک قوم ہے جو روز کھیتی کرتے ہیں اور روز ان کی کھیتی تیار ہو جاتی ہے اور وہ اسے جب کاٹ لیتے ہیں وہ دوبارہ اسی طرح ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ یہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں ان کی ایک نیکی کا اجر سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے اور جو انہوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا انہیں اس کی جزا ملے گی۔

(تحفة الأحوذي : ٥/٢٤٦ ـ الترغيب والترهيب : ٢/٢١٢ ـ دليل الفالحين : ٤/١٢٢)

سفر جہاد میں ایک روزہ ستر سال جہنم سے دوری کا باعث ہوگا

۱۳۳۹ . وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ عَبْدٍ یَصُوْمُ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِکَ الْیَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ !

(۱۳۳۹) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ اللہ کے راستے میں روزہ رکھتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال دور کر دیتے ہیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۳۳۹): صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب فضل الصوم في سبیل الله . صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام فی سبیل الله لمن یطیقه .

کلمات حدیث: ما من عبد : جو کوئی بندہ، یعنی ہر مرد وعورت۔

شرح حدیث: فی سبیل اللہ کا لفظ عام ہے یعنی ہر وہ عمل جو اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے اور ہر وہ نیکی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل میں کی جائے اور ہر وہ عمل صالح جو آخرت کے اجر وثواب کے حصول کے لیے کیا جائے۔ اسی طرح صوم (روزہ) بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔ چنانچہ یہ حدیث باب الصوم (۱۲۱۹) میں آچکی ہے اور جہاد بھی ایسا عمل ہے جو فی سبیل اللہ میں داخل ہے اس لیے اس حدیث کو یہاں بھی ذکر کیا گیا۔ (فتح الباري : ۱٦۱/۲ ۔ ارشاد الساري : ۳۳٤/٦)

سفر جہاد میں روزہ کی فضیلت

۱۳۴۰ . وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ صَامَ یَوْماً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ النَّارِ خَنْدَقاً کَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ !

(۱۳۴۰) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے درمیان آسمان اور زمین کے برابر خندق حائل کر دیتے ہیں۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث(۱۳۴۰): الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الصوم في سبیل الله .

شرح حدیث: جس شخص نے جہاد فی سبیل اللہ میں روزہ کی حالت میں حصہ لیا اللہ تعالیٰ اس کے درمیان اور جہنم کی آگ کے درمیان ایک خندق حائل فرمادیں گے۔ یعنی اس صورت میں جب کہ مجاہد صائم خود دشمن سے نہ لڑ رہا ہو اور اسے کمزوری اور ضعف کا اندیشہ نہ ہو، تب وہ جہاد کی حالت میں روزہ رکھے ورنہ روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔

ایسا شخص جو روزہ دار ہو اور اللہ کے راستے میں جہاد میں مصروف ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے درمیان اور جہنم کی آگ کے درمیان ایک عظیم فاصلہ حائل فرمادیں گے یعنی اسے جہنم سے انتہائی دور فرمادیں گے۔

جس نے نہ جہاد کیا نہ سوچا وہ نفاق پر مرا

۱۳۴۱۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَغْزُوَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍمَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۳۴۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مرا کہ نہ کبھی اس نے جہاد کیا اور نہ اس کے دل میں جذبۂ جہاد بیدار ہوا وہ منافقت کی ایک خصلت پر مرا۔ (مسلم)

تخریج حدیث(۱۳۴۱): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب ذم من مات ولم یغز .

کلمات حدیث: لم یغز : وہ جس نے غزوۂ میں یا جہاد میں حصہ نہیں لیا۔ ولم یحدث نفسه بغزو : نہ اس کے دل میں یہ بات آئی کہ اسے جہاد کرنا چاہیے۔ اس کے دل میں شوقِ جہاد بھی پیدا نہیں ہوا۔

شرح حدیث: جہاد فی سبیل اللہ اسلام کا مقرر کردہ ایک اہم ترین فریضہ ہے۔ اگر کوئی شخص اس حال میں مرجائے کہ نہ کبھی اس نے عملاً جہاد میں شرکت کی ہو اور نہ کبھی ارادۂ جہاد کیا ہو اور نہ شوقِ جہاد کا کبھی اس کی طرف سے اظہار ہوا ہو تو اس کی موت اس حال میں ہوئی ہے کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت موجود تھی کیونکہ جہاد سے گریز اور اس سے پہلو تہی نفاق کی علامت ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک مؤمن کے ایمان کا مقتضا یہ ہے کہ اگر کسی عذر کی بنا پر وہ کوئی عمل صالح نہ کر سکے تو اس کا ارادہ اور اس کا شوق ضرور رکھے، مثلاً اگر حج کی استطاعت نہ ہو تو حج کا ارادہ اور شوق اور وہاں جانے کا عزم ضرور ہو کہ یہ شوق و جذبہ اس کے ایمان کی علامت ہے اگر ارادہ اور عزم ہو اور شوق اور لگن ہو اور دل میں طے کرلیا ہو کہ مجھے جب بھی موقع ملے گا میں ضرور حج کو جاؤں گا تو یہ ارادہ اور عزم اس کے ایمان کی علامت ہے اور اس پر بھی اللہ کے یہاں اجر وثواب ہے۔ اسی طرح نیتِ جہاد اور اس کا شوق ہے کہ نہ صرف یہ کہ ایمان کی علامت ہے بلکہ اس پر اجر وثواب بھی ملے گا۔ اور اس ارادہ اور اس شوق کا عملی اظہار اس طرح ہوگا کہ جہاد کی تیاری کرے اور سامانِ جہاد تیار کرے اور مجاہدین کی مدد کرے اور ان کی فتح ونصرت کے لیے دعا کرے۔

قرآن کریم کی سورۂ توبہ میں منافقین کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ اگر ان کا جہاد کا ارادہ ہوتا جیسا کہ وہ کہہ رہے ہیں تو وہ ضرور اس کی تیاری کرتے جب ان کی جہاد کی کوئی تیاری ہی نہیں ہے اور ان کے کسی قول وفعل سے جہاد کے ارادے کا اظہار ہی نہیں ہوتا تو صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووي : ۴۸/۱۳ ۔ روضة المتقين : ۲۲۶/۳ ۔ دليل الفالحين : ۱۲۴/۴)

نیت پر اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتے ہیں

۱۳۴۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ فَقَالَ : "اِنَّ

بِالْمَدِيْنَةِ لَرِجَالاً مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا، وَلَاقَطَعْتُمْ وَادِيًا اِلَّا كَانُوْامَعَكُمْ : حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ" وَفِيْ رِوَايَةٍ : "حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ" وَفِيْ رِوَايَةٍ اِلَّا شَرَكُوْكُمْ فِي الْاَجْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ رِوَايَةِ اَنَسٍ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ جَابِرٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ' !

(۱۳۴۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ مدینہ میں کچھ لوگ ایسے رہ گئے ہیں کہ تم نے جتنا فاصلہ طے کیا اور تم جس وادی سے گزرے وہ تمہارے ساتھ تھے انہیں بیماری نے شرکت سے روکا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اجر میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔

اس حدیث کوامام بخاری نے براویت انس رضی اللہ عنہ اور مسلم نے بروایت جابر نقل کیا ہے اور اس حدیث کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

تخریج حدیث(۱۳۴۲): صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب من حبسه العذر عن الغزو. صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب ثواب من حبسه عن الغزو مرض او عذر آخر.

شرح حدیث: امام عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بیماری یا کسی عذر کی بناء پر کسی عمل خیر کو نہ کر سکے اور اس کی نیت اور ارادہ اس کو کرنے کا ہو تو اسے وہی اجر ملے گا جو اس عمل کے کرنے والے کا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی پر نیند غالب آجائے اور نمازِ شب کے لیے نہ اٹھ سکے تو اسے نماز کا اجر ملے گا اور نیند اس کا صدقہ ہوگی۔ اس حدیث میں ارشاد ہوا کہ مدینہ میں کچھ اصحاب بیماری کی وجہ سے رہ گئے اور جہاد کی اس مہم میں جسمانی طور پر شریک نہیں ہو سکے لیکن مہم میں تم نے جتنا فاصلہ طے کیا اور جس وادی سے تم گزرے وہ سارے اجر وثواب میں تمہارے ساتھ شریک رہے ہیں۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب الاخلاص واحضار النية میں بھی آچکی ہے۔ (روضة المتقين : ۳/۳۲٦۔ دليل الفالحين : ۱۲۵/٤)

صرف دین کی سربلندی کے لیے لڑنے والا ہی مجاہد ہے

۱۳۴۳۔ وَعَنْ اَبِىْ مُوْسىٰ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِيًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرىٰ مَكَانَه'؟ وَفِيْ رِوَايَةٍ: يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَفِيْ رِوَايَةٍ يُقَاتِلُ غَضَبًا، فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۴۳) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حاضر خدمت ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ایک شخص غنیمت کے حصول کے لیے لڑتا ہے۔ ایک اس لیے لڑتا ہے کہ اس کی شہرت ہو، ایک اس لیے لڑتا ہے کہ اس کا مقام معلوم ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ اور ایک وہ ہے جو بہادری دکھانے کے لیے لڑتا ہے اور ایک غیرت میں آکر لڑتا ہے اور ایک

غصہ اور غضب سے لڑتا ہے ان میں سے کون سا فی سبیل اللہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فی سبیل اللہ جہاد وہ ہے جو اس لیے کیا جائے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۴۳): صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العلياء . صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا .

کلمات حدیث: للمغنم ، مغنم : مفعل کے وزن پر وہ اشیاء جو غنیمت میں حاصل ہوں۔ مال غنیمت۔ حمية : قومی یا خاندانی غیرت۔

شرح حدیث: ہر عمل صالح اور اچھے کام کے مختلف اغراض و مقاصد ہو سکتے ہیں یعنی کوئی اچھا کام کسی دنیاوی غرض یعنی عزت و شہرت کے حصول یا مال و منال کے حصول کے لیے بھی انجام دیا جا سکتا ہے لیکن اللہ کے یہاں وہی عمل مقبول ہے اور اسی پر آخرت کے دن اس کے کرنے والے کو اجر و ثواب ملے گا جو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق ہو اور اس کی غرض و منشاء صرف اور صرف اللہ کی رضا کا حصول ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں فرماتے جب تک وہ خالصتاً صرف اللہ ہی کے لیے نہ ہو اور اس سے صرف اس کی رضا مقصود ہو۔

اسی طرح جہاد بھی مختلف اغراض اور مقاصد کے لیے ہو سکتا ہے لیکن جو جہاد اللہ کے یہاں مقبول ہے اور جس پر مجاہد اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے وہ وہ جہاد ہے جس کا مقصود اللہ کے کلمہ کو بلند کرنا ہو۔

(فتح الباري : ۱۵۳/۲ ـ ارشاد الساري : ۳۰٤/٦ ـ روضة المتقين : ۳۲۷/۳ ـ دليل الفالحين : ۱۲٦/٤)

●●●●●●●●●●●●●

شہید اور زخمی مجاہد کو پورا اجر ملے گا

۱۳۴۴ . وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَامِنْ غَازِيَةٍ، اَوْسَرِيَّةٍ تَغْزُوْفَتَغْنَمَ وَتَسْلَمَ اِلَّا كَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوا ثُلُثَيْ اَجُوْرِهِمْ، وَمَامِنْ غَازِيَةٍ اَوْسَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّا تَمَّ اَجُوْرُهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۴۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لڑنے والا گروہ یا لشکر جہاد کرے اور مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آجائے تو انہوں نے اپنے اجر کا دو تہائی دنیا میں حاصل کر لیا اور جو گروہ یا لشکر لڑے اور غنیمت حاصل نہ کرے اور زخمی ہو جائیں تو انہیں ان کا پورا اجر ملے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۴۴): صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب بيان قدر ثواب من غزافغنم ومن لم يغنم .

کلمات حدیث: غازية : وہ جماعت جو لڑائی کے لیے جائے۔ سريه : چار سو مجاہدین کا لشکر۔ تخفق : ناکام ہو جائے۔ اخفاق (باب افعال) یعنی مقصود حاصل نہ ہونا۔

شرحِ حدیث: ایسی جماعت مجاہدین یا ان کا دستہ جو جہاد کے لیے جائے اور غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آجائے اس نے جہاد میں اپنے اجر وثواب میں سے دو تہائی دنیا ہی میں لے لیا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انہیں ایک تہائی ایک اجر جان کی سلامتی کی صورت میں اور ایک تہائی مالِ غنیمت کی صورت میں دنیا ہی میں مل گیا۔ لیکن وہ مجاہدین جو جہاد میں ہوتے ہیں اور شہید یا زخمی ہو جاتے ہیں اور مالِ غنیمت سے محروم رہ جاتے ہیں انہیں روزِ قیامت جہاد کا پورا اجر ملے گا۔ چنانچہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے حال میں اللہ کو پیارے ہو گئے کہ انہوں نے اپنے اجر کا دنیا میں کوئی حصہ نہیں لیا اور اللہ کے گھر چلے گئے اور بہت سے ایسے ہیں کہ ان کے پھل پک گئے اور وہ اس کے ثمرات چن رہے ہیں۔

مفہومِ حدیث یہ ہے کہ وہ غازی جو اللہ کے راستے میں شہید ہو گیا یا زخمی ہو گیا اور غنیمت نہ پا سکا اس کا اجر اس غازی سے زیادہ ہے جو مالِ غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گیا۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو مجاہد دورانِ جہاد زخمی ہو گیا اور اسے مالِ غنیمت بھی حاصل نہ ہو سکا اسے پورا اجر ملے گا کیونکہ وہ آزمائش میں بھی مبتلا ہوا اور مال سے محروم بھی ہوا۔

(شرح صحيح مسلم للنووي : ١٣/٤٤۔ روضة المتقين : ٣/٣٢٨۔ دليل الفالحين : ٤/١٢٦)

میری امت کی تفریح جہاد میں ہے

۱۳۴۵۔ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً قَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِیْ فِی السِّيَاحَةِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِنَّ سِيَاحَةَ اُمَّتِی الْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ!

(۱۳۴۵) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے سیاحت کی اجازت عطا فرما دیجیے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ (ابوداود بسند جید)

تخریج حدیث (۱۳۴۵): سنن ابی داؤد، كتاب الجهاد، باب النهى عن السياحة .

کلماتِ حدیث: سیاحة : رہبانیت کے طور پر اور عبادت وبندگی کے لیے زمین میں چلنا اور سفر کرنا۔

شرحِ حدیث: جہاد فی سبیل اللہ اس قدر عظیم عبادت ہے اور اس کی فضیلت اور اس کا اجر اس قدر زیادہ ہے کہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں دیکھنے کے لیے اور وطن سے اور فالتو تعلقات سے دور ہو کر اللہ کی بندگی کرنے میں مصروف ہو جانا بھی اس کے برابر نہیں ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے سائل سے فرمایا کہ اگر دنیا کی لذتوں سے کنارہ کش ہو کر اپنے آپ کو بندگی رب کے لیے وقف کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے اس کا بہترین طریقہ جہاد مقرر فرمایا ہے۔ (روضة المتقين : ٣/٣٢٩۔ دليل الفالحين : ٤/١٢٨)

جہاد سے واپسی کا ثواب جانے کے برابر ہے

۱۳۴۶۔ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاسْنَادٍ جَيِّدٍ .

(۱۳۴۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جہاد سے لوٹنا بھی جہاد کے لیے جانے کی طرح ہے۔ (ابوداؤد بسندِ جید)

قفلة کے معنی ہیں جہاد سے فارغ ہو کر واپس آنا، مقصد یہ ہے کہ جہاد سے لوٹنے میں بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا جہاد کے لیے جانے میں۔

تخریج حدیث(۱۳۴۶): سنن ابی داؤد، کتاب اوائل الجهاد، باب فضل القفل في الغزو .

کلماتِ حدیث: قفلة : ایک مرتبہ لوٹنا، واپسی۔ قفل قفلا (باب نصر) لوٹنا، سفر کرنا، واپس آنا۔ قافلة : جانے والی یا لوٹنے والی جماعت، جمع قوافل.

شرحِ حدیث: مجاہد فی سبیل اللہ کو جہاد سے واپس آتے ہوئے بھی اسی طرح ثواب ملتا ہے جس طرح جہاد کے لیے جاتے ہوئے ملتا ہے۔ یعنی تمام سفر جہاد از اول تا آخر عبادت ہے اور اس پر اجر و ثواب ہے۔

(روضة المتقين : ۳۲۹/۳ ۔ دليل الفالحين : ۱۲۸/٤)

غزوۂ تبوک سے واپسی پر بچوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا

۱۳۴۷ . وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ فَلَقِيْتُهُ مَعَ الصِّبْيَانِ عَلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاسْنَادٍ صَحِيْحٍ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ ذَهَبْنَا نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصِّبْيَانِ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ!

(۱۳۴۷) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو سب لوگوں نے آپ ﷺ سے ملاقات کی اور میں بھی بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع تک آپ ﷺ کے استقبال کے لیے گیا۔ (ابوداود بسندِ صحیح اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں) صحیح بخاری میں یہ الفاظ ہیں کہ ہم بچوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے استقبال کے لیے ثنیۃ الوداع تک گئے۔

تخریج حدیث(۱۳۴۷): سنن ابی داؤد، آخر کتاب الجهاد، باب في التلقي . صحيح البخاري، اول باب في كتاب النبي صلى الله عليه وسلم الى كسرىٰ و قيصر .

کلماتِ حدیث: ثنية الوداع : مدینہ منورہ کے قریب ایک مقام۔

شرحِ حدیث: غزوۂ تبوک آخری غزوہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے یہ غزوہ ۹ ھ میں رجب کے مہینے میں حجۃ الوداع سے پہلے ہوا۔ تبوک مدینہ منورہ اور دمشق کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔ جب آپ ﷺ کے تبوک سے واپسی کی اطلاع مدینہ

منورہ پہنچی تو جولوگ ساتھ نہیں گئے اور پیچھے رہ گئے تھے اور وہ بچے آپ ﷺ کے استقبال کے لیے مدینہ منورہ سے باہر ثنیۃ الوداع کے مقام تک گئے ۔ اس حدیث کے راوی سائب بن یزید بھی اس وقت بچوں میں شامل تھے اور بچوں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کے استقبال کے لیے گئے تھے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بستی سے باہر جا کر جہاد سے واپس آنے والے مجاہدین کا استقبال کرنا سنت ہے ۔

(فتح الباري : ٢/٢١٧ - ارشاد الساري : ٦/٥٥٦)

جہاد سے جی چرانے والا موت سے پہلے مصیبت میں گرفتار ہوگا

١٣٤٨ . وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ لَمْ یَغْزُ، اَوْیُجَهِّزْ غَازِیاً اَوْیَخْلُفْ غَازِیاً فِیْ اَهْلِهٖ بِخَیْرٍ، اَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ !

(١٣٤٨) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نہ جہاد کیا نہ کسی غازی کو سامان تیار کر کے دیا یا کسی غازی کے پیچھے اس کے گھر والوں کی بہتر دیکھ بھال نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت سے پہلے کسی بڑی مصیبت یا حادثہ سے دوچار کرے گا ۔ (ابوداؤد بسند صحیح)

تخریج حدیث (١٣٤٨): سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب کراهیة ترك الغزو .

کلمات حدیث: القارعة : بڑی مصیبت یا حادثہ عظیم ۔

شرح حدیث: امتِ مسلمہ کا اجتماعی طور پر اور ہر مسلمان کا انفرادی طور پر یہ فرض بنتا ہے کہ وہ جہاد سے اعراض اور غفلت نہ برتیں بلکہ جہاد کرنے والے مجاہدین کی ضروریات اور ان کے تقاضوں کو پورا کریں اور ان کی تکمیل کریں ۔ ایسا مسلمان جو جہاد میں بھی شرکت نہ کرے جہاد کا کوئی سامان بھی کسی مجاہد کو فراہم نہ کرے اور جہاد پر جانے والوں کے اہل خانہ کی دیکھ بھال بھی نہ کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے جہاد سے کوئی غرض اور مطلب نہیں ہے ۔ اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اسے بے توجہی اور اعراض کی سزا دیں گے ۔

(روضة المتقین : ٣/٣٣١ - دلیل الفالحین : ٤/١٣٠ - ریاض الصالحین (صلاح الدین) ٢/٢٨٣)

جان و مال سے مشرکین کے خلاف جہاد کرو

١٣٤٩ . وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "جَاهِدُوا الْمُشْرِکِیْنَ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَاَلْسِنَتِکُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ!

(١٣٤٩) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مال سے اپنی جان سے اور اپنی زبان سے مشرکین سے جہاد کرو ۔ (ابوداود بسند صحیح)

تخریج حدیث(۱۳۴۹): سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب كراهية ترك الغزو .

شرح حدیث: حدیثِ مبارک میں جہاد کی تین قسمیں بیان ہوئی ہیں۔ جہاد بالمال، جہاد بالنفس اور جہاد باللسان۔ یعنی اللہ کے راستے اور اللہ کے دین کے فروغ واشاعت کے لیے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اپنے مال صرف کرنا۔ جہاد میں شرکت کر کے جان کا نذرانہ بلدے حضور پیش کرنا اور دین کے خلاف ہونے والے اعتراضات کو دلائل کے ساتھ تحریراً اور تقریراً رد کرنا اور دین کا صحیح علم لوگوں تک پہنچانا۔ (روضة المتقين : ۳/۳۳۲۔ دليل الفالحين : ۴/ ۱۳۰) .

آپ ﷺ دن کے ابتدائی حصہ میں دشمن پر حملہ کرتے تھے

۱۳۵۰ . وَعَنْ اَبِیْ عَمْرٍو! وَیُقَالُ اَبُوْحَکِیْمِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَخَّرَالْقِتَالَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ، وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ، وَيَنْزِلَ النَّصْرُ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ!

(۱۳۵۰) حضرت نعمان بن مقرن جن کی کنیت ابوعمرو یا ابوحکیم ہے فرماتے ہیں کہ میں جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا۔ آپ ﷺ اگر دن کے اول حصے میں لڑائی کا آغاز نہ کرتے تو پھر زوال تک لڑائی کو مؤخر فرماتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے، ہوائیں چلنے لگیں اور نصرت نازل ہو جائے۔ (ابوداؤد اور ترمذی، ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث(۱۳۵۰): سنن ابی داؤد، كتاب الجهاد، باب اي وقت يستحب اللقاء . الجامع للترمذی، ابواب السير، باب ما جاء في الساعة التي يستحب فيها القتال .

شرح حدیث: حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی آپ ﷺ کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ اگر اوّل نہار قتال کا آغاز نہ کرتے تو زوالِ شمس کا انتظار فرماتے کہ ہوائیں چل جائیں اور نصرت نازل ہو جائے۔ یہ تاخیر رسول اللہ ﷺ اس لیے فرماتے کہ نمازِ ظہر کا وقت ہو جائے اور قبولیتِ دعاء کا وقت ہو جائے۔ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر وقت وقتِ قبولیتِ دعاء ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کو قبولیتِ دعاء کے خاص اوقات سے مطلع کیا گیا تھا تو آپ ﷺ ان اوقات کا انتظار فرمایا کرتے تھے اور کچھ علامات تھیں جن کو آپ ملحوظ رکھا کرتے تھے۔ مثلاً: آخر شب ہونا، بارش ہونا، دشمن کے بالمقابل ہونا، لیلۃ القدر ہونا، جمعہ کی ساعت ہونا، سجدے کی حالت میں ہونا اور ضرورت اور احتیاج کے وقت دعاء کا قبول ہونا۔

لڑائی کے وقت ثابت قدم رہو

۱۳۵۱ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاتَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ فَاِذَا لَقِيْتُمْ فَاصْبِرُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۳۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دشمن سے لڑنے کی تمنا نہ کرو لیکن جب آمنا سامنا ہو جائے تو ثابت قدمی اختیار کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۳۵۱): صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب لاتتمنوا لقاء العدو . صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب کراهية تمنى لقاء العدو .

شرح حدیث: ابن بطال فرماتے ہیں کہ انسان کو مستقبل کی کوئی خبر نہیں ہے اس لیے مسلمان کا دشمن سے مقابلے کی تمنا کرنا درست نہیں کہ یہ معلوم نہیں ہے کہ جنگ کی صورت میں کیا حالات پیش آئیں گے چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے عافیت نصیب ہو اور میں شکر کروں یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ میں ابتلاء میں ڈالا جاؤں اور صبر کروں۔ خود اسی حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ سے عافیت طلب کرو، لیکن اگر جنگ کی آزمائش سے دو چار ہو جاؤ تو جم کر مقابلہ کرو۔ یہ حدیث اس سے پہلے (۱۳۲۵) میں آچکی ہے۔ (روضة المتقين : ۳/ ۳۳٤۔ دليل الفالحين : ٤/ ۱۳۱)

جنگ چال بازی ہے

۱۳۵۲ . وَعَنْهُ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنگ دھوکہ ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۳۵۲): صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب الحرب خدعة . صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب جواز الخداع في الحرب .

کلماتِ حدیث: خدعة : جنگی چال۔ ایک امر کا اظہار کرنا اور اس کے برخلاف بات کو چھپانا۔

شرح حدیث: سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے یہ جملہ کہ "الحرب خدعة" جنگِ خندق میں فرمایا۔ خدعة کا مطلب ہے کہ ایسی چال چلنا جس سے دشمن مغالطہ میں پڑ جائے اور اسے مسلمانوں کے اصل مقاصد اور عزائم کا علم نہ ہو سکے نیز خود کافروں اور دشمنوں کی چالوں اور ان کے فکر کو سمجھ کر ان کے مقابلے کی مناسب تدبیر اختیار کرنا۔ غرض ایسی جنگی تدابیر جن سے فتح و کامیابی کے حصول میں سہولت اور اس کے نقصانات سے بچنے کے امکانات پیدا ہوں نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ خوب تر ہے۔

(فتح الباري : ۲/ ۲۰٤۔ شرح مسلم للنووي : ۱۲/ ٤۰۔ عمدة القاري : ١٤/ ۳۸۲)

الباب (۲۳۵)

بَابُ بَیَانِ جَمَاعَةٍ مِنَ الشُّهَدَآءِ فِی ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَیُغَسَّلُوْنَ وَیُصَلّٰی عَلَیْهِمْ بِخِلَافِ الْقَتِیْلِ فِیْ حَرْبِ الْکُفَّار

ان شہداء کا بیان جو اخروی جزاء کے اعتبار سے شہید ہیں لیکن انہیں غسل دیا جائے گا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی برعکس اس شہید کے جو کافروں کے ساتھ جنگ میں شہید ہوا ہو

شہداء کی قسمیں

۱۳۵۳. عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "الشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ، وَالْغَرِیْقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِیْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ!

(۱۳۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید پانچ ہیں۔ طاعون سے مرنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، دَب کر مرنے والا اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۵۳): صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب الشهادة سبع سوی القتل . صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب بیان الشهداء .

کلمات حدیث: مطعون : وہ آدمی جو طاعون میں مرجائے۔ مبطون : وہ آدمی جو پیٹ کی کسی بیماری میں مرجائے۔ بطن : پیٹ جمع بطون . صاحب الهدم : وہ آدمی جو کسی مکان یا عمارت کے نیچے دَب کر مرجائے۔ هدم هدما (باب ضرب) گرانا۔ انهدام : (باب انفعال) گرنا۔

شرح حدیث: شہداء شہید کی جمع ہے، شہید کو شہید اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جنت کی گواہی دی ہے یا اس لیے کہ اس کے رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں یا اس لیے کہ وہ معرکہ کارزار میں حاضر ہوتا ہے اور جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔

اس حدیثِ مبارک میں پانچ شہداء کا ذکر ہے جن میں سے ایک تو شہید فی سبیل اللہ ہے اور باقی چار وہ ہیں جو آخرت کے اجر و ثواب کے اعتبار سے شہید ہیں۔ ایک اور حدیث میں سات کی تعداد بتائی گئی ہے یعنی اس میں دو مردہ افراد کا ذکر کیا گیا جن کو روزِ قیامت شہداء کی طرح اجر و ثواب ملے گا ایک وہ عورت جو حمل کی حالت میں یا وضع حمل میں مرجائے اور وہ آدمی جو ذات الجنب کی بیماری میں مرجائے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شہید فی سبیل اللہ کے علاوہ جن لوگوں کا بطورِ شہداء کے ذکر ہوا وہ آخرت کے اجر و ثواب کے اعتبار سے شہداء میں شمار کیے گئے ہیں یعنی آخرت میں ان کو وہ اجر و ثواب ملے گا جو شہیدوں کو عطا ہوگا۔ لیکن جہاں تک دنیاوی احکام کا تعلق ہے انہیں غسل بھی دیا جائے گا اور ان کی نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

یہ اللہ سبحانہٗ کا امتِ مسلمہ پر انعام ہے اور اس کا فضل واحسان ہے کہ اس نے مسلمان کے لیے حادثاتی موت کو گناہوں کا کفارہ اور آخرت کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنا دیا۔

(فتح الباري : ۱/۵۲۵۔ روضة المتقین : ۳/۳۳۶۔ ریاض الصالحین (صلاح الدین) ۲/۲۸۶)

شہید حکمی کی اقسام

۱۳۵۴. وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَاتَعُدُّوْنَ الشُّهَدَآءَ فِيْكُمْ؟" قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ. قَالَ : "اِنَّ شُهَدَآءَ اُمَّتِيْ اِذًا لَقَلِيْلٌ! قَالُوْا فَمَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. فَهُوَ شَهِيْدٌ! وَمَنْ مَاتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ! وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ! وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ. شَهِيْدٌ وَالْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!!

(۱۳۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے لوگوں میں کسے شہید شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح تو میری امت میں شہداء کم ہوں گے، انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر شہید کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے، جو اللہ کے راستے میں مر جائے وہ شہید ہے، جو طاعون میں مر جائے وہ شہید ہے، جو پیٹ کی بیماری میں مر جائے وہ شہید ہے، اور جو ڈوب کر مر جائے وہ شہید ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۵۴): صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب بیان الشهداء.

کلماتِ حدیث: ما تعدون الشهداء فیکم : تم اپنے مرنے والوں میں سے کس کس کو شہید شمار کرتے ہو، تم کن لوگوں کو شہید گنتے ہو۔ عد عداً (باب نصر) شمار کرنا۔ گننا۔

شرحِ حدیث: اللہ کے راستے میں مر جانے سے مراد طبعی موت مرنا ہے یعنی اگر مجاہد اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے جا رہا ہے اور جہاد سے پہلے ہی اسے طبعی موت آ گئی یا گھوڑے سے گر کر مر گیا تو وہ بھی شہید ہے۔

(روضة المتقین : ۳/۳۳۷۔ ریاض الصالحین (صلاح الدین): ۲/۲۸۶۔ دلیل الفالحین : ۴/۱۳۲)

جو مال کی حفاظت کرتے ہوئے مر جائے وہ بھی شہید ہے

۱۳۵۵. وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۵۵) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے مال کی

حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۵۵): صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب من قتل دون ماله . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی أن من أخذ مال غیره .

کلماتِ حدیث: دون مالہ : علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دون اصل میں ظرفِ مکان ہے جو تحت (نیچے) کے معنی میں آتا ہے۔ جو آدمی اپنے مال کا دفاع کرتا ہے اس وقت اس کا مال یا تو اس کے نیچے ہوتا ہے یا پیچھے ہوتا ہے۔

شرحِ حدیث: اگر کسی مسلمان کا مال کوئی ناحق لینا چاہے اور وہ مسلمان اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ اس بات کی کہ اگر کوئی شخص بغیر حق کے کسی کا مال چھینے تو اسے قتل کرنا جائز ہے، خواہ مال قلیل ہو یا کثیر۔ جمہور فقہاء کی یہی رائے ہے، جبکہ بعض فقہاء مالکیہ کے نزدیک اگر مال تھوڑا ہو تو چھیننے والے کا قتل جائز نہیں ہے۔ (فتح الباري : ۲/۲٤ ۔ روضة المتقین : ۳/۳۳۸ ۔ دلیل الفالحین : ٤/۱۳٤)

جو جان کی حفاظت کرتے ہوئے مر جائے وہ بھی شہید ہے

۱۳۵٦ . وَعَنْ اَبِی الْاَعْوَرِ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ، اَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗد وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ .

(۱۳۵٦) حضرت ابوالاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جو ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو جنت کی خوشخبری دی گئی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے۔ جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۳۵٦): سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب في قتال اللصوص .

کلماتِ حدیث: العشرة المشهود لهم بالجنة : وہ دس صحابہ جن کے بارے میں جنت کی شہادت دی گئی، وہ دس صحابہ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنتی ہیں۔ عشره مبشره بالجنة .

شرحِ حدیث: رسولِ کریم ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے متعدد صحابہ کرام کو جنت کی بشارت دی لیکن جن حضرات کو ایک ہی موقعہ پر جنت کی خوشخبری سنائی وہ دس ہیں، جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور اس حدیث کے راوی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ابن الملک فرماتے ہیں کہ علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے مال پر جان پر اور اس کے بیوی بچوں پر کوئی ظالم تعدی کرے تو اسے اپنے دفاع کا حق حاصل ہے اور اگر اسے اس کے لیے لڑنا بھی پڑے تو وہ قتال بھی کرسکتا ہے اور اگر وہ مدافعت کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔ (روضة المتقين : ۳۳۸/۳۔ دليل الفالحين : ۱۳۵/٤۔ رياض الصالحين (صلاح الدين) ۸۷/۲)

ڈاکو جہنمی ہے

۱۳۵۷۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ جَآءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَخْذَ مَالِيْ؟ قَالَ : "فَلَا تُعْطِهٖ مَالَکَ قَالَ : اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلَنِيْ؟ قَالَ :" قَاتِلْهُ" "قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلَنِيْ؟ قَالَ : فَاَنْتَ شَهِيْدٌ" قَالَ : اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلْتُهٗ"؟ قَالَ : "هُوَ فِي النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۵۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! اگر کوئی آئے اور میرا مال چھیننے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اسے اپنا مال مت دے۔ اس نے دریافت کیا کہ اگر وہ مجھ سے لڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ تو بھی اس سے مقابلہ کر۔ اس نے کہا کہ اگر وہ مجھے قتل کر دے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو شہید ہے۔ اس نے کہا کہ اگر میں اسے قتل کر دوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جہنم میں جائے گا۔

(مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۵۷): صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الدليل على ان من قصد اخذ .

شرح حدیث: اسلام نے ہر انسان کی جان، مال اور عزت وآبرو محترم قرار دیا ہے اور بغیر حق کے ان میں کسی پر کوئی زیادتی جائز نہیں ہے اور زیادتی کرنے والا ظالم ہوگا اور اللہ کے یہاں گنہگار اور دنیا میں قابل سزا ہوگا۔ اگر کوئی شخص کسی کا مال زبردستی چھینے اور اسے لوٹے تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مال کا دفاع کرے اگر اس مدافعت میں وہ مارا گیا تو شہید ہے اور اگر اس نے حملہ آور کو مار دیا تو یہ حملہ آور جہنمی ہے۔

اپنی جان، مال اور عزت اور اپنے گھر والوں کی حفاظت میں مارا جانے والا حکماً شہید ہے اس لیے اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ (شرح صحيح مسلم للنووي : ۱۳۸/۲۔ روضة المتقين : ۳۳۹/۳)

الباب (۲۳۶)

بَابُ فَضْلِ الْعِتْقِ
غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت

۲۹۴. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿١١﴾ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿١٢﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿١٣﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

''پس وہ دشوار گزار گھاٹی میں داخل نہیں ہوا اور تجھے کیا معلوم کہ گھاٹی کیا ہے؟ گردن کا آزاد کرنا ہے۔'' (البلد)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا اور اپنے احسانات سے سرفراز فرمایا لیکن اس قدر انعام واکرام اور جملہ اسباب ہدایت کی موجودگی میں اسے توفیق نہ ہوئی کہ وہ دین کی گھاٹی پر آ دھمکتا اور مکارمِ اخلاق کے راستوں کو طے کرتا ہوا فوز وفلاح کے بلند مقامات کے پر پہنچ جاتا۔ دین کے احکام چونکہ انسانی خواہشات نفس کے برخلاف ہیں اس لیے ان پر عمل کرنے کو گھاٹی سے تعبیر فرمایا۔ ان احکام میں سے ایک اہم حکم غلاموں کو آزاد کرنا ہے۔

رسول کریم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے ہی غلامی کا رواج ساری دنیا میں چھایا ہوا تھا اسلام نے اس رواج کو یکلخت ختم کرنے کی بجائے تدریجاً ختم فرمایا کہ غلاموں کی آزادی کا بہت اجر وثواب بیان فرمایا مختلف مقامات پر غلاموں کو بطورِ کفارہ آزادی کا حکم فرمایا اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک بہتر برتاؤ اور اچھے تعلق رکھنے کا حکم فرمایا کہ ان کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاؤ اور ان کے ساتھ محبت، مہربانی اور شفقت سے پیش آؤ۔

غرض ایسی متعدد ہدایات اور احکام جاری فرمائے جن سے رفتہ رفتہ غلامی کا خاتمہ ہو گیا بلکہ غلام اسلامی سوسائٹی میں جذب ہو کر اسلامی تہذیب وثقافت کا ایک قابل فخر حصہ بن گئے اور ان غلاموں کے سلسلے سے ایسے ماہر اور عبقری علماء پیدا ہوئے کہ آزادی بھی اس غلام پر قربان ہو جائے۔

(معارف القرآن۔ تفسیر عثماني۔ روضة المتقين : ۳/۳۳۹۔ رياض الصالحين (صلاح الدين) ۲/۲۸۷)

غلام آزاد کرنے کے بدلہ میں جہنم سے نجات ملے گی

۱۳۵۸. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَه' بِفَرْجِه" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۵۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جس نے ایک مسلمان کی گردن آزاد کی اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد فرمادیں گے حتیٰ کہ شرمگاہ بھی شرمگاہ کے

بدلے میں جہنم کے عذاب سے نجات پا جائے گی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۵۸): صحیح البخاری، الکفارات، باب قول الله تعالیٰ او تحریر رقبة . صحیح مسلم، کتاب العتق، باب فضل العتق .

کلمات حدیث: لکل عضو منه : غلام آزاد کرنے والے کے جسم کا ہر عضو غلام کے ہر عضو کے بدلے جہنم کی آگ سے محفوظ کر دیا جائے گا۔

شرح حدیث: قرآن کریم میں غلام کے آزاد کرنے کی بڑی فضیلت بیان ہوئی اور مختلف مواقع پر غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح متعدد احادیث نبوی ﷺ میں غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت اور اس عمل کا اجر وثواب بیان کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نے غلاموں کو بکثرت آزاد کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غلاموں کے مالکوں کو غلاموں کی قیمت ادا کرتے اور خریدتے ہی ان کو آزاد کر دیتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار غلاموں کو آزاد فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک ہزار سے زائد غلام آزاد کیے اور بعض صحابہ کرام کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے ایک دن میں آٹھ ہزار غلاموں کو آزاد کیا۔

(فتح الباري : ۳۳/۱۔ شرح صحيح مسلم للنووي : ۱۲۹/۱۰۔ روضة المتقين : ۳۴۰/۳۔ نزهة المتقين : ۲۵۷/۲)

قیمتی غلام آزاد کرنے میں زیادہ فضیلت ہے

۱۳۵۹. وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ، وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" قَالَ: قُلْتُ : اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا وَاَكْثَرُهَا ثَمَنًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۵۹) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں نے عرض کیا کون سی گردن کو آزاد کرانا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ غلام جو مالک کی نظر میں اعلیٰ اور قیمت میں گراں ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۵۹): صحیح البخاری، کتاب العتق، باب اي الرقاب افضل . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الایمان بالله تعالیٰ افضل الاعمال .

کلمات حدیث: اي الرقاب افضل : غلاموں سے کس غلام کے آزاد کرنے کی زیادہ فضیلت ہے۔ رقاب : جمع رقبة : گردن مراد غلام۔

شرح حدیث: ایمان تمام اعمالِ صالحہ کی اساس اور ان کی روح ہے ایمان کے بغیر نہ کوئی عمل عمل صالح بنتا ہے اور نہ ہی وہ اللہ کے یہاں مقبول ہے اس لیے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کا افضل الاعمال ہونا بالکل واضح اور ظاہر ہے اور اس میں کوئی خفا نہیں ہے۔ قرآن

کریم میں ارشاد ہے کہ:

﴿ لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ ﴾

''تم ہرگز نیکی حاصل نہ کر پاؤ گے یہاں تک کہ تم اپنی پسندیدہ اشیاء کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔'' (آل عمران: ۹۲)

اسی بنیاد پر فرمایا کہ غلاموں میں سے اس غلام کو آزاد کرنا زیادہ فضیلت کا کام ہے جو مالکوں کی نظر میں بہت اعلیٰ اور نفیس ہو اور بازار میں اس کی قیمت زیادہ ہو۔ جس طرح غلام کو آزاد کرنا ہے اسی طرح مقروض کا قرض ادا کر کے اس کا قرض چھڑانا اور جو کسی وجہ سے مالی بوجھ تلے دَب گیا ہو اس کی گردن سے یہ بوجھ اتار دینا بھی بہت فضیلت اور اجر و ثواب کا کام ہے اور ﴿ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝١٣ ﴾ گردن چھڑانا میں داخل ہے۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب بیان کثرۃ طرق الخیر میں گزر چکی ہے۔

(روضة المتقين : ٣/ ٣٤١ ـ دليل الفالحين : ٤/ ١٣٩ ـ رياض الصالحين (صلاح الدين) ٢/ ٢٨٩)

الباب (۲۴۷)
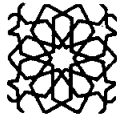
بَابُ فَضْلِ الْإِحْسَانِ إِلَى الْمَمْلُوكِ
غلاموں سے حسن سلوک کی فضیلت

چند حقوق العباد کا ذکر

۲۹۵. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتے دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی، پاس رہنے والے اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے یعنی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔'' (النساء: ۳۶)

تفسیری نکات: ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ نیز تمام رشتہ دار پڑوسیوں اور جملہ متعلقین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور غلاموں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو۔ (معارف القرآن، تفسير عثماني)

جو خود کھائے غلام کو وہی کھلائے

۱۳۶۰. وَعَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ : رَاَيْتُ اَبَاذَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلٰی غُلَامِهٖ مِثْلُهَا فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِکَ، فَذَکَرَ اَنَّهٗ سَابَّ رَجُلاً عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَيَّرَهٗ بِاُمِّهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّکَ امْرُؤٌ فِيْکَ جَاهِلِيَّةٌ" هُمْ اِخْوَانُکُمْ، وَخَوَلُکُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْکُمْ، فَمَنْ کَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْکُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَاتُکَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ کَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۳۶۰) حضرت معرور بن سوید سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک عمدہ حلہ پہنا ہوا اور ان کے غلام نے بھی انہی جیسا پہنا ہوا تھا۔ میں نے ان سے اس سلسلے میں دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص کو برا بھلا کہا اور اس کی ماں کی نسبت سے اسے عار دلائی۔ اس پر نبی کریم ﷺ

نے فرمایا کہ تم ایسے آدمی ہو کہ تمہارے اندر جاہلیت کا اثر موجود ہے۔ وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے خدمت گار ہیں اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت بنا دیا ہے۔ جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو وہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو اور اگر ایسے کام ان کے سپرد کرو تو خود بھی ان کی مدد کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (١٣٦٠): صحيح البخاري، كتاب العتق، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم العبيد اخوانكم . صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب اطعام المملوك مما يأكل .

کلماتِ حدیث: خولكم : تمہارے مددگار۔ فتح الباری میں ہے کہ غلام کو خول اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ کاموں کی اصلاح کرتے اور انہیں درست کرتے ہیں۔

شرحِ حدیث: حضرت معرور بن سوید تابعی ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک حلہ پہنا ہوا ہے اور اسی طرح کا ان کے غلام نے پہنا ہوا ہے میں نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کسی کو برا بھلا کہہ دیا تھا اور اسے اس کی ماں کی نسبت عار دلائی تھی، اور یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے جو مؤذن رسول ﷺ تھے، جنہیں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ابن السوداء (کالی عورت کا بیٹا) کہہ کر پکارا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر انہیں تنبیہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تمہارے اندر ابھی تک جاہلیت کا اثر موجود ہے کہ کسی کو اس کے نسب سے عار دلانا شیوۂ جاہلیت ہے اخلاقِ اسلام نہیں ہے۔ اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرۂ مبارک زمین پر رکھ دیا اور کہا کہ جب تک بلال رضی اللہ عنہ میرے چہرے پر اپنا پیر نہیں رکھ دیں گے میں اپنا رخسار زمین پر سے نہیں اٹھاؤں گا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ غلام تمہارے بھائی اور تمہارے مددگار ہیں ان کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ اسلام نے غلاموں اور مجبوروں کے ساتھ ہمدردی اور حسن سلوک پر بہت زور دیا ہے۔ اس کے پیش نظر ہر طرح کے ملازمین اور خادموں کے ساتھ ہمدردی اور اخوت کا معاملہ کرنا چاہیے۔

نیز ارشاد فرمایا کہ غلاموں پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جسے برداشت کرنا ان کے لیے مشکل ہو بلکہ جو کام انہیں بتاؤ اس میں خود ان کی مدد کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ملازموں اور مزدوروں پر بھی اتنا بوجھ نہ ڈالا جائے جسے وہ برداشت نہ کرسکیں اور اگر ان سے کوئی دشوار کام لیا جائے تو خود ان کا ہاتھ بٹانا چاہیے اور ان کی مدد کرنی چاہیے۔

اسلام آجر اور اجیر آقا اور غلام اور مالک اور مزدور کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیتا ہے اور ان کو باہم ہمدرد، غمگسار، معاون اور مددگار بننے کی تلقین کرتا ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو انسانی حقوق کی ادائیگی اور حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے کہ اسلام میں شرف وفضل کا معیار دنیا اور دنیاوی مسائل کی فراوانی نہیں ہے بلکہ صرف اور صرف تقویٰ ہے۔

(فتح الباري : ١/٥٥ـ شرح صحيح مسلم للنووي : ١١/١١٠ـ تحفة الأحوذي : ٦/٦٤ـ رياض الصالحين (صلاح الدين) ٢/٢٩٠ـ ارشاد الساري : ١/١٦٧ـ عمدة القاري : ١/٣٢٤)

خادم کو بھی کھانے میں شریک کر لینا چاہیے

۱۳۶۱. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذَا اَتَى اَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَاِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَيْنِ اَوْ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ فَاِنَّهُ وَلِيَ عِلَاجَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

"اَلْاُكْلَةُ" بِضَمِّ الْهَمْزَةِ! وَهِيَ اللُّقْمَةُ!

(۱۳۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لے کر آئے تو اگر وہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر نہ کھلائے تو کم از کم ایک دو لقمہ ہی دیدے کہ اس نے ہی اس کھانے کو لانے کی زحمت برداشت کی ہے۔ (بخاری)

أکلہ : بمعنی لقمہ۔

تخریج حدیث (۱۳۶۱): صحیح البخاری، کتاب الاطعمہ، باب الاکل مع الخادم . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اطعام المملوك مما یأکل .

شرح حدیث: اسلام نے تمام انسانوں کو برابر قرار دیا ہے کسی عجمی کو عربی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے سب ایک آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے ۔ اس لیے اسلامی اخلاق یہ ہے کہ خادموں اور زیردستوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے انہیں وہی کھانا دیا جائے جو مالک خود کھاتا ہے وہی کپڑا پہنایا جائے جو مالک خود پہنتا ہے اور جب خادم کھانا لے کر آئے تو اسے اپنے ساتھ کھلائے ورنہ ایک دو لقمہ ہی اسے دیدے ۔ ترمذی رحمہ اللہ کی حدیث میں ہے کہ خادم کو اپنے پاس بٹھا کر کھلائے اگر وہ نہ کھائے تو اسے وہ لقمہ دیدے جو اس کے ہاتھ میں ہو اور مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب تمہارا خادم کھانا لے کر آئے تو صاحبِ طعام کو چاہیے کہ اسے اپنے قریب بٹھائے یا اسے ایک لقمہ دیدے ، وجہ یہ ہے کہ اس خادم نے کھانا تیار کرنے کی کلفت برداشت کی ہے اسے پکایا ہے اور پکانے میں گرمی اور دھواں برداشت کیا ہے اور اگر صرف لا کر سامنے رکھا ہے تب بھی اس نے زحمت برداشت کی جو مالک کے حسن سلوک کی متقاضی ہے۔

(فتح الباري : ۲/ ٤٥ ـ روضة المتقين : ۳/ ۳٤۳ ـ دليل الفالحين : ٤/ ١٤١)

البَاب (۲۳۸)

بَابُ فَضْلِ الْمَمْلُوكِ الَّذِیْ یُؤَدِّیْ حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِیْهِ

اللہ تعالیٰ کا اور اپنے آقا کا حق ادا کرنے والے غلام کی فضیلت

۱۳۶۲. عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَیِّدِهٖ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ، فَلَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَیْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ !

(۱۳۶۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو غلام اپنے آقا سے مخلص رہا اور اچھی طرح اللہ کی عبادت کی اس کو دھرا اجر ملے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۶۲): صحیح البخاری، کتاب العتق، باب العبد اذا احسن عبادة ربه . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ثواب العبد واجره اذا نصح لسیده .

کلمات حدیث: نصح لسیده : اپنے مالک کے ساتھ خیر خواہی کا رویہ اختیار کیا۔ اس کے خلوص کے ساتھ خدمت کی اور اس کے مال کی حفاظت کی اور ہر معاملہ میں اس کی بھلائی چاہی۔ أحسن عبادة الله : اللہ کی بہت اچھی طرح بندگی کی اللہ کی عبادت خلوص اور حسن نیت کے ساتھ اس کے تمام آداب اور جملہ شرائط کے ساتھ خالصتاً رضاء الٰہی کے ساتھ کی۔

شرح حدیث: علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر غلام یا خادم نے ان دونوں فرائض کو خوش اسلوبی سے اور عمدگی سے ادا کیا جو اس پر اس کے مالک کی طرف سے اور اس کے خالق کی طرف سے عائد ہوتے ہیں اس کا اجر اس بندہ آزاد سے دگنا ہوگا جو صرف اللہ کی بندگی میں مصروف ہے۔

مقصودِ حدیث یہ ہے کہ اگر خادم اپنے مالک کی خلوص کے ساتھ اور اس کی خیر خواہی کے ساتھ اس کی اطاعت اور تابعداری کرتا ہے اور اس کے ساتھ وہ اللہ کے مقرر کردہ تمام فرائض اور جملہ واجبات کو بحسن وکمال ادا کرتا ہے تو اللہ رب العزت اسے دھرا اجر عطا فرمائیں گے۔

(عمدة القاري: ۱۵٤/۱۳ ۔ فتح الباري: ٤٥/۲ ۔ شرح صحیح مسلم للنووي: ۱۱۲/۱۲ ۔ روضة المتقین : ۳٤٥/۳)

حقوق اداء کرنے والے غلام کو دہرا اجر ملتا ہے

۱۳۶۳. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ الْمُصْلِحِ اَجْرَانِ" وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ بِیَدِهٖ لَوْلَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَالْحَجُّ وَبِرُّ اُمِّیْ، لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَمُوْتَ وَاَنَا مَمْلُوْكٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ!

(۱۳۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس غلام کے جو اپنے آقا کا خیر خواہ ہو دو

اجر ہیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ابو ہریرہ کی جان ہے اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور اپنی ماں سے حسن سلوک کا معاملہ نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ میں مرتے وقت کسی کا مملوک ہوتا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۶۳): صحیح البخاری، کتاب العتق، باب العبد اذا احسن . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ثواب العبد و اجره .

کلمات حدیث: المصلح : صلح جو، اصلاح پسند، مالک کا کام خوش اسلوبی اور عمدگی سے کرنے والا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں مصلح کا لفظ ہے جبکہ بخاری کی روایت میں صالح کا لفظ آیا ہے اور صالح وہ ہے جس کے اللہ سے احوال درست ہوں یعنی عبادات اور فرائض کی ادائیگی اور ان کے اہتمام اور یادِ الٰہی سے اللہ اور بندے کا تعلق استوار ہو۔ اور مصلح وہ ہے جس کے اپنے احوال بھی اللہ سبحانہٗ کے ساتھ درست ہوں اور دوسروں کے بھی اصلاح احوال کے لیے کوشاں ہو۔ ظاہر ہے کہ مصلح کا درجہ صالح سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ کارِ اصلاح انبیاء کا کام ہے۔

عمدہ بات یہ ہے کہ امت میں مصلحین کا عمل جاری رہے کہ ان کے کام اور ان کے وجود کی برکت سے اللہ تعالیٰ مصائب دور فرما دیتے ہیں اور آفات ٹال دیتے ہیں۔ سورۂ ہود (۱۱۷) میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی کسی بستی کو بستی والوں کے ظلم پر ہلاک نہیں فرماتے جس کے لوگ مصلح ہوں۔ اور سورۂ اعراف (۱۷۰) میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم مصلحین کے اجر کو ضائع نہیں ہونے دیتے۔

ایک بندۂ مملوک جو مالک کا بھی خدمت گزار ہو اور اللہ تعالیٰ کی بندگی بھی بتمام حسن اور بکمال خوبی بجالاتا ہو اس قدر اجر و ثواب ملے گا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا کہ اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور میرا اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ میں مملوک ہوتا اور مملوک ہونے کی حالت میں مرتا۔ یعنی مملوک کا اجر اس قدر زیادہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تین باتیں نہ ہوتیں تو میں تو اس اجر عظیم کے حصول کی خاطر مملوک ہو کر مرنا پسند کرتا ایک جہاد فی سبیل اللہ جو مملوک پر واجب نہیں ہے، دوسرے حج وہ بھی مملوک پر واجب نہیں ہے اور دونوں میں مالک کی اجازت ضروری ہے تیسرے میری ماں کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک کہ ہوسکتا ہے کہ مالک کی خدمت میں حاضر رہنے سے ماں کی خدمت میں کوتاہی ہوتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام امیمہ تھا اور وہ صحابیہ تھیں۔

(فتح الباري : ۴۵/۲ ـ ارشاد الساري : ۵٦/۵ ـ عمدة القاري : ۱۵۵/۱۳ ـ شرح صحيح مسلم للنووي : ۱۱۲/۱۱)

حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں کی پاسداری کرنے والا غلام

۱۳٦۴. وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْمَمْلُوْکُ الَّذِیْ یُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّہٖ وَیُؤَدِّیْ اِلٰی سَیِّدِہٖ الَّذِیْ عَلَیْہِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِیْحَةِ، وَالطَّاعَةِ، لَہٗ اَجْرَانِ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ!

(۱۳۶۴) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو غلام بتمام حسن اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور جو اس پر اس کے مالک کا حق ہے اس کو بھی اچھی طرح ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ خیر خواہی اور طاعت کے ساتھ پیش آتا ہے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۳۶۴): صحیح البخاری، کتاب العتق، باب کراهية التطاول على الرقيق.

کلماتِ حدیث: حسن عبادة ربه : اپنے رب کی عبادت بتمام حسن اور بکمال خوبی انجام دیتا ہے دراصل احسان کے معنی ہیں حسن نیت اور خلوص قلب کے ساتھ اللہ کی عبادت تمام آداب اور جملہ سنن و مستحبات کے ساتھ اس طرح انجام دینا کہ عبادت کرنے والے بندہ کا اللہ سے تعلق استوار قائم ہو۔ حدیثِ مبارک میں ہے کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔

شرحِ حدیث: ابن التین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دوگنا اجر ملنے کی وجہ کہ اس نے اپنے مالک کی خیر خواہی کی اور اپنے رب کی بندگی میں حسن و خوبی اختیار کی۔ (فتح الباري : ۴۷/۲ـ عمدة القاري : ۱۶۰/۱۳ـ ارشاد الساري : ۵۶۹/۵)

تین قسم کے لوگوں کو دہرا اجر ملتا ہے

۱۳۶۵. وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "ثَلَاثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ : رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهٗ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۶۵) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن کا دھرا اجر ہے۔ اہل کتاب کا وہ آدمی جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر محمد ﷺ پر ایمان لایا، وہ مملوک غلام جو اپنے آقا کا حق ادا کرے اور اللہ کا بھی حق ادا کرے اور وہ آدمی جس کے پاس ایک باندی تھی اس نے اسے بہت اچھا ادب سکھایا اور بہت خوب تعلیم دی پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کیا، اس کے لیے دو اجر ہیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۶۵): صحيح البخاری، كتاب العلم، باب تعليم الرجال امة و اهله . صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب وجوب الايمان برسالة نبينا محمد ﷺ.

کلماتِ حدیث: مواليه : اپنے آقاؤں کی خدمت کی۔ موالی : مولی کی جمع ہے۔ جس کے معنی ہیں مالک اور آقا۔ وہ شخص جو کسی غلام کا مالک ہو۔ نیز مولیٰ آزاد کردہ غلام کو بھی کہتے ہیں۔

شرحِ حدیث: تین آدمیوں کو دھرا اجر ملے گا۔ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اگر ان میں سے کوئی اسلام لے آئے تو اسے دھرا اجر ملے گا۔ پہلا اجر اپنے نبی (حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لانے کا اور پھر محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے

کا۔ یعنی رسولِ کریم ﷺ کی بعثت کے بعد جو یہودی یا عیسائی اسلام قبول کرے گا اسے دھرا اجر ملے گا۔ وہ مملوک غلام جو اپنے مالک کی خدمت کا حق ادا کرے اور اللہ کی عبادت کا حق ادا کرے اسے دھرا اجر ملے گا اور وہ مسلمان جو اپنی باندی کو دین کا علم سکھائے اور دینی آداب کی تعلیم دے اور پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے اسے بھی دھرا اجر ملے گا۔

(فتح الباري : ٢/٤٤ـ ارشاد الساري : ٥/٥٦٢ـ روضة المتقين : ٣/٣٤٧ـ دليل الفالحين : ٤/١٤٥)

الباب (۲۳۹)
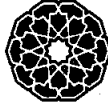
بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي الْهَرْجِ وَهُوَ الْإِخْتِلَاطُ وَالْفِتَنُ وَنَحْوُهَا

فتنے اور فساد کے زمانے میں عبادت کی فضیلت

۱۳۶۶ . عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَلْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۶۶) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فتنے اور فساد کے دور میں اللہ کی عبادت کرنا ایسا ہے جیسے میری جانب ہجرت کرنا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۶۶): صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب فضل العبادة فى الهرج .

کلماتِ حدیث: هرج : امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہرج کے معنی فتنے کے ہیں اور لوگوں کے امور کے باہم مختلط ہو جانے کے ہیں۔ احادیثِ مبارکہ میں ہرج کے معنی فتنہ اور قتل کے آئے ہیں۔

شرحِ حدیث: رسولِ کریم ﷺ نے جس طرح اپنی امت کو عقائد اور ایمانیات، اخلاق و عمل اور معاملات و معاشرت اور زندگی کے ہر ہر پہلو کے بارے میں ہدایات دی ہیں اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی امت کو آخر زمانے میں آنے والے فتنوں سے بھی متنبہ فرمایا ہے۔ آخری زمانے میں فتنے اس طرح تیزی اور تیز رفتاری سے آئیں گے جیسے تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جائے تو اس کے دانے پے در پے گرتے ہیں اور جیسے بارش کے قطرے پے در پے آتے ہیں معاہدات اور معاملات میں دھوکہ وفریب عام ہوگا ہر جگہ دجل اور مکر کا کاروبار ہوگا ہر مقام پر جھوٹ کا چلن ہوگا، فسق و فجور عام ہوں گے اور یہ حال ہوگا کہ آدمی صبح کو مؤمن اور شام کو کافر اور شام کو مؤمن اور صبح کو کافر ہوگا۔

رسولِ کریم ﷺ نے احادیثِ مبارکہ میں آنے والے فتنوں کا بیان فرمایا تا کہ مسلمان فتنوں سے دور رہنے اور ان سے بچنے کی کوشش کریں اور فتنوں میں گرفتار ہو کر اللہ کے دین سے اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے سے نہ ہٹ جائیں چنانچہ فرمایا کہ خوش نصیب ہے وہ بندہ جو فتنوں سے محفوظ کر دیا گیا۔

فتنے عام ہو جائیں معاشرے میں فساد سرایت کر جائے اور برائیاں عام ہو جائیں تو نیکی پر عمل کرنا دشوار اور اللہ کی عبادت کٹھن ہو جاتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کے لیے ایک وقت ایسا آئے گا کہ صبر واستقامت کے ساتھ دین پر قائم رہنے والا بندہ اس وقت اس آدمی کی مانند ہوگا جو ہاتھ میں جلتا ہوا انگارہ تھام لے۔ (ترمذی)

ایسے حال میں جب ہر طرف برائی کا غلبہ ہو اور اس کا چلن عام ہو اس کے باوجود کوئی اللہ کا بندہ اللہ کی عبادت پر اور اس کے احکام پر صبر و استقامت کے ساتھ عمل کرتا رہے تو اس کو وہ اجر و ثواب ملے گا جو مکہ میں کافروں کے ظلم وستم سے تنگ آ کر بے یار و مددگار اور بے مال و منال مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے والے صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔

(شرح مسلم للنووي : ۱۸/ ۷۰۔ تحفة الأحوذي : ٦/٤٤٢ ۔ روضة المتقين : ۳/ ۳٤٨)

الباب (۲٤۰)

بَابُ فَضْلِ السَّمَاحَةِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَآءِ وَالْاَخْذِ وَالْعَطَآءِ وَحُسْنِ الْقَضَآءِ وَالتَّقَاضِي وَاِرْجَاحِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيْزَانِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيْفِ وَفَضْلِ اِنْظَارِ الْمُوْسِرِ وَالْمُعْسَرِ وَالْوَضْعِ عَنْهُ

خرید و فروخت اور لین دین میں نرمی اور ادائیگی اور تقاضہ کرنے میں اچھا رویہ اختیار کرنے اور ناپ اور تول میں جھکتا ہوا تولنے کی فضیلت اور کم تولنے کی ممانعت اور تنگ دست کو مہلت دینے اور قرض کو معاف کر دینے کی فضیلت

۲۹۶. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

﴿ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ (۲۱۵) ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''تم جو بھی بھلائی کرو گے یقیناً اللہ اسے جاننے والا ہے۔'' (البقرة:۲۱۵)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ ہر عمل خیر جو تم کرتے ہو خواہ وہ مالی ہو یا جسمانی اللہ اس سے بخوبی واقف ہے اور اس کا اجر عطا فرمانے والا ہے۔

۲۹۷. وَقَالَ تَعَالٰى:

﴿ وَيَٰقَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اے میری قوم! انصاف کے ساتھ ناپ تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔'' (ھود:۸۵)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ہود علیہ السلام کی زبانی قوم مدین کو حکم دیا گیا ہے کہ تمہاری زندگی کا ہر معاملہ عدل و انصاف پر استوار ہونا چاہیے اور کسی بھی موقعہ پر بے اعتدالی عدم توازن بے انصافی اور خلاف عدل کوئی کام نہ ہونا چاہیے یعنی اپنا حق جائز طریقے پر اور انصاف سے لو اور دوسرے کا حق عدل و انصاف کے ساتھ پورا پورا اس کے حوالے کر دو۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قوم ہود علیہ السلام نہ صرف یہ کہ کافر تھے بلکہ بخس و تطفیف کے بھی مریض تھے جب انہیں اپنا حق لینا ہوتا تو زائد لیتے اور دوسرے پر ظلم کرتے اور ناانصافی سے پیش آتے اور جب دوسرے کو دینا ہوتا تو کم دیتے اور دوسرے کا حق مار لیتے۔ انہیں حکم دیا کہ وہ ناپ تول پورا پورا عدل و انصاف کے ساتھ کریں اور لوگوں کو ان کی اشیاء کم تول کر نہ دیا کریں۔

(معارف القرآن)

ناپ تول میں کمی کرنے پر وعید

۲۹۸. وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝١ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝٢ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝٣ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝٥ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝٦ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے خرابی ہے جو لوگوں سے خود ناپ کر پورا لیتے ہیں مگر جب ناپ کر یا تول کر دوسروں کو دیتے ہیں تو کم کر دیتے ہیں کیا ان کو یقین نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔'' (المطففین)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا وعید شدید ہے ان لوگوں کے لیے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں اور دوسرے کا حق دینے میں بخل سے کام لیتے ہیں جب لوگوں سے وصول کرنا ہو تو پورا پورا وصول کرلیں گے اور ایک حبہ بھی چھوڑنے پر راضی نہ ہوں گے مگر جب دوسروں کا حق ادا کرنے کا وقت آئے گا تو ناپ تول میں کمی کریں گے اگر انہیں یہ خیال ہوتا کہ مرنے کے بعد ایک دن پھر اٹھنا اور اللہ کے سامنے تمام حقوق و فرائض کا حساب دینا ہے تو ہرگز ایسی حرکت نہ کرتے۔ (تفسير عثماني)

حق دار کو بات کرنے کا حق ہے

۱۳۶۷. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ لَهُ، فَهَمَّ بِهِ اَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالاً'' ثُمَّ قَالَ اَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهِ'' قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَانَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ قَالَ ''اَعْطُوْهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَآءً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر تقاضہ کرنے لگا اور آپ ﷺ سے درشت رویہ اختیار کیا۔ صحابہ کرام نے اسے منع کرنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ رہنے دو صاحب حق کو بات کرنے کا حق حاصل ہے۔ پھر فرمایا کہ اس کو اتنی عمر کا اونٹ دے دو جتنا اس کا تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو اس سے بہتر عمر کا جانور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی دیدو کہ تم میں بہتر وہ ہے جو ادائیگی میں بہتر ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۶۷): صحيح البخاری، كتاب الوكالة، باب الوكالة فی قضاء الدين . صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب من استسلف شيئا فقضى خيراً منه

کلمات حدیث: يتقاضاه : آپ ﷺ سے اپنے کسی مال قرض کی ادائیگی کا تقاضا کیا۔ فأغلظ : بات میں شدت اختیار کی، سخت

کلامی کی۔ سنا مثل سنه : ایسا اونٹ جس کی عمر اس کے اونٹ کی عمر کے برابر ہو۔

شرح حدیث: رسولِ کریم ﷺ نے کسی سے ایک اونٹ ادھار لیا تھا، وہ شخص مانگنے آیا اور مانگنے میں شدت اور سختی اختیار کی۔ اس شخص کا نام زید بن شعبہ کنانی ہے انہوں نے بعد میں اسلام قبول کیا۔ صحابہ کرام نے ارادہ فرمایا کہ ان صاحب کو منع کریں اور خدمتِ اقدس ﷺ میں گستاخی سے روکیں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو صاحبِ حق کو اختیار ہے کہ وہ اپنا حق طلب کرے، یعنی اگر صاحبِ حق اپنے حق کے مانگنے میں سخت لب ولہجہ بھی اختیار کرے تو اس کو برداشت کرنا چاہیے کہ وہ اپنا حق طلب کر رہا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس عمر کا اس کا اونٹ تھا اس کو اسی عمر کا اونٹ دے دو۔ آپ ﷺ کے خادم حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہمارے پاس اس عمر کا اونٹ نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے بہتر دیدو کہ تم میں سے اچھا وہ ہے جو ادائیگی میں اچھا ہے۔

سنن ترمذی میں حضرت ابورافع مولی رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نوجوان سے اونٹ قرض لیا تھا جب صدقہ کے اونٹ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ابورافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس نوجوان کا اونٹ دیدو۔ انہوں نے کہا کہ سارے اونٹ بہت عمدہ اور چار سالہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی دیدو کہ بہترین لوگ وہ ہیں جو ادائیگی میں اچھے ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے ہر معاملہ میں حسن معاملہ اور حسن اخلاق کی تعلیم دی ہے اور ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کا اخلاق زیادہ اچھا ہے اور وہ زیادہ اچھے لوگ ہیں کہ جب ان سے کوئی اپنے حق کا مطالبہ کرے تو وہ اس کی ادائیگی میں زیادہ عمدگی اور خوبی اختیار کرتے ہیں۔ مقروض اگر اپنی مرضی سے اور خوشی کے ساتھ بغیر کسی شرط کے قرض اور حق کی ادائیگی کے وقت کچھ زائد دیدے تو مستحب ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جانور کو بطورِ قرض لینا درست ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جانور کا قرض لینا صحیح نہیں ہے۔

(فتح الباري: ١/١١٦٣ ـ ارشاد الساري: ٥/٢٧٩ ـ شرح صحيح مسلم للنووي: ١١/٣١ ـ تحفة الأحوذي: ٤/٦٢٣)

حق وصول کرتے وقت نرمی کرنے کی فضیلت

١٣٦٨ . وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ، وَاِذَا اشْتَرٰى وَاِذَا اقْتَضٰى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۳۶۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو خرید وفروخت کے وقت اور اپنے حق کے مطالبہ کے وقت نرمی اختیار کرے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۳۶۸): صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب السهولة فى الشراء والبيع .

کلماتِ حدیث: رجلا سمحاً : سمح سمحاً (باب فتح) درگزر کرنا، سخاوت کرنا۔ نرمی اختیار کرنا۔

شرح حدیث: اسلام نے حسن معاملہ کی تعلیم دی ہے اور اس امر کی تاکید کی ہے کہ مسلمان باہم معاملات میں ایمانداری، سچائی اور

دیانت پر کاربند رہیں اور وہ وعدہ خلافی سے احتراز کریں اور اگر بیع (Thing-sole) میں کوئی عیب ہو تو وہ خریدار کو پہلے بتا دیں اور اس طرح معاملہ کریں کہ وہ دھوکہ اور فریب سے بالکل پاک ہو۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

خرید و فروخت کے وقت نرمی اور مساحت کا مفہوم یہ ہے کہ فریقین میں سے کسی کو کوئی نقصان نہ ہو اور ایک دوسرے کو باہم معاملہ کرنے سے کوئی تکلیف نہ پہنچے بلکہ دونوں ہی فریق راضی اور مطمئن ہوں اور اگر خریدار خریدی ہوئی شئے واپس کرنا چاہے تو بیچنے والا بلا تأمل واپس لے لے اور اگر کسی سے اپنے حق کا تقاضا کرنا ہو تو اس میں بھی نرمی اور مساحت برتے اور ادب و احترام کے دائرے میں رہ کر اپنے حق کا مطالبہ کرے اگر مقروض نادار ہو تو قرض کی ادائیگی میں مہلت دیدے یا معاف کردے۔

﴿ وَأَن تَصَدَّقُواْ خَيْرٌ لَّكُمْ ﴾

''اور اگر بخش دو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔'' (البقرة: ۲۸۰)

(فتح الباري: ۱/ ۱۰۹۱ ـ ارشاد الساري: ۵/ ۳۵ ـ تحفة الأحوذي: ۴/ ۶۲۸ ـ رياض الصالحين (صلاح الدين) ۲/ ۲۹۵)

●●●●●●●●●●●●

مقروض کو مہلت دینے کی فضیلت

۱۳۶۹. وَعَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ''مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ اَوْيَضَعْ عَنْهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۶۹) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کے لیے یہ بات خوش کن ہو کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اسے دکھوں سے نجات دے دے تو اسے چاہیے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے یا اسے معاف کردے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۶۹): صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب فضل انظار المعسر .

کلماتِ حدیث: من سره : جسے یہ بات اچھی لگے، جو اس بات سے خوش ہو۔ سر سروراً (باب نصر) خوش ہونا، مسرور ہونا۔ کرب : مصائب، آلام، تکالیف۔ کربۃ کی جمع۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کو یہ بات خوش گوار معلوم ہو کہ روزِ قیامت جب تمام انسان اس قدر مصائب اور پریشانیوں میں مبتلا ہوں گے کہ ماں اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی اللہ اس کو مصائب سے اور پریشانیوں سے نجات عطا فرما دے تو اسے چاہیے کہ مقروض کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دے اور ادائیگی کا مطالبہ کو مؤخر کردے یا اسے بالکل معاف کردے اور اگر وہ کسی اور کا مقروض ہے تو اس کا قرض اپنے پاس سے ادا کردے۔

(شرح صحيح مسلم للنووي : ۱۰/ ۱۹۱ ـ روضة المتقين : ۳/ ۳۵۲ ـ دليل الفالحين : ۴/ ۱۵۰)

●●●●●●●●●●●●

تنگ دست کے ساتھ نرمی کرنے کی فضیلت

١٣٧٠ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(١٣٧٠) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے ملازم سے کہہ دیا کرتا تھا کہ جب قرض لینے کسی تنگ دست کے پاس جاؤ تو اس سے درگزر کیا کرو۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرما دے۔ چنانچہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرما دیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (١٣٧٠): صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب من انظر معسراً . صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب فضل انظار المعسر .

کلمات حدیث: فتی : نوجوان، ملازم جمع فتیان . إذا أتیت معسراً : جب تو کسی تنگ دست کے پاس جائے یعنی جب تو قرض وصول کرنے کسی کے پاس جائے اور دیکھے کہ وہ تنگدست ہے تو تو اس سے درگزر سے کام لے اور اس پر قرض کی وصولیابی کے لیے سختی نہ کر۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گزشتہ زمانے میں کوئی شخص تھا جو لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور جب وصولیابی کا وقت آتا تو وہ اپنے خادم کو کہتا کہ اگر تم کسی مقروض کے پاس جاؤ اور دیکھو کو وہ تنگ دست ہے اور اس کے پاس قرض کی ادائیگی کی گنجائش نہیں ہے تو اس سے قرض کی وصولیابی میں سختی نہ کرنا بلکہ درگزر کرنا۔ اللہ سے امید ہے کہ وہ ہم سے درگزر فرمائے گا۔ چنانچہ جب وہ مرنے کے بعد اللہ کے حضور پیش ہوا تو اللہ نے اس سے درگزر فرما دیا اور اسے معاف فرما دیا۔

درگزر کرنے کے مفہوم میں حسن مطالبہ مزید مہلت یا قرض کی معافی تینوں صورتیں شامل ہیں اور تینوں ہی شرعاً مطلوب اور محمود ہیں۔

(فتح الباري : ٢/١٠٩٣ ۔ ارشاد الساري : ٥/٣٨ ۔ روضة المتقين : ٣/٣٥٢)

جو تنگ دست کو درگزر کرے اللہ تعالیٰ اس کو درگزر فرمائے گا

١٣٧١ . وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "حُوْسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوْسِرًا، وَكَانَ يَامُرُ غِلْمَانَهٗ اَنْ يَتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ : قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : "نَحْنُ اَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْهُ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(١٣٧١) حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک

شخص کا حساب لیا گیا تو اس کے نامہ اعمال میں کوئی بھی کار خیر نہ نکلا۔ سوائے اس کے کہ وہ لوگوں سے میل جول رکھنے والا مالدار آدمی تھا اس نے اپنے ملازموں کو حکم دیا ہوا تھا کہ تنگ دست آدمی سے درگزر کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ درگزر کرنے کو ہم اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ اس کے گناہوں سے درگزر کرو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۷۱): صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب فضل انظار المعسر.

کلماتِ حدیث: حوسب : اس کا حساب کیا گیا۔ حسب حسبا حسبانا (باب حسب) حساب کرنا، یعنی اعمال کا حساب لیا گیا۔ یخالط الناس : لوگوں کے ساتھ مل کر رہتا، یعنی ان سے معاملات کرتا۔ موسر : مال دار یسر سے ہے جس کے معنی آسانی اور سہولت کے ہیں۔

شرحِ حدیث: مقصودِ حدیثِ مبارک یہ ہے کہ لوگوں سے لین دین کے معاملات میں اور قرض کی وصولی میں نرمی اور درگزر سے کام لینا بھی بہت بڑی نیکی ہے اور اس کا اللہ کے یہاں اجر عظیم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کسی کو مال و دولت کی فراوانی عطا کرے تو اسے چاہیے کہ کثرت سے اپنا مال راہ خیر میں خرچ کرے لوگوں کو قرضِ حسنہ دے۔ قرض کی ادائیگی میں آسانی اور سہولت پیدا کرے اور جن لوگوں پر دوسروں کا قرض ہو تو ان کا خود قرض ادا کرے قرض سے ان کی گردن چھڑائے۔ یہ ایسے اعمال ہیں جن پر اللہ کے یہاں بہت اجر و ثواب ہے اور معافی اور درگزری کی امید ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووي : ۱۰/۱۹۱ ـ تحفة الأحوذي : ٤/٦١٠)

قیامت میں ایک دلچسپ مکالمہ

۱۳۷۲. وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اُتِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِهٖ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَقَالَ لَهٗ: مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قال : وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثاً. قَالَ. يَارَبِّ اٰتَيْتَنِيْ مَالَكَ فَكُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِيَ الْجَوَازُ فَكُنْتُ اَتَيَسَّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ، وَاُنْظِرُ الْمُعْسِرَ : فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى "اَنَا اَحَقُّ بِذَامِنْكَ تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِيْ" فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ وَاَبُوْمَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هٰكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۷۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایک بندہ لایا گیا تھا جسے اللہ نے بہت مال عطا فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے اس سے سوال کیا کہ تو نے دنیا میں کیا عمل کیا؟ اس مقام پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَلَا يَكْتُمُونَ ٱللَّهَ حَدِيثًا ﴾

"وہ اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔"

اس بندے نے جواب دیا کہ اے رب! تو نے مجھے مال دیا تھا۔ میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا اور میری اس

میں عادت درگزر کی تھی میں مالدار پر آسانی کرتا اور تنگ دست کو مہلت دیدیا کرتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں درگزر کرنے کا تجھ سے زیادہ حق دار ہوں، اے فرشتو! میرے بندے سے درگزر کرو۔

حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک سے اسی طرح سنی ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۷۲): صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب فضل انظار المعسر .

کلمات حدیث: خلقی : میری عادت، میرا طریق۔ خلق : وہ عادت جو نفس میں جاگزیں ہو کر بسہولت انجام پانے لگے۔ اچھی عادت، جمع اخلاق۔ اخلاقِ حسنه : اچھی عادات و اطوار۔ اخلاقِ سیئه : بری عادات و اطوار۔

شرح حدیث: روزِ قیامت ہر انسان وہی کہے گا جو سچ ہوگا، وہاں سچ اور جھوٹ کھوٹا اور کھرا بالکل الگ الگ ہوں گے اور کسی انسان کی مجال نہیں ہوگی کہ کوئی بات چھپا سکے، بلکہ انسان کے کیے ہوئے اعمال کی گواہی اس کے اعضاء دیں گے اور ہاتھ پیر اور ناک، کان اور جسم کی جلد تک پکار پکار کر بتائے گا کہ اس انسان نے دنیا میں کیا کیا ہے؟ انسان پریشان ہو کر اپنے جسم سے کہے گا کہ تم ہمارے بارے میں کیسے گواہی دے رہے ہو؟ انسان کے اعضاء جواب دیں گے کہ ہمیں اسی اللہ نے گویائی عطا کی ہے جس نے ہر شے کو گویائی دی ہے۔ یعنی جس کی قوت نے ہر ناطق چیز کو بولنے کی قدرت دی آج اسی نے ہمیں بھی گویا کر دیا۔

مقصودِ حدیث یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو مال و دولت سے نوازے تو اس کو چاہیے کہ وہ شکرِ نعمت کرے اور امورِ خیر میں مال کو صرف کرے اور لوگوں کے ساتھ معاملات میں خوش اخلاقی اور نرمی اختیار کرے۔

(فتح الباري : ۱/۱۰۹۲۔ ارشاد الساري : ۵/۳۶۔ روضة المتقين : ۳/۳۵٤)

تنگ دست کے ساتھ نرمی کرنے پر عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی

۱۳۷۳. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا، اَوْوَضَعَ لَه، اَظَلَّهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهٖ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ : وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ !

(۱۳۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کر دیا اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت اپنے عرش کے سائے میں جگہ عنایت فرمائیں گے اور اس روز اللہ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۳۷۳): الجامع للترمذی، ابواب البیوع، باب ما جاء فی انظار المعسر والرفق به .

شرح حدیث: قیامت کے روز جب تمام انسان میدانِ حشر میں جمع ہوں گے اور گرمی کی شدت سے پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں

گے اور سخت پریشانی اور فکر میں مبتلا ہوں گے اور اس روز اللہ کی رحمت کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اس حال میں وہ بندہ بہت ہی خوش نصیب ہوگا جس کو عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا ان خوش نصیبوں میں سے ایک وہ شخص بھی ہوگا جو دنیا میں مال و دولت ملنے پر تکبر کے بجائے تواضع اختیار کرتا تھا اور اپنے مال سے لوگوں کی سہولت اور آسانی کے اسباب مہیا کرتا تھا اور ضرور تمندوں کو قرض دیتا اور پھر انہیں ادائیگی میں مہلت دیتا تھا یا بالکل معاف کر دیتا تھا۔ (فتح الباري : ۱/۱۰۹۱۔ ارشاد الساري : ۵/ ۳٦)

وزن جھکا کر دینا

۱۳۷۴۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى مِنْهُ بَعِيْرًا (بِوُقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ اَوْ دِرْهَمَيْنِ) فَوَزَنَ لَهٗ فَاَرْجَحَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۷۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ایک اونٹ خریدا اور اس کی قیمت جھکتی ہوئی تول کر ادا فرمائی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۷۴): صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب شراء الدواب والحمیر. صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب من استسلف شیئا فقضی خیراً منه.

کلمات حدیث: فوزن له فارجح : اس کو وزن کر کے دیا اور جھکتا ہوا تولا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ سونا یا چاندی کی صورت میں قیمت تول کر ادا کی جائے اور جھکتی ہوئی تولی جائے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ ذات الرقاع تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس جو اونٹ تھا وہ تھک چکا تھا اور سست چل رہا تھا۔ رسولِ کریم ﷺ نے حضرت جابر سے دریافت کیا کہ تمہارے اونٹ کو کیا ہوا انہوں نے فرمایا کہ بیمار ہے۔ آپ ﷺ اس اونٹ کے پیچھے آئے سرزنش کی اور دعاء فرمائی پھر تو وہ اونٹ ایسا تیز چلا کہ کم ہی اونٹ تھے جو اس کے آگے چل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم یہ اونٹ مجھے فروخت کرنا چاہتے ہو، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں لیکن میں مدینہ منورہ میں اسی پر واپس جاؤں گا۔

دورِ نبوت میں اشیاء کی خرید و فروخت کے لیے سونا اور چاندی کے سکوں کا استعمال ہوتا تھا اور اشیاء کی قیمت سونے اور چاندی کی صورت میں تول کر ادا کی جاتی تھی۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اونٹ کی قیمت تول کر ادا کر دیں اور جھکتا ہوا تولیں۔ روایات میں آیا ہے کہ ایک قیراط اصل قیمت سے زیادہ ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں قیمت لے کر پلٹا تو آپ ﷺ نے مجھے بلوایا میں نے سمجھا کہ شاید آپ اونٹ واپس کرنا چاہتے ہیں حالانکہ میں اب یہ اونٹ واپس نہیں لینا چاہتا تھا۔ غرض میں واپس آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ بھی لے جاؤ

اور قیمت بھی تمہاری ہوئی۔

(فتح الباري : ١/٤٤٤ـ روضة المتقين : ٣/٣٥٦ـ دليل الفالحين : ٤/١٥٣ـ تحفة الأحوذي : ٤/٥٢٤)

وزن کرتے وقت جھکا کر دیا کرو

١٣٧٥ . وَعَنْ اَبِیْ صَفْوَانَ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَلَبْتُ اَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِیُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ، فَجَآءَ نَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاوَمَنَا سَرَاوِيْلَ وَعِنْدِیْ وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْاَجْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِلْوَزَّانِ "زِنْ وَاَرْجِحْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

(١٣٧٥) حضرت ابوصفوان سعید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور مخرمہ عبدی ہجر سے کپڑا لے کر آئے تو نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک سراویل (شلوار) کا معاملہ کیا۔ میرے پاس وزن کرنے والا تھا جو قیمت کا وزن کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے وزن کرنے والے سے فرمایا کہ جھکتا ہوا وزن کرو۔ (ابوداود، ترمذی، ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (١٣٧٥): سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی الرجحان. الحامع للترمذی، کتاب البیوع، باب ما جاء فی الرجحان فی الوزن .

کلمات حدیث: بز : کپڑا۔ بزاز : کپڑا فروش، پارچہ فروش۔ هجر : بحرین کے قریب ایک بستی۔ سراویل جمع سروال : عجمی لفظ ہے جسے معرب بنالیا گیا۔ شلوار، یا پاجامہ۔

شرح حدیث: دمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ علم نہیں ہوتا کہ رسول کریم ﷺ نے سراویل (شلوار) زیب تن فرمائی لیکن بہر حال ظاہر حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے پہننے ہی کے لیے خرید فرمائی تھی، بلکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بصراحت منقول ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ شلوار پہنتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں سفر اور حضر میں اور رات میں اور دن میں کیونکہ مجھے ستر کا حکم ہے اور اس سے زیادہ ستر کی اور کوئی چیز نہیں ہے۔

غرض رسول اللہ ﷺ نے شلوار خریدی اور اس کی قیمت جھکتی ہوئی تلوا کر ادا فرمائی۔ اس وقت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ آپ کو پہچانتے نہ تھے جب آپ ﷺ پلٹ کر جانے لگے تو کسی نے ان سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

(تحفة الأحوذي : ٤/٦٠٨ـ روضة المتقين : ٣/٣٥٧ـ دليل الفالحين : ٤/١٥٤)

کتاب العلم

الباب (۲٤۱)
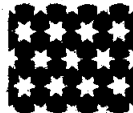
علم کی فضیلت

۲۹۹. قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ :

﴿ وَقُل رَّبِّ زِدۡنِي عِلۡمٗا ﴿١١٤﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''آپ کہیے اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔'' (طہٰ:۱۱۴)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں خطاب رسول اللہ ﷺ سے ہے کہ قرآن کریم کو جس طرح ہم آہستہ آہستہ بالتدریج نازل کرتے ہیں تم بھی اس کو جبرئیل سے لینے میں جلدی نہ کرو اور یہ دعا کیا کرو کہ اے اللہ! تو مجھے قرآن کی اور زیادہ سمجھ اور بیش از بیش علوم و معارف عطا فرما۔ (تفسیر عثماني)

عالم جاہل مرتبہ میں برابر نہیں ہو سکتے

۳۰۰. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِي ٱلَّذِينَ يَعۡلَمُونَ وَٱلَّذِينَ لَا يَعۡلَمُونَ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''کہہ دیجئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟'' (الزمر:۹)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے یعنی نہیں ہو سکتے، جو لوگ اللہ کی اور رسولوں کی اور عالم آخرت کی معرفت رکھنے والے ہیں اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں یہی لوگ یہی صاحب علم اور صاحب عقل سلیم ہیں، یہ ان کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں جنہیں نہ اپنے خالق کا علم ہے اور نہ اپنا راستہ معلوم ہے اور نہ اپنی منزل کا پتہ ہے۔ (تفسیر قرطبي۔ تفسیر مظهري)

۳۰۱. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ يَرۡفَعِ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مِنكُمۡ وَٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡعِلۡمَ دَرَجَٰتٖ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ تم میں سے اہل ایمان کو اور ان لوگوں کو جن کو علم سے نوازا گیا درجات میں بلند فرماتا ہے۔'' (المجادلۃ:۱۱)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے اور اہل علم کے درجات بلند فرماتے ہیں یعنی ایمان اور علم وادب و تمیز اور شائستگی سکھاتا ہے اور اللہ کی جناب میں تواضع اور حمد وشکر کا رویہ سکھاتا ہے اور جس قدر صاحب علم تواضع اختیار کرتا ہے صبر وشکر کرتا ہے اور اللہ کے بتائے ہوئے احکام پر عمل پیرا ہوتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرمادیتے ہیں۔

(تفسير عثماني- تفسير مظهرى)

عالم کا خاص وصف تقویٰ ہے

۳۰۲. وَقَالَ تَعَالىٰ :

﴿ إِنَّمَا يَخْشَى ٱللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ ٱلْعُلَمَٰٓؤُا۟ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔'' (فاطر:۲۸)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کی عظمت وجلال سے آگہی اور اللہ کی صفات جلال وکمال سے واقفیت کے لیے خشیت الٰہی لازم ہے جو شخص جس قدر زیادہ اللہ کی ذات اور صفات کا علم رکھتا ہے وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ آدمی پر اور آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ إِنَّمَا يَخْشَى ٱللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ ٱلْعُلَمَٰٓؤُا۟ ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو روتے بہت اور ہنستے کم، اس سے معلوم ہوا کہ کامل خشیت انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہوتی ہے اس کے بعد اولیاء کو اس کے بعد علماء کا درجہ ہے۔ (فتح الباري : ۱/۲۸۹)

فقیہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے

۱۳۷۶. وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ يُرِدِاللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ !

(۱۳۷۶) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی فہم عطا فرمادیتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۷۶): صحيح البخارى، كتاب العلم، باب من يرد الله به خيراً . صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب النهى عن المسالة .

کلمات حدیث: يفقهه فى الدين : اسے دین کا فہم عطا فرمادیتے ہیں، اسے دین کی سمجھ دیدیتے ہیں۔

شرح حدیث: دین کا فہم حاصل ہو جانا ایک بہت عظیم خیر ہے اور خیر اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں۔ فقہ کے لفظی معنی فہم رسا اور فکر ثاقب اور ایسی بصیرت وادراک کے ہیں جس سے اعمال وافعال کی غایت اور مقصود علم وشعور حاصل ہو سکے۔ غرض فقہ ایسی دینی بصیرت اور قلبی دانائی کا عنوان ہے جس کی روشنی میں مفید اور مبنی بر خیر امور کا شعور اور مضرت رساں امور کا ادراک حاصل ہو جاتا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عصر صحابہ میں فقہ کا علم راہ آخرت کے علم آفات کی پہچان عمل میں فساد کا سبب بننے والے امور کا شعور خشیت الٰہی اور آخرت کی جانب کامل رجحان پر مشتمل تھا اور انہی امور کا ادراک وشعور تفقہ فی الدین مقصود ہوتا تھا۔ قرآن کریم سے بھی اسی حقیقت کی نشاندہی ہوتی ہے کہ تفقہ ایسی قلبی بصیرت کا عنوان ہے جو اپنے لیے تحذیر وتنبیہ اور دوسروں کے لیے نور اور روشنی بن جائے کہ خشیت الٰہی سے عاری اور زہد وتقویٰ سے تہی دامن ہو کر فقہی جزئیات میں مصروف رہنا قساوت قلبی کا سبب بن جاتا ہے۔

صحیح بخاری کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو تقسیم کرنے والا ہوں دینے والا تو اللہ ہے۔ یعنی علم وفقہ فہم ودانائی بصیرت وروشنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے وہ جس کو چاہتا ہے تفقہ فی الدین کی دولت عطا کر دیتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کے علوم اور اس کے بیان کو امت کو پہنچا دیا اور انوار نبوت ﷺ کو عام کر دیا۔ اب آگے توفیق رب ہے کہ کون کتنا مستفید ہوتا ہے۔ (فتح الباری ۲۸۱/۱۔ اسلامی فقہ کے اصول و مبادی (ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی) ص ۳۱)

●●●●●●●●●●●●

حسد دو آدمیوں پر جائز ہے

۱۳۷۷. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاحَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَالْمُرَادُ بِالْحَسَدِ الْغِبْطَةُ وَهُوَ اَنْ يَتَمَنّٰى مِثْلَهٗ!

(۱۳۷۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو آدمیوں کے بارے میں رشک جائز ہے ایک وہ آدمی جسے اللہ نے مال عطا کیا اور اسے حق کے راستے میں خرچ کرنے کی توفیق دی اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے دانائی سے نوازا وہ اس کے ساتھ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور انہیں سکھاتا ہے۔ (متفق علیہ)

یہاں حسد سے مراد رشک ہے اور وہ یہ کہ آدمی اس شئے کی تمنا کرے جو دوسرے کے پاس ہے۔

تخریج حدیث (۱۳۷۷): صحيح البخارى، كتاب العلم، باب الاغتباط فى العلم و الحكمة. صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه

کلمات حدیث: فسلطه الله على هلكته فى الحق : اللہ نے اسے مقرر کر دیا کہ وہ اس مال کو حق میں خرچ کرے یعنی اللہ نے اسے یہ توفیق دیدی کہ وہ اس مال کو امور خیر میں خرچ کرے۔ حکمت، دانائی، فہم وفراست۔ وہ صحیح فہم وفراست جو علوم قرآن وسنت سے

حاصل ہو۔ جس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ مؤمن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

شرح حدیث: حسد کے معنی ہیں کسی کے پاس موجود نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرنا اور رشک یہ ہے کہ اللہ سے یہ دعاء کرنا کہ تو نے فلاں کو بھی نواز دیا ہے مجھے بھی عطا فرما دے۔ حسد جائز نہیں ہے اور رشک جائز ہے اور خاص طور پر ان دو باتوں میں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو مال و دولت سے نوازا ہے اور اس کے ساتھ ہی اسے یہ توفیق بھی عطا فرمائی ہے کہ وہ اس مال کو حق اور بھلائی کے کاموں میں صرف کرے اور دوسرے وہ جسے اللہ تعالیٰ نے علم سے نوازا اور حکمت اور دانائی عطا فرمائی وہ اپنے علم و دانش کے ذریعہ لوگوں کے معاملات و مسائل کو سلجھاتا ہے اور دوسروں کو علم و دانش سے تحریراً و تقریراً سے روشناس کرتا ہے اور ان تک حق اور سچائی کو پہنچاتا ہے۔

﴿ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ﴾

''اور جسے حکمت دیدی گئی اسے درحقیقت خیر کثیر عطا ہوگئی۔'' (البقرۃ)

یہ حدیث اس سے پہلے (۵۸۰) میں آچکی ہے۔ (دلیل الفالحین : ۱۵۷/٤)

علم سے فائدہ اٹھانے والوں کی قسمیں

۱۳۷۸. وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَثَلُ مَابَعَثَنِی اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰی وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَصَابَ اَرْضًا : فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ، وَكَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ طَآئِفَةً مِنْهَا اُخْرٰی اِنَّمَا هِیَ قِيْعَانٌ : لَاتُمْسِكُ مَآءً وَلَاتُنْبِتُ كَلَاءً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَی اللّٰهِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۷۸) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے جو علم اور ہدایت دے کر مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال اس بارش کی مانند ہے جو کسی زمین پر برسی۔ زمین کے ایک عمدہ حصے نے پانی جذب کرلیا اور خوب گھاس اور سبزہ اگایا۔ زمین کا ایک حصہ سخت تھا اس نے پانی اکٹھا کرلیا اللہ نے اس کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ انہوں نے خود بھی پیا اپنے جانوروں کو پلایا اور کھیتوں کو سیراب کیا۔ بارش کا پانی زمین کے ایک اور حصہ میں پہنچا جو چٹیل میدان تھا اس میں نہ پانی رکا اور نہ سبزہ اگا۔ یہ مثال اس شخص کی ہے جس نے فہم دین حاصل کیا اور جو ہدایت اللہ نے مجھے دے کر بھیجا ہے اللہ نے اسے اس سے فائدہ پہنچایا۔ اس نے اسے سیکھا اور سکھلایا اور یہ مثال اس کی ہے کہ جس نے اس کی طرف سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کیا جس کے ساتھ اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۷۸): صحیح البخاری، کتاب العلم، باب فضل من علم و علم . صحیح مسلم، کتاب

الفضائل، باب بيان مثل ما بعث النبي صلى الله عليه وسلم .

کلماتِ حدیث: غيث : بارش۔ طائفة : حصہ، جمع طوائف . طيبه : شاداب، اچھی، زرخیز۔ عشب : گھاس۔ كلأ : سبزہ۔ اجادب: جدب کی جمع، سخت زمین جو پانی جذب نہ کرے۔

شرحِ حدیث: رسولِ کریم ﷺ افصح العرب تھے اور آپ ﷺ کو جوامع الکلم عطا ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی احادیثِ مبارکہ میں متعدد امور کو مثالوں سے واضح فرمایا ہے۔ چنانچہ اس حدیثِ مبارکہ میں ارشاد فرمایا کہ میری لائی ہوئی ہدایت اور علم کی مثال بارش کی ہے جو کسی سرزمین میں خوب کھل کر برسی۔ اس زمین کے تین قطعات ہیں: ایک قطعہ ایسا ہے کہ اس نے بارش کا سارا پانی جذب کرلیا زمین کا یہ حصہ اس قدر زرخیز تھا کہ اس میں خوب روئیدگی ہوئی اور خوب سبزہ اگا اور ساری زمین لہلا اٹھی۔ دوسرا قطعہ زمین چٹیل میدان تھا اس میں پانی جذب نہ ہوا بلکہ جمع ہو کر تالاب بن گیا اور پانی کا ایسا ذخیرہ بن گیا جس سے سب خوب فیض یاب ہوئے خود پانی پیا جانوروں کو پلایا اور کھیتوں میں پانی دیا۔ تیسرا قطعہ زمین ایسا بنجر اور ناہموار میدان تھا کہ اس نے نہ پانی جذب کیا نہ پیداوار ہوئی اور نہ پانی وہاں ٹھہرا بلکہ بہہ کر کسی اور زمین میں چلا گیا۔

بارش سے مراد وہ علم و ہدایت ہے جو رسولِ کریم ﷺ لے کر مبعوث ہوئے اور زمین سے مراد امت دعوت یعنی ساری انسانیت ہے۔ انوارِ نبوت ﷺ اور علومِ رسالت کی بارش ساری انسانیت پر خوب جم کر اور کھل کر برسی اور انسانوں کے ایک گروہ نے اس سے خوب استفادہ کیا خود بھی علوم قرآن وسنت سے مستفید ہوئے اور ان علوم سے ہزاروں اور لاکھوں کو فیض یاب کیا خود بھی علم و عمل میں کمال حاصل کیا اور دوسروں کو بھی علم و عمل کا پیکر بنا دیا اپنے آپ بھی نورِ نبوت سے مستفید ہو کر آفتاب و ماہتاب بنے دوسروں کو بھی آسمانِ علم و عمل پر کہکشاں بنا کر سجا دیا۔ یہ مثال ہے صحابہ کرام، سلفِ صالح اور علماء وفقہاء اور محدثین امت کی جو خود بھی نورِ نبوت سے مستفیض ہوئے اور امت کو بھی فیضاب کیا۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے علم حاصل کیا اور عمل کیا لیکن ان کے علم و عمل سے امت کو بہت زیادہ فائدہ نہیں پہنچا جیسے عباد اور زہاد امت اور ان کا فیض بہ نسبت پہلے گروہ کے کم رہا۔

تیسرا گروہ ہے جو اس علم و ہدایت کی طرف سر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ نہ خود سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے اور نہ سیکھنے اور سکھانے کی رغبت رکھتا ہے۔ یہ وہ بنجر اور چٹیل میدان ہے جس میں نہ پانی ٹھہرتا ہے اور نہ روئیدگی پیدا ہوتی ہے۔

یہ حدیث (١٦٢) میں اس سے پہلے بھی گزر چکی ہے۔

(فتح الباري : ١/٢٩٣ ـ شرح صحيح مسلم للنووي : ١٥/٣٧ ـ روضة المتقين : ٣/٣٦٢)

ایک آدمی کو ہدایت ملنا سرخ اونٹ سے بہتر ہے

١٣٧٩ . وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : "فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۷۹) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

تخریج حدیث (۱۳۷۹): صحيح البخاری، كتاب المغازی، باب غزوة الخيبر. صحيح مسلم، كتاب الفضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی الله عنه.

کلماتِ حدیث: حمر النعم : سرخ اونٹ، سرخ اونٹ اہل عرب میں بہت قیمتی جانور سمجھے جاتے تھے۔ یہاں بطورِ مثال آیا ہے یعنی بہت اعلیٰ اور بہت قیمتی شئے۔

شرحِ حدیث: مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ علم دین حاصل کریں اور اس پر عمل کریں اور اس علم دین کو دوستوں تک پہنچائیں۔ دعوت دین پوری امت کا فریضہ ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ داعی عالم باعمل ہو سیرت و کردار کا پیکر ہو اور اخلاقِ حسنہ اور عاداتِ طیبہ کا مجسمہ ہو۔ کیونکہ لوگ باتوں کا اثر اتنا قبول نہیں کرتے جتنا وہ سیرت و کردار سے متاثر ہوتے ہیں۔

یہ حدیث اس سے پہلے (۱۷۹) آچکی ہے۔ (روضة المتقين : ۳/۳٦۲۔ دليل الفالحين : ۱۵۹/٤)

دین کی تبلیغ کرتے رہو

۱۳۸۰ . وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْاٰيَةً، وَحَدِّثُوْ عَنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَلَاحَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ!

(۱۳۸۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری طرف سے پہنچا دو خواہ ایک ہی آیت ہو۔ بنی اسرائیل سے نقل کرو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر جس نے عمداً مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۳۸۰): صحيح البخاری، كتاب الانبياء، باب ما ذكر عن بنی اسرائيل .

کلماتِ حدیث: بلغوا : پہنچا دو۔ بلغ تبليغاً (باب تفعیل) پہنچانا۔ اللہ کے دین کو دوسروں تک پہنچانا۔ ولو آية : اگرچہ ایک آیت ہو، یعنی خواہ قرآن کریم کی آیت اور حدیث کا ایک فقرہ ہو، لوگوں تک اسے ضرور پہنچا دو، ہوسکتا ہے کہ پہنچانے والے سے زیادہ اسے فائدہ ہو جسے بات پہنچائی گئی ہے۔

شرحِ حدیث: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے انبیاءِ کرام کو مبعوث فرمایا تا کہ وہ انہیں نیکی اور بھلائی کی دعوت دیں اور اعمال و اخلاق کی تعلیم دیں امورِ خیر کی طرف راغب کریں اور ہر نوع کی برائیوں سے بچنے کی تلقین کریں۔ خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر سلسلۂ نبوت ختم کر دیا گیا اور قیامت تک کے لیے اس کارِ نبوت کی ذمہ داری امت کے سپرد کر دی گئی ہے جیسا

کہ ارشاد ہوا ہے:

﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ﴾

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے ظہور میں لائی گئی ہو کہ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔'' (آل عمران)

بہر حال سلسلۂ نبوت ختم ہو جانے کے بعد اس پیغمبرانہ کام کی پوری ذمہ داری ہمیشہ کے لیے امت محمدیہ پر عائد کر دی گئی ہے علاوہ قرآن کریم کی متعدد آیات کے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں ان امور کی وضاحت فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا کہ جو یہاں موجود ہے وہ اس کو یہ باتیں پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں ہے اور اس حدیث میں فرمایا کہ میری طرف سے پہنچا دو خواہ ایک آیت یا ایک جملہ ہی کیوں نہ ہو۔

اس حدیثِ مبارک میں فرمایا کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے بھی نقل کرو اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے ایک اور ارشاد میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو بلکہ کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس ہدایت پر جو ہماری طرف سے نازل کی گئی ہے۔

صحابہ کرام بعض اوقات ان یہود و نصاریٰ سے جو مسلمان ہو چکے تھے ان سے بعض اوقات قرآن کریم کے قصص سے متعلق کتبِ سابقہ میں وارد تفصیل معلوم کر لیا کرتے تھے، یا قدیم کلماتِ حکمت روایت کر لیا کرتے تھے لیکن عقائد و احکام سے متعلق ان سے کوئی بات نہ سنتے اور نہ اخذ کرتے اور ہر اس بات کو نظر انداز کر دیا کر دیتے جو قرآن و سنت کے خلاف ہوتی، بلکہ اگر ان سے اگر کوئی ایسی بات سنتے تو اس کی تردید کر دیا کرتے تھے، چنانچہ روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت کعب الاحبار سے اس ساعت قبولیت کے بارے میں استفسار کیا جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ہوتی ہے اگر مسلم بندہ نماز میں ہو اور یہ ساعت آ جائے تو وہ اللہ سے جو سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتے ہیں، کہ کیا یہ ساعت ہر جمعہ کو ہے؟ کعب نے بیان کیا کہ یہ سال میں ایک جمعہ کو ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ نے ان کی تردید کی اور فرمایا کہ ہر جمعہ کو ہے۔ جس پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے تورات سے مراجعت کی تو معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی رائے درست ہے۔

جھوٹ کی برائی اور اس کا گناہ ہونا قرآن کریم اور سنتِ نبوی ﷺ میں جا بجا بیان ہوا ہے۔ لیکن اگر اس جھوٹ کا تعلق رسولِ کریم ﷺ کی ذاتِ مبارک سے ہو تو اس کی سنگینی کی کوئی انتہا نہیں ہے اور یہ کام کوئی شقی اور بدبخت ہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ یہاں ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

یہ حدیث کہ جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ متواتر ہے اور امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو باسٹھ صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔ جس میں تمام عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس کے روایات کرنے والے صحابہ میں تمام عشرہ مبشرہ موجود ہوں۔ اور عراقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو ستر صحابہ نے روایت کیا ہے۔

(فتح الباري: ۳۰۴/۱ ـ دليل الفالحين: ۱۵۹/٤ ـ التفسير والمفسرون: ۱۲٤/۱ ـ المعجم الحديث فی مصطلح الحديث

(ساجد الرحمن) صـ ۱۰٤)

علم کا طلب کرنے والا جنت کے راستہ میں ہے

۱۳۸۱ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "وَمَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَه' طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص طلب علم کے کسی راستے پر چلے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادیں گے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۸۱): صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن .

شرح حدیث: علم سے مراد قرآن وسنت کا علم ہے یہ وہ علم ہے جو انسان کو اندھیروں سے نکال کر روشنیوں کی طرف لاتا ہے جس سے فاسد عقائد، غلط خیالات وافکار اور مضرت رساں اعمال کی تاریکیوں سے نکال کر انسان ایمان ویقین اور عمل صالح کا سفر شروع کرتا ہے۔ اس علم سے دل میں وہ نور پیدا ہوتا ہے جس سے انسان حق و باطل میں امتیاز اور غلط اور صحیح میں فرق کرسکتا ہے۔ اور جو اس علم کے حصول کے لیے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے۔

یہ حدیث باب حوائج المسلمین میں بھی (۲۴۷) آچکی ہے۔ (نزهة المتقین : ۲/۲۷۱ ـ دلیل الفالحین : ٤/١٦٠)

بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا ثواب میں برابر کا شریک ہے

۱۳۸۲ . وَعَنْهُ اَیْضًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ دَعَا اِلیٰ هُدًی کَانَ لَه' مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَه' لَایَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۸۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی ویسے امر ہدایت کی دعوت دی تو اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس ہدایت پر چلنے والوں کو ملے گا اور ان کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۸۲): صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة .

شرح حدیث: اسلام میں کسی سچائی یا کسی عمل خیر کی جانب لوگوں کو دعوت دینے کی اس قدر فضیلت اور اس قدر اجر وثواب ہے کہ داعی کی دعوت سے جتنے لوگ اس بات پر عمل کریں گے اس داعی کو ان سب کے برابر اجر ملے گا اور ان سب کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ داعی کو دعوت کا اجر ملے گا اور عامل کو عمل کا اجر ملے گا۔

یہ حدیث مکرر ہے اور اس سے پہلے باب الدلالة علی الخیر (۱۷۴) میں آچکی ہے۔

(روضة المتقین : ۳/۳٦٤ ـ دلیل الفالحین : ٤/١٦١)

موت کے بعد تین عمل کا ثواب جاری رہتا ہے

۱۳۸۳۔ وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرزند آدم جب مرتا ہے اس کا سلسلہ عمل بھی منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین باتوں کے صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہو اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۸۳): صحيح مسلم، كتاب الوصية، باب مايلحق الانسان من الثواب بعد وفاته۔

کلماتِ حدیث: انقطع عمله : اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، یعنی انسان کا ہر عمل اس کی زندگی کے ساتھ وابستہ ہے، زندگی ختم عمل بھی ختم اور اس عمل کا اثر اور نتیجہ بھی انتہا کو پہنچے گا۔

شرحِ حدیث: آدمی کی موت کے ساتھ اس کا سلسلہ عمل بھی ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین اعمال ایسے ہیں جن کا اجر و ثواب آدمی کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ، یعنی مسجد یا مدرسہ بنوا دینا۔ دینی درسگاہ قائم کر دینا، دینی کتابوں کی لائبریری بنا دینا، ہسپتال بنوا دینا۔ غرض ہر وہ کام جس میں عام مسلمانوں کی بھلائی ہو اور انہیں اس سے تا دیر خیر اور فائدہ حاصل ہوتا رہے صدقۂ جاریہ ہے۔ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے کا مطلب یہ ہے کہ علم کو عام کرنا لوگوں کو سکھلانا شاگردوں کو تعلیم دینا اور تصنیف و تالیف کرنا جب تک اس کا سلسلۂ تلمذ قائم اور کتابیں محفوظ رہیں گی اور لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے تو ان کا اجر بھی معلم یا مصنف کو ملتا رہے گا، اولاد کی صحیح دینی تربیت کرنا تا کہ وہ مرنے کے بعد باپ کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔ (دليل الفالحين : ٤/١٤٣ - نزهة المتقين : ٢/٢٧٣)

دنیا ملعون ہے مگر چند چیزیں

۱۳۸۴۔ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَافِيْهَا، اِلَّاذِكْرَاللّٰهِ تَعَالٰى، وَمَا وَالَاهُ، وَعَالِمًا اَوْمُتَعَلِّمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ!

قَوْلُهُ "وَمَا وَالَاهُ اَىْ طَاعَةُ اللّٰهِ !!"

(۱۳۸۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا بھی ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔ سوائے اللہ کے ذکر کے اور اس سے تعلق کے اور عالم اور متعلم کے۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

وما والاہ کے معنی ہیں اللہ کی اطاعت۔

تخریج حدیث (۱۳۸۴): الجامع للترمذی، كتاب الزهد، باب ما جاء فى هوان الدنيا على الله .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کی نظر میں ساری دنیا اور جو کچھ دنیا میں مال و اسباب ہیں اس کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ دنیا انسان کے لیے دارالامتحان ہے کہ اس کی کشش اور رونق انسان کو اللہ سے غافل انجام سے بے پرواہ اور عاقبت سے بے خوف بنا دیتی ہے اور یہی پہلو برا بھی ہے اور فتنہ بھی۔ سوائے ان لوگوں کے جو اس آزمائش میں پورے اتریں جس کا طریقہ علم دین کا حصول اور اس کی تعلیم اور اس کا تعلم ہے اور اللہ کی یاد کو دل میں بسانا اور اللہ کے رسول کے لائے ہوئے احکام پر عمل کرنا ہے۔ جو اس طریقے پر چلتا ہے وہ دنیا کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے اور اس دارالامتحان سے کامیابی سے گزر کر فوز وفلاح کے راستے پر گامزن ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے فضل الزہد فی الدنیا (۴۷۸) میں آچکی ہے۔ (روضة المتقين : ٣/٣٦٥۔ دليل الفالحين : ١٦٣/٤)

علم طلب کرنے والا مجاہد کی طرح ہے

۱۳۸۵۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ!!

(۱۳۸۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو طلب علم کے لیے گھر سے نکلا وہ واپس آنے تک اللہ کے راستے میں ہے۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۳۸۵): الجامع للترمذی، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم .

شرح حدیث: علم دین کے حصول کے لیے اپنے گھر یا وطن سے نکلنا ایسا ہے جیسے جہاد فی سبیل اللہ طالب علم کا اجر وثواب ایسا ہے جیسا مجاہد فی سبیل اللہ کا اجر وثواب ہے کیونکہ جس طرح جہاد فی سبیل اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے ہوتا ہے اسی طرح علم دین کا حصول بھی اللہ کے احکام کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے اور دعوتِ دین کو عام کرنے کے لیے ہے۔

(روضة المتقين : ٣/٣٦٥۔ دليل الفالحين : ١٦٣/٤)

مؤمن علم سے سیر نہیں ہوتا

۱۳۸۶۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَنْ يَشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِنْ خَيْرٍ حَتّٰى يَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ !

(۱۳۸۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن بھلائی اور خیر سے کبھی سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنے منتہا یعنی جنت تک پہنچ جاتا ہے۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۳۸۶): الجامع للترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة .

شرح حدیث: مؤمن اعمالِ صالحہ کا حریص ہوتا ہے اس کو نیک اور بھلائی کے کاموں سے کبھی طبیعت سیر نہیں ہوتی نہ کبھی وہ تھکتا یا

اکتاتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے اور وہ اپنے آخری مستقر جنت میں پہنچ جاتا ہے، علم دین کی طلب اور اس کی اشاعت اعمالِ صالحہ میں بہت مفید عمل ہے، عالم دین کی بھی کبھی علم سے طبیعت سیر نہیں تھی اور وہ حصولِ علم سے اور علم کی اشاعت سے نہ تھکتا ہے اور نہ اکتاتا ہے حتیٰ کہ اسے موت آجاتی ہے اور وہ اپنی آخری منزل جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

(تحفة الأحوذي : ٧/٤٩٠ ـ دليل الفالحين : ٤/١٦٣)

علم سکھلانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق دعاء کرتی ہے

١٣٨٧. وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاكُمْ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَه، وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِی النَّاسِ الْخَيْرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ!

(١٣٨٧) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سب سے ادنیٰ پر۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں سمندر میں لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والوں کے حق میں دعاء کرتے ہیں۔

(ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (١٣٨٧): الجامع للترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة .

کلماتِ حدیث: العالم : علم دین کا جاننے والا اور اپنے اوقات کو تعلیم و تعلم میں صرف کرنے والا۔ عابد : عبادت گزار جو شب و روز عبادت میں مصروف رہے۔ ادناکم : تم میں سب سے ادنیٰ، یعنی فضیلت میں سب سے کم درجہ والا مسلمان۔ لیصلون : دعاء کرتے ہیں۔ صلاۃ کی نسبت اگر اللہ کی طرف ہو تو رحمت کے ہوتے ہیں، ملائکہ کی طرف ہو تو استغفار کے اور مخلوقات کی طرف ہو تو دعاء کے ہوتے ہیں۔

شرح حدیث: عابد کی کثرتِ عبادت کا اجر و ثواب اور خیر و برکات اس کی ذات تک محدود ہیں، جبکہ عالم کی ذات ایک چشمۂ خیر ہے جس سے بے شمار تشنگانِ علم اور طالبانِ خیر اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ارشاد فرمایا کہ عالم باعمل کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی مجھے تمہارے میں سے کسی ادنیٰ پر حاصل ہے۔ عالم دین پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں، فرشتے استغفار کرتے ہیں اور ساری مخلوقات دعائیں کرتی ہیں یہاں تک کہ چیونٹیاں اور مچھلیاں بھی دعائیں کرتی ہیں۔

(تحفة الأحوذي : ٧/٤٧٩ ـ روضة المتقين : ٣/٣٦٦ ـ دليل الفالحين : ٤/١٦٤)

علم حاصل کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے

۱۳۸۸۔ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: ”مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَبْتَغِیْ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ، وَاِنَّ الْمَلَآئِکَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا یَصْنَعُ، وَاِنَّ الْعَالِمَ لَیَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ حَتّٰی الْحِیْتَانُ فِی الْمَآءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰی سَآئِرِ الْکَوَاکِبِ، وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءِ وَاِنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ“ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

(۱۳۸۸) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص علم دین کی جستجو میں کسی راستے پر چلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور فرشتے طالبِ علم کے لیے اس طلب سے خوش ہو کر اپنے پر رکھ دیتے ہیں۔ عالم کے لیے آسمانوں اور زمین کی جملہ مخلوقات حتیٰ کہ پانی میں مچھلیاں بھی دعا کرتی ہیں۔ عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اسلئے کہ انبیاءؑ اپنے ورثہ میں درہم اور دنیار چھوڑ کر نہیں جاتے بلکہ علم ہی اپنے ورثہ میں چھوڑ کر جاتے ہیں۔ جس نے علم حاصل کیا اس نے شرف و فضل کا بہت بڑا حصہ حاصل کیا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

تخریج حدیث (۱۳۸۸): سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم. الجامع للترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة.

کلماتِ حدیث: تضع أجنحتها : اپنے پر جھکاتے ہیں، یعنی فرشتے علم کے احترام میں اپنے پر جھکا دیتے ہیں، یا طالبِ علم کے لیے آسانی پیدا کرتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں۔

شرح حدیث: علم اور اہل علم کی فضیلت اور ان کی منقبت کا بیان ہے کہ علم ایسی روشنی ہے جس سے قلوب منور ہوتے ہیں اور آدمی تاریکی سے نکل کر روشنی میں آجاتا ہے اور آدمی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کون ہے کیا ہے اس دنیا میں کیوں آیا ہے اسے کیا کرنا ہے اور اس کی منزل کہاں ہے جہاں اسے جانا ہے اور اس کا خالق و مالک کون ہے؟ اور اس کی بندگی اور عبودیت کا کیا طریقہ ہے؟ جس آدمی کو خالق کی پہچان نہیں ہے وہ تو ایسا ہے جیسے گلے سے بچھڑی ہوئی بھیڑ جسے نہ راستہ کا پتہ اور نہ منزل معلوم۔ علم کا کمال اسوۂ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء سے حاصل ہوتا ہے بغیر عمل کے عالم کی مثال رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بیان فرمائی کہ جیسے شمع جو گرد و پیش میں روشنی تو پھیلاتی ہے لیکن خود جل کر ختم ہو جاتی ہے۔ (او کما قال علیه السلام)

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک جتنے بھی انبیاء آئے انہوں نے انسانوں کو فلاح و کامیابی کا راستہ بتلایا انہیں یہ بتایا کہ ان کا خالق و مالک کون ہے اور اس کی بندگی کا کیا طریقہ ہے اور انسان اس دنیا میں کیوں آیا ہے اور اس کا کیا منصب ہے جسے

اسے سرانجام دینا ہے، انسانی حیات اور کائنات کے بارے میں اور معبودِ حقیقی کے بارے میں یہ علم انبیاء نے عطا کیا ہے اور علماء اسی علم کے وراث اور امین ہیں۔ اس لیے علماء وارثین انبیاء ہیں۔ یہ علم اس قدر عظیم ہے کہ جس کو اس میں ذرا سا بھی حصہ مل گیا اسے سرمایۂ عظیم حاصل ہو گیا۔

غرض حدیثِ مبارک میں علم سے مراد قرآن وسنت کا علم ہے جس کے حصول اور جس کے مطابق عمل پر اللہ کی رضا موقوف ہے۔ یہی وہ علم ہے جس میں مسلمانوں کی رفعت وترقی اور ان کی مادی اور روحانی ترقی کا راز پنہاں ہے اور یہی میراثِ محمد ﷺ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بازار سے گزر ہوا لوگ تجارت اور کاروبار میں مصروف تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم یہاں مشغول ہو اور مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے، لوگ جلدی سے مسجد پہنچے تو دیکھا کہ جا بجا درسِ قرآن کے اور ذکر کے حلقے بنے ہیں اور مجالس علم برپا ہیں۔ ان لوگوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم تو کہہ رہے تھے کہ مسجد میں میراثِ محمد ﷺ تقسیم ہو رہی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہی تو میراثِ محمد ہے جو تقسیم ہو رہی ہے۔

(دليل الفالحين : ٤/١٦٤ـ روضة المتقين : ٣/٣٦٨ـ تحفة الأحوذي : ٧/٤٨٤)

علم حدیث کا مشغلہ رکھنے والوں کے لیے خوشخبری

١٣٨٩ . وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "نَضَّرَ اللّٰهُ امْرأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَه، كَمَا سَمِعَه، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوعىٰ مِنْ سَامِعٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ!

(۱۳۸۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے پھر اسے اسی طرح دوستوں تک پہنچا دے جس طرح اس نے سنا کہ بہت سے لوگ جن کو بات پہنچائی جائے سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۳۸۹): الجامع للترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع .

کلمات حدیث: نضر اللہ امرأ: اللہ اس شخص کو تروتازہ اور شاداب رکھے۔ خوش رکھے۔ نضرۃ کے معنی ہیں خوبصورتی، دلکشی اور رونق۔ أوعى: زیادہ یاد رکھنے والا، زیادہ محفوظ رکھنے والا، زیادہ سمجھنے والا۔ وعی کے معنی ہیں خوب سمجھ کے سارے معانی اور مطالب کو ذہن نشین کر کے بات کو پوری طرح یاد رکھنا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ اور شاداب رکھے اسے بہجت وسرور عطا کرے اور رونق وحسن بخشے جو کلامِ نبوت ﷺ کو سن کر اسے یاد کرے اور اس کے معانی اور مفاہیم کو پوری طرح ذہن نشین کر کے جس طرح سنا ہے بعینہ اسی طرح امت کو پہنچا دے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ منا کا لفظ ہے اور رسولِ کریم ﷺ کے تمام اقوال وافعال اور احوال سب اس میں داخل ہیں اسی طرح جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بھی تمام آثار اس میں داخل ہیں۔

یہ حدیثِ مبارک دراصل رسولِ کریم ﷺ کی دعاء ہے ان جملہ اصحابِ علم کے حق میں جو کسی نہ کسی طرح حدیث کے علم اور اس کی تدریس اور اس کی تبلیغ سے وابستہ ہوں۔

غرض جو شخص کلامِ نبوت ﷺ سن کر سمجھ کر اور اس کے معانی ومطالب کو خوب دل نشین کر کے فرمانِ نبوت جس طرح سنا ہے اسی طرح دوسروں تک پہنچا دے اور اس میں کوئی کمی بیشی نہ کرے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس کو اس نے حدیث پہنچائی ہے وہ زیادہ اس کے معانی کو سمجھنے والا اور زیادہ اس کے دقیق مطالب کی جانب رسائی حاصل کرنیوالا ہے اور اس میں پنہاں علوم معارف کو زیادہ اجاگر کرنے والا ہو۔

امت میں حدیثِ نبوی ﷺ کی روایت ودرایت کا سلسلہ فی الواقع اسی طرح واقع ہوا ہے کہ راویانِ کرام نے احادیث مبارکہ کو حس طرح سنا بعینہٖ اسی طرح پہنچایا اور محدثین فقہاء اور علماء نے ان احادیث کے اسرار سے پردہ اٹھایا اور ان کے دقیق کلمات بیان کیے اور ان کے معانی اور مطالب کی توضیح کی۔ (تحفة الأحوذي : ٧/٤٥٣۔ دليل الفالحين : ٤/١٦٦۔ روضة المتقين : ٣/٣٦٨)

دین کا علم چھپانے پر وعید

١٣٩٠. وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ، اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ!

(۱۳۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپایا روزِ قیامت اسے آگ کی لگام دی جائے گی۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے)

کلماتِ حدیث (۱۳۹۰): كتمه : اسے چھپایا۔ كتم كتما وكتمانا (باب نصر) چھپانا، بات چھپانا، علم نہ بتانا۔

شرحِ حدیث: علم سے مراد علم دین ہے۔ یعنی اگر سائل کسی عالم سے دین کی بات دریافت کرے مثلاً کسی چیز کے بارے میں دریافت کرے کہ حلال ہے یا حرام؟ یا نماز کا طریقہ اور اس کے اوقات وغیرہ دریافت کرے یعنی سوال کا تعلق علم ضروری سے ہو اور عالم جان بوجھ کر نہ بتائے اور علم کو چھپائے تو روزِ قیامت اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

(تحفة الأحوذي : ٧/٤٤٣۔ روضة المتقين : ٣/٣٧٠۔ دليل الفالحين : ٤/١٦٧)

دنیا کی خاطر علم حاصل کرنے پر وعید

١٣٩١. وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ

عَزَّوَجَلَّ لَایَتَعَلَّمُه' اِلَّالِیُصِیبَ بِه عَرَضًا مِنَ الدُّنیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ" یَعْنِیْ رِیْحَهَا : رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ !

(۱۳۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص وہ علم جس سے اللہ کی رضا مقصود ہوتی ہے، اس لیے حاصل کرے کہ اس سے دنیا کمائے تو وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔ (ابوداؤد بسند صحیح)

تخریج حدیث (۱۳۹۱): الجامع للترمذی، کتاب العلم، باب طلب العلم لغیر اللہ تعالیٰ .

کلماتِ حدیث: عرف الجنة : جنت کی خوشبو، یعنی جنت میں داخل ہونا تو کجا وہ اس کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔

شرحِ حدیث: علوم نبوت یعنی قرآن اور حدیث کے حصول کی غرض و غایت اللہ کی رضا ہے، اگر کوئی شخص ان علوم کو دنیا حاصل کرنے کے لیے سیکھے اور پڑھے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا، لیکن اگر علم دین کو اللہ کی رضا کے لیے حاصل کرے اور دنیا اس کے ارادے اور قصد کے بغیر مل جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ رضائے الٰہی حاصل ہو تو دنیا خود بخود آجاتی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس نے اپنے آپ کو آخرت کے لیے وقف کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے معاملات کو درست فرما دیں گے، اس کے دل کو غنی کر دیں گے اور دنیا مغلوب ہو کر اس کے پاس آجائے گی۔ (روضة المتقین : ۳/ ۳۷۰۔ دلیل الفالحین : ٤/ ١٦٧)

قیامت کے قریب علم اٹھالیا جائے گا

۱۳۹۲ . وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ لَایَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا یَنْتَزِعُه' مِنَ النَّاسِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالاً، فَسُئِلُو فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَاَضَلُّوا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ!

(۱۳۹۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے نکال لے لیکن وہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعے اٹھائے گا یہاں تک کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے جواب دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۹۲): صحیح البخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم. صحیح مسلم، کتاب العلم باب رفع العلم وقبضه .

کلماتِ حدیث: انتزاعاً : کھینچنا، یکلخت نکال لینا۔ نزع نزعاً (باب فتح) نکلنا۔ نزع الروح من البدن : جسم سے روح کا نکلنا۔ انتزاع (باب افتعال) کھینچنا، نکال لینا۔

شرحِ حدیث: قیامت کے قریب علم دین اٹھالیا جائے گا جاہل اور بے عمل لوگ لوگوں کے سردار اور دینی راہنما ہوں گے اور صحیح علم

دین کے حامل صلحاء اور اتقیاء شاذ و نادر رہ جائیں گے اور جو ہوں گے ان کی طرف لوگوں کا رجوع نہ ہوگا۔ فرمایا کہ یہ ایسا نہیں ہوگا کہ علماء کے سینوں سے علم دین نکال لیا جائے بلکہ یہ ہوگا کہ علمائے دین وفات پا جائیں گے اور جاہل لوگ عالم اور مفتی بن بیٹھیں گے لوگ ان سے سوال کریں گے اور بغیر علم صحیح کے جواب دیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(فتح الباري : ۱/۲۰۶۔ ارشاد الساري : ۱/۲۹۳۔ روضة المتقين : ۳/۳۷۱۔ دليل الفالحين : ٤/١٦٨)

کتاب حمد اللہ تعالیٰ والشکر

الباب (۲٤۲)

حمد اور شکر کی فضیلت

۳۰۳. قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ :

﴿ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔'' (البقرۃ: ۱۵۲)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ذکر و شکر کا حکم دیا گیا ہے۔ ذکر اللہ اپنے وسیع معنی کے اعتبار سے نماز تلاوتِ قرآن دعاء و استغفار سب ہی کو شامل ہے لیکن عرف و اصطلاح کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس توحید و تمجید اس کی عظمت و کبریائی اور اس کی صفات کمال و جمال کے بیان کو ذکر اللہ کہا جاتا ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٤٢﴾ ﴾

''اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو۔'' (الاحزاب: ۴۱، ۴۲)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

﴿ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً ﴾

''اور اپنے رب کا ذکر کرو اپنے دل میں گڑگڑا کر اور خوف کی کیفیت کے ساتھ۔'' (الاعراف: ۲۰۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جس طرح مجھ سے اعتقاد رکھتا ہے میں اس سے اسی طرح پیش آتا ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس کی مجلس سے اچھی مجلس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میری طرف بالشت بھر آتا ہے تو اس کے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف چلتا ہے تو میں ایک گز اس کی طرف چلتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ﴿ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ﴾ کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندو! تم مجھ کو میری عبادت سے یاد کرو یعنی میری عبادت کرو میں تم کو مغفرت سے یاد رکھوں گا میں تمہارے گناہوں سے درگزر کروں گا۔ (تفسیر مظهري۔ تفسیر عثماني۔ معارف الحدیث)

۳۰۴. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اگر تم شکر کرو تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔'' (ابراہیم:٧)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ اگر احسان مان کر زبان و دل سے میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو اور زیادہ نعمتیں ملیں گی جسمانی و روحانی اور دنیوی و اخروی ہر قسم کی۔ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کی نافرمانی، حرام اور ناجائز کاموں میں صرف نہ کرے اور زبان سے بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اپنے افعال و اعمال کو بھی اس کی مرضی کے مطابق بنائے۔

(معارف القرآن)

٣٠٥. وَقَالَ تَعَالىٰ :

﴿ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اور کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔'' (الاسراء:١١١)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں حمد کا حکم ہے، یعنی ساری تعریفیں اور تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں اور جو اپنی ہر صفت کمال میں یگانہ ہے اور ہر قسم کے عیب و قصور اور نقص و فتور سے پاک اور کلیتاً منزہ ہے۔ (تفسير عثماني)

٣٠٦. وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ :

﴿ وَءَاخِرُ دَعْوَىٰهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ کے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔'' (یونس:١٠)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں بیان فرمایا کہ جب اہل جنت جنت میں پہنچ جائیں گے اور دنیاوی تفکرات و کدورت سے دور ہو کر جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے تو اللہ کا شکر اور اس کی حمد کریں گے اور ان کی ہر دعاء اور ہر پکار کا خاتمہ ان کلمات پر ہوگا کہ جملہ محامد ہر طرح کی تعریف اور ہر نوع کی ثناء صرف اور صرف تمام جہانوں کے رب اللہ کے لیے ہے۔ (تفسير عثماني۔ تفسير مظهري)

آپ ﷺ نے دودھ پسند فرمایا

١٣٩٣. وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ اِلَيْهِمَا فَاَخَذَ اللَّبَنَ: فَقَالَ جِبْرِيْلُ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۳۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس شب معراج میں دودھ اور شراب کے دو پیالے لائے گئے آپ ﷺ نے دونوں کو دیکھا اور دودھ کا پیالہ لے لیا حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ ﷺ کی فطرت کی طرف رہنمائی فرمائی، اگر آپ شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۹۳): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم.

کلمات حدیث: أسری به : آپ ﷺ کو رات کے وقت لے جایا گیا۔ رات کے وقت آپ کو بیت المقدس لے جایا گیا اور وہاں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ هداك : آپ ﷺ کی رہنمائی کی اور آپ ﷺ کو ہدایت دی کہ آپ ﷺ نے فطرتِ سلیمہ کا انتخاب کیا جو توحید اور استقامت فی الدین کی طرف لے جانے والی ہے اور دودھ اس کی علامت ہے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کو شبِ معراج دو پیالے پیش کیے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب، یہ پیالے آپ ﷺ کو اس وقت پیش کیے گئے جب آپ ابھی بیت المقدس میں تھے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ یہ پیش کش آپ ﷺ کو آسمانوں میں ہوئی۔ آپ ﷺ نے دودھ کا پیالے کا انتخاب فرمایا جس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام مسرور ہوئے اور الحمد للہ کہا اور فرمایا کہ اس وقت اگر آپ ﷺ شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپ ﷺ کی امت صراطِ مستقیم سے بھٹک جاتی کہ شراب میں نشہ کا ہونا خلافِ فطرت ہے اور یہ ام الخبائث جس سے بے شمار برائیاں ظاہر ہوتی ہیں جب کہ دودھ فطرت کی علامت ہے اور فطرت توحید اور دین صحیح پر استقامت ہے۔ (فتح الباري : ۲/۳۱۴۔ تحفة الأحوذي : ۸/۵۴۰۔ روضة المتقين : ۳/۳۷۴)

ہر کام، بسم اللہ سے شروع کیا جائے

۱۳۹۴. وَعَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "كُلُّ اَمْرٍ ذِىْ بَالٍ لَايُبْدَأُ فِيْهِ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ، فَهُوَ اَقْطَعُ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَغَيْرُهٗ !

(۱۳۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر اہم کام جس کی ابتداء اللہ کی حمد اور اس کی تعریف سے نہ کی جائے تو وہ بے برکت ہے۔ (ابوداود)

تخریج حدیث (۱۳۹۴): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الهدی فی الکلام وغیرہ.

کلمات حدیث: أمر ذی بال : ہر اہم کام، ہر ایسا کام جو آدمی کی توجہ اور عنایت کا مستحق ہو۔ بال کے معنی دل اور قلب کے ہیں۔ ذی بال : دل والا یعنی اہمیت والا۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ بال کے معنی حال اور شان کے ہیں یعنی ایسا کام جس کا اہتمام کیا جائے اور آدمی کا قلب اس کی طرف یا اس کے انجام کی طرف متوجہ ہو۔

شرح حدیث: کائنات میں کوئی شئے اللہ تعالٰی کے حکم اور اس کی مشیت کے بغیر حرکت تک نہیں کرتی ظاہر اسباب اور تدابیر اسی وقت مؤثر ہوتی ہیں جب اللہ کی مشیت اس امر کی مقتضی ہو کہ ان اسباب کے مسببات ظاہر ہوں ورنہ جملہ اسباب موجود ہوتے ہوئے بھی

مسبب کا ظہور نہیں تھا۔ اس لیے مسلمان کے لیے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اور ہر مرحلے میں اللہ کا نام لے اور اس کی حمد وثناء اور اس کی تعریف تمجید بیان کرے۔ ہر اچھے اور اہم کا آغاز بسم اللہ اور الحمد للہ سے کرے، ورنہ وہ کام بے برکت اور بے ثمر ہو کر رہ جائے گا اور اس سے وہ خیر برآمد نہ ہوگی جو مطلوب ہے۔ (روضۃ المتقین : ٣/٣٧٦ ۔ دلیل الفالحین : ١٧١/٤)

بچہ کی موت پر صبر کرنے کا بدلہ "بیت الحمد"

١٣٩٥ . وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ لِمَلَآئِکَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ : فَیَقُوْلُ فَمَاذَا قَالَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالیٰ: اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَیْتَ الْحَمْدِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ !

(١٣٩٥) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی اللہ کے بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر میرے بندے نے کیا کہا۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کی حمد کی اور انا للہ پڑھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے اس بندے کے لیے جنت میں گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔ (ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (١٣٩٥): الجامع للترمذی، کتاب الجنائز، باب فضل المصیبة اذا احتسب .

کلمات حدیث: قبضتم ولد عبدي : تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی۔ ثمرة فوأده : اس کا ثمر قلب، اس کے دل کا ٹکڑا، اس کے جگر کا ٹکڑا۔ واسترجع استرجاع (باب استفعال) انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا۔

شرح حدیث: مصیبت اور آزمائش کے وقت اللہ کی مشیت اور اس کی تقدیر پر راضی رہنا اور اس حال میں بھی اللہ کا شکر کرنا اور اس کی حمد وثناء کرنا اللہ کے یہاں بہت بڑے اجر وثواب کا کام ہے اور اس موقعہ پر خصوصی انعام سے نوازا جاتا ہے، چنانچہ اگر کسی مؤمن بندہ کا بچہ مر جائے اور وہ اس پر صبر کرے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں گھر عطا فرمائیں گے جس کا نام بیت الحمد ہوگا۔ یہ حدیث اس سے پہلے (٩٣١) میں بھی آچکی ہے۔ (روضۃ المتقین : ٣/٣٧٦ ۔ دلیل الفالحین : ١٧٢/٤)

ہر لقمہ اور گھونٹ پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا

١٣٩٦ . وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "اِنَّ اللّٰهَ لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ یَاْکُلُ الْاَکْلَةَ فَیَحْمَدُهٗ عَلَیْهَا، وَیَشْرَبُ الشَّرْبَةَ فَیَحْمَدُهٗ عَلَیْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(١٣٩٦) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے بہت خوش

ہوتے ہیں جو ایک لقمہ کھاتا ہے اور الحمدللہ کہتا ہے اور ایک گھونٹ پانی پیتا ہے اور الحمدللہ کہتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۹۶): صحیح مسلم، کتاب الذکر، باب استحباب حمد اللہ تعالیٰ بعد الاکل والشرب .

کلمات حدیث: أکلة : ایک وقت کا کھانا یا ایک لقمہ۔ شربة : ایک وقت کا پینا یا ایک گھونٹ۔

شرح حدیث: کھانے پینے کے وقت الحمدللہ کہنا چاہیے چاہے کم کھانا پینا ہو یا زیادہ، اگر ایک لقمہ کھائے اور ایک گھونٹ بھی پانی پئے تو الحمدللہ کہے یا الحمدللہ رب العالمین کہے یا کہے:

" اَلْحَمْدُ لِلّٰه حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّباً مُبَارَكاً فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنِيٍ عَنْهُ رَبَّنَا . "

''اے اللہ! تیرے ہی لیے حمد ہے بہت زیادہ، بہت پاکیزہ اور بہت بابرکت حمد۔ اے اللہ یہ رزق جو آپ نے مجھے دیا ہے یہ کافی کیا ہوا نہیں ہے بلکہ مجھے اس کی پھر بھی ضرورت ہے، اس کو رخصت بھی نہیں کرنا کہ پھر بھی احتیاج ہے اور اس سے مستغنی بھی نہیں ہیں کہ پھر بھی ضرورت ہے۔''

یہ حدیث اس سے پہلے (۱۴۰) میں بھی آچکی ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووي : ۴۲/۱۷)

کتاب الصلاۃ علی رسول اللہ

الباب (۲۴۳)

درود کی فضیلت

درود پڑھنے کا حکم

۳۰۷. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔'' (الاحزاب: ۵۶)

تفسیری نکات: سورۃ الاحزاب کی اس آیتِ مبارکہ میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجا کریں اور اس حکم میں ایک خاص اہمیت اور تاکید پیدا کرنے کے لیے فرمایا گیا کہ اللہ اور اس کے فرشتے بھی آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ صلوٰۃ وسلام دراصل اللہ تعالیٰ کے حضور میں کی جانے والی بہت اعلیٰ و اشرف دعاء ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے عشق ومحبت کے اظہار کے لیے کی جاتی ہے۔ رسولِ کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں آپ ﷺ نے تمام انسانیت کے لیے ایک بہترین دین ایک عمدہ نظامِ حیات اور ایک اعلیٰ ترین نظام اخلاق عطا فرمایا ہے اور اہل اسلام اور اہل ایمان کو صراطِ مستقیم کی جانب راہنمائی فرمائی ہے انہیں فوز وفلاح کا راستہ دکھایا ہے اور انہیں دین حق سے بہرہ مند فرمایا ہے جس کے صلے میں ہر امتی کا فرض بنتا ہے کہ وہ صلاۃ وسلام کی صورت میں نذرانہ عقیدت پیش کرے۔

فقہائے امت اس امر پر متفق ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجنا امت کے ہر فرد پر فرض ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہر نماز کے قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا واجب ہے اگر درود نہ پڑھا گیا تو نماز نہ ہوگی۔ لیکن امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ اور اکثر فقہاء کے نزدیک قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود پڑھنا سنت ہے۔ جس کے چھوٹ جانے سے نماز میں بڑا نقص پیدا ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جب آپ ﷺ کا ذکر آئے یا کتاب میں پڑھے یا سنے تو آپ ﷺ پر درود بھیجے متعدد احادیث میں رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھنے کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجتا ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں اس کی دس

خطائیں درگزر فرما دیتے ہیں اور آخرت میں اس کے دس درجے بلند کر دیے جاتے ہیں۔ (معارف الحدیث : ۲۲۳/۲)

درود پڑھنے والے کے لیے دس رحمتیں

۱۳۹۷ : وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّه' سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا" ! رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۹۷) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۹۷): صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم .

شرح حدیث: اللہ سبحانہ' کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کی تشریف وتکریم اور آپ ﷺ پر خصوصی عنایات اور اکرام کو صلاۃ کہا جاتا ہے۔ صلاۃ دراصل رسول اللہ ﷺ کے ادنیٰ امتی کی طرف سے خدمتِ اقدس میں نذرانہ عقیدت گلدستہ محبت اور ہدیہ ممنونیت اور سپاس گزاری ہوتی ہے اور وہ بھی اس طرح کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہے کہ اے اللہ تو رسولِ کریم ﷺ کو اپنی خاص عنایات اور رفع درجات سے سرفراز فرما۔

رسول اللہ ﷺ اشرف الانبیاء اور اکرم الخلائق ہیں اور حبیب رب العالمین ہیں۔ ان کا ادنیٰ امتی جب بارگاہِ الٰہی میں عرض کناں ہوتا ہے "اللہم صل علی محمد" اے اللہ! محمد ﷺ پر درود بھیج۔ تو یہ درخواست قبولیت سے سرفراز ہوتی ہے اور قبولیت کے نتیجے میں یہ گزارش کرنے والا بھی محروم نہیں رہتا اور اس پر بھی دس مرتبہ اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایتوں اور رحمتوں کے حاصل کرنے اور خود جنابِ نبی کریم ﷺ سے قربِ روحانی کی برکات سے بہرور ہونے کا خاص الخاص وسیلہ ہے۔

(شرح صحيح مسلم للنووي : ٧٢/٤۔ روضة المتقين : ٣٧٨/٣۔ معارف الحديث : ٢٢٣/١)

درود کی کثرت سے رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہوگا

۱۳۹۸ . وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً"، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ !

(۱۳۸۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ روزِ قیامت لوگوں میں مجھ سے قریب تر وہ شخص ہوگا جو مجھ پر بکثرت درود پڑھنے والا ہوگا۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۳۹۸): الجامع للترمذي، ابواب الصلاة، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه

وسلم.

کلماتِ حدیث: اولی الناس بی : میرے ساتھ خصوصیت کا تعلق رکھنے والا۔ مجھ سے زیادہ قریب اور میری شفاعت کا سب سے زیادہ حق دار۔

شرحِ حدیث: رسولِ کریم ﷺ اشرف الخلائق اور اللہ سبحانہ کے حبیب ہیں اور حبیب کا چاہنے والا بھی محبوب ہوتا ہے اور رسولِ کریم ﷺ کے عشاق اور عقیدت وتعلق رکھنے والے آپ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجتے ہیں۔ اس لیے فرمایا کہ جو لوگ مجھ پر کثرت سے درود بھیجتے ہیں وہ روزِ قیامت میری محبت میری نصرت اور میری شفاعت کے زیادہ مستحق ہوں گے۔

ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امت میں یہ فضیلت محدثین اور ان علماء کو حاصل ہے جو حدیث رسول اللہ ﷺ کی نقل و روایت اور اس کی درس و تدریس میں مشغول ہیں کیونکہ وہ ہر حدیث کی روایت یا قراءت یا کتابت کے وقت بار بار صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ اسی طرح ابونعیم نے نقل کیا ہے کہ خطیب بغدادی نے یہ شرف اصحاب الحدیث میں فرمایا ہے کہ کثرت سے درود پڑھنے کی فضیلت اور یہ فضیلت ان راویانِ حدیث کو حاصل ہے جو ہر روایت حدیث کے موقعہ پر کئی کئی مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔

حدیثِ مبارک دراصل افرادِ امت کے لیے ترغیب ہے کہ وہ کثرت سے درود پڑھیں کہ اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ فرمائے گا اور آدمی شفاعتِ رسول ﷺ کا مستحق قرار پائے گا۔

(تحفة الأحوذي : ۶۱۹/۲ ۔ روضة المتقين : ۳۷۹/۳ ۔ دليل الفالحين : ۱۷۵/۴)

جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنا چاہیے

۱۳۹۹ . وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : "اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ، فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ، قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُ : بَلِیْتَ قَالَ : "اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ !

(۱۳۹۹) حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا ہے اس روز مجھ پر بکثرت درود بھیجو کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ کا جسم بوسیدہ ہو چکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے مبارک جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ (ابوداؤد بسندِ صحیح)

تخریج حدیث (۱۳۹۹): سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة .

کلماتِ حدیث: معروضة علی : مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یعنی فرشتے آکر رسول اللہ ﷺ کو بتاتے ہیں کہ آپ کے فلاں امتی نے

آپ ﷺ پر درود بھیجا ہے۔

شرحِ حدیث: حدیثِ مبارک میں ارشاد ہوا ہے کہ ہفتہ کے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا ہے اس لیے تم اس دن کثرت سے درود بھیجو کہ عمل صالح کے اجر وثواب میں زمان اور مکان کی فضیلت سے اضافہ ہوتا ہے چنانچہ اگر آدمی جمعہ کی نماز کے لیے مسجد میں جلدی پہنچے اور وہاں درود وسلام پڑھے تو اس کا بہت اجر ملے گا جو کوئی درود پڑھتا ہے وہ رسول کریم ﷺ پر پیش کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین میں ادھر سے ادھر جاتے رہتے ہیں یہ فرشتے میری امت کے افراد کا مجھے سلام پہنچاتے ہیں، یہ بات اس درود وسلام سے متعلق ہے جو امت محمد ﷺ کے افراد ساری دنیا میں پڑھتے رہتے ہیں لیکن وہ درود وسلام جو قبرِ مبارک میں آپ ﷺ پر پیش کیا جائے وہ آپ ﷺ خود سنتے ہیں چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جس نے میری قبر پر آکر درود پڑھا میں اس کو سنتا ہوں اور جو کہیں درود پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے جسم اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرما دیے ہیں انہیں مٹی نہیں کھا سکتی۔

(دليل الفالحين : ١٧٥/٤ ـ روضة المتقين : ٣٨٠/٣)

درود نہ پڑھنے والے کے حق میں بددعاء

١٤٠٠ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَیَّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ !

(۱۴۰۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۴۰۰): الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب قول رسول الله ﷺ رغم انف رجل.

کلماتِ حدیث: ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ عربی محاورے میں کہا جاتا ہے ارغم اللہ انفہ اللہ اس کی ناک کو خاک آلود کرے۔ اور یہ اس موقعہ پر استعمال ہوتا ہے جب کسی آدمی کے بارے میں یہ بتانا ہو کہ وہ فلاں غلط کام کر کے پشیمان ہو گیا یا رسوا اور ذلیل ہو گیا۔

شرحِ حدیث: فرمایا کہ وہ آدمی رسوا اور ذلیل ہوا یعنی اللہ کی رحمت سے اور اس کے اجر وثواب سے محروم ہوا جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا آمین، آمین، آمین۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کس بات پر آمین کہہ رہے تھے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے والدین یا ان میں سے ایک موجود تھا اور وہ پھر بھی جنت میں نہ جا سکا۔ اس پر میں نے کہا آمین۔ جبرئیل امین نے کہا کہ اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس پر ماہِ رمضان آیا اور اس کی مغفرت نہ ہو سکی میں نے کہا آمین جبرئیل نے کہا کہ اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا میں نے کہا کہ آمین۔

اس حدیث میں تین قسم کے آدمیوں کے لیے ذلت وخواری کی بددعاء ہے ان کا جرم یہ ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و مغفرت اور فضل وکرم کے مواقع فراہم کیے مگر انہوں نے اس سے منہ موڑا اور بے اعتنائی اختیار کی اور اللہ کی رحمت ومغفرت کو حاصل کرنا ہی نہیں چاہا بلکہ اس سے محروم رہنا ہی اپنے لیے پسند کیا بے شک وہ ایسی ہی بددعاء کے مستحق ہیں۔

(روضة المتقين : ۳/۳۸۰۔ دليل الفالحين : ٤/١٧٦۔ معارف الحديث : ۲/۲۳۰)

میری قبر کو میلہ گاہ مت بنانا

۱۴۰۱. وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ!

(۱۴۰۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو کہ تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔ (ابوداؤد بسند صحیح)

تخریج حدیث (۱۴۰۱): سنن ابی داؤد، کتاب المناسك، باب زيارة القبور.

کلماتِ حدیث: تبلغنی : مجھے پہنچتا ہے۔ بلغ بلاغا (باب نصر) پہنچنا۔

شرحِ حدیث: علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عید میں چونکہ سب جمع ہوتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اس لیے فرمایا کہ میری قبر کو اس طرح زیارت گاہ نہ بناؤ جیسے کوئی عید اور میلہ ہو۔ یہ ارشاد آپ ﷺ نے اس لیے فرمایا کہ اہل کتاب اپنے انبیاء کی قبور کی زیارت کے لیے جاتے اس جیسے اہل اوثان اپنے بتوں کی پرستش کے لیے جایا کرتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری قبر کو وثن (نہ بناؤ جس کی پوجا ہوتی ہو اللہ ان لوگوں سے بہت ناراض ہوتا ہے جو اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیتے ہیں۔)

قبر مبارک پر حاضری مستحب ہے لیکن ضروری ہے کہ انتہائی ادب تعظیم اور تکریم کے ساتھ حاضری ہو اور انتہائی مؤدب ہو کر درود و سلام پڑھا جائے تو جہاں بھی مسلمان ہو اور درود پڑھے وہ آپ کو پہنچایا جاتا ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت کرنا سعادت دارین ہے خود رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کو مدینہ پہنچنے کی وسعت ہو اور وہ میری زیارت کو نہ آئے (یعنی صرف حج کر کے چلا ئے جائے) اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی، نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگئی۔ (روضة المتقين : ۳/۳۸۱۔ دليل الفالحين : ٤/١٧٧)

ہر سلام پڑھنے والے کو جواب ملتا ہے

۱۴۰۲. وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ

رُوحِي حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيحٍ!

(۱۴۰۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اسے جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد بسند صحیح)

تخریج حدیث (۱۴۰۲): سنن ابی داؤد، کتاب المناسك، باب زيارة القبور .

شرح حدیث: جملہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور خاص کر سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو اپنی قبر مبارک میں حیات حاصل ہے۔ لیکن قبر میں آپ ﷺ کی روح پاک کی تمام تر توجہ ملاءِ اعلیٰ کی جانب اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کی طرف متوجہ رہتی ہے اس لیے جب کوئی سلام عرض کرتا ہے اور وہ فرشتے کے ذریعے یا براہِ راست آپ کو پہنچتا ہے تو باذنِ الٰہی روح مبارک اس طرف متوجہ ہوتی ہے اور جواب دیتی ہے۔ اسی روحانی التفات کو حدیثِ مبارک میں رد اللہ علی روحی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(روضة المتقين : ۳۸۱/۳۔ دليل الفالحين : ۱۷۸/٤۔ معارف الحديث : ۲۳۸/۲)

دنیا کا سب سے بڑا بخیل

۱۴۰۳. وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ !

(۱۴۰۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ آدمی بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۴۰۳): الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب قول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم رغم انف رجل .

شرح حدیث: مقصودِ حدیث یہ ہے کہ بخیل عام طور پر اس شخص کو سمجھا جاتا ہے جو مال خرچ کرنے میں بخل کرے لیکن اس سے بھی بڑا بخیل وہ ہے جس کے سامنے اس ہستی کا ذکر آئے جو رحمۃ للعالمین ہے جو ساری بنی نوع انسان کے لیے سراپا رحمت ہے اور جس نے اس امت کو دین کی اخلاق کی اور اللہ کی معرفت کی اتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے اور وہ زبان سے درود پڑھنے میں بھی تساہل سے کام لے حالانکہ امت کو آپ ﷺ کی طرف سے جو دولتِ عظمیٰ عطا ہوئی ہے اگر ہر امتی اس کے شکریہ میں اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کرے تو کم ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ایسا شخص خود اپنے آپ کو عظیم انعام واکرام سے محروم کرتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں اشارہ ہے کہ بخیل وہ نہیں ہے جو اپنے مال میں بخل کرے بخیل وہ ہے جو دوسرے کے مال میں بخل کرے اور اس سے بھی بڑھا ہوا وہ ہے جو جود وسخاوت کا اتنا بڑا دشمن ہو کہ اسے خود اپنے اوپر سخاوت بھی ناگوار ہو۔ یقیناً وہ شخص جو ذکر رسول ﷺ سن کر بھی درود نہ پڑھے وہ ایسا ہی بخیل ہے جسے یہ بھی پسند نہیں ہے کہ خود اس پر جود وسخا کی جائے اور خود اسے انعام واکرام سے نوازا جائے۔

(دليل الفالحين : ۱۷۸/٤۔ روضة المتقين : ۳۸۲/۳۔ تحفة الأحوذي : ٤۹۲/۹)

دعاء مانگنے کا مقبول طریقہ

۱۴۰۴۔ وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُوْ فِيْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يُمَجِّدِ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : عَجِلَ هٰذَا" ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اَوْلِغَيْرِهٖ : "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ رَبِّهٖ سُبْحَانَهٗ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَدْعُوْ بَعْدُ بِمَاشَآءَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ !

(۱۴۰۴) حضرت فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اپنی نماز میں دعاء کرتے ہوئے سنا کہ اس نے نہ اللہ کی حمد بیان کی اور نہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا۔ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے بڑی جلدی کی پھر اسے بلایا اور اس سے یا کسی اور سے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اپنے رب کی حمد وثناء سے ابتداء کرے پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے پھر جو چاہے دعاء کرے۔ (ابوداود، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ حدیث صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۴۰۴): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی ثواب التسبیح. الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ادع تجب .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگنے کا ادب یہ ہے کہ اولاً اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے پھر رسولِ اکرم ﷺ پر درود پڑھے اور اس کے بعد انتہائی تضرع اور عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعاء کرے اور آخر میں بھی دعاء کو حمد وثناء اور صلاۃ وسلام پر ختم کرے۔ انشاء اللہ بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوگی۔ (تحفة الأحوذي : ۴۱۶/۹ ـ روضة المتقين : ۳۸۲/۳ ـ دليل الفالحين : ۱۷۹/۴)

کون سا درود زیادہ افضل ہے

۱۴۰۵۔ وَعَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ كَعْبِ، بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ : "قُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ! اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۴۰۵) حضرت ابو محمد کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم نے تو یہ جان لیا کہ ہم آپ ﷺ پر سلام کس طرح بھیجیں یہ بتایئے کہ درود کیسے پڑھیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہو:

" اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی إبراھیم وعلیٰ اٰل إبراھیم إنک حمید مجید اللّٰھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی إبراھیم وعلیٰ اٰل إبراھیم إنک حمید مجید."

"اے اللہ! محمد اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما، جس طرح آپ نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، بے شک آپ تعریف و بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! محمد اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما جس طرح آپ نے آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بے شک آپ تعریف و بزرگی والے ہیں۔"

تخریج حدیث (١٤٠٥): صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله تعالیٰ: ﴿ان الله وملائكته يصلون على النبي﴾. صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد.

شرحِ حدیث: صحابہ کرام کو نماز کے قعدۂ اخیرہ میں التحیات کی تعلیم دی جا چکی تھی اس لیے انہوں نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں آپ ﷺ پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو معلوم ہے کہ ہم السلام علیك ایها النبي ورحمة الله وبركاته کہتے ہیں لیکن اب جبکہ یہ حکم آگیا ہے: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ صَلُّواْ عَلَيۡهِ وَسَلِّمُواْ تَسۡلِيمًا ﴾ تو آپ ہمیں بتائیے کہ ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اس حدیث میں مذکور درود کی تعلیم دی اور درود و سلام دونوں کو نماز میں جمع فرما دیا۔

لفظِ صلاۃ کی نسبت اللہ سبحانہٗ کی جانب ہو تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق اس کے معنی رحمت کے ہوتے ہیں یعنی اے اللہ اپنی رحمتیں نازل فرما اور حلیمی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں فرمایا ہے کہ اللھم صل علی محمد کے معنی ہیں اے اللہ رسول کریم ﷺ کے درجات اور مراتب بلند فرما ان کا ذکر بلند فرما ان کے دین کو رفعت عطا فرما اور کون و مکان میں ان کی لائی ہوئی شریعت جاری فرما اور ان کی ایسی تشریف اور ایسی تعظیم فرما جیسی تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فرمائی کہ ہر بڑائی ہر عظمت اور ہر بزرگی کا مرجع تیری ہی ذات ہے۔

(فتح الباري: ٢/٣٠٥۔ عمدة القاري: ١٥/٣٦٣۔ روضة المتقين: ٣/٣٨٥۔ دليل الفالحين: ٤/١٧٩)

درودِ ابراہیمی سب سے افضل ہے

١٤٠٦۔ وَعَنْ اَبِی مَسْعُوْدِ الْبَدْرِیِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِیْ مَجْلِسِ سَعْدِبْنِ عُبَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَامَ لَهٗ بَشِيْرُبْنُ سَعْدٍ: اَمَرَنَااللّٰهُ اَنْ نُصَلِّیَ عَلَيْکَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ نُصَلِّیْ عَلَيْکَ؟ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَمَنَّيْنَا اَنَّهٗ لَمْ يَسْئَالْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا! اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّکَ حَمِيْدٌ

مَجِیْدٌ" وَالسَّلَامُ کَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۴۰۶) حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ سے بشر بن سعد نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا ہے ہم کیسے آپ ﷺ پر درود بھیجیں، رسول اللہ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ ہمارے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ وہ آپ ﷺ سے سوال نہ کرتے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس طرح درود پڑھو:

" اللّٰهم صلى على محمد وعلى آل محمد كما صليت على آل إبراهيم وبارك على محمد وعلى ال محمد كما باركت على إبراهيم إنك حميد مجيد ."

اور سلام کا طریقہ تمہیں معلوم ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۴۰۶): صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم .

کلمات حدیث: حتى تمنينا : یہاں تک کہ ہم نے تمنا کی ۔ رسولِ کریم ﷺ وحی کے انتظار میں کچھ دیر خاموش رہے اور نزولِ وحی کے بعد آپ ﷺ نے جواب دیا۔

شرح حدیث: حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم کس طرح آپ پر درود بھیجیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان الفاظ میں درود پڑھا کرو۔ اور سلام کا وہی طریقہ ہے جو میں پہلے تمہیں بتا چکا ہوں آل سے مراد ازواجِ مطہرات اور وہ اہل قرابت ہیں جن کا تعلق بنو عبدالمطلب اور بنو ہاشم سے تھا اور وہ اسلام لائے۔

حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ جو بات معلوم نہ ہو اس کو اہل علم سے دریافت کرنا چاہیے، دین کی بات پر اپنے اندازے کے مطابق عمل کرنا درست نہیں ہے۔ (شرح صحيح مسلم للنووي : ۱۰۵/۴ ۔ روضة المتقين : ۳۸۶/۳ ۔ دليل الفالحين : ۱۸۰/۴)

مختصر درودِ ابراہیمی

۱۴۰۷ . وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالُوْا : یَارَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ قَالَ : "قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ، وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ "مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ"!

(۱۴۰۷) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ پر کس طرح درود بھیجیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہو:

" اللهم صلى على محمد وعلى ازواجه وذريته كما صليت على ابراهيم وبارك على محمد وعلى ازواجه وذريته كما باركت على ابراهيم انك حميد مجيد ." (متفق عليه)

''اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر رحمتیں نازل فرما جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی آلِ ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد ﷺ پر آپ کی ازواج پر اور آپ کی ذریت پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر بے شک آپ تعریف اور بزرگی والے ہیں۔''

تخریج حدیث (۱۴۰۷): صحیح البخاری، احادیث الانبیاء۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة علی النبي بعد التشهد .

کلماتِ حدیث: أزواجــــــه، أزواج : زوج کی جمع: میاں اور بیوی دونوں میں سے ہر ایک کو زوج کہا جاتا ہے۔ یہاں ازواجِ مطہرات مراد ہیں جو آل میں داخل ہیں۔ آپ ﷺ کی گیارہ ازواج تھیں ان میں دو کی وفات حیاتِ طیبہ میں ہوئی باقی آپ کی وفات کے بعد زندہ رہیں۔ وبارك : برکۃ سے ہے، جس کے معنی خیر وفضیلت میں اضافہ کے ہیں جیسا کہ علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

شرحِ حدیث: رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا بے حد اجر وثواب کا کام ہے اور جیسا کہ اس حدیث مبارک میں آیا ہے تمام ازواج اور ذریات کو صلاۃ میں شامل کرنا مستحب ہے۔ (فتح الباري : ۳۰۵/۲۔ شرح صحیح مسلم للنووي : ۱۰۹/٤)

کتاب الأذکار

الباب (٢٤٤)

ذکر کی فضیلت

۳۰۸. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔'' (العنکبوت: ۴۵)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کا ذکر بہت ہی عظیم شئے ہے یہ کائنات کی سب سے بڑی شے ہے کہ اسی پر سارے کون ومکان قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس توحید وتمجید اس کی عظمت وکبریائی اور اس کی صفات کمال کے بیان کو ذکر اللہ کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی آیات مبارکہ اور احادیث طیبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز سے لے کر جہاد تک تمام اعمال صالحہ کی روح اور جان ذکر اللہ ہے اور یہی ذکر پروانہ ولایت ہے جس کو عطا ہوا وہ واصل ہوگیا اور جس کو عطا نہیں ہوا وہ دور اور مہجور رہا۔ ذکر اللہ کے بندوں کے قلوب کی غنا اور ذریعہ حیات ہے اگر وہ ان کو نہ ملے تو اجسام ان قلوب کے لیے قبور بن جائیں۔ ذکر ہی سے دلوں کی دنیا آباد ہے۔ اللہ سے تعلق رکھنے والے بندوں کو اللہ کے ذکر ہی سے چین حاصل ہوتا ہے۔

﴿ أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾ ﴾ (تفسير مظهري ـ معارف الحديث)

۳۰۹. وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔'' (البقرۃ: ۱۵۲)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس قدر نعمتوں سے نوازا تو تمہارے اوپر بھی لازم ہے کہ اسے دل سے زبان سے، فکر سے، خیال سے اور ہر گھڑی اور ہر وقت اسے یاد کرو۔ اور ایک لحظہ بھی اس سے غافل نہ ہو۔ (تفسير عثماني)

صبح وشام اللہ کو یاد کرنا

۳۱۰. وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿ وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن

مِّنَ ٱلۡغَٰفِلِينَ ﴿٢٠٥﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اپنے رب کو اپنے دل میں صبح وشام گڑگڑا کر اور ڈرتے ہوئے یاد کرو نہ کہ زور سے اور غافلوں میں سے مت بنو۔''

(الاعراف:۲۰۵)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ اپنے رب کا صبح وشام ذکر کرو اپنے دل میں گڑگڑا کر اور عاجزی اور خوف کے ساتھ اللہ کے ذکر کی روح یہ ہے کہ جو زبان سے کہے دل سے اس کی طرف دھیان رکھے تا کہ دل وزبان دونوں بیک وقت اللہ کی یاد میں مشغول ہوں اور وقت ذکر دل اللہ کی خشیت اور اس کے خوف سے لرز رہا ہو اور اس کی جانب سے مغفرت کی طلب اور امیدیں لگا ہوا ہو سزا کا خوف بھی ہو اور جزا کی امید بھی غرض ہیئت اور آواز اور دل سب اللہ کی طرف متوجہ ہوں آواز پست ہو اور اس سے بیم ورجاء کی کیفیت ہویدا ہو۔ (تفسیر عثماني)

ذکر اللہ کی کثرت کامیابی کی کنجی ہے

۳۱۱. وَقَالَ تَعَالىٰ :

﴿ وَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ كَثِيرٗا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔'' (الجمعہ:۱۰)

تفسیری نکات: چوتھی آیت مبارکہ میں فرمایا کہ اللہ کو خوب یاد کرو شاید کہ تم کامیاب ہو جاؤ، یعنی اللہ کو یاد کرو اور اعمالِ صالحہ کرتے رہو کہ ایمان اور عمل صالح ہی کامیابی کی طرف لے جانے والے ہیں۔ (تفسیر عثماني)

ذاکرین کیلئے اجر عظیم کا وعدہ ہے

۳۱۲. وَقَالَ تَعَالىٰ :

﴿ إِنَّ ٱلۡمُسۡلِمِينَ وَٱلۡمُسۡلِمَٰتِ ﴾ اِلىٰ قَوْلِهٖ تَعَالىٰ ﴿ وَٱلذَّٰكِرِينَ ٱللَّهَ كَثِيرٗا وَٱلذَّٰكِرَٰتِ أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُم مَّغۡفِرَةٗ وَأَجۡرًا عَظِيمٗا ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ...... اس آیت تک ...... اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بہت یاد کرنے والی عورتیں اللہ نے ان کے لیے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔'' (الاحزاب:۳۵)

تفسیری نکات: پانچویں آیت میں فرمایا کہ بکثرت اللہ کی یاد کرنے والے مرد اور بکثرت اللہ کی یاد کرنے والی عورتیں۔ اور یہ بات اس وقت حاصل ہوتی ہے جب فنائے قلب حاصل ہو جائے ذکر میں دل ڈوبا رہے اور ہر وقت حضور دوامی حاصل رہے۔ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ مفردون آگے بڑھ گئے عرض کیا گیا کہ مفردون کون ہیں؟ فرمایا: اللہ کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بکثرت یاد کرنے والی عورتیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ قیامت کے دن کون سا بندہ سب سے افضل اور عالی مرتبہ پر ہوگا فرمایا اللہ کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔ (تفسیر مظهري)

صبح وشام تسبیح کا حکم

۳۱۳. وَقَالَ تَعَالىٰ:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٤٢﴾ ﴾ اَلْآيَةَ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔'' (الاحزاب: ۴۱)

تفسیری نکات: چھٹی آیت میں فرمایا کہ اے ایمان والو اللہ کا ذکر کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کے علاوہ ہر فرض کی ایک حد مقرر کر دی ہے اور معذوروں کو مستثنیٰ فرما دیا ہے لیکن ذکر کی کوئی آخری حد مقرر نہیں کی اور سوائے مجنون کے کسی کو مستثنیٰ نہیں قرار دیا بلکہ تمام حالتوں میں اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے ذکر کا حکم فرمایا ہے۔ تسبیح کے لیے صبح وشام کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ ان اوقات میں رات اور دن کے ملائکہ جمع ہوتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کے ملائکہ اور دن کے ملائکہ باری باری تمہارے پاس آتے ہیں اور فجر اور عصر کی نمازوں میں سب جمع ہو جاتے ہیں، پھر وہ ملائکہ جو رات کو تمہارے پاس رہے اوپر چڑھ جاتے ہیں تمہارا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود بخوبی واقف ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (تفسیر مظهري)

دو کلمے زبان پر ہلکے ترازو پر بھاری

۱۴۰۸. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۴۰۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور میزان میں بھاری ہیں اور رحمٰن کو محبوب ہیں:

" سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم ." (متفق عليه)

تخریج حدیث (۱۴۰۸): صحيح البخاری، كتاب الايمان، باب اذا قال والله لا اتكلم اليوم . صحيح مسلم،

كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح .

کلماتِ حدیث: كلمتان : دو کلمے، تثنیہ ہے مفرد کلمہ ہے۔ كلمة : جملہ مفیدہ ایک بامعنی فقرہ۔ خفيفتان: دو ہلکے جملے، خفیف کا تثنیہ۔ یعنی زبان پر ادائیگی میں ہلکے اور آسان۔ ایسا کلام جو زبان پر آسانی سے جاری ہو جائے۔ ثقيلتان : دو ثقیل، تثنیہ ہے ثقیل سے جس کے معنی ہیں بھاری اور وزنی، یعنی یہ دو جملے قیامت کے روز میزانِ عمل میں بھاری اور وزنی ہوں گے۔ روزِ قیامت اعمال مثل اجسام کے وزن والے ہوں گے اور ان کو وزن کیا جائے گا۔

شرحِ حدیث: حدیثِ مبارک میں ارشاد فرمایا کہ دو جملے ہیں جو کہنے میں زبان پر بہت ہلکے ہیں میزانِ عمل میں بہت بھاری ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں۔ یہ دو کلمے ہیں: سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

اس دنیا کی زندگی میں تمام اعمالِ حسنہ انسان کے لیے بھاری ہیں اور ان کو انجام دینا کسی نہ کسی درجے میں دشوار ہے مگر یہ دو جملے اس قدر ہلکے اور آسان ہیں کہ ان کی ادائیگی میں کوئی دشواری نہیں ہے اور ان کا کہنا اس قدر رواں اور آسان ہے کہ جتنی مرتبہ چاہو کہتے رہو، آسانی سے زبان سے ادا ہوتے رہیں گے۔ مزید یہ کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں اور میزانِ عمل میں بہت بھاری ہیں۔ یا جن صحیفوں میں یہ مرقوم ہوں گے وہ میزانِ عمل میں بھاری ہوں گے۔

جب قیامت قائم ہو جائے گی تو دنیا کا سارا انظام متغیر ہو جائے گا۔ زمین اور آسمان بدل جائیں گے اور اس دنیا کی زندگی میں کارفرما تمام اصول وضابطے تبدیل ہو جائیں گے جو اشیاء یہاں بہت وزنی ہیں ان کا وزن ختم ہو جائے گا اور جن اشیاء کو یہاں بے وزن تصور کیا جاتا ہے وہ وہاں وزنی قرار پائیں گی پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے اور انسان کی نیکی اور اس کے عمل خیر کا وزن ہر شئے پر فائق اور بالاتر ہو جائے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے رب مجھے ایسے کلمات سکھا دیجیے جن سے میں آپ کو یاد کروں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرو، کہ اگر تمام آسمان اور سات زمینیں اور جو کچھ ان میں ہے سب ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ الحمد للہ سے ساری میزان بھر جاتی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روزِ قیامت اعمال کا وزن ہوگا، چنانچہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میزان میں سب سے بھاری عمل حسن اخلاق ہوگا۔ سلف صالح میں سے کسی سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیا بات ہے کہ دنیا میں انسان کو برا کام آسان لگتا ہے اور عمل صالح بھاری محسوس ہوتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ دنیا میں برے عمل کی دلکشی اور اس کی رغبت سامنے ہوتی ہے اور اس کا برا انجام نگاہوں سے اوجھل ہوتا ہے اور عمل خیر کی اچھائی اور اس کا حسن انجام پیش نظر نہیں ہوتا اور اس کی کلفت متحضر ہوتی ہے۔ (فتح الباري : ٣/٣٣٦۔ شرح صحيح مسلم للنووي : ١٧/١٦۔ تحفة الاحوذي : ٩/٤٠٤)

تمام کائنات سے بہتر تسبیح

۱۴۰۹. وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَاَنْ اَقُوْلَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر مجھے ان تمام اشیاء سے زیادہ محبوب ہیں جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۴۰۹): صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء .

کلمات حدیث: مما طلعت علیه الشمس : ان تمام چیزوں سے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ یعنی دنیا کی تمام اشیاء دنیا کی ساری نعمتیں۔

شرح حدیث: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب کلام یہ چار کلمات ہیں جس سے چاہو شروع کرو کوئی حرج نہیں ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

یہ کلمات اللہ کو بھی محبوب ہیں اور اللہ کے حبیب کو بھی محبوب ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں جو اشیاء اور جس قدر نعمتیں ہیں ان سب سے زیادہ مجھے یہ کلمات محبوب ہیں کیونکہ یہ اعمالِ آخرت ہیں جو ہمیشہ باقی رہیں گے اور ان کا اجر وثواب اور ان کے صلے میں ملنے والی نعمتیں ہمیشہ باقی رہیں گی جبکہ دنیا خود فانی ہے اور اس کے اندر موجود تمام اشیاء فانی ہیں۔ ظاہر ہے کہ لازوال باقی رہنے والے کو ہر دم فنا اور تغیر سے دوچار رہنے والی اشیاء پر فوقیت حاصل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ مَا عِندَكُمْ يَنفَدُ وَمَا عِندَ ٱللَّهِ بَاقٍ ﴾

"تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ ختم ہو جائے گا اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ باقی رہے گا۔" (النحل:۹۶)

یعنی جو کچھ مال ومتاع دنیا تمہارے پاس ہے وہ تو فنا ہو جائے گا مگر اللہ کی رحمت کے خزانے کبھی ختم نہ ہوں گے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا کو پسند کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آخرت کو پسند کرتا ہے وہ اپنی دنیا کا ضرر کرتا ہے تم باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونے والی دنیا پر ترجیح دو۔

(فتح الباري : ۳۳٦/۳۔ شرح صحيح مسلم للنووي : ۱٦/۱۷۔ روضة المتقين : ۳۹۲/۳۔ تفسير مظهري)

شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کا ذریعہ

۱۴۱۰. وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، فِیْ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ کَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ

وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهِ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ، وَقَالَ: مَنْ قَالَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِالْبَحْرِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۴۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دن میں سومرتبہ یہ کلمہ پڑھا:

" لا اله الا الله وحده لا شريک له له الملک وله الحمد وهو على كل شى قدير ."

''اللہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کا ملک ہے اور اس کے لیے ہر حمد ہے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے۔''

اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جائے گا، سونیکیاں لکھی جائیں گی اور سوگناہ مٹادیے جائیں گے اور وہ اس کے لیے شام تک سارادن شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بن جائے گا اور کوئی بھی اس سے زیادہ فوائد نہ لے کر آئے گا مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ عمل کیا ہو۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک دن میں سومرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہا اس کی غلطیاں مٹادی جاتی ہیں اگر چہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۴۱۰): صحيح البخاری، كتاب الدعوات، باب فضل التهليل . صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل و التسبيح و الدعاء .

کلمات حدیث: له الملك : سارے جہاں کا مالک وہی ہے اور کائنات اس کے قبضے اور گرفت میں ہے، کوئی چھوٹی یا بڑی شئے اس کے حیطۂ اقتدار سے خارج نہیں ہے۔ حرزاً : بچاؤ۔ زبد البحر : سمندر کا جھاگ۔ عدل عشر رقاب : دس گردنوں کے برابر، دس غلام آزاد کرنے کے برابر۔

شرح حدیث: اس کلمہ کی اس قدر بڑی عظمت اور اس قدر بڑی فضیلت ہے اور اس کا اس قدر اجر وثواب ہے کہ اگر اللہ کا مؤمن بندہ دن میں سومرتبہ اس کلمہ کو پڑھے تو ایسا ہے جیسے اس نے دس غلام آزاد کردیے اور اس کی سو برائیاں مٹادی جائیں گی اور سونیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جائیں گی اور اس دن شام تک اسے شیطان سے تحفظ حاصل ہو جائے گا۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سو کی تعداد لازمی نہیں ہے اس تعداد سے زیادہ بھی پڑھا جاسکتا ہے اور جس قدر زائد ہو اسی قدر اس کے اجر وثواب میں اضافہ ہوگا۔

بظاہر حدیث مبارک کے الفاظ عام ہیں لیکن قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ان کلمات کے پڑھنے سے اس بیان کردہ ثواب کا مستحق ایسا اللہ کا بندہ ہوگا جو دینی اعمال پر عمل کرنے والا اور بڑے گناہوں سے مجتنب ہو اور اس کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے:

﴿ أَمْ حَسِبَ ٱلَّذِينَ ٱجْتَرَحُوا۟ ٱلسَّيِّـَٔاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ ﴾

(الجاثیۃ:۲۱)

''کیا جنہوں نے برائیاں کمائی ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے برابر کردیں گے جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے۔''

(تحفة الأحوذي:۹/ ۴۱۰-شرح صحيح مسلم للنووي:۱۷/ ۱۴-روضة المتقين: ۳/ ۳۹۳-دليل الفالحين: ۴/ ۱۸۶)

چار عرب غلام آزاد کرنے کے برابر اجر

۱۴۱۱ . وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : "مَنْ قَالَ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، عَشْرَمَرَّاتٍ، کَانَ کَمَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعَةَ اَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِیْلَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(۱۴۱۱) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دس مرتبہ یہ کلمہ کہا:

" لا اله الا الله وحده لا شريک له له الملک وله الحمد وهو على كل شى قدير ."

تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں سے چار آدمیوں کی گردنیں آزاد کی ہوں۔

تخریج حدیث (۱۴۱۱): صحيح البخاری، كتاب الدعوات، باب فضل التهليل . صحيح مسلم، كتاب الذكر، باب فضل التهليل والتسبيح و الدعاء .

شرح حدیث: اولادِ اسماعیل علیہ السلام کو تمام اہل عرب پر فضیلت ہے۔ اس لیے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں چار غلاموں کو آزاد کرنا بہت ہی فضیلت اور اجر وثواب کا حامل عمل ہے۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ثواب اللہ کے اس نیک بندے کے لیے ہے جو ان کلمات کو سمجھتا ہو ان کے معانی اور مفاہیم سے واقف اور ان کلمات میں پنہاں رموز وحدانیت پر غور وفکر کرنے والا ہو۔ ظاہر ہے کہ لوگوں کے فہم اور ان کے ادراک وشعور میں فرق ہوتا ہے اسی فرق کے اعتبار سے ان کے اجر وثواب میں فرق ہوگا۔

(تحفة الأحوذي:۹/ ۵۰۲-شرح صحيح مسلم للنووي:۱۷/ ۱۶-روضة المتقين:۳/ ۳۹۴-دليل الفالحين:۴/ ۱۸۷)

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کلام

۱۴۱۲ . وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَلَا اُخْبِرُکَ بِاَحَبِّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰهِ؟ اِنَّ اَحَبَّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰهِ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۱۲) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتلادوں کہ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب کلام کون سا ہے؟ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب کلام سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔

شرح حدیث: صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا کلام افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کلام جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے یا اپنے بندوں کے لیے منتخب فرمایا ہے: یعنی سبحان اللہ وبحمدہ۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات وجودی ہیں جیسے علم اور قدرت۔ یہ صفات کمال ہیں اور بعض صفات عدمی ہیں جیسے اس کا شریک یا اس کا مثل نہ ہونا یہ صفات جلال ہیں۔ تسبیح اشارہ ہے صفات جلال کی طرف یعنی ذات باری تعالیٰ ہر نقص ہر کمی اور ہر خامی سے منزہ اور پاک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور کوئی اس جیسا نہیں ہے۔ اس طرح سبحان اللہ وبحمدہ کے معنی ہوئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہ اور تقدیس بیان کرتا ہوں کہ وہ ہر طرح کے نقائص سے پاک ہے اور اس کی حمد وثناء کرتا ہوں کہ وہ تمام محامد اور جملہ صفات کمال سے متصف ہے۔ (تحفة الأحوذي : ١٠/٥٢۔ روضة المتقين : ٣/٣٩٤۔ دليل الفالحين : ٤/١٨٨)

سبحان اللہ والحمد للہ کا اجر

١٤١٣۔ وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ. اَوْتَمْلَأُ. مَابَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(١٤١٣) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طہارت ایمان کا حصہ ہے الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ آسمانوں اور زمین کے درمیان ساری فضا کو بھر دیتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (١٤١٣): صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء.

کلمات حدیث: الطھور : طاء کے پیش کے ساتھ پاکی اور طہارت حاصل کرنا۔ طہارت جسمانی اور طہارت روحانی، طہارت جسمانی سے مراد بدن لباس اور جائے عبادت کی طہارت اور پاکی ہے اور طہارت روحانی سے مراد قلب کی طہارت اور اس کا کفر و نفاق سے آلائشوں سے پاک ہونا اور ایمان ویقین سے لبریز ہونا۔ شطر : حصہ۔ الطھور شطر الایمان : پاکی اور پاکیزگی ایمان کا جزو اور اس کا حصہ ہے۔

شرح حدیث: اسلام میں عبادت و پاکیزگی کی حیثیت صرف یہی نہیں ہے کہ وہ عبادات کی ادائیگی کی ایک لازمی شرط ہے بلکہ وہ بجائے خود بھی ایک عبادت اور دین کا ایک اہم شعبہ اور بذات خود بھی مطلوب ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلْمُتَطَهِّرِينَ ﴾

"اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والے اپنے بندوں کو محبوب رکھتا ہے۔" (البقرة:٢٢٢)

قبا کی بستی میں رہنے والے اہل ایمان کی تعریف میں ارشاد فرمایا کہ:

﴿ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُواْ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُطَّهِّرِينَ ﴾ (التوبة:١٠٨)

"اس میں ہمارے ایسے بندے ہیں جو پاکیزگی پسند ہے اور اللہ تعالیٰ خوب پاک وصاف رہنے والے بندوں سے محبت رکھتا ہے۔"

اس حدیث میں پاکی اور پاکیزگی کو ایمان کا حصہ کہا گیا ہے اور ایک اور حدیث میں نصف ایمان کہا گیا ہے۔ طہارت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر چہ فلاح وسعادت پر مبنی صراط مستقیم کے بے شمار ابواب اور گوناگوں شعبے ہیں لیکن اصولی طور پر وہ چار عنوان کے ذیل میں آتے ہیں:

(۱) طہارت　　(۲) اخبات　　(۳) سماحت　　(۴) عدالت

اور اس اعتبار سے طہارت ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے۔

اس کے بعد شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے طہارت کی حقیقت اور اسلام میں اس کی اہمیت وفضیلت کو اس طرح واضح فرمایا ہے۔

ایک سلیم الفطرت اور صحیح المزاج انسان جو نفس کے سفلی تقاضوں سے مغلوب نہ ہو وہ جب نجاست آلود ہو جاتا ہے اور اس کا جسم ناپاک ہو جاتا ہے تو اس کو اپنی طبیعت میں سخت قسم کی ظلمت اور شدید قسم کا انقباض ہوتا اور یہ طبیعت کی تاریکی اور نفس کا انقباض اس وقت تک دور نہیں ہوتا جب تک وہ جسم سے نجاست دور کر کے وضوء اور غسل نہ کر لے جوں ہی وہ وضوء اور غسل کرتا ہے نفس کا انقباض اور تکدر اور طبیعت کی تاریکی اور ظلمت دور ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ طبیعت میں انشراح وانبساط اور نفس میں فرحت اور سرور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پہلی کیفیت کا نام حدث اور ناپاکی ہے اور دوسری حالت کا نام طہارت اور پاکی ہے اور ہر وہ انسان کی جس کی فطرت سلیم اور جس کا وجدان صحیح ہو وہ ان دونوں حالتوں کا فرق بخوبی محسوس کر سکتا ہے۔

نفس انسان کی یہ طہارت کی حالت ملاء اعلیٰ کی حالت سے مشابہت اور مناسب رکھتی ہے کیونکہ اللہ کے فرشتے دائمی طور پر بہیمی آلودگیوں سے پاک وصاف اور نورانی کیفیات سے شاداں وفرحاں رہتے ہیں اور اسی لیے حسبِ استطاعت طہارت وپاکیزگی کا اہتمام انسانی روح کو ملکوتی حاصل کرنے اور الہامات کے ذریعے ملاء اعلیٰ سے استفادہ کرنے کے قابل بنا دیتا ہے اور اس کے برعکس جب آدمی حدث اور ناپاکی کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کو شیاطین سے ایک مناسبت اور مشابہت پیدا ہو جاتی ہے اور اس میں شیطانی وساوس کی قبولیت کی ایک خاص استعداد اور صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی روح کو ظلمت اور تاریکی گھیر لیتی ہے۔

طہارت وپاکیزگی کی اہمیت اور فضیلت کے بیان کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ الحمد للہ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ والحمد للہ کہنا آسمانوں اور زمین کے درمیان ساری فضا کو بھر دیتا ہے۔

تسبیح یعنی سبحان اللہ کہنے کا مطلب اپنے اس یقین کا اظہار اور اس کی شہادت دینا ہے کہ اللہ کی مقدس ذات پر اس بات سے پاک اور برتر ہے جو اس کی شان الوہیت کے مناسب نہ ہو اور تحمید یعنی الحمد للہ کہنے کا مطلب اپنے اس یقین کا اظہار اور اس کی شہادت دینا ہے کہ ساری خوبیاں اور سارے کمالات جن کی بناء پر کسی کی حمد وثناء کی جا سکتی ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات میں ہیں اور اس لیے ساری حمد وستائش صرف اسی کے لیے ہے۔ یہی تسبیح وتحمید حق تعالیٰ کی نورانیت اور معصوم مخلوق فرشتوں کا وظیفہ ہے۔ قرآن کریم میں فرشتوں کی زبانی نقل فرمایا گیا ہے کہ نحن نسبح بحمدك (ہم تیری ہی تسبیح اور حمد میں مصروف رہتے ہیں۔ پس انسانوں کے لیے بھی بہترین وظیفہ اور مقدس ترین شغل یہی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اور سارے عالم کے خالق کی تسبیح کریں اور اس کی حمد بیان کریں۔ اسی تسبیح وتحمید کی ترغیب کے

لیے اوراس کے اجر وثواب کیلئے بیان فرمایا کہ ایک کلمہ سبحان اللہ میزانِ عمل کو بھر دیتا ہے اوراس سبحان اللہ کے ساتھ الحمدللہ بھی مل جائے تو ان دونوں کا نور زمین وآسمان کی ساری فضاؤں کو معمور اور منور کر دیتا ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب الصبر (۲۷) میں آچکی ہے۔

(روضة المتقين : ۳/۳۹۵ ـ دليل الفالحين : ۴/۱۸۸ ـ معارف الحديث : ۱/۲۴ ـ حجة الله البالغه : ۱/۵۴)

ایک اعرابی کی دعاء

۱۴۱۴ . وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : عَلِّمْنِیْ کَلَامًا اَقُوْلُه، قَالَ "قُلْ" "لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه، لَاشَرِیْکَ لَه، اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ" قَالَ فَهٰؤُلَآءِ لِرَبِّیْ فَمَالِیْ؟ قَالَ : "قُلْ! اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ، وَاهْدِنِیْ، وَارْزُقْنِیْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۱۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایسے کلمات سکھائیں جو میں پڑھا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہا کرو:

" لا الہ الا الله وحده لا شریک له الله اکبر کبیرا والحمدلله کثیرا وسبحان الله رب العالمین ولا حول ولا قوة الا بالله العزیز الحکیم ."

" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اللہ سب سے بڑا ہے اس کی کبریائی ہے۔ اللہ ہی کے لیے سب تعریفیں ہیں اللہ کے لیے پاکیزگی ہے جو جہانوں کا رب ہے گناہ کے چھوڑنے اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے جو غالب حکمتوں والا ہے۔"

اس نے کہا کہ یہ کلمات تو میرے رب کے لیے ہیں میں اپنے لیے کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کہو:

" اللّٰهم اغفرلي وارحمني واهدني وارزقني ."

اے اللہ! مجھے معاف فرما مجھ پر رحم کر مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا کر۔" (مسلم)

تخریج حدیث (۱۴۱۴): صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء .

شرح حدیث: حدیثِ مبارک میں نہایت عمدہ اور پاکیزہ اذکار کی تعلیم دی گئی ہے یہ کلمات طیبات اللہ کو اور اللہ کے رسول ﷺ کو محبوب ہیں۔ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے ساتھ اس کی وحدانیت بیان کی گئی ہے اور ان باتوں سے تنزیہ کی گئی ہے جو اس کے لائق نہیں ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ کثرت سے دعاء کریں، عاجزی اور تضرع سے دعا کریں اور اللہ کے سامنے اپنی جملہ حاجات پیش کریں اور ماثورہ دعاؤں کا اہتمام کریں کہ انسان کی ضرورت اور اس کی احتیاج کا کوئی موضوع ایسا نہیں ہے جو قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ

میں بیان نہ ہوا ہو تو پھر یہ کہ ماثورہ دعاؤں کے روحانی اثرات بھی زیادہ اور ان کی خیر و برکت بھی بہت وسیع ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دعاء مانگنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم مجھ سے دعاء مانگو میں قبول کروں گا۔

ایک حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دعاء عین عبادت ہے۔ اور ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ دعاء ہر عبادت کا جوہر ہے اور ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے یہاں کوئی عمل دعاء سے زیادہ عزیز اور مکرم نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں اس دعاء کی تعلیم دی ہے وہ جوامع الکلم میں سے ہے کہ اس میں مغفرت کی دعاء ہے اور مغفرت کے ساتھ رحمت ہوتی ہے اور رحمت سے ہدایت حاصل ہوتی ہے اور ہدایت یافتہ آدمی سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور اسے دین و دنیا کی نعمتیں عطا فرماتے ہیں اور رزق عنایت فرماتے ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووي : ۱۷/۱۷۔ روضة المتقین : ۳/۳۹۶۔ دلیل الفالحین : ٤/۱۸۹)

●●●●●●●●●●●●●

نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار

۱۴۱۵. وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَاذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" قِيْلَ لِلْاَوْزَاعِيِّ، وَهُوَ اَحَدُ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ، كَيْفَ الْإِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۱۴۱۵) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ دعاء پڑھتے:

" اللّٰهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام ."

" اے اللہ تو سلامتی عطا کرنے والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی مل سکتی ہے تیری ذات پاک ہے اے جلال اور اکرام والے۔"

اوزاعی رحمہ اللہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں ان سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کے استغفار کا کیا طریقہ تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ استغفر اللہ استغفر اللہ کہتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۴۱۵): صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب الذکر بعد الصلاة و بیان صفته.

کلمات حدیث: السلام : اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ایک نام ہے یعنی وہ ذات جو ان تمام باتوں سے محفوظ ہے جو اس کے لائق نہیں ہیں جو سلامتی عطا کرنے والا اور سلامتی کے لیے اسی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ استغفر اللہ : میں اپنے گناہوں کی معافی کا

اللہ سے خواستگار ہوں۔ استغفار (باب استفعال) طلبِ مغفرت کرنا۔

شرح حدیث: رسولِ کریم ﷺ نماز سے فارغ ہو کر کلماتِ مذکورہ فرماتے اور تین مرتبہ استغفار فرماتے۔ استغفار بھی دعاء ہی کی ایک صورت ہے اور توبہ اور استغفار باہم لازم وملزوم ہیں۔ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ اگر بندے سے کوئی گناہ یا نافرمانی یا کوئی ناپسندیدہ عمل سرزد ہو جائے تو وہ اس کے برے انجام سے خائف ہو کر ندامت وشرمندگی کے ساتھ اس کے آئندہ نہ کرنے کا عزم کرے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کی رضاء کے حصول کا پختہ ارادہ کرے اور جو کچھ سرزد ہو چکا ہے اس پر اللہ سے صدقِ دل سے معافی طلب کرے یہی معافی طلب کرنا استغفار ہے۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام اگرچہ معصوم اور گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی ہمہ تن بندگی کے باوجود محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا نہیں ہوا اس لیے وہ استغفار کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں استغفار کرتا ہوں۔

(شرح صحیح مسلم للنووي : ۷٦/٥۔ تحفة الأحوذي : ۲۰۸/۲۔ معارف الحديث : ۱۹۷/۲)

عطاء کرنا اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے

۱۴۱٦۔ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ : اَللّٰهُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَايَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۴۱٦) حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ کلمات فرماتے:

" لا إله الا الله وحده لا شريک له له الملک وله الحمد وهو على كل شيء قدير اللهم لا مانع لما أعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذالجد منک الجد ."

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں جب آپ عطا فرمائیں اور کوئی دینے والا نہیں اگر آپ روک لیں اور کسی صاحبِ حیثیت کو اس کی حیثیت نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے اور نہ تجھ سے بچا سکتی ہے۔" (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۴۱٦): صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب الذكر بعد الصلاة . صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة .

کلماتِ حدیث: الجد : کے معنی ہیں خوش بختی، تونگری۔ یعنی دنیا کی خوش بختی یا دنیا کا مال و دولت اللہ کے ہاں انسان کے کام نہیں آئے گا بلکہ وہاں صرف ایمان اور عمل صالح کام آئے گا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ دنیا کے تمام خزانوں کا مالک ہے وہ جس کو دینا چاہے کوئی اس کو روکنے والا نہیں ہے اور جس کو نہ دینا چاہیے کوئی نہیں ہے جو اسے دینے پر آمادہ کرے، وہ مالک الملک ہے جس کو چاہے دے کوئی اور دینے والا نہیں نہ چاہے نہ دے کوئی اور دینے والا نہیں ہے۔

﴿ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ ﴾

''تو جس کو چاہے ملک عطا کرے اور تو جس سے چاہے ملک چھین لے۔''

مال ومنال اولاد وقبیلہ یہ اس دنیا کے سکے ہیں جب یہ دنیا باقی نہیں رہے گی تو اس دنیا کا نظام بھی باقی نہ رہے گا۔

﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ ﴾

''اس دن زمین وآسمان بدل جائیں گے اور یہ زمین وآسمان باقی نہیں رہیں گے۔''

عالم آخرت دنیا کے نظام سے مختلف ہوگا وہاں کے قوانین اور اصول بھی یہاں سے مختلف ہوں گے۔ وہاں کسی صاحب حیثیت کی حیثیت کام نہ آئے گا صرف اعمالِ صالحہ ہی کارآمد ہوں گے۔

﴿ الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ﴾

''مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمالِ صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی بدرجہا بہتر ہیں اور امید کے لحاظ سے بھی سب سے افضل ہیں۔'' (الکھف:۴۶)

یعنی وہ مال واولاد جن پر اہل دنیا کو فخر ہے محض دنیوی رونق کی چیزیں ہیں آدمی ان پر فخر کرتا ہے پھر یہ چیزیں فنا ہو جاتی ہیں، یہ زادِ آخرت نہیں ہیں لیکن وہ اعمالِ صالحہ جن کا اچھا نتیجہ دوامی اور غیر فانی ہے وہ اللہ کے نزدیک اس دنیاوی مال سے ہزاروں درجہ افضل ہے۔ دنیاوی چیزوں کی امید اور تمنا فانی کی تمنا ہے اور اعمالِ صالحہ کے ثواب کی تمنا باقی کی تمنا ہے اور باقی فانی سے بدرجہا افضل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مال اور اولاد دنیا کی کھیتی ہیں اور اعمالِ صالحہ آخرت کی کھیتی ہیں۔

(فتح الباري : ۱/۶۰۱۔ شرح صحیح مسلم للنووي : ۵/۷۷۔ تفسیر مظهري)

ہر نماز کے بعد کے مخصوص کلمات

۱۴۱۷. وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ حِيْنَ يُسَلِّمُ: لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ، وَلَانَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَالْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ : لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ، مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ : وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۱۷) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیر لیتے تو یہ کلمات کہتے :

" لا الـه الا الـله وحده لا شريک له له الملک وله الحمد وهو على كل شيء قدير لا حول ولا قوة إلا بـالله لااله الاالله ولا نعبد إلا إياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكافرون ."

" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کے لیے ہے اور تمام تعریفوں کا وہی حق دار ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے گناہ سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی توفیق اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم صرف اسی ایک کی عبادت کرتے ہیں اسی کے لیے نعمت اسی کے لیے حمد اور اسی کے لیے ہر طرح کی ثناء حسن ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اسی کے لیے اپنی اطاعت کو خالص کرنے والے ہیں اگر چہ کافروں پر گراں ہو۔"

حضرت عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات فرماتے تھے۔

تخریج حدیث (۱۴۱۷): صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة .

کلمات حدیث: يهلل بهن دبر كل صلاة مكتوبة : آپ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ان کلمات کو پڑھا کرتے تھے۔ يهلل : لا الہ الا اللہ کہتے تھے، اللہ کی توحید بیان کرتے تھے۔ ہلل تہلیلا (باب تفعیل) لا الہ الا اللہ کہنا، اللہ کی توحید اور اس کی عظمت بیان کرنا۔ دبر : بعد میں۔ مکتوبة : فرض۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں بہت عمدہ اور جامع کلمات مذکور ہوئے ہیں ان کو ہر نماز کے بعد پڑھنا مستحب بھی ہے اور سنتِ رسول اللہ ﷺ بھی۔ جو کلمات زبانِ نبوت ﷺ سے اداء ہوتے ہوں ان کا پڑھنا ہر حال میں ایک مسلمان کے لیے باعث اجر و ثواب اور سعادتِ دارین کے حصول کا ذریعہ ہے۔

صحابہ کرام ہر معاملے میں اسوۂ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کیا کرتے تھے اور جس وقت آپ کو جو کلمات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ان کلمات کو پڑھا کرتے اور دوسروں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ خاص طور پر ایسے کلمات جس میں بندہ کی عبودیت کا اقرار اور اللہ کی توحید اور اس کی وحدانیت اور اس کی قدرت کاملہ کا بیان ہو اور جس میں اس حقیقت کا اظہار ہو کہ جو ہستی انسان پر فضل و کرم کرنے والی ہے اور اس پر انعام و اکرام کرنے والی وہی اس کی بندگی کا مستحق ہے اور وہ ذات ہر عیب اور نقص سے پاک اور ہر کمال سے متصف ہے۔

(شرح صحيح مسلم للنووي : ٧٨/٥۔ روضة المتقين : ٣٩٨/٣۔ دليل الفالحين : ١٩٢/٤)

تسبیحات سے صدقۂ خیرات کا ثواب

۱۴۱۸ . وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا : ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلىٰ، وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ : يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ، وَيَصُوْمُوْنَ

كَمَا نَصُوْمُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ اَمْوَالٍ : يَحُجُّوْنَ، وَيَعْتَمِرُوْنَ، وَيُجَاهِدُوْنَ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ. فَقَالَ: "اَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَايَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَاصَنَعْتُمْ؟" قَالُوْا : بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ : تُسَبِّحُوْنَ، وَتَحْمَدُوْنَ، وَتُكَبِّرُوْنَ، خَلْفَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ" قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ الرَّاوِىْ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ لَمَّا سُئِلَ عَنْ كَيْفِيَّةِ ذِكْرِهِنَّ قَالَ : يَقُوْلُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَمُسْلِمٌ فِىْ رِوَايَتِهٖ: فَرَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْ مِثْلَه؟

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ"

"اَلدُّثُوْرُ" جَمْعُ دَثْرٍ "بِفَتْحِ الدَّالِ وَاِسْكَانِ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ" وَهُوَ : اَلْمَالُ الْكَثِيْرُ .

(۱۴۱۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقراء مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ درجات بلند اور دائمی نعمتیں تو مال دار لوگ لے گئے، وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم رکھتے ہیں۔ لیکن مال کی وجہ سے انہیں فضیلت حاصل ہے کہ وہ حج اور عمرہ کرتے ہیں، جہاد کرتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتلاؤں جس کے ذریعے تم سبقت کرنے والوں کو پالو اور اپنے بعد آنے والوں سے آگے بڑھ جاؤ۔ اور پھر کوئی تم سے افضل نہ ہو سوائے اس کے کہ جو وہی کرے جو تم کر رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو۔

حضرت ابوصالح جو اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ہیں ان سے اس ذکر کی کیفیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر کہا جائے یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک تینتیس مرتبہ ہو جائے۔

(متفق علیہ)

صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ یہ فقراء مہاجرین دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ جو کلمات ہم نے کہے وہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی سن لیے اور اب وہ بھی یہ کلمات پڑھتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عنایت فرمائے۔

دثور : دثر کی جمع ہے اس کے معنی مالِ کثیر کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۴۱۸): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلاۃ . صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ .

شرح حدیث: مذکورہ حدیث میں ابوصالح راوی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کلمات کو مجموعاً پڑھا جائے لیکن صحیح اور کامل

طریقہ یہ ہے کہ ان میں ہر کلمہ کو علیحدہ علیحدہ تینتیس تینتیس مرتبہ پڑھا جائے جیسا کہ اس سے اگلی حدیث میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔ ایک روایت کے مطابق اللہ اکبر چونتیس مرتبہ کہا جائے تاکہ سو کا عدد مکمل ہو جائے۔ اور ایک اور روایت کے مطابق یہ تینوں کلمات سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر تینتیس، تینتیس مرتبہ کہا جائے اور سو کا عدد پورا کرنے کے لیے یہ کلمہ پڑھا جائے:

" لا اله الا اللّٰه وحده لا شريک له له الملک وله الحمد وهو على كل شئى قدير ."

یہ حدیث اس سے پہلے باب بیان کثرۃ طرق الخیر (۱۲۰) میں آ چکی ہے۔

(شرح صحيح مسلم للنووي : ۸۰/۵۔ دليل الفالحين : ۱۹۳/٤)

تسبیحات سے گناہوں کی معافی

۱۴۱۹ . وَعَنْه عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَحَمِدَاللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلاثِيْنَ، وَكَبَّرَاللّٰهَ ثَلاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ : لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَه' لَاشَرِيْكَ لَه'، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ، وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِالْبَحْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد سبحان اللہ تینتیس بار الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر تینتیس بار کہا اور سو کا عدد پورا کرنے کے لیے یہ کلمہ پڑھا: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگر چہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۴۱۹): صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التسبيح و التهليل .

کلماتِ حدیث: زبد البحر : سمندر کا جھاگ۔ یعنی اگر کسی کے گناہ اتنے زیادہ ہوں جتنا سمندر کا جھاگ ہوتا ہے تو بھی ان کلمات کی برکت سے معاف کر دیے جائیں گے۔

شرحِ حدیث: سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر ان تینوں کلمات کو ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ کہنے کی تعلیم ہے اور حکمت اس عدد میں یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ ننانوے ہیں اور ان تینوں کا مجموعی عدد بھی ننانوے بنتا ہے اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء ہیں جو ان کا احصاء کرے گا وہ جنت میں جائے گا۔ (شرح صحيح مسلم للنووي : ۸۰/۵)

کامیابی کا حصول

۱۴۲۰ . وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مُعَقِّبَاتٌ لَايَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ . اَوْ فَاعِلُهُنَّ . دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ

تَحْمِيْدَةً وَّاَرْبَعاً وَّثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۲۰) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کے بعد پڑھنے والے چند کلمات ایسے ہیں کہ ان کو پڑھنے والا یا ان کو یاد کرنے والا نامراد نہیں ہوتا۔ یعنی ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۴۲۰): صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ .

کلمات حدیث: معقبات : ایسے کلمات جو نماز کے بعد پڑھے جائیں۔ معقبات : جمع مؤنث سالم، واحد۔ معقبة : مذکر معقب، یعنی تسبیحات۔ تقال اعقاب الصلاۃ : تسبیحات جو نماز کے بعد پڑھی جائیں۔

شرح حدیث: جو شخص ہر نماز کے بعد ان کلمات کو پڑھے وہ نامراد نہیں ہوگا یعنی اللہ کی رحمت اور اس کے فضل وکرم اور اس کی مغفرت سے محروم نہیں ہوگا بلکہ اللہ کی رحمتوں سے سرفراز ہوگا۔

(شرح صحیح مسلم للنووي : ۸۱/۵۔ روضة المتقين : ۴۰۰/۳۔ دليل الفالحين : ۱۹۶/۴)

کن باتوں سے پناہ مانگی جائے

۱۴۲۱ . وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ .

(۱۴۲۱) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے:

" اللّٰهم إني أعوذبک من الجبن والبخل وأعوذبک من أن ارد الى ارذل العمر وأعوذبک من فتنة الدنيا وأعوذبک من فتنة القبر ." (بخاري)

تخریج حدیث (۱۴۲۱): صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من البخل .

کلمات حدیث: أعوذ : میں پناہ مانگتا ہوں۔ جبن : بزدلی، کم ہمتی۔ ارذل العمر : نکمی عمر، بڑھاپے اور عمر کی زیادتی کی وجہ سے عقل رفتہ ہو جانا۔

شرح حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت سعد اپنے بیٹوں کو یہ کلمات اس طرح سکھایا کرتے تھے جیسے مکتب میں معلم بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھاتا ہے۔

دنیا اور آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی اور انسان کی کوئی حاجت اور ضرورت ایسی نہیں ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے

دعاء نہ کی ہو اور ان دعاؤں کی امت کو تلقین نہ فرمائی ہو اسی طرح دنیا اور آخرت کا کوئی شر اور برائی کوئی فتنہ اور کوئی بلا اور کوئی مصیبت اور آفت ایسی نہیں ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے پناہ نہ مانگی ہو اور پناہ مانگنے کے ان کلمات کی امت کو تلقین نہ فرمائی ہو۔ آپ ﷺ نے جس خیر اور بھلائی کو اللہ تعالیٰ سے طلب فرمایا ہے وہ دعاء ہے اور جس شر اور برائی سے اللہ سے پناہ چاہی ہے وہ استعاذہ ہے۔

اس حدیثِ مبارک میں مذکور تعوذ میں آپ ﷺ نے اللہ سے پناہ طلب فرمائی ہے، بزدلی اور بخل سے کہ دونوں اخلاقی برائیاں اور کردار کے ایسے نقائص ہیں جن سے آدمی بہت سی خیر اور فلاح سے محروم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بزدلی جہاد فی سبیل اللہ اور ان تمام امور کی انجام دہی سے مانع بن جاتی ہے جن میں جرات وشجاعت اور ہمت واستقامت کی ضرورت ہوتی ہے اور بخل ان تمام امورِ خیر میں مانع ہوتا ہے جس میں اللہ کے راستے میں مال خرچ کیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے پناہ مانگی ارذل عمر سے اور دنیا کے تمام فتنوں سے مصائب سے اور آلام سے، اور خواہش نفس اور جہالت اور نادانی کے فتنے میں گرفتار ہونے سے اور آپ ﷺ نے پناہ طلب فرمائی عذابِ قبر سے یعنی ان برے افعال اور اعمال سے پناہ مانگی جن کے نتیجے میں عذابِ قبر سے گزرنا پڑے۔

(فتح الباري: ۱۵۷/۲ ـ ارشاد الساري: ۳۱۷/۶ ـ عمدة القاري: ۱۶۷/۱۴ ـ تحفة الأحوذي: ۱۶/۱۰)

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت

۱۴۲۲۔ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِيَدِهٖ، وَقَالَ: "يَامُعَاذُ، وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّکَ" فَقَالَ: اُوْصِيْکَ يَامُعَاذُ لَاتَدَعَنَّ فِيْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِکْرِکَ، وَشُکْرِکَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

(۱۴۲۲) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لیا اور فرمایا کہ اے معاذ! قسم بخدا مجھے تم سے محبت ہے۔ پھر فرمایا کہ اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کا کہنا ہرگز نہ چھوڑنا:

" اللهم اعنى على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك ."

"اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں آپ کا ذکر کروں اور شکر کروں اور خوب بہترین بندگی کروں۔" (ابوداؤد بسند صحیح)

تخریج حدیث (۱۴۲۲): سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب الاستغفار.

کلماتِ حدیث: أعني: میری مدد فرما۔ أعان إعانة (باب افعال) مدد کرنا۔ عون: مدد۔ معین: مدد کرنے والا۔

شرحِ حدیث: رسولِ کریم ﷺ اپنے اصحاب سے محبت فرماتے تھے اور ان پر شفیق ورحیم تھے اور آپ ﷺ کے اصحاب بھی آپ ﷺ سے محبت کرتے تھے اور شدید محبت کرتے تھے اسی محبت کے طفیل ان کے لیے اسوۂ رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ کی سیرت

کے ہر امر کی اقتداء سہل اور آسان ہوگئی تھی، جس طرح محبت سے اتباع آسان ہو جاتی ہے اسی طرح اتباع سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

رسولِ کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے قسم کھا کر فرمایا کہ اے معاذ! مجھے تم سے محبت ہے اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ یارسول اللہ! میں بھی آپ کو محبوب رکھتا ہوں۔ اور مستدرک حاکم میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ کی قسم میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ ہر نماز کے بعد یہ کلمات کہا کرو کہ اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں تیرا کثرت سے ذکر کروں یعنی ہر گھڑی اور ہر وقت ذکر کروں، کہ کثرت سے ذکر کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ ملا اعلیٰ میں ذکر فرماتا ہے اور میری مدد فرما کہ میں تیرا کثرت سے شکر ادا کروں کہ شکرِ نعمت ادا کرنے والوں کو اللہ مزید نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اے اللہ میری مدد فرما کہ میں خوب اچھی طرح تیری بندگی کروں یعنی احسان کی وہ کیفیت حاصل ہو جس کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی بندگی اس طرح کرو جس طرح تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (روضة المتقين : ٣/٤٠٣ ـ دليل الفالحين : ٤/١٩٦)

فتنوں سے پناہ مانگنا

١٤٢٣. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا تَشَهَّدَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ، يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّفِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(١٤٢٣) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی تشہد پڑھ چکے تو چار باتوں سے اللہ کی پناہ مانگے، عذابِ جہنم سے عذابِ قبر سے زندگی کے فتنے سے اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔

(مسلم)

تخریج حدیث (١٤٢٣): صحيح مسلم، كتاب الذكر و الدعاء، باب التعوذ من شر الفتن.

کلماتِ حدیث: فتنة المحيا و الممات : ان تمام آزمائشوں، مصیبتوں اور آفتوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو کسی انسان کی زندگی میں پیش آسکتی ہیں اور جن سے آدمی مرنے کے بعد دوچار ہوگا۔ یعنی دنیا اور آخرت میں پیش آنے والی تمام آفات اور بلیات سے اللہ کی پناہ۔ المسيح الدجال : وہ کانا کذاب جو قیامت کے قریب آکر لوگوں کو دجل اور فریب میں مبتلا کرے گا اور لوگ اس کے فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔

شرحِ حدیث: حدیثِ مبارک میں عذابِ جہنم اور عذابِ قبر سے پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی۔ اور دجال کے فتنے سے بچنے کے لیے اللہ سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی۔ دجال کا فتنہ ان فتنوں سے ہے جن سے رسول اللہ ﷺ سے کثرت سے پناہ مانگتے تھے اور اہل ایمان کو اس کی تلقین فرماتے تھے۔

رسولِ کریم ﷺ سے مروی متعدد احادیث میں قیامت کے قریب دجال کے ظہور کی اطلاع دی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ دجال کا فتنہ قیامت سے پہلے واقع ہونے والے فتنوں میں عظیم تر فتنہ ہوگا۔ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور نقلی جنت وجہنم بنا کر لوگوں کو دکھائے گا جبکہ فی الواقع جس کو وہ جنت کہے گا وہ جہنم ہوگی اور جس کو جہنم کہے گا وہ جنت ہوگی، دجال کی یہ جنت اور جہنم اس کی جادوگری اور نظر فریبی کا نتیجہ ہوگی۔ دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور صحیح روایات میں ہے کہ اس کی آنکھ میں انگور کے دانے جیسا پھولا ہوگا جو سب کو نظر آئے گا۔ ان سب علامات کے باوجود خدانا آشنا اور بعض ضعیف الایمان اس کے استدراجی کرشموں سے متاثر ہو کر اس کی خدائی کے دعوی کو مان لیں گے لیکن جن کو دولت ایمان نصیب ہوگی ان کے لیے دجال کا ظہور اور اس کے خارقِ عادت کرشمے ایمان ویقین میں مزید ترقی اور اضافہ کا سبب بنیں گے اور وہ اس کو دیکھ کر کہیں گے کہ یہی وہ دجال ہے جس کی خبر ہمارے پیغمبر صادق ﷺ نے دی تھی اس طرح دجال کا ظہور ان کے کمال ایمان اور ترقی درجات کا ذریعہ بنے گا۔ حضرت عیسیٰ دجال کو قتل کریں گے۔ (شرح صحیح مسلم للنووي: ٥/٧٦)

نماز کے آخر کی دعاء

۱۴۲۴۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ يَكُوْنُ مِنْ اٰخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، وَمَا اَسْرَفْتُ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ: اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۲۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو نماز کے آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان یہ دعاء فرماتے۔

" اللهم اغفرلي ما قدمت وأنت المؤخر لا اله الا انت ."

"اے اللہ! میرے تمام گناہ معاف فرمادے اگلے پچھلے، وہ جو میں نے چھپ کر کیے اور وہ جو میں نے علانیہ کیے اور وہ جو میں نے زیادتی کی اور وہ گناہ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔"
(مسلم)

کلماتِ حدیث (۱۴۲۴): ما اسررت: جو میں نے چھپائے، جو میں نے چھپا کر کیے۔ أسرا سراراً (باب افعال) چھپانا، چھپا کر کرنا۔ ما أسرفت: جو میں نے زیادتی کی، جو میں نے حد سے تجاوز کیا۔

شرحِ حدیث: رسولِ کریم ﷺ کی تمام دعائیں امت کی تعلیم کے لیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تمام اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادی ہیں۔ حدیثِ مبارک میں اس دعاء کے نماز کے آخر میں پڑھنے کا استحباب بیان ہوا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووي: ٦/٥٤۔ روضة المتقين: ٣/٤٠٤۔ دليل الفالحين: ٤/١٩٨)

رکوع وسجود میں دعاءِ مغفرت

۱۴۲۵ . وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۴۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان فرماتی ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں کثرت سے یہ تسبیح پڑھتے:

" سبحانک اللهم ربنا وبحمدک اللهم اغفرلي ."

"اے اللہ! اے ہمارے رب تو پاک ہے اور تمام خوبیاں اور محامد تیرے ہی لیے ہیں اے اللہ مجھے معاف فرما۔" (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۴۲۵): صحیح البخاری، کتاب صفة الصلاة، باب التسبیح والدعاء فی السجود . صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما یقال فی الرکوع والسجود .

شرح حدیث: اے اللہ! اے ہمارے رب! آپ کی ذات پاک ہے اور مستحق جمیع محامد ہے۔ یہ آپ ہی کا فضل وکرم ہے اور آپ ہی کی دی ہوئی توفیق ہے کہ بندۂ عاجز اپنے مالک اور خالق کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے ذکر اور اس کی عبادت میں مصروف ہوا۔

(دلیل الفالحین : ۱۹۹/۴)

●●●●●●●●●●●●

رکوع وسجود کی ایک دعاء

۱۴۲۶ . وَعَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ : "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَالرُّوْحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۲۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں یہ تسبیح پڑھتے:

" سبوح قدوس رب الملائكة والروح ."

"بہت ہی پاک اور پاکیزگی والا ہے فرشتوں کا اور روح کا رب ہے۔" (مسلم)

تخریج حدیث (۱۴۲۶): صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما یقال فی الرکوع و السجود .

کلمات حدیث: سبوح : پاک۔ قدوس : مبارک۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ ہیں۔ جو تنزیہ اور تقدیس بیان کرتے ہیں۔
الروح : جبرئیل علیہ السلام۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور متصف ہے تمام صفاتِ کمال سے اور بابرکت ہے وہی رب ہے فرشتوں کا اور روح کا، رکوع اور سجود میں یہ دعاء پڑھنا مسنون ہے۔ (روضة المتقین : ۴۰۶/۳ ۔ دلیل الفالحین : ۱۹۹/۴)

●●●●●●●●●●●●

سجدہ میں دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے

۱۴۲۷. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "فَاَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ . وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَآءِ فَقَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۲۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رکوع میں اپنے رب کی تعظیم کرو اور سجدوں میں خوب دعاء کرو کہ امید ہے کہ یہ دعائیں قبول فرمالی جائیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۴۲۷): صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع و السجود .

کلماتِ حدیث: قمن : مناسب ہے۔ قمن ان یستجاب لکم : مستحق ہے کہ قبول کرلی جائے۔

شرحِ حدیث: بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس لیے سجدے کی حالت میں خوب گڑگڑا کر خوب عاجزی اور مسکنت کے ساتھ اور تضرع وزاری کے ساتھ اللہ کی جناب میں دعاء کی جائے تو یہ دعاء قبولیت کے قریب ہوتی ہے اور اس امر کی مستحق ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ یہ حدیثِ مبارک دلیل ہے اس قول کی کہ سجدہ تمام ارکان صلاۃ میں افضل ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کی تین آراء ہیں:

ایک یہ کہ سجود کو طویل کرنا اور رکوع اور سجود کی کثرت افضل ہے۔ یہ رائے امام ترمذی اور بغوی رحمہما اللہ کی ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔

دوسرا قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ قیام افضل ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ افضل صلاۃ طول قنوت ہے۔ اور قنوت سے مراد قیام ہے۔ نیز یہ کہ قیام کی حالت میں قرآنِ کریم کی تلاوت کی جاتی ہے اور سجدے میں تسبیحات پڑھی جاتی ہیں اور تلاوتِ کلامِ الٰہی تسبیحات سے افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ قیام کو سجود سے زیادہ طویل فرماتے تھے۔

تیسرا قول توقف کا ہے جو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ انہوں نے اس بارے میں کوئی قطعی رائے نہیں اختیار کی اور اسحاق بن راہویہ نے فرمایا کہ دن کے وقت کثیر رکوع اور سجود افضل ہے اور رات کے وقت تطویل قیام افضل ہے۔ سوائے اس کے کوئی شخص رات کو قرآن کریم کے کسی مقررہ حصے کی تلاوت کرتا ہو تو تکثیر رکوع اور سجود افضل ہے کہ اس طرح وہ اپنا مقررہ حصہ تلاوت کرنے کے ساتھ رکوع و سجود کی کثرت کی فضیلت بھی حاصل کرے گا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسحاق کے اس قول کی وجہ یہ ہے کہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے رات کے وقت طول قیام کا ذکر آیا ہے اور دن کے وقت طول قیام بیان نہیں ہوا ہے۔ واللہ اعلم

(شرح صحیح مسلم للنووی ۱۶۷/٤ . روضۃ المتقین ۴۰۸/۳)

سجدہ میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے

۱۴۲۸. وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَقْرَبُ

مَایَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوْا الدُّعَآءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۱۴۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود.

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بندے کو سجدے میں جو اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل ہوتا ہے وہ فضل ورحمت کا قرب ہے اور قبولیت دعاء کا قرب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات زمان ومکان سے ماوراء ہے۔ غرض رکوع اور سجود میں تعظیم اور تسبیح یعنی رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ کہنا مستحب ہے سجدے میں کثرت سے تسبیح پڑھے اور کثرت سے دعائیں کرے۔ ابن الملک فرماتے ہیں کہ سجدے میں بندے کو قرب اس لیے حاصل ہوتا ہے کہ یہ بندے کے انتہائی تذلل اور عاجزی کا اظہار ہے اور اعتراف عبودیت اور اقرار ربوبیت کی اکمل ترین صورت ہے کہ بندہ اپنے اشرف ترین اعضاء یعنی ناک اور پیشانی کو ارذل ترین جگہ یعنی زمین پر ٹیک دیتا ہے۔ (شرح صحیح مسلم ٤/١٦٧. روضة المتقین ٣/٤٠٨)

سجدہ کی ایک خاص دعاء

۱۴۲۹۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّهٗ: دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ، وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ، وَعَلَانِیَتَهٗ وَسِرَّهٗ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدے میں یہ دعا فرماتے تھے:

"اللّٰهم اغفرلی ذنبی کله دقه وجله واوله وآخره وعلانیته وسره."

"اے اللہ میرے تمام گناہ معاف فرمادے چھوٹے ہوں یا بڑے پہلے ہوں یا پچھلے کھلے ہوں یا پوشیدہ۔" (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب مایذکر فی الرکوع والسجود.

کلمات حدیث: دقه: اس کا چھوٹا۔ یعنی چھوٹا گناہ۔ جله: اس کا بڑا۔ یعنی بڑا گناہ۔

شرح حدیث: انبیاء کرام علیہ السلام معصوم ہوتے ہیں اور ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتے خاص طور پر نبی آخر الزماں ﷺ کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ لیکن آپ ﷺ نے طلب مغفرت کی دعائیں فرمائیں تاکہ آپ ﷺ اللہ کے سامنے اپنی عبودیت اور اپنے افتقار کا اظہار فرمائیں اور تاکہ امت کو ان عمدہ اور قیمتی کلمات کی تعلیم دیں اور انہیں سکھائیں کہ رب کے سامنے معافی مانگنے کا طریقہ اور اسلوب کیا ہونا چاہیے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ٤/١٦٩. روضة المتقین ٣/٤٠٩. دلیل الفالحین ٤/٢٠١)

رسول اللہ ﷺ سجدہ میں یہ دعاء پڑھتے تھے

١٤٣٠. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَتَحَسَّسْتُ فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ. أَوْسَاجِدٌ يَقُوْلُ : سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ". وَفِيْ رِوَايَةٍ، فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَاأُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ" (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(١٤٣٠) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک شب میں نے حضور ﷺ کو تلاش کیا، میں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ رکوع میں یا سجدے میں ہیں اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں: " سبحنك وبحمدك لا اله الا أنت " (پاک ہے تیری ذات مستحق ہے تمام محامد کا تو ایک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے)

ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کے قدموں کو لگا جو سجدے کی حالت میں کھڑے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے:

" اللهم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعا فاتک من عقو بتک واعوذبک منک لا احصی ثناء علیک أنت کما أثنیت علی نفسک ."

"اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے ڈر کر تیری رضامندی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری عافیت کی پناہ میں آتا ہوں اور تیرے قہر سے تیرے کرم کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری ثنا کو اس طرح احصاء نہیں کرسکتا جس طرح تو نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔" (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب مايقال فى الركوع والسجود .

کلمات حدیث: افتقدت : میں نے آپ ﷺ کو نہ پایا۔ فتحسست : میں نے آپ ﷺ کو تلاش کیا۔ لااحصی ثناء علیك : میں تیری ثناء کا احاطہ نہیں کرسکتا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ ایک شب سجدے کی حالت میں دعاء واستغفار میں مصروف تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیدار ہوئیں تو آپ ﷺ کو نہ پایا۔ اس زمانے میں بیت نبوت ﷺ میں چراغ نہیں جلتا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو ہاتھوں سے ٹٹولا تو ان کا ہاتھ آپ ﷺ کے کھڑے ہوئے پیروں سے لگا جس سے انہیں معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سجدے کی حالت میں ہیں۔ اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں: " سبحانك اللهم وبحمدك " کہ اللہ تیری ذات پاک ہے اور جملہ محامد کا مستحق ہے کہ میں تیری توفیق سے سرفراز ہو کر اور تیری ہدایت سے فیضیاب ہو کر تیری تسبیح اور تیری تحمید میں مشغول ہوں، میں شکر بجالاتا ہوں کہ اس نے مجھے تسبیح وتحمید کی توفیق وہدایت نصیب فرمائی۔

نیز آپ ﷺ نے ارشادفرمایا:

" اللهم انی اعوذبرضاک من سخطک ."

"اے اللہ تیری ناراضی سے تیری رضامندی میں پناہ ڈھونڈ تاہوں۔"

یعنی اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچنے کا واحد ذریعہ اسی کی رضا کا حصول ہے۔امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بڑی دلکش اور روح پرور اسلوب ہے کہ بندے کے پاس اللہ کی ناراضگی سے پناہ ڈھونڈنے کا اس کے سوا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ وہ اس کی رضا کا متلاشی ہو،اس کی سزااور گرفت سے بچنے کا کوئی طریقہ اس کے سوانہیں ہے کہ اسی سے اپنی خطاؤں اور لغزشوں کی معافی طلب کی جائے اور اس کی قہر و غضب سے نجات کا کوئی راستہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ خود اسی کی امان طلب کی جائے۔

اور فرمایا کہ اے اللہ میں تیری ثنا کا احصاء نہیں کرسکتا،یعنی تیری نعمتوں کا شمار نہیں کرسکتا اور نہ ان کا احصاء کرسکتا ہوں اور جب نعمتوں اور احسانات کا شمار اور احصاء نہیں ہوسکتا تو ان کا شکر کیوں کر ادا ہو۔اس لیے میں تیری وہی ثنا کرتا ہوں اور تیری وہی حمد بیان کرتا ہوں جو تو نے خود اپنے لیے فرمائی ہے کہ تو نے خود ہی فرمایا ہے:

﴿ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣٧﴾ ﴾

فلله الحمد رب السماوات ورب الأرض رب العالمين وله الكبر يأ فى السموات والأرض وهو العزيز الحكيم﴾

"اللہ ہی کے لیے ساری حمد جو رب ہے آسمانوں کا رب ہے زمین کا رب ہے تمام جہانوں کا اسی کی بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور بڑا غالب اور حکیم ہے۔"

(شرح صحيح مسلم للنووى ٤/ ١٧٠. تحفة الاحوذى ٩/ ٤٣١. دليل الفالحين ٤/ ١/ ٢٠. روضة المتقين ٣/ ٤٠٩)

روزانہ ہزار نیکیاں

۱۴۳۱ . وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ : "اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَكْسِبَ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَةٍ!" فَسَأَلَه، سَآئِلٌ مِنْ جُلَسَآئِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ اَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ : "يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَيُكْتَبَ لَه، اَلْفُ حَسَنَةٍ، اَوْيُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَالَ الْحَمِيْدِیُّ : كَذَا هُوَ فِیْ كِتَابِ مُسْلِمٍ : اَوْيُحَطُّ" قَالَ الْبَرْقَانِیُ : رَوَاهُ شُعْبَةُ، وَاَبُوْعَوَانَةَ، وَيَحْيَى الْقَطَّانُ، عَنْ مُوْسىٰ الَّذِیْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ جِهَتِهٖ فَقَالُوْ : "وَيُحَطُّ بِغَيْرِ اَلِفٍ .

(۱۴۳۱) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں کمالے؟ شرکائے مجلس میں سے کسی نے عرض کیا کہ آدمی ایک ہزار نیکیاں کیسے حاصل کرسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہنے پر ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں یا اس سے ایک ہزار خطائیں درگزر کردی جاتی ہیں۔ (مسلم)

امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مسلم کی کتاب میں أو یحط کا لفظ ہے جبکہ علامہ برقانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شعبہ ابوعوانہ اور یحیی قطان نے اسی موسیٰ سے جس سے مسلم نے روایت کی ہے اُو کے بغیر و یحط یعنی بغیر الف کے نقل کیا ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء۔

کلمات حدیث: أيعجز أحدكم : کیا تم میں سے کوئی شخص عاجز ہے یا اسے قدرت نہیں ہے۔ عجز عجزاً (باب ضرب) قدرت نہ ہونا۔ عاجز ہونا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ مَن جَآءَ بِٱلۡحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشۡرُ أَمۡثَالِهَا ﴾

"جس نے ایک نیکی کی اسے اس کا دس گناہ اجر ملے گا۔"

سبحان اللہ کہنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ ہر روز سو مرتبہ سبحان اللہ کہنا ایسا ہے جیسے روزانہ ایک ہزار نیکیاں کرنا کہ ہر مرتبہ سبحان اللہ کہنے کا دس گنا اجر ملے گا۔ اور یہ اضافہ بڑھ کر سات سو گناہ بھی ہو جائے گا اور صرف یہی نہیں بلکہ ایک ہزار گناہ بھی معاف فرمادیئے جائینگے۔ یا یہ کہ رحمت حق تقاضی ہوگی تو سبحان اللہ کہنے پر ایک ہزار نیکیاں لکھدی جائیں گی اور شان مغفرت جوش میں آئے گی تو ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے پر ایک ہزار گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

(تحفة الأحوذي : ٩/ ٤٠٠. شرح صحيح مسلم : ١٧/ ١٧. روضة المتقين : ٣/ ٤١١)

جسم کے ہر جوڑ کا صدقہ

١٤٣٢. وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "يُصْبِحُ عَلٰی كُلِّ سُلَامَىٰ مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۳۲) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر صبح کو تم میں سے ہر ایک پر اس کے ہر جوڑ کا صدقہ لازم ہے، ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے، ہر تہلیل صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی عن

المنکر صدقہ ہے۔اوران سب کی طرف سے چاشت کی دورکعت کافی ہیں۔(مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتب الذکر والدعا، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء.

شرح حدیث: آدمی جب صبح کو بیدار ہوتا ہے تو اس کے ہر ہر عضو پر اس کی صحت اور سلامتی کا صدقہ لازم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی اس نعمت اور احسان پر اس کا شکر ادا کرے۔ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے،ایک مرتبہ الحمد للہ کہنا صدقہ ہے،ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے۔کوئی نیکی کی بات بتانا صدقہ ہے۔کسی بری بات سے روکنا صدقہ ہے۔اور تمام اعضاء کی صحت وسلامتی پر بطور مشکور دورکعت نماز چاشت پڑھ لینا کافی ہے۔

یہ حدیث باب کثرۃ طرق الخیر(۱۱۸)میں آچکی ہے۔ (دليل الفالحين ٤/٢٠٤)

چار اہم تسبیحات

۱۴۳۳۔ وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ فَقَالَ: مَازِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟" قَالَتْ: نَعَمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْوُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ، وَرِضَا نَفْسِهٖ، وَزِنَةَ عَرْشِهٖ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ: سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ" وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ: "أَلَا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُوْلِيْنَهَا؟ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.

(۱۴۳۳) حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز صبح کو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے باہر تشریف لے گئے جب آپ ﷺ نماز صبح کے بعد واپس تشریف لائے تو وہ ابھی اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھی ہوئی تھیں۔پھر جب آپ ﷺ صلاۃ الضحی پڑھ کر آئے تب بھی وہ وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ابھی تک اسی حالت میں ہو جس میں میں چھوڑ کر گیا تھا۔انہوں نے کہا کہ ہاں۔اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے اگر انکا وزن ان کلمات سے کیا جائے جو تم شروع دن سے کہہ رہی ہو تو وہ ان پر وزن میں بھاری ہوں گے:

"سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضىٰ نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته."

''اللہ کی پاکیزگی اوراس کی حمد اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اس کی ذات کی رضا مندی کے مطابق، اس کے عرش کے وزن کے برابر اوراس کے کلمات کی روشنائی کے برابر۔'' (مسلم)

مسلم کی ایک اورروایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے یہ کلمات اس طرح ارشادفرمائے:

'' سبحان الله عدد خلقه سبحان الله رضى نفسه سبحان الله زنة عرشه سبحان الله مداد كلماته.''

اور جامع ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں تمہیں چند کلمات نہ سکھادوں جنہیں تم پڑھ لیا کرو۔ وہ یہ ہیں:

'' سبحان الله عدد خلقه سبحان الله عدد خلقه سبحان الله عدد خلقه سبحان الله رضى نفسه سبحان الله رضى نفسه سبحان الله رضى نفسه سبحان الله زنة عرشه سبحان الله زنة عرشه سبحان الله زنة عرشه سبحان الله مداد كلماته سبحان الله مداد كلماته سبحان الله مداد كلماته .''

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التسبيح اول النهار وعندالنوم . الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب من ادعية المغفرة .

کلمات حدیث: وهى فى مسجدها : اوروہ اپنے گھر میں اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ مازلت على الحال التى فارقت عليها: تم ابھی تک اسی حالت میں ہوجس میں تم سے جدا ہوا تھا۔ لو وزنت بما قلت منذاليوم لوزنتهن : **اگر یہ وزن کئے جائیں ان کلمات سے جو تم نے آج کے دن پڑھے تو یہ ان سب پر بھاری ہوں گے۔**

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کے کلمات اس قدر زیادہ اوراس قدر کثیر ہیں کہ ان کو نہ شمار کیا جاسکتا ہے اور نہ ان کا احاطہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر ساری دنیا کے درختوں کی شاخوں سے قلم بنالیے جائیں اور سات سمندروں کے بقدر روشنائی مہیا کرلی جائے تو یہ سارے قلم اور یہ تمام روشنائی ختم ہوجائے گی اور اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔ جس طرح ان کلمات کی وسعت اور قدرت کثرت ہے اسی طرح ان کا اجر و ثواب بھی وسیع اور بکثرت ہے اور جس طرح انسان ان کلمات کے شمار اور احاطہ سے قاصر ہے اسی طرح وہ ان پر ملنے والے اجر وثواب کی کثرت ووسعت کے تصور سے بھی عاجز ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کلمات قدیم اوران تمام اوصاف سے پاک اور منزہ ہیں جو کلمات احادث میں پائے جاتے ہیں۔ حدیث مبارک میں چار کلمات ارشاد ہوئے ہیں اور پہلے مخلوقات کے عدد کا کثیر ذکر ہوا جو خود انسان کے حصر وشمار ہے کہ کسی کو نہیں معلوم کہ اللہ کی جملہ مخلوقات کی حقیقی تعداد کیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات کی رضا کا ذکر ہوا جو یقیناً مخلوقات کی کثرت اوران کی تعداد سے زیادہ ان سب پر حاوی اور محیط ہے، اس کے بعد عرش کے وزن کا ذکر ہوا جس کی عظمت قدر ومنزلت اور وسعت کا کوئی احاطہ نہیں ہوسکتا اوراس کے بعد مداد کلمات کا ذکر ہوا جو اگر تمام سمندروں کو سیاہی بنادیا جائے تو بھی اللہ کے کلمات لکھنے کے لیے ناکافی ہوگی۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ۱۷/ ۲٦. روضة المتقین ۳/ ٤۱۳. دلیل الفالحین ٤/ ۲۰۵)

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا زندہ ہے

۱۴۳۴ . وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُهٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فَقَالَ : مَثَلُ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُذْکَرُ اللّٰهُ فِیْهِ وَالْبَیْتِ الَّذِیْ لَایُذْکَرُ اللّٰهُ فِیْهِ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ . (رواہ البخاری)

(۱۴۳۴) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی مثال جو اللہ کو یاد کرتا ہے اور جو اللہ کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ (بخاری)

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ اس گھر کی مثال جس میں اللہ کو یاد کیا جاتا ہو اور اس گھر کی مثال جس میں اللہ کو نہ یاد کیا جاتا ہو زندہ اور مردہ کی ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر الله عزوجل . صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب صلاة النافلة فی بیته .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا فرما کر اس میں روح ڈالی اور اس طرح انسان کا وجود مادہ اور روح سے مرکب ہوا اور اس کے نتیجے میں جہاں بہت سے مادی تقاضے ابھرے وہاں بے شمار روحانی تقاضوں نے بھی اس وجود خاکی میں جگہ پائی اور اس کے لیے لازم ٹھہرا کہ جس طرح وہ اپنے مادی تقاضوں کی تکمیل کرتا ہے اسی طرح اپنے روحانی تقاضوں کی بھی تکمیل کرے۔ اولین روحانی تقاضہ یہ ہے کہ بندہ اپنے خالق اور مالک کو پہچانے اس کو زبانی یاد کرے اور اس کے نام کو ورد زبان رکھے، قلب کی گہرائیوں میں خالق اور مالک کا احساس اجاگر کریں اور قلب ونظر خالق کے اقرار و اعتراف سے سرشار ہوں اور تمام اعضاء اس کی بندگی میں مشغول اور اس کی عبادت میں مصروف ہوں۔

اگر بندہ اللہ کو یاد نہ کرے تو وہ اس مردہ کی طرح ہے جس کا جسم خاکی موجود ہو اور روح پرواز کر چکی ہے اور یہ روحانی موت ایسا عظیم خسارہ ہے جس کی تلافی ساری دنیا کی دولت سے بھی نہیں ہوسکتی۔ اور جو اللہ کا بندہ ہر وقت زبان سے اور دل سے اللہ کو یاد کرتا ہو اور عملاً اس کے احکام کی تعمیل میں لگا ہوا ہو وہ درحقیقت زندہ ہے کہ اس کے جسم میں اس کی روح موجود اور زندہ ہے۔

(فتح الباری : ۳/ ۳۳٦. شرح صحیح مسلم للنووی : ٦/ ٦۰. روضة المتقین : ۳/ ٤۱٤. دلیل الفالحین : ٤/ ۲۰٦)

ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے

۱۴۳۵ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "یَقُوْلُ اللّٰهُ

تَعَالیٰ : اَنَا عِندَظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، وَاَنَا مَعَه' اِذَا ذَکَرَنِیْ : فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَکَرْتُه' فِیْ نَفْسِیْ، وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَأٍ ذَکَرْتُه' فِیْ مَلَأٍ خَیْرٍ مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(۱۴۳۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب ذکر النبی ﷺ وروایة عن ربه . صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب الحث علی ذکر الله تعالیٰ .

شرح حدیث: یہ حدیث قدسی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں یعنی جو اللہ کا بندہ اللہ پر ایمان ویقین کے ساتھ اس سے خیر وعافیت کی امید رکھتا ہے اور اس کے سامنے عاجزی اور تضرع سے توبہ کرتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا اور اس کو دنیا کے رنج ومحن سے نجات عطا فرماتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں لیکن ان بندوں کے لیے جو ایمان ویقین کے ساتھ اس کی عبادت وبندگی کرتے ہیں اور اس کی اطاعت فرمانبرداری میں رہتے ہیں اور جب ان سے کوئی خطا ہو جاتی ہے تو اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

فرمایا کہ جب میرا بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ میرا مجلس میں ذکر کرتا ہے تو میں اس کا اس سے بہتر مجلس میں ذکر کرتا ہوں یعنی فرشتوں کی مجلس میں اور انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ (فتح الباری : ۳/ ۸۵۰. شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۷/ ٤. تحفة الاحوذی : ۱۰/ ٦٤)

اعمال میں سبقت لے جانے والے

۱۴۳۶ . وَعَنهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ" قَالُوْا: وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "الذَّاکِرُوْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَالذَّاکِرَاتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

رُوِیَ : "الْمُفَرِّدُوْنَ" بِتَشْدِیْدِ الرَّآءِ وَتَخْفِیْفِهَا وَالْمَشْهُوْرُ الَّذِیْ قَالَهُ الْجَمْهُوْرُ التَّشْدِیْدُ .

(۱۴۳٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مفردون سبقت لے گئے صحابہء کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مفردون کون ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔ (مسلم)

مفردون : کا لفظ راء کے سکون اور تشدید دونوں طرح روایت کیا گیا ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک تشدید کے ساتھ ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب الحث علی ذکر الله تعالیٰ.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا درجات بلند اور فضل وکمال کی جانب مفردون سبقت کر گئے۔

یعنی وہ لوگ جو ہر طرف سے کٹ کر اور دنیا سے منہ موڑ کر صرف اللہ کی یاد اور اس کے ذکر میں ہمہ تن مشغول ہو گئے، دوست واحباب کو چھوڑ دیتے اور اسباب سے نظر ہٹا کر مسبب الاسباب سے تعلق قائم کر لیا اور دنیا سے الگ تھلگ ہو کر اور دنیا کے معاملات سے بے نیاز ہو کر اللہ کی اطاعت اور اسکی عبادت میں مصروف ہو گئے یہ مقام تفرید وہ ہے جس کی جانب اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے کہ ﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ﴾ یعنی اللہ کے سوا اپنے دل کا رشتہ ہر شئے سے منقطع کر کے صرف اسی کی یاد میں لگ جاؤ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ لوگوں سے ملنا جلنا ترک کر دیا جائے اور حقوق العباد میں کوتاہی کی جائے بلکہ اصل مقصود یہ ہے کہ دل کی وابستگی معاملات دنیا سے باقی نہ رہے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ طریق تصوف کی دو منزلیں ہیں ایک منزل مخلوق سے منقطع ہو جانے کی اور دوسری منزل ہے حق سے جڑ جانے کی دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے دونوں کے درمیان واؤ عاطفہ ذکر کیا ہے جو جمیعت پر دلالت کرتا ہے اور پہلے وصول حق کو واذکر اسم ربک کہکر ذکر کیا اور پھر مخلوق سے انقطاع یعنی تبتل کا ذکر کیا کیونکہ مخلوق سے کٹ جانے کی غرض وغایت ہی اللہ سے جڑ جانا ہے۔

ذکر اللہ کی تعبیر وصول حق سے اس لیے کی گئی کہ ایسی یاد جس میں کسی قسم کی غفلت نہ ہو وہ علم حضوری ہوگا علم حصولی کا تصور وہاں بذاتہ ممکن نہیں ہے کیونکہ علم حضوری اسی کو تو کہتے ہیں کہ جس میں عالم کے سامنے خود معلوم موجود ہو جب معلوم خود پیش نظر ہے تو یہی دوام حضور ہے یہی وصول واتصال ہے اسی کو اتحاد اور بقاء کہتے ہیں۔ الفاظ مختلف ہیں مطلب سب کا ایک ہے۔ متقدمین کے یہاں یہی اخلاص ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وتبتل الیہ تبتیلا کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کے لیے کامل اخلاص اختیار کرو۔

(روضة المتقين : ٣/٤١٦. دليل الفالحين : ٤/٢٠٨. تفسير مظهرى : ١٢/١١٢)

لا الہ الا اللہ افضل ذکر ہے

۱۴۳۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

(۱۴۳۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء ان دعوة المسلم مستجابة .

شرح حدیث: کلمہ توحید افضل ترین کلام ہے کیونکہ اس میں اللہ کی وحدانیت کا ثبوت اور شرکاء کی نفی ہے یہ ان تمام کلاموں میں افضل ترین کلام ہے جو انبیاء علیہ السلام فرماتے اور جو ہر پیغمبر اور رسول کی زبان پر جاری ہوتے، اس علم کے نیچے انہوں نے جہاد کیا اور اسی کے راستے میں وہ شہید کیے گئے اور کہ کلمہ کلید جنت اور جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے۔

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ میں ایسی روحانی تاثیر ہے کہ اس سے انسان کے دل کی تہوں میں چھپے ہوئے بت بھی گر

پڑتے ہیں اور بندہ کا دل شرک کی آلودگیوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ (کیا تو نے دیکھا اس شخص کو جس نے خواہش نفس کو اپنا الٰہ بنالیا) کیونکہ لا الہ کہنے سے ہر الٰہ کی نفی ہوجاتی ہے خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی اور الا اللہ کہنے سے اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا اثبات اور اس کی وحدانیت کا اقرار ہوجاتا ہے۔ (روضة المتقين : ٣/٤١٧. دليل الفالحين : ٤/٢٠٩)

زبان ہمیشہ ذکر سے تر رکھی جائے

١٤٣٨. وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً قَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَآئِعَ الْإِسْلَامِ قَدْكَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهِ قَالَ : "لَايَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

(١٤٣٨) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے تو احکام اسلام زیادہ معلوم ہوتے ہیں آپ ﷺ مجھے کوئی ایسی بات بتلادیں جسے میں مضبوطی سے تھام لوں۔ فرمایا کہ تیری زبان ہر وقت اللہ کی یاد سے تر رہنی چاہیے۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب فضل الذکر.

کلمات حدیث: شرائع الاسلام : اسلام کے احکام، واجبات اور مستحبات تمام احکام۔ أتشبث به : جسے میں مضبوطی سے تھام لوں، جسے میں اچھی طرح پکڑ لوں۔

شرح حدیث: ایک شخص نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ احکام اسلام مجھ پر غالب آگئے اور میں ان سب کی تکمیل سے مغلوب ہوگیا ہوں۔ آپ مجھے ایک ایسا حکم بتادیں جسے میں مضبوطی سے تھام لوں تاکہ وہ مجھے کثرت نوافل سے مستغنی کردیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری زبان ہر وقت یاد الٰہی سے تر رہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زبان کے تر رہنے سے مراد یہ ہے کہ ذکر الٰہی پر مشتمل کلمات ہمہ وقت زبان پر جاری رہیں اور کبھی ذکر کا سلسلہ منقطع نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴾

"تم ہرگز نہ مرنا مگر یہ کہ تم مسلم ہو۔" (دليل الفالحين ٤/٢١٠. روضة المتقين ٣/٤١٨)

ذکر سے جنت میں درخت اُگتا ہے

١٤٣٩. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ قَالَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

(۱۴۳۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے سبحان اللہ وبحمدہ کہا اس کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جائے گا۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

شرح حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اسراء ومعراج کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت میں ایسے باغات ہیں جن میں ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ'' سے شجرکاری کی جاتی ہے۔ اور اس حدیث میں فرمایا کہ سبحان اللہ وبحمدہ کہنے سے جنت میں کھجور کا درخت اگ جاتا ہے۔ خواہ فی الواقع کھجور کا درخت پیدا ہو جاتا ہو اور خواہ مراد یہ ہو کہ جنتی کو اس کے میوے سے لذت حاصل ہوگا۔ (دليل الفالحين ٤/٢٠٩)

جنت میں باغات لگائیں

۱۴۴۰. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقِيْتُ إِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّيْ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَآءِ وَأَنَّهَا قِيْعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ'' رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

(۱۴۴۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح حسن حدیث مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ انہوں نے فرمایا اے محمد ﷺ اپنی امت کو میرا سلام کہہ دیجئے اور انہیں بتلا دیجیے کہ جنت کی زمین بہت عمدہ ہے اس کا پانی شیریں ہے اور وہ چٹیل میدان ہے۔ اس کے درخت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذي، ابواب الدعوات، باب غراس الجنة سبحان الله.

کلمات حدیث: قیعان: قاعٌ کی جمع ہے۔ جس کے معنی میدان کے ہیں۔

شرح حدیث: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے توسط تمام امت محمدیہ کو سلام کہلایا اور فرمایا کہ جنت میدان ہے جس کی مٹی بڑی پاکیزہ اور پاک ہے کہ یہ مٹی مشک اور زعفران کی ہے اور یہاں کا پانی بڑا عمدہ اور پاکیزہ ہے۔ زمین کے ان قطعات میں اللہ کے نزدیک بندے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کے باغات اگاتے ہیں، اور یہی وہ باقیات صالحات ہیں جن کے بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ باقیات صالحات کی خوب کثرت کرو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ باقیات صالحات کیا ہیں۔ فرمایا تکبیر تہلیل تسبیح اور تحمید اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

جنت کی وسعتیں زمین اور آسمان کے برابر ہیں وہاں گھنے درخت ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جنت میں ہر جگہ درخت اور نہریں ہیں لیکن اس کے ساتھ کچھ قطعات خالی ہیں جن کا وصف اس حدیث میں بیان ہوا۔ یہ اس لیے چھوڑے

گئے ہیں کہ اللہ کے نیک بندے ان میں اعمال صالحہ کی کاشت کریں اور خاص طور پر ان کلمات کو پڑھیں جن کی اس حدیث مبارک میں تعلیم دی گئی ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۹/۳۹۸)

ذکر اللہ بہترین اعمال میں سے ہے

۱۴۴۱. وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ، وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ، وَاَرْفَعِهَا فِیْ دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ؟" قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: "ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، قَالَ الْحَاكِمُ اَبُوْعَبْدُاللّٰهِ: اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

(۱۴۴۱) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہارے اعمال میں سے اچھا سب سے بہتر عمل بتلا دوں جو تمہارے مالک کے نزدیک سب سے پاکیزہ تمہارے درجات میں سب سے زیادہ اضافہ کرنے والا، تمہارے لیے اللہ کی راہ میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر اور اس سے بھی خوب تر کہ تم اپنے دشمن سے مقابلہ کرو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں ضرور بتلایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ عمل اللہ کی یاد ہے۔ (ترمذی، حاکم ابوعبداللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب خیر الاعمال.

کلمات حدیث: از کاھا: سب سے زیادہ پاکیزہ۔ ملیککم: تمہارے مالک تمہارے بادشاہ۔

شرح حدیث: علامہ عزالدین بن عبدالسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آخرت میں اعمال کی جزا اور ثواب کا مدار دنیا میں ان اعمال کی جسامت اور بڑائی پر نہیں ہے کہ دنیا میں اس عمل کو کرنے میں انسان کو کس قدر زحمت اور مشقت پیش آتی ہے اور وہ کس قدر وقت اور توانائی اس کی انجام دہی میں صرف کرتا ہے بلکہ مدار عمل کرنے والے کی حسن نیت اور اخلاص پر اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور قبولیت پر ہے۔ آخرت میں اعمال کی جزا اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیت سے وابستہ ہے نیز یہ کہ حدیث مبارک میں ذکر اللہ سے مراد ذکر کامل ہے یعنی وہ ذکر جس پر آدمی ایمان ویقین کے ساتھ زندگی بھر مداومت اختیار کرے اور ہر وقت اور ہر گھڑی زبان ذکر اللہ سے تر رہے اور یہ ذکر ذکر لسانی بھی ہو ذکر قلبی بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کے کے تمام احکام پر عمل کے ساتھ ہو اور ہر سانس کی آمد ورفت اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو ظاہر ہے کہ اگر ایسا ہو تو ذکر ہی افضل اعمال ہے۔ (روضة المتقین: ۳/۴۲۰، دلیل الفالحین: ۴/۲۱۲)

آسان اور بہترین ذکر

۱۴۴۲. وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلٰى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى. اَوْحَصًى، تُسَبِّحُ بِهِ فَقَالَ : "أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا. اَوْاَفْضَلُ" فَقَالَ : "سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَاخَلَقَ فِي السَّمَآءِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَاخَلَقَ فِي الْاَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَابَيْنَ ذٰلِكَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَاهُوَ خَالِقٌ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

(۱۴۴۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی خاتون کے پاس آئے دیکھا کہ ان کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی ہیں اور وہ ان پر تسبیح پڑھ رہی ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلا دوں جو تمہارے لیے اس سے آسان تر یا اس سے افضل ہو۔پھر فرمایا کہ تم یہ پڑھو: " سبحان الله عدد ماخلق فی السماء وسبحان الله عدد ما خلق فی الأرض وسبحان الله عدد ماهوبین ذلك۔ سبحان الله عددماهو خالق والله اكبر مثل ذلك والحمد الله مثل ذلك ولا اله الا الله مثل ذلك ولا حول ولا قوة الا بالله مثل ذلك " (اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں آسمانوں میں اس کی مخلوقات کی تعداد کے مطابق اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں زمین میں اس کی مخلوقات کی تعداد کے مطابق اور اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کی مخلوقات کے تعداد کے مطابق جو زمین وآسمان کے درمیان ہیں اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کی ان مخلوقات کی تعداد کے مطابق جو وہ آئندہ پیدا کرنے والا ہے۔) اور اللہ اکبر بھی اسی طرح اور الحمد اللہ بھی اسی طرح اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ بھی اسی طرح۔(یعنی اسی طرح پڑھنا چاہیے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب دعاء النبی ﷺ و تعوذه دبر كل صلاة.

کلمات حدیث: نوىٰ: نواة کی جمع۔کھجور کی گٹھلی۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے کسی خاتون کو جو غالباً حضرت صفیہ بنت حیی تھیں یا حضرت جویریہ تھیں، دیکھا کہ کھجور کی گھٹلیاں یا کنکریاں سامنے پھیلی ہوئی ہیں اور وہ ان پر تسبیح پڑھ رہی ہیں آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں تمہیں اس سے افضل اور اس سے آسان تسبیح بتاتا ہوں تم کہا کرو سبحان اللہ اس تعداد کے مطابق جس تعداد میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا فرمایا ہے۔کہ فرشتے اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کی تعداد کا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہیں ہے۔وما یعلم جنود ربک الاھو۔اور تیرے رب کے لشکروں کی تعداد اس کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسراء اور معراج کی طویل حدیث میں مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبۃ اللہ کی دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہوتے تھے اور ستر ہزار فرشتے روزانہ کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہیں اور وہ پھر دوبارہ نہیں آتے۔

غرض ان کلمات طیبات میں سے ہر کلمہ کو اس طرح کہا جائے کہ مثلاً سبحان اللہ اس تعداد کے مطابق جو اللہ نے آسمان میں مخلوقات پیدا فرمائی ہیں، اس تعداد کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے زمین میں مخلوقات پیدا فرمائی ہیں اس تعداد کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان پیدا فرمائی ہیں اور اس تعداد کے مطابق جو اللہ تعالیٰ پیدا فرمانے والا ہے۔امام طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ وہ تمام

مخلوقات جو اللہ پیدا فرما چکا ہے اور جو آئندہ پیدا فرمائے گا ان سب کی تعداد کے مطابق سبحان اللہ۔ اسی تعداد کے مطابق الحمد اللہ، اسی تعداد کے مطابق لا الہ الا اللہ اور اسی تعداد کے مطابق، اللہ اکبر اور اسی تعداد کے مطابق لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

(دليل الفالحين : ٤/٢١٣ ـ روضة الصالحين : ٣/٤٢١ ـ تحفة الاحوذى : ١٠/١٨)

●●●●●●●●●●●●●

لاحول ولاقوۃ جنت کا خزانہ ہے

۱۴۴۳۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "اَلاَ اَدُلُّکَ عَلیٰ کَنْزٍ مِنْ کُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟" فَقُلْتُ: بَلیٰ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ" قَالَ : "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۱۴۴۳) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے پر مطلع نہ کردوں میں نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخارى، كتاب الدعوات، باب قول لا حول و لا قوة الا بالله . صحيح مسلم، كتاب الدعاء والذكر، باب استحباب خفض الصوت بالذكر.

کلمات حدیث: كنز : خزانہ، مدفون مال۔ مقصود جنت کی نعمتیں اور درجات بلند جمع كنوز.

شرح حدیث: لاحول ولاقوۃ الا باللہ ایک کنز نفیس ہے جو لوگوں کی نگاہوں سے محفوظ اور مستور نعمتوں کا بیش بہا خزانہ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کلمہ کے کہنے کے صلے میں ملنے والی نعمتوں اور بیش بہا اجر وثواب کے خزانوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کلمہ تسلیم ورضا کا ایک انتہائی بلیغ اظہار ہے اور ایک بہت ہی لطیف اسلوب ہے کہ بندہ اپنے رب کے حضور میں عرض کرے کہ اے میرے رب میرے اندر کوئی قوت نہیں ہے نہ کوئی ہمت و استطاعت ہے میں بالکل بے حیلہ اور بے سہارا اور بے بس ہوں۔ میں نہ کوئی برائی اپنے آپ سے دور کرسکتا ہوں اور نہ کوئی خیر حاصل کرسکتا ہوں میرا ہر امر اور میرا ہر معاملہ تیرے سپرد ہے اور تیری مشیئت کے تابع ہے اس لیے میں تجھ ہی سے ہر خیر کا طلب گار اور تجھ ہی خواستگار ہوں کہ مجھ سے ہر شر اور برائی کو دور فرمادے۔

(فتح البارى : ٣/٣٢٧ ـ شرح صحيح مسلم للنووى : ١٧/٢٠ ـ روضة المتقين : ٣/٤٢٢ ـ دليل الفالحين : ٤/٢١٤)
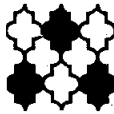
البَابُ (۲۴۵)

بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَّمُضْطَجِعًا مُحْدِثًا وَّجُنُبًا وَّحَائِضًا اِلَّا الْقُرْاٰنَ فَلَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ وَّلَا حَائِضٍ

اللہ کا ذکر ہر حالت میں کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے لیٹے ہوئے اور وضو ہونے کی صورت میں اور جنبی اور حائضہ ہونے کی حالت میں سوائے تلاوت قرآن کریم کہ وہ جنبی اور حائضہ کے لیے جائز نہیں ہے

۳۱۴. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ لَءَايَٰتٍ لِّأُولِي ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿١٩٠﴾ ٱلَّذِينَ يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ قِيَٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ ﴾

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ : لَاٰيَاتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا، وَّقُعُوْدًا، وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

”بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے ادل بدل کر آنے جانے میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں وہ جو کھڑے بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر ہوتے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں۔“ (آل عمران: ۱۹۰)

تفسیری نکات: آسمانوں کی تخلیق اور زمین کی اور ان کے درمیان کائنات کی تخلیق میں جو عجائب قدرت پنہاں ہیں اور رات دن کے آنے جانے اور ان کی ہر حکمت آمد ورفت خالق کے وجود اور اس کے کمال قدرت ارادہ اور حکمت کے ثبوت کی کھلی ہوئی دلیلیں موجود ہیں ان لوگوں کے جاننے اور ماننے کے لیے جن کی فہم ودانش توہمات سے پاک اور شیطانی وسوسوں سے منزہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ افسوس ہے اس پر جو یہ آیت پڑھتا ہے اور اس پر غور نہیں کرتا۔

یعنی وہ اہل فکر ودانش جو زمین وآسمان کی پیدائش اور ان کے عجیب وغریب احوال وروابط اور دن ورات کے مضبوط اور محکم نظام میں غور کرتا ہے اور اس کو یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ سارا مرتب ومنظم سلسلہ ضرور کسی ایک مختار کل اور قادر مطلق فرماں روا کے ہاتھ میں ہے جس نے اپنی عظیم قدرت واختیار سے ہر چھوٹی بڑی مخلوق کو اپنے قانون اور ضابطہ کا پابند بنایا ہوا ہے تو وہ کسی حال اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے اس کی یاد ان کے دل میں اور زبان پر ہمہ وقت جاری رہتی ہے اور وہ اٹھتے بیٹھتے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے غرض ہر حالت میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ (تفسیر مظهری، تفسیر عثمانی)

* * * * * * * * * * * *

رسول اللہ ﷺ ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے تھے

۱۴۴۴. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى

عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ، رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۴۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ کو یاد کیا کرتے تھے۔(مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب ذکر اللہ تعالیٰ فی حال حیاتہ .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ ہر حالت میں اور ہر وقت اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس مسئلہ کی دلیل ہے کہ بندہ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرسکتا ہے یعنی سبحان اللہ، الحمد اللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر جیسے کلمات کہہ سکتا ہے۔البتہ جمہور فقہاء کے نزدیک حالت جنابت اور حالت حیض میں تلاوت قرآن کی ممانعت ہے حتی کہ اگر بسم اللہ اور الحمد للہ کہنے میں بھی ارادہ قرآن کریم کا ہو تو بھی ممنوع ہے اسی طرح بول و براز کی حالت میں اور حالت جماع میں ممنوع ہے لیکن بارادۂ ذکر غسل کے وقت بسم اللہ کہنا مستحب ہے۔جو شخص قضاء حاجت کے لیے بیٹھا ہو اس کے لیے بطور ذکر بھی تسبیح یا تحمید وغیرہ مکروہ ہے، بلکہ سلام کا جواب بھی نہ دے اور نہ اذان کے کلمات دھرائے، نہ چھینک آنے پر الحمد اللہ کہے، نیز قضائے حاجت کے وقت ہر طرح کا کلام مکروہ ہے الا یہ کہ کوئی شدید ضرورت ہو مثلاً کسی انسان کے قریب سانپ آ گیا ہو تو اسے مطلع کرنا ضروری ہے۔

(تحفۃ الاحوذی : ۳۰۳/۹۔ روضۃ المتقین : ۴۲۳/۳)

ہمبستری کے وقت کی دعاء

۱۴۴۵ . وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَتٰی اَھْلَہٗ قَالَ : بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا، فَقُضِیَ بَیْنَھُمَا وَلَدٌلَمْ یَضُرَّہٗ " مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

(۱۴۴۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے: بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان مارزقتنا (اللہ کے نام کے ساتھ۔اے اللہ شیطان کو ہم سے دور کردے اور جو اولاد ہمیں عطا کرے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ)۔اگر اللہ نے ان کے درمیان اولاد مقدر کی ہے تو شیطان کبھی اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ ابلیس. صحیح مسلم، کتاب النکاح باب مایستحب ان یقولہ عندالجماع.

شرح حدیث: اپنے اہل خانہ کی قربت سے پہلے یہ دعا پڑھ لینی چاہئے تا کہ دونوں میاں بیوی اور ان کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے جو اولاد لکھی ہے سب شیطان کی مضرتوں سے اور اس کے شر سے محفوظ رہیں۔ (فتح الباری : ۳۲۲/۱۔ شرح صحیح مسلم للنووی : ۶/۱۰)

الباب (٢٤٦)

بَابُ مَايَقُوْلُهُ عِنْدَ نَوْمِهٖ وَاسْتِيْقَاظِهٖ
بیدار ہونے اور سونے کے وقت کی دعائیں

١٤٤٦. وَعَنْ حُذَيْفَةَ، وَاَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ : "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ" وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

(۱۴۴۶) حضرت ابوذر اور حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ جب استراحت فرما ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

"باسمک اللهم أموت وأحيا."

"اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔"

اور جب آپ بیدار ہوتے تو یہ فرماتے:

"الحمدالله الذی احیا نا بعد ما أما تنا واليه النشور."

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف سب کو اکھٹا ہونا ہے۔" (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب مایقوله اذانام.

کلمات حدیث: واليه النشور: روزِ قیامت مردوں کا دوبارہ زندہ ہونا اور ایک جگہ اکھٹا ہونا۔

شرح حدیث: علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نیند اور موت دونوں حالتوں میں روح بدن سے چلی جاتی ہے اور اس کا تعلق منقطع ہوجاتا ہے۔ نیند میں یہ انقطاع عارضی اور وقتی ہوتا ہے جبکہ موت میں دائمی اور ابدی، اور نیند میں روح کا انقطاع کامل نہیں ہوتا کیونکہ اسے پھر واپس آنا ہے اس لیے ایک گونہ تعلق برقرار رہتا ہے۔ جبکہ موت میں روح کا بدن سے انقطاع کامل ہوتا ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سونے کے وقت آدمی کی روح نکل جاتی ہے صرف ایک شعاع سی اس کے جسم میں باقی رہ جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سونے کے وقت بدن سے روح نکلنے سے مراد یہ ہے کہ عالم ملکوت میں روح عالم مثال کے مطالعہ کی جانب متوجہ ہوجاتی ہے اور عالم مثال بدن سے باہر ہے اور بدن کے اندر روح کی شعاع باقی رہنے سے یہ مراد ہے کہ حسب سابق بدن سے روح کا تعلق باقی رہتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِىْ لَمْ تَمُتْ فِىْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِىْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ

وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ﴾

''اللہ قبض کر لیتا ہے جانوں کو ان کے مرنے کے وقت اور ان جانوں کو جو مرتی نہیں قبض کر لیتا ہے سونے کی حالت میں پھر ان جانوں کو روک لیتا ہے جن کی موت کا حکم دے چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعادِ معین تک کے لیے واپس کر دیتا ہے۔'' (الزمر: ۴۲)

قرآن کریم کے اس ارشاد سے یہ امر واضح ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نیند کی حالت میں بھی جان قبض فرما لیتے ہیں جان کے قبض کر لینے کی دو صورتیں ہیں، ایک دائمی اور ابدی قبض جس میں بدن اور روح کا تعلق دائمی طور پر منقطع ہو جاتا ہے اور دوسرے وقتی قبض جس میں بدن اور روح کا ایک درجے میں تعلق باقی رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس روح کو بدن میں واپس فرما دیتا ہے اور یہ نیند کی حالت ہے۔

غرض قرآن کریم نے بھی نیند کو اور حالت نوم کو موت کہا ہے اور کلام نبوت ﷺ میں بھی موت کہا گیا ہے اور اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے امت کو تعلیم فرمائی کہ سونے کے وقت یہ کہیں کہ اے اللہ میں تیرے نام کے ساتھ مرتا اور جیتا ہوں۔ یعنی میری زندگی اور موت تیرے ہی قبضے میں ہے۔ اور بیدار ہونے کے وقت کہے کہ تمام محامد اور ہر طرح کی ثنا اللہ ہی کے لیے ہے۔ جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ فرمایا اور سب کو اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ (فتح الباری: ۲۹۸/۳۔ تحفة الاحوذی: ۳۳۸/۹ ۔ تفسیر مظھری)

البَابُ (۲۴۷)

بَابُ فَضْلِ حلَقِ الذِّكْرِ وَالنُّدْبِ إِلىٰ مُلَازِمَتِهَا وَالنَّهْيِ عَنْ مُفَارَقَتِهَا لِغَيْرِ عُذْرٍ

حلقہ ذکر کی فضیلت اس میں شرکت کا استحباب اور بغیر عذر ترک کردینے کی ممانعت

۳۱۵. قَالَ تعَالىٰ :

﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''اور اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ باندھے رکھ جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضامندی کے ارادے سے اور تیری آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں۔'' (الکہف:۲۸)

تفسیری نکات: اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے آپ کو قائم رکھو جمائے رکھو ان لوگوں کے ساتھ جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں دعاء اور ذکر کرتے ہیں اس سے ان کا مقصد صرف اپنے رب کی خوشنودی کا حصول ہوتا ہے کوئی اور غرض نہیں ہوتی اس لیے دنیاوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ ﷺ کی توجہ غریب مسلمانوں سے نہ ہٹنے پائے یعنی دولت مندوں کے ساتھ بیٹھنے اور مال دار دنیا داروں کی مصاحبت اختیار کرنے کے لیے تم ہمہ وقت اللہ کا ذکر کرنے والے نادار لوگوں سے آنکھیں پھیرلو۔ ایسا نہ کرو۔

بغوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مذکورہ آیت عیینہ بن حصن فزاری کے بارے میں نازل ہوئی وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کی مجلس میں کچھ فقراء صحابہ تشریف فرما تھے اس نے آپ ﷺ سے کہا کہ ہمیں آپ ﷺ کے پاس بیٹھنے سے ان لوگوں کی موجودگی روکتی ہے اگر آپ ﷺ ان کو ہٹا دیں تو ہم آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک تمام امت کے لیے تعلیم عام ہے کہ صلحاء اور اولیاء کی مجالس میں بیٹھنا چاہیے اور ارباب دنیا کی مجلس میں بیٹھنے سے گریز کرنا چاہیے کہ اہل دنیا کی مجلس میں بیٹھنے سے دل میں دنیا کی محبت پیدا ہوتی ہے اور اولیاء اور صلحاء کی مجلس میں بیٹھنے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پیدا ہوتی اور بڑھتی ہے اور اعمال صالحہ کی جانب راغب کرتی ہے۔ (تفسیر مظہری ۔ تفسیر عثمانی)

مجالسِ ذکر کے بارے میں فرشتوں کا اللہ تعالیٰ سے مکالمہ

۱۴۴۷. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالىٰ مَلَآئِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَنَادَوْا : هَلُمُّوْا إِلىٰ حَاجَتِكُمْ، فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا، فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ. وَهُوَ أَعْلَمُ. : مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ ؟ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ : يُسَبِّحُوْنَكَ، وَيُكَبِّرُوْنَكَ، وَيَحْمَدُوْنَكَ، وَيُمَجِّدُوْنَكَ فَيَقُوْلُ : هَلْ

رَاَوْنِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : لَاوَاللّٰهِ مَارَاَوْکَ. فَیَقُوْلُ : کَیْفَ لَوْرَاَوْنِیْ؟ قَالَ : یَقُوْلُوْنَ لَوْرَاَوْکَ کَانُوْا اَشَدَّ لَکَ عِبَادَۃً، وَاَشَدَّ لَکَ تَمْجِیْدًا وَاَکْثَرَ لَکَ تَسْبِیْحًا فَیَقُوْلُ : فَمَاذَا یَسْأَلُوْنَ؟ قَالَ : یَقُوْلُوْنَ : یَسْأَلُوْنَکَ الْجَنَّةَ. قَالَ : یَقُوْلُ : وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ : یَقُوْلُوْنَ لَاوَاللّٰهِ یَارَبِّ مَارَأَوْهَا قَالَ یَقُوْلُ : فَکَیْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ : یَقُوْلُوْنَ : لَوْاَنَّهُمْ رَاَوْهَا کَانُوْا اَشَدَّ عَلَیْهَا حِرْصًا، وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَاَعْظَمَ فِیْهَا رَغْبَةً. قَالَ : فَمِمَّ یَتَعَوَّذُوْنَ؟ قَالَ یَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ، قَالَ : فَیَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ : یَقُوْلُوْنَ : لَاوَاللّٰهِ مَارَاَوْهَا. فَیَقُوْلُ : کَیْفَ لَوْرَأَوْهَا؟ قَالَ : یَقُوْلُوْنَ : لَوْرَاَوْهَا کَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا، وَاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً. قَالَ : فَیَقُوْلُ : فَاُشْهِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ : یَقُوْلُ مَلَکٌ مِنَ الْمَلَآئِکَةِ : فِیْهِمْ فُلَانٌ لَیْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ : هُمُ الْجُلَسَآءُ لَایَشْقٰی بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّ لِلّٰهِ مَلَآئِکَةً سَیَّارَةً فُضُلًا یَتَتَبَّعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِیْهِ ذِکْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰی یَمْلَؤُا مَابَیْنَهُمْ وَبَیْنَ السَّمَآءِ الدُّنْیَا، فَاِذَا تَفَرَّقُوْ عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَی السَّمَآءِ فَیَسْئَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. وَهُوَ اَعْلَمُ مِنْ اَیْنَ جِئْتُمْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَکَ فِی الْاَرْضِ : یُسَبِّحُوْنَکَ، وَیُکَبِّرُوْنَکَ، وَیُهَلِّلُوْنَکَ، وَیَحْمَدُوْنَکَ وَیَسْأَلُوْنَکَ. قَالَ : وَمَاذَا یَسْئَلُوْنِیْ؟ قَالُوْا : یَسْأَلُوْنَکَ جَنَّتَکَ. قَالَ : وَهَلْ رَاَوْا جَنَّتِیْ؟ قَالُوْا: لَااَیْ رَبِّ : قَالَ فَکَیْفَ لَوْرَاَوْجَنَّتِیْ؟ قَالُوْا: وَیَسْتَجِیْرُوْنَکَ قَالَ : وَمِمَّ یَسْتَجِیْرُوْنِیْ؟ قَالُوْا : مِنْ نَارِکَ یَارَبِّ. قَالَ : وَهَلْ رَأَوْا نَارِیْ؟ قَالُوْا : لَا، قَالَ : فَکَیْفَ لَوْرَاَوْا نَارِیْ؟ قَالُوْا : وَیَسْتَغْفِرُوْنَکَ؟ فَیَقُوْلُ : قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، وَاَعْطَیْتُهُمْ مَاسَأَلُوْا، وَاَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا. قَالَ : یَقُوْلُوْنَ : رَبِّ فِیْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّفَجَلَسَ مَعَهُمْ. فَیَقُوْلُ : وَلَهٗ غَفَرْتُ، هُمُ الْقَوْمُ لَایَشْقٰی بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ"

(۱۴۴۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش میں راستوں میں گھومتے ہیں جب کسی ایسی جماعت کو پاتے ہیں جو اللہ کے ذکر میں مصروف ہو تو آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آ ؤ تمہارا مطلوب یہاں موجود ہے اور وہ آسمان دنیا تک ان لوگوں کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ ان کا رب ان سے پوچھتا ہے کہ حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے، فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کی تسبیح، تکبیر تحمید اور تمجید میں مصروف تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ نہیں اللہ کی قسم انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو اس سے بھی زیادہ تیری عبادت کریں اس سے بھی زیادہ تیری بزرگی بیان کریں اور اس سے بھی زیادہ تیری تسبیح

کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ کیا مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ آپ سے جنت مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں اللہ کی قسم اے رب انہوں نے جنت نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو اس کے لیے ان کی حرص اور طلب اور بڑھ جائے۔ اور ان کی رغبت میں مزید اضافہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے۔ فرشتے فرماتے ہیں کہ نہیں اللہ کی قسم انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہو۔ فرمایا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے زیادہ دور بھاگیں اور اس سے بہت زیادہ ڈریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں معاف کردیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ان لوگوں میں ایک شخص اور بھی تھا جو ان میں سے نہیں تھا بلکہ اپنی کسی ضرورت کے لیے آیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔ (متفق علیہ)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو حفاظت کرنے والے فرشتوں کے علاوہ ہیں اور گھوم پھر کر ذکر کی مجالس تلاش کرتے ہیں جب وہ ذکر کی کوئی مجلس پالیتے ہیں تو اس میں ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ان کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے سامنے اور آسمان وزمین کے درمیان جگہ کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ جب یہ لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی جانب چڑھ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتے ہیں کہ حالانکہ وہ بخوبی واقف ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین میں تیری تسبیح اور بڑائی وحدانیت عظمت اور حمد وثناء بیان کررہے تھے اور تجھ سے سوال کررہے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ مجھ سے کیا سوال کررہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کررہے تھے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں نہیں اے رب۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میری جنت دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے پناہ مانگ رہے تھے اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز سے پناہ طلب کررہے تھے وہ کہتے ہیں کہ اے رب تیری جہنم سے۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتے ہیں کیا انہوں نے میری جہنم کو دیکھا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں دیکھا تو نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ میرے جہنم کو دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ اس سے زیادہ پناہ مانگے اور فرشتے عرض کرتے ہیں وہ آپ سے مغفرت طلب کررہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں معاف کیا اور جو انہوں نے مانگا وہ انہیں دیدیا اور جس سے انہوں نے پناہ طلب کی میں نے پناہ دیدی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے رب ان میں فلاں خطا کار بندہ بھی وہاں سے گزر رہا تھا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے بھی معاف کیا۔ یہ ایسی قوم ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم

نہیں رہتا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر الله عزوجل . صحیح مسلم، کتاب الدعوات، باب فضل مجالس الذکر .

کلمات حدیث: یلتمسون : تلاش کرتے ہیں، جستجو کرتے ہیں۔ التماس (باب افتعال) تلاش کرنا، طلب کرنا۔ لمس لمساً (باب فتح) چھونا۔ تنادوا: ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں۔ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔ یتعوذون: پناہ طلب کرتے ہیں۔ عوذ تعوذاً (باب تفعل) پناہ مانگنا، پناہ چاہنا۔ سیارۃ : سیار کا مؤنث۔ بہت چلنے والا۔ سار سراً (باب ضرب) چلنا، سفر کرنا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی تعداد اور ان کی کثرت کا کسی کو علم نہیں ہے صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ ان کی تعداد کتنی ہے؟

﴿ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ﴾

''اور آپ کے رب کے لشکروں کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

فرشتوں کی کثرت کا اندازہ اس حدیث مبارک سے کیا جاسکتا ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ستر ہزار فرشتے روزانہ کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہیں اور ان کا پھر دوبارہ نمبر نہیں آتا۔ فرشتے اللہ کے حکم سے متعدد امور اور فرائض انجام دیتے ہیں ان میں سے کچھ فرشتے انسان کے جملہ اعمال لکھتے رہتے ہیں انہیں الکرام الکاتبون کہتے ہیں کچھ فرشتے اللہ کے بندوں کی حفاظت پر مامور ہیں جنہیں حفظہ کہا جاتا ہے، بعض فرشتے ہیں جو ان اللہ کے بندوں کی جستجو میں گھومتے ہیں جو اللہ کی یاد اور اس کے ذکر میں مشغول ہوں۔ یہ فرشتے ان مجالس ذکر کی تفصیل اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نہ صرف مجالس ذکر میں شرکت کرنے والوں کی بلکہ ان کے ساتھ بیٹھنے والوں کی بھی معافی کا اعلان فرماتے ہیں۔

حدیث مبارک میں ذکر کی فضیلت اور ذکر کرنے والوں کے عظیم رتبے اور اعلیٰ درجات کا بیان ہوا ہے اور اس امر کی وضاحت فرمائی گئی ہے کہ اہل ذکر کی مجلس میں بیٹھنے والے بھی محروم نہیں رہتے بلکہ جس انعام واکرام سے اہل ذکر سرفراز ہوتے ہیں وہی انعام واکرام شرکاء مجلس کے بھی حصے میں آتا ہے۔ فرشتے سراپا خیر ہیں اس لیے وہ بھی اہل خیر سے اور اہل ذکر سے محبت رکھتے ہیں اور اسی لیے وہ ذکر کی مجلس سے اس قدر مسرور ہوتے ہیں کہ مجلس ذکر سے اوپر آسمان تک ساری فضا میں بھر جاتے ہیں۔ اور جب مجلس ذکر ختم ہو جاتی ہے تو اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو کر اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

ذکر کی مجالس عام ہیں

علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری میں اہل الذکر کو عمومی معنی میں لیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس میں نماز قرأت قرآن، تلاوت حدیث، تدریس علوم بھی شامل ہیں۔ جبکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ عسقلانی رحمہ اللہ نے اہل الذکر کے ظاہری الفاظ کے پیش نظر فرمایا ہے کہ اس سے ذکر اللہ کی وہ مجالس مراد ہیں جو اللہ کی تسبیح وتکبیر تلاوت قرآن اور دین اور دنیا کی خیر کی دعاؤں پر مشتمل ہوں۔

(فتح الباری : ۳/۳۳۶۔ عمدۃ القاری : ۲۳/۴۰۔ ارشاد الساری : ۱۳/۴۰۵۔ تحفۃ الاحوذی : ۱۰/۱۰۔ شرح

صحیح مسلم للنووی : ۱۷/۱۲)

ذاکرین کا تذکرہ فرشتوں کی مجلس میں

۱۴۴۸ . وَعَنْهُ وَعَنْ اَبِی سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "لَایَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّاحَفَّتْهُمُ الْمَلَآئِکَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ، وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَه‘ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۴۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو جماعت اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھتی ہے تو فرشتے آ کر اسے گھیر لیتے ہیں رحمت الٰہی ان پر سایہ فگن ہو جاتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا اپنی مجلس میں موجود حاضرین سے ذکر فرماتے ہیں۔

(مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر .

کلمات حدیث: حفتهم الملائکة : فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ غشیتهم الرحمة ء رحمت الٰہی ان کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ نزلت علیهم السکینة : ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ سکینة :طمانینت اور وقار۔

شرح حدیث: ذکر الٰہی کی مجلس جہاں کہیں برپا ہو فرشتے اسے ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں، رحمت الٰہی ہر طرف سے ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ملاء اعلیٰ میں فرماتے ہیں۔

دین کی مجالس سے فائدہ حاصل کرنا چاہیے

۱۴۴۹ . وَعَنْ اَبِیْ وَاقِدِ الْحٰرِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا هُوَجَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَه‘ اِذْ اَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ: فَوَقَفَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰی فُرْجَةً فِی الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِیْهَا، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا. فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَلَااُخْبِرُکُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ:اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰی اِلَی اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْیٰی فَاسْتَحْیَ اللّٰهُ مِنْهُ، وَاَمَّاالْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(۱۴۴۹) حضرت ابوواقد حارث بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ تین افراد آئے ان میں سے دو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ایک چلا گیا، وہ دونوں رسول اللہ

ﷺ کے پاس کھڑے ہوگئے پھر ان میں سے ایک نے حلقہ میں جگہ پائی وہ اس میں بیٹھ گیا اور دوسرا اہل مجلس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اور تیسرا واپس چلا گیا۔ جب رسول کریم ﷺ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں ان تین افراد کے بارے میں بتادوں، ان میں سے ایک نے رحمت الٰہی میں پناہ لی اللہ نے اسے پناہ دیدی، دوسرے نے حیا اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمایا اور تیسرے نے اعراض کیا تو اللہ نے بھی اس سے اعراض کیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من قعد حیث ینتهی به المجلس . صحیح مسلم، کتاب السلام، باب من اتی مجلس فوجد فرجة .

راوی حدیث: حضرت ابو واقد حارث بن عوف لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ بدر میں شرکت فرمائی کسی نے کہا کہ یہ فتح مکہ کے وقت اسلام لائے ابن الاثیر کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے۔ جنگ یرموک میں بھی شرکت فرمائی۔ آپ سے چوبیس احادیث مروی ہیں۔ مختصر التلقیح میں ہے کہ صحیحین میں ان کی ۱۲۱ احادیث ہیں جن میں سے ۱۱ متفق علیہ ہیں ۶۸ھ میں انتقال فرمایا۔ (دلیل الفالحین : ۴/۲۲۴)

کلمات حدیث: فرجة : خالی جگہ۔ حلقه : ہر گول شئے جس کے درمیان خالی ہو۔ بیان کرنے والے کے سامنے نیم دائرے کی شکل میں بیٹھے ہوئے لوگ۔ أوى الى الله : اللہ کی طرف آ گیا۔ اللہ کی طرف رجوع کیا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف فرما تھے اور صحابۂ کرام آپ ﷺ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے ہوتے تھے اور آپ ﷺ کے ارشادات سن رہے تھے کہ تین افراد آئے جن میں سے ایک واپس چلا گیا ایک کو حلقہ کے درمیان جگہ ملی وہاں بیٹھ گیا اور تیسرا حلقہ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے بیان ختم ہونے کے بعد فرمایا کہ ان میں سے جو شخص چلا گیا اس نے علم نبوت ﷺ سے اعراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض کیا یعنی وہ رحمت الٰہی اور اس کے فضل سے محروم رہا۔ دوسرے نے پناہ ڈھونڈی تو اللہ نے اسے پناہ عطا کر دی یعنی اس نے مجلس ذکر کے حلقہ میں داخل ہونا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے داخل فرما لیا اور تیسرے نے حیا اختیار کی اور حلقہ کے پیچھے بیٹھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اسے اپنی رحمت اور فضل سے نوازا۔

(فتح الباری : ۱/۲۸۵۔ تحفة الاحوذی : ۷/۵۴۰۔ شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۴/۱۳۲)

اللہ جل شانہٗ کا ذاکرین کے ذریعہ فخر کرنا

۱۴۵۰. وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجَ مُعَاوِيَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلیٰ حَلْقَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ ما اجلسكم قالوا جلسنا نذكر الله فقال : آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاکَ؟ قَالُوْا : مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاکَ، قَالَ : اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ، وَمَا كَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ عَنْهُ حَدِيْثًا مِّنِّیْ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلیٰ حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ

فَقَالَ: "مَاأَجْلَسَكُمْ؟" قَالُوا : جَلَسْنَا نَذْكُرُاللّٰهَ وَنَحْمَدُه، عَلٰى مَاهَدَانَا لِلإِسْلَامِ، وَمَنَّ بِهِ عَلَيْنَا. قَالَ! "آللّٰهِ مَاأَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟" قَالُوا: آللّٰهِ مَاأَجْلَسَنَا إِلَّاذَاكَ. قَالَ : "أَمَا إِنِّى لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَلٰكِنَّه، أَتَانِى جِبْرِيْلُ فَأَخْبَرَنِى أَنَّ اللّٰهَ يُبَاهِى بِكُمُ الْمَلَآئِكَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۵۰) حضرت ابوسعید حذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں ایک حلقہ میں تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کس لیے بیٹھے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ذکر الٰہی کے لیے بیٹھے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم کیا تم اسی لیے بیٹھے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ فی الواقع ہم اسی لیے بیٹھے ہیں۔ اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تم سے حلف کسی تہمت کی بنا پر نہیں لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو رسول اللہ سے مجھ جیسا قرب رکھنے والا ہو اور مجھ سے کم حدیثیں بیان کرنے والا ہو۔ بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ایک حلقہ میں آئے اور آپ ﷺ نے پوچھا کہ کس لیے بیٹھے ہو انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اسکی حمد کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہم پر احسان فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم کیا تم اسی لیے بیٹھے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم ہم فی الواقع اسی لیے بیٹھے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم سے حلف کسی تہمت کی بنا پر نہیں لیا بلکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر.

کلمات حدیث: تهمة لكم : تمہارے اوپر جھوٹ کا شک کرتے ہوئے۔ يباهي بكم الملائكة : اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہیں۔

شرح حدیث: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں ایک حلقہ ذکر دیکھا تو ان سے وجہ دریافت فرمائی اور فرمایا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کو رسول اللہ ﷺ سے اس قدر قریب ہو اور اس نے اس قدر کم احادیث روایت کی ہوں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتبین وحی میں سے تھے اور آپ کی ہمشیرہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواج مطہرات میں سے تھیں لیکن اس قرابت اور تعلق کے باوجود آپ ورع تقوی کی بناء پر روایت احادیث میں محتاط تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تم سے قسم اس لیے نہیں لی کہ مجھے تمہارے بارے میں جھوٹ بولنے کا شبہ ہے بلکہ اس لیے کہ اسی طرح سوال رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جب آپ ﷺ نے مسجد میں اپنے اصحاب کا حلقہ دیکھا تھا اور صحابۂ کرام نے فرمایا تھا کہ ہم ذکر الٰہی میں مشغول ہیں اور اس بات پر اللہ کی حمد وثناء کر رہے ہیں کہ اس نے ہمارے اوپر احسان فرمایا اور اسلام کی ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کا اظہار فرما رہے ہیں یعنی تمہاری فضیلت بیان کر رہے ہیں اور تمہارے حسن عمل کا ذکر کر رہے ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ۱۷/۱۹. روضۃ المتقین ۳/۴۳۳. دلیل الفالحین ۴/۲۲۶)

البَابُ (۲٤۸)

بَابُ الذِّكرِ عِندَ الصَّبَاحِ وَالمَسَآءِ
صبح اور شام کے وقت اللہ کا ذکر

۳۱۶. قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ :

﴿ وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ ۝۲۰۵ ﴾

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ " الْاٰصَالُ " جَمْعُ اَصِيْلٍ وَهُوَ مَابَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''اپنے رب کو اپنے جی میں یاد کرو گڑگڑاتے ہوئے نہ کہ اونچی آواز سے صبح وشام اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہوجاؤ۔''

(الاعراف:۲۰۵)

اہل لغت کہتے ہیں کہ آصال اصیل کہ جمع ہے اور یہ عصر اور مغرب کا درمیانی وقت ہے۔

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ ذکر اللہ کی اصل روح یہ ہے کہ جو کچھ زبان سے کہے دل سے اس کی طرف دھیان رکھے تاکہ ذکر کا پورا نفع ظاہر ہو اور دل وزبان دونوں اللہ کی یاد میں مشغول ہوں ذکر الٰہی کے وقت دل میں رقت ہونی چاہیئے اور رغبت و رہبت سے اللہ کو پکارے جیسے کوئی ڈرا اور سہما ہوا آدمی عاجزی اور تضرع سے پکارتا ہے۔ ذاکر کے لہجے میں آواز میں ہیئت میں تضرع اور خوف کا رنگ محسوس ہونا چاہیے کہ جس کا ذکر کیا جارہا ہے اس کی عظمت وجلال سے آواز کا پست ہونا قدرتی چیز ہے۔ ﴿ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴾ (اور دب جائینگی آوازیں رحمٰن کے ڈر سے پھر تو نہ سنے گا مگر کھس کھسی آواز) اسی لیے زیادہ چلانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ دہیمی آواز سے سرًا یا جھراً اللہ کا ذکر کرے اللہ اس کا ذکر کرے گا اور اس سے زیادہ عاشق کی خوش بختی کیا ہوسکتی ہے۔ اللہ کی یاد ہر وقت اور ہر گھڑی ضروری ہے مگر بطور خاص صبح وشام میں اس کی یاد سے غفلت نہ کرو۔ (تفسیر عثمانی)

۳۱۷. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ پاکیزگی بیان کرو سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے قبل۔'' (طٰہٰ:۱۳۰)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد ہوا کہ صبح وشام کے اوقات اللہ کی حمد وثنا اور اس کے ذکر کے لیے بہت اہم ہیں ان دونوں اوقات میں اللہ کے فرشتے اپنے بندوں کے اعمال لے کر جاتے ہیں اور یہ نماز عبادت اور ذکر کے بہت ہی عمدہ اوقات ہیں۔

(معارف القرآن)

۳۱۸. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝٥٥ ﴾

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : اَلْعَشِیُّ مَابَیْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ وَغُرُوْبِهَا ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''صبح وشام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرو۔'' (غافر:۵۵)

اہل لغت کہتے ہیں کہ زوال کے بعد سے رات کا وقت عشی ہے۔

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ ہمیشہ اور ہر وقت اللہ کو یاد کرو اور صبح وشام اپنے رب کی تسبیح اور تحمید کا ورد کرو اور کسی بھی وقت ظاہر و باطن میں اس کی یاد سے غافل نہ ہو۔ اسی سے طلب مغفرت کرو اور اسی کی بارگاہ میں سر جھکاؤ۔ (تفسیر مظہری)

دنیا کا کوئی کام ذکر اللہ سے نہ روکے

۳۱۹. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۝٣٦ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ﴾ اَلْاٰیَةَ .

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''ان گھروں میں جن کو بنانے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا ذکر کیا جائے وہ اس میں صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں ایسے لوگ ہیں کہ انہیں کاروبار اور خرید وفروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔'' (النور:۳۶)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں بیوت سے مراد مسجدیں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مسجدیں زمین پر اللہ کے گھر ہیں یہ آسمان والوں کی نظر میں ایسی چمکیلی دکھائی دیتی ہیں جیسے زمین والوں کے لیے ستارے۔ غرض مسجدوں کے بلند کرنے سے ان کو بنانا مراد ہے۔ بغوی رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ کا قول نقل کیا ہے کہ چار مسجدیں جنہیں انبیاء کرام علیہ السلام نے بنایا ہے وہ یہاں مراد ہیں یعنی بیت المقدس جسے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا کعبۃ اللہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر فرمایا اور مسجد نبوی اور مسجد قبا کو رسول اللہ ﷺ نے تعمیر فرمایا۔

اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ صبح وشام کی تسبیح سے پانچ فرض نمازیں مراد ہیں اور مسجدوں کی تعمیر انہی پانچ نمازوں کی ادائیگی کے لیے کی جاتی ہے اور فجر کی نماز صبح کی نماز ہے اور باقی چار نمازیں شام کی نمازیں ہیں کہ آصال اصیل کی جمع ہے جو زوال سے رات کا وقت ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ اس آیت کریمہ میں فجر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں، چنانچہ فرمان نبوت ہے کہ جس نے دونوں ٹھنڈی نمازیں یعنی فجر اور عصر پڑھیں وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ اہل ایمان ایسے ہیں کہ ان کو دنیا کے معاملات اللہ کی یاد سے غفلت میں نہیں ڈالتے۔

(تفسیر مظہری)

پہاڑوں کی تسبیحات

۳۲۰. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ﴿١٨﴾ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''بے شک ہم نے پہاڑوں کو زیر فرمان کر دیا تھا وہ صبح وشام ان کے ساتھ اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے تھے۔'' (ص:۱۸)

تفسیری نکات: پانچویں آیت کریمہ میں ارشاد ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی صبح وشام کی تسبیح ایسی وجد آفرین تھی کہ پہاڑ بھی اس تسبیح میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ نیز پرندے بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔

(تفسیر مظھری۔ تفسیر عثمانی)

سو تسبیحات پڑھنے والا

۱۴۵۱. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ وَحِیْنَ یُمْسِیْ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَّمْ یَأْتِ اَحَدٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّاجَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَاقَالَ اَوْزَادَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح وشام سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہے روز قیامت اس سے افضل عمل کسی کا نہ ہوگا الا یہ کہ کوئی اور بھی اس طرح کہے یا اس سے زیادہ کہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهلیل والتسبیح .

شرح حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہے اور پھر شام کو سو مرتبہ اسی طرح کہے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگر چہ وہ سمندر کے جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔

غرض اس ذکر کی بہت فضیلت ہے اور سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام اس کا پڑھنا صغیرہ گناہوں سے نجات کا ذریعہ ہے اور اگر کوئی اس تعداد سے زیادہ پڑھے تو اس کا اجر وثواب اور زیادہ ہے اور صبح وشام کے اوقات کے ذکر کی حکمت یہ ہے کہ آدمی کا دن کا آغاز اللہ کی رحمتوں اور مغفرتوں سے اور اس کا اختتام بھی رحمت الٰہی اور اس کی مغفرت پر ہو۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۶/۱۷۔ روضة المتقین : ۴۳۵/۳۔ دلیل الفالحین : ۲۲۹/۴)

مخلوقات کے شر سے پناہ مانگنے کا طریقہ

۱۴۵۲. وَعَنْهُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَقِیْتُ مِنْ

عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِي الْبَارِحَةَ قَالَ : "اَمَا لَوْ قُلْتَ حِينَ اَمْسَيْتَ: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ رات مجھے بچھو کے کاٹنے سے بہت تکلیف پہنچی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو نے شام کے وقت یہ کلمات کہے ہوتے تو وہ تجھے تکلیف نہ پہنچاتا۔ اعوذ بکلمات الله التامات من شر ما خلق (اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی برکت سے میں مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء .

شرح حدیث: کلمات سے مراد ہے اللہ کا کلام، اس کی صفات کاملہ اور اس کی قدرت اور اس کا فیصلہ۔ یعنی میں اللہ کے اس کلام کے توسط سے جو ہر نقص سے پاک ہے اس کے فیصلے اور اس کی قدرت کے تحت ہر ایذاء دینے والی مخلوق کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۷/۲۶)

صبح وشام کی دعاء

۱۴۵۳ . وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ : "اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا، وَبِكَ اَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ" وَاِذَا اَمْسٰى قَالَ : "اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

حدیث (۱۴۵۳): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح کے وقت یہ کلمات پڑھتے:

" اللهم بک أصبحنا وبک امسينا وبک نحيا وبک نموت واليک النشور ."

"اے اللہ ہم تیری قدرت سے صبح کی اور تیری ہی قدرت سے شام ہوگی، تیری ہی قدرت سے ہم زندہ ہیں اور تیری ہی قدرت سے ہماری موت واقع ہوگی اور تیری ہی طرف اکھٹے ہونا ہے۔"

اور جب شام ہوتی تو آپ ﷺ یہ فرماتے:

" اللهم بک أمسينا وبک نحيا وبک نموت واليک النشور ."

اے اللہ ہم نے تیری ہی قدرت سے شام کی تیری ہی قدرت سے ہم زندہ ہیں اور تیری ہی قدرت سے ہماری موت واقع ہوگی اور تیری ہی طرف اکھٹے ہونا ہے۔" (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب مایقول اذا أصبح . الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی الدعاء اذا اصبح و اذا امسی .

شرح حدیث: اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ مسلمان ہر کام کو اللہ کا حکم اور اس کی تقدیر سمجھے اور ہر وقت یہ یقین کامل رکھے کہ کون ومکاں میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہے، ہمارا صبح وشام کرنا ہمارا جینا اور مرنا سب کچھ اسی کے قبضہ قدرت ہے اور مرنے کے بعد ہمیں اسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔ صبح وشام دونوں وقت مذکورہ دعا پڑھنا مستحب بھی ہے اور تجدید ایمان بھی اور اللہ کی قدرت کاملہ کا اعتراف بھی اس لیے ہر مسلمان کو چاہئے کہ ان دعاؤں کا التزام کرے۔

(تحفة الأحوذي : ۹/ ۳۱۱۔ روضة المتقين : ۳/ ۴۳۶)

نفس وشیطان کے شر سے پناہ مانگنا

۱۴۵۴ . وَعَنْهُ اَنَّ اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِكَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ. قَالَ : "قُلْ : اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَه، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ" قَالَ : "قُلْهَا اِذَا اَصْبَحْتَ، وَاِذَا اَمْسَيْتَ، وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ .

(۱۴۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسے کلمات بتایئے جو میں صبح وشام کہہ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کہو:

" اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَه، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ ."

"اے اللہ آسمانوں کے اور زمین کے پیدا کرنے والے پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کے جاننے والے ہر چیز کے رب اور اس کے مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے۔"

تم یہ کلمات صبح وشام اور جب اپنے بستر پر لیٹو پڑھا کرو۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الآداب، باب مایقول اذا أصبح . الحامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ما یقال فی الصباح والمساء .

کلمات حدیث: فاطر : خالق۔ فطر کے معنی ابتداء اور اختراع کے ہیں۔ عالم الغیب و الشهادة : ان تمام باتوں کا جاننے والا جو بندوں کے علم اور مشاہدے سے غائب ہیں اور ان تمام باتوں کا جاننے والا جو بندوں کے علم وادراک میں موجود ہیں۔ شرکه : شین کے زیر سے معنی ہیں شیطان کی دعوت شرک اور اس کو انسانوں کو مختلف طریقوں سے مشرکانہ امور میں مبتلا کرنا اور شین اور راء کے زبر سے شیطان کا جال اس کا مکر کید مراد ہے۔

شرح حدیث: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ہر وقت اعمال خیر اور کلمات خیر کے جاننے اور سیکھنے کے خواہش مند رہتے تھے اور رسول کریم ﷺ بھی ہمہ وقت اپنے اصحاب کی تعلیم و تربیت میں مصروف رہتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کلمات تعلیم فرمائے جو بہت ہی اعلی اور عمدہ کلمات ہیں جنکو پڑھنے کی ہر مسلمان کو عادت بنانی چاہئے۔

(تحفة الأحوذی : ۳۱۲/۹۔ روضة المتقین : ۴۳۸/۳۔ دلیل الفالحین : ۲۳۱/۴)

شام کے وقت کی دعاء

۱۴۵۵۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: کَانَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمْسٰی قَالَ: "اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ"، قَالَ الرَّاوِیْ: اُرَاهُ قَالَ فِیْهِنَّ: "لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، رَبِّ اَسْاَلُکَ خَیْرَمَا فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَخَیْرَ مَابَعْدَهَا، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَشَرِّمَابَعْدَهَا، رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَسُوْءِ الْکِبَرِ، اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابِ فِی الْقَبْرِ" وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ : ذٰلِکَ اَیْضًا "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۵۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ شام کے وقت یہ پڑھتے:

" أمسینا و أمسی الملک للہ و الحمد للہ لااله الا اللہ وحده لا شریک له ."

''ہم نے شام کی اور اللہ کے لیے ملک نے شام کی اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔''

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب التعوذ من شرما عمل و من شر مالم یعمل .

شرح حدیث: ایمان و اسلام کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر وقت بندہ کے دل میں اللہ کی یاد رہے اور قلب ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور اسی کی بارگاہ سے حفاظت و عافیت اور ہدایت و نجات طلب کرے اور دنیا اور آخرت میں تکلیف پہنچانے والی تمام باتوں سے اسی کی پناہ طلب کرے۔ ان کلمات کا صبح و شام اور سونے کے وقت پڑھنا مستحب ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی : ۳۴/۱۷)

ہر شر سے حفاظت

۱۴۵۶۔ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خُبَیْبٍ "بِضَمِّ الْخَآءِ الْمُعْجَمَةِ" رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "اِقْرَاْ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ حِیْنَ تُمْسِیْ وَحِیْنَ تُصْبِحُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَکْفِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ .

(۱۴۵۶) حضرت عبداللہ بن خُبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم صبح وشام تین تین مرتبہ قل ھواللہ احد اور معوذتین پڑھا کرو۔ یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہو جائیں گی۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتا ب الادب، مایقول اذاأصبح . الحامع للترمذی ابواب الدعوات، باب مایقال عند النوم .

کلمات حدیث: معوذتین : قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ تعوذ (باب تفعل) اللہ کی پناہ مانگنا۔ تکفیك : یعنی سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھنا تمہارے لیے دیگر اوراد سے کافی ہو جائے گا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ رات کو جب بستر پر لیٹتے تو سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم فرماتے اور پھر اپنے ہاتھوں کو اپنے سارے جسم پر پھیر لیتے تھے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ سونے سے پہلے ان تینوں سورتوں کو پڑھ کر اسی طرح اپنے اوپر دم کرلے۔ ان سورتوں کی برکت سے اور اللہ کے کلام کی برکت سے تمام موذی اشیاء سے اور تکلیف دہ امور سے محفوظ رہے گا اور اللہ کی پناہ میں آجائے گا۔

حضرت عبداللہ بن خبیب از والدخود بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ذکر کیا کہ ہم ایک رات رسول اللہ ﷺ کی جستجو میں نکلے رات بہت تاریک تھی اور بارش ہو رہی تھی۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے نماز پڑھ لی۔ میں نے کچھ نہیں کہا آپ ﷺ نے کہا کہ کہو۔ میں نے کچھ نہیں کہا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہو۔ میں نے کچھ نہیں کہا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قل ھواللہ احد اور معوذتین صبح وشام پڑھو تمہیں ہر شئے سے کافی ہو جائینگی۔

(روضة المتقین : ۴۳۸/۳ ۔ دلیل الفالحین : ۲۳۳/۴)

تکالیف اور بیماریوں سے حفاظت

۱۴۵۷ . وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَامِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَآءِ كُلِّ لَيْلَةٍ: (بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَايَضُرُّمَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَافِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِلَّالَمْ يَضُرَّهٗ شَيْءٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ .

(۱۴۵۷) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ ہر صبح وشام یہ کلمات پڑھ لیا کرے اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

" بسم اللّٰه الذی لا یضر مع اسمه شیئ فی الأرض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم ."

''اس اللہ کے نام کی برکت سے جس کے نام کے ساتھ زمین اور آسمان میں موجود کوئی شئے نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔''(ابوداؤد اور ترمذی اور نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب مایقول اذاأصبح . الجامع للترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی الدعاء اذا أصبح و اذا امسی.

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کے نام میں بڑی عظیم خیر و برکت ہے کہ آسمان و زمین اللہ کے نام پر قائم ہیں اور کون و مکان اسی مالک کائنات کے نام سے استوار ہیں۔ اسی کے نام کی برکت سے اللہ کا مؤمن بندہ ہر برائی ہر تکلیف اور ہر آزار سے نجات پاتا ہے خواہ وہ انسانوں کی طرف سے ہو یا شیطان کی طرف سے ہو، جمادات کی طرف سے یا حیوانات کی طرف سے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شئے کا مالک ہے اور کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ شئے بھی اس کے حیطہ اقتدار سے باہر نہیں ہے اس کی قدرت عظیم ہے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے اور اس کے حکم کے بغیر درخت سے ایک پتہ نہیں گرتا وہ تمام کائنات کے حالات کو جاننے والا ہے اور ان کو جس طرح چاہے پھیرنے پر قادر ہے۔ اس لیے بندوں کی حفاظت اور ان کو ہر بلا اور مصیبت سے محفوظ رکھنا صرف اسی کا کام ہے اور اسی کے نام کی برکت سے ہر فتنے اور ہر شر سے تحفظ ملتا ہے۔ چنانچہ ابوداؤد اور ابن حبان سے مروی حدیث میں ہے کہ جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات کہے تو شام تک وہ ہر بلا سے محفوظ رہے گا اور اگر شام کو کہے تو اگلے دن صبح تک ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ کلمات کس قدر بابرکت ہیں اور ان کے پڑھنے سے اللہ کا بندہ تمام فتنوں اور مصیبتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

(تحفة الاحوذی : ۹/۳۱۱ـ روضة المتقین : ۳/۴۴۰ـ دلیل الفالحین : ۴/۲۳۴)

الباب (۲۴۹)

بَابُ مَا يَقُوْلُهُ عِنْدَ النَّوْمِ
سونے کے وقت کی دعائیں

۱۳۲۱. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَقُعُودًا وَعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادل بدل کر آنے جانے میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں وہ جو کھڑے بیٹھے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں۔''

(آل عمران: ۱۹۰)

<u>تفسیری نکات:</u> آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ ارباب دانش اور اصحاب عقل جب آسمان وزمین کی پیدائش ان کے عجیب وغریب حالات اور دن ورات کے محکم نظام پر غور کرتے ہیں تو انہیں یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ سارا محکم نظام اور یہ تمام مربوط سلسلہ ضرور اور بالیقین ایک قادر مطلق اور مختار کل فرماں روا کے ہاتھ میں ہے جس نے اپنی عظیم قدرت اور اختیار سے ہر چھوٹی بڑی مخلوق کی حد بندی کر رکھی ہے کسی کی مجال نہیں ہے کہ اپنے محدود وجود اور اپنے مقرر دائرہ عمل سے باہر نکل سکے۔ اگر اس قدر عظیم کارخانۂ قدرت میں ایک ذرہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اختیار سے باہر ہوتا تو عالم کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کے گھر سویا میں نے دیکھا کہ رات کو رسول اللہ ﷺ نے بیدار ہو کر مسواک کی وضو کیا اور یہ آیت ''ان فی خلق السماوات آخر سورت تک پڑھی'' پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی جس میں قیام رکوع اور سجود طویل کیا پھر بستر پر آ کر سو گئے کہ سانس کی آواز آنے لگی۔ اس طرح آپ ﷺ نے تین مرتبہ کیا اور چھ رکعتیں پڑھیں اور ہر مرتبہ مسواک بھی کیا اور وضو بھی کیا اور ان آیات کی تلاوت بھی کی پھر تین وتر پڑھے۔ (مسلم)

یہ ارباب دانش اور اصحاب عقل اللہ کے ذکر وفکر تسبیح واستغفار اور اس کی بارگاہ میں دعا تضرع اور عاجزی کے اظہار میں مشغول رہتے ہیں کہ جو ان صفات سے متصف نہیں ہے وہ جانور ہے بلکہ چوپایوں سے بھی زیادہ گمراہ ہے۔

(روضة المتقين : ۴۴۱/۳ ۔ دليل الفالحين : ۴۴۱/۴)

●●●●●●●●●●●●

بستر پر یہ دعاء پڑھے

۱۴۵۸. وَعَنْ حُذَيْفَةَ، وَاَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا

اَوٰی اِلیٰ فِرَاشِہٖ قَالَ : "بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ اَحْیَا وَاَمُوْتُ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ .

(۱۴۵۸) حضرت حذیفہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لاتے تو فرماتے:

" باسمک اللھم أحیا واموت ."

''اے اللہ! میں تیرے نام سے مرتا اور جیتا ہوں:'' (بخاری)

شرح حدیث: زندگی اور موت اللہ کے اختیار اور اس کی قدرت میں ہے بلکہ زندگی کا ایک ایک سانس اس کے قبضے میں ہے یہ اس قدر عظیم حقیقت ہے جو اللہ کے مؤمن بندے کے ذہن میں ہر وقت رہنی چاہئے اور رات کو سونے سے پہلے اس دعا کو پڑھ کر اس حقیقت کا استحضار چاہئے کہ اے اللہ میں تیرے ہی حکم سے اور تیرے ہی نام سے زندہ ہوں اور جب مروں گا تو تیری مشیئت اور تیرے ہی حکم سے مروں گا اور اس لیے میں عزم کرتا ہوں کہ میں اپنی زندگی کا ہر سانس، تیری مرضی کے مطابق گزاروں اور میں یہ عزم کرتا ہوں کہ اگر اگلی صبح میں تیرے حکم سے بیدار ہوا تو میں تیرے احکام پر عمل کروں گا اور تیری عبادت و بندگی کروں گا۔ یہ حدیث اس سے پہلے آداب النوم (۱۴۴۶) میں گزر چکی ہے۔

دن بھر کی تھکاوٹ دور کرنے کا وظیفہ

۱۴۵۹ . وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ وَلِفَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا : "اِذَا اَوَیْتُمَا اِلیٰ فِرَاشِکُمَا اَوْاِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَکُمَا. فَکَبِّرَا ثَلاَثًا وَّثَلاَثِیْنَ وَسَبِّحَا ثَلاَثًا وَّثَلاَثِیْنَ، وَاحْمَدَا ثَلاَثًا وَّثَلاَثِیْنَ" وَفِیْ رِوَایَۃٍ التَّسْبِیْحُ اَرْبَعًا وَّثَلاَثِیْنَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ التَّکْبِیْرُ اَرْبَعًا وَّثَلاَثِیْنَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

(۱۴۵۹) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جب تم اپنے بستروں پر لیٹ جاؤ یا اپنے بستروں پر آ جاؤ تو ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہو اور ۳۳ مرتبہ الحمد اللہ کہو۔

ایک روایت میں ہے کہ ۳۴ مرتبہ سبحان اللہ کہو اور ایک روایت میں ہے کہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التکبیر و التسبیح عند النوم. صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التسبیح اول النھار وعند النوم.

کلمات حدیث: اذا آویتما الی فراشکما : جب تم دونوں اپنے بستر پر آؤ۔ أو اخذ تمامضاجعکما : تم دونوں اپنے لیٹنے کی جگہ آ جاؤ۔ تم دونوں اپنے بستروں پر لیٹ جاؤ۔

شرح حدیث: صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سبب ورود الحدیث اس طرح مذکور ہوا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں آٹا پیسنے کی چکی چلانے اور گھر کے کام کاج سے گٹے پڑ گئے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا حال بیان

کرنے تشریف لائیں تا کہ آپ ﷺ سے کوئی خادم مانگ لیں۔ مگر جب آپ ﷺ کو نہ پایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صورت حال بیان فرمائی جوانہوں نے آپ ﷺ کی تشریف آوری پر آپ ﷺ کو بتادی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رات کو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم دونوں لیٹ چکے تھے۔ میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لیٹے رہو۔ پھر آپ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما ہو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے قدم مبارک کی خنکی اپنے سینے پر محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو ایسی بات نہ بتلاؤں جو تمہارے خادم سے بھی بہتر ہو۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو یہ تسبیحات بتائیں۔ کہ روزانہ بستر پر آنے کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد اللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ طبرانی میں بعد میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ یہ زبان سے کہنے میں سو مرتبہ ہیں لیکن میزان میں یہ ایک ہزار ہیں۔

روایات کے اختلاف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کلمات کی کل تعداد سو پوری کرنی چاہیے۔ اور ان تینوں کلمات سے کسی بھی کلمہ کو ۳۴ مرتبہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر ایک کلمہ کے بارے میں مختلف احادیث میں "۳۴" کا عدد آیا ہے۔ دو روایات تو اسی مقام پر مذکور ہیں اور سنن النسائی میں ہے کہ الحمد اللہ ۳۴ بار پڑھا جائے۔ اسی طرح ان کلمات کو ہر فرض نماز کے بعد پڑھنے کا بھی حکم ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ جب سے میں نے نبی کریم ﷺ سے ان کلمات کے پڑھنے کا حکم سنا ہے میں نے ان کا پڑھنا کبھی ترک نہیں کیا کسی نے کہا کہ جنگ صفین کی رات بھی نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صفین کی رات بھی نہیں۔ یعنی جنگ کی مصروفیت کے دوران بھی میں نے ان کلمات کو ترک نہیں کیا۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے خود تمام زندگی زہد اور فقر کیساتھ گزاری اور یہی طرز زندگی صاحبزادی کے لیے بھی پسند فرمایا کہ آخرت کے درجات کی بلندی اور جنت کی نعمتیں اس فانی زندگی کی آسائشوں سے بہتر ہیں۔ اور یہی تمام انبیاء اولیاء اور صلحاء کی سنت ہے کہ سب نے اخروی درجات اور نعیم جنت کے حصول کے لیے دنیا کی کلفتیں اور مصائب برداشت کئے اور دنیا اور اسباب دنیا کی طرف کبھی نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو اس ذکر کو پابندی سے پڑھے وہ تھکن سے دوچار نہیں ہوگا کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تعب اور تھکن کا شکوہ کیا تھا اور آپ ﷺ نے یہ تسبیحات بتائیں جس کا مطلب یہ ہے کہ مواظبت کے ساتھ ان کو پڑھنے والا کثرت عمل کی تھکان اور تعب سے بفضلہٖ تعالیٰ محفوظ رہے گا۔

(فتح الباری : ۲۲۷/۲۔ عمدة القاری : ۴۹/۱۴۔ روضة المتقین : ۴۴۱/۳۔ دلیل الفالحین : ۲۳۶/۴)

(ریاض الصالحین (صلاح الدین) : ۳۵۲/۲)

سونے سے پہلے بستر جھاڑ لے

۱۴۶۰۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اَوٰی

اَحَدُکُمْ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَہ' بِدَاخِلَةِ اِزَارِہٖ فَاِنَّه' لَایَدْرِیْ مَاخَلَفَه' عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُه' : اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا، وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِيْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۴۶۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب اپنے بستر پر لیٹنے آئے تو وہ اپنے بستر کو اپنے تہبند کے اندرونی حصے کے ساتھ جھاڑے اس لیے کہ اسے نہیں معلوم کہ اس کے پیچھے کون اس پر آیا، پھر یہ دعا پڑھے:

" باسمک ربی وضعت جنبی وبک أرفعه ان أمسکت نفسی فأرحمها وان ارسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحین ."

"اے میرے رب میں نے تیرے نام کیساتھ اپنا پہلو بستر پر رکھا ہے اور تیرے ہی نام کیساتھ اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تو نے اس دوران میری روح قبض کر لی تو اسپر رحم فرما اور اگر تو اسے واپس کر دے تو اس کی اس طرح حفاظت فرما جس طرح تو نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔" (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ و القرأة عندالمنام. صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب ما یقول عندالنوم واخذ المضجع.

شرح حدیث: رات کو بستر پر لیٹنے سے پہلے بستر جھاڑ لینا چاہئے ہوسکتا ہے اسپر کوئی کیڑا یا کوئی مضرت رساں چیز آ گئی ہو اور جب آدمی سو جائے اس وقت اس کو اس سے ضرر یا تکلیف پہنچے اس کے ساتھ ہی مذکورہ دعا پڑھے۔

(فتح الباری : ۳/۳۰۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۷/۳۱)

سونے سے پہلے معوذتین پڑھ کر جسم پر دم کرنا

۱۴۶۱ . وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَه' نَفَثَ فِیْ يَدَيْهِ، وَقَرَاَ بِالْمُعَوِّذَاتِ. وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَه' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا، اَنَّ النَّبِیَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَاَ فِيْهِمَا! قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَااسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ : يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰی رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ، يَفْعَلُ ذٰلِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۴۶۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر میں آرام فرما ہوتے تو دونوں ہاتھوں میں پھونکتے اور معوذات پڑھتے اور ان کو اپنے جسم پر پھیر لیتے۔ (متفق علیہ)

اور ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ جب ہر رات اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنی دونوں ہاتھوں کو جوڑتے اور ان میں قل

ھواللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر پھونکتے اور ہاتھوں کو جہاں تک پہنچتے جسم مبارک پر پھیرتے، سر سے چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے شروع فرماتے اور تین مرتبہ اس طرح کرتے۔ (متفق علیہ)

اہل لغت نے بیان کیا ہے کہ نفث کے معنی بغیر اس کے کہ تھوک آئے لطیف انداز سے پھونک مارنے کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ و القرأة عند المنام . صحیح مسلم، کتاب السلام، باب رقیة المریض بالمعوذات و النفث .

شرح حدیث: آدمی جب سونے لگے تو سورۃ اخلاص اور سورۃ فلق اور سورۃ ناس پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرے اور اپنے سر پر پھیرے پھر چہرے پر اور پھر بدن کے اگلے حصے اور پشت پر جہاں تک دونوں ہاتھ پہنچے پھیرے۔

(فتح الباری : ۹۵۴/۳۔ روضة المتقین : ۴۴۵/۳۔ دلیل الفالحین : ۲۳۷/۴)

بستر پر لیٹنے کی خاص دعاء

۱۴۶۲ . وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ لِیْ : اِذَا اَتَیْتَ مَضْجِعَکَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَکَ لِلصَّلٰوةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّکَ الْاَیْمَنِ وَقُلْ : اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِیَ اِلَیْکَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ، وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْکَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَیْکَ، لَامَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ، اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ، وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ، فَاِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَی الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(۱۴۶۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر آنے لگو تو اس طرح وضو کرو جس طرح نماز کی وضو کی جاتی ہے پھر دائیں کروٹ لیٹ جاؤ اور یہ دعا پڑھو:

'' اللھم اسلمت نفسی الیک وفوضت امری الیک والجات ظھری الیک رغبة ورھبة الیک لا ملجا ولا منجاء منک الا الیک آمنت بکتابک الذی انزلت ونبیک الذی ارسلت .''

'' اے اللہ میں نے اپنا نفس آپ کو سونپ دیا میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور اپنی ٹیک تیری طرف لگا دی تیری رحمت کی امید کرتے ہوئے اور تیرے غضب سے ڈرتے ہوئے تیرے سوا کوئی ٹھکانا اور جائے پناہ نہیں میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کیا اور اس نبی پر ایمان لایا جو تو نے بھیجا۔''

اگر تم یہ کلمات پڑھ کر وفات پا گئے تو تمہاری موت فطرت یعنی اسلام پر ہوگی۔ اور ان کلمات کو رات کو جو تم پڑھتے ہو ان سب کے آخر میں پڑھو۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب مایقول اذانام . صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء،

باب ما یقول عند النوم و أخذ المضجع.

کلمات حدیث: اسلمت نفسی الیك : میں نے اپنی جان کو اور اپنے وجود کو آپ کے سپرد کردیا اور اپنے آپ کو آپ کے حکم کا مطیع بنادیا۔ أسلم اسلاما (باب افعال) سپرد کرنا، بندگی اور طاعت اختیار کرنا۔ فرماں بردار ہوجانا۔ الفطرة : خالص دین۔ دین فطرت۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو پیدا کیا ہے۔ انسان کی فطرت یہی ہے کہ وہ ایک خالق کو مانے اور اس کی بندگی کرے مگر والدین اور ماحول اسے اس فطرت سے ہٹا دیتے ہیں۔

شرح حدیث: رات کو سونے سے پہلے اچھی طرح وضو کر کے دائیں کروٹ لیٹ کر یہ دعا پڑھنی چاہئے اور اپنی جان اور اپنے وجود کو اللہ کے سپرد کردینا چاہئے۔ اور ان کلمات میں تمام دعاؤں ان جملہ کلمات کے بعد سب سے آخر میں پڑھنا چاہئے اگر آدمی اسی پر مرجائے تو اس کی موت فطرت پر ہوگی اور وہ اللہ کا فرماں بردار اور مسلم بن کر مرے گا۔

فطرت کے معنی دین اسلام کے ہیں ہر آدمی دین فطرت یعنی اسلام ہی پر پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں آیا ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ غرض سوتے وقت یہ کلمات کہنے والا اگر وفات پا جائے تو اس کی وفات دین فطرت یعنی اسلام پر ہوگی۔ سونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے اور اس دعا کے پڑھ لینے کے بعد کوئی دنیاوی بات نہ کرنا بہتر ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب الیقین والتوکل (۸۰) میں گزر چکی ہے۔

(دلیل الفالحین : ۴/۲۳۸۔ روضة المتقین : ۳/۴۴۵۔ نزهة المتقین : ۲/۳۱۸)

بستر پر پڑھنے کی ایک اور دعاء

۱۴۶۳۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۶۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

" الحمد لله الذى اطعمنا وسقانا و كفانا و آوانا فكم ممن لا كافى و لا موؤى له ."

''تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں کافی ہوگیا اور ہمیں ٹھکانا دیا بہت سے ایسے ہیں جن کی کفایت کرنے والا اور انہیں ٹھکانا دینے والا کوئی نہیں ہے۔'' (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب مایقول عند النوم وأخذ المضجع.

کلمات حدیث: کفانا : جو ہمارے لیے کافی ہوگیا، جس نے ہماری کفایت کی، جو ہماری کفایت کرنے والا ہوگیا۔ کفی کفایة : (باب ضرب) کافی ہونا۔ لا کافی ولا موؤی : نہ کوئی کفایت کرنے والا اور نہ کوئی پناہ دینے والا۔

شرح حدیث: سونے سے قبل ان کلمات کا کہنا مستحب ہے کہ ان میں بندہ ان نعمتوں اور فضل واحسان کا اقرار واعتراف کرتا ہے جو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہیں اور ان نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہے اور اس عظیم حقیقت کا اعتراف کرتا ہے کہ آدمی کے لیے خالق و مالک کے سوا نہ کوئی پناہ دینے والا ہے اور نہ کوئی اس کی ضرورتوں اور حاجتوں کا پورا کرنے والا ہے۔علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مفہوم قرآن کریم میں اس طرح وارد ہوا ہے:

﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ مَوۡلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَأَنَّ ٱلۡكَٰفِرِينَ لَا مَوۡلَىٰ لَهُمۡ ۝١١ ﴾

''یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے کارساز ہیں اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں ہے۔'' (محمد: ۱۱)

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۷/ ۳۰۔ تحفة الاحوذی : ۹/ ۳۱٦)

سونے کا مسنون طریقہ

۱۴٦۴ . وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَکَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، مِنْ رِوَايَةِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَفِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

(۱۴٦۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

" اللهم قنی عذابک یوم تبعث عبادک ."

''اے اللہ تو مجھے اپنے عذاب سے بچالے جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائینگے۔''

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔اور اسے ابوداؤد نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے اور اس روایت میں ہے کہ آپ ﷺ یہ کلمات تین مرتبہ ادا فرماتے تھے۔

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، کتاب الدعوات، باب من الادعیة عند النوم . سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب مایقوله عند النوم .

کلمات حدیث: قنی : میری حفاظت کر۔ وقی وقاية (باب ضرب) حفاظت کرنا۔ق۔صیغہ امر۔ن۔وقایہ اور یا متکلم ملکر قنی بنا۔

شرح حدیث: ایمان خوف اور رجاء کے درمیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کی گرفت کا ڈر اور خوف اور اس کی رضا اور اس کے انعام واکرام کی امید، خوف اور خشیت ترک معاصی پر آمادہ کرے اور اللہ کے فضل وکرم کے سزاوار بننے اور اس کی نعمتوں کے استحقاق کی امید عمل صالح بندگی اور طاعتوں کی طرف لے جائے۔سوتے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔رسول کریم ﷺ ان کلمات کو تین مرتبہ ادا فرماتے تھے۔ (تحفة الاحوذی : ۹/ ۳۱۸۔ روضة المتقین : ۳/ ٤٤٦۔ نزهة المتقین : ۲/ ۳۲۰)

کتاب الدعوات

البَابُ (۲۵۰)

دعا کا حکم اس کی فضیلت اور آپ ﷺ کی بعض دعائیں

۳۲۲. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''اور تمہارے رب نے کہا کہ مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو قبول کروں گا۔'' (غافر: ٦٠)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے رب نے فرمادیا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔ ہر ضرورت کی چیز اللہ ہی سے مانگنا اور کسی دوسری طرف رخ نہ کرنا ہی کمال عبودیت ہے اور اللہ کی بے نیازی اور اپنے محتاج ہونے کا اظہار ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنی ضرورت کی ہر چیز اپنے رب ہی سے مانگتے ہیں یہاں تک کہ اگر ان کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جاتا ہے تو وہ بھی اپنے رب سے مانگتے ہیں۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دعا ہی عبادت ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ ادْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾. (معارف القرآن)

۳۲۳. وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝٥٥ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''تم اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے پکارو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔'' (الاعراف: ۵۵)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ جب عالم خلق وامر کا مالک اور تمام خیر و برکات کا منبع ذات الٰہی ہے تو اپنی دنیاوی ضروریات اور اخروی حاجات میں اسی کو پکارنا چاہئے الحاح اخلاص اور خشوع کے ساتھ آہستہ آہستہ اور چپکے چپکے ہر ریا کاری سے پاک اور ہر دکھلاوے سے منزہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا میں اصل اخفاء ہے اور یہی سلف کا معمول تھا۔ اور دعا میں حد ادب سے تجاوز نہ کرے کہ ایسا سوال کرے جو اللہ کی شان کے مناسب نہ ہو یا سوال معصیت کے کسی کام کا ہو۔ (تفسیر عثمانی)

۳۲۴. وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ﴾ الْآيَةَ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''اور جب تجھ سے میرے بندے پوچھیں تو تو بتلا دے کہ میں قریب ہوں میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے۔'' (البقرة:۱۸۶)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ جب آپ میرے بندے سے میرے متعلق دریافت کریں کہ میں ان سے قریب ہوں یا دور تو آپ فرما دیجیے کہ میں قریب ہی ہوں اور مانگنے والے کی ہر درخواست قبول کرتا ہوں۔ اس آیت میں ''انی قریب'' کہہ کر اس طرف بھی اشارہ فرما دیا کہ دعا آہستہ اور خفیہ کرنا چاہئے اور دعا میں آواز بلند کرنا بہتر نہیں ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ کسی اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اگر ہمارے رب قریب ہے تو ہم اسے آہستہ پکاریں اور دور ہے تو بلند آواز سے پکاریں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظھری)

۳۲۵. وَقَالَ تَعَالىٰ :

﴿ أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ ﴾ الآيَة .

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''اور کون ہے جو مضطر کی پکار کو جب وہ پکارے قبول کرتا اور اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔ (النمل:۶۲)

تفسیری نکات: چوتھی آیت کریمہ میں ارشاد ہوا کہ کون ایسا ہے کہ جب کوئی بے قرار اسے پکارتا ہے تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔ یعنی اللہ کی مشیئت اور اس کا ارادہ ہو تو وہ بے کس اور بے قرار کی دعا کو قبول فرماتے ہیں اور اس کے سوا کوئی بندے کی پکار کو سننے والا نہیں ہے گویا دعا بھی منجملہ اسباب عادلہ کے ایک سبب ہے جس پر سبب کا ترتب بمشئیت الٰہی ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ کافر اور مشرک بھی حالت اضطرار میں اسی کو پکارتے ہیں۔ (تفسیر مظھری، تفسیر عثمانی)

دعاء عبادت ہی ہے

۱۴۶۵. وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "الدُّعَآءُ هُوَالْعِبَادَةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ .

حدیث (۱۴۶۵): حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دعا عبادت ہے۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الدعاء. الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء.

شرح حدیث: امام ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دعاء دراصل عاجزی اور فروتنی کا اظہار اور اللہ کی قوت اور قدرت کا

اعتراف ہے جو کہ عبادت کی روح اور اس کی اصل ہے کہ بندہ اپنی عاجزی اور بے بسی کا اظہار اور اللہ کی بندگی اور اس کی عبودیت کا اعتراف کرے اور اس کے مالک حقیقی ہونے کا اقرار کر کے اپنا سر تسلیم واطاعت کے لیے جھکا دے۔ غرض دعا بھی عبادت ہے بلکہ اس کی روح اور اس کی جان ہے اس لیے ضروری ہے کہ صرف اللہ ہی سے دعا کی جائے اور جو کچھ مانگنا ہے اسی سے مانگا جائے اور جب سوال کیا جائے تو اسی سے سوال کیا اسی سے مدد مانگی جائے اور اسی سے استعانت طلب کی جائے۔

(روضة المتقين : ٣/ ٤٤٩ ـ دليل الفالحين : ٤/ ٢٤٣)

جامع دعاء کا پسندیدہ ہونا

١٤٦٦ . وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَآءِ وَيَدَعُ مَاسِوٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ .

(١٤٦٦) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور ان کے ماسوا کو چھوڑ دیتے تھے۔ (ابوداؤد بسند جید)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الدعاء .

کلمات حدیث: يستحب : پسند فرماتے تھے۔ استحب استحباباً (باب استفعال) پسند کرنا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ ایسی دعاؤں کو پسند فرماتے ہیں جن کے الفاظ مختصر ہوں لیکن ان کے معانی بہت وسیع ہوں۔ جیسے قرآن کریم میں وارد یہ دعا:

﴿ رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِى ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى ٱلْـَٔاخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ ﴿٢٠١﴾ ﴾

"اے ہمارے رب! ہمیں دنیا کی ہر اچھائی عطا فرما اور ہمیں آخرت کی ہر اچھائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔"

رسول کریم ﷺ رحمۃ للعالمین تھے آپ ﷺ نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا طریقہ سکھایا اور اس کے آداب بیان فرمائے اور اس کے لیے انتہائی عمدہ فصیح و بلیغ اور جامع کلمات تلقین فرمائے اور انسانی زندگی کا کوئی ایسا پہلو اور آدمی پر طاری ہونے والے حالات میں کوئی حال ایسا نہیں چھوڑا جس کے لیے دعا کے کلمات تعلیم نہ فرمائے ہوں اس لیے ایک مسلمان کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ ادعیہ ماثورہ کا التزام کرے کیونکہ زبان نبوت ﷺ سے نکلے ہوئے کلمات کی خیر و برکت بھی زیادہ ہے اور ان کی تاثیر بھی بہت ہے۔

(روضة المتقين : ٣/ ٤٥٠ ـ دليل الفالحين : ٤/ ٢٤٣)

آپ ﷺ کثرت سے یہ دعاء مانگا کرتے تھے

١٤٦٧ . وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ اَكْثَرُ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا

فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. زَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَةٍ قَالَ : وَكَانَ أَنَسٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَابِهَا، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بدعَآءٍ دَعَابِهَا فِيهِ.

(١٤٦٧) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے:

" اللهم آتنا فی الدنيا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار ." (متفق عليه)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جب بھی دعا کرتے تو انہی الفاظ میں کرتے اور جب کوئی اور دعا کرتے تب بھی اس دعا کو اس میں شامل فرماتے تھے۔

تخریج حدیث: صحيح البخاری، کتاب الدعوات، باب قول النبی ﷺ ربنا آتنا فی الدنيا حسنة . صحيح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب کراهة الدعاء بتعجيل العقوبة فی الدنيا .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کثرت سے یہ دعا فرماتے جو قرآن کریم میں وارد ہے اور دنیا کی ہر خیر اور آخرت کی ہر خیر اور بھلائی پر مشتمل ہے۔ اس میں دنیا کی ہر اچھائی اور بھلائی آ گئی یعنی عمل صالح رزق طیب وحلال علم دین اور مال واولاد غرض دنیا کی ہر نعمت لفظ حسنہ میں داخل ہے اور آخرت میں حسنہ سے مراد جنت اور نعیم جنت ہیں اور نار جہنم سے نجات۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاحب کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے جو بیماری سے بے حد دبلے ہوگئے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم کوئی دعا کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میں دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ تو نے مجھے آخرت میں جو سزا دینی ہے وہ دنیا ہی میں دیدے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سبحان اللہ تم اتنی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ دعا کیا کرو۔ اللھم آتنا فی الدنیا حسنہ وفی الآخرۃ حسنہ وقنا عذاب النار۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور وہ شفایاب ہوگئے۔

(فتح الباری : ٦٩٣/٢ ۔ شرح صحيح مسلم للنووی : ١٤/١٧ ۔ روضة المتقين : ٤٥١/٣ ۔ دليل الفالحين : ٢٤٤/٤)

اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگنا

١٤٦٨ . وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدٰى، وَالتُّقٰى، وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٤٦٨) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

" اللهم انی أسألک الهدی والتقی والعفاف والغنی ."

''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت کا پرہیز گاری کا پاک دامنی اور بے نیازی کا۔'' (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم یعمل .

کلمات حدیث: الھدیٰ : راہ نمائی، خیر اور بھلائی کی توفیق۔ ارشاد الی الحق، التقی : تقوی شعاری اور پرہیز گاری یعنی ان تمام کاموں کو کرنا جن کے کرنے کا اللہ نے یا اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے اور ان تمام باتوں سے بچنا جن سے اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ عفاف ہر طرح کی برائیوں اور بری باتوں سے پاکدامن اور مجتنب رہنا۔

شرح حدیث: انتہائی جامع دعاء ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر طرح کی خیر کی جانب راہنمائی فرمائے امور خیر ان پر عمل کی اور استقامت کی توفیق عطا فرمائے، ایسی پرہیز گاری کی زندگی عطا فرمائے کہ زندگی بھر اللہ اور رسول ﷺ کے احکام پر عمل کی ہمت وتوفیق ہو اور جن باتوں سے اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمادیا ہے ان سے مکمل اجتناب ہو، ہر برائی سے اور جملہ بری باتوں سے احتراز اور اجتناب کی توفیق ہو اور ایسا استغناء حاصل ہو کہ دنیا اور دنیا کی نعمتوں سے بے نیازی حاصل ہو کر ساری امیدیں صرف اللہ ہی وابستہ کرلی جائیں۔ (شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۷/۳۴۔ تحفة الاحوذی : ۹/۴۲۷)

دنیا اور آخرت کی بھلائیاں

۱۴۶۹. وَعَنْ طَارِقِ بْنِ أُشَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَّدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ : "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَاهْدِنِيْ، وَعَافِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ طَارِقٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَقُوْلُ حِيْنَ أَسْأَلُ رَبِّيْ؟ قَالَ: "قُلْ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَعَافِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ، فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَاٰخِرَتَكَ"

(۱۴۶۹) حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو نبی کریم ﷺ اسے نماز سکھاتے اور حکم فرماتے کہ ان کلمات کے ساتھ دعا کرے:

" اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی."

''اے اللہ! تو مجھے بخش دے تو میرے اوپر رحم فرما مجھے ہدایت عطا فرما مجھے عافیت عطا فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔'' (مسلم)

صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں جو حضرت طارق سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں اپنے رب سے کس طرح سوال کروں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو۔ اللھم اغفرلی آخر تک۔ اور ارشاد فرمایا کہ یہ دعا تیری دنیا اور آخرت کو جمع کرنے والی ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء، باللھم آتنا فی الدنیا حسنة .

کلمات حدیث: تجمع لك دنياك وآخرتك : یعنی دعا کے یہ کلمات تیری دنیا کے مقاصد حسنہ اور آخرت کی صلاح وفلاح دونوں پر مشتمل ہیں۔

شرح حدیث: جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا رسول کریم ﷺ اسے سب سے پہلے نماز کی تعلیم دیتے کہ نماز دین کا ستون اور اولین فریضہ ہے اور اس کے بعد یہ دعا تعلیم فرماتے جو بڑی جامع دعا ہے جو مغفرت رحمت عافیت اور طلب رزق پر مشتمل ہے۔ مغفرت کو پہلے بیان فرمایا کہ پچھلے تمام گناہ معاف ہو کر آدمی رحمت کا مستحق ہو جائے اور مستحق رحمت کو ہدایت عطا ہو اور اس کو عافیت اور رزق سے سرفراز کیا جائے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۷/۱۷)

●●●●●●●●●●●●

استقامت کی دعاء

۱۴۷۰. وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِکَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۷۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

" اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا على طاعتک ."

"اے اللہ دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔" (مسلم)

شرح حدیث: انتہائی اہم جامع اور بلیغ دعاء ہے۔ آدمی کے دل میں خیالات کا دریا بہتا رہتا ہے اور اس کا دل ہر وقت موج حوادث کی زد پر رہتا ہے کہ کب شیطان دل میں برا خیال ڈالدے اور آدمی اس پر عمل کر بیٹھے اور کب مال و اولاد کی محبت غالب آ جائے اور آدمی اس غلبہ حب دنیا اور اولاد کی محبت میں کوئی ایسا کام کر لے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف ہو، اگر اللہ کی توفیق اور مدد شامل نہ ہو تو آدمی کسی بھی وقت نفس شیطان اور حب دنیا کی لائی ہوئی آزمائش اور ان کے پیدا کیے ہوئے فتنے میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ دلوں کو برائی سے پھیر کر خیر کی طرف لانے اور نافرمانی سے رخ موڑ کر بندگی اور طاعت کی طرف لانے کی طاقت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ تمام بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں وہ انہیں جس طرح چاہے پھیرتا رہتا ہے۔ اس لیے یہ دعا امت کو تعلیم کی گئی کہ اے اللہ اے دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی طاعت اپنی رضا اور اپنی بندگی کی طرف پھیر دے۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا ﴾

"اے اللہ ہمیں ہدایت عطا فرمانے کے بعد ہمارے دلوں میں کجی پیدا نہ فرما۔" (آل عمران:۸)

اور شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ جب رسول کریم ﷺ آپ کے پاس ہوتے تو اکثر کیا دعا فرماتے انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ اکثر یہ دعا فرماتے:

" اللھم یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک ."

''اے اللہ اے دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنے دین پر مضبوطی سے قائم فرمادے۔''

(شرح صحیح مسلم للنووی : ١٦/١٦٦ ـ روضة المتقين : ٢/٤٥٤ ـ رياض الصالحين (صلاح الدين) : ٢/٣٥٩)

بری تقدیر سے پناہ مانگنا

١٤٧١ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْکِ الشَّقَآءِ، وَسُوْٓءِ الْقَضَآءِ، وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ. وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ سُفْیَانُ : اَشُکُّ اَنِّیْ زِدْتُ وَاحِدَةً مِنْهَا .

(١٤٧١) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کی پناہ مانگو مصیبت کی مشقت، بدبختی کے لپٹ جانے سے برے فیصلے سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ سفیان نے کہا کہ مجھے شک ہے کہ میں نے ان میں ایک بات زائد ذکر کی ہے۔

تخریج حدیث: صحيح البخاری، كتاب القدر، باب من تعوذ بالله من درك الشقاء . صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فی التعوذ من سوء القضاء و درك الشقاء .

کلمات حدیث: جھد البلاء : ایسی مصیبت جس کا برداشت کرنا کٹھن ہو جائے۔ شدید مصیبت۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے امت کو جو کلمات دعا تعلیم فرمائے وہ تمام کے تمام انتہائی فصیح و بلیغ اور بڑے جامع کلمات ہیں۔ جیسا کہ اس دعا میں امت کو تعلیم فرمائی کہ ان چار امور سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ اللہ کی پناہ مانگو ایسی کٹھن مصیبت سے جس کا برداشت کرنا اور جس سے گزرنا سخت مشکل اور دشوار ہو۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''جھد البلاء'' سخت مصیبت کے یہ معنی بیان کئے کہ ایسی مصیبت جس کا برداشت کرنا آدمی پر دشوار ہو نہ اس کا برداشت کرنا اس کے بس میں ہے اور نہ اسے دور کرنا اس کے لیے ممکن ہو۔ کسی نے کہا کہ جھد البلاء کے معنی ہیں قلت مال اور کثرت عیال یہی مفہوم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ جھد البلاء کی متعدد اور متنوع صورتیں ہو سکتی ہیں جن میں سے آل و اولاد کا زیادہ ہونا اور مال کا کم ہونا بھی ایک ہے۔ امام طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جھد البلاء سے مراد ایسی حالت ہے جس میں گرفتار ہونے والا زندگی پر موت کو ترجیح دے اور مرنے کی تمنا کرنے لگے۔

شقاء کے معنی بدبختی اور بدنصیبی کے ہیں جو سعادت کی ضد ہے۔ اور درک الشقاء کے معنی ہیں بدبختی اور بدنصیبی کا لپٹ جانا۔

سوء القضاء برا فیصلہ، ایسی تقدیر اور ایسی قضاء جس کا نتیجہ آدمی کے حق میں اچھا نہ نکلے۔ شماتة الاعداء۔ دشمنوں کا خوش ہونا، یعنی اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے ایسے المناک حوادث سے جن سے دشمن خوشی محسوس کریں، کیونکہ آدمی پر مصیبت آئے تو دشمن خوش ہوتے ہیں۔

حدیث مبارک میں ان چار امور سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ جهد البلاء، درک الشقاء سوء القضاء، اور شماتۃ الاعداء۔ اس میں ایک جملہ حضرت سفیان کا اضافہ ہے اور انہیں یاد نہیں رہا کہ ان چاروں میں سے کون سا ہے، لیکن دیگر روایات سے اس کا تعین ہو گیا ہے کہ وہ شماتۃ الاعداء ہے۔ (فتح الباری : ۳/۳۱۲۔ عمدۃ القاری : ۲۲/۴۷۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۷/۲۶۔ روضۃ المتقین : ۳/۴۵۵۔ دلیل الفالحین : ۴/۲۴۶)

دین و دنیا کی درستگی کے لیے دعاء

۱۴۷۲۔ وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: "اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِي الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ، وَاَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِي الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۷۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اللهم اصلح لی دینی الذی هو عصمة امری و اصلح لی دنیای التی فیها معاشی و أصلح لی آخرتی التی فیها معادی و اجعل الحیاة زیادة لی فی کل خیر و اجعل الموت راحة لی من کل شر۔ (اے اللہ میرے دین کو درست فرما جو میرے معاملات کی حفاظت کا ذریعہ ہے میری دنیا کی اصلاح فرما جس میں مجھے زندگی گزارنی ہے، میری آخرت سنوار دے جس میں دنیا کے بعد میرا دائمی ٹھکانا ہے اور زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی کا ذریعہ بنادے اور موت کو میرے لئے ہر شر سے راحت کا سبب بنادے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل و من شر مالم یعمل.

کلمات حدیث: عصمة امری : وہ تمام معاملات اور امور جن سے میں حفاظت طلب کرتا ہوں۔ التی فیها معاشی : یعنی جس میں میرا گزر اوقات ہے اور جس میں میری زندگی ہے۔ التی فیها معادی : یعنی میرے لوٹنے کی جگہ۔

شرح حدیث: حدیث مبارک ایک جامع دعاء پر مشتمل ہے کہ اس میں دین اور دنیا کی اصلاح کی دعا ہے اور ہر خیر کی طلب اور ہر شر سے تحفظ کی درخواست ہے۔ دین آدمی کو دنیا کے اور آخرت کے تمام مہالک سے اور جملہ نقصانات سے بچاتا ہے اور ہر برائی سے امان عطا کرتا ہے، دین سے ہی آدمی کے اخلاق سنورتے ہیں اور اس کی عادت سنورتی ہیں، دین ہی سے آدمی آدمی بنتا ہے۔ دین نہ ہو تو انسان میں اور حیوان میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ دین کو اختیار کر کے اور اس پر عمل کر کے آدمی ہر برائی اور ہر شر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اسی لیے یہ دعا مانگنے کی تعلیم دی گئی کہ اے اللہ میرے دین کی اصلاح فرما جس میں میرے جملہ معاملات کی حفاظت اور تمام امور کا تحفظ ہے۔

اے اللہ میری دنیا کو درست فرما اور میری آخرت صحیح اور درست فرما کہ میری زندگی تیری اطاعت اور فرماں برداری میں گزرے امام طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دنیا کی اصلاح سے مراد ہے کہ آدمی کی ضروریات کی تکمیل ایسے حلال اور طیب رزق سے ہوتی ہے جو آدمی کی اطاعت اور اس کی بندگی میں معاون ہو اور اصلاح معاد سے مراد حق سبحانہ کی رضا اس کی رحمت اور مغفرت ہے۔

اور اے اللہ میری زندگی کے جو لمحات اور میری حیات کی جو ساعات باقی ہیں وہ تیری طاعات میں بسر ہوں اور روز بروز طاعات اور حسن عمل میں اضافہ ہو اور جب موت آئے تو وہ دنیا اور آخرت کی تمام تکالیف سے رہائی کا پروانہ بن جائے۔

(شرح صحيح مسلم للنووى : ۳۳/۱۷ ـ روضة المتقين : ۴۵٦/۳ ـ دليل الفالحين : ۲۴۷/۴)

ہدایت واستقامت کی دعاء

۱۴۷۳ . وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "قُلْ : اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ" وَفِيْ رِوَايَةٍ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُکَ الْهُدٰى، وَالسَّدَادَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۷۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرماتے تھے:

" اللهم اهدنى وسددنى ."

"اے اللہ مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھا رکھ۔"

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اللھم انی أسأ لک الھدی والسداد (اے اللہ تجھ سے ہدایت طلب کرتا ہوں اور استقامت اور میانہ روی کا سوال کرتا ہوں)۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم يعمل .

کلمات حدیث: سداد : میانہ روی اور اعتدال اور اس پر استقامت۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سداد کے معنی ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار کرنے اور استقامت کے ہیں۔ اس اعتبار سے سددنی کے معنی ہوئے کہ مجھے ایسی توفیق عطا فرما کہ میرے تمام امور اعتدال پر قائم ہوں اور مجھے اعتدال اور توسط پر استقامت حاصل ہو۔ (روضة المتقين : ۴۵۸/۳ ـ شرح صحيح مسلم : ۳٦/۱۷ ـ دليل الفالحين : ۲۴۸/۴)

آپ ﷺ دس چیزوں سے پناہ مانگتے تھے

۱۴۷۴ . وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : " اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، والجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَالْبُخْلِ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ " وَفِيْ رِوَايَةٍ وَضِلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۷۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

" اللهم انى اعوذبک من العجز والكسل والجبن والهرم والبخل واعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنة المحيا والممات ."

''اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں عاجز ہوجانے سے، سستی، بزدلی اور بڑھاپے سے اور بخل سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔''

اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

'' وضلع الدين وغلبة الرجال .''

''میں پناہ چاہتا ہوں قرض کے بوجھ اور لوگوں کے مجھ پر غالب آجانے سے۔'' (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من العجز والكسل .

کلمات حدیث: عجز : عمل خیر سے اور نیکی سے عاجز ہونا، کہ باوجود قدرت اور استطاعت کے نہ کر سکے۔ کسل : کسل کے معنی امام نووی رحمہ اللہ نے لکھے ہیں کہ خیر کی طرف عدم رغبت اور طبیعت کا عمل صالح پر آمادہ نہ ہونا۔ جبن : بزدلی، دل کا خوف جو شجاعت کی ضد ہے۔ هرم : بڑھاپا۔ ضلع الدين : قرض کا بوجھ۔ غلبة الرجال : لوگوں کے ظلم اور زیادتی کا نشانہ بننا۔

شرح حدیث: علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دعا جوامع کلم میں سے ہے کہ یہ بہت وسیع معانی اور کثیر مفاہیم پر مشتمل ہے۔ اس دعا میں جن امور سے اللہ کی پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے وہ سب ایسے ہیں جن سے انسان کی زندگی میں فتور اور اختلال پیدا ہوتا ہے اور ضروری ہے کہ آدمی ان آفات سے تحفظ کی اللہ سے دعا کرے اور ان سے مجتنب ہو کر اللہ کی پناہ میں آجائے۔ آدمی میں عاجزی اور سستی پیدا ہوجانا کہ باوجود جسمانی قدرت وصلاحیت کے کار خیر سے رہ جائے اور عمل صالح کی انجام دہی نہ کر سکے اور اصلاح احوال کو آج کل پر ٹالتا رہے۔ اور اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو آرام طلبی اور کاہلی کی نذر کردے۔ بزدلی ایک مذموم صفت ہے کہ بزدلی سے انسان عزائم امور اور بڑے بڑے کام انجام دینے سے رہ جاتا ہے اور بے ہمتی عمل کی شاہراہ عظیم پر طویل سفر طے کرنے سے مانع بن جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ بڑھاپا جس میں آدمی عقل رفتہ اور بے کار محض ہو کر رہ جائے کہ نہ عقل وحواس کا ساتھ دیں اور نہ اعضاء کام کے قابل ہیں۔ اسی کو قرآن کریم میں ارذل عمر کہا گیا ہے اور احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارذل عمر سے بھی پناہ مانگی ہے اور جس بات سے آپ ﷺ نے پناہ مانگی ہو امت کے لیے بھی ضروری ہے کہ اس سے پناہ مانگے۔

عذاب قبر سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے بھی پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی، جس قدر آدمی اللہ کے دین سے دور ہوگا اسی قدر زندگی کے فتنوں میں گرفتار ہوگا اور جس قدر معاصی کی کثرت ہوگی اتنا ہی عذاب قبر کی ابتلاء اور آزمائش شدید ہوگی۔

قرض کی کثرت اور اس کا غلبہ کہ آدمی قرض خواہوں کے بوجھ تلے دب جائے نہ قدرت ادائیگی کی ہو اور نہ قرض خواہوں سے بھاگ نکلنے کا راستہ ملے اور آدمی لوگوں کے سامنے اس قدر مقہور اور ذلیل ہو جائے کہ وہ اس پر ظالم بن کر مسلط ہو جائیں اور اس میں نہ مدافعت کی قدرت ہو اور نہ ظلم سہنے کی ہمت۔

آدمی کی زندگی میں پیش آنے والے یہ تمام امور اور احوال ایسے ہیں جن سے نجات کے لیے اللہ کی پناہ میں آجانے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ دانش مندی یہ نہیں ہے کہ آدمی جب کسی آفت میں یا مصیبت میں مبتلا ہو جائے جب ہی دعا مانگے اور تب ہی اللہ تعالیٰ کی

پناہ کا طلب گار رہو، بلکہ تقاضائے ایمان اور تقاضائے فہم ودانش یہ ہے کہ آدمی ان ماثور دعاؤں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے اور عافیت کے زمانے میں اللہ کو پکارے کہ اے اللہ میں ان تمام آفات وبلیات سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(فتح الباری : ۲/۱۵٦ـ عمدة القاری : ۲۳/۷ـ روضة المتقین : ۳/۴۵۸ـ دلیل الفالحین : ٤/۲٤۸)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاء

۱۴۷۵. وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : عَلِّمْنِیْ دُعَآءً اَدْعُوا بِہٖ فِیْ صَلَاتِیْ قَالَ : "قُلْ : اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا، وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ، وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ : "وَفِیْ بَیْتِیْ" وَرُوِیَ ظُلْماً کَثِیْرًا" وَرُوِیَ "کَبِیْرًا" بِالثَّآءِ الْمُثَلَّثَۃِ وَبِالْبَآءِ الْمُوَحَّدَۃِ، فَیَنْبَغِیْ اَنْ یُجْمَعَ بَیْنَھُمَا فَیُقَالُ: کَثِیْرًا کَبِیْرًا .

حدیث (۱۴۷۵): حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعا بتا دیجئے جو میں اپنی نماز میں مانگتا رہوں۔ فرمایا کہ یہ پڑھا کرو:

" اللھم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً ولا یغفر الذنوب الأأنت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور رحیم ."

''اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں ہے تو مجھے اپنی خاص مغفرت سے معاف فرما دے اور مجھ پر رحم فرما کہ تو ہی بہت معاف کرنے والا اور بہت مہربان ہے۔'' (متفق علیہ)

اور ایک اور روایت میں (وفی بیتی) کے بھی الفاظ ہیں کہ میں یہ دعا اپنے گھر میں بھی مانگا کروں اور (ظلماً کثیراً) بھی روایت ہوا ہے اور (ظلماً کبیراً) بھی روایت ہوا ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ دونوں کو ملا کر (کثیراً کبیراً) پڑھ لیا جائے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء فی الصلاۃ. صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الدعاء قبل السلام .

شرح حدیث: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے ایسی دعا بتائیے جو میں اپنی نماز میں پڑھا کروں یعنی تشہد کے بعد اور سلام سے پہلے تو آپ ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرمائی۔ اس دعا کا نماز میں بعد تشہد پڑھنا مستحب ہے کہ یہ دعا بڑی جامع ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی معاف کر دینے اور رحم فرمانے کی صفات کریم کے حوالے سے گناہوں کی معافی کی طلب اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی درخواست ہے۔

(فتح الباری : ۱/۵۹۸ـ شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۷/۲۳ـ روضة المتقین : ۳/۴۵۹ـ دلیل الفالحین : ٤/۲٤۹)

ہر قسم کے گناہوں کی معافی

۱۴۷۶۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَدْعُوْا بِھٰذَا الدُّعَآءِ : اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ، وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ : اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَھَزْلِیْ، وَخَطَئِیْ وَعَمَدِیْ، وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ : اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، وَمَااَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ ! اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَاَنْتَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

(۱۴۷۶) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

" اللهم اغفرلي خطيئتي وجهلي واسرافي في أمري وماأنت اعلم به مني اللهم اغفرلي جدي وهزلي وخطئي وعمدي وكل ذلك عندي اللهم اغفرلي ماقدمت وما أخرت وما أسررت وماأعلنت وما أنت أعلم به مني أنت المقدم وأنت المؤخر وأنت على كل شئي قدير ."

"اے اللہ میری خطا میرا جہل اور میرا اپنے معاملہ میں حد سے تجاوز معاف فرمادے اے اللہ ان تمام لغزشوں کو بھی معاف فرمادے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ جو کام میں نے ارادتاً کیا اور جو میں نے بغیر سنجیدگی کے کیا، اور جو میں نے دانستہ کیا اور جو میں نے نادانستہ کیا اور جو کچھ میں نے کیا سب کو معاف فرمادے اے اللہ میرے وہ سارے گناہ معاف فرمادے جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے جو چھپ کر کئے اور جو اعلانیہ کیے اور وہ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔" (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب قول النبي اللهم اغفرلي ما قدمت . صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذمن شر ما عمل ومن شر مالم يعمل .

کلمات حدیث: اسرافي : میرا حد سے تجاوز کرنا۔ ما قدمت وما أخرت : جو گناہ اور خطائیں میں پہلے کر چکا اور جو مجھ سے سرزد ہو چکے اور وہ جو آئندہ پیش آنے والے ہیں۔ أنت المقدم وأنت المؤخر : آپ جسے چاہے اعمال خیر میں ایمان میں اور تقویٰ میں آگے بڑھا دیں اور جسے چاہیں محروم کر کے پیچھے ہٹا دیں۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو ایک بہت ہی جامع دعا کی تعلیم فرمائی کہ بندہ مؤمن اپنے رب سے اس طرح دعا مانگے کہ اے اللہ میری تمام خطائیں اور لغزشیں اور ہر طرح کے گناہ معاف فرمادے وہ جو مجھ سے بھولے سے سرزد ہو گئے وہ جن کا ارتکاب میں نے نادانی اور غفلت میں کر لیا وہ جن کے گناہ اور خطا ہونے کا مجھے احساس بھی نہ ہوا اور وہ جن کو تو مجھ سے بہتر جانتا ہے، کہ بعض گناہ ایسے خفی ہوتے ہیں جو آدمی کے شعور میں پوری طرح نہیں آتے اور وہ انہیں بلائے رکھتا ہے اور ان کی طرف دھیان تک نہیں دیتا۔ اے اللہ میرے وہ گناہ معاف فرمادے جو مجھ سے یونہی ہنسی کھیل میں سرزد ہو گئے اور میں ان میں سنجیدہ نہیں تھا اور وہ تمام گناہ بھی

معاف فرمادے جو میں نے شعور اور احساس کے ساتھ کئے۔

اے اللہ میرے وہ تمام گناہ معاف فرمادے جو میں پہلے کر چکا ہوں اور وہ گناہ معاف فرمادے جو مجھ سے آئندہ سرزد ہوں گے وہ سارے گناہ بھی معاف فرمادے جو میں نے چھپا کر کئے اور جو میں نے اعلانیہ کئے۔

اے اللہ تو ہی جس کو دین و دنیا کی صلاح و فلاح عطا کرنا چاہے اور جس کو دنیا اور آخرت کی کامیابی عطا فرمانا چاہے تو اسے اس کی توفیق و ہمت عنایت فرما دیتا ہے اور جو تیری مشیئت و تقدیر میں محروم ہو وہ توفیق عمل سے بھی محروم ہو جاتا ہے تو اے اللہ مجھے توفیق عمل عطا فرما مجھے حسن عمل کی ہمت عطا فرما اور مجھے ایسی توفیق عطا فرما جس میں میری دنیا کی بھی اصلاح ہو جائے اور میری آخرت بھی سنور جائے۔(آمین) (فتح الباری : ۳/۳۳۱ - عمدة القاری : ۳/۲۹ - روضة المتقین : ۳/٤٦١ - دلیل الفالحین : ٤/۲٥٠)

برے اعمال سے پناہ مانگنا

۱۴۷۷. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَآئِهِ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَاعَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّمَالَمْ اَعْمَلْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۷۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی دعاؤں میں یہ کلمات بھی فرماتے تھے:

"اللھم انی أعوذبک من شر ما عملت ومن شر ما لم اعمل ."

"اے اللہ میں ہر اس عمل کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو میں نے کیا اور ہر اس عمل کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو میں نے نہیں کیا۔"(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب قول النبی اللھم اغفرلی ماقدمت . صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذمن شر ما عمل ومن شر مالم یعمل .

شرح حدیث: علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مقصود حدیث مبارک یہ ہے کہ ہر وہ کام جس کا نتیجہ اللہ کی مشیئت میں اچھا نہ ہو اس سے بھی اللہ سے مغفرت طلب کرنا چاہئے اور امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث مبارک کے معنی یہ ہیں کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس کام سے جس کے نتیجے میں دنیا یا آخرت کی سزا درپیش ہو، باوجود یہ کہ میں نے اس کا ارادہ نہ کیا ہو اور ان تمام کاموں کے شر سے جو آئندہ واقع ہونے والے ہیں میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۷/۳۲ - روضة المتقین : ۳/٤٦۲ - دلیل الفالحین : ٤/۲٥۱)

نعمت کے سلب ہونے سے پناہ مانگنا

۱۴۷۸. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ، وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَفُجَاءَۃِ نِقْمَتِکَ، وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(۱۴۷۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعاؤں میں یہ دعا بھی فرمایا کرتے تھے:

" اللھم انی اعوذبک من زوال نعمتک وتحول عافیتک و فجاۃ نقمتک وجمیع سخطک ."

"اے اللہ میں تیری پناہ میں آیا ہوں تیری نعمت کے زائل ہونے سے عافیت کے پھر جانے سے تیری ناگہانی ناراضگی سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی ہے۔" (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب اکثر اھل الجنۃ الفقراء .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار اور بے حساب نعمتوں سے نوازا ہے ان نعمتوں کی قدر و قیمت کا آدمی کو صحیح احساس اس وقت ہوتا ہے جب ان میں سے کوئی نعمت زائل ہو جائے، کسی کی اگر بینائی جاتی رہے تو وہ خوب اچھی طرح جان لیتا ہے کہ بینائی کی کس قدر ضرورت ہے اور اس کی زندگی میں کس قدر اہمیت ہے۔ غرض ہر نعمت کی قدر و قیمت کا شعور و احساس اس کے زائل ہو جانے کے بعد ہوتا ہے۔ اس لیے تعلیم فرمائی کہ اللہ جس قدر بھی آپ نے نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان سب کو باقی رکھ اور ان میں سے کسی سے ہمیں محروم نہ فرما۔ ہمیں عافیت عطا فرما اور اس صحت و زندگی اور جان و مال کی اس عافیت کو اس وقت تک باقی رکھ جب تک ہم اس دنیا میں موجود ہیں اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں کہ کسی وقت عافیت پلٹ جائے اور ہم مصیبت میں مبتلا ہو جائیں اور گرداب بلاء ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لے، اور ناگہانی اور غیر متوقع آفت میں گھر جائیں ہم تیری پناہ میں آتے ہیں تیری ہر طرح کی ناراضگی سے تو ہمیں اپنے غضب سے بچا اور ہمیں اپنے حفظ و امان میں لے لے۔ (آمین)

●●●●●●●●●●●●

تقویٰ کی دعاء

۱۴۷۹ . وَعَنْ زَیْدِبْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : "اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْھَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ : اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا، وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُمَنْ زَکَّاھَا، اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا : اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَایَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَایَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَاتَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَۃٍ لَایُسْتَجَابُ لَھَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۷۹) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ یہ دعا فرماتے:

اللھم انی اعوذبک من العجز والکسل والبخل والھرم وعذاب القبر اللھم آت نفسی تقواھا

وزکھا أنت خیر من زکھا أنت ولیھا ومولاھا اللھم انی اعوذبک من علم لا ینفع ومن قلب لایخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعوۃ لا یستجاب لھا .''

''اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عاجزی سستی اور بخل سے بڑھاپے اور عذاب قبر سے اے اللہ تو میرے نفس کو اس کا تقوی عطا کر اور اس کو پاک کردے کہ تو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا کارساز اور مولی ہے اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے ایسے قلب سے جو خشیت سے خالی ہو ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔'' (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل .

کلمات حدیث: آت نفسی تقواھا : میرے نفس کو اس کا تقوی عطا فرما دے، یعنی میرے دل میں ایسی خشیت پیدا فرما دے جو مجھے آمادۂ عمل کرے اور برائیوں اور برے کاموں سے بچائے۔ وزکھا : اور میرے نفس کو آلودگیوں اور گندگیوں سے پاک وصاف فرما دے۔

شرح حدیث: اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ تقوی اختیار کریں یعنی ان تمام احکام پر عمل کریں جن کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم فرمایا ہے اور ان تمام برائیوں اور برے کاموں سے اجتناب کریں جن سے بچنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے اور اللہ سے دعا کریں کہ اے اللہ مجھے تقوی عطا فرما اور میرے دل میں ایسی پاکیزگی پیدا فرما دے کہ وہ خود بخود برائیوں اور برے کاموں سے نفور اور بیزار ہو جائے اور آمادۂ عمل صالح ہو جائے۔ اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں ایسے علم سے جس سے مجھے فائدہ نہ پہنچے اور ایسے نفس سے جس کی طمع اور لالچ اور حرص کی آگ کبھی ٹھنڈی نہ ہو۔ اور ایسے دل سے جو اللہ کی خشیت اور اس کے خوف سے خالی ہو۔ یعنی اے اللہ میں دین کا جو علم حاصل کروں اس پر عمل کروں اور میرا دل تیرے خوف اور تیری خشیت سے لبریز رہے ایسی خشیت جو مجھے معصیتوں سے اجتناب پر آمادہ اور اعمال صالحہ کی جانب راغب کرے۔ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس دعا سے جو قبول نہ ہو یعنی اے اللہ میری دعاؤں کو قبول فرما۔ (آمین) (شرح صحیح مسلم للنووی : ۳۴/۱۷۔ روضۃ المتقین : ۴۶۳/۳۔ دلیل الفالحین : ۲۵۲/۴)

توکل کی دعاء

۱۴۸۰ . وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ : ''اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ، وَبِکَ اٰمَنْتُ، وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ، وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ، وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ، فَاغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَااِلٰہَ اِلَّااَنْتَ'' زَادَ بَعْضُ الرُّوَاۃِ : ''وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

(۱۴۸۰) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرماتے تھے:

'' اللھم لک اسلمت وبک آمنت وعلیک توکلت والیک أنبت وبک خاصمت والیک

حاکمت فاغفرلی ماقدمت وما أخرت وما اسررت وماأعلنت انت المقدم وانت المؤخر لا اله الا أنت."

''اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا تجھ پر ایمان لایا، تیرے اوپر توکل کیا، تیری ہی جانب رجوع کرتا ہوں تیرے ہی طرف میں نے فیصلے میں رجوع کیا۔ تو مجھے بخش دے وہ گناہ جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے اور جو چھپ کر کئے اور جو اعلانیہ کئے تو ہی بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔''

بعض راویوں نے یہ الفاظ زائد روایت کئے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ (گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی کوئی قوت اور طاقت نہیں ہے سوائے اللہ کی توفیق کے) (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء اذاانتبه من اللیل . صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب مایقول عند النوم واخذ المضجع .

کلمات حدیث: الیك أنبت : میں صرف تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔ بك خاصمت : میں تیرے راستے میں تیرے دشمن سے دشمنی رکھتا ہوں اور اس پر تیری مدد سے غالب آتا ہوں۔

شرح حدیث: دعا کے ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں کامل حضور ہر حال میں اس کی طرف رجوع اور ہر قدم پر اس کی مدد استعانت کی طلب کی تعلیم دی گئی ہے۔ دوستی اور دشمنی اسی کی خاطر ہے اور اسی کے لیے ہے۔ اور ہر معاملہ میں اسی کا فیصلہ قبول ہے۔ یعنی دعا کا ہر لفظ تسلیم و رضا سے عبارت ہے۔

حدیث مبارک میں وارد اس دعا میں فرمایا کہ میں تیرے ہی اوپر توکل کرتا ہوں۔ توکل کے معنی ہیں کہ بندہ اسباب دنیویہ کو اختیار کرتے ہوئے یہ یقین کامل رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہی مسبب الأسباب ہے اور جو کچھ ہوتا ہے وہ اسی کی مشئیت اور ارادے سے ہوتا ہے اور میں اس کی تقدیر پر راضی ہوں اور اس کے حکم کے سامنے اپنا سر جھکاتا ہوں۔ یعنی توکل کے دو اجزاء ہیں اولاً اسباب عادیہ کا اختیار کرنا اور ثانیاً اللہ کی قدرت کاملہ پر یقین کامل اور اس پر مکمل بھروسہ اور اعتماد اور اپنے آپ کو اس کی رضا اور مشئیت کے سپرد کر دینا۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۷/۳۴۔ روضة المتقین : ۳/۴٦٤۔ دلیل الفالحین : ٤/۲۵۳)

فتنوں سے پناہ مانگنا

۱۴۸۱ . وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْ بِهٰؤُلَآءِ الْکَلِمَاتِ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰی وَالْفَقْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَهٰذَا لَفْظُ اَبِیْ دَاوُدَ .

(۱۴۸۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا فرماتے:

'' اللهم انی اعوذبک من فتنة النار وعذاب النار ومن شر الغنی والفقر .''

''اے اللہ میں جہنم کے فتنے سے اور آگ کے عذاب سے اور تونگری اور فقر کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الاستعاذۃ . الجامع للترمذی، کتاب الدعوات، باب الاستعاذۃ من عذاب القبر و الدجال .

شرح حدیث: جہنم کے فتنے اور وہاں کی آزمائش سے نجات اور ان امور سے اللہ کی پناہ جو جہنم کی جانب اور جہنم کے عذاب کی طرف لے جانے والے ہیں۔امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مال و دولت کی زیادتی اور فراوانی آدمی کے لیے بہت بڑا فتنہ بن جاتی ہے کہ کثرت مال و دولت سے مال کی محبت بڑھتی ہے جو آدمی کو مال کے جمع کرنے میں مبتلا کرتی ہے کہ وہ ہر وقت اسی دھن میں لگا رہتا ہے کہ میرے پاس زیادہ سے زیادہ مال جمع ہو جائے اور اس حب مال کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ آدمی مال کو خیر کے کاموں میں خرچ کرنے سے باز رہتا ہے اور اس طرح اسکے پاس ناپاک اور گندہ مال جمع ہو جاتا ہے جو بالآخر اللہ تعالیٰ سے اور اس کی گرفت سے غافل بنا دیتا ہے اور حد سے بڑھا ہوا فقر آدمی کو جزع و فزع میں مبتلا کر دیتا ہے اور بالآخر اسکی عزت نفس ختم ہو جاتی ہے اور حلال و حرام کی تفریق ختم ہو جاتی ہے۔

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر فتنے سے مراد مصیبت اور تکلیف ہو تو اس کا شر آدمی کا بے صبر ہو جانا اور سختی اور شدت کو تسلیم و رضا کے ساتھ برداشت نہ کرنا ہے۔اور اگر اس دعا میں فتنہ کے معنی آزمائش اور امتحان کے لئے جائیں تو اس معنی کے اعتبار سے شر کا پہلو یہ ہے کہ آدمی فراخی میں حمد و شکر سے محروم رہے اور فقر میں اسے صبر نصیب نہ ہو۔

(فتح الباری : ۱/۵۹۸۔ شرح صحیح مسلم للنووی : ۵/۷۴۔ عمدۃ القاری : ۲۳/۱۴)

برے اخلاق اور برے اعمال سے پناہ مانگنا

۱۴۸۲ . وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهٖ، وَهُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ، وَالْاَعْمَالِ، وَالْاَهْوَآءِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

(۱۴۸۲) زیاد بن علاقہ اپنے چچا حضرت قطبۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا فرماتے:

''اللهم انی اعوذبک من منکرات الا خلاق والأعمال والأهواء .''

''اے اللہ میں برے اخلاق اعمال اور اھواء سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب من دعاء داؤد علیه السلام .

راوی حدیث: حضرت قطبۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں، ان سے روایت کردہ ایک حدیث امام بخاری نے

اپنی صحیح میں اور ایک اور حدیث امام مسلم ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے تخریج کی ہے کتب ستہ میں ان سے مروی یہی دو احادیث ہیں اور دوسری مسلم وغیرہ کی روایت کہ آپ ﷺ نے نماز میں سورۂ ق تلاوت فرمائی۔ (دلیل الفالحین ٤/٢٥٥)

کلمات حدیث: منكرات الأخلاق : برے اخلاق۔ ناپسندیدہ اخلاق۔ منكرات الأعمال : برے اعمال۔ ناپسندیدہ اعمال۔ منكرات الأهواء : بری خواہشات۔ برے افکار و خیالات اور برے جذبات۔ أهواء : هوى کی جمع ہے ہر وہ بات جو کسی کو اچھی لگے۔ جس کی طرف نفس کا میلان ہو۔

شرح حدیث: اس دعا میں تعلیم ہے کہ آدمی تمام برے اخلاق و اعمال اور ہر طرح کے فاسد عقائد، باطل خیالات، غلط افکار، اور ہر طرح کے اوہام سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ اختیار کرے اور اپنے فکر و ذہن کو اور قلب و نظر کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے عقائد و افکار سے جلا بخشے۔ (روضة المتقين : ٣/٤٦٧ ۔ دليل الفالحين : ٤/٢٥٥)

اعضاء و جوارح کے شر سے بچنے کی دعاء

١٤٨٣ ۔ وَعَنْ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ دُعَآءً قَالَ : " قُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ، وَمِنْ شَرِّلِسَانِيْ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

(١٤٨٣) حضرت شکل بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرمائی:

" اللهم انى اعوذبك من شر سمعي ومن شر بصرى ومن شر لسانى ومن شر قلبى ومن شر منيى."

" اے اللہ میں اپنے کان آنکھ زبان دل اور شرم گاہ کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔" (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاستعاذه . الجامع للترمذى ابواب الدعوات، باب الاستعاذة من شر السمع .

راوی حدیث: حضرت شکل بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ ابن الجوزی کا بیان ہے کہ ان سے یہی ایک حدیث مروی ہے۔ (دليل الفالحين ٤/٢٥٥)

کلمات حدیث: من شر منيى : میری منی کے شر سے۔ منی : مرد کا مادۂ تولید۔ یہاں مراد شرمگاہ ہے۔

شرح حدیث: حضرت شکل بن حمید کو رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرمائی کہ یہ کہا کرو کہ اے اللہ مجھے اپنی پناہ اور حفاظت میں لے

لے جو میرے کانوں سے سرزد ہوں یعنی یہ کہ میں اپنے کانوں سے غیبت جھوٹ بہتان سنوں اور نہ کوئی ایسی بات سنوں جس کے سننے سے مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ اور تیری حفاظت میں آتا ہوں کہ میں لوگوں کے عیب دیکھوں نامحرم عورتوں کو دیکھوں اور ایسی کوئی بات دیکھوں جس کے دیکھنے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع کیا ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اور تیری حفاظت طلب کروں کہ میں اپنی زبان سے غیبت کروں جھوٹ بولوں یا کسی کو تہمت لگاؤں یا کوئی ایسا کلمہ زبان سے ادا کروں جس کے کہنے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اور تیری حفاظت طلب کرتا ہوں کہ میرے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے سوا کوئی اور محبت جگہ لے اور میرے قلب پر غالب آئے۔ اور اے اللہ میں آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ میرے جسم کا کوئی حصہ اور میرے اعضاء میں سے کوئی عضو سے ایسا کوئی عمل سرزد ہو جس سے اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (دلیل الفالحین : ٤/٢٥٥ ـ تحفة الاحوذی : ٩/٤٣٠)

بیماریوں سے پناہ مانگنا

۱۴۸۴. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُوْنِ، وَالْجُذَامِ، وَسَيِّيءِ الْاَسْقَامِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

(۱۴۸۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا فرماتے:

" اللهم اني اعوذبک من البرص والجنون والجذام وسئی الأسقام ."

''اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں برص کی بیماری سے جنون سے اور جذام سے اور تمام بری بیماریوں سے۔'' (ابوداؤد بسند صحیح)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاستعاذة .

شرح حدیث: تمام بری اور موذی بیماریوں سے اللہ کی پناہ اور عافیت طلب کرنی چاہئے برص سے جس میں جلد پر سفید داغ ہو جاتے ہیں کوڑھ کے مرض سے اور جنون اور پاگل پن سے کہ انسان کا شرف وامتیاز ہی عقل سے ہے عقل باقی نہ رہے تو انسان اور حیوان میں فرق باقی نہیں رہتا۔ اور اسی طرح تمام موذی بیماریوں سے اللہ کی پناہ اور عافیت طلب کرنی چاہئے۔

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے موذی بیماریوں سے عافیت طلب کرنے کی تعلیم فرمائی اور ہر طرح کی بیماریوں سے طلب عافیت کا حکم نہیں فرمایا اور اس میں حکمت یہ ہے کہ بعض بیماریاں جیسے بخار اور درد وغیرہ ایسی بیماریاں ہیں جو وقتی ہوتی ہیں اور آدمی بعد میں تندرست ہو جاتا ہے نیز یہ کہ ان بیماریوں میں آدمی کی کلفت کم ہوتی ہے اور جزا اور ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ جبکہ برص اور موذی بیماریوں سے آدمی بہت کلفت اٹھاتا ہے، تیماردار پریشان ہو جاتے ہیں اور ہمدرد غمگسار ساتھ چھوڑ جاتے ہیں خاص طور پر برص و جذام جس سے سب کراہت محسوس کرتے ہیں اور جنون کہ عقل کے بغیر انسان انسان باقی نہیں رہتا۔

(روضة المتقین : ٣/٤٦٨ ـ دلیل الفالحین : ٤/٢٥٧)

بھوک اور خیانت سے پناہ

۱۴۸۵. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ ! رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

(۱۴۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بھوک سے بے شک وہ برا ساتھی ہے اور میں پناہ مانگتا ہوں خیانت سے کہ وہ بری باطنی خصلت ہے۔'' (ابوداؤد بسند صحیح)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الاستعاذۃ .

کلمات حدیث: البطانة : اندرونی خصلت۔ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بطانۃ ۔ظہارہ کا ضد ہے یعنی لباس کا بیرونی حصہ اور بطانۃ لباس کا اندرونی حصہ۔ مراد وہ عادت وخصلت ہے جسے آدمی لوگوں سے چھپائے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں شدید بھوک سے اور خیانت سے اللہ کی پناہ مانگنے کی تعلیم ہے کیونکہ بھوک کی زیادتی حضور قلب میں مانع بنتی ہے اور خیانت ایک انتہائی بری باطنی خصلت ہے۔ (دلیل الفالحین : ٤/٢٥٦)

۱۴۸۶. وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ مُكَاتِبًا جَآءَهٗ فَقَالَ : اِنِّيْ عَجِزْتُ عَنْ كِتَابَتِيْ فَاَعِنِّيْ قَالَ : اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْكَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دَيْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ؟ قُلْ: "اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

(۱۴۸٦) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک غلام مکاتب ان کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں کتابت کی رقم ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہوں آپ میری مدد کریں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھادوں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائے تھے کہ اگر کسی پر پہاڑ جتنا بھی قرض ہو اللہ تعالیٰ اسے ادا فرمادے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

" اللّٰهم اكفني بحلالك عن حرامك وأغنني بفضلك عمن سواك."

''اے اللہ! حرام سے محفوظ رکھ اور اپنے حلال رزق سے میری کفایت فرما اور اپنے فضل سے مجھے ایسا غنی بنادے کہ میں تیرے سوا ہر ایک سے بے نیاز ہو جاؤں۔'' (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات.

کلمات حدیث: مکاتب : وہ غلام جو اپنے مالک کے ساتھ تحریری معاہدہ کرے کہ وہ مقررہ رقم مالک کو ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جائے گا۔ یعنی آزادی کی قیمت مقرر کر لی جسے غلام کما کر مالک کو بالا قساط ادا کرتا رہے اور جب پوری رقم ادا ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائے۔

شرح حدیث: قرض کی ادائیگی اور لوگوں سے بے نیازی کے حصول کے لیے بہترین دعا ہے۔ (دليل الفالحين : ٤/٢٥٧)

ہدایت کی دعاء

۱۴۸۷۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَ اَبَاهُ حُصَيْنًا كَلِمَتَيْنِ يَدْعُوْ بِهِمَا : "اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ، وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

(۱۴۸۷) حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے والد حصین کو دو کلمات دعا سکھائے جن کے ساتھ وہ دعا کیا کرتے تھے:

" اللهم الهمنی رشدی وأعذنی من شر نفسی ."

"اے اللہ میرے دل میں میرا رشد القاء کر دے اور مجھے میرے شر سے محفوظ فرما دے۔" (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات .

کلمات حدیث: الهمنی رشدی : مجھے ان امور کی توفیق عطا فرما جو دنیا اور آخرت میں میرے لیے مفید اور سود مند ہوں۔

شرح حدیث: ارشاد ضلال کی ضد ہے یعنی ہر وہ امر جو ہدایت پر اور انسان کے حق میں صلاح و فلاح پر مشتمل ہو۔ یہ ایک بہترین دعا ہے کہ اللہ سے ہر معاملہ میں رشد و ہدایت طلب کی جائے اور اپنے نفس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگی جائے، کہ انسان کا نفس اسے برائیوں کی طرف لے جانے والا ہے۔

عافیت کی دعاء

۱۴۸۸۔ وَعَنْ اَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَسْاَلُهُ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ : "سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ" فَمَكَثْتُ اَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَسْاَلُهُ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِيْ : "يَاعَبَّاسُ يَاعَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ، سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ .

(۱۴۸۸) حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی شئے سکھائیں جس کا میں اللہ سے سوال کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ سے عافیت طلب کرو۔ میں چند دن ٹھہرا پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی شئے سکھائیں جس کا میں اللہ سے سوال کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عباس! اللہ سے دنیا اور آخرت میں عافیت طلب کرو۔ (ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب أی الدعاء افضل .

کلمات حدیث: العافیة : اسم مصدر ہے۔ کہتے ہیں کہ عافاہ اللہ : یعنی اللہ اسے یعنی میرے نفس کو ان چیزوں سے دور رکھ جو اس کو ایذا دینے والی ہیں۔

شرح حدیث: نہایت جامع دعا ہے جس میں اللہ سے دنیا کی تمام تکلیفوں مصیبتوں اور ہر طرح کے آزار سے تحفظ اور آخرت کی ہر طرح کی ابتلاؤ آزمائش سے سلامتی کی درخواست کی گئی ہے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب عم رسول اللہ ﷺ کے مکرر سوال پر آپ کا یہ فرمانا کہ اللہ سے دنیا اور آخرت کی عافیت طلب کرو، ظاہر کرتا ہے کہ طلب عافیت اور دعا عافیت کی کس قدر اہمیت ہے۔ اور یہ مضمون اس قدر جامع ہے کہ تمام امور کا احاطہ کرتا ہے۔ رسول کریم ﷺ عم محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے والد کے درجہ میں سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ کا انہیں عافیت کی دعا کے لیے فرمانا اس امر کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ امام جزری رحمہ اللہ عدۃ الحصن الحصین میں فرماتے ہیں کہ یہ امر کہ رسول اللہ ﷺ عافیت کی دعا فرماتے تھے درجہ تواتر کو پہنچا ہوا ہے اور تقریباً پچاس روایات میں منقول ہے کہ آپ ﷺ نے عافیت کی دعا فرمائی۔

(تحفة الاحوذی : ۹/۴٦١ ۔ روضة المتقین : ٣/٤٧٠ ۔ دلیل الفالحین : ٤/٢٥٨)

دین پر استقامت کے لیے دعاء

۱۴۸۹ . وَعَنْ شَهْرِبْنِ حَوْشَبٍ قَالَ : قُلْتُ لِاُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: يَااُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ مَاكَانَ اَكْثَرُ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ كَانَ اَكْثَرُ دُعَآئِهٖ "يَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

(۱۴۸۹) حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس ہوتے تھے تو اکثر کیا دعا فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی:

"یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک."

''اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔'' (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب یا مقلب القلوب ثبت قلبی .

کلمات حدیث: یا مقلب القلوب : اے دلوں کے پھیرنے والے یعنی اسے گمراہی سے ہدایت کی طرف لانے والے۔

شرح حدیث: دین پر ثابت قدمی اور استقامت اللہ کے ان اولوالعزم بندوں کا کام ہے جو اللہ کی طرف سے رشد وہدایت سے سرفراز کئے گئے ہوں کہ آدمی کی زندگی میں بے شمار ایسے موڑ آتے ہیں جن میں وہ غفلت اور تساہل میں پڑ کر اللہ کی بندگی میں کوتاہی کا مرتکب ہوجاتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ آدمی ہر وقت یہ دعا کرتا رہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ ہر آدمی کا دل رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جسے چاہے استقامت عطا فرمائے اور جسے چاہے زیغ میں مبتلا کردے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا ﴾

''اے اللہ ہدایت عطا فرمانے کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کر۔''

(تحفة الاحوذی : ۹/۴٦۸ ۔ دلیل الفالحین : ٤/۲۵۹)

اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی دعاء

۱۴۹۰ . وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : كَانَ مِنْ دُعَآءِ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السلام : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُحِبُّکَ، وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ : اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ، وَاَهْلِیْ، وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ .

(۱۴۹۰) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت کا اور تجھ سے محبت کرنے والے شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے اے اللہ اپنی محبت کو میرے لیے میری جان میرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب من دعا داؤد علیه السلام .

شرح حدیث: انتہائی بلیغ اور جامع دعا ہے جس میں اپنی ذات اہل وعیال اور ہر اس چیز پر جس کی جانب نفس مائل ہو اللہ کی اطاعت وبندگی اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری پر مقدم کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اعمال صالحہ کی ترغیب وتعلیم دی گئی

ہے۔ (دلیل الفالحین : ٤/٢٦٠۔ نزهة المتقين : ٢/٣٣٣)

اسم اعظم

۱۴۹۱. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَلِظُّوْا بِیَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

وَرَوَاهُ النَّسَآئِیُّ مِنْ رِوَایَةِ رَبِیْعَةَ بْنِ عَامِرٍ الصَّحَابِیِّ قَالَ الْحَاکِمُ : حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاَسْنَادِ: اَلِظُّوْا" بِکَسْرِ اللَّامِ وَتَشْدِیْدِ الظَّآءِ الْمُعْجَمَةِ مَعْنَاهُ : اَلْزَمُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ وَاَکْثِرُوْا مِنْهَا.

(۱۴۹۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یاذالجلال والاکرام خوب کثرت سے کہا کرو۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے ربیعۃ بن عامر صحابی سے روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

کلمات حدیث: أَلِظُّوا : کے معنی ہیں ان کلمات کو اپنے او پر لازم کرلو اور ان کا بکثرت ورد کیا کرو۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں تعلیم دی گئی کہ یاذالجلال والاکرام بکثرت کہنا چاہیے اور دعاؤں کے درمیان اس کا ورد کرنا چاہیے۔ کہ ایک قول کے مطابق الجلال والاکرام اسم اعظم ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے۔ یاذالجلال والاکرام۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مانگو تمہاری دعا قبول ہوگی۔ فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا عنوان کامل ہیں۔

(تحفة الاحوذی : ٩/٤٧٢۔ دلیل الفالحین : ٤/٢٦١)

رسول اللہ ﷺ کی تمام دعاؤں کا خلاصہ

۱۴۹۲. وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِدُعَآءٍ کَثِیْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَیْئًا، قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ دَعَوْتَ بِدُعَآءٍ کَثِیْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَیْئًا فَقَالَ : "اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَایَجْمَعُ ذٰلِکَ کُلَّهٗ"؟ تَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُکَ مِنْ خَیْرِ مَاسَاَلَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَااسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ.

(۱۴۹۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے دعائیں فرماتے جو ہمیں یاد نہ رہیں تو ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے بہت سی دعائیں فرمائی ہیں جو ہمیں یاد نہ رہیں تو آپ ﷺ

نے ارشادفرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ بتلادوں جو ان سب دعاؤں کی جامع ہو۔وہ دعا یہ ہے:

" اللهم انی أسالک من خير ما سألک منه نبيک محمد ﷺ واعوذبک من شر ما استعاذمنه نبيک محمد ﷺ وأنت المستعان وعليک البلاغ ولا حول ولا قوة الا بالله."

"اے اللہ میں تجھ سے ہر اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کا سوال تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ نے کیا اور ہر اس شر سے میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ طلب کی۔تو ہی ہے جس سے مدد طلب کی جائے اور تو ہی فریاد کو پہنچنے والا ہے۔ گناہ سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی ہمت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔" (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب اللهم انا نسئلك بما سألك به نبيك .

شرح حدیث: دعا مذکوران جملہ ماثور دعاؤں کو شامل ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائیں، اور اس دعا کی جامعیت کے پیش نظر ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس دعا کو بطور خاص اپنی دعاؤں کا حصہ بنائے۔ (تحفة الاحوذی ۹/۴٦۷ . دلیل الفالحین ٤/٢٦٢)

ایک جامع ترین دعاء

۱۴۹۳. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ الْحَاكِمُ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ وَقَالَ: حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

(۱۴۹۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا یہ بھی تھی:

" اللهم انی أسالک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والسلامة من كل اثم والغنيمة من كل بر والفوز بالجنة والنجاة من النار ."

"اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت کو واجب کردینے والی چیزوں کا اور ایسے اعمال کا جن سے ہمیں تیری مغفرت حاصل ہوجائے اور ہر گناہ سے سلامتی اور ہر نیکی میں حصہ پانے کا جنت کے حصول میں کامیابی اور جہنم سے نجات کا سوال کرتا ہوں۔" (حاکم اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے)

تخریج حدیث: المستدرك للحاكم : ۱/۵۲۵ .

کلمات حدیث: موجبات رحمتك : ایسے اعمال خیر جن سے تیری رحمت لازم ہوجائے۔ عزائم مغفرتك : ایسے اعمال جن کے نتیجے میں تیری مغفرت حاصل ہوجائے۔

شرح حدیث: مقصود دعا اللہ تعالیٰ سے ان اعمال کی توفیق طلب کرنا ہے جن سے اسکی رحمت و مغفرت حاصل ہو، گناہوں سے تحفظ ملے اور اعمال خیر کی رغبت پیدا ہو۔اور بالآخر جہنم سے نجات اور جنت کی سرفرازی حاصل ہوجائے۔ (دلیل الفالحین : ٤/٢٦٢)

اَلْبَابُ (۲۵۱)

فَضْلُ الدُّعَآءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ
غائبانہ دعاء مانگنے کا اجر

۳۲۶. قَالَ تَعَالٰی :

﴿ وَالَّذِينَ جَآءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔'' (الحشر: ۱۰)

تفسیری نکات: مہاجرین اور انصار کے بعد آنے والے وہ صحابۂ کرام جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے اور تابعین اور قیامت تک تمام آنے والے مسلمان ان جان نثار صحابۂ کرام کے حق میں دعا کرتے ہیں جنہوں نے صحبت رسول اللہ ﷺ کا حق ادا کیا اپنی جان اور اپنے مال کی قربانی دے کر دین اسلام کا علم بلند کیا اور اللہ کے کلمہ کو دین کو اقصائے عالم تک پہنچایا۔

۳۲۷. وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴾

اور فرمایا

''اپنے گناہوں کی بخشش مانگ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے۔'' (محمد: ۱۹)

تفسیری نکات: دوسری آیت مبارکہ رسول کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ بندہ کی عبادت اللہ کی عظمت کے مقابلہ میں قاصر ہے اس لیے آپ اپنے کو حق عبادت ادا کرنے سے قاصر سمجھتے ہوئے استغفار کیجئے اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی استغفار کیجئے اور ان کو ایسے اعمال پر آمادہ کیجئے جو ان کے لیے باعث مغفرت ہیں۔ (تفسیر مظہری)

۳۲۸. وَقَالَ تَعَالٰی إِخْبَارًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝٤١ ﴾

اور اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اے ہمارے رب! مجھے بخش دے میرے ماں باپ کو اور مومن کو جس دن حساب قائم ہوگا۔'' (ابراہیم: ۴۱)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اور اپنے والد کی اور تمام مومنین کی مغفرت کی دعا فرمائی۔ (تفسیر عثمانی)

مسلمان بھائی کے لیے غائبانہ دعا کا فائدہ

۱۴۹۴. وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "مَامِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یَدْعُوْ لِاَخِیْهِ بِظَهْرِ الْغَیْبِ اِلَّا قَالَ الْمَلَکُ: وَلَکَ بِمِثْلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۹۴) حضرت ابوالدرداؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی اس کی مثل ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمین بظهر الغیب.

شرح حدیث: کسی مسلمان کی غیر موجودگی میں اس کے لیے دعا کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ جو دعا اس نے اپنے مسلمان بھائی کے حق میں کی ہے اسے اس کے حق میں بھی قبول فرما۔ اور فرشتوں کی دعا اللہ کی بارگاہ میں قبول ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے حق میں دعا کے ساتھ اپنے دیگر عزیز و اقارب کے حق میں اور اپنے والدین کے حق میں دعا کرنی چاہیے۔ (دلیل الفالحین: ٤/٢٦٥ - صحیح مسلم بشرح النووی: ١٧/٤٠.

غائبانہ دعاء کرنے والے کے حق میں فرشتے کی دعاء

۱۴۹۵. وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: "دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْهِ بِظَهْرِ الْغَیْبِ مُسْتَجَابَةٌ: عِنْدَ رَأْسِهٖ مَلَکٌ مُوَکَّلٌ کُلَّمَا دَعَا لِاَخِیْهِ بِخَیْرٍ قَالَ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ بِهٖ: اٰمِیْنَ وَلَکَ بِمِثْلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۹۵) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی کے حق میں غائبانہ دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر ہے وہ جب بھی اپنے بھائی کے لیے کسی خیر کی دعا کرتا ہے تو اس پر مقرر فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی اس کے مثل ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمین بظهر الغیب.

شرح حدیث: مستحب یہ ہے کہ آدمی جب بھی دعا کرے تو اپنے والدین کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرے کہ یہ دعا اس کے حق میں بھی قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم ١٧/٤٠)

الباب (۲۵۲)
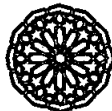
بَابُ مَسَائِلَ مِنَ الدُّعَآءِ
دعاء کے چند مسائل

۱۴۹۶. عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ صُنِعَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ : جَزَاکَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ اَبْلَغَ فِي الثَّنَآءِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ .

(۱۴۹۶) حضرت اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ کوئی اچھا برتاؤ کیا گیا ہو اور وہ ایسا کرنے والے کو کہے کہ جزاک اللہ خیراً (اللہ تعالیٰ تجھے بہتر جزا دے)۔ تو اس نے اس کی خوب ثناء کی۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی الثناء بالمعروف .

شرح حدیث: جب کوئی شخص کسی کے ساتھ کوئی حسن سلوک کرے یا اس کے ساتھ کوئی نیکی کرے اور وہ اس کے جواب میں جزاک اللہ خیراً کہہ دے تو یہ اس کے حق میں اعلیٰ درجہ کی تعریف ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو تیرا صلہ نہیں دے سکتا اللہ تجھے اپنے پاس سے اس کی جزا عطا کرے۔ ظاہر ہے کہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ جزاء دنیا کے ہر صلے اور جزاء سے بہتر ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ محسن کی کمال درجہ کی تعریف ہے۔

(روضة المتقين : ۴۷۷/۳ ۔ رياض الصالحين : ۳۷۱/۲ صلاح الدين)

مال اور اولاد کے حق میں بددعاء کی ممانعت

۱۴۹۷. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَاتَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ، وَلَاتَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ، وَلَاتَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ لَاتُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْاَلُ فِيْهَا عَطَآءً فَيَسْتَجِيْبَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۹۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے حق میں بددعا نہ کرو، اپنی اولاد کے حق میں بددعا نہ کرو۔ اور اپنے مال کے حق میں بددعا نہ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ قبولیت دعا کی ساعت ہو جس میں اللہ سے جو دعا کی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے۔

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقاق، باب حديث جابر الطويل وقصة الى السير .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنے بندوں کی پکار کو سنتے اور ان کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی بعض اوقات

ایسے مقرر ہیں جن میں دعائیں فوراً قبول کر لی جاتی ہیں اوران کی تاثیر فوری طور پر عالم اسباب میں مرتب ہونا شروع ہو جاتی ہے۔اس لیے فرمایا کہ کسی بھی وقت کوئی مسلمان اپنی زبان سے ایسا کلمہ نہ نکالے جو اس کے حق میں یا اس کی اولاد کے حق میں یا اس کے مال کے حق میں کسی طرح کی بد دعا پر مشتمل ہو کہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت کوئی ایسی ساعت ہو کہ جوں ہی یہ بد دعا منہ سے نکلے اسی وقت قبول ہو جائے۔ کسی بھی مسلمان کے لیے مناسب نہیں ہے کہ اپنے حق میں یا کسی اور کے حق میں بد دعا کرے۔

(روضة المتقين : ٣/٤٧٧ ـ دليل الفالحين : ٤/٢٦٦)

سجدہ میں کثرتِ دعاء کی تاکید

۱۴۹۸ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَقْرَبُ مَايَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوْا الدُّعَآءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۹۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اپنے رب سے زیادہ سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے تو اس میں کثرت سے دعا کرو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب مايقال في الركوع والسجود .

شرح حدیث: سجدے کی حالت میں دعا کی فضیلت بیان ہوئی کہ سجدے کی حالت میں بندہ دوسری حالتوں کی بہ نسبت اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔علماء نے فرمایا ہے کہ نوافل کے سجدوں میں دعا کی جائے۔اور یہی یہاں مراد ہے۔

(روضة المتقين : ٣/٤٧٧)

مایوس ہو کر دعاء نہ چھوڑنا چاہیے

۱۴۹۹ . وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَالَمْ يَعْجَلْ : يَقُوْلُ : قَدْ دَعَوْتُ رَبِّیْ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : "لَايَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ، اَوْقَطِيْعَةِ رَحِمٍ، مَالَمْ يَسْتَعْجِلْ" قِيْلَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ : "يَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ، وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ اَرَيَسْتَجِيْبُ لِیْ، فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَآءَ ."

(۱۴۹۹) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کی دعا اسی وقت تک قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جلد بازی نہ کرے مثلاً کہنے لگے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی لیکن قبول نہیں کی گئی۔ (متفق علیہ)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہیکہ بندہ جب تک گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی نہ

کرے۔ کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ استعجال سے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہنے لگے میں نے دعا کی اور دعا کی لیکن مجھے قبول ہوتی نظر نہیں آتی۔ اس کے بعد تھک ہار کر بیٹھ جائے اور دعا کرنا چھوڑ دے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب یستجاب للعبد مالم یعجل . صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب بیان أیستجاب للداعی مالم یعجل .

کلمات حدیث: یستحسر عند ذلك: وہ جلدی مچانے سے تھک جاتا ہے۔ حسروا ستحسَر: کے معنی ہیں تھک جانا اور تھک کر کام چھوڑ دینا۔

شرح حدیث: دعا کے قبول ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آداب دعا کا لحاظ رکھا جائے اور آداب دعا میں سے ایک اہم ادب یہ ہے کہ آدمی دعا پر مداومت اختیار کرے اور تھک کر اور مایوس ہو کر دعا نہ چھوڑے ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تھک کر دعا چھوڑ دینے سے مراد یہ ہے کہ دعا مانگنے والے کی طبیعت میں اکتاہٹ پیدا ہو جائے اور وہ دعا مانگنا ترک کر دے گویا وہ دعا مانگ کر کسی پر احسان کر رہا ہو یا یہ سمجھ رہا ہو کہ اس کی دعا قبولیت کی مستحق ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان رکھنے والے بندۂ مؤمن پر لازم ہے کہ وہ اللہ سے دعا کرتا رہے اور دعا بکثرت کرے اور اس پر مداومت اختیار کرے اور ہر ضرورت اور ہر حاجت اللہ سے مانگے کہ سارے انسان اللہ کے محتاج ہیں اور اللہ ہی غنی ہے اور سب فقیر ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ آدمی ہر وقت اور مسلسل دعا کرتا رہے اور دعا کبھی ترک نہ کرے۔

(صحیح مسلم بشرح النووی : ۱۷/ ۴۲ ۔ روضة المتقین : ۳/ ۴۷۸ ۔ دلیل الفالحین : ۴/ ۲۶۷)

دعاء کی قبولیت کا بہترین وقت

۱۵۰۰ . وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اَیُّ الدُّعَآءِ اَسْمَعُ؟ قَالَ : "جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَکْتُوْبَاتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ .

(۱۵۰۰) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا رات کے پچھلے پہر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب العزم فی المسائة .

کلمات حدیث: جوف اللیل : رات کا درمیانی حصہ۔

شرح حدیث: صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سی دعا اللہ کے یہاں زیادہ سنی جاتی ہے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں کون سی دعا کے بارے میں زیادہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اللہ کے یہاں مقبول ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا رات کے آخری پہر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا رب عزوجل ہر رات کے آخری ثلث میں سماء دنیا پر نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ

کون ہے جو مجھے پکارے اور میں اس کی پکار کو سنوں کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں اور کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اسے معاف کردوں ۔ (تحفة الاحوذی : ۹/۴۳۷ ۔ دلیل الفالحین : ۴/۲۶۸)

دعاء ضرور قبول ہوتی ہے

۱۵۰۱ . وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَا عَلَى الْاَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللّٰهَ تَعَالٰى بِدَعْوَةٍ اِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهَا، اَوْصَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا، مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ، اَوْقَطِيْعَةِ رَحِمٍ" فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ : اِذًا نُكْثِرَ قَالَ : "اَللّٰهُ اَكْثَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ .

وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَزَادَ فِيْهِ : اَوْيَدَّخِرَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلِهَا .

(۱۵۰۱) حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روئے زمین پر جو مسلمان اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتا ہے یا اس سے اس کی مثل کوئی برائی (تکلیف) دور کردیتا ہے جب تک وہ کوئی ایسی دعا نہ کرے جو کسی گناہ یا قطع رحمی پر مشتمل ہو کسی نے عرض کیا کہ ہم تو خوب دعا کرینگے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ بھی خوب دینے والا اور قبول کرنے والا ہے ۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے اسے ابوسعید سے روایت کیا اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ کیا یا اس کے لیے اس کے مثل اجر کا ذخیرہ کردیتا ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب استجابة الدعاء فی غیر قطیعة رحم .

کلمات حدیث: اذاً نکثر : یعنی جب دعا کی قبولیت کا یہ عالم ہو تو ہم تو بہت کثرت سے دعا کریں گے ۔ اللہ اکثر : یعنی اللہ کی رحمتوں کے خزانے تمہارے تصور وخیال سے بھی زیادہ ہیں اور جس قدر بھی تم دعائیں مانگو گے اللہ اتنا ہی زیادہ دے گا اور اس داد ودہش سے اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہ آئے گی ۔

شرح حدیث: بندۂ مؤمن پر واجب ہے کہ اللہ سے مانگے اور بہت مانگے کہ اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے ۔ اور اس کی رحمت ہر شئے پر وسیع اور محیط ہے دعا مانگنے میں فائدہ ہی فائدہ ہے کیونکہ یا تو اللہ تعالیٰ اسی طرح دیدیتے ہیں جس طرح اس کے بندے نے اس سے مانگا ہے یا اس کے بدلے میں اس کی کوئی مصیبت یا تکلیف دور فرمادیتے ہیں یا آخرت میں اس کی دعا کے مثل اجر وثواب کا ذخیرہ فرمادیتے ہیں یعنی دعا تو ہر حال میں قبول ہوتی ہے مگر قبولیت کی مذکورہ تین صورتیں ہیں ۔

پریشانی اور تکلیف کے وقت کی دعاء

۱۵۰۲ . وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ

عِنْدَالْكَرْبِ : "لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰاتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(١٥٠٢) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مصیبت اور بے چینی کے وقت فرمایا کرتے تھے۔لا اله الا الله العظيم الحليم لا اله الا الله رب العرش العظيم لا اله الا الله رب السماوات ورب الأرض ورب العرش الكريم۔ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظمتوں والا بردبار ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش عظیم کا مالک ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمانوں اور زمین اور عرش کریم کا رب ہے)۔(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الكرب . صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب دعاء الكرب .

کلمات حدیث: کرب : مصائب، تکالیف۔جمع کربة.

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بڑی عظیم حدیث ہے اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس کے پڑھنے کا اہتمام کرے اور اپنی دعاؤں میں شامل کرے۔امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلف صالح ہمیشہ یہ کلمات پڑھا کرتے تھے اور ان کو پڑھ کر دعا فرمایا کرتے تھے اور ان کو دعا کرب سے موسوم کرتے تھے۔چنانچہ ابوبکر رازی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اصفہان گیا اور وہاں میں ابونعیم کی مروی احادیث قلم بند کر رہا تھا۔وہاں شیخ ابوبکر بن علی بہت بڑے مفتی تھے،ان کے بارے میں سلطان کے پاس شکایات پہنچائی گئیں جس کے نتیجے میں وہ جیل میں ڈالدیئے گئے۔مجھے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف فرما تھے جو مسلسل تسبیح پڑھ رہے تھے۔نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ابوبکر بن علی سے کہو کہ صحیح بخاری میں مذکور دعا کرب پڑھیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے کشادگی پیدا فرمائے۔کہتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی میں نے انہیں اس خواب سے مطلع کیا۔انہوں نے دعا کرب پڑھنا شروع کی اور چند ہی دن میں رہائی مل گئی۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ کلمات تو ذکر کے کلمات ہیں دعا کے نہیں ہیں۔تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ ذکر ہے اور اس ذکر کے بعد دعا کی جائے۔دوسرا جواب سفیان بن عینیہ سے یہ منقول ہے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ جو میرے ذکر میں مشغول ہو کر مجھ سے نہ مانگ سکے میں اس کو مانگنے والوں سے زیادہ اور بہتر دیدیتا ہوں۔

(فتح الباری: ٣/ ٣١٠۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ١٧/ ٣٩۔ عمدة القاری: ٢٢/ ٤٦٩۔ دلیل الفالحین: ٤/ ٢٦٩)

الباب (۲۵۳)

بَابُ كَرَامَاتِ الْاَوْلِيَاءِ وَفَضْلِهِمْ
کراماتِ اولیاء اور ان کے فضائل

اولیاء اللہ کو خوف نہیں ہوتا

۳۲۹. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝٦٢ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ۝٦٣ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْـَٔاخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ۝٦٤ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”آگاہ رہو کہ اللہ کے اولیاء پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے، وہ جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے ان کے لیے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوش خبری ہے اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں، یہ ہے بڑی کامیابی۔“ (یونس:۲٦)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں بیان ہوا ہے کہ اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے متعدد احادیث کے پیش نظر یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ کے دوستوں کو آخرت میں اہوال محشر کا کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ دنیا کے چھوٹ جانے کا کوئی غم ہوگا۔ بعض مفسرین نے آیت کا عمومی مفہوم مرادلیا ہے یعنی ان پر اندیشہ ناک حوادث کا وقوع نہ دنیا میں ہوگا اور نہ آخرت میں اور نہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر وہ غمگین ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر وقت اور گھڑی اللہ پر اعتماد کرتے ہیں اور اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور انہیں ہر وقت یہ یقین کامل رہتا ہے کہ تمام واقعات وحوادث اللہ کے حکم سے ظہور پذیر ہوتے ہیں اور جملہ واقعات تکوینیہ کے ظہور میں کوئی نہ کوئی حکمت کارفرما ہوتی ہے۔ اس اعتماد اور اعتقاد کے استحضار سے ان میں تسلیم ورضا کی صفات غلبہ پالیتی ہیں جو انہیں خوف اور غم سے محفوظ رکھتی ہیں۔

اولیاء کی پہچان

اولیاء اللہ وہ ہوتے ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور تقوی اختیار کرتے ہیں یعنی اہل ایمان اور اہل تقوی اللہ کے ولی اور اس کے دوست ہیں، لیکن جس طرح دس روپے کا مالک بھی لغتاً تو مالدار ہے لیکن عرفاً اسے مالدار نہیں کہتے اسی طرح ہر صاحب ایمان اور صاحب تقوی کو ولی نہیں کہتے بلکہ ولی وہ ہوتا ہے جس کو ایمان کامل حاصل ہو اور جو تقوی کے اعلی تر درجہ پر قائم ہو۔ احادیث میں ولایت کی بعض علامات اور اس کے کچھ آثار مذکور ہوئے ہیں مثلاً یہ کہ اس کے دیکھنے سے اللہ کی یاد تازہ ہو یا اسے اللہ کی مخلوق سے بے لوث اور بے غرض

محبت ہو۔

صوفیہ کی اصطلاح میں کم سے کم درجہ جس پر لفظ ولی کا اطلاق ہوسکتا ہے اس شخص کا ہے جس کا دل اللہ کی یاد میں ہر وقت ڈوبا رہتا ہو وہ صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرنے میں مشغول رہتا ہو اور اللہ کی محبت میں اس طرح سرشار رہتا ہو کہ اس کے دل میں کسی اور کی محبت کا شائبہ تک نہ ہو، اسے اگر کسی سے محبت ہو تو اللہ کے لیے اور نفرت ہو تو اللہ کے لیے، وہ کسی کو کچھ دیتا ہے تو اللہ کے لیے اور نہیں دیتا تو اللہ کے لیے، غرض اس کے تمام اعمال وافعال رضائے الٰہی کے لیے ہوتے ہیں۔ صوفیہ کی اصطلاح میں اس صفت کو فنائے قلب کہا جاتا ہے۔ ولی کا ظاہر وباطن تقوی سے آراستہ ہوتا ہے جو اعمال واخلاق اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں وہ ان سے پرہیز کرتا ہے۔ شرک خفی اور جلی سے پاک رہتا ہے بلکہ وہ شرک جو چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفی ہوتا ہے وہ اس سے بھی بچتا ہے۔ غرور کینہ، حسد، حرص اور ہوس سے منزہ ہوتا ہے اور عمدہ اخلاق اور اعمال سے متصف ہوتا ہے۔ اس مرتبہ کو صوفیہ فنائے نفس کا مرتبہ کہتے ہیں۔

اولیاء اللہ کا مرتبہ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نہ انبیاء ہیں نہ شہداء لیکن قیامت کے دن ان کے مرتبۂ قرب کو دیکھ کر انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا کہ جو بندگان الٰہی سے محض اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں آپس میں ان کے باہم نہ رشتہ داریاں ہیں نہ مالی لین دین۔ اللہ کی قسم روز قیامت ان کے چہرے نور بالائے نور ہوں گے۔ جب اور لوگوں کو عذاب کا خوف ہوگا ان کو کوئی خوف نہ ہوگا۔ جب اور لوگ غم میں مبتلا ہوں گے وہ غمگین نہ ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے آیت الا ان اولیاء اللّٰہ کا مفہوم دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔

مرتبۂ ولایت کا حصول رسول اللہ ﷺ کی پرتو اندازی سے ہوتا ہے خواہ عکس رسالت براہ راست پڑے یا کسی ایک واسطے سے یا چند واسطوں سے۔ رسول اللہ ﷺ یا آپ ﷺ کے نائبوں سے محبت اور ان کی ہم نشینی واطاعت حصول ولایت کے لیے ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے قلب نفس اور جسم کا رنگ ولی کے قلب قالب اور جسم پر انہی دونوں اوصاف کی وجہ سے چڑھ جاتا ہے اور یہی صبغۃ اللہ ہے جس کے متعلق فرمایا:

﴿ صِبْغَةَ ٱللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ ٱللَّهِ صِبْغَةً ﴾

کرامت خلاف عادت واقعہ کو کہتے ہیں یعنی عام عادی اسباب سے ہٹ کر کسی واقعہ کا ظہور پذیر ہونا جیسے آگ کا نہ جلانا سوکھے درخت پر بغیر موسم کے پھل آ جانا اور بغیر کسی انسانی تدبیر کے سامنے دسترخوان سج جانا۔ کرامت کسی کے اختیار میں نہیں ہے کہ کوئی ولی جب چاہے کوئی کرامت دکھادے اور نہ کرامت ولایت کی علامت ہے۔ بلکہ ایک متقی اور مؤمن کامل اللہ کے ولی ہے چاہے اس سے کوئی

کرامت ظاہر ہو یا نہ ہو۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظھری، تفسیر عثمانی)

۳۳۰. وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿ وَهُزِّىٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ ٱلنَّخْلَةِ تُسَٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِى وَٱشْرَبِى ﴾ اَلْاٰیَة .

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''اے مریم! اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا تجھ پر تازہ پکی کھجوریں گرینگی پس کھا اور پی۔'' (مریم:۲۵)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت کے وقت وہ بستی سے باہر دور چلی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک کھجور کا درخت پیدا فرمایا اور ایک نہر جاری کر دی اور حکم فرمایا کہ کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ یہ تیرے سامنے تر و تازہ پکی کھجوریں گرا دے گا۔ (تفسیر عثمانی)

مریم علیہا السلام کے پاس بغیر ظاہری سبب کے پھلوں کا رزق

۳۳۱. وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا ٱلْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا قَالَ يَٰمَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ إِنَّ ٱللَّهَ يَرْزُقُ مَن يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''جب بھی زکریا حضرت مریم کے حجرے میں آتے تو ان کے پاس کھانے کی چیزیں پاتے انہوں نے پوچھا مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آئیں انہوں نے کہا کہ اللہ کے پاس سے بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے حساب روزی دیتا ہے۔'' (آل عمران:۳۷)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں بھی حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر ہے وہ اپنے خالو حضرت زکریا علیہ السلام کی زیر کفالت تھیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام ان کے پاس جاتے تو دیکھتے کہ بے موسم کے پھل ان کے سامنے رکھے ہوئے ہیں۔ مریم کی برکات اور کرامات کے بار بار مشاہدہ ہونے پر حضرت زکریا علیہ السلام نے ازراہ تعجب پوچھا کہ مریم یہ چیزیں تم تک کہاں سے پہنچی ہیں انہوں نے فرمایا کہ یہ اللہ کے پاس سے آتی ہیں وہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب رزق دیتا ہے۔ (تفسیر مظھری)

اصحابِ کہف کا واقعہ

۳۳۲. وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿ وَإِذِ ٱعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا ٱللَّهَ فَأْوُۥٓا۟ إِلَى ٱلْكَهْفِ يَنشُرْ لَكُمْ رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِۦ وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم مِّرْفَقًا ﴿١٦﴾ ۞ وَتَرَى ٱلشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَٰوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ ٱلْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ ٱلشِّمَالِ ﴾ اَلْاٰیَة .

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"جب تم ان کافروں اوران کے معبودوں سے الگ ہو گئے جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں تو غار کی طرف ٹھکانا پکڑو تمہارا رب تمہارے لیے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی مہیا کر دے گا۔ اور تو دیکھے گا سورج کو کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے داہنی طرف کو ہو کر نکلتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف کو ان سے کترا کر نکل جاتا ہے۔" (یعنی سورج کے نکلنے اور غروب ہونے کے وقت وہ سورج کی حدت سے محفوظ رہتے ہیں) (الکہف: ۱۶)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں اصحاب کہف کا ذکر ہے کہ جب ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ بستی میں رہ کر وہ اللہ کی عبادت نہیں کر سکتے تو وہ کافروں کو اور ان کے معبودان باطل کو چھوڑ کر ایک غار میں چلے گئے جہاں اللہ تعالیٰ نے ان پر دامان رحمت پھیلا دیا اور ان کے لئے جملہ امور سہل اور آسان فرما دیئے وہ غار میں کشادہ جگہ میں آرام کے لیے لیٹ گئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے سورج بوقت طلوع ان کے غار سے ذرا سا دائیں جانب کو جھک جاتا اور بوقت غروب ان کی بائیں جانب چلا جاتا اور اس طرح وہ دھوپ کی گرمی سے محفوظ آرام سے سوتے رہے۔ (تفسیر مظهری۔ تفسیر عثمانی)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھانے میں برکت کا واقعہ

۱۵۰۳. وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ کَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّةً: "مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ طَعَامُ اِثْنَیْنِ فَلْیَذْھَبْ بِثَالِثٍ، وَمَنْ کَانَ عِنْدَہٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْیَذْھَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ" اَوْ کَمَا قَالَ: وَاَنَّ اَبَابَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جَآءَ بِثَلَاثَةٍ، وَانْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ، وَاَنَّ اَبَابَکْرٍ تَعَشّٰی عِنْدَالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰی صَلَّی الْعِشَآءَ، ثُمَّ رَجَعَ فَجَآءَ بَعْدَ مَامَضٰی مِنَ اللَّیْلِ مَاشَآءَ اللّٰہُ قَالَتِ امْرَاَتُہٗ: مَاحَبَسَکَ عَنْ اَضْیَافِکَ، قَالَ: اَوَمَا عَشَّیْتِھِمْ؟ قَالَتْ: اَبَوْا حَتّٰی تَجِیْءَ وَقَدْ عَرَضُوْا عَلَیْھِمْ قَالَ: فَذَھَبْتُ اَنَا فَاخْتَبَاْتُ! فَقَالَ: یَاغُنْثَرُ! فَجَدَّعَ وَسَبَّ، وَقَالَ: کُلُوْا لَاھَنِیْئًا وَاللّٰہِ لَااَطْعَمُہٗ اَبَدًا قَالَ: وَایْمُ اللّٰہِ مَاکُنَّا نَاْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِھَا اَکْثَرُ مِنْھَا حَتّٰی شَبِعُوْا وَصَارَتْ اَکْثَرَ مِمَّا کَانَتْ قَبْلَ ذٰلِکَ فَنَظَرَ اِلَیْھَا اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ لِامْرَاَتِہٖ: یَااُخْتَ بَنِیْ فِرَاسٍ مَاھٰذَا؟ قَالَتْ لَاوَقُرَّةِ عَیْنِیْ لَھِیَ الْاٰنَ اَکْثَرُ مِنْھَا قَبْلَ ذٰلِکَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ! فَاَکَلَ مِنْھَا اَبُوْبَکْرٍ وَقَالَ: اِنَّمَا کَانَ ذٰلِکَ مِنَ الشَّیْطَانِ، یَعْنِیْ یَمِیْنَہٗ ثُمَّ اَکَلَ مِنْھَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَھَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَصْبَحَتْ عِنْدَہٗ. وَکَانَ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمٍ عَھْدٌ فَمَضَی الْاَجَلُ، فَتَفَرَّقْنَا اثْنَیْ عَشَرَ رَجُلاً مَعَ کُلِّ رَجُلٍ مِّنْھُمْ اُنَاسٌ، اَللّٰہُ اَعْلَمُ کَمْ مَعَ کُلِّ رَجُلٍ فَاَکَلُوْا مِنْھَا اَجْمَعُوْنَ. وَفِیْ رِوَایَةٍ فَحَلَفَ اَبُوْبَکْرٍ لَایَطْعَمُہٗ فَحَلَفَتِ الْمَرْاَةُ لَاتَطْعَمُہٗ فَحَلَفَ الضَّیْفُ. اَوِالْاَضْیَافُ. اَنْ لَایَطْعَمَہٗ اَوْیَطْعَمُوْہُ حَتّٰی یَطْعَمَہٗ. فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ ھٰذِہٖ مِنَ الشَّیْطَانِ! فَدَعَا بِالطَّعَامِ

فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَايَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرَمِنْهَا فَقَالَ : يَااُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ ، مَاهٰذَا؟ فَقَالَتْ: وَقُرَّةِ عَيْنِيْ اِنَّهَا الْاٰنَ اَكْثَرَمِنْهَا قَبْلَ اَنْ نَاكُلَ! فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّهٗ اَكَلَ مِنْهَا. وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ اَبَابَكْرٍ قَالَ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ : دُوْنَكَ اَضْيَافَكَ فَاِنِّيْ مُنْطَلِقٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهُمْ قَبْلَ اَنْ اَجِيْءَ، فَانْطَلَقَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَاَتَاهُمْ بِمَاعِنْدَهٗ فَقَالَ : اِطْعَمُوْا، فَقَالُوْا : اَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ اِطْعَمُوْا، قَالُوْا: مَانَحْنُ بِاٰكِلِيْنَ حَتّٰى يَجِيْءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا، قَالَ : اِقْبَلُوْا عَنَّا قِرَاكُمْ فَاِنَّهٗ اِنْ جَآءَ وَلَمْ تَطْعَمُوْا لَنَلْقَيَنَّ مِنْهُ فَاَبَوْا، فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يَجِدُ عَلَيَّ، فَلَمَّا جَآءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ، فَقَالَ : مَاصَنَعْتُمْ؟ فَاَخْبَرُوْهُ، فَقَالَ : يَاعَبْدَالرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ : ثُمَّ قَالَ : يَاعَبْدَالرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ، فَقَالَ يَاغُنْثَرُ: اَقْسَمْتُ عَلَيْكَ اِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِيْ لَمَا جِئْتَ! فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ : سَلْ اَضْيَافَكَ، فَقَالُوْا: صَدَقَ! اَتَانَا بِهٖ : فَقَالَ : اِنَّمَا انْتَظَرْتُمُوْنِيْ وَاللّٰهِ لَااَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ : فَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ : وَاللّٰهِ لَانَطْعَمُهٗ حَتّٰى تَطْعَمَهٗ فَقَالَ : وَيْلَكُمْ! مَالَكُمْ لَاتَقْبَلُوْنَ عَنَّاقِرَاكُمْ؟ هَاتِ طَعَامَكَ فَجَآءَ بِهٖ فَوَضَعَ يَدَهٗ فَقَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّيْطَانِ، فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

قَوْلُهٗ "غُنْثَرُ" بِغَيْنٍ مُعْجَمَةٍ مَضْمُوْمَةٍ ثُمَّ نُوْنٍ سَاكِنَةٍ ثُمَّ ثَآءٍ مُثَلَّثَةٍ وَهُوَ : الْغَبِيُّ الْجَاهِلُ . وَقَوْلُهٗ "فَجَدَّعَ": اَيْ شَتَمَهٗ وَالْجَدْعُ الْقَطْعُ. قَوْلُهٗ "يَجِدُ عَلَيَّ" هُوَ بِكَسْرِالْجِيْمِ : اَيْ يَغْضَبُ .

(۱۵۰۳) حضرت ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی بکرالصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقراء تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو اپنے ساتھ لے جائے جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا وہ پانچویں، چھٹے آدمی کو لے جائے۔ یا جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین آدمیوں کو لے گئے اور نبی کریم ﷺ دس افراد کو لے گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کا کھانا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھایا اور پھر وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی پھر گھر لوٹے تو رات کا کچھ حصہ جتنا اللہ نے چاہا گزر چکا تھا۔ ان کی اہلیہ نے فرمایا کہ کیا وجہ ہوئی کہ آپ مہمانوں کی خاطر کے لیے نہ آئے؟ اس پر انہوں نے دریافت کیا تو کیا تم نے انہیں ابھی تک رات کا کھانا نہیں کھلایا۔ اہلیہ نے بتایا کہ انہوں نے آپ کے آنے تک کھانے سے انکار کر دیا ورنہ گھر والوں نے انہیں کھانا پیش کیا تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں جلدی سے چھپ گیا، آپ نے فرمایا او نادان۔ اور مجھے بددعا دی اور برا بھلا کہا اور فرمایا کہ کھاؤ تمہارے لیے خوشگوار نہ ہو۔ اللہ کی قسم میں تو یہ کبھی نہیں چکھوں گا۔

راوی حدیث حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ اللہ قسم ہم جو بھی لقمہ لیتے تھے تو نیچے سے اس سے کئی گنا بڑھ جاتا تھا یہاں تک کہ مہمان سیر ہو گئے اور اس سے کہیں زیادہ ہو گیا جتنا پہلے تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانے کے برتن کی طرف دیکھا اور اپنی بیوی سے کہا کہ اے بنی فراس کی بہن یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم یہ کھانا اب پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔

پھراس میں کچھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھایا اور فرمایا کہ ان کی قسم شیطان کی طرف سے تھی پھر اس سے ایک لقمہ کھایا پھر اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے وہ کھانا صبح تک آپ ﷺ کے پاس رہا ہمارے درمیان اور ایک قوم کے درمیان معاہدہ تھا جس کی مدت ختم ہو چکی تھی اور ہم بارہ آدمی متفرق ہو گئے ہر ایک کے ساتھ کچھ لوگ تھے ہر ایک کے ساتھ کتنے تھے یہ اللہ ہی جانتا ہے، اور ان سب نے وہ کھانا کھایا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے اور ان کی اہلیہ نے بھی قسم کھالی کہ وہ بھی نہیں کھائینگی اس پر کسی مہمان یا سب مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ اس وقت تک کھانا نہیں کھائینگے جب تک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ نہ کھائیں۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے اور کھانا منگوایا اور خود بھی کھایا اور مہمانوں کو بھی کھلایا۔ جو لقمہ بھی وہ اٹھاتے تھے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ اے بنو فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری آنکھوں ٹھنڈک کی قسم یہ اب ہمارے کھانا شروع کرنے سے پہلے سے بھی زیادہ ہے غرض سب نے کھایا اور کھانا بچ گیا اسے انہوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجدیا اور راوی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے بھی اس میں تناول فرمایا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن سے کہا کہ تم اپنے مہمانوں کی دیکھ بھال کرو۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جارہا ہوں تم میرے آنے تک ان کی مہمان نوازی سے فارغ ہو جانا۔ عبدالرحمٰن نے جو کچھ تھا وہ لاکر مہمانوں کے سامنے رکھدیا اور کہا کہ کھاؤ۔ مہمانوں نے کہا کہ ہمارے گھر والے کہاں ہیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ آپ کھائیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک نہ کھائیں جب تک ہمارے گھر والے نہ آجائیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ آپ ہماری طرف سے اپنی مہمان نوازی قبول کریں اس لیے کہ اگر آپ نے نہ کھایا اور وہ آگئے تو ہمیں ان کی ناراضگی برداشت کرنا پڑے گی۔ مہمانوں نے پھر بھی انکار کیا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ پر ناراض ہوں گے اس لیے جب وہ آئے میں ایک طرف ہو گیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تم نے کیا کیا تو اہل خانہ نے بتلادیا۔ انہوں نے آواز دی اے عبدالرحمٰن، میں خاموش رہا انہوں نے پھر کہا کہ اے عبدالرحمٰن میں پھر خاموش رہا۔ انہوں نے کہا کہ اے نادان میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو ادھر آ۔ اس پر میں نکل کر آیا اور کہا کہ آپ اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں۔ مہمانوں نے بتایا کہ عبدالرحمٰن نے سچ کہا ہے یہ ہمارے پاس کھانا لایا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم میرا انتظار کرتے رہے اللہ کی قسم میں آج کی رات کھانا نہیں کھاؤں گا۔ دوسروں نے کہا کہ اللہ کی قسم جب تک آپ نہ کھائیں ہم بھی نہیں کھائیں گے تو آپ نے فرمایا کہ افسوس ہے کہ کیا تم ہماری مہمان نوازی قبول نہیں کرتے؟ لاؤ اپنا کھانا عبدالرحمٰن کھانا لائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ بڑھا کر فرمایا بسم اللہ۔ پہلی حالت یعنی قسم شیطان کی طرف سے تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کھانا کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا۔ (متفق علیہ)

غنثر: کے معنی ہیں جاہل غبی۔ جدع کے معنی ہیں برا بھلا کہا اور جدع کے اصل معنی کاٹنے کے ہیں۔ یجد علی: کے معنی ہیں

مجھ پر ناراض ہوں گے۔

تخریج حدیث(۱۵۰۳): صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب السمر مع الاھل. صحیح مسلم، کتاب الاشربة. باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ.

کلمات حدیث: جدع : ناک کان کٹنے کی دعا کی۔یعنی برا بھلا کہا۔ قرۃ العین : آنکھوں کی ٹھنڈک خوشی اور مسرت سے کنایہ ہے۔یہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔بعض کی رائے ہے کہ رسول اللہ ﷺ مراد ہیں۔ فافرغ من قراھم : ان کی مہمان نوازی سے فارغ ہو جاؤ۔ تنحیت : میں ان کی ناراضگی سے ڈر کر ایک طرف ہو گیا اور چھپ گیا۔

راوی حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما صلح حدیبیہ کے وقت اسلام لائے اور اس کے بعد تمام غزوات میں شرکت فرمائی جنگ یمامہ میں اپنی بہادری کے کمالات دکھائے۔ان سے آٹھ احادیث مروی ہیں جن میں سے تین متفق علیہ ہیں۔۵۳ھ میں انتقال فرمایا۔ (الاصابة فی تمییز الصحابة)

شرح حدیث: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ظاہرہ بیان ہوئی ہے کہ تھوڑا سا کھانا بہت سے آدمیوں کو کافی ہو گیا۔اصحاب صفہ فقراء اور مساکین تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو یعنی اصحاب صفہ میں سے اپنے ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ اپنے ساتھ ان اصحاب صفہ میں پانچویں اور چھٹے کو لے جائے۔ایک موقعہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے اور رسول اللہ ﷺ دس افراد کو ساتھ لے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھانے میں برکت ہوئی اور کھانے میں اس قدر اضافہ ہوا کہ سب نے کھایا اور سب کے کھانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کھانا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گئے اور آپ ﷺ نے بھی تناول فرمایا۔

(فتح الباری : ۲/۲۸۳. شرح صحیح مسلم : ۱۴/۱۸. دلیل الفالحین : ۴/۲۷۳)

امت محمدیہ ﷺ کے صاحب الہام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

۱۵۰۴. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ، فَاِنْ یَکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَایَةِ : عَائِشَةَ. وَفِیْ رِوَایَتِهِمَا قَالَ ابْنُ وَهْبٍ : "مُحَدَّثُوْنَ" : اَیْ مُلْهَمُوْنَ.

(۱۵۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے جو امتیں ہوتیں ان میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔(بخاری)

مسلم نے اس روایت کو حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے اور ان دونوں کی روایت میں ہے کہ ابن وھب نے کہا کہ ''محدثون'' کے معنی ''ملھمون'' کے ہیں یعنی جنہیں اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔(بخاری)

تخریج حدیث(۱۵۰۴): صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر . صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر .

شرح حدیث: محدث : اللہ تعالیٰ کے اس خوش نصیب بندے کو کہا جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بکثرت الہامات ہوتے ہوں اور اس بارے میں اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی معاملہ ہو اور وہ نبی نہ ہو بلکہ کسی نبی کا امتی ہو۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محدث کے معنی میں خاصا اختلاف ہے اکثر کی رائے یہی ہے کہ وہ شخص جسے بکثرت الہام ہوتا ہو وہ محدث ہے ان کا کہنا ہے کہ وہ آدمی جو صادق الظن ہو اور جس کے قلب میں ملاء اعلیٰ سے القاء کیا جاتا ہو وہ محدث ہے یعنی وہ شخص جس سے بات کی گئی۔ اور کسی نے کہا کہ محدث وہ ہے جس کے ارادے اور نیت کے بغیر اس کی زبان سے صحیح بات جاری ہو جائے۔ اور کسی نے کہا کہ محدث کے معنی مکلّم کے ہیں یعنی جس سے بات کی گئی یعنی جس سے فرشتے ہم کلام ہوں حالانکہ وہ نبی نہ ہو۔ چنانچہ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس سے کیوں کر بات کی جاتی ہے فرمایا کہ ملائکہ اس کی زبان سے بات کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ اگلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے اور میری امت میں اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو اس خصوصیت سے نوازا ہے تو وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ بلاشبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ تخصیص اور امتیاز حاصل تھا جس پر متعدد احادیث دلالت کرتی ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور اس کے قلب پر حق رکھدیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جن خاص انعامات سے نوازا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو بات ان کے دل میں آتی ہے اور جو کچھ وہ زبان سے کہتے ہیں وہ حق ہی ہوتا ہے۔

امت محمدیہ ﷺ میں ایسے لوگوں کا وجود جن پر اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہو بطور انعام اور اکرام ہے۔ جبکہ بنی اسرائیل میں ''محدثون'' کا وجود بنائے ضرورت اور احتیاج تھا بالخصوص ان زمانوں میں جب ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوتا تھا اس دور فترت میں انہیں محدثون سے راہنمائی حاصل ہوتی تھی۔ جبکہ امت محمدیہ کے پاس قرآن وسنت اصل حالت میں اور مکمل موجود ہیں اس لیے اس امت میں محدثون کا وجود اللہ تعالیٰ کا فضل اور خاص انعام ہے۔ اسی لیے ضروری ہے کہ ''محدث'' اور ''ملہم'' یہ دیکھے کہ اس کا الہام قرآن وسنت کے مطابق ہے یا نہیں ہے، اگر اس کا الہام قرآن اور سنت کے برخلاف ہو تو وہ قابل رد ہے۔

(فتح الباری : ۲/ ۴۲۰ . عمدة القاری : ۱۶/ ۲۷۵ . صحیح مسلم بشرح النووی : ۱۵/ ۱۳۵ .
تحفة الاحوذی : ۱۰/ ۱۷۴ . معارف الحدیث : ۲/ ۳)

●●●●●●●●●●●●

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعاء

۱۵۰۵ . وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : شَكَا اَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْداً، يَعْنِي ابْنَ اَبِي

وَقَاصٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اِلىٰ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا فَشَكَوْا حَتّٰى ذَكَرُوْا اَنَّهُ لَايُحْسِنُ يُصَلِّيْ. فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا اَبَا اِسْحَاقَ، اِنَّ هٰؤُلَاۤءِ يَزْعَمُوْنَ اَنَّكَ لَاتُحْسِنُ تُصَلِّيْ. فَقَالَ: اَمَّا اَنَا وَاللّٰهِ فَاِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَخْرِمُ عَنْهَا اُصَلِّيْ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَاَرْكُدُ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَاُخِفُّ فِي الْاُخْرَيَيْنِ، قَالَ: ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ وَاَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا. اَوْرِجَالًا اِلَى الْكُوْفَةِ يَسْاَلُ عَنْهُ اَهْلَ الْكُوْفَةِ فَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا اِلَّا سَاَلَ عَنْهُ، وَيُثْنُوْنَ مَعْرُوْفًا، حَتّٰى دَخَلَ مَسْجِدًا لِّبَنِيْ عَبْسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، يُقَالُ لَهُ اُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ، يُكْنّٰى اَبَاسَعْدَةَ، فَقَالَ: اَمَّا اِذْنَشَدْتَّنَا فَاِنَّ سَعْدًا كَانَ لَايَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَلَايَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ. قَالَ سَعْدٌ: اَمَا وَاللّٰهِ لَاَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَاۤءً، وَسُمْعَةً، فَاَطِلْ عُمُرَهُ وَاَطِلْ فَقْرَهُ، وَعَرِّضْهُ لِلْفِتَنِ. وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ: شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَفْتُوْنٌ: اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعْدٍ. قَالَ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ الرَّاوِيْ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: فَاَنَا رَاَيْتُهُ بَعْدَ قَدْسَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ، وَاِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِيْ فِي الطُّرُقِ فَيَغْمِزُهُنَّ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۰۵) حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص کی شکایت کی، جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں معزول کر دیا اور ان کی جگہ حضرت عمار بن یاسر کو عامل مقرر کر دیا۔

اہل کوفہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت میں یہاں تک کہا کہ یہ نماز بھی اچھے طریقے سے نہیں پڑھاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ اور کہا کہ اے ابو اسحاق (یہ حضرت سعد کی کنیت ہے) ان لوگوں کا خیال ہے کہ تم نماز بھی صحیح نہیں پڑھاتے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں ان کو رسول اللہ ﷺ جیسی نماز پڑھاتا تھا میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا تھا۔ میں مغرب و عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں اور پچھلی رکعتوں میں مختصر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابو اسحاق تمہارے متعلق یہی گمان تھا اور ان کے ساتھ ایک یا کئی آدمی کوفہ بھیجے تاکہ وہ سعد کی بابت اہل کوفہ کی رائے معلوم کریں۔ ان لوگوں نے کوفہ کی ہر مسجد میں جا کر ان کے بارے میں دریافت کیا سب نے ان کی تعریف کی حتی کہ وہ بنو عبس کی مسجد میں آئے تو وہاں نمازیوں میں سے اسامۃ بن قتادۃ نامی ایک شخص جس کی کنیت ابو سعدہ تھی کھڑا ہوا اور وہ بولا کہ آپ نے ہمیں قسم دلائی ہے تو میں بتاتا ہوں کہ سعد جہاد میں لشکر کے ساتھ نہیں جاتے تھے، مال غنیمت برابر نہیں تقسیم کرتے تھے اور فیصلے کے وقت انصاف نہیں کرتے تھے۔

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں تین باتوں کی دعا کروں گا۔ اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور ریاکاری اور شہرت کی خاطر کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر لمبی کر دے فقر میں اضافہ کر دے اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے۔

ایسا ہی ہوا اور بعد میں جب اس کا حال دریافت کیا جاتا تو وہ کہتا کہ مبتلائے فتن بوڑھا ہوں مجھے سعد کی بددعا لگی ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والے راوی عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے بعد میں اسے اس حال میں دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کے دونوں ابرو اس کی آنکھوں پر گر گئے تھے اور وہ راستے میں لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا جاتا تھا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۰۵): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القراۃ للامام. صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب القراۃ فی الظھر والعصر.

کلمات حدیث: واستعمل علیھم عماراً: اور عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے اوپر عامل مقرر کر دیا۔ عامل: گورنر۔ جمع عمال.
لا أخرم: میں کمی نہیں کرتا۔

شرح حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات تھے۔ جامع ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ جب سعد تجھ سے دعا کرے تو اس کی دعا قبول فرما۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو ۱۴ھ میں انہوں نے کوفہ شہر بسایا اور ۲۱ھ یا ۲۰ھ تک وہاں امیر رہے۔
اس کے بعد کوفہ کے بعض لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کی شکایت کی جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بارے میں تحقیق کرائی تو وہ شکایات جھوٹ ثابت ہوئیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصلحتاً انہیں معزول کر کے ان کی جگہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرما دیا اور خلیفہ بن خیاط کا بیان ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے لیے مقرر فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیت المال پر مقرر کیا اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیمائش ارض پر مقرر فرمایا۔
جن افراد کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تحقیق حال کے لیے روانہ فرمایا تھا وہ محمد بن مسلمہ تھے اور ان کے ساتھ ملیح بن عوف تھے۔ یہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ کی مساجد میں لے گئے اور وہاں ان کے بارے میں دریافت کیا سب نے ان کی تعریف کی۔ سوائے اس کے جس کو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بددعا دی اور وہ قبول ہوئی اور بعد میں لوگوں نے مشاہدہ کیا اور خود یہ شخص شدید بڑھاپے میں بری حرکات کرتا ہوا پھرتا تھا اور جب اس کا حال پوچھا جاتا تو کہتا کہ بڑھاپے کا مارا مبتلائے فتن فقیر ہوں۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعاء کا اثر

۱۵۰۶۔ وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، خَاصَمَتْهُ اَرْوٰى بِنْتُ اَوْسٍ اِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، وَادَّعَتْ اَنَّهُ اَخَذَ شَيْئًا مِّنْ اَرْضِهَا، فَقَالَ سَعِيْدٌ: اَنَا كُنْتُ اٰخُذُ مِنْ اَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِىْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! قَالَ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهٗ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ" فَقَالَ لَهٗ مَرْوَانُ : لَا اَسْاَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا، فَقَالَ سَعِيْدٌ : اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا، وَاقْتُلْهَا فِىْ اَرْضِهَا، قَالَ : فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا، وَبَيْنَمَا هِىَ تَمْشِىْ فِىْ اَرْضِهَا اِذَا وَقَعَتْ فِىْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَاَنَّهٗ رَاٰهَا عَمْيَآءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُوْلُ : اَصَابَتْنِىْ دَعْوَةُ سَعِيْدٍ، وَاَنَّهَا مَرَّتْ عَلٰى بِئْرٍ فِى الدَّارِ الَّتِىْ خَاصَمَتْهُ فِيْهَا فَوَقَعَتْ فِيْهَا وَكَانَتْ قَبْرَهَا .

(۱۵۰۶) حضرت عروۃ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اروی بنت اوس نے جھگڑا کیا اور ان کی شکایت لے کر مروان کے بن الحکم کے پاس گئی اور دعوی کیا کہ اس کی زمین سعید نے زبردستی لے لی۔ سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ کیا میں نے فرمان نبوی ﷺ سننے کے بعد بھی اس کی زمین لے لی۔ مروان نے دریافت کیا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا بات سنی؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی کی بالشت بھر زمین لے لی روز قیامت اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ یہ سن کر مروان نے کہا کہ اسکے بعد میں تم سے کوئی دلیل نہیں مانگتا۔

سعید بن زید بولے اے اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر دے اور اس کو اسی زمین میں موت دیدے حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اس کی بینائی جاتی رہی اور وہ اپنی ہی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں جو محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر سے اسی کے ہم معنی منقول ہے۔ اس میں ہے کہ راوی حدیث محمد بن زید نے اس عورت کو دیکھا کہ وہ نابینا ہو چکی تھی اور دیواریں ٹٹول کر چلتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے سعید کی بددعا لگ گئی۔ بعد ازاں وہ اسی گھر میں جس کے بارے میں وہ سعید سے جھگڑی تھی کنوئیں کے پاس سے گزر رہی تھی تو اس کنوئیں میں گر گئی اور وہیں اس کی قبر بن گئی۔

تخریج حدیث (۱۵۰۶): صحيح البخارى، كتاب بدء الخلق، باب ماجاء فى سبع ارضين . صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض .

کلمات حدیث: تلتمس الجدر : نابینا ہونے کے باعث دیواریں ٹٹولتی پھرتی تھی۔

شرح حدیث: حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور اس عورت کا جس نے آپ پر ناجائز الزام لگایا برا انجام ہوا۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو میرے دوست سے دشمنی رکھے گا میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ (فتح البارى : ۲/۱٦ . شرح صحيح مسلم : ۱۱/۴۰)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نعش بالکل صحیح سالم تھی

۱۵۰۷ . وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمَّا حَضَرَتْ اُحُدٌ دَعَانِىْ اَبِىْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ

: مَا اُرَانِی اِلَّا مَقْتُولاً فِی اَوَّلِ مَنْ یُقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَاِنِّی لَا اَتْرُکُ بَعْدِیْ اَعَزَّ عَلَیَّ مِنْکَ غَیْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَاِنَّ عَلَیَّ دَیْناً فَاقْضِ، وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِکَ خَیْرًا، فَاَصْبَحْنَا فَکَانَ اَوَّلَ قَتِیْلٍ، وَدَفَنْتُ مَعَهٗ اٰخَرَ فِی قَبْرِهٖ، ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِیْ اَنْ اَتْرُکَهٗ مَعَ اٰخَرَ فَاسْتَخْرَجْتُهٗ بَعْدَ سِتَّةِ اَشْهُرٍ فَاِذَا هُوَ کَیَوْمِ وَضَعْتُهٗ غَیْرَ اُذُنِهٖ فَجَعَلْتُهٗ فِی قَبْرٍ عَلٰی حِدَةٍ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

(۱۵۰۷) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ احد کی شب میرے والد نے مجھے بلایا اور کہا کہ میرا خیال ہے کہ میں ان اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ہوں جو سب سے پہلے شہید ہوں گے اور میں اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑ کر جا رہا جو مجھے تم سے زیادہ عزیز ہو۔ میرے ذمہ قرض ہے وہ ادا کر دینا اور بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ جب اگلی صبح آئی تو سب سے پہلے شہید ہونے والے میرے والد تھے میں نے انہیں ایک اور شخص کے ساتھ دفن کر دیا۔ پھر میری طبیعت راضی نہ ہوئی کہ وہ کسی اور کے ساتھ مدفون ہوں تو چھ ماہ بعد میں نے انہیں قبر سے نکالا تو وہ سوائے کانوں کے اسی طرح تھے جس طرح میں نے انہیں قبر میں رکھا تھا۔ میں نے ان کو ایک علیحدہ قبر میں دفن کر دیا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۵۰۷): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب هل یخرج المیت من القبر .

کلمات حدیث: لم تطب نفسی : میرا دل راضی نہ ہوا، میری طبیعت مطمئن نہ ہوئی۔

شرح حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب غزوۂ احد کا موقعہ پیش آیا تو اس رات میرے والد نے مجھے بلایا اور کہا کہ غزوۂ احد میں جن اصحاب رسول اللہ ﷺ کو شہادت نصیب ہوگی میں ان میں سب سے پہلے ہوں گا۔ حاکم نے مستدرک میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خیال کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے خواب میں مبشر بن عبدالمنذر کو دیکھا تھا جو جنگ بدر میں شہید ہو گئے کہ وہ ان سے کہہ رہے ہیں کہ تم بھی ہمارے پاس آ رہے ہو اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہاری شہادت کی اطلاع ہے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ غزوۂ احد میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جام شہادت نوش کر گئے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور صحابی حضرت عمرو بن الجموح کے ساتھ دفن کر دیئے گئے جو کہ حضرت عبداللہ کے دوست اور بہنوئی تھے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں روایت کیا ہے کہ جب عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن الحمرح دونوں شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کو ایک ہی قبر میں دفنا دو کہ یہ دونوں دنیا میں بھی ساتھی اور رفیق تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری طبیعت اس بات پر راضی نہ ہوئی کہ میں انہیں اس طرح قبر میں رہنے دوں تو میں نے چھ ماہ بعد انہیں نکال کر دوسری قبر میں دفن کر دیا اس وقت ان کا سارا جسم محفوظ تھا سوائے اس کے کہ کان پر ذرا اثر تھا۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی مؤطا میں عبدالرحمٰن بن صعصعہ سے روایت کیا ہے کہ ایک زمانے میں سیلاب آیا جس سے حضرت عمرو بن الجموح اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں کھل گئیں، یہ دونوں انصاری صحابی تھے اور دونوں غزوۂ احد میں شہید

ہوئے تھے۔ان دونوں کو وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کیا اور ان دونوں کے اجسام اسی طرح تھے اور کوئی تغیر نہ ہوا تھا ایسا لگتا تھا جیسے کل ہی وفات ہوئی ہو۔غزوۂ احد میں ان میں سے ایک کے زخم آیا تھا اور انہوں نے زخم پر ہاتھ رکھ لیا تھا تو یہ ہاتھ بھی اسی طرح تھا جب اسے ہٹایا گیا تو خون بہہ نکلا تو دوبارہ ہاتھ اسی طرح رکھدیا گیا۔غزوۂ احد میں ان کی شہادت اور ان کی اس موقعہ پر قبروں سے منتقلی کے درمیان چھیالیس برس کا عرصہ گزر چکا تھا۔

(فتح الباری : ۱/۷۹٦. روضة المتقین : ۳/٤۹٦. دلیل الفالحین : ٤/۲۸٥. شرح الزرقانی : ۳/٦۸)

دوصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کرامت

۱٥۰۸. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِنْ عِنْدِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ بَيْنَ اَيْدِيْهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰى اَتٰى اَهْلَهٗ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ طُرُقٍ، وَفِيْ بَعْضِهَا اَنَّ الرَّجُلَيْنِ اُسَيْدُبْنُ حُضَيْرٍ، وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

(۱٥۰۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ دوصحابۂ کرام رات کی تاریکی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے روانہ ہوئے تو ان کے آگے آگے دو چراغوں کے مثل روشنی چلی اور جب وہ راستے میں جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ ہوگیا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر آ گئے۔

امام بخاری نے اس حدیث کو کئی اسانید سے روایت کیا ہے جن میں سے بعض میں ہے کہ یہ دونوں اصحاب اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

تخریج حدیث(۱٥۰۸): صحیح البخاری، کتاب الصلاة، وهو فی باب قبل باب الخوخة و الممر فی المسجد .

شرح حدیث: حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات دیر تک رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے رہے جب گھر واپس تشریف لے جانے کے لیے باہر نکلے تو تاریکی شدید تھی تو ان میں سے ایک کے ہاتھ میں موجود چھڑی یا عصا روشن ہوگئی اور جب ان کے راستے جدا ہوئے تو دوسرے کی بھی چھڑی روشن ہوگئی۔

یہ نور نبوت تھا اور ان اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت تھی۔ (فتح الباری : ۱/٤٥۳)

حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

۱٥۰۹. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ رَهْطٍ عَيْنًا سَرِيَّةً وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالْهُدَاَةِ، بَيْنَ

عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَيّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْلِحْيَانَ فَنَفَرُوْا لَهُمْ بِقَرِيْبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ فَاقْتَصُّوْا اٰثَارَهُمْ . فَلَمَّا اَحَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَّاَصْحَابُه‘ لَجَأُوْا اِلىٰ مَوْضِعٍ، فَاَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوْ : اَنْزِلُوْا فَاَعْطُوْا بِاَيْدِيْكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ اَنْ لاَ نَقْتُلَ مِنْكُمْ اَحَداً : فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ : اَيُّهَاالْقَوْمُ اَمَّا اَنَا فَلاَ اَنْزِلُ عَلىٰ ذِمَّةِ كَافِرٍ : اَللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا، وَنَزَلَ اِلَيْهِمْ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ اٰخَرُ. فَلَمَّااسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ اَطْلَقُوْا اَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوْهُمْ بِهَا قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هٰذَا اَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللّٰهِ لاَاَصْحَبُكُمْ اِنَّ لِيْ بِهٰؤُلَآءِ اُسْوَةً يُرِيْدُ الْقَتْلىٰ فَجَرُّوْه‘ وَعَالَجُوْهُ فَاَبىٰ اَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَقَتَلُوْهُ وَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ، وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ، حَتّٰى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَابْتَاعَ بَنُوالْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِمَنَافٍ خُبَيْبًا، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ اَسِيْرًا حَتّٰى اَجْمَعُوْا عَلىٰ قَتْلِهِ. فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوْسىٰ يَسْتَحِدُّبِهَا فَاَعَارَتْهُ فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتّٰى اَتَاهُ فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَه‘ عَلىٰ فَخِذِهٖ وَالْمُوْسىٰ بِيَدِهٖ، فَفَزِعَتْ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ : اَتَخْشِيْنَ اَنْ اَقْتُلَه‘ مَاكُنْتُ لِاَفْعَلَ ذٰلِكَ! قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَارَاَيْتُ اَسِيْرًا خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، فَوَاللّٰهِ لَقَدْ وَجَدْتُه‘ يَوْمًا يَاْكُلُ قِطْفاً مِنْ عِنَبٍ فِيْ يَدِهٖ وَاِنَّه‘ لَمُوْثَقٌ بِالْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ! وَكَانَتْ تَقُوْلُ : اِنَّه‘ لَرِزْقٌ رَزَقَه‘ اللّٰهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ : دَعُوْنِيْ اُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ، فَتَرَكُوْهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ : وَاللّٰهِ لَوْلاَ اَنْ تَحْسَبُوْا اَنَّ مَابِيْ جَزَعٌ لَزِدْتُ : اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا، وَاقْتُلْهُمْ بِدَدًا، وَلاَ تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا وَقَالَ :

فَلَسْتُ اُبَالِيْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلىٰ اَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ
وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلىٰ اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ

وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْراً الصَّلوٰةَ، وَاَخْبَرَ يَعْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَه‘ يَوْمَ اُصِيْبُوْ خَبَرَهُمْ. وَبَعَثَ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلىٰ عَاصِمِ ابْنِ ثَابِتٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا اَنَّه‘ قُتِلَ اَنْ يُّؤْتُوْا بِشَيْءٍ مِّنْهُ يُعْرَفُ، وَكَانَ قَتَلَ رَجُلاً مِنْ عُظَمَآئِهِمْ، فَبَعَثَ اللّٰهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا اَنْ يَقْطَعُوْا مِنْهُ شَيْئًا، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَقَوْلُه‘ "اَلْهَدْاَةُ": مَوْضِعٌ، وَالظُّلَّةُ : السَّحَابُ وَالدَّبْرُ: النَّحْلُ وَقَوْلُه‘ "اُقْتُلْهُمْ بِدَدًا" بِكَسْرِ الْبَآءِ وَفَتْحِهَا فَمَنْ كَسَرَ قَالَ هُوَ جَمْعُ بِدَّةٍ بِكَسْرِ الْبَآءِ وَهِيَ النَّصِيْبُ وَمَعْنَاهُ : اُقْتُلْهُمْ حِصَصًا مُنْقَسِمَةً لِّكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ نَصِيْبٌ، وَمَنْ فَتَحَ قَالَ مَعْنَاهُ :

مُتَفَرِّقِيْنَ فِي الْقَتْلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ مِّنَ التَّبْدِيْدِ. وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ صَحِيْحَةٌ سَبَقَتْ فِيْ مَوَاضِعِهَا مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ مِنْهَا حَدِيْثُ الْغُلَامِ الَّذِيْ كَانَ يَأْتِي الرَّاهِبَ وَالسَّاحِرَ وَمِنْهَا حَدِيْثُ جُرَيْجٍ، وَحَدِيْثُ اَصْحَابِ الْغَارِ الَّذِيْنَ اُطْبِقَتْ عَلَيْهِمُ الصَّخْرَةُ، وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ الَّذِيْ سَمِعَ صَوْتًا فِي السَّحَابِ يَقُوْلُ: اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ، وَغَيْرُ ذٰلِكَ. وَالدَّلَائِلُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَشْهُوْرَةٌ، وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقِ.

(۱۵۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کا ایک دستہ جاسوس بنا کر روانہ فرمایا اوران کا امیر حضرت عاصم بن ثابت انصاری کو مقرر فرمایا۔ یہ لوگ روانہ ہوئے اور جب ھدأۃ کے مقام پر پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان ایک جگہ ہے تو ہذیل کی ایک شاخ بنولحیان کو ان کی اطلاع کر دی گئی وہ فوراً اس کے قریب تیر اندازوں کو لے کر ان کے مقابلے کے لیے نکل آئے اوران کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ جب حضرت عاصم اوران کے رفقاء کو احساس ہوا تو انہوں نے ایک جگہ پناہ پکڑ لی اور بنولحیان کے لوگوں نے انہیں گھیر لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو ہم تم سے عہد و میثاق کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو قتل نہ کرینگے۔ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ لوگو! میں تو کسی کافر کے عہد پر نیچے نہیں اتروں گا اے اللہ تو ہمارے متعلق اپنے پیغمبر کو مطلع فرمادے۔ کافروں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور حضرت عاصم کو شہید کر دیا۔ تین اصحاب ان کے عہد پر نیچے اتر آئے جو خبیبؓ زید بن دثنہ اور ایک اور صاحب تھے۔

کافروں نے جب ان پر غلبہ پالیا تو ان کی کمانوں کی تانتیں کھول کر انہیں اس سے باندھ دیا۔ تیسرے آدمی نے کہا کہ یہ پہلی بد عہدی ہے اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا میرے لیے ان شہداء کا نمونہ ہے۔ دشمن نے ان کو کھینچا اور زبردستی کی مگر انہوں نے ساتھ جانے سے انکار کیا اس پر انہوں نے ان کو بھی شہید کر دیا۔ اور خبیب اور زید بن دثنہ کو لے کر روانہ ہوئے اور جنگ بدر کے بعد ان دونوں کو مکہ میں بیچ دیا۔ خبیب کو تو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے خرید لیا اور خبیب وہ شخص تھے جنہوں نے غزوۂ بدر کے موقعہ پر حارث کو قتل کیا تھا۔ خبیب ان کے پاس قیدی کے طور پر رہے یہاں تک کہ انہوں نے انہیں شہید کرنے کا ارادہ کر لیا۔ قید کے دوران خبیب نے حارث کی بیٹی سے زیر ناف بال صاف کرنے کے لیے استرا مانگا جو اس نے انہیں دیدیا۔ ایک موقعہ پر وہ غافل تھی اور اس کا بچہ خبیب کے پاس چلا گیا اور ان کی گود میں بیٹھ گیا اور خبیب کے ہاتھ میں وہ استرا تھا۔ اس پر وہ لڑکی گھبرا گئی اور خبیب نے بھی اسے دیکھ لیا۔ بولے کیا تو ڈر رہی ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا میں کبھی بھی ایسا نہیں کروں گا۔

اس لڑکی کا کہنا تھا کہ اللہ کی قسم! میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم ایک دن میں نے انہیں دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ ہے اور وہ اس میں سے کھا رہے ہیں جبکہ وہ بیڑیوں میں بندھے ہوئے تھے اور ان دنوں مکہ میں کوئی پھل نہیں تھا۔ وہ کہتی تھی کہ یہ رزق خبیب کو اللہ کا عطا کردہ تھا۔

جب دشمن خبیب کو حرم سے لے کر نکلے تا کہ انہیں ''حل'' میں لے جا کر شہید کر دیں تو خبیب نے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دو۔ چنانچہ انہوں نے انہیں چھوڑ دیا اور انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم یہ سمجھو گے کہ میں موت

سے ڈر کر نماز پڑھ رہا ہوں تو میں اور نماز پڑھتا۔ پھر دعا فرمائی اے اللہ ان کی تعداد گن لے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے مار اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ اور یہ شعر پڑھا ؎

فلست ابالی حین اقتل مسلما　　علی أی جنب کان لله مصرعي

وذلك فی ذات الالہ وان یشاء　　یبارك علی اوصال شلو ممزع

''جب میں حالت اسلام میں مارا جا رہا ہوں تو مجھے پرواہ نہیں ہے کہ کس پہلو پر اللہ کے لیے میری موت واقع ہو۔ میری موت اللہ کی راہ میں ہے وہ اگر چاہے تو کٹے ہوئے جسم کے اعضاء میں برکت ڈال دے۔''

حضرت خبیب وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہر اس شخص کے لیے جس کو پکڑ کر اور باندھ کر مارا جائے نماز کا طریقہ جاری کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام کو ان اصحاب کے بارے میں اسی روز خبر دیدی جب کافروں کو ان پر غلبہ حاصل ہوا اور قریش نے کچھ لوگوں کو عاصم بن ثابت کی طرف بھیجا جب انہیں بتلایا گیا کہ انہیں شہید کر دیا گیا ہے کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ لے آئیں جس سے انہیں پہچانا جا سکے کیونکہ انہوں نے قریش کے ایک بڑے آدمی کو قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عاصم کی لاش کی حفاظت کے لیے شہد کی مکھیوں کا غول بھیجد یا جو بادل کی طرح ان پر سایہ فگن ہو گیا اور انہیں قریش کے فرستادوں سے بچالیا اور وہ اس پر قادر نہیں ہوئے کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ قطع کر سکیں۔ (بخاری)

هداءة : ایک جگہ کا نام ہے۔ ظله کے معنی ہیں بادل۔ دبر کے معنی ہیں شہد کی مکھی۔

اقتلهم بددا : باء کے زیر اور زبر دونوں طرح ہے۔ جنہوں نے زیر کے ساتھ پڑھا ہے ان کے نزدیک۔ بدداً، بدة کی جمع ہے جس کے معنی نصیب اور حصہ کے ہیں۔ یعنی انہیں حصوں میں تقسیم کر کے مار کہ ہر ایک کے لیے اس میں حصہ ہو اور جنہوں نے زبر کے ساتھ پڑھا ہے انہوں نے کہا کہ اس کے معنی ہیں ان کو یکے بعد دیگرے الگ الگ کر کے مار۔ اس صورت میں یہ تبدید سے مشتق ہے۔

اثبات کرامت کے باب میں بہت سے صحیح احادیث ہیں۔ جو اس کتاب میں مختلف مقامات پر گزر چکی ہیں۔ ان میں سے اس لڑکے کا واقعہ جو جادوگر اور راہب کے پاس جاتا تھا، حدیث جز یج، ان غار والوں کا واقعہ جن کے غار کا دہانہ چٹان نے بند کر دیا تھا اور اس شخص کا واقعہ جس نے بادلوں میں سے آواز سنی تھی کہ اے بادل فلاں کے باغ کو سیراب کر اور ان کے علاوہ دیگر واقعات۔ بہر حال کرامات اولیاء کے بارے میں بکثرت دلائل ہیں اور مشہور ہیں۔ و باللہ التوفیق

تخریج حدیث (۱۵۰۹):　صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب هل يستأسر الرجل .

کلمات حدیث:　رهط : ایک جماعت دس سے کم افراد کی جماعت۔ دس افراد پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوداؤد نے چھ نام ذکر کئے ہیں جو یہ ہیں: عاصم بن ثابت، یزید بن مرثد، خبیب بن عدی، زید بن دثنہ، عبداللہ بن طارق اور خالد بن بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ابن سعد نے ساتواں نام بھی ذکر کیا ہے اور وہ ہیں معتب بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ عیناً : اور بعض روایات میں عیوناً عین دشمن کے بارے میں جاسوسی کرنے والا اور اس کے حالات معلوم کرنے والا۔

ھدأۃ : عسفان سے سات میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام۔ فنفروھم : تیزی سے مقابلے کے لیے نکلے۔ او تار قسیھم ، او تار جمع وتر : تانت : قسی کمانیں۔ لموثق بالحدید : زنجیروں میں بندھے ہوئے پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے۔

دس قراء صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا واقعہ

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے دس اصحاب کی ایک جماعت کو قریش مکہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ جب یہ جماعت عسفان کے قریب پہنچی تو اچانک دشمنوں کا ایک دستہ سامنے آ گیا جن میں سو تیرانداز تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام کی یہ جماعت صبح کے وقت رجیع کے مقام پر ٹھہری تھی اور وہاں انہوں نے کھجوریں کھائی تھیں۔ یہ لوگ رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ جاتے تھے۔ ھذیل کی ایک عورت کا ادھر سے گزر ہوا اس نے گٹھلی دیکھی تو وہ سمجھ گئی کہ یہ یثرب کی کھجور ہے اس پر اس نے دشمنوں کے اس دستے کو پکارا۔ یہ دستہ آ گیا اور انہوں نے پہاڑ میں چھپے ہوئے صحابہ کرام کو تلاش کر لیا۔

عاصم اور ان کے رفقاء نے دشمن کا احساس کیا تو وہ فدفد نامی پہاڑ کی ایک چوٹی پر آ گئے۔ اس کے بعد دشمنوں نے انہیں گھیر لیا اور ان سے کہا کہ تم نیچے اتر آؤ ہم تم سے قتال نہیں چاہتے اور ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رفقاء سے کہا کہ میں تو کافروں کے عہد و پیمان پر اس چوٹی سے نیچے نہیں اتروں گا۔ اے اللہ تو اپنے رسول ﷺ کو ہمارے بارے میں مطلع فرما دے۔ اس مرحلے پر دشمنوں نے تیراندازی شروع کر دی اور حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔

تین صحابہ کرام یعنی حضرت خبیب، زید بن دثنہ اور ایک اور شخص کافروں کے عہد و پیمان پر نیچے اتر آئے اور دشمنوں نے انہیں قیدی بنا کر کمانوں کے تاروں سے باندھ لیا۔ ان تینوں میں سے اس تیسرے صاحب نے کہا کہ یہ تو پہلے ہی غداری ہو گئی میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا میرے لیے میرے ساتھیوں کا نمونہ ہے یعنی شہادت۔ غرض وہ بھی شہید کر دیئے گئے اور کافروں نے حضرت خبیب اور زید بن دثنہ کو مکہ لے جا کر فروخت کر دیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیدی بنا کر رکھے گئے اور ان کے پیروں میں بیڑیاں ڈالدی گئیں مکہ کے بازاروں میں کہیں کوئی پھل نہیں تھا اور ان کے ہاتھوں میں انگوروں کا خوشہ تھا جس سے وہ انگور کھا رہے تھے۔ جب وہ قتل کے لیے لے جانے لگے تو انہوں نے دو رکعت نفل پڑھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے برقرار رکھا۔

اس حدیث مبارک میں اصحاب رسول ﷺ کی متعدد کرامات کا بیان ہوا ہے۔ ایک یہ کہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کے مطابق ان کی شہادت کی خبر بذریعہ وحی اسی روز اپنے رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دی جس روز وہ عروس شہادت سے ہمکنار ہوئے۔ دوسرے قید و بند کی حالت میں اللہ کی جانب سے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بے موسم پھل عطا ہوئے۔ تیسرے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے جسد کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا ایک غول روانہ فرما دیئے جس سے کافر ان کے جسم تک نہ پہنچ سکے۔ چوتھے انہوں نے ظالم قاتلوں کے بارے میں جو بددعا کی وہ اسی کے مطابق اپنے انجام بد سے دوچار ہوئے۔

(فتح الباری : ۲۰۷/۲ . ارشاد الساری : ٥١٦/٦ . روضۃ المتقین : ٤٩٧/٣ . دلیل الفالحین : ۲۸٦/٤ . ریاض

الصالحين (صلاح الدين) : ۲/۳۸۷)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منشاء کے مطابق حکم نازل ہونا

۱۵۱۰. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : مَاسَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لِشَيْءٍ قَطُّ: اِنِّيْ لَاَظُنُّه‘ كَذَا اِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۵۱۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جس بات کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرا گمان یہ ہے کہ تو وہ بات اسی طرح ان کے گمان کے مطابق ظاہر ہوتی ۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۵۱۰): صحيح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب اسلام عمر بن الخطاب رضی اللّٰه تعالیٰ عنه .

شرح حدیث: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے انتہا فہم وفراست کے مالک تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اعلیٰ درجہ کی بصیرت سے سرفراز فرمایا تھا اور ان کی زبان اور قلب پر حق جاری فرمادیا تھا وہ کسی بات کے بارے میں فرماتے کہ میرا گمان (خیال) ہے کہ یہ بات اس طرح ہوگی تو وہ اسی طرح ظاہر ہوتی تھی ۔ (فتح الباری : ۲/۴۷۲ . عمدة القاری : ۸/۱۷)

کتاب الأمور المنهي عنها

الباب (۲۵٤)

بَابُ تَحْرِيمِ الْغِيبَةِ وَالْأَمْرِ بِحِفْظِ اللِّسَانِ

غیبت کی حرمت اور زبان کی حفاظت کا حکم

۳۳۳. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:

﴿ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴾

وَلَايَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتاً : فَكَرِهْتُمُوْهُ ! وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔تم اسے ناپسند کرتے ہو۔اللہ سے ڈرو اللہ تعالیٰ توبہ کا قبول کرنے والا مہربان ہے۔'' (الحجرات: ۱۲)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں غیبت کی ممانعت اور اس کی برائی بیان فرمائی گئی ہے۔غیبت یہ ہے کہ کسی کی غیر موجودگی میں اس کی کوئی ایسی بات یا اس کے کسی ایسے حال یا فعل کا ذکر کیا جائے جس کے ذکر سے اسے ناگواری اور تکلیف ہو۔چونکہ غیبت سے ایک شخص کی رسوائی اور بے آبروئی ہوتی ہے اور اس کو تکلیف پہنچتی ہے اور دلوں میں فتنہ اور فساد کا بیج پڑتا ہے جس کے نتائج بعض حالات میں بڑے خطرناک اور دوررس نکلتے ہیں۔اس لیے غیبت کو سنگین ترین جرم قرار دیا گیا اور اسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا۔ یعنی مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا گندہ اور گھناؤنا کام ہے جیسے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت نوچ کر کھائے کیا کوئی انسان اسے پسند کرے گا پس سمجھ لو کہ غیبت اس سے بھی زیادہ شنیع حرکت ہے۔ (تفسیر عثمانی۔ معارف الحدیث)

قیامت کے روز اعضاء کے بارے میں سوال ہوگا

۳۳٤. وَقَالَ تَعَالٰی:

﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿٣٦﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں ہے بے شک کان آنکھ اور دل ان سب سے باز پرس ہوگی۔ (الاسراء: ۳٦)

تفسیری نکات: دوسری آیت کریمہ میں ارشاد ہوا ہے کہ بے تحقیق بات زبان سے نہ نکالو بلکہ آدمی کو چاہئے کہ کان آنکھ اور دل

ودماغ سے کام لے اور بلا تحقیق بات منہ سے نہ نکالے یا عمل میں لائے۔ سنی سنائی باتوں پر بے سوچے سمجھے یوں ہی اٹکل پچو کوئی حکم نہ لگائے یا عمل درآمد نہ شروع کرے۔ اس میں جھوٹی شہادت دینا، تہمتیں لگانا، بے تحقیق باتیں سن کر کسی کے درپے آزار ہونا یا بغض وعداوت قائم کر لینا باپ دادا کی تقلید یا رسم ورواج کی پابندی میں خلاف شرع اور ناحق باتوں کی حمایت کرنا ان دیکھی یا ان سنی چیزوں کو دیکھی یا سنی ہوئی بتلانا غیر معلوم اشیاء کی نسبت دعوی کرنا کہ میں جانتا ہوں یہ سب صورتیں اس آیت کے تحت داخل ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ قیامت کے روز آنکھ کان اور دل اور تمام جسمانی قوتوں اور صلاحیتوں کے بارے میں سوال ہوگا کہ انہیں کہاں کہاں استعمال کیا تھا۔

(دليل الفالحين : ٤/٢٩٥)

٣٣٥. وَقَالَ تَعَالىٰ :

﴿ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾ ﴾

اِعْلَمْ اَنَّهُ يَنْبَغِيْ لِكُلِّ مُكَلَّفٍ اَنْ يَحْفَظَ لِسَانَهُ عَنْ جَمِيْعِ الْكَلَامِ اِلَّا كَلَامًا ظَهَرَتْ فِيْهِ الْمَصْلَحَةُ، وَمَتَى اسْتَوَى الْكَلَامُ وَتَرْكُهُ فِي الْمَصْلِحَةِ فَالسُّنَّةُ الْاِمْسَاكُ عَنْهُ، لِاَنَّهُ قَدْ يَنْجَرُّ الْكَلَامُ الْمُبَاحُ اِلَى حَرَامٍ اَوْ مَكْرُوْهٍ وَذٰلِكَ كَثِيْرٌ فِي الْعَادَةِ، وَالسَّلَامَةُ لَا يَعْدِلُهَا شَيْءٌ .

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''انسان جو لفظ بھی زبان سے نکالتا ہے اس کے پاس ہی ایک سخت نگراں موجود ہے۔'' (ق:١٨)

ہر مکلف شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر طرح کے کلام کے وقت اپنی زبان کی حفاظت کرے اور صرف وہ بات کرے جو مصلحت کے مطابق ہو۔ اور جہاں بولنے اور نہ بولنے کی مصلحت برابر ہو وہاں خاموش رہنا سنت ہے اس لیے کہ بعض مرتبہ جائز اور صحیح گفتگو بھی حرام یا مکروہ تک پہنچا دیتی ہے اور یہ ایک عام بات اور سلامتی سے زیادہ بڑھ کر کوئی شئے نہیں ہے۔

تفسیری نکات: تیسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ دو فرشتے اللہ کے حکم سے ہر وقت انسان کی تاک میں لگے رہتے ہیں جو لفظ اس کے منہ سے نکلے وہ اسے لکھ لیتے ہیں اور جو عمل اس سے صادر ہوا سے لکھ لیتے ہیں۔

ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے

١٥١١ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : ''مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَهٰذَا صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّهُ يَنْبَغِيْ اَنْ لَا يَتَكَلَّمَ اِلَّا اِذَا كَانَ الْكَلَامُ خَيْرًا وَهُوَ الَّذِيْ ظَهَرَتْ مَصْلَحَتُهُ، وَمَتَى شَكَّ فِيْ ظُهُوْرِ الْمَصْلَحَةِ فَلَا يَتَكَلَّمُ .

(١٥١١) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر

ایمان رکھتا ہے وہ یا تو بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ آدمی اسی وقت بات کرے جب اس کی بات میں کوئی بھلائی اور خیر ہو اور جس کی مصلحت واضح ہو۔ اور اگر مصلحت میں شک ہو تو گفتگو ہی نہ کرے۔

تخریج حدیث (۱۵۱۱): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من کان یومن باللہ والیوم الآخر . صحیح مسلم، کتاب اللقطه، باب الضیافة ونحوه .

شرح حدیث: ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جب آدمی بات کرے تو ایسی بات کرے جو اس کے حق میں اور سننے والوں کے حق میں کوئی نہ کوئی خیر اور بھلائی کا پہلو رکھتی ہو، محض بات برائے بات صاحب ایمان کا شیوہ نہیں ہے بلکہ اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ اگر اسے بات کرنے میں خیر اور بھلائی کا پہلو نہ نظر آئے تو وہ سکوت اختیار کرے۔ (دلیل الفالحین : ٤/ ٢٩٥)

●●●●●●●●●●●●

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ وزبان کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں

١٥١٢. وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(١٥١٢) حضرت ابوموسی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں سے کون افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۱۲): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب أی الاسلام افضل . صحیح مسلم، باب بیان تفاضل الاسلام .

شرح حدیث: مسلمان کی شان یہ ہے کہ اس کے ہاتھ اور اس کی زبان سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچتی کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ہر عمل پر وہ اللہ کے یہاں جواب دہ ہے۔ اور اس کی زبان پر دو فرشتوں کا پہرہ لگا ہوا کہ زبان سے کوئی لفظ ادا ہوا اور فرشتوں نے اسے لکھ لیا ہاتھ پیروں سے کوئی عمل ہوا وہ ضبط تحریر میں آ گیا اور پھر آخرت میں آنکھ کان اور دل سب کے بارے میں سوال ہوگا کہ آدمی نے انہیں کہاں کہاں استعمال کیا۔ مسلمان اللہ سے ڈرنے والے اور اس کی سزا کا خوف رکھنے والا ہوتا ہے اس لیے وہ ہر گھڑی محتاط رہتا ہے کہ اس کی زبان سے کوئی ایسا لفظ یا اس کے ہاتھ سے کوئی ایسا کام نہ ہو جس سے کسی کو تکلیف پہنچے اور اسے اس پر اللہ کے یہاں جواب دہ ہونا پڑے۔ کیونکہ مؤمن اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ یہی مسلم کامل اور متقی فاضل ہے۔

حدیث مبارک میں زبان اور ہاتھ کا اس لئے ذکر ہوا کہ زبان دل کی ترجمان ہے اور بیشتر اعمال ہاتھوں سے انجام پاتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ مسلمان سے کسی دوسرے کو کوئی ایذا نہ پہنچے۔ (فتح الباری : ١/ ٢٤١ . شرح صحیح مسلم للنووی : ٢/ ١٢)

●●●●●●●●●●●●

جنت کی ضمانت

۱۵۱۳. وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ يَضْمَنْ لِي مَابَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَابَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۱۳) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے اپنے دو جبڑوں کے درمیان کی چیز اور اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز کی حفاظت کی ضمانت دیدے تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۱۳): صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان .

کلمات حدیث: من يضمن لي : جو مجھے ضمانت دیدے، جو مجھے یقین دلا دے۔ ما بين لحييه : اس کی چیز کی جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان اور منہ جس سے انسان کھاتا ہے۔ لحيان : منہ کے دونوں طرف کی ہڈیاں، یعنی زبان واحد لحیۃ ہے۔ ما بين رجليه۔ اس چیز کی جو دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دیدے کہ وہ ہمیشہ سچ اور حق بات کہے گا ہمیشہ رزق حلال کھائے گا اور کسی برے کام میں مبتلا نہیں ہوگا میں اسے جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ یعنی ہر بات اور ہر کام میں حق پر جمے رہنا اور ہر طرح کے محرمات اور حرام کاموں سے احتراز کرنا جنت میں لے جانے والا ہے۔

بولنے میں بے احتیاطی جہنم میں گرا دیتی ہے

۱۵۱۴. وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَايَتَبَيَّنُ فِيْهَا يَزِلُّ بِهَا اِلَى النَّارِ اَبْعَدَ مِمَّابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعْنٰى : "يَتَبَيَّنُ" يُفَكِّرُ اَنَّهَا خَيْرٌ اَمْ لَا .

(۱۵۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ ایک بات کرتا ہے لیکن اس پر غور نہیں کرتا مگر وہ اس ایک بات سے مشرق و مغرب کے درمیان مسافت سے بھی زیادہ جہنم کی طرف گر جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

يتبين کے معنی ہیں غور و فکر کرنا کہ اس بات میں کوئی خیر ہے یا نہیں؟

تخریج حدیث (۱۵۱۴): صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان . صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب حفظ اللسان .

کلمات حدیث: يزل : پھسل جاتا ہے گر جاتا ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک کا مقصود یہ ہے کہ اللہ کا بندۂ مؤمن بولنے سے پہلے اپنی بات پر غور کرے کہ وہ بات حق اور سچائی پر

مشتمل ہے اس کا کہہ دینا مقتضائے مصلحت ہے اور اس میں لوگوں کے لیے بھلائی اور خیر ہے تب وہ بات کرے ورنہ خاموش رہنا زیادہ بہتر ہے۔ اور اس امر کا خیال رکھے کہ کوئی ایسی بات منہ سے نکلے جس میں اللہ کی ناراضگی ہو اور جو خلاف حق ہو اور جس میں کسی کی ایذاء رسانی کا پہلو ہو کہ ایسی بات جہنم کی طرف لے جانے والی ہے۔

(روضة المتقين : ٤/٨. دليل الفالحين : ٤/٢٩٦. فتح الباری : ٣/٣٧٨)

زبان کی حفاظت نہ کرنے سے جہنم میں چلا جاتا ہے

١٥١٥. وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالىٰ مَايُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالىٰ لَايُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۵۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ کوئی ایسی بات کہتا ہے کہ جس میں اللہ کی رضا ہو اگر چہ اسے اس کا خیال تک نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے کئی درجات بلند فرما دیتا ہے اور بندہ کوئی ایسی بات کہتا ہے کہ جس میں اللہ کی ناراضگی ہو خواہ اس کو اس کی طرف توجہ بھی نہ ہو لیکن وہ اس کی وجہ سے جہنم میں گر جاتا ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۵۱۵): صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان .

کلمات حدیث: لا يلقى لها بالاً : اس کی طرف دھیان تک نہیں دیتا۔ اسے توجہ تک نہیں ہوتی کہ اس نے کیا بات کہی ہے۔

شرح حدیث: ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ کلمۂ خیر جس کے کہنے پر اللہ تعالیٰ بندۂ مؤمن کے درجات بلند فرماتے ہیں وہ ہے جس سے کسی مسلمان پر ہونے والے ظلم اور زیادتی کی تلافی ہو، جس سے کسی مسلمان کی کوئی مصیبت ٹل جائے اور کوئی مشکل آسان ہو جائے یا کسی مظلوم کی مدد ہو جائے اور کسی فریادی کی دادرسی ہو جائے۔ ایسا کلمۂ خیر کہنے پر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو درجات بلند فرما دیتے ہیں اگر چہ کہنے والے کو احساس تک نہ ہو کہ اس کی بات کے کیا اثرات ونتائج مرتب ہوئے ہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اسے معمولی بات سمجھ رہا ہو لیکن وہ اللہ کے یہاں عظیم جیسا کہ فرمایا:

﴿ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللّٰهِ عَظِيمٌ ﴾ (۱۵)

اسی طرح کوئی بندہ کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور یہ بات اس کو جہنم میں لے جانے کا سبب بن جاتی ہے۔ (فتح الباری : ٣/٣٧٨. روضة المتقين : ٤/٦. دليل الفالحين : ٤/٢٩٦)

زبان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی دائمی رضاء اور دائمی ناراضگی

١٥١٦. وَعَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى، مَاكَانَ يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَابَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا رِضْوَانَهٗ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَاكَانَ يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَابَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا سَخَطَهٗ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ" رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوْطَا وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

(۱۵۱۶) حضرت ابوعبدالرحمٰن بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کوئی ایسی بات کرتا ہے جس میں اللہ کی رضا ہوتی ہے اسے گمان تک نہیں ہوتا کہ یہ بات کہاں تک پہنچے گی مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے قیامت تک اپنی رضا لکھ دیتے ہیں۔ اور آدمی کسی وقت کوئی بات زبان سے نکالتا ہے جس میں اللہ کی ناراضگی ہوتی ہے اسے گمان تک نہیں ہوتا کہ یہ بات کہاں تک پہنچے گی مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے قیامت تک اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔ (اسے مالک نے مؤطا میں اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۵۱۶): الجامع للترمذی، ابواب الزھد، باب قلة الكلام .

شرح حدیث: بندۂ مؤمن بعض اوقات کسی پیشگی خیال اور توجہ کے بغیر کوئی ایسا کلمۂ خیر کہہ دیتا ہے جو رضائے الٰہی کے مطابق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لیے اس کے لیے اپنی رضا مقدر فرمادیتے ہیں۔ امام زرقانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ اس سے کبھی ناراض نہیں ہوتے۔

اور کبھی کوئی شخص ایسی بات کہہ دیتا ہے جس میں اللہ کی ناراضگی ہوتی ہے اور اسے اندازہ تک نہیں ہوتا کہ یہ بات کہاں تک پہنچے گی اور اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کے لیے اپنی ناراضگی لکھ دیتے ہیں۔

امام غزالیؒ کی نصیحت

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر قول اور فعل کے وقت غور کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ وہ رضائے الٰہی کے مطابق ہے یا نہیں ہے یہ نہ ہو کہ تمہارے اوپر اکتاہٹ اور جزع کی کیفیت طاری ہو اور تم اسے تضرع اور ابتہال سمجھ رہے ہو اور تم ریاء کاری میں مبتلا ہو اور اس کو حمد وشکر کی حالت خیال کررہے ہو اور ریاء اور تکبر سے لوگوں کو دعوت حق دے رہے اور بڑا کارخیر تصور کررہے ہو۔ یعنی معاصی کو طاعات تصور کررہے ہو اور قابل سزا کاموں پر ثواب کی امید لگا کر بیٹھے ہو۔ یہ ایک بہت بڑا دھوکہ ہے اور جہنم میں لے جانے والا ہے۔

(تحفة الاحوذی ۷/ ۲۰. روضة المتقين ٤ /٨. دليل الفالحين ٤ /٢٩٨.

سب سے خطرناک چیز زبان ہے

۱۵۱۷. وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَدِّثْنِي بِاَمْرٍ اَعْتَصِمُ بِهٖ قَالَ: "قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ" قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَااَخْوَفُ مَاتَخَافُ عَلَيَّ؟ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ ثُمَّ قَالَ : "هٰذَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ .

(۱۵۱۷) حضرت سفیان بن عبداللہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی بات ایسی بتلایئے جس پر میں مضبوطی سے قائم ہو جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کہو کہ اللہ میرا رب ہے اور اس پر مضبوطی سے جم جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرے اوپر سب سے زیادہ خطرے والی کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا کہ یہ زبان۔ (ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۵۱۷): الجامع للترمذی، ابو اب الزھد، باب ماجاء فی حفظ اللسان .

کلمات حدیث: بأمر اعتصم به : مجھے کوئی ایسی بات بتلا دیجئے جسے میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔

شرح حدیث: حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجیے جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں اور کبھی اس سے ادھر ادھر نہ ہوں۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اسلام کی ایک ایسی جامع بات بتا دیجئے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ یعنی ایسی جامع بات جو اسلام کے جملہ پہلوؤں کو مشتمل اور اس کے تمام امور کو احاطہ کئے ہوئے ہو اور اس قدر واضح ہو کہ مزید کبھی کسی توضیح کی ضرورت نہ ہو میں اس پر عمل کرتا رہوں اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کہو میرا رب اللہ ہے اور اس پر جم جاؤ۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر جم جاؤ۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد نبوی آپ ﷺ کے جوامع کلم میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا ﴾

یعنی یہ لوگ اللہ واحد پر ایمان لائے اور پھر اس ایمان پر اور اللہ کی اطاعت اور اس کی فرماں برداری پر استقامت اختیار کر لی اور مرتے دم تک اللہ کی بندگی اور اس کے احکام کی اطاعت پر قائم رہے۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایمان اور اسلام پر استقامت ایک دشوار امر ہے کہ اس استقامت میں عقائد اعمال اور اخلاق غرض دین کے جملہ امور داخل ہیں۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں صراط مستقیم پر چلنا بھی ایسا ہی ہے جیسے روز قیامت پل صراط سے گزرنا دونوں ہی بال سے باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہیں۔

ازاں بعد حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ کون سی بات ہے جس سے آپ ﷺ میرے بارے میں اندیشہ کرتے ہیں کہ وہ مجھے راہ حق سے ہٹانے والی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا کہ زبان۔

(تحفة الاحوذی : ۱۳۶/۷ . شرح صحیح مسلم : ۸/۲ . روضة المتقین : ۱۰/۴ . دلیل الفالحین : ۲۹۸/۴)

باتوں کی کثرت دل کی سختی کی علامت ہے

۱۵۱۸ . وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَاتُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ : فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۱۵۱۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر کے بغیر کثرت سے باتیں نہ کرو کیونکہ اللہ کے ذکر کے بغیر کثرت سے باتیں کرنا قساوت قلبی کی علامت ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور قسی القلب (سخت دل) ہے۔ (الترمذی)

تخریج حدیث (۱۵۱۸): الجامع للترمذی، ابواب الزهد، باب ابعد من الله القلب القاسی .

کلمات حدیث: قسوة القلب : دل کی سختی۔ سنگ دلی۔ قلب کا وعظ ونصیحت قبول نہ کرنا۔ حالات وواقعات سے موعظت نہ حاصل کرنا۔

شرح حدیث: اللہ کے ذکر اور اس کی یاد کے بغیر اور آدمی کے اپنے انجام اور آخرت سے بے پرواہ ہونے سے دل سخت ہو جاتے ہیں اور اس سنگ دلی اور قساوت قلبی کی بنا پر اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْقَٰسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ ٱللَّهِ ﴾

"خرابی ہو ان کے لیے جن کے دل اللہ کی یاد سے سخت ہو گئے ہیں۔" (الزمر:۲۲)

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اللہ کے احکام پر چلنا چھوڑ دیا اور اللہ کے دین سے دور ہو گئے اور دنیا کے کاموں میں منہمک ہو گئے تو ان کے دل سخت ہو گئے اور پتھر بن گئے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔

﴿ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَٱلْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ﴾ (البقرۃ:۷۴)

اور قرآن کریم میں اہل ایمان کے بارے میں ارشاد ہے کہ:

﴿ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ ٱللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ ٱلْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا۟ كَٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ ٱلْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَٰسِقُونَ ۝١٦ ﴾

"کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی نصیحت اور اس دین حق کے سامنے جھک جائیں جو اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ان پر (کتاب ملنے کے بعد) زمانہ دراز گزر گیا پھر ان کے دل خوب ہی سخت ہو گئے اور اب ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہیں۔" (الحدید:۱۶)

یعنی وقت آ گیا ہے کہ مؤمنین کے دل قرآن اور اللہ کی یاد اور اس کے سچے دین کے سامنے جھک جائیں اور نرم ہو کر گڑگڑانے لگیں کہ ایمان کی علامت ہی یہ ہے کہ دل نرم ہو اور نصیحت اور اللہ کی یاد کا اثر فوراً قبول کرے۔

(تحفة الاحوذی : ۱۳۷/۷ . روضة المتقین : ۱۰/٤ . دلیل الفالحین : ۲۹۹/٤)

جو زبان و شرمگاہ کے شر سے بچ جائے

١٥١٩. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَابَیْنَ لَحْیَیْهِ، وَشَرَّ مَابَیْنَ رِجْلَیْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ .

(١٥١٩) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس شئے کے شر سے بچالیا جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو وہ جنت میں جائے گا۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (١٥١٩): الجامع للترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء فی حفظ اللسان .

کلمات حدیث: وقاه اللّٰه : جسے اللہ نے بچالیا۔ جس کی اللہ نے حفاظت فرمائی۔ جسے اللہ نے محفوظ رکھا۔

شرح حدیث: مقصود حدیث یہ ہے کہ مؤمن کو چاہئے کہ اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کرے اور زبان سے نہ کبھی جھوٹ بولے نہ غیبت کرے اور نہ کوئی بری بات زبان سے کہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا اپنی زبان روکے رکھو۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ کیا یا رسول اللہ ہمارا زبان پر مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ تیری ماں تجھ پر غمگین ہو، یہ جو لوگ جہنم میں منہ کے بل گرائے جائینگے یہ انہی گناہوں کا تو نتیجہ ہوگا جن کی کھیتیاں ان کی زبانوں نے کاٹی ہوں گی۔ (تحفة الاحوذی:١٣٥/٧. روضة المتقین:١١/٤. دلیل الفالحین:٢٩٩/٤)

زبان کو قابو میں رکھنا نجات کا ذریعہ ہے

١٥٢٠. وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالنَّجَاةُ؟ قَالَ : "اَمْسِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ وَلْیَسَعْکَ بَیْتُکَ، وَابْکِ عَلٰی خَطِیْئَتِکَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ .

(١٥٢٠) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ نجات کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زبان قابو میں رکھو تمہارا گھر تمہیں سمالے اور اپنی خطاؤں پر گریہ اور بکاء کرو۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (١٥٢٠): الجامع للترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء فی حفظ اللسان .

شرح حدیث: امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک رسول اللہ ﷺ کے حکیمانہ اسلوب کی شاہد ہے کہ آپ ﷺ سے حقیقت نجات کے بارے میں دریافت کیا گیا اور آپ ﷺ نے سبب نجات بیان فرمایا کہ ذریعۂ نجات یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان کو روکے رکھے اور خیر کے سوا اسے کسی بات میں استعمال نہ کرے، غیر ضروری تعلقات سے اجتناب کر کے اپنے گھر میں اعمال صالحہ میں مصروف رہے اور اپنی خطاؤں پر رو رو کر اللہ سے معافی مانگے اور توبہ واستغفار کرے۔

غرض زبان کے استعمال میں احتیاط لازمی ہے کہ جھوٹ غیبت اور ہر بری بات کے زبان سے کہنے سے احتراز کیا جائے لوگوں سے زیادہ میل جول اور اختلاط کے بجائے گھر میں اللہ کی اطاعت اور ذکر وفکر اور تلاوت میں اپنے فارغ اوقات کو صرف کرنا چاہئے اور اپنی خلوتوں میں اپنی خطاؤں اور لغزشوں پر رونا بھی اللہ کو بہت پسند ہے۔

(تحفة الاحوذی : ۱۳۲/۷. روضة المتقین : ۱۲/٤. دلیل الفالحین : ٤/ ۳۰۰)

تمام اعضاء زبان کے شر سے پناہ مانگتے ہیں

۱۵۲۱. وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَآءَ کُلَّهَا تُکَفِّرُ اللِّسَانَ تَقُوْلُ : اتَّقِ اللّٰهَ فِیْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِکَ : فَاِنْ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا، وَاِنْ اعْوَجَجْتَ اِعْوَجَجْنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، مَعْنٰی " تُکَفِّرُ اللِّسَانَ : اَیْ تَذِلُّ وَتَخْضَعُ .

(۱۵۲۱) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان صبح کو اٹھتا ہے تو اس کے تمام اعضاء اس کی زبان سے عاجزی سے عرض کرتے ہیں کہ تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ ہمارا معاملہ تیرے ساتھ وابستہ ہے اگر تو سیدھی ہے تو ہم بھی سیدھے ہیں اور اگر تو ٹیڑھی ہوگی تو ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے۔(ترمذی)

تکفر اللسان : کے معنی ہیں کہ انسانی اعضاء زبان کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔

تخریج حدیث(۱۵۲۱): الجامع للترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء فی حفظ اللسان .

کلمات حدیث: اذاأصبح ابن آدم : جب فرزند آدم صبح کرتا ہے جب آدمی کی صبح ہوتی ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک کا مستفاد یہ ہے کہ انسانی جسم کے تمام اعضاء میں زبان کی اہمیت بہت زیادہ ہے اور زبان کی ادنی سی حرکت کا اثر تمام اعضائے جسم پر پڑتا ہے لڑائی جھگڑا جو زبان کی وجہ سے ہوتا ہے اس کی زد جسم پر پڑتی ہے اور مار جسم کو برداشت کرنی پڑتی ہے اس لیے زبان کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ اس سے صرف حق اور خیر ہی ادا ہو اور کوئی بات غیر حق زبان سے نہ نکلے۔ایک اور حدیث میں دل کو تمام جسم انسانی کی اصلاح اور فساد کا سبب بتایا گیا ہے جبکہ اس حدیث مبارک میں زبان کی اہمیت واضح کی گئی ہے، حقیقت یہ ہے کہ زبان دل کا ترجمان ہے اور آدمی کی زبان پر وہی بات آتی ہے جو اس کے دل میں ہوتی ہے، دل اگر درست ہے تو زبان بھی درست ہوگی اور دل میں اگر فساد ہے تو زبان سے بھی اس کا اظہار ہوگا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔لسان الفتی نصف ونصف فوأده۔(آدمی کا نصف زبان ہے اور دوسرا نصف دل ہے)

زبان کی حفاظت نہ کرنے سے آدمی اوندھے منہ جہنم میں گرتا ہے

۱۵۲۲. وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِیْ الْجَنَّةَ

وَيُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ : "لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيْمٍ، وَاِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ : تَعْبُدُاللّٰهَ لَاتُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ، اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" ثُمَّ قَالَ : "اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ " ثُمَّ تَلَا : "تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ " ثُمَّ قَالَ: "اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْاَمْرِ، وَعَمُوْدِهٖ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ : بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ : "رَأْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ، وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ" ثُمَّ قَالَ: "اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ؟" قُلْتُ : بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ قَالَ : "كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا" قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ ؟ فَقَالَ : "ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهٗ فِیْ بَابٍ قَبْلَ هٰذَا .

(۱۵۲۲) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بڑی بات کا سوال کیا ہے۔ یہ اس کے لیے آسان ہے جس پر اللہ آسان فرمادے تو اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر نماز قائم کر، زکوۃ دے اور رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر اگر بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت ہو پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے بھلائی کے دروازے نہ بتلاؤں روزہ ڈھال ہے صدقہ گناہ کی آگ سرد کر دیتا ہے جیسا کہ پانی سے آگ بجھ جاتی ہے اور آدمی کی نماز درمیان شب میں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ﴾ (ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں) یہاں تک کہ آپ ﷺ یعملون تک پہنچ گئے۔ پھر فرمایا کہ کیا میں تجھے دین کا سر اس کا ستون اور اس کے کوہان کی بلندی نہ بتلاؤں۔ میں نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دین کا سر اسلام ہے اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتلاؤں جس پر اس سب کا مدار ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا کہ اس کو روک کے رکھ میں نے عرض کیا کہ کیا ہم زبان سے جو کچھ کہتے ہیں اس پر بھی ہمارا مؤاخذہ ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیری ماں غمگین ہو جہنم میں لوگوں کو اوندھے منہ گرانے والے وہ گناہ ہوں گے جن کی کھیتیاں ان کی زبانوں نے کاٹی ہوں گی۔ (ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے اور اس کی شرح گزر چکی ہے۔)

تخریج حدیث (۱۵۲۲): الجامع للترمذی، ابو اب الایمان، باب ماجاء فی حرمة الصلاة .

کلمات حدیث: جُنَّة : ڈھال۔ الصدقة تطفئی الخطية كما يطفئی الماء النار : صدقہ گناہ کی حدت کو اس طرح ٹھنڈا کر دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے کیونکہ گناہوں کے نتیجے ہی میں انسان جہنم کی آگ میں ڈالا جائے اس لیے صدقہ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے گناہ کی آگ سرد ہو جاتی ہے جس طرح پانی سے آگ بجھ جاتی ہے یعنی اللہ کی راہ میں صدقہ دینا گناہوں کی آگ کو بجھا دیتا

ہے اور اس کے نتیجے میں جہنم کی آگ سے حفاظت حاصل ہو جاتی ہے۔ ثکلتك امك : یہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے لفظی مفہوم یہ ہے کہ تیری ماں تجھے روئے یا تجھے نہ پا کر ڈھونڈتی پھرے اور یہ جملہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی نے کوئی نادانی یا نافہمی کی بات کی ہو۔

شرح حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سفر میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے، آپ نے ایک موقعہ پر اپنی سواری رسول اللہ ﷺ کی سواری کے قریب کر لی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسی بات بتلا دیجئے جو جنت میں لے جائے اور جہنم سے بچالے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حصول جنت اور جہنم سے نجات فی الواقع ایک بہت بڑی بات ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے لئے آسان فرمادے اور اسے اس راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے۔ تم اللہ کی عبادت اور اس کی بندگی کرو اس طرح کہ کہیں کوئی شائبہ شرک نہ ہو۔ جیسا کہ اللہ سبحانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ فَمَن كَانَ يَرْجُواْ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًۢا ﴿١١٠﴾ ﴾

”جو اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے چاہئے کہ عمل صالح کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔“

(الکہف: ۱۱۰)

ازاں بعد آپ ﷺ نے ابواب خیر ذکر فرمائے کہ روزہ شیطان سے اور جہنم سے محفوظ رہنے کے لیے ڈھال ہے، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے اور صدقہ دینے سے گناہ کی حدت اس طرح سرد ہو جاتی ہے جیسے پانی سے آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور شب کے کسی حصے میں نماز پڑھنا سب سے اہم اور افضل ترین باب خیر ہے۔

دین کا ”رأس الامر“ اور اس کی اصل اللہ کی اطاعت اور اس کی بندگی اور اس کے سامنے سرافگندی یعنی اسلام ہے اور اس دین کا عمود اور ستون نماز ہے اور اس کی اعلیٰ ترین اور بلند چوٹی جہاد ہے۔ اور ان جملہ ہدایات و احکام کے لیے ایک جامع اور اصولی ہدایت زبان کو تھام لینا اور اس کو روک لینا ہے۔ اس موقعہ پر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ہمیں اپنی زبان کے بارے میں بھی جواب دہ ہونا پڑے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیری ماں افسردہ ہو یہ تم نے کیا بات کہی لوگوں کو اوندھے منہ جہنم میں دھکیلنے والی زبان سے زیادہ اور کون ہے، زبان کی کاٹی ہوئی کھیتی تو ہے جو لوگوں کو جہنم میں پھینکے گی۔

حدیث مبارک میں بہت اہم اور اصولی مضامین بیان ہوئے ہیں، کہ جہنم سے نجات اور آخرت کی فوز و فلاح کا مدار اللہ کی اطاعت اس کے احکام پر چلنے اور اس کے منع کیے ہوئے کاموں سے بچنے پر ہے، عبادت و بندگی میں رات کی نماز بہت اہمیت کی حامل اور حد درجہ وقیع ہے اور جہاد اپنی جملہ انواع و اقسام کے ساتھ مطلوب ہے اور اس راستے پر چلنے میں معاون اور مددگار اپنی زبان کی حفاظت کرنا ہے۔

غیبت کی تعریف

۱۵۲۳۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَتَدْرُوْنَ مَاالْغِيْبَةُ؟ قَالُوْا : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ : "ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ" قِيْلَ : اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِیْ اَخِیْ

مَاأَقُوْلُ؟ قَالَ : "اِنْ كَانَ فِيْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدِاغْتَبْتَهٗ، وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۲۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ اوراس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جو اسے ناگوار ہو۔ عرض کیا گیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ بات موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس میں وہ بات موجود ہو جو تم کہہ رہے ہو تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات موجود نہ ہو جو تم کہہ رہے ہو تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۲۳): صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الغیبة .

کلمات حدیث: فقد بهته : تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔ ایسی جھوٹ اور باطل بات جس کو سن کر آدمی حیرت میں پڑ جائے۔

بهت : جھوٹ۔ بهت فلان فلانا : اس کے بارے میں جھوٹ بولا۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غیبت ایک بہت بڑی برائی ہے مگر اس کے باوجود عام طور پر لوگ اس برائی میں مبتلا ہیں۔ غیبت یہ ہے کہ کسی آدمی کا ذکر اس کی غیر موجودگی میں اس انداز سے کیا جائے کہ اگر اسے علم ہو تو اسے ناگوار ہو خواہ وہ بات اس کے جسم سے متعلق ہو یا اس کے دین سے یا اس کی دنیا سے یا اس کے اہل اور خاندان سے یا اس کے کسی فعل یا حرکت سے غرض اس سے متعلق ہر وہ بات جس کو وہ اچھا نہ سمجھے غیبت ہے، خواہ غیبت زبانی ہو یا تحریری صراحتاً ہو یا اشارۃً ہر حال میں غیبت ہے اور حرام ہے۔

(شرح مسلم للنووی : ۱۱۷/۱۶ . روضة المتقين : ۱٦/٤ . دليل الفالحين : ٣٠٣/٤)

آدمی کی جان و مال و عزت ایک دوسرے پر حرام ہے

۱۵۲۴ . وَعَنْ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ خُطْبَتِهٖ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى" فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ : اِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ، وَاَعْرَاضَكُمْ، حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، اَلَاهَلْ بَلَّغْتُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۲۴) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ منیٰ میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر قربانی کے روز رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ تمہاری جانیں تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اس طرح حرام ہیں جیسے اس شہر میں اس مہینہ میں اس دن کی حرمت۔ دیکھو میں نے بات پہنچادی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۲۴): صحيح البخاری، كتاب الايمان، باب ليبلغ منكم الشاهد . صحيح مسلم، كتاب الحج باب حجة النبی ﷺ.

کلمات حدیث: دماء كم : مضاف محذوف یعنی سفك دماء كم : تمہارا آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانا۔ دماء : دم کی

جمع ۔خون یعنی جان۔ أعراض : عرض کی جمع ۔عزت ہر وہ قابل تعریف بات جو انسان کی ذات اس کے آباؤاجداد اور اس کی آل واولاد کے متعلق ہو۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا کہ تمام مسلمانوں کی جانیں ان کے مال اور ان کی عزتیں محترم ہیں اور انکی حرمت ایسی ہے جیسی حرمت اس شہر مکہ کو حاصل ہے جیسی حرمت اس ماہ یعنی ذوالحجہ کو حاصل ہے اور ایسی حرمت جو اس دن یعنی یوم النحر کو حاصل ہے۔یعنی جس طرح مکہ محترم ہے جس طرح ماہ ذوالحج محترم ہے اور جس طرح یوم النحر محترم ہے اسی طرح تمام مسلمانوں کی جانیں ان کے مال اور ان کی عزتیں محترم ہے اور کسی کو اجازت نہیں ہے کہ ان پر دست درازی کرے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل عرب اسلام سے قبل مکہ مکرمہ ماہ ذوالحج اور یوم النحر کی حرمت سے واقف تھے مگر جان و مال اور عزت وآبرو کی پامالی ان کا روز کا معمول تھا رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کی جان اس کے مال کو اور اس کی عزت کو اس طرح محترم اور مکرم قرار دیا جس طرح مکہ مکرمہ اور ماہ ذوالحجہ اور یوم النحر مکرم ومحترم ہیں۔

کسی کی نقل اتارنا بھی غیبت ہے

١٥٢٥ . عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُکَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا. قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ : تَعْنِيْ قَصِيْرَةً فَقَالَ : "لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَآءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ!" قَالَتْ وَحَكَيْتُ لَهُ اِنْسَانًا فَقَالَ : "مَا اُحِبُّ اِنِّيْ حَكَيْتُ اِنْسَانًا وَاِنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُد وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ .

وَمَعْنٰى : "مَزَجَتْهُ" خَالَطَتْهُ مُخَالَطَةً يَتَغَيَّرُ بِهَا طَعْمُهٗ اَوْرِيْحُهٗ لِشِدَّةِ نَتْنِهَا وَقُبْحِهَا، وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ اَبْلَغِ الزَّوَاجِرِ عَنِ الْغِيْبَةِ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى .

(١٥٢٥) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کو صفیہ کا ایسا ایسا ہونا کافی ہے۔بعض راویوں کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اشارہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پستہ قد ہونے کی طرف تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو اس کا ذائقہ بدل جائے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے سامنے کسی آدمی کی نقل اتاری تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ میں کسی انسان کی نقل اتاروں خواہ اس کے بدلے مجھے اتنا اتنا مال ملے۔(ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

"مزجتہ" کے معنی ہیں کہ اس طرح مل جائے کہ اس کا ذائقہ بدل جائے یا اس کی بو اور قباحت کی بنا پر اس کی بو بدل جائے۔اور یہ تشبیہ غیبت کی ممانعت اور اس کی برائی بیان کرنے میں بہت مؤثر اور بلیغ ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ ﷺ اپنے پاس

سے کچھ نہیں کہتے جو فرماتے ہیں وہ من جانب اللہ وحی ہوتا ہے۔

تخریج حدیث(۱۵۲۵): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الغیبة . الجامع للترمذی، ابواب صفة القیامة، باب تحریم الغیبة

کلمات حدیث: لقد قلت کلمة لومزجت بماء البحر لمزجته　تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر تم اس کو سمندر کے پانی میں بھی ملا دو تو اس کا ذائقہ بھی بدل جائے۔ یعنی یہ بات اس قدر بری اور خراب ہے کہ سمندر کے پانی کا ذائقہ اور اس کی بو بدل دینے کے لیے کافی ہے۔ " حکیت له انساناً " میں نے آپ ﷺ کے سامنے کسی شخص کی نقل اتاری۔ عربی زبان میں " محاکاة " کے معنی کسی کی برائی یا جسمانی عیب کی نقل اتارنے کے ہیں۔

شرح حدیث: حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی اور ازواج مطہرات میں سے تھیں، ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ کے سامنے حضرت عائشہ نے ان کے کوتاہ قد ہونے پر تعریض کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ تعریض کی غیبت ہے اور غیبت اتنی بڑی برائی اور اسکی اتنی قباحت ہے کہ اگر سمندر کے پانی میں اسے ملا دیا جائے تو اس کی قباحت سے سمندر کے پانی کی بو اور ذائقہ بدل جائے۔

اور ایک موقعہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی کی نقل اتاری تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اگر کوئی اتنا اور اتنا مال دے، یعنی بہت کثیر مال دے، تب بھی میں کسی کی نقل نہ اتاروں۔

قاضی ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ استہزاء مذاق اور حقیر سمجھ کر کسی کی نقل اتارنا حرام ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے غیبت کو ناپاک گندہ اور بدبودار قرار دیا اور اس گندگی اور بدبو کی اس قدر شدت بیان فرمائی کہ سمندر کے پانی کا بھی ذائقہ بدل جائے اور وہ بدبودار ہو جائے۔ یہ انتہائی بلیغ ترین تشبیہ ہے اور ایسی تشبیہ ہے جیسی تشبیہات قرآن کریم میں وارد ہوئی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ ازخود اپنے پاس سے کوئی بات نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ ﷺ کی ہر بات وحی الٰہی کے مطابق تھی۔ (تحفة الاحوذی : ۲۴۸/۷ . روضة المتقین : ۲۰/۴ . دلیل الفالحین : ۳۰۴/۴)

معراج کی رات غیبت کا عذاب دکھلایا گیا

۱۵۲۶. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عُرِجَ بِيْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ : مَنْ هٰؤُلَاءِ يَاجِبْرِيْلُ؟ قَالَ : هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ : وَيَقَعُوْنَ فِيْ اَعْرَاضِهِمْ !" رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ .

(۱۵۲۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو زخمی کر رہے تھے میں نے کہا کہ اے

جبرئیل علیہ السلام یہ کون ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں پر حملہ کرتے ہیں۔

تخریج حدیث(۱۵۲۶): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الغیبة .

کلمات حدیث: عرج بی : مجھے اوپر لے جایا گیا۔ مجھے معراج پر لے جایا گیا۔ یأکلون لحوم الناس : دنیا میں لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے یعنی ان کی غیبت کیا کرتے تھے۔

شرح حدیث: غیبت کی اس قدر بڑی سزا ہے کہ آخرت میں غیبت کرنے والوں اور دوسرے لوگوں کی عزتوں کے پامال کرنے والوں کے تانبے کے ناخن لگا دیئے جائیں گے جن سے وہ اپنے چہرے اور اپنے سینے کھوٹتے اور نوچتے رہیں گے۔

(روضة المتقین : ٤/ ٢٠ . دلیل الفالحین : ٤/ ٣٠٤)

مسلمان کی عزت وآبرو کو نقصان پہنچانا حرام ہے

١٥٢٧ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ : دَمُهٗ وَعِرْضُهٗ وَمَالُهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(١٥٢٧) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کی جان و مال اور عزت وآبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث(۱۵۲۷): صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم ظلم المسلم .

شرح حدیث: اسلام میں کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی دوسرے مسلمان کا مال ناحق لے لے، یا اس کی جان پر یا اس کی عزت وآبرو پر کوئی زیادتی کرے۔ یعنی ہر مسلمان کی جان و مال اور عزت وآبرو محترم ہیں اور کسی کو بھی اجازت نہیں ہے کہ ان کو ناحق پامال کرے اور چونکہ غیبت سے آدمی کی عزت پامال ہوتی ہے اس لیے غیبت حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ (دلیل الفالحین : ٤/ ٣٠٥)

الباب (۲۵۵)

بَابُ تَحْرِيمِ سِمَاعِ الْغِيبَةِ وَأَمْرِ مَنْ سَمِعَ غِيبَةً مُحَرَّمَةً بِرَدِّهَا وَالْإِنْكَارِ عَلَىٰ قَائِلِهَا فَإِنْ عَجَزَ أَوْلَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ فَارَقَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسَ إِنْ أَمْكَنَهُ

غیبت سننے کی حرمت، اور سننے والے کو یہ حکم کہ وہ غیبت سن کر فوراً اس کی تردید کرے اور غیبت کرنے والے کو منع کرے اور اسے روکے، اگر ایسا کرنے سے عاجز ہو یا اس کی بات نہ مانی جائے تو اگر ممکن ہو تو اس مجلس سے اٹھ جائے

۳۳۶. قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ:

﴿ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں۔'' (القصص:۵۵)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اہل ایمان کا شیوہ یہ ہے کہ وہ جب کوئی بری اور فضول اور لایعنی بات سنتے ہیں تو وہ اس سے اعراض کرتے ہیں یعنی وہ جھوٹ مکر وفریب، بے حیائی بے ہودہ اور لایعنی باتیں نہیں سننا چاہتے اور ایسے لوگوں سے جو ان باتوں میں ملوث ہوں میل جول نہیں رکھتے بلکہ ان سے اعراض کرتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

۳۳۷. وَقَالَ تَعَالیٰ:

﴿ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝٣ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''وہ فضول باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔'' (المؤمنون:۳)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ان کامیاب اور کامران لوگوں کی صفات کے بیان میں جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس قرار پائیگے ان کی ایک صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ فضول اور نکمی بات پر دھیان نہیں دیتے اور جب کوئی فضول اور لغو بات کہتا ہے تو وہ ادھر سے منہ پھیر لیتے ہیں انہیں فرائض عبودیت سے اتنی فرصت ہی نہیں ہوتی کہ ایسے بے فائدہ امور میں اپنا وقت ضائع کریں۔ (تفسیر عثمانی)

۳۳۸. وَقَالَ تَعَالیٰ:

﴿ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۝٣٦ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''کان، آنکھ اور دل کے بارے میں باز پرس ہوگی۔'' (اسراء:۳۶)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ بلاتحقیق کوئی بات زبان سے نہ نکالو بلکہ کان آنکھ اور دل و دماغ سے کام لے کر

بات کے درست یا غلط ہونے اور اس کے خیر وبرائی پر مشتمل ہونے کا جائزہ لے کہ پھر صرف وہ بات کہو جو حق ہو اور جس میں خیر ہو اور بھلائی ہو کہ قیامت کے روز آدمی کے آنکھ کان دل ودماغ غرض تمام قوتوں اور صلاحیتوں کے بارے میں سوال ہوگا کہ انہیں کہاں کہاں استعمال کیا۔ (تفسیر مظهری۔ تفسیر عثمانی)

غیبت کی مجلس میں بیٹھنا جائز نہیں

۳۳۹. وَقَالَ تَعَالىٰ:

﴿ وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٦٨﴾ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو ہمارے احکام میں طعن کر رہے ہوں تو تو ان سے اعراض کر یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھ۔'' (الانعام: ٦٨)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی آیات پر طعن کرتے ہیں اور اس کے احکام پر تنقید کرتے ہیں اور ناحق نکتہ چینی کر کے اپنے آپ کو عذاب اور اللہ کی ناراضگی کا مستحق بنا رہے ہیں تو تم ان سے کوئی تعلق نہ رکھو مبادا تم بھی ان کے زمرہ میں شامل ہو کر سزا کے مستحق قرار پاؤ۔ ایک مؤمن کی غیرت ایمانی کا تقاضہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ ایسی مجلس سے بیزار ہو کر کنارہ کشی اختیار کرے اور کبھی بھولے سے شریک ہو گیا تو یاد آنے کے بعد وہاں سے فوراً اٹھ جائے۔ (تفسیر عثمانی، معارف القرآن)

مسلمان کی عزت کا دفاع جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے

١٥٢٨. وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآء رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

(١٥٢٨) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسکے چہرے سے جہنم کی آگ دور فرما دے گا۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۵۲۸): الجامع للترمذی، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء فی الذب عن عرض المسلم.

شرح حدیث: عزت کے دفاع کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں کسی کی عیب جوئی کر رہا ہو یا اس کی توہین اور تنقیص کر رہا ہو تو سننے والا اس بات کی تردید کرے اور ایسا کہنے والے کو منع کرے اور اہل مجلس کو بتائے کہ اس شخص کے بارے میں یہ بات درست نہیں اور اس کا دامن اس بات سے پاک ہے جو کہی جا رہی ہے۔

(دليل الفالحين: ٤/٣٠٧. رياض الصالحين (صلاح الدين): ٢/٣٩٩)

کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی بڑا گناہ ہے

۱۵۲۹. وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ الْمَشْهُوْرِ الَّذِيْ تَقَدَّمَ فِيْ بَابِ الرَّجَآءِ قَالَ : قَامَ النَّبِيُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَقَالَ : "اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ : ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَايُحِبُّ اللّٰهَ وَلَارَسُوْلَهٗ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَاتَقُلْ ذٰلِكَ اَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ : لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ، وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ : لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ "وَعِتْبَانُ" بِكَسْرِ الْعَيْنِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ وَحُكِيَ ضَمُّهَا وَبَعْدَ هَاتَآءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ فَوْقٍ ثُمَّ بَآءٌ مُوَحَّدَةٌ. وَالدُّخْشُمُ بِضَمِّ الدَّالِ وَاِسْكَانِ الْخَآءِ وَضَمِّ الشِّيْنِ الْمُعْجَمَتَيْنِ.

(۱۵۲۹) حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جومشہور ہے اور اس سے پہلے باب الرجاء میں گزر چکی ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مالک بن الدخشم کہاں ہے؟ کسی نے کہا کہ منافق ہے، اسے اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح مت کہو۔ تم نے نہیں دیکھا کہ اس نے محض اللہ کی رضا کے لیے لا الہ الا اللہ کہا ہے اور جس نے صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لیے لا الہ الا اللہ کہا ہو اللہ نے اس پر جہنم کو حرام فرما دیا ہے۔ (متفق علیہ)

عتبان عین کے زیر کے ساتھ مشہور ہے اور بعض نے عین پر پیش کیا ساتھ بھی نقل کیا ہے۔ دخشم دال کے پیش خاء کے سکون اور شین کے پیش کے ساتھ ہے۔

تخریج حدیث(۱۵۲۹): صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب المساجد فی البيوت. صحيح مسلم، كتاب المساجد باب الرخصة فی المتخلف عن الجماعة لعذر.

شرح حدیث: حضرت مالک بن الدخشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں جب آپ کے سامنے ان کو منافق کہا گیا تو آپ ﷺ نے اس کی تردید فرمائی اور فرمایا کہ انہوں نے خالصتاً لوجہ اللہ لا الہ الا اللہ کہا ہے اور جو خالصتاً لوجہ اللہ لا الہ الا اللہ کہے اللہ اس پر جہنم کو حرام فرما دیتے ہیں۔ مؤمن پر جہنم کی آگ حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن دائمی طور پر جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ اپنے گناہوں کی سزا پا کر بالآخر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور اگر اس نے مرنے سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اللہ کی فرماں برداری والی زندگی اختیار کر لی تو اللہ بڑا غفور رحیم ہے۔ (روضة المتقين : ۲۳/٤. دليل الفالحين : ۳۰۷/٤)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مدافعت

۱۵۳۰. وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ فِيْ قِصَّةِ تَوْبَتِهٖ وَقَدْ سَبَقَ فِيْ

بَابِ التَّوْبَةِ. قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ : "مَافَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟" فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَالنَّظَرُ فِي عِطْفَيْهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : بِئْسَ مَاقُلْتَ :

وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاعَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"عِطْفَاهُ" : جَانِبَاهُ، وَهُوَ إِشَارَةٌ إِلَى إِعْجَابِهِ بِنَفْسِهِ .

(۱۵۳۰) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے توبہ کے واقعہ سے متعلق ایک طویل حدیث مروی ہے جو باب التوبہ میں گزر چکی ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبکہ آپ ﷺ تبوک میں لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ کعب بن مالک کا کیا ہوا؟ تو بنو سلمہ کے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اسے اس کی دونوں چادروں اور اس کے اپنے شانوں کی طرف نظر کرنے روک لیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے بری بات کہی، اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ ہم ان کے بارے میں خیر کے سوا کوئی بات نہیں جانتے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

عطفاہ کے معنی ہیں اس کے دونوں پہلو۔ اور یہ لفظ اشارہ ہے اپنے آپ کو پسند کرنے کی جانب (خود پسندی)۔

تخریج حدیث(۱۵۳۰): صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب حديث كعب بن مالك . صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب توبة كعب بن مالك .

کلمات حدیث: حبسه برداه والنظر فى عطفيه : اسے غزوہ میں حاضری سے اس کی دونوں چادروں اور اپنے شانوں کی طرف دیکھنے نے روک لیا۔ یعنی وہ مال دار آدمی ہے اور خوش لباس ہے جب عمدہ لباس پہنتا ہے تو اپنے شانوں کی طرف دیکھتا ہے۔

شرح حدیث: مفصل حدیث باب التوبہ (۲۱) میں گزر چکی ہے۔ یہاں اس حدیث کے لانے کا مقصود یہ ہے کہ جب رسول کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اس بدگمانی کا اظہار کیا کہ ان کی دولت مندی اور خود پسندی نے انہیں غزوہ میں شرکت سے روک دیا ہے تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا دفاع کیا اور اس بدگمانی کا اظہار کرنے والے کو سرزنش کی اور کہا کہ تم نے بری بات کہی ہے اور حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم ان کے بارے میں خیر کے سوا اور کوئی بات نہیں جانتے۔ جس پر آپ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا۔

(روضة المتقين : ۲۳/٤. نزهة المتقين : ۳٦۲/٤. دليل الفالحين : ۳۰۸/٤)

البَابُ (۲۵٦)
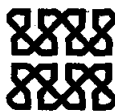
بَابُ مَایُبَاحُ مِنَ الْغِیبَةِ
غیبت کی بعض جائز صورتوں کا بیان

کسی شرعی غرض کا حصول اگر غیبت پر موقوف تو اس صورت میں اس غرض کے حصول کے لیے غیبت جائز ہے اور اس کے چھ اسباب ہیں:

پہلا سبب:

کسی پر ظلم کیا گیا ہو، اس صورت میں مظلوم کے لیے جائز ہے کہ وہ سلطان یا قاضی کے سامنے یا ایسے افسر مجاز کے سامنے اپنا معاملہ لے جائے جس کے پاس اختیار اور قدرت ہو کہ وہ اسے ظالم کے ظلم سے انصاف دلا سکے اس صورت میں اس کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔

دوسرا سبب:

خلاف شریعت کاموں سے روکنے اور برائی کے مرتکب شخص کو راہ راست پر لانے کے لیے مدد حاصل کرنا۔ چنانچہ جس شخص کے بارے میں توقع ہو کہ اسے خلاف شریعت کاموں سے روکنے کی قوت حاصل ہے اس سے یہ کہنا کہ فلاں شخص ایسا کر رہا ہے تم اسے روکو۔ وغیرہ اور اس کا مقصود اس برائی کا ازالہ ہو۔ اگر برائی کا ازالہ مقصود نہ ہو تو یہ شکایت حرام ہے۔

تیسرا سبب:

استفتاء یعنی مفتی سے یہ کہنا کہ فلاں شخص نے مجھ پر یہ ظلم کیا ہے کیا اسے یہ حق حاصل ہے اور میرے لیے اس ظلم سے نجات حاصل کرنے اپنا حق لینے اور ظلم کی مدافعت کا کیا طریقہ ہے۔ یہ استفتاء بھی جائز ہے۔ اور اس صورت میں بھی زیادہ محتاط اور زیادہ افضل یہ ہے کہ وہ اس طرح سوال کرے کہ ایسے شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جس کی یہ روش ہو کیونکہ اس طرح بغیر تعیین بھی مقصود حاصل ہو جائے گا۔ تاہم اس کے باوجود نام لے کر اس شخص کا تعین کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ ہم عنقریب حدیث ھند ذکر کریں گے۔

چوتھا سبب:

مسلمانوں کو برائی سے ڈرانا اور انہیں نصیحت کرنا۔ اس کے متعدد طریقے ہیں۔

مثلاً حدیث کے مجروح راویوں اور گواہوں پر جرح کرنا۔ اس جرح کے جواز پر مسلمانوں کا اجماع ہے بلکہ بر بنائے ضرورت واجب ہے۔

کسی شخص سے بیاہ شادی کا تعلق قائم کرنے یا کاروبار میں شراکت کرنے یا اس کے پاس امانت رکھانے یا اس سے کوئی اور معاملہ کرنے کے لیے یا اس کا پڑوس اختیار کرنے کے لیے اس کے بارے میں مشورہ کرنا۔ جس سے مشورہ لیا جائے اسے چاہئے کہ کوئی بات نہ چھپائے بلکہ خیر خواہی کی نیت سے وہ تمام برائیاں بھی بیان کر دے جو اس میں ہوں۔

جب کوئی کسی طالب علم کو دیکھے کہ علم دین کے سیکھنے کے لیے کسی بدعتی یا فاسق کے پاس جاتا ہے اور اندیشہ ہو کہ اس طالب کو اس بدعتی یا فاسق سے دینی نقصان پہنچے گا تو ضروری ہے کہ اس کی خیر خواہی کرتے ہوئے اس کا حال بیان کردے۔ اس معاملہ میں اکثر غلطیاں ہوتی ہیں کہ انسان کبھی تو اس طرح کی بات حسد سے کرتا ہے اور شیطان اس پر معاملہ کو ملتبس کر دیتا ہے کہ وہ حسد کے جذبے سے کی ہوئی بات کو نصیحت خیال کر لیتا ہے۔ بہر حال اس بارے میں احتیاط اور توجہ کی ضرورت ہے۔

پانچواں سبب:

کوئی شخص علی الاعلان اپنے فسق اور بدعت کا اظہار کرتا ہو، جیسے کھلے عام شراب نوشی کرتا ہو لوگوں کا مال لے لیتا ہو، جبری ٹیکس لیتا ہو، ظلماً لوگوں کا مال لے لیتا ہو، باطل کاموں کی سرپرستی کرتا ہو۔ تو اس کے ان کاموں کا جن کو وہ علی الاعلان کرتا ہو ذکر کرنا جائز ہے البتہ اس کے دیگر عیوب کا ذکر کرنا جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ ان کے ذکر کا کوئی اور جواز موجود ہو۔

چھٹا سبب:

کسی کو اس نام سے پکارنا جو اس کا مشہور و معروف ہو، جیسے اعمش (چوندھا) اعرج (لنگڑا) اصم (بہرا) اعمٰی (اندھا) احول (بھینگا) تو ان تعارفی القاب کا استعمال جائز ہے۔ (بعض علماء اور روایات حدیث کے ناموں کے ساتھ یہ الفاظ موجود ہیں اور وہ اسی طرح معروف و مشہور ہیں)۔ البتہ توہین اور تنقیص کے طور پر ان الفاظ کا استعمال حرام ہے اور اگر ان الفاظ کے استعمال کے بغیر تعارف ممکن ہو تو ان کو ترک کر دینا بہتر ہے۔

یہ چھ اسباب ہیں جو علماء نے ذکر کیے ہیں اور ان میں سے اکثر پر اجماع ہے اور احادیث مشہورہ میں اس کے دلائل موجود ہیں۔ ان میں سے بعض احادیث حسب ذیل ہیں:

اہل فساد کی غیبت کرنا جائز ہے

۱۵۳۱. وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلاً اِسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "اِئْذَنُوْا لَه، بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اِحْتَجَّ بِهِ الْبُخَارِيُّ فِيْ جَوَازِ غِيْبَةِ اَهْلِ الْفَسَادِ وَاَهْلِ الرِّيَبِ

(۱۵۳۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے نبی کریم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اجازت دیدو یہ اپنے خاندان کا برا آدمی ہے۔ (متفق علیہ)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے اہل فساد اور مشکوک لوگوں کی غیبت کے جواز پر استدلال کیا ہے تا کہ لوگ ان سے بچ کر رہیں۔

تخریج حدیث (۱۵۳۱): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب مایجوز من اغتاب من اهل الفساد . صحیح مسلم،

كتاب البر، باب مداراة من يتقى فحشه .

کلمات حدیث: اخو العشيره : قبیلہ کا بھائی۔ قبیلے والا۔ خاندان والا۔

شرح حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور کریم ﷺ کے پاس حاضری کی اجازت طلب کی اور آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی لیکن جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ برا آدمی ہے لیکن جب وہ شخص آپ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھا تو آپ ﷺ اس سے خندہ روئی سے پیش آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں اس طرح کی بات بھی کہی اور پھر آپ ﷺ اس خندہ روئی سے پیش آئے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ تم نے مجھے کب برے اخلاق برتتے ہوئے دیکھا تھا روز قیامت اللہ کے نزدیک سب سے برا وہ آدمی ہے جس سے لوگ اس کے شر کی بنا پر کنارہ کش ہو جائیں۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص عینیہ بن حصن فزاری تھا اور اس وقت وہ اسلام نہ لایا تھا، بعد میں وہ اسلام کا اظہار کرنے لگا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو اس کے حال سے باخبر کر دیا جائے تاکہ محتاط ہو جائیں۔ عہد نبوت ﷺ میں بھی اور بعد میں بھی وہ ضعیف الایمان ہی رہا، پھر مرتدین کے ساتھ مرتد ہو گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں حالت ارتداد میں قید کر کے لایا گیا۔ اس اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کا اس کے بارے میں اپنے قبیلہ کا برا آدمی کہنا اعلام نبوت میں سے ہے جس کی بعد میں تصدیق ہوئی۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ جو شخص کھلم کھلا فاسق اور برا آدمی ہو اور بدعت کی دعوت دیتا ہو اس کی غیبت کرنا درست ہے اور اس کے ساتھ مدارات سے پیش آنا بھی درست ہے اور پھر امام قرطبی رحمہ اللہ قاضی عیاض رحمہ اللہ کا کلام نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مدارات اور مداہنت میں فرق ہے۔ مدارات ہے دین کی خاطر دنیا کا نقصان کرنا اور مداہنت ہے دنیا کی خاطر دین کا نقصان برداشت کرنا۔ برے اور فاسق آدمی کے ساتھ مدارات جائز ہے مداہنت جائز نہیں ہے۔

(فتح الباری : ۱۸۸/۳. عمدة القاری : ۱۸٤/۲۲. شرح صحيح مسلم : ۱۱۸/۱٦. روضة المتقين : ٢٤/٤)

منافقین کی غیبت جائز ہے

۱۵۳۲. وَعَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَا اَظُنُّ فُلَانًا وَّفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ : قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ اَحَدُ رُوَاةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ : هٰذَانِ الرَّجُلَانِ كَانَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ.

(۱۵۳۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے خیال میں فلاں اور فلاں ہمارے دین میں سے کچھ بھی نہیں جانتے۔ (بخاری)

حدیث کے راوی لیث بن سعد کہتے ہیں کہ یہ دو آدمی منافقین میں سے تھے،

تخریج حدیث(۱۵۳۲): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یکون من الظن .

شرح حدیث: اہل فسق اور اہل بدعت کے بارے میں لوگوں کو مطلع کرنا درست ہے تا کہ لوگ ان کے شر سے محفوظ رہیں اور ان کے ساتھ تعلق رکھ کر ان کا دین خراب نہ ہو۔ (فتح الباری : ۳/ ۲۰۰. روضة المتقین : ٤/ ٢٦)

خیر خواہی مقصد ہو تو غیبت کی اجازت ہے

۱۵۳۳ . وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ : اِنَّ اَبَاالْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ خَطَبَانِيْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَمَّامُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَامَالَ لَهٗ، وَاَمَّا اَبُوالْجَهْمِ فَلَا يَضَعُ الْعَصَاعَنْ عَاتِقِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : "وَاَمَّا اَبُوالْجَهْمِ فَضَرَّابٌ لِلنِّسَآءِ" وَهُوَ تَفْسِيْرٌ لِرِوَايَةِ : "لَايَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهٖ" وَقِيْلَ مَعْنَاهُ : كَثِيْرُ الْاَسْفَارِ.

(۱۵۳۳) حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کرتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ابوجہم اور معاویہ نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معاویہ تو فقیر ہیں ان کے پاس مال نہیں ہے اور ابوجہم تو وہ اپنے کاندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا۔ (متفق علیہ)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ابوجہم بیویوں کو مارتا ہے گویا یہ معنی ہیں ان الفاظ کے جو سابقہ روایت میں آئے ہیں کہ لا یضع العصا عن عاتقة : اور کسی نے کہا کہ اس کے معنی ہیں کثرت سے سفر کرنے والا۔

تخریج حدیث(۱۵۳۳): صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً لا نفقه لها .

کلمات حدیث: صعلوك : فقیر، تنگ دست۔ جمع صعاليك.

شرح حدیث: حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ فریقین جواز دواجی رشتہ میں منسلک ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں انہیں ایک دوسرے کے حال سے باخبر کرنا جائز ہے۔ چنانچہ جب حضرت فاطمہ بنت قیس مشورہ کے لیے آپ ﷺ کے پاس تشریف لائیں اور عرض کیا کہ انہیں ابوجہم اور معاویہ نے پیغام دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوجہم لاٹھی اپنے کاندھے سے نہیں اتارتا۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس جملے کے دو مفہوم بیان کئے گئے ہیں ایک یہ کہ ابوجہم مسلسل سفر میں رہتا ہے اور دوسرا یہ کہ وہ بیویوں کو مارتا ہے۔ ابن حبان کی ایک روایت میں تصریح ہے کہ ابوجہم کا رویہ عورتوں کے ساتھ سخت ہے اور وہ انہیں مارتا ہے۔ حضرت معاویہ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے پاس مال نہیں ہے اور وہ تنگدست آدمی ہیں۔ (شرح مسلم للنووی : ۱۰/ ۸۰. تحفة الاحوذی : ٤/ ٣١٧)

مصلح سے دوسروں کی حالات بتانا

۱۵۳۴ . وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ

سَفَرٍ اَصَابَ النَّاسَ فِيْهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيّ : لَاتُنْفِقُوْا عَلیٰ مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰی يَنْفَضُّوْا. وَقَالَ : لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَاتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِذٰلِكَ، فَاَرْسَلَ اِلیٰ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَیٍّ، فَاجْتَهَدَ، يَمِيْنَهٗ مَافَعَلَ : فَقَالُوْا: كَذَبَ زَيْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ مِمَّا قَالُوْهُ شِدَّةٌ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالیٰ تَصْدِيْقِیْ : اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ" ثُمَّ دَعَاهُمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُؤُوْسَهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۳۴) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اس سفر میں لوگوں کو دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ عبداللہ بن ابی کہنے لگا جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں ان پر خرچ نہ کرو یہاں تک یہ منتشر ہو جائیں۔ اور اس نے یہ بھی کہا کہ جب ہم مدینہ واپس جائینگے تو ہم میں سے عزت والے لوگ ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو اس بات سے مطلع کیا۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلوایا تو اس نے پختہ قسم کھا کر کہا کہ اس نے اس طرح نہیں کہا۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ زید نے رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ بولا۔ مجھے اس بات سے بہت رنج ہوا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق میں یہ سورہ نازل فرمائی اذاجاء ك المنافقون۔ نبی کریم ﷺ نے ان منافقین کو بلایا تا کہ ان کے حق میں استغفار فرمائیں لیکن انہوں نے بے رغبتی سے اپنے سر پھیر دیئے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۵۳۴): صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة المنافقون . صحیح مسلم، اول کتاب صفات المنافقین .

کلمات حدیث: ینفضوا : منتشر ہو جائیں۔ فا جتھد یمینہ : خوب قسم کھائی، بار بار مؤکد قسم کھائی۔ لووا روؤسھم : استغفار سے بے رغبتی کرتے ہوئے اپنے سر موڑ لئے۔

شرح حدیث: محمد بن اسحٰق اور دیگر علمائے سیر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ بنی مصطلق رسول اللہ ﷺ سے جنگ کے لیے جمع ہو رہے ہیں اور ان کا سپہ سالار ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باپ حارث بن ضرار ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ اطلاع ملنے کے بعد حضرت زید بن حارثہ کو مدینہ منورہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور مسلمانوں کی ایک جمعیت لے کر روانہ ہوئے۔ اور دنیاوی مال و دولت کے لالچ میں بہت سے منافق بھی ساتھ ہو گئے۔ بنی مصطلق سے رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ مریسیع کے چشمہ پر جو قدید کی طرف سمت ساحل پر تھا ہوا۔ خوب لڑائی ہوئی بنو مصطلق میں سے جن کو مارا جانا تھا وہ مارے گئے اور باقی شکست کھا کر بھاگ گئے۔

ابھی رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام اسی مقام پر موجود تھے کہ ایک حادثہ پیش آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بنی غفار کے قبیلہ کا ایک آدمی تھا جو آپ کے گھوڑے کی لگام تھام کر چلتا تھا اس کا نام جہجاہ بن سعید تھا اس کا سنان بن وبرہ جہنی سے جھگڑا ہو گیا۔ قبیلہ جہینہ عوف بن خزرج کا حلیف تھا دونوں لڑ پڑے سنان نے گروہ انصار کو مدد کے لیے پکارا اور غفاری نے گروہ مہاجرین کو بلایا طرفین کے لوگ جمع ہو گئے اور ہتھیار نکل آئے۔ قریب تھا کہ کوئی فتنہ بپا ہو جائے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ

یہ کیا جاہلیت کے دور کی صدائیں بلند کر رہے ہیں، ختم کرو۔ آدمی کو اپنے بھائی کی مدد کرنی چاہئے ظالم ہو یا مظلوم کہ ظالم کا ہاتھ روکا جائے اور مظلوم سے ظلم رفع کیا جائے۔

عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین اپنے گروہ منافقین میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت حضرت زید بن ارقم جو ابھی کم سن تھے وہاں موجود تھے۔ عبداللہ بن ابی نے کہا کہ ان لوگوں (مہاجرین) کو دیکھو کہ ہماری بستیوں میں ہم سے مقابلہ کرنے لگے اللہ کی قسم جب ہم مدینہ لوٹیں گے تو عزت والے ذلیلوں کو نکال دینگے۔ پھر اس نے اپنی قوم کے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا تم نے ان لوگوں کو اپنے شہر میں پناہ دی اور ان پر اپنا مال خرچ کیا اگر تم ان کو نہ دیتے اور ان پر خرچ نہ کرتے تو آج یہ تمہارے اوپر سوار نہ ہوتے۔ اب بھی وقت ہے کہ ان پر خرچ کرنا بند کر دو تاکہ یہ محمد ﷺ کے پاس سے چھٹ جائیں۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان باتوں کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلا کر پوچھا تو اس نے قسمیں کھائیں کہ اس نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ اس سے رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام کی نظر میں حضرت زید جھوٹے بن گئے جس کا انہیں شدید رنج اور سخت صدمہ ہوا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر ''سورہ المنافقون'' نازل فرمائی اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق اور عبداللہ بن ابی کی تکذیب کر دی گئی۔ جب عبداللہ بن ابی کا جھوٹ ثابت ہو گیا اور اس کے کذب پر قرآن نازل ہو گیا تو اس سے کہا گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ سے استغفار کا طلب گار ہو اور آپ ﷺ کے حضور میں توبہ کر لے اور معافی مانگ لے مگر وہ اس پر گردن موڑ کر چلا گیا۔ لیکن اس کے بعد وہ کچھ ہی زندہ رہا اور بیمار ہو کر مر گیا۔

(فتح الباری : ۲/۸۸۶. تفسیر مظہری : (المنافقون)

شریعت کا مسئلہ معلوم کرنے کے لیے دوسرے کی حالت بتانا

۱۵۳۵. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَتْ هِنْدُ اِمْرَأَةُ اَبِیْ سُفْیَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّ اَبَاسُفْیَانَ رَجُلٌ شَحِیْحٌ وَلَیْسَ یُعْطِیْنِیْ مَایَكْفِیْنِیْ وَوَلَدِیْ اِلَّامَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَایَعْلَمُ؟ قَالَ: "خُذِیْ مَایَكْفِیْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۱۵۳۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ابوسفیان کی بیوی ھند نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل ہیں وہ مجھے میری اور میرے بچوں کی ضرورت کے مطابق خرچ نہیں دیتے سوائے اس کے کہ میں ان کی لاعلمی میں ان کے مال میں سے کچھ لے لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم دستور کے مطابق اتنا مال لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچوں کی ضرورت کے لیے کافی ہو جائے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۳۵): صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب نفقه المرأة اذا غاب عنها زوجها . صحیح

مسلم، کتاب الاقضیه، باب قضیه هند .

کلمات حدیث: شحیح : بخیل ۔حرص کے ساتھ بخل ۔بخل انسان کی طبیعت کالازمہ نہیں ہےاور بخل صرف مال میں ہوتا ہے جبکہ شُح انسانی طبیعت کا حصہ ہوتا ہےاور ہر شئے میں ہوتا ہے۔

شرح حدیث: ھند، حضرت ابوسفیان کی اہلیہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں ۔حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ حکم شریعت معلوم کرنے کے لیے مفتی کے سامنے ایک دوسری کی خامی اور کمزوری بیان کر سکتے ہیں اور ایسا کرنا غیبت میں داخل نہیں ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اگر خاوند دستور کے مطابق بیوی اور بچوں کو اخراجات نہ دے تو بیوی شوہر کے علم کے بغیر اس کے مال میں سے اتنا لے سکتی ہے جس سے اس کی اور اس کے بچوں کی ضرورت پوری ہو جائے۔

(فتح الباری : ۱۱۳۲/۱ . شرح صحیح مسلم للنووی : ۷/۱۲)
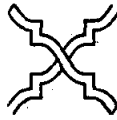
الباب (۲۵۷)

بَابُ تَحْرِيْمِ النَّمِيْمَةِ وَهِيَ نَقْلُ الْكَلَامِ بَيْنَ النَّاسِ عَلٰى جِهَّةِ الْفَسَادِ

چغلی کی حرمت یعنی لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے کے لیے کوئی بات نقل کرنا

۳۴۰. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

﴿ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ﴿١١﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''بہت طعنہ زنی کرنے والے اور چغل خور۔'' (ن: ۱۱)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں کافروں کی خصوصیات میں چند خصائص کا ذکر فرمایا ہے کہ کافر عیب لگاتا ہے اور لوگوں کے عیوب کی طرف آنکھ اور ابرو سے اشارہ کرتا ہے اور چغلی کھاتا ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لوگوں میں فساد پیدا کرنے کے لئے چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چغلخور جنت میں نہیں جائے گا۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں چغلخوری کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کے لیے کوئی شخص کسی کے بارے میں کسی دوسرے کا کلام نقل کرے کہ فلاں شخص فلاں کے بارے میں یہ کہہ رہا تھا۔ جس شخص کے سامنے چغلخوری کی جائے اس پر چھ امور لازم ہیں۔ اس چغل خور کی تصدیق نہ کرے کیونکہ وہ فاسق ہے، اس کو اس کام سے منع کرے اور نصیحت کرے کہ وہ اس برائی کا مرتکب نہ ہو۔ اس سے اللہ کے لیے بغض رکھے۔ اس غائب شخص کے بارے میں جس کی برائی بیان کی گئی ہے برا خیال دل میں نہ لائے، اس بات کو سن کر اس کی تحقیق اور تجسس میں نہ لگے اور خود اس بات کو دوسروں کو نہ سنائے کہ اس طرح خود اس جرم کا مرتکب ہو جائے گا۔ (تفسیر مظہری، روضۃ المتقین)

۳۴۱. وَقَالَ تَعَالٰى:

﴿ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿١٨﴾ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''انسان جو بھی لفظ منہ سے نکالتا ہے اس پر ایک نگران فرشتہ مقرر رہے۔'' (ق: ۱۸)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ آدمی کے دائیں بائیں دو فرشتے رہتے ہیں اور اس کی ہر بات اور ہر عمل کو محفوظ کرتے ہیں جوں ہی اس کی زبان سے کوئی لفظ نکلتا ہے کہ ایک تاک لگائے رکھنے والا فرشتہ اس کو ضبط تحریر میں لے آتا ہے۔

(تفسیر مظہری)

چغلخور جنت میں نہ جائے گا

۱۵۳۶. وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَدْخُلُ

الْجَنَّةَ نَمَّامٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۳۶) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں نمام (چغل خور) داخل نہیں ہوگا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۳۶): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب مایکره من النمیمة . صحیح مسلم، کتاب الایمان باب غلظ تحریم النمیمه .

کلمات حدیث: نمام : چغلخور جو دوسروں کے بارے میں جھوٹی باتیں نقل کرتا ہے تاکہ لوگوں میں فساد پیدا ہو اور ان کے درمیان لڑائی ہو۔ نم نما ونمیمۃ (باب ضرب) فساد کی اور لڑائی کی کوشش کرنا اور اس کے لیے دوسروں کو اکسانا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کسی کی بات لڑانے کے لیے دوسروں تک پہنچانا نمیمہ ہے، اور یہ کام کرنے والا نمام ہے۔

شرح حدیث: اسلام میں اخلاق حسنہ کو بہت اہمیت حاصل ہے اسلام کی تمام تعلیم ہی انسان کو اخلاق حسنہ سے آراستہ کرنے اس کو سیرت و کردار کا اعلیٰ پیکر بنانے اور تمام اخلاقی اور عملی برائیوں اور گندگیوں سے پاک کرنے کے لیے ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔

جو شخص جان بوجھ کر چغلخوری کرے اور اسے حلال و جائز سمجھ کر لوگوں کے درمیان فساد ڈالے یقیناً ایسا شخص جنت میں نہیں جائے گا۔ جو شخص اس برائی کا مرتکب ہوا سے چاہئے کہ صدق دل سے توبہ کرے اور اس برائی سے ہمیشہ کے لیے احتراز کرے۔

جامع ترمذی کی روایت میں "نمام" کی جگہ قتات ہے۔ راوی حدیث سفیان نے کہا کہ قتات کے معنی نمام کے ہیں۔ اور کسی نے کہا کہ نمام وہ ہے جو کچھ لوگوں کی مجلس میں موجود ہو اور وہاں کی باتیں سن کر دوسروں کو پہنچائے اور غرض فساد اور لڑائی کی ہو اور قتات وہ ہے جو ان لوگوں کے درمیان موجود نہیں ہوتا بلکہ باہر سے ان کی باتیں سن لیتا ہے جبکہ انہیں اس کا علم نہیں ہوتا۔ اور قساس وہ ہے جو لوگوں سے پوچھتا ہے اور ان سے خبریں جمع کر کے پھر انہیں دوسروں تک پہنچاتا ہے۔

(فتح الباری : ۱۹٤/۳ . عمدة القاری : ۲۰۳/۲۳ . شرح صحیح مسلم : ۹۷/۲ . تحفة الاحوذی : ١٦٣/٦)

چغلخوری کی وجہ سے قبر میں عذاب کا واقعہ

۱۵۳۷ . وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: "اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ! بَلٰى اِنَّهٗ كَبِيْرٌ : اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَهٰذَا لَفْظُ اِحْدٰى رِوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ، قَالَ الْعُلَمَآءُ : مَعْنٰى : "وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ" : اَيْ كَبِيْرٍ فِيْ زَعْمِهِمَا . وَقِيْلَ : كَبِيْرٍ تَرْكُهٗ عَلَيْهِمَا .

(۱۵۳۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس گزرے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہیں عذاب دیا جارہا ہے اور انہیں کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا۔ پھر فرمایا کیوں نہیں بڑی بات ہے۔ ان میں سے ایک چغلی کھایا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ (متفق علیہ)

یہ صحیح بخاری کی متعدد روایات میں سے ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

علماء نے کہا ہے کہ " وما یعذبان فی کبیر " کے معنی ہیں کہ یہ گناہ ان کی نظر میں بڑا گناہ نہیں تھا اور کسی نے کہا کہ یہ گناہ ایسا تھا کہ اگر وہ اسے چھوڑنا چاہتے تو چھوڑ سکتے تھے۔

تخریج حدیث (۱۵۳۸): صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب من الکبائر ان لا یستتر من بولہ . صحیح مسلم، کتاب الطھارة. باب الدلیل علی نجاسة البول .

کلمات حدیث: لا یستتر من بولہ : وہ اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ جن دو برے کاموں پر ان کو عذاب ہو رہا ہے وہ فی الواقع بہت عظیم گناہ ہیں لیکن یہ اگر ان سے بچنا چاہتے تو اتنی بڑی بات نہ تھی بلکہ یہ ان معصیتوں سے مجتنب رہ سکتے تھے۔ ایک ان دونوں میں سے چغلیاں کھایا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

چغلخوری اور پیشاب کی چھینٹوں سے احتراز نہ کرنا دونوں ہی کبیرہ گناہ ہیں اور ان دونوں معصیتوں سے اجتناب لازم ہے۔

(فتح الباری : ۱/۳۵۳. روضة المتقین : ۴/۳۲. دلیل الفالحین : ۴/۳۱۷)

چغلی کے ذریعہ لوگوں کے درمیان فساد کرانا مقصود ہوتا ہے

۱۵۳۸ . وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلا اُنَبِّئُکُمْ مَاالْعَضْہُ؟ ھِیَ النَّمِیْمَةُ : اَلْقَالَةُ بَیْنَ النَّاسِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

"اَلْعَضْہُ" بِفَتْحِ الْعَیْنِ الْمُھْمَلَةِ وَاِسْکَانِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْھَآءِ عَلیٰ وَزْنِ الْوَجْہِ، وَرُوِیَ الْعِضَةُ بِکَسْرِ الْعَیْنِ وَفَتْحِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ عَلیٰ وَزْنِ الْعِدَةِ" وَھِیَ الْکَذِبُ وَالْبُھْتَانُ، وَعَلَی الرِّوَایَةِ الْاُوْلیٰ : اَلْعَضْہُ مَصْدَرٌ یُقَالُ : عَضَھَہ' عَضْھًا اَیْ رَمَاہُ بِالْعَضْہِ .

(۱۵۳۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ "عضہ" کیا ہے۔ یہ چغلی ہے یعنی لوگوں کے درمیان کسی کی بات نقل کرنا۔ (مسلم)

عضہ عین کے زبر اور ضاد کے سکون کے ساتھ بروزن وجہ نیز عضہ عین کے زیر اور ضاد کے زبر کے ساتھ بروزن عدة۔ یعنی کذب

اور بہتان۔ پہلی روایت کے مطابق عضہ مصدر ہے کہا جاتا ہے عضہ یعنی اس نے اس کو مہتم کیا۔

تخریج حدیث(۱۵۴۸): صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم النّميمه .

شرح حدیث: حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ چغل خوری جھوٹ اور بہتان تراشی یہ سب کبیرہ گناہ ہیں، مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ایک مسلمان کا کردار ان عیوب سے پاک اور اس کی سیرت ان کبائر سے منزہ ہو۔

(شرح صحیح مسلم : ١٣١/١٦. دليل الفالحين : ٣١٨/٤)
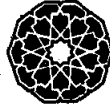
البَابُ (۲۵۸)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَقْلِ الْحَدِيْثِ وَكَلَامِ النَّاسِ اِلَى وُلَاةِ الْاُمُوْرِ اِذَا لَمْ تَدْعُ اِلَيْهِ

لوگوں کی باتوں کو بلاضرورت حکام تک پہنچانے کی ممانعت الا یہ کہ کسی فساد یا نقصان کا اندیشہ ہو تو جائز ہے

گناہ کے کام میں تعاون کرنا گناہ ہے

۳۴۲. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾

وَفِى الْبَابِ الْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِى الْبَابِ قَبْلَه' .

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''گناہ اور زیادتی کے کاموں پر ایک دوسرے سے تعاون مت کرو۔'' (المائدۃ:۲)

اس باب میں بھی وہی احادیث ہیں جو اس سے ماقبل کے باب میں گزر چکی ہیں۔

تفسیری نکات: علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ' نے اپنے مؤمن بندوں کو حکم فرمایا ہے کہ نیک اور اچھے کاموں میں باہم تعاون کریں اور برائیوں سے اجتناب کریں اور کسی بری بات میں ہرگز ایک دوسرے سے تعاون نہ کریں۔

(تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظهری)

صحابہ کی شکایات مجھ تک نہ پہنچایا کرو

۱۵۳۹ . وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يُبَلِّغْنِيْ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِيْ عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُد، وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۱۵۳۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اصحاب میں سے کوئی شخص مجھ تک کسی کی بات نہ پہنچائے اس لیے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں جب تمہارے درمیان آؤں تو میرا سینہ ہر ایک کی بابت صاف ہو۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

تخریج حدیث (۱۵۳۹): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب رفع الحديث من المجلس . الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب فضل ازواج النبی ﷺ.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی مجھے کسی کی بات نہ پہنچائے بلکہ تم میں سے ہر ایک دوسرے بھائی کی پردہ پوشی کرے کہ جب میں تم سے ملوں تو میرا سینہ سب کی طرف سے صاف ہو اور کسی کی کوئی بات میرے دل میں نہ ہو۔ ابن الملک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے اس حدیث مبارک میں اپنی اس تمنا کا اظہار فرمایا کہ جب آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے جائیں تو آپ اپنے سب اصحاب سے راضی ہوں اور آپ ﷺ کے دل میں کسی کی طرف سے کوئی رنجش نہ ہو۔

حدیث مبارک میں ہر مسلمان کو غیبت سے اور کسی کی بات کسی دوسرے کو یا خاص طور پر حکمران کو پہنچانے سے منع فرمایا ہے۔

(تحفة الاحوذی : ۱۰/۳٦٤. روضة المتقین : ٤/۳٤. دلیل الفالحین : ٤/۳۱۹)

البَابُ (۲۵۹)
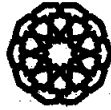
بَابُ ذَمِّ ذِی الْوَجْھَیْنِ
ذووجہین (دوچہرے والے) کی مذمت

۳۴۳. قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ :

﴿ یَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُونَ مِنَ اللّٰہِ وَھُوَ مَعَھُمْ إِذْ یُبَیِّتُونَ مَا لَا یَرْضَیٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُونَ مُحِیطًا ﴿۱۰۸﴾ ﴾ الآیَتَیْنِ .

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا کہ

''لوگوں سے چھپتے پھرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے تو چھپ نہیں سکتے اور وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ وہ ناپسند بات پر رات گزارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو عمل وہ کرتے ہیں ان کا احاطہ کرنے والے ہیں۔'' (النساء: ۱۰۸)

تفسیری نکات: یعنی لوگوں کی شرم اور رسوائی کے خوف سے لوگوں سے تو چھپاتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چھپا سکتے یا اللہ سے نہیں شرماتے حالانکہ مستحق تو اللہ ہی ہے کہ اس سے شرم کی جائے اور اس کے سامنے رسوا ہونے کا خوف کیا جائے حالانکہ وہ اس وقت ان کے پاس ہوتا ہے یعنی اللہ سے ان کا کوئی راز پوشیدہ نہیں اور سوائے اس کے کوئی چارۂ کار نہیں ہے کہ جو فعل اللہ کو ناپسندیدہ ہے اور قابل مؤاخذہ ہے اسے ترک کردیا جائے جبکہ وہ اللہ کی مرضی کے خلاف گفتگو کے متعلق تدبیریں کرتے ہیں یعنی رات کو آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور جو باتیں اللہ کو ناپسند ہیں ان کو بناتے گھڑتے اور آپس میں مشورہ کرتے ہیں اور اللہ ان سب کے اعمال کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے یعنی اللہ کے علم اور قدرت سے کوئی چیز چھوٹ نہیں سکتی۔ (تفسیر مظھری)

دورُخا شخص بدترین ہے

۱۵۴۰. وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : ''تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ إِذَا فَقُھُوْا وَتَجِدُوْنَ خِیَارَ النَّاسِ فِیْ ھٰذَا الشَّانِ اَشَدَّھُمْ لَہٗ کَرَاھِیَۃً ، وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَاالْوَجْھَیْنِ الَّذِیْ یَأْتِیْ ھٰؤُلَاءِ بِوَجْہٍ وَھٰؤُلَاءِ بِوَجْہٍ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

(۱۵۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کانوں کی طرح پاؤ گے ان میں جو جاہلیت میں بہتر تھے اسلام میں بہتر ہیں۔ جبکہ وہ دین کا فہم حاصل کرلیں اور اس حکمرانی کے معاملہ میں تم ان لوگوں کو سب سے بہتر پاؤ گے جو اس کو سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہوں گے اور تم لوگوں میں سب سے بدتر دورخ شخص کو پاؤ گے جو ان لوگوں کے پاس ایک رخ لے کر جائے اور ان کے پاس دوسرا رخ۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۴۰): صحیح البخاری، اوائل کتاب المناقب. صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب

خیار الناس

کلمات حدیث: تجدون الناس معادن : تم لوگوں کو اس طرح پاؤ گے جس طرح کانیں ہوتی ہیں۔ معادن جمع معدن . کان : زمین چھپا ہوا خزانہ۔ ذو الوجهين : دو چہروں والا، اس کے پاس جائے تو کسی اور چہرے کے ساتھ اور اس کے پاس جائے تو دوسرے چہرے کے ساتھ۔ منافق : لوگوں میں شر اور فساد پھیلانے والا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ذوالوجہین وہ ہے جو دو مخالف گروہوں میں سے ہر ایک کو یہ باور کرائے کہ وہ اس کے ساتھ ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ انسانوں کے شرف وکرامت اور ان کے وقار اور ان کی اعلیٰ خصلتوں اور عمدہ سیرت کی اصل اور اساس ہوتی ہے جیسے کانوں میں سے اعلیٰ دھاتیں بھی نکلتی اور نکمی دھاتیں بھی نکلتی ہیں۔ چنانچہ جو اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ میں اسلام سے پہلے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے وہ اسلام قبول کرنے اور اس کا فہم حاصل کرنے کے بعد پہلے سے بھی اعلیٰ اور ارفع اور ممتاز ہو گئے اور اسلام سے ان کے اخلاق حسنہ مزید سنور گئے اور نکھر گئے اور ان کے عادات واطوار اور بہتر اور عمدہ ہو گئے۔

وہ بہترین لوگ جنہوں نے دین کا فہم حاصل کر لیا اور اپنی سیرت وکردار کو اس کے مطابق بنا لیا عہدوں اور مناصب کے خواہاں نہیں رہتے بلکہ اس کی ذمہ داریوں سے لرزاں وترساں رہتے ہیں ان لوگوں کو جب اختیار واقتدار ملتا ہے تو یہ لوگوں کی خدمت کرتے ہیں ان کے لیے بہتر ثابت ہوتے ہیں اور اختیار واقتدار کی ذمہ داریوں کی پوری دیانت داری سے ادا کرتے ہیں اور لوگوں کے معاملے میں اللہ سے خائف رہتے ہیں۔

جبکہ دورخا شخص کبھی اس کے پاس جاتا ہے اور کبھی اس کے پاس، کبھی پہلے کو باور کراتا ہے کہ وہ اس کا حامی ہے اور دوسرے کا مخالف اور کبھی دوسرے کو یقین دلاتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿ مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَٰلِكَ لَآ إِلَىٰ هَٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلَىٰ هَٰٓؤُلَآءِ ﴾ (دونوں کے درمیان مذبذب نہ اسکے ساتھ اور نہ اس کے ساتھ) یعنی منافقین ظاہراً مؤمنوں کے ساتھ اور باطناً کافروں کے ساتھ۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذوالوجہین کی قیامت کے روز آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔ اس اثناء میں ایک موٹا شخص گزرا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ان میں سے ہے۔

(فتح الباری : ۲/۳۵٦. شرح صحیح مسلم للنووی : ۱٦/٦٤. تحفة الاحوذی : ٦/١٦٢)

جو باتیں دل کے خلاف ہوں وہ نفاق ہے

۱۵۴۱ . وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لِجَدِّهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سَلَاطِيْنِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَانَتَكَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۵۴۱) حضرت محمد بن زید سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ان کے دادا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہم اپنے حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں تو ہم ان سے وہ باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں سے مختلف ہوتی ہیں جو ہم ان کے پاس سے آنے کے بعد آپس میں کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم اسے نفاق سمجھتے تھے۔

(بخاری)

تخریج حدیث(۱۵۴۱): صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب مایکرہ من ثناء السلطان .

کلمات حدیث: کنّا نعدھا نفاقاً : ہم اس بات کو نفاق سمجھتے تھے۔ ہم اس بات کو نفاق شمار کرتے تھے۔

شرح حدیث: اہل اقتدار اور اختیار کی مجلس میں بیٹھ کر ان کی ثنا خوانی کرنا اور باہر نکل کر ان کی برائی کرنا منافقت ہے اور قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿ إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ فِى ٱلدَّرْكِ ٱلْأَسْفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ ﴾ (کہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے) مسلمان جہاں ہو جس جگہ ہو ہر حال میں صرف وہی بات کہتا ہے جو سچ اور صحیح ہو، اگر حکمران نیک و عادل ہو تو وہ ہر جگہ قابل ستائش ہے اور اگر ظالم و بے ایمان ہے تو ہر جگہ قابل مذمت ہے اور یہ جب ہے جب اس کی ضرورت ہو بلا ضرورت ہر وقت حکمرانوں کو برا کہتے پھرنا درست نہیں ہے۔ (فتح الباری : ٣/٢٦٢. روضة المتقین : ٤/٣٧. دلیل الفالحین : ٤/٣٢١)

الباب (٢٦٠)

بَابُ تَحْرِيمِ الْكِذْبِ
جھوٹ کی حرمت

۳۴۴. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔'' (الاسراء:۳۶)

تفسیری نکات: بلا تحقیق کسی بات پر عمل نہ کرو کیونکہ کان آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کے بارے میں قیامت کے روز پوچھ ہوگی کہ انہیں کہاں کہاں اور کس کس طرح استعمال کیا۔ قیامت کے روز اللہ کی دی ہوئی ساری نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا اور کان آنکھ اور دل ان نعمتوں میں سب سے زیادہ اہم ہیں۔ (معارف القرآن)

منہ سے نکلنے والی ہر بات لکھنے کے لیے فرشتہ مقرر ہے

۳۴۵. وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''جو لفظ بھی انسان بولتا ہے اس پر مگر ایک نگران مقرر ہے۔'' (ق:۱۸)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ انسان کی زبان سے جوں ہی کوئی لفظ ادا ہوتا ہے ایک نگران فرشتہ اس کو محفوظ کر لیتا ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اور قتادہ نے فرمایا کہ یہ فرشتے اس کا ایک ایک لفظ لکھتے ہیں خواہ اس پر کوئی گناہ یا ثواب ہو یا نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صرف وہ کلمات لکھے جاتے ہیں جن پر کوئی ثواب یا عقاب ہو۔ ابن کثیر نے یہ دونوں قول نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ آیت عام ہے اور ہر ہر بات لکھی جاتی ہے۔

سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے

۱۵۴۲. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ''اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا. وَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ، وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۴۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔ جھوٹ برائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور برائی جہنم کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں کذاب لکھدیا جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۵۴۲): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول اللّٰہ تعالیٰ یا ایها الذین آمنو ا اتقوا اللّٰه و کونوا مع الصادقین. صحیح مسلم، کتاب البر، باب قبح الکذب وحسن الصدق .

کلمات حدیث: بر : نیکی ہر خیر کا کام اور ہر بھلائی کی بات بر ہے۔ فجور : گناہ، برائی۔ کھلم کھلا گناہوں میں مبتلا ہونا۔

شرح حدیث: ہمیشہ اور ہر حال میں سچ بولنا اور ہر معاملے میں صدق اور سچائی کی جستجو میں لگے رہنا نیکی کی طرف لے جانا والا ہے اور بر اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے انّ الأبرار لفی نعیم ۔ اور جب انسان ہمیشہ اور دائما سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کے راستے پر استقامت سے چلتا رہتا ہے وہ اللہ کے یہاں "صدیق" لکھدیا جاتا ہے۔ اسی طرح جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کی طرف اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذاب لکھدیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی جستجو میں رہتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے اور اسی طرح اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے یہاں کذابین میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (دلیل الفالحین : ۳۲۳/٤)

منافقوں کی چار نشانیاں

۱۵۴۳ . وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ کَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ کَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِّنْ نِّفَاقٍ حَتّٰی یَدَعَهَا: اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَقَدْ سَبَقَ بَیَانُه' مَعَ حَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ بِنَحْوِهٖ فِیْ بَابِ الْوَفَآءِ بِالْعَهْدِ .

(۱۵۴۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چار باتیں جس شخص میں موجود ہوں وہ خالص منافق ہے۔ جس شخص میں ان میں سے ایک ہو، اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھائی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے بدعہدی کرے اور جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے۔ (متفق علیہ)

یہ حدیث اس سے پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اسی مضمون کی حدیث کے ساتھ باب الوفاء بالعہد میں گزر چکی ہے۔

تخریج حدیث(۱۵۴۳): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب لا ید خل الجنة الا المؤمنون .

کلمات حدیث: أربع من کن فیه : جس میں یہ چار باتیں ہوں۔ جس شخص میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں نفاق کی چار علامات بیان فرمائی گئی ہیں اگر یہ چاروں علامتیں کسی شخص میں موجود ہوں تو وہ منافق خالص ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک علامت موجود ہو تو نفاق کی ایک علامت موجود ہے یہاں تک کے وہ اسے ترک کردے۔ اور اس بری عادت سے توبہ کرلے۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب الوفاء بالعہد میں گزر چکی ہے۔ (دلیل الفالحین : ٤/٣٢٣)

جھوٹا خواب بیان کرنے پر وعید

۱۵۴۴. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ یَرَهُ کُلِّفَ اَنْ یَعْقِدَ بَیْنَ شَعِیْرَتَیْنِ وَلَنْ یَفْعَلَ، وَمَنِ اسْتَمَعَ اِلٰی حَدِیْثِ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهُ کَارِهُوْنَ صُبَّ فِیْ اُذُنَیْهِ الْاٰنُکُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَکُلِّفَ اَنْ یَنْفُخَ فِیْهِ الرُّوْحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ."

"تَحَلَّمَ" : اَیْ قَالَ اِنَّهُ حَلَمَ فِیْ نَوْمِهٖ وَرَاٰی کَذَا وَکَذَا وَهُوَ کَاذِبٌ .

"وَالْاٰنُکُ" بِالْمَدِّ وَضَمِّ النُّوْنِ وَتَخْفِیْفِ الْکَافِ : وَهُوَ الرَّصَاصُ الْمُذَابُ .

(۱۵۴۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا تو اسے روز قیامت جو کے دودانوں کے درمیان گرہ لگانے کے لیے کہا جائے گا جو وہ نہیں کر سکے گا۔ جس نے ان لوگوں کی بات کی طرف کان لگایا جو اسے پسند نہیں کرتے تو روز قیامت اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ اور جس نے کوئی تصویر بنائی اسے عذاب دیا جائے گا اور حکم دیا جائے گا کہ وہ اس تصویر میں روح پھونکے اور وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔ (بخاری)

تحلم : یعنی یہ کہا کہ میں نے خواب میں اس طرح دیکھا حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ آنُك : نون کے پیش اور الف کے مد کے ساتھ پگھلایا ہوا سیسہ۔

تخریج حدیث(۱۵۴۴): صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من کذب فی حلمه .

کلمات حدیث: من تحلم بحلم لم یره : جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا۔ جس نے جھوٹا خواب بیان کیا۔ حُلم معنی خواب جمع احلام۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں تین برائیاں بیان کی گئی ہیں جو بہت بڑی اخلاقی کمزوری اور سیرت و کردار کی گراوٹ کی

علامت بھی ہیں اور اللہ کے یہاں سخت گناہ ہیں جن پر روز قیامت انتہائی سخت سزا ہوگی یہ تین برے کام ہیں جھوٹا خواب بیان کرنا، چھپ کر دوسروں کی باتیں سننا اور تصویر بنانا۔

صحیح بخاری میں سعید بن الحسن سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں تصاویر بنا کر روزی کماتا ہوں۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کوئی تصویر بنائی اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے گا اور سلسلۂ عذاب اس وقت تک جاری رہے گا جب تک وہ اس میں روح نہ پھونکے اور وہ کبھی بھی اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔ یہ حدیث سن کر وہ شخص اچھل پڑا اور اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تجھے تصویر ہی بنانی ہے تو درخت کی بنالے یا کسی بے جان چیز کی بنالے۔

(فتح الباری : ۱/۱۱۳۶. تحفة الاحوذی : ٦/٥٦٢. روضة المتقین : ٤/٣٩. دلیل الفالحین : ٤/٣٢٣)

"بڑا جھوٹ" جھوٹا خواب بیان کرنا ہے

۱۵۴۵. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"اَفْرَى الْفِرٰى اَنْ يُرِيَ الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَالَمْ تَرَيَا"رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَمَعْنَاهُ يَقُوْلُ : رَاَيْتُ فِيْمَا لَمْ يَرَهُ.

(۱۵۴۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ کچھ دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھا ہے۔ (بخاری)

اس کے معنی ہیں کہ جو کچھ اس نے دیکھا نہیں ہے اس کے بارے میں کہے کہ اس نے دیکھا ہے۔

تخریج حدیث(۱۵۴۵): صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من کذب فی حلمه .

کلمات حدیث: افری الفریة : سب سے بڑا جھوٹ۔ سب سے عظیم جھوٹ۔ فریة۔ جھوٹ۔ فری فریاً (باب ضرب) جھوٹ بولنا۔ جھوٹ گھڑنا۔ جھوٹ تراشنا۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا کہ فریہ کے معنی ہیں قابل تعجب بہت بڑا جھوٹ۔

شرح حدیث: جھوٹا خواب بیان کرنا گناہ عظیم ہے امام طبری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جھوٹا خواب بیان کرنا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے کہ اللہ نے اسے یہ دکھایا حالانکہ اللہ نے اسے کچھ نہیں دکھایا۔ کیونکہ حدیث مبارک میں ہے کہ خواب نبوت کا جزء ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نبوت اللہ کی عطا کردہ ہوتی ہے۔

حضرت واثلة بن الاسقع سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین جھوٹ بہت عظیم جھوٹ ہیں، آدمی یہ کہے کہ میں نے خواب میں کہ دیکھا حالانکہ نہ دیکھا، آدمی اپنے حال پر جھوٹ گھڑے اور اپنے آپ کو کسی اور کی طرف منسوب کرے اور آدمی یہ کہے کہ اس نے مجھ سے سنا ہے حالانکہ اس نے مجھ سے نہیں سنا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ کے

رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات کی نسبت کرے جو آپ ﷺ نے نہیں فرمائی۔

(فتح الباری: ۳/۶۸۴. روضة المتقین: ۴/۴۱. دلیل الفالحین: ۴/۳۲۵)

رسول اللہ ﷺ کا لمبا خواب

۱۵۴۶. وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ لِاَصْحَابِهِ: "هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا؟" فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُصَّ، وَاِنَّهُ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ اِنَّهُ اَتَانِيَ اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ، وَاِنَّهُمَا قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ وَاِنِّيْ اِنْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، وَاِنَّا اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ، وَاِذَا اٰخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَاِذَا هُوَ يَهْوِيْ بِالصَّخْرَةِ لِرَاْسِهِ، فَيَثْلَغُ رَاْسَهُ، فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هَاهُنَا، فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَاْخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ اِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَاْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى!" قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا هٰذَا؟ قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَاِذَا اٰخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوْبٍ مِنْ حَدِيْدٍ، وَاِذَا هُوَ يَاْتِيْ اَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ اِلٰى قَفَاهُ، وَمَنْخِرَهُ اِلٰى قَفَاهُ، وَعَيْنَهُ اِلٰى قَفَاهُ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ اِلَى الْجَانِبِ الْاٰخَرِ، فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْاَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتّٰى يَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى" قَالَ: "قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا هٰذَانِ؟ قَالَا لِيْ اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ التَّنُّوْرِ فَاَحْسِبُ اَنَّهُ قَالَ: "فَاِذَا فِيْهِ لَغَطٌ، وَاَصْوَاتٌ، فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ. فَاِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَّنِسَآءٌ عُرَاةٌ، وَاِذَا هُمْ يَاْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِنْ اَسْفَلَ مِنْهُمْ فَاِذَا اَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا. قُلْتُ مَا هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ لِيْ: اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ حَسِبْتُ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اَحْمَرُ مِثْلَ الدَّمِ، وَاِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ، وَاِذَا عَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيْرَةً، وَاِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَاْتِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا، فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَيْهِ، كُلَّمَا رَجَعَ اِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ فَاَلْقَمَهُ حَجَرًا، قُلْتُ لَهُمَا: مَا هٰذَانِ؟ قَالَا لِيْ اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ كَرِيْهِ الْمَرْاٰةِ اَوْ كَاَكْرَهِ مَا اَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مَرْاًى فَاِذَا هُوَ عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا؟ قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيْهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيْعِ، وَاِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ لَا اَكَادُ اَرٰى رَاْسَهُ طُوْلًا فِي السَّمَآءِ، وَاِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ اَكْثَرِ وِلْدَانٍ مَا رَاَيْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ: مَا هٰذَا؟ وَمَا هٰؤُلَآءِ؟ قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا اِلٰى دَوْحَةٍ عَظِيْمَةٍ لَمْ اَرَ دَوْحَةً قَطُّ اَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا اَحْسَنَ! قَالَا لِيْ: اِرْقَ فِيْهَا، فَارْتَقَيْنَا

فِيهَا اِلىٰ مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ، فَاَتَيْنَا بَابَ الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا، فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِهِمْ كَاَحْسَنِ مَااَنْتَ رَآءٍ! وَشَطْرٌ مِنْهُمْ كَاَقْبَحِ مَااَنْتَ رَآءٍ! قَالَا لَهُمْ : اِذْهَبُوا فَقَعُوْا فِيْ ذٰلِكَ النَّهْرِ، وَاِذَا هُوَ نَهْرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِيْ كَاَنَّ مَآءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ، فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِيْهِ، ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَيْنَا قَدْذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْٓءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ" قَالَ : قَالَا لِيْ : هٰذِهٖ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ فَسَمَا بَصَرِيْ صُعُدًا فَاِذَا قَصْرٌ مِّثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَآءِ قَالَا لِيْ : هٰذَاكَ مَنْزِلُكَ؟ قُلْتُ لَهُمَا : بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمَا، فَذَرَانِيْ فَاَدْخُلَهٗ' قَالَا: اَمَّا الْاٰنَ فَلَا وَاَنْتَ دَاخِلُهٗ'. قُلْتُ لَهُمَا : فَاِنِّيْ رَاَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا؟ فَمَا هٰذَا الَّذِيْ رَاَيْتُ؟ قَالَا لِيْ : اَمَا اِنَّا سَنُخْبِرُكَ : اَمَّا الرَّجُلُ الْاَوَّلُ الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَاْسُهٗ' بِالْحَجَرِ فَاِنَّهٗ' الرَّجُلُ يَاْخُذُ الْقُرْاٰنَ فَيَرْفُضُهٗ'، وَيَنَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ، وَاَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهٗ' اِلىٰ قَفَاهُ وَمَنْخِرُهٗ' اِلىٰ قَفَاهُ وَعَيْنُهٗ' اِلىٰ قَفَاهُ فَاِنَّهٗ' الرَّجُلُ يَغْدُوْمِنْ بَيْتِهٖ فَيَكْذِبُ الْكَذِبَةَ تَبْلُغُ الْاٰفَاقَ وَاَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ مِثْلِ بِنَآءِ التَّنُوْرِ فَاِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ، وَاَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهْرِ وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ فَاِنَّهٗ' اٰكِلُ الرِّبَا، وَاَمَّاالرَّجُلُ الْكَرِيْهُ الْمَرْاٰةِ الَّذِيْ عِنْدَالنَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا فَاِنَّهٗ' مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ، وَاَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيْلُ فِي الرَّوْضَةِ فَاِنَّهٗ' اِبْرَاهِيْمُ، وَاَمَّاالْوِلْدَانُ الَّذِيْنَ حَوْلَهٗ' فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَّاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَرْقَانِيْ : "وُلِدَ عَلَى الْفِطْرَةِ" فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ :

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ" وَاَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَاللّٰهُ عَنْهُمْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ "رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ فَاَخْرَجَانِيْ اِلَى اَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ" ثُمَّ ذَكَرَهٗ' وَقَالَ" : فَانْطَلَقْنَا اِلىٰ نَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَّاَسْفَلُهٗ' وَاسِعٌ يَتَوَقَّدُ تَحْتَهٗ' نَارًا، فَاِذَا ارْتَفَعَتْ اِرْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادُوْا اَنْ يَخْرُجُوْا وَاِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا، وَفِيْهَا رِجَالٌ وَّنِسَآءٌ عُرَاةٌ" وَفِيْهَا "حَتّٰى اَتَيْنَا عَلىٰ نَهْرٍ مِّنْ دَمٍ" وَلَمْ يَشُكَّ "فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلىٰ وَسَطِ النَّهْرِ وَعَلىٰ شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ وَبَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهْرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهٗ' حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَآءَ لِيَخْرُجَ جَعَلَ يَرْمِيْ فِيْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ" وَفِيْهَا : "فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا لَمْ اَرَقَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا، فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَشَبَابٌ" وَفِيْهَا :"الَّذِيْ رَاَيْتَهٗ' يُشَقُّ شِدْقُهٗ' فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذِبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ اِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ" وَفِيْهَا : "الَّذِيْ رَاَيْتَهٗ' يُشْدَخُ رَاْسُهٗ' فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيْهِ بِالنَّهَارِ فَيُفْعَلُ بِهٖ اِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ،

وَالدَّارُ الْاُولٰی الَّتِیْ دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ، وَاَنَا جِبْرِیْلُ، وَهٰذَا مِیْكَائِیْلُ، فَارْفَعْ رَاْسَكَ، فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَاِذَا فَوْقِیْ مِثْلُ السَّحَابَةِ، قَالَا : ذَاكَ مَنْزِلُكَ، قُلْتُ : دَعَانِیْ اَدْخُلْ مَنْزِلِیْ، قَالَا : اِنَّهٗ بَقِیَ لَكَ عُمُرٌ . لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ، فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَهٗ اَتَیْتَ مَنْزِلَكَ" . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

قَوْلُهٗ "یَثْلَغُ رَاْسَهٗ"، هُوَ بِالثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ وَالْغَیْنِ الْمُعْجَمَةِ : اَیْ یَشْدَخُهٗ وَیَشُقُّهٗ. قَوْلُهٗ "یَتَدَهْدَهُ"، : اَیْ یَتَدَحْرَجُ، وَالْكَلُّوْبُ" بِفَتْحِ الْكَافِ وَضَمِّ اللَّامِ الْمُشَدَّدَةِ وَهُوَ مَعْرُوْفٌ. قَوْلُهٗ "فَیُشَرْشِرُ" اَیْ یُقَطِّعُ : قَوْلُهٗ "ضَوْضَوْا" وَهُوَ بِضَادَیْنِ مُعْجَمَتَیْنِ : اَیْ صَاحُوْا. قَوْلُهٗ "فَیَفْغَرُ" هُوَ بِالْفَآءِ وَالْغَیْنِ الْمُعْجَمَةِ : اَیْ یَفْتَحُ. قَوْلُهٗ : "الْمَرْآةِ هُوَ بِفَتْحِ الْمِیْمِ: اَیِ الْمَنْظَرِ قَوْلُهٗ "یَحُشُّهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْیَآءِ وَضَمِّ الْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَالشِّیْنِ الْمُعْجَمَةِ : اَیْ یُوْقِدُهَا "قَوْلُهٗ"، رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ" هُوَ بِضَمِّ الْمِیْمِ وَاِسْكَانِ الْعَیْنِ وَفَتْحِ التَّآءِ وَتَشْدِیْدِ الْمِیْمِ : اَیْ وَافِیَةِ النَّبَاتِ طَوِیْلَتِهٖ. قَوْلُهٗ "دَوْحَةٌ" هِیَ بِفَتْحِ الدَّالِ وَاِسْكَانِ الْوَاوِ وَبِالْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ : وَهِیَ الشَّجَرَةُ الْكَبِیْرَةُ قَوْلُهٗ "الْمَحْضُ" هُوَ بِفَتْحِ الْمِیْمِ وَاِسْكَانِ الْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ : وَهُوَ اللَّبَنُ : قَوْلُهٗ : فَسَمَا بَصَرِیْ" اَیِ ارْتَفَعَ، "وَصُعُدًا بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَیْنِ : اَیْ مُرْتَفِعًا. "وَالرَّبَابَةُ، بِفَتْحِ الرَّآءِ وَبِالْبَآءِ الْمُوَحَّدَةِ مُكَرَّرَةً : وَهِیَ السَّحَابَةُ .

(۱۵۴۶) حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر صحابۂ کرام سے دریافت فرماتے کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ آپ ﷺ کے سامنے صحابہ میں سے کوئی جو اللہ چاہتا بیان کرتا ایک روز صبح کے وقت آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات میرے پاس خواب میں دو آنے والے آئے انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلئے۔ میں ان کے ساتھ چلا۔ ہمارا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو لیٹا ہوا تھا اور دیکھا کہ اس کے پاس ایک آدمی پتھر لیے کھڑا ہے وہ پتھر اس کے سر پر مارتا ہے جس سے اس کا سر پھٹ جاتا ہے اور پتھر لڑھک کر دور چلا جاتا ہے اور وہ شخص پتھر کے پیچھے جاتا ہے اور اسے اٹھا کر لاتا ہے اور اس کے دوبارہ آنے تک اس کا سر صحیح ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کی طرف لوٹتا ہے اور جس طرح پہلے مارا تھا پھر مارتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سبحان اللہ کہا اور ان آدمیوں سے پوچھا کہ ان دونوں کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ چلئے چلئے ہم چلے تو اب ہمارا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو گدی کے بل چت لیٹا ہوا تھا اور اس کے پاس ہی ایک دوسرا شخص لوہے کا زنبور لیے اس کے سر پر کھڑا ہے وہ اس کے چہرے کے ایک طرف آتا ہے اور اس کے جبڑے کو گدی تک چیر دیتا ہے اس کے نتھنے اور اس کی آنکھ کو بھی گدی تک چیر دیتا ہے۔ پھر وہ اس کے چہرے کی دوسری جانب آتا ہے اور وہی کرتا ہے جو اس نے پہلی جانب کیا تھا۔ ابھی وہ اس طرف سے فارغ نہیں ہوتا کہ دوسری طرف اس کا صحیح ہو جاتا ہے اور پہلے کی طرح ہو جاتا ہے اور وہ پھر اس طرف آتا ہے اور وہی کرتا ہے جو اس نے پہلے کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سبحان اللہ کہا اور ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ ان دونوں کا کیا معاملہ ہے؟ وہ دونوں بولے

چلئے چلئے۔ہم چلے اور ایک تنور جیسے گڑھے پر آئے۔راوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں بہت شور تھا اور آوازیں تھیں۔ ہم نے اس میں جھانکا تو اس میں ہمیں برہنہ مرد اور عورتیں نظر آئیں، ان کے نیچے سے آگ کا ایک شعلہ اٹھتا تھا اور جب وہ ان کو جھلستا تو وہ چیخیں مارتے تھے۔

میں نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ چلیئے چلیئے۔ہم چلے اور ایک نہر پر آئے راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ خون کی طرح سرخ تھی دیکھا کہ اس میں ایک تیراک تیر رہا ہے اور نہر کے کنارے ایک آدمی ہے جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کرر کھے ہیں۔یہ تیرنے والا تیرتا ہے اور پھر تیرتا ہوا اس شخص کی طرف آتا ہے جس نے پتھر جمع کرر کھے ہیں وہ اس کے سامنے آکر منہ کھولتا ہے اور وہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا ہے۔وہ پھر تیرنے لگتا ہے اور پھر اس کی طرف لوٹ کر آتا ہے جب بھی اس کی طرف لوٹ کر آتا ہے اس کے سامنے اپنا منہ کھولتا ہے اور وہ اس کے منہ میں پتھر ڈالتا ہے۔

میں نے ان دونوں سے کہا کہ ان دونوں کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلیئے چلیئے۔ہم چلے اور ایک بہت ہی بدمنظر آدمی کے پاس آئے یا سب سے بدصورت آدمی کی طرف جو تم نے کبھی دیکھا ہو۔دیکھا ہے کہ اس کے پاس آگ ہے جسے وہ دھکاتا ہے اور اس کے گرد دوڑتا ہے۔

میں نے ان دونوں سے کہا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ چلیئے چلیئے، ہم چلے اور ایک ایسے باغ میں پہنچے جس میں بکثرت درخت تھے اور ہر قسم کے بہار کے پھول کھلے ہوئے تھے اس باغ کے درمیان میں ایک طویل القامت آدمی تھا مجھے اس کی لمبائی کی وجہ سے اس کا سر آسمان میں دکھائی دے رہا تھا اس کے ارد گرد ایسے بچے تھے جو میں نے کبھی نہیں دیکھے۔

میں نے کہا کہ یہ کون ہیں ان دونوں نے کہا کہ چلئے چلئے، ہم چلے ہم ایک عظیم درخت کے قریب آئے اس سے زیادہ بڑا اور اس سے زیادہ اچھا درخت میں نے کبھی نہیں دیکھا، ان دونوں نے کہا کہ اس پر چڑھیئے۔ہم اس پر چڑھے تو ایک ایسا شہر نظر آیا جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا، ہم اس شہر کے دروازے پر آئے اور اسے کھولنے کے لیے کہا وہ ہمارے لیے کھولا گیا اور ہم اس میں داخل ہوئے ہمیں بہت سے آدمی ملے، جن کا آدھا جسم تو بہت خوبصورت ترین آدمی کا تھا جو تم نے کبھی دیکھا ہو اور آدھا جسم اس بدترین آدمی جیسا جو تم نے کبھی دیکھا ہو۔ان دونوں آدمیوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ۔وہاں چوڑائی میں ایک نہر بہہ رہی تھی اس کا پانی دودھ کی طرح سفید تھا وہ گئے اور اس میں کود گئے پھر وہ ہماری طرف واپس آئے تو وہ بہترین صورت میں تھے۔ان دونوں نے مجھے بتایا کہ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ ﷺ کا مقام ہے۔میری نظر اوپر اٹھی تو سفید بادل کی طرح محل نظر آیا ان دونوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کا مقام ہے۔میں نے ان دونوں سے کہا کہ اللہ تمہیں برکت دے مجھے چھوڑو میں اس میں جاؤں۔انہوں نے کہا کہ اس وقت نہیں بہر حال آپ اس میں آئیں گے۔

میں نے کہا کہ میں نے آج رات عجیب مناظر دیکھے ہیں۔میں نے جو دیکھا وہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ اب ہم تمہیں بتاتے ہیں۔پہلا آدمی جس کے پاس آپ گزرے اور جس کا سر پتھر سے کچلا جارہا تھا وہ شخص ہے جو قرآن حاصل کرے اور پھر اسے چھوڑ دے

اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جائے اور وہ آدمی جس کے پاس سے آپ گزرے جس کے جبڑے کو اس کے نتھنے کو اور جس کی آنکھ کو گدی تک چیرا جا رہا تھا یہ ایسا شخص ہے جو صبح کو گھر سے نکلتا ہے اور ایسا جھوٹ بولتا ہے جو دنیا کے کناروں تک پھیل جاتا ہے۔ اور وہ برہنہ مرد اور برہنہ عورتیں جو تنور جیسے گڑھے میں تھیں وہ بدکار مرد اور بدکار عورتیں تھیں اور وہ آدمی جس کے پاس آئے اور وہ نہر میں تیر رہا تھا اور جس کے منہ میں پتھر ڈالا جاتا تھا۔ وہ سود خور شخص ہے اور وہ بد منظر آدمی جو آگ کے پاس تھا جو اس کو دھکا تا تھا اور اس کے گرد دوڑتا تھا وہ جہنم کا خازن مالک ہے۔ اور طویل القامت آدمی جو باغ میں تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور جو بچے ان کے گرد تھے وہ وہ بچے ہیں جو فطرت پر فوت ہوئے۔

برقانی کی روایت میں ہے کہ وہ وہ بچے ہیں جو فطرت پر پیدا ہوئے۔ مسلمانوں میں سے کسی نے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اور مشرکین کی اولاد؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اولاد مشرکین بھی۔ اور وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوبصورت اور آدھا جسم بدصورت تھا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ملے جلے عمل کئے کچھ اچھے عمل اور کچھ برے عمل۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر فرمایا۔ (بخاری)

صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے رات کو دیکھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے پاک سرزمین کی طرف لے گئے۔ اس کے بعد وہ واقعہ ذکر فرمایا۔ اور کہا کہ ہم چلتے ہوئے ایک گڑھے پر پہنچے جو تنور کی مثل تھا اس کا اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے سے کشادہ تھا اور اس کے نیچے آگ دھک رہی تھی جب وہ آگ اوپر کو آتی تو اس میں پڑے ہوئے لوگ بھی اوپر آتے یہاں تک کہ باہر تک آجاتے اور جب آگ کے شعلے دھیمے ہو کر نیچے جاتے تو لوگ بھی نیچے چلے جاتے ان میں برہنہ مرد اور عورتیں تھیں۔

اور اس روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ ہم خون کی ایک نہر پر آئے، راوی نے یہاں شک نہیں کیا۔ اس میں ایک آدمی نہر کے درمیان کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک اور شخص ہے جس کے سامنے پتھر ہیں۔ جب وہ نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو کنارہ والا شخص اس کو پتھر مارتا ہے اور وہ وہیں لوٹ جاتا ہے جہاں پہلے تھا۔

اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ دو دونوں مجھے لے کر درخت پر چڑھے اور مجھے ایسے گھر میں داخل کیا جس سے زیادہ خوبصورت گھر میں کبھی نہیں دیکھا اس میں کچھ مرد تھے بوڑھے اور جوان۔

اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ شخص جس کو میں نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جا رہا ہے وہ جھوٹا ہے جو جھوٹ بولتا ہے اور اس سے یہ جھوٹ نقل کی جاتی ہے اور دنیا کے کونے کونے میں پہنچ جاتی ہے اس کے ساتھ قیامت تک یہی ہوتا رہے گا جو آپ ﷺ نے دیکھا۔

اور اس روایت میں ہے کہ جس شخص کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا ہے تو یہ وہ ہے جس کو اللہ نے قرآن کا علم عطا فرمایا تو وہ رات کو اسے چھوڑ کر سوتا رہا اور دن میں بھی اس پر عمل نہیں کیا اس کے ساتھ بھی قیامت تک یہی ہوتا رہے گا۔ اور پہلا گھر جس میں آپ ﷺ داخل ہوئے یہ عام مؤمنین کا گھر ہے اور یہ گھر دار الشہداء ہے اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ اب آپ ﷺ اپنا سر اٹھائیے میں نے سر اوپر اٹھایا تو اپنے اوپر ایک بادل سا دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کا مسکن ہے میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں اپنے اس گھر میں چلا جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ ابھی آپ ﷺ کی کچھ عمر باقی ہے جو مکمل نہیں ہوئی، جب آپ ﷺ کی عمر پوری

ہوجاؤ گی تب آپ اس گھر میں آ جائینگے۔(بخاری)

یثلغ رأسه کے معنی ہیں کہ وہ اس کے سر کو چیرتا اور پھاڑتا تھا۔ یتدهده کے معنی ہیں لڑھکتا تھا۔ کلوب : آنکڑا۔ یشرشر: شر کاٹا یا کچلا جاتا ہے۔ ضوضوا : وہ چیخے اور چلائے۔ یفغر۔کھولتا ہے۔ المرأة۔منظر۔ یحشها۔دھکاتا اور بھڑکاتا ہے۔ روضة معتمة ۔لمبا اور زیادہ درختوں والا باغ۔ دوحة۔ بڑا درخت۔ محض ۔دودھ۔ سما بصری ۔میری نگاہ اوپر اٹھی۔ صعد أبلند ہوتی ہوئی۔ ربابة۔بادل۔

تخریج حدیث(۱۵۴۶): صحيح البخاری، كتاب التعبير، باب تعبير الرؤيا بعد صلاة الصبح .

کلمات حدیث: ذات غداة : ایک صبح۔ حتی یصبح رأسه کما کان : یہاں تک کہ اس کا سر اسی طرح ہوجاتا جیسے پہلے تھا۔ شدقه : اس کے منہ کی ایک جانب۔ لغط : شوروشغب۔ زهر الربيع : موسم بہار کے پھول۔ جنة عدن : باغ دوام، ہمیشہ رہنے والا باغ۔ فذرانی :تم دونوں مجھے چھوڑ دو۔ الآفاق : زمین کے کنارے جہاں آسمان وزمین باہم ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ واحد افق.

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ خواب نبوت کا ایک حصہ اور چونکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول اور نبی تھے اس لیے آپ ﷺ خواب کی تعبیر بھی بہت خوب بیان فرمایا کرتے تھے اور اسی وجہ سے آپ ﷺ اکثر صحابۂ کرام سے پوچھ لیا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے۔اور کبھی آپ ﷺ اپنا خواب بیان فرماتے تھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کئی مرتبہ بیداری میں اور خواب میں ''اسرا'' ہوئی اور آپ ﷺ کو آخرت اور قیامت کے اور جنت دوزخ کے مناظر دکھائے گئے تاکہ آپ ﷺ اپنی امت کو غیب کی باتیں علی وجہ الیقین بتاسکیں اسی لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں وہ باتیں معلوم ہو جائیں جو مجھے معلوم ہیں تو تم بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ گریہ وزاری کرو۔

(فتح الباری : ۸۱۱/۱. روضة المتقين : ٤١/٤ . دليل الفالحين : ٣٢٥/٤)

الباب (٢٦١)
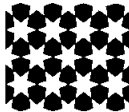
بَابُ بیان مَا یَجُوْزُ مِنَ الْکِذْبِ

کذب کی وہ صورت جو جائز ہے

اِعْلَمْ اَنَّ الْکَذِبَ وَاِنْ کَانَ اَصْلُہٗ مُحَرَّمًا، فَیَجُوْزُ فِیْ بَعْضِ الْاَحْوَالِ بِشُرُوْطٍ قَدْ اَوْضَحْتُھَا فِیْ کِتَابِ، "اَلْاَذْکَارَ" وَمُخْتَصَرُ ذٰلِکَ : اَنَّ الْکَلَامَ وَسِیْلَۃٌ اِلَی الْمَقَاصِدِ، فَکُلُّ مَقْصُوْدٍ مَحْمُوْدٍ یُمْکِنُ تَحْصِیْلُہٗ بِغَیْرِ الْکَذِبِ یَحْرُمُ الْکَذِبُ فِیْہِ، وَاِنْ لَمْ یَکُنْ تَحْصِیْلُہٗ اِلَّا بِالْکَذِبِ جَازَ الْکَذِبُ ثُمَّ اِنْ کَانَ تَحْصِیْلُ ذٰلِکَ الْمَقْصُوْدِ مُبَاحًا کَانَ الْکَذِبُ مُبَاحًا، وَاِنْ کَانَ وَاجِبًا کَانَ الْکَذِبُ وَاجِبًا : فَاِذَا اخْتَفٰی مُسْلِمٌ مِنْ ظَالِمٍ یُرِیْدُ قَتْلَہٗ اَوْ اَخْذَ مَالِہٖ وَاَخْفٰی مَالَہٗ وَسُئِلَ اِنْسَانٌ عَنْہُ وَجَبَ الْکَذِبُ بِاِخْفَائِہٖ. وَکَذَا لَوْ کَانَ عِنْدَہٗ وَدِیْعَۃٌ وَاَرَادَ ظَالِمٌ اَخْذَھَا وَجَبَ الْکَذِبُ بِاِخْفَآئِھَا. وَالْاَحْوَطُ فِیْ ھٰذَا کُلِّہٖ اَنْ یُّوَرِّیَ. وَمَعْنَی التَّوْرِیَۃِ اَنْ یَّقْصِدَ بِعِبَارَتِہٖ مَقْصُوْدًا صَحِیْحًا لَیْسَ ھُوَ کَاذِبًا بِالنِّسْبَۃِ اِلَیْہِ وَاِنْ کَانَ کَاذِبًا فِیْ ظَاھِرِ اللَّفْظِ وَبِالنِّسْبَۃِ اِلٰی مَا یَفْھَمُہٗ الْمُخَاطَبُ، وَلَوْ تَرَکَ التَّوْرِیَۃَ وَاَطْلَقَ عِبَارَۃَ الْکَذِبِ فَلَیْسَ بِحَرَامٍ فِیْ ھٰذَا الْحَالِ. وَاسْتَدَلَّ الْعُلَمَآءُ بِجَوَازِ الْکَذِبِ فِیْ ھٰذَا الْحَالِ بِحَدِیْثِ اُمِّ کُلْثُوْمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّھَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : لَیْسَ الْکَذَّابُ الَّذِیْ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ فَیَنْمِیْ خَیْرًا اَوْ یَقُوْلُ خَیْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ : زَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَۃٍ : "قَالَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَلَمْ اَسْمَعْہُ یُرَخِّصُ فِیْ شَیْءٍ مِمَّا یَقُوْلُ النَّاسُ اِلَّا فِیْ ثَلَاثٍ، تَعْنِی الْحَرْبَ، وَالْاِصْلَاحَ بَیْنَ النَّاسِ وَحَدِیْثَ الرَّجُلِ امْرَاَتَہٗ وَحَدِیْثَ الْمَرْاَۃِ زَوْجَھَا .

جھوٹ اصلاً بالکلیہ حرام ہے لیکن بعض حالات میں چند شرائط کے ساتھ جائز ہے جس کی تفصیل میں نے "کتاب الاذکار" میں بیان کی ہے۔ اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ کلام اور گفتگو درحقیقت حصول مقاصد کا ایک وسیلہ ہے ہر وہ مقصود جس کا حصول پسندیدہ ہو اور اس کا حصول بغیر جھوٹ کے ممکن ہو اس میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر اس مقصود کا حصول جھوٹ کے بغیر ممکن نہ ہو تو اس صورت میں جھوٹ جائز ہے۔ ازاں بعد اگر اس مقصود کا حصول مباح امور میں سے ہو تو جھوٹ مباح ہے اور اگر اس مقصود کا حصول واجب ہو تو جھوٹ بھی واجب ہے۔

اگر کوئی ظالم کسی مسلمان کی جان کے درپے ہو اور وہ جان بچانے کے لیے اس سے چھپا ہوا ہو۔ یا کوئی ظالم کسی کا مال لینا چاہتا ہو اور اس نے اس کے ڈر سے اپنا مال چھپا دیا ہو۔ اب اگر کسی سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جائے تو اس پر آدمی کے چھپانے کے لیے جھوٹ بولنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس کوئی امانت ہے جو کوئی ظالم اس سے چھیننا چاہتا ہے تو اس کو مخفی رکھنے کے لیے جھوٹ بولنا واجب ہے۔

اس طرح کے معاملات میں تقاضائے احتیاط یہ ہے کہ توریہ کرے۔توریہ کے معنی ہیں کہ ایسی عبارت اختیار کرے جس سے اس کی مراد ایک صحیح مقصود ہو جس میں وہ جھوٹا نہ ہو اور ظاہری الفاظ کے اعتبار سے اور مخاطب کے فہم کے اعتبار سے وہ جھوٹ ہو۔ بہر حال اس صورت میں اگر توریہ نہ کرے اور جھوٹ پر مشتمل جملہ بولے تو بھی اس صورت میں حرام نہیں ہے۔

علماء نے اس طرح کی صورت میں جواز کذب پر حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے اور بھلائی کی بات دوسروں تک پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔(متفق علیہ)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو سوائے تین مواقع کے لوگوں کی گفتگو سے متعلق رخصت دیتے ہوئے نہیں سنا، یعنی جنگ، لوگوں کے درمیان صلح کرانا اور مرد کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے شوہر سے بات کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب العلم باب لیس الکاذ ب الذی یصلح بین الناس . صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة، باب تحریم الکذب و بیان المباح منه .

شرح حدیث: حدیث مبارک میں رخصت کے لفظ سے مراد جھوٹ بولنے کی رخصت ہے اور مراد یہ ہے کہ جو شخص دو مسلمان بھائیوں میں صلح کی غرض سے ایک دوسرے کی طرف سے اچھی بات پہنچاتا ہے خواہ وہ اچھی بات خلاف واقعہ ہی کیوں نہ ہو، تو چونکہ اس کی غرض دو مسلمان بھائیوں کے درمیان صلح کرانا اور ان کی آپس کی دشمنی کو دوستی اور رفاقت میں تبدیل کرنا ہے جو بجائے خود عظیم مقصد ہے تو اسے جھوٹا متصور نہیں کیا جائے گا۔اسی طرح جنگ کے موقع پر لشکر اسلام اور مسلمانوں کے رازوں کے اخفاء کے لیے جھوٹ بولنے کی رخصت ہے۔نیز میاں بیوی کی باہمی گفتگو میں بعض موقعوں پر اخفائے حال کی ضرورت کے پیش نظر جھوٹ بولنا درست ہے۔اس رخصت کا مطلب جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ یہ رخصت انہی حالات تک محدود رہنی چاہئے جن میں رخصت دی گئی ہے۔میاں بیوی کی باہمی زندگی اور معاشرت بھی سچائی پر مبنی ہونی چاہئے اور دونوں کا کردار ایک دوسرے کے لیے آئینہ کی طرح شفاف ہونا چاہئے تا کہ ایک دوسرے پر اعتماد قائم ہو اور اس اعتماد سے ان کا باہمی تعلق مضبوط و استوار ہو۔

(روضة المتقین : ٤/٤٧ . ریاض الصالحین (صلاح الدین) : ٢/٤٢٠)

الباب (٢٦٢)
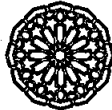
بَابُ الْحَثِّ عَلَى التَّثَبُّتِ فِيمَا يَقُولُهُ وَيَحْكِيهِ

مسلمان کو چاہئے کہ بات نقل کرنے اور کہنے سے پہلے اس کی تحقیق کرے

۳۴۶. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو۔'' (الاسراء:٣٦)

۳۴۷. وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

''انسان جو بھی لفظ بولتا ہے اس کے پاس ہی ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔'' (ق:١٨)

تفسیری نکات: آدمی کے دائیں بائیں فرشتے مقرر ہیں جو ہر عمل اور ہر بات کو لکھتے رہتے ہیں اور ایک نگران فرشتہ ہر اس بات کو لکھ لیتا ہے جو آدمی کے منہ سے نکلتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مسلمان جب بات کرے تو یہ دیکھ لے کہ وہ حق اور صواب ہے یا نہیں اور صرف اسی وقت بات کرے جب اسے یقین ہو جائے کہ جو بات وہ کرنے والا ہے وہ سچ ہے اور خیر اور بھلائی کی بات ہے۔

(تفسیر مظهری)

●●●●●●●●●●●●

بلا تحقیق سنی سنائی بات بتلانا گناہ ہے

۱۵۴۷. وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَاسَمِعَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۵۴۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے بیان کر دے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۴۷): صحیح مسلم، المقدمه، باب النهی عن الحدیث بکل ماسمع .

شرح حدیث: آدمی جو باتیں سنتا ہے ان میں سچ اور جھوٹ ملا ہوتا ہے اس لیے بلا تحقیق جس طرح کوئی بات سنی ہے اسی طرح نقل کر دینا آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے۔ کیونکہ جھوٹ کے معنی ہی کسی خلاف واقعہ بات کہنے کے ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ١/٦٨. دلیل الفالحین : ٤/٣٣٧)

جھوٹی حدیث بیان کرنے والا بھی جھوٹا ہے

۱۵۴۸. وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يَرٰى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۴۸) حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص میری طرف منسوب کر کے کوئی بات بیان کرے اور وہ جانتا ہو کہ یہ بات جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۴۸): صحيح مسلم، المقدمه، باب وجوب الرواية عن الثقات وترك الكذابين.

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ سے مروی احادیث کی علمائے حدیث نے انتہائی جانفشانی سے جانچ پڑتال کی ہے اور موضوع احادیث کو علیحدہ کر کے بیان کر دیا ہے یہ محدثین کرام کا امت پر احسان عظیم ہے۔ احادیث کی صحت اور ان کے ضعف کے بارے میں لازمی ہے کہ محدثین نے جو تنقیح فرمائی ہے اسی پر اعتماد کیا جائے۔

(شرح صحيح مسلم للنووی: ۶۲/۱. دليل الفالحين: ۳۳۷/۴)

سوکن کا سوکن کو جلانے کے لیے جھوٹ بولنا

۱۵۴۹. وَعَنْ أَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِيْ غَيْرَ الَّذِيْ يُعْطِيْنِيْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"اَلْمُتَشَبِّعُ" هُوَ الَّذِيْ يُظْهِرُ الشِّبَعَ وَلَيْسَ بِشَبْعَانٍ وَمَعْنَاهُ هُنَا أَنْ يُظْهِرَ أَنَّهُ حَصَلَ لَهُ فَضِيْلَةٌ وَلَيْسَتْ حَاصِلَةً "وَلَابِسُ ثَوْبَيْ زُوْرٍ" أَيْ ذِيْ زُوْرٍ، وَهُوَ الَّذِيْ يُزَوِّرُ عَلَى النَّاسِ: بِأَنْ يَتَزَيَّ بِزِيِّ أَهْلِ الزُّهْدِ وَالْعِلْمِ أَوِ الثَّرْوَةِ لِيَغْتَرَّ بِهِ النَّاسُ وَلَيْسَ هُوَ بِتِلْكَ الصِّفَةِ. وَقِيْلَ غَيْرُ ذٰلِكَ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

(۱۵۴۹) حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری ایک سوکن ہے کیا مجھے اس بات پر گناہ ہوگا اگر میں اس کے سامنے یہ ظاہر کروں کہ مجھے خاوند سے خوب مل رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو نہ دیا گیا ہو اور وہ اس کا جھوٹا اظہار کرے وہ جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔ (متفق علیہ)

متشبع: وہ شخص ہے جو یہ ظاہر کرے کہ اس کا پیٹ بھرا ہوا ہے حالانکہ وہ پیٹ بھرا ہوا نہ ہو۔ یہاں اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ ظاہر کرے کہ اسے کوئی فضیلت یا ترجیح حاصل ہے حالانکہ نہیں ہے۔ اور لابس ثوبی زور کے معنی ہیں ذی زور۔ یعنی جھوٹ کے دو کپڑے اور اس سے مراد ایسا شخص ہے جو لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو وہ ظاہر کرے جو وہ نہیں ہے یعنی مثلاً اپنے آپ کو اہل زہد، یا اہل علم یا اہل

ثروت میں سے ظاہر کرے حالانکہ ان میں سے نہ ہو اور اس طرح لوگوں کو دھوکہ دے بعض نے اس کے علاوہ بھی معنی بیان کئے ہیں۔

تخریج حدیث(۱۵۴۹): صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب المتشبع بمالم ینل . صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة. باب النهی عن التزویر فی اللباس .

کلمات حدیث: ضرة : سوکن۔جمع ضرائر . جناح۔گناہ۔

شرح حدیث: مسلمان کا اخلاق سادگی انکساری اور تواضع ہے اپنے آپ کو وہ ظاہر کرنا جو وہ فی الواقع نہیں بدترین اخلاقی گراوٹ اور گناہ ہے اور عنداللہ اس پر مؤاخذہ ہوگا، جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جو اپنے آپ کو وہ ظاہر کرے جو وہ فی الحقیقت نہیں ہے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔

اسی طرح سوکن کا اپنی سوکن کے سامنے یہ ظاہر کرنا کہ شوہر کی داد و دہش اس پر زیادہ ہے یا اسے اس سے زیادہ تعلق خاطر ہے حالانکہ فی الواقع ایسا نہ ہو تو یہ بہت گناہ اور ایک سماجی برائی ہے جس کے بہت نقصانات ہیں بلکہ اگر فی الواقع کسی بیوی پر شوہر کی عنایات زیادہ ہوں تب بھی دوسری بیویوں کے سامنے اس کا اظہار نہ کرنا چاہئے کہ اس سے ان کی آتش حسد بھڑک اٹھے گی اور بے جا تکلیف ہوگی۔

(فتح الباری : ۲/۱۰۹۰ . شرح صحیح مسلم للنووی : ۹۳/۱۴ . روضة المتقین : ۴۹/۴ . دلیل الفالحین : ۳۳۸/۴)

البَابُ (۲۶۳)
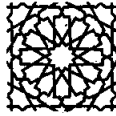
بَابُ بَیَانِ غِلَظِ تَحْرِیمِ شَهَادَةِ الزُّورِ

جھوٹی گواہی کی شدید حرمت

۳۴۸. قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ :

﴿ وَٱجۡتَنِبُواْ قَوۡلَ ٱلزُّورِ ﴿٣٠﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اور تم جھوٹی بات سے بچو۔'' (الحج: ۳۰)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ قول الزور (جھوٹی بات) سے بچو۔ جھوٹی بات زبان سے نکالنا، جھوٹی گواہی دینا جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا کسی چیز کو بلا دلیل شرعی حلال یا حرام کہنا سب قول الزور میں داخل ہے۔ قول الزور کی برائی اور سنگینی کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ اس مقام پر اسے اللہ تعالیٰ نے مشرک کے ساتھ بیان کیا ہے اور احادیث مبارکہ میں بہت شدت کے ساتھ قول الزور سے منع فرمایا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

۳۴۹. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ وَلَا تَقۡفُ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهِۦ عِلۡمٌ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''تم اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔'' (الاسراء: ۳۶)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ بلا تحقیق کوئی بات زبان سے نہ نکالو اور نہ اس بات کے پیچھے لگو جس کا تمہیں صحیح علم نہیں ہے تاکہ غلط بات کہنے سے اجتناب کرسکو ایک مسلمان کو وہی بات اپنی زبان سے کہنی چاہئے جو حق اور صحیح ہو اور جو کسی نہ کسی خیر پر مشتمل ہو، اور ہر ایسی بات سے احتراز کرنا چاہئے جو ناحق ہو جھوٹ ہو اور خیر سے خالی ہو۔ (تفسیر مظھری)

۳۵۰. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ مَّا يَلۡفِظُ مِن قَوۡلٍ إِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''آدمی جو بات منہ سے نکالتا ہے اس پر ایک نگراں فرشتہ تیار رہتا ہے۔'' (ق: ۱۸)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں بیان ہوا ہے کہ ہر آدمی پر دو فرشتے کراماً کاتبین مقرر ہیں جو اس کے تمام اعمال واقوال قلمبند کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اسکی زبان سے جو لفظ ادا ہوتا ہے وہ اسی وقت قلمبند کرلیا جاتا ہے۔ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق زبان سے نکلنے والی ناحق باتیں حصائد السنہ (زبان کی کاٹی ہوئی وہ کھیتیاں) ہیں جو آدمی کو اوندھے منہ جہنم میں گرانے والی ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

۱ ۳۵. وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿١٤﴾ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''تیرا رب گھات میں ہے۔'' (الفجر:۱۴)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہ کر سب بندوں کے چھوٹے بڑے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے اور اپنے بندوں کے تمام افعال کا جائزہ لے رہا ہے کوئی حرکت وسکون اس سے مخفی نہیں ہے۔ اسے سزا دینے کی کوئی جلدی نہیں ہے بلکہ اس کے تمام بندے جب حساب کے دن اس کے سامنے پیش ہوں گے اسی وقت ہر ایک کی جزا اور سزا کا فیصلہ ہے۔ یہ مہلت عمل ہی بندوں کا امتحان ہے جس میں غافل بندے یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ بس جو چاہے کیے جاؤ کوئی پوچھنے والا نہیں حالانکہ جب وقت آئے گا سب کے اعمال سامنے آ جائینگے اور ہر ایک کو اس کے کیے کے مطابق جزا اور سزا ملے گی۔ (تفسیر عثمانی)

۲ ۳۵. وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''وہ لوگ جو جھوٹ کی مجلسوں میں حاضر نہیں ہوتے۔'' (الفرقان:۷۲)

تفسیری نکات: پانچویں آیت میں اللہ کے ان نیک بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے جو سجدے اور قیام میں رات گزارتے ہیں فرمایا کہ یہ کسی جھوٹی بات میں شامل نہیں ہوتے، یہ باطل اور گناہ کی جگہ پر نہیں جاتے اور یہ کسی ایسی جگہ نہیں کھڑے ہوتے جہاں کوئی جھوٹ اور برائی کا ارتکاب ہو رہا ہو۔ (تفسیر عثمانی)

●●●●●●●●●●●●

چار بڑے گناہوں کا تذکرہ

۱۵۵۰. وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟" قُلْنَا : بَلٰی يَارَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ : "اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ" وَكَانَ مُتَّكِأً فَجَلَسَ فَقَالَ "اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ!

فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰی قُلْنَا : لَيْتَهٗ سَكَتَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۵۰) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں سب سے بڑا کبیرہ گناہ نہ بتلا دوں ہم نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا خبردار جھوٹی بات۔ آپ ﷺ اس کو دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ

کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں ۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۵۵۰): صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب ما قیل فی شهادة الزور . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الکبائر و اکبرها .

کلمات حدیث: أنبئکم : میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ میں تمہیں خبر دیتا ہوں۔ نبأ : خبر جمع انباء . نبأ : خبر دی، اطلاع دی۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں انتہائی تاکید سے تین باتوں سے منع فرمایا گیا ہے، اللہ کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی اور جھوٹی بات ۔ والدین کی نافرمانی اس قدر بڑا گناہ ہے کہ اسے اللہ کے شرک کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا۔ اور جھوٹ بولنا اور جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی گواہی دینا اس قدر عظیم برائی اور اس قدر ہولناک گناہ ہے کہ آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور اس بات کی اہمیت کے پیش نظر آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور بار بار فرماتے رہے کہ دیکھو قول زور سے بچو یہاں تک صحابۂ کرام کے دلوں میں یہ بات آئی کہ کاش اب آپ سکوت فرمائیں ۔ یہ حدیث اس سے پہلے " تحریم العقوق وقطیعة الرحم "میں گزر چکی ہے۔

(دلیل الفالحین : ٤/٣٤٠. نزهة المتقین : ٢/٣٦٤)

الباب (٢٦٤)

بَابُ تَحْرِيمِ لَعْنِ اِنْسَان بِعَيْنِهٖ اَوْ دَآبَّةٍ
کسی معین آدمی یا جانور پر لعنت کی ممانعت

١٥٥١. وَعَنْ اَبِیْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَاکِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَیْعَةِ الرِّضْوَانِ. قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ بِمِلَّةٍ غَیْرِ الْاِسْلَامِ کَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ کَمَا قَالَ : وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَیْءٍ عُذِّبَ بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، وَلَیْسَ عَلٰی رَجُلٍ نَذْرٌ فِیْمَا لَایَمْلِکُهٗ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ کَقَتْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۱۵۵۱) حضرت ابوزید ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اہل بیعت رضوان میں سے تھے ان سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جان بوجھ کر اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم کھائے تو وہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہا۔ اور جس شخص نے خودکشی کی تو قیامت کے روز اس کو یہی عذاب دیا جائے گا۔ آدمی پر اس نذر کا پورا کرنا لازم نہیں ہے جس کا وہ مالک نہیں ہے۔ اور کسی مؤمن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۵۱): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قاتل النفس . صحیح مسلم کتاب الایمان، باب غلظ تحریم قتل الانسان نفسه .

کلمات حدیث: بیعة الرضوان : ہجرت کے چھٹے سال حدیبیہ کے موقعہ پر یہ بیعت ہوئی۔ ملة : دین اور شریعت ایک نبی کو ماننے والے امت ہیں اور ایک دین اور ایک شریعت کی ماننے والے ملت ہیں۔

شرح حدیث: کوئی شخص اگر یہ جھوٹی قسم کھائے کہ اگر وہ فلاں کام کرے تو وہ یہودی یا نصرانی ہو جائے اگر اس کا واقعتاً بھی ارادہ یہی ہو تو وہ اسی وقت اسی طرح ہو گیا جیسا کہ اس نے کہا ہے کہ عزم کفر بھی کفر ہے اور اگر اس کا مقصود اس بات کا محال ظاہر کرنا مقصود ہے اور یہ بتانا ہے کہ جس طرح میرا یہودی یا نصرانی ہو جانا ناممکن اور متعذر ہے اسی طرح میرا یہ کام کرنا بھی دشوار ہے تب بھی یہ قسم معصیت ہے اور اس پر توبہ واستغفار لازم ہے۔ چنانچہ ابن المنذر نے نقل کیا ہے کہ اگر اس کے دل میں کفر کی نیت نہ ہو تو حضرت عبداللہ بن عباس اور جمہور فقہاء کے نزدیک وہ کافر نہیں ہے اور نہ اس پر کفارہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ یمین ہے اور اس پر کفارہ ہے۔ ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی رائے زیادہ صحیح ہے کیونکہ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ جس نے لات اور عزیٰ کی قسم کھالی وہ لا الہ الا اللہ کہے۔ اس حدیث میں نہ کفارہ کا ذکر ہے اور نہ اس شخص کی طرف کفر کی نسبت کی گئی ہے۔

انسان اپنی جان کا مالک نہیں ہے مالک اللہ تعالیٰ ہے اس لیے کوئی آدمی خود اپنے وجود میں کسی طرح کا تصرف نہیں کر سکتا اور نہ اپنی جان لے سکتا ہے۔ اسلام نے خودکشی کو حرام قرار دیا ہے اور اس حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ جس نے جس طرح اپنے آپ کو مارا ہوگا

اس کو یہی عذاب دیا جائے گا کہ وہ اپنے آپ کو اسی طرح مارتا رہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارے وہ جہنم میں اسی طرح اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو کسی دھاردار چیز سے اپنے آپ کو قتل کرے وہ جہنم میں اسی طرح اپنے آپ کو قتل کرتا رہے گا۔

کسی نے اگر کسی ایسی شئے کی نذر مانی جس کا وہ مالک نہیں ہے تو اس پر اس نذر کی وفا لازم نہیں ہے۔ امام طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جیسے کسی نے کہا کہ وہ فلاں بکری ذبح کرے گا لیکن وہ اس بکری کا مالک نہیں ہے تو اس نذر کا پورا کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان پر لعنت کرنا گناہ ہونے اور معصیت ہونے میں قتل کے برابر ہے کیونکہ لعنت کے معنی اللہ کی رحمت سے دور ہونے کے ہیں۔ گویا اس نے اس مسلمان کو اللہ کی اس رحمت سے دور کر دیا جو اہل اسلام کے لیے خاص ہے اور اس طرح اس نے قتل کے برابر گناہ کا ارتکاب کیا۔

(فتح الباری : ۸۰۱/۱. شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۰۲/۲. تحفة الاحوذی : ۱۰۸/۵. روضة المتقین : ۵۲/۴)

سچا آدمی کے لیے لعن طعن زیب نہیں دیتا

۱۵۵۲. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ”لَایَنْبَغِیْ لِصِدِّیْقٍ اَنْ یَّکُوْنَ لَعَّانًا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۵۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدیق کے لیے موزوں نہیں ہے کہ وہ لعان ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۵۲): صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن لعن الدواب وغیرها .

کلمات حدیث: صدیق : خوب سچ بولنے والا۔ راست باز مسلمان۔ لعان : بات بات پر لعنت کرنے والا، کثرت سے لعنت کرنے والا۔

شرح حدیث: اسلام سچ بولنے اور سچائی اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے ایک مسلمان سچا اور راست باز ہوتا ہے اپنے آپ کے ساتھ اپنے خالق اور مالک کے ساتھ اور اس کی مخلوق کے ساتھ وہ رحمت حق کا طالب ہوتا ہے اپنے لیے اور تمام مخلوق کے لیے، اس لیے یہ بات مسلمان ہونے کے منافی ہے کہ آدمی مسلمان ہوتے ہوئے کسی پر لعنت کرے کیونکہ لعنت کے معنی رحمت سے دور ہونے کے ہیں طالب رحمت خود رحمت سے دور ہونے کی بددعا کیسے دے سکتا ہے۔

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صدیقین کا ذکر انبیاء کے ذکر کے بعد فرمایا ہے:

﴿ فَأُولَٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ ﴾

”یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے انبیاء اور صدیقین۔“ (النساء:٦٩)

انبیاء تو سراپا رحمت ہوتے ہیں تو صدیقین بھی سراپا رحمت ہوتے ہیں ان سے لعنت کا تصور کیسے ہوسکتا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۲۲/۱۶)

لعنت کرنے والا قیامت کے دن شفاعت کا حقدار نہ ہوگا

۱۵۵۳. وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَایَکُوْنُ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَآءَ وَلَاشُهَدَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۵۳) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لعنت کرنے والے قیامت کے روز نہ شفیع ہوں گے اور نہ گواہ۔ (مسلم)

تخریج حدیث(۱۵۵۳): صحیح مسلم، کتاب البر، باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا.

شرح حدیث: کسی پر لعنت کرنا ایمان اور تصدیق کے منافی ہے اس لیے لعنت کرنے والے قیامت کے روز نہ سفارشی ہوں گے اور نہ شہداء۔ یعنی اپنے مؤمن بھائیوں کے حق میں شفاعت نہ کر سکیں گے۔ مظہری نے فرمایا کہ لعنت کرنے والا دنیا میں فاسق ہوجاتا ہے اس لیے اس کی شفاعت اور شہادت قابل قبول نہیں رہتی اور اسی طرح روز قیامت بھی قابل قبول نہیں ہوگی۔

بہرحال کسی معین شخص پر یا کسی شئے پر لعنت کرنا شیوۂ ایمان نہیں ہے اس لیے اس برائی سے احتراز ضروری ہے۔

(دلیل الفالحین : ۳۲۳/۴)

کسی کو بددعا نہ دیا کرو

۱۵۵۴. وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "لَاتَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ . وَلَا بِغَضَبِهٖ وَلَا بِالنَّارِ، رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

(۱۵۵۴) حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے کو اللہ کی لعنت اس کے غضب اور جہنم کی آگ سے لعن طعن نہ کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث(۱۵۵۴): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی اللعن. الجامع للترمذی، ابواب البر، باب ماجاء فی اللعنة.

کلمات حدیث: لا تلاعنوا : آپس میں ایک دوسرے پر لعنت نہ بھیجو۔ لاعن ملاعنة : (باب مفاعلة) ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا۔

شرح حدیث: اسلامی معاشرہ امن اور سلامتی کا ہے، محبت واخوت اور بھائی چارہ کا ہے، ایک دوسرے کی خیر خواہی کا ہے اور صلح

وآشتی کا ہے۔اس سوسائٹی میں یہ گنجائش ہی نہیں کہ ایک دوسرے پر لعنت بھیجی جائے ایک دوسرے کو اللہ کے غضب میں مبتلا ہونے اور جہنم میں جانے کی بددعا دی جائے۔مسلمان کا شیوہ بددعا کرنا نہیں دعا دینا ہے رحمت سے دور کرنا نہیں آشنائے رحمت بنانا ہے۔

(تحفة الاحوذی : ٦/١٠٠. روضة المتقین : ٤/٥٥. دلیل الفالحین : ٤/٣٤٣)

مؤمن فحش گوئی نہیں کرتا

١٥٥٥. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيِّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

(١٥٥٥) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مؤمن طعن کرنے والا لعنت کرنے والا، فحش گو اور بد زبان نہیں ہوتا۔(ترمذی اور انہوں نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث(١٥٥٥): الجامع للترمذی، ابواب البر، باب ماجاء فی اللعنة.

کلمات حدیث: لعان : کثرت سے لعنت کرنے والا۔لعنت کرنے کا عادی۔لعنت کے معنی کسی کو رحمت الٰہی سے دور ہونے کی بد دعا دینا۔فاحش : فحش بات یا حرکت کرنے والا۔بری بات اور برا کام کرنے والا۔فحش اور فاحشہ جمع فواحش ہر وہ کام جو گناہ اور معصیت میں بڑھا ہوا ہو۔ہر بری خصلت ہر بری بات فاحشہ ہے۔بذی۔بذاء سے جس کے معنی بدگوئی اور بدزبانی کے ہیں۔

شرح حدیث: ایمان اور اسلام سے صاحب ایمان مسلمان میں جو اوصاف اور جو خصائل پیدا ہوتے ہیں اور جن اخلاق حسنہ اور صفات حمیدہ کی آبیاری ہوتی ہے لعن طعن کرنا، بدگوئی اور بدزبانی کرنا ان کی ضد ہے اس لیے فرمایا کہ جو ان بری عادتوں میں مبتلا ہو وہ مؤمن نہیں ہوتا۔ایمان سے ایسے شخص کے قلب میں وہ رسوخ اور اس کے دل میں وہ ارتکاز حاصل ہی نہیں کیا جو ان برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتا اور صحیح ایمانی صفات سے متصف بنا دیتا۔جو مسلمان ان برائیوں میں مبتلا ہوا سے چاہئے کہ وہ صدق دل سے توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے۔(روضة المتقین : ٤/٥٦. دلیل الفالحین : ٤/٣٤٤)

لعنت کبھی لعنت کرنے والے پر اتر آتی ہے

١٥٥٦. وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ اِلَى السَّمَآءِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ دُوْنَهَا، ثُمَّ تَهْبِطُ اِلَى الْاَرْضِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُهَا دُوْنَهَا، ثُمَّ تَاْخُذُ يَمِيْنًا وَشِمَالاً، فَاِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ اِلَى الَّذِيْ لُعِنَ، فَاِنْ كَانَ اَهْلاً لِذٰلِكَ وَاِلَّا رَجَعَتْ اِلٰى قَآئِلِهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(١٥٥٦) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا

ہے تو لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے لیکن آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تو یہ لعنت دائیں بائیں جاتی ہے جب کوئی راستہ نہیں پاتی تو اس شخص کی طرف لوٹتی ہے جس پر اگر وہ چیز لعنت کا مستحق ہو تو لعنت اس کو لگ جاتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے کو لگ جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۱۵۵۶):　　سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الطعن.

شرح حدیث:　　حدیث مبارک کا مستفاد یہ ہے کہ کسی پر لعنت بھیجنا اور اس کو رحمت الٰہی سے دور ہو جانے کی بد دعا دینا بہت برا فعل ہے اور ممکن ہے کہ خود ہی اس بد دعا کا ھدف بن جائے اور لوٹ کر یہ بد دعا اسی کی طرف آ جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک حدیث زیادہ واضح ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کو لعنت کی جاتی ہے تو لعنت اس کی طرف جاتی ہے اگر وہ مستحق ہو تو اسے لگ جاتی ہے ورنہ کہتی ہے کہ اے رب مجھے فلاں شخص کی طرف بھیجا گیا جو اس کا مستحق نہیں ہے اور اب میرے پاس راستہ نہیں ہے کہ میں کہاں جاؤں تو اسے کہا جاتا ہے کہ اسی کو لگ جا جس نے تجھے بھیجا ہے۔

(روضۃ المتقین : ٤/٥٦. دلیل الفالحین : ٤/٣٤٤)

لعنت کی ہوئی اونٹنی کو آزاد چھوڑ دیا

١٥٥٧. وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ، وَامْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى نَاقَةٍ فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : "خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا فَاِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ" قَالَ عِمْرَانُ : فَكَاَنِّيْ اَرَاهَا الْاٰنَ تَمْشِيْ فِي النَّاسِ مَا يَعْرِضُ لَهَا اَحَدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۵۷) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے ایک انصاری عورت اونٹنی پر سواری سے تھک گئی اور اس نے اس پر لعنت بھیجی۔ رسول اللہ ﷺ نے سن لیا اور فرمایا کہ اس اونٹنی پر جو سامان لدا ہوا ہے وہ اتار لو اور اس کو چھوڑ دو کہ اس پر لعنت کی گئی ہے۔ عمران کہتے ہیں کہ یہ منظر میرے سامنے ہے اور میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ وہ اونٹنی لوگوں کے درمیان چل رہی ہے اور کوئی اس سے تعرض نہیں کر رہا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۵۷):　　صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن لعن الدواب وغیرها.

کلمات حدیث:　　ضجرت : اونٹنی پر بیٹھنے سے یا اس کے آہستہ چلنے سے اکتا گئی۔ خذوا ما علیها : جو سامان اس کے اوپر ہے وہ اتار لو۔

شرح حدیث:　　کسی مسلمان پر تو لعنت کرنا بہت بڑی بات ہے کسی جانور پر بھی لعنت کرنا بری بات ہے اور اس کی ممانعت ہے بلکہ اس کے برعکس جانوروں سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۶/۱۲۱. روضۃ المتقین : ٤/٥٨. دلیل الفالحین : ٤/٣٤٥)

جانوروں پر لعنت کرنا بھی بری بات ہے

۱۵۵۸. وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ نَضْلَۃَ بْنِ عُبَیْدِالْاَسْلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : بَیْنَمَا جَارِیَۃٌ عَلٰی نَاقَۃٍ عَلَیْہَا بَعْضُ مَتَاعِ الْقَوْمِ اِذْ بَصُرَتْ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَضَایَقَ بِہِمُ الْجَبَلُ فَقَالَتْ : حَلْ اَللّٰہُمَّ الْعَنْہَا، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : "لَاتُصَاحِبْنَا نَاقَۃٌ عَلَیْہَا لَعْنَۃٌ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ. قَوْلُہٗ "حَلْ" بِفَتْحِ الْحَآءِ الْمُہْمَلَۃِ وَاِسْکَانِ اللَّامِ : وَہِیَ کَلِمَۃٌ لِزَجْرِ الْاِبِلِ وَاعْلَمْ، اَنَّ ہٰذَا الْحَدِیْثَ قَدْ یُسْتَشْکَلُ مَعْنَاہُ وَلَااِشْکَالَ فِیْہِ بَلِ الْمُرَادُ النَّہْیُ اَنْ تُصَاحِبَہُمْ تِلْکَ النَّاقَۃُ وَلَیْسَ فِیْہِ نَہْیٌ عَنْ بَیْعِہَا وَذَبْحِہَا وَرُکُوْبِہَا فِیْ غَیْرِ صُحْبَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلْ کُلُّ ذٰلِکَ وَمَاسِوَاہُ مِنَ التَّصَرُّفَاتِ جَائِزٌ لَامَنْعَ مِنْہُ، اِلَّامِنْ مُصَاحَبَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِہَا لِاَنَّ ہٰذِہِ التَّصَرُّفَاتِ کُلَّہَا کَانَتْ جَائِزَۃً فَمُنِعَ بَعْضٌ مِنْہَا فَبَقِیَ الْبَاقِیْ عَلٰی مَاکَانَ . وَاللّٰہُ اَعْلَمُ .

(۱۵۵۸) حضرت ابوبرزۃ نضلۃ بن عبید اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک نوجوان لڑکی ایک اونٹنی پر سوار تھی اس پر کچھ لوگوں کا سامان بھی تھا۔ اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور یہ دیکھا کہ پہاڑ کی وجہ سے راستہ تنگ ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ "حل" اے اللہ اس اونٹنی پر لعنت فرما۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اونٹنی ہمارے ساتھ نہ رہے جس پر لعنت کی گئی ہو۔ (مسلم)

حل : اونٹ کو سرزنش کرنے کے لیے ایک لفظ ہے۔

اس حدیث کے مفہوم کے تعین میں اشکال کیا جاتا ہے حالانکہ کوئی اشکال نہیں ہے بلکہ مراد صرف اس اونٹنی کو ساتھ رکھنے سے منع کرنا ہے، اس کو فروخت کرنے یا اسے ذبح کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ کی غیر موجودگی میں اس پر سوار ہونے کی بھی ممانعت نہیں ہے بلکہ یہ تمام تصرفات جائز ہیں اور کوئی ممانعت نہیں ہے سوائے اس کے اس کو اس سفر میں ساتھ نہ رکھا جائے۔ کیونکہ یہ سارے تصرفات جائز تھے اس لیے ان میں سے صرف ایک یعنی اس سفر میں ساتھ رکھنے سے منع کیا گیا اور باقی صورتیں بدستور جائز رہیں۔

تخریج حدیث (۱۵۵۸): صحیح مسلم، کتاب البر، باب النہی عن لعن الدواب وغیرھا .

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں ایک نوجوان عورت تھی، جس نے اونٹنی کی سست روی اور راستے کی تنگی پر اس پر لعنت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ وہ اونٹنی نہ رہے جس پر لعنت کی گئی ہو۔ یعنی آپ ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ جس اونٹنی پر لعنت بھیجی گئی ہے وہ آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں موجود رہے، ہوسکتا ہے وہ استجابت دعا کا وقت ہو اور رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم ہو اور اس لیے آپ ﷺ نے قافلے میں اس اونٹنی کے ساتھ رکھنے سے منع فرمایا ہو۔

جس اشکال کی طرف امام نووی رحمہ اللہ نے اشارہ فرما کر اس کا جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں اہل عرب کسی اونٹ کو آزاد چھوڑ دیتے تھے اور انہیں بتوں کے نام وقف کر دیتے تھے پھر انہیں نہ سواری کے کام میں لاتے تھے اور نہ کسی اور کام میں ایسے اونٹ کو ''سائبہ'' کہا جاتا ہے۔ یہاں بعض لوگوں کو یہ اشکال ہوا کہ یہ تو زمانۂ جاہلیت کی ایک رسم تھی جو ختم ہوگئی پھر رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی کو چھوڑنے کے لیے کیوں حکم فرمایا۔ اس کا جواب امام نووی رحمہ اللہ نے یہ دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس اونٹنی کو اس سفر میں ساتھ رکھنے سے منع فرمایا اور اس پر لعنت کیے جانے کی وجہ سے اس قابل نہ سمجھا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں رہے۔

اس حدیث مبارک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب ایک اونٹنی ایک عورت کے لعنت کرنے سے اس قابل نہ رہی کہ اسے ساتھ رکھا جائے تو وہ لوگ کس طرح ایک مسلمان کی صحبت اور تعلق کے لیے موزوں ہو سکتے ہیں جن پر خود اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہو۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۲۲/۱٦. روضة المتقين: ٥٩/٤. رياض الصالحين: (صلاح الدين) ٤٢٨/٢)

الباب (۲٦٥)

بَابُ جَوَازِ لَعْنِ اَصْحَابِ الْمَعَاصِي غَيْرِ الْمُعَيَّنِيْنَ

نام لیے بغیر گناہ گاروں کو لعنت کرنا جائز ہے

۳۵۳. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ أَلَا لَعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ ۝١٨ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔'' (ھود:۱۸)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ظلم اور ناانصافی سے اللہ کے کلام کو جھٹلاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آخرت کے منکر ہیں اور دوسروں کو اللہ کی راہ پر چلنے سے روکتے اور ان کو راہ حق سے بھٹکانے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ (تفسیر مظھری، تفسیر عثمانی)

۳۵۴. وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ ۝٤٤ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔'' (الاعراف:۴۴)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں پہنچ جائینگے تو اللہ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اللہ کی لعنت ہو ان ظالموں پر جو گمراہ ہوئے اور آخرت کے انجام سے بے پرواہ ہو کر دوسروں کو بھی راہ حق سے روکتے رہے اور اپنی کج بحثیوں سے رات دن اس فکر میں لگے رہے کہ حق کو ناحق بنا دیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَثَبَتَ فِي الصَّحِيْحِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ" وَاَنَّهُ قَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ اٰكِلَ الرِّبَا" وَاَنَّهُ لَعَنَ الْمُصَوِّرِيْنَ، وَاَنَّهُ قَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ" اَىْ حُدُوْدَهَا، وَاَنَّهُ قَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ" وَاَنَّهُ قَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ."

"وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ" وَاَنَّهُ قَالَ : "مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ" وَاَنَّهُ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ الْعَنْ رِعْلًا، وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ : عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ"، وَهٰذِهِ ثَلَاثُ قَبَائِلَ مِنَ الْعَرَبِ. وَاَنَّهُ قَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ وَاَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ، وَجَمِيْعُ هٰذِهِ الْاَلْفَاظِ فِي الصَّحِيْحِ : بَعْضُهَا فِيْ صَحِيْحَيِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَبَعْضُهَا فِيْ اَحَدِهِمَا، وَاِنَّمَا قَصَدْتُ الْاِخْتِصَارَ بِالْاِشَارَةِ اِلَيْهَا،

وَسَاذْكُرُ مُعْظَمَهَا فِیْ اَبْوَابِهَا مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ، اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی .

متعدد صحیح اور ثابت احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے واصلہ اور مستوصلہ (بال ملانے والی اور بال ملوانے والی) پر لعنت فرمائی۔ آپ ﷺ نے سود کھانے والے پر لعنت فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت ہو جو زمین کی حدود میں ردوبدل کرے۔ آپ ﷺ نے لعنت فرمائی اس شخص پر جو اپنے ماں باپ لعنت بھیجے۔ اس پر لعنت بھیجی جو غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مدینہ منورہ میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ رعل ذکوان اور عصیہ قبیلوں پر لعنت فرما آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ اور آپ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔

یہ تمام الفاظ صحیح احادیث میں آئے ہیں، بعض ان میں سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آئے ہیں اور بعض ان دونوں میں سے کسی ایک میں آئے ہیں۔ میں نے بہ نیت اختصار صرف ان احادیث کی جانب اشارہ کر دیا ہے اور ان احادیث میں سے اکثر اس کتاب کے مختلف ابواب میں ذکر کروں گا۔ (انشاء اللہ)

البَابُ (٢٦٦)

بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ

ناحق کسی مسلمان کو برا بھلا کہنا حرام ہے

۳۵۵. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿٥٨﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''وہ لوگ جو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بغیر ان کے قصور کے تکلیف پہنچاتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔'' (الاحزاب: ۵۸)

تفسیری نکات: منافقین مسلمان عورتوں کو ایذاء پہچانے میں پیش پیش رہتے تھے یہ مسلمان کی پیٹھ پیچھے بدگوئی کرتے اور ازواج مطہرات اور مسلمان خواتین پر طعنہ زنی کرتے۔ روایات میں ہے کہ مسلمان خواتین جب اپنی کسی ضرورت کے لیے باہر نکلتیں تو منافقین تاک میں رہتے اور چھیڑ چھاڑ کرتے اور پکڑے جاتے تو کہتے کہ ہم نے سمجھا ہی نہیں کہ کوئی شریف عورت ہے ہم سمجھے کہ کوئی لونڈی باندی ہے اس لیے چھیڑ دیا۔ (تفسیر عثمانی)

مسلمان کو گالی دینا فسق، قتل کرنا کفر ہے

١٥٥٩. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَّقِتَالُهُ كُفْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۵۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۵۹): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما ینهی من السباب و اللعان . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی، سباب المسلم فسوق .

کلمات حدیث: سباب المسلم : مسلمان کو گالی دینا اسے برا بھلا کہنا۔ سب سباً (باب نصر) گالی دینا۔

شرح حدیث: مسلمان کو گالی دینا باجماع امت حرام ہے اور ایسا شخص فاسق ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شریعت میں فسوق معصیت سے زیادہ شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ﴾ (اللہ نے تمہارے لیے کفر فسوق اور عصیان کو ناپسند فرمایا ہے)

اور مسلمان کو قتل کرنا یا مسلمان سے جنگ کرنا کفر ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کسی مسلمان کے قتل کو حلال سمجھ کر اس سے جنگ کرے اور اسے مار ڈالے تو وہ کافر ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہاں کفر سے ''خروج عن الملة'' مراد نہیں ہے بلکہ تحذیر شدید کے لیے کفر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ (فتح الباری : ۱۹۲/۳. شرح صحیح مسلم للنووی : ۴۶/۲)

کسی مسلمان پر کفر اور فسق کی تہمت لگانا حرام ہے

۱۵۶۰ . وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : ''لَا يَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلاً بِالْفِسْقِ اَوِ الْكُفْرِ، اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، اِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُهٗ كَذٰلِكَ'' رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

(۱۵۶۰) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی آدمی کسی آدمی پر کفر یا فسق کی تہمت نہ لگائے ورنہ یہ تہمت خود اسی پر لوٹے گی اگر وہ دوسرا اس کا حقدار نہ ہوا۔ (بخاری)

تخریج حدیث(۱۵۶۰): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ماینهی من السباب و اللعان .

کلمات حدیث: ارتدت : لوٹتی ہے، لوٹ جاتی ہے۔

شرح حدیث: جو شخص کسی مسلمان کو کافر یا فاسق کہے حالانکہ وہ ایسا نہ ہو تو کہنے والا خود ہی عند اللہ فاسق اور کافر بن جاتا ہے۔ اس لیے کسی ذات کے بارے میں متعین کر کے نہیں کہنا چاہئے بلکہ برے عمل یا برے کام کو کہنا چاہئے کہ یہ فعل کفر کا فعل ہے یا یہ فعل فسق ہے۔

(فتح الباری : ۱۹۲/۳. عمدة القاری : ۱۹۴/۲۲)

گالی کی ابتداء کرنے سے دہرا گناہ گار ہوگا

۱۵۶۱ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَلْمُتَسَابَّانِ مَاقَالَا فَعَلَى الْبَادِیْ مِنْهُمَا حَتّٰى يَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۵۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کو گالی دینے والوں نے جو کچھ کہا اس کا سارا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہے الا یہ کہ مظلوم بھی حد سے تجاوز کر جائے۔ (مسلم)

تخریج حدیث(۱۵۶۱): صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن السباب .

کلمات حدیث: المتسابان : دو آدمی جو ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے ہوں۔ البادی : شروع کرنے والا۔ ابتداء کرنے والا۔ بدأ بدأ (باب فتح) شروع کرنا۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مفہوم حدیث یہ ہے کہ اگر دو آدمی ایک دوسرے کو گالیاں دیں تو اصل گناہ ابتداء کرنے والے کو ہوگا الا یہ کہ مظلوم حد سے تجاوز کر جائے۔ اسلامی شریعت میں بدلہ لینا جائز ہے مگر معاف کرنا اور درگزر کرنا افضل ہے اللہ

تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴾

"جس نے صبر کیا اور معاف کردیا تو یہ عزیمت کے کاموں میں سے ہے۔"

(دليل الفالحين : ٤/٣٥١. نزهة المتقين : ٢/٣٩١)

مسلمان بھائی کو رسوا کر کے شیطان کو خوش مت کرو

١٥٦٢. وَعَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ : اضْرِبُوْهُ" قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ : أَخْزَاكَ اللّٰهُ، قَالَ: "لَاتَقُوْلُوْا هٰذَا، لَاتُعِيْنُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۵۶۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے مارو ہم میں سے کوئی ہاتھ سے مارنے والا تھا کوئی جوتے سے اور کوئی کپڑے سے۔ جب وہ جانے لگا تو کسی نے کہا کہ اللہ تجھے رسوا کرے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح نہ کہو اور اس طرح کہہ کر اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۵۶۲): صحيح البخاري، باب مايكره من لعن شارب الخمر.

کلمات حدیث: لاتعينوا عليه الشيطان : اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔ شیطان کی مدد یہ ہے کہ شیطان آدمی سے معصیت کرا کے اسے رسوا کرانا چاہتا ہے، جب کسی نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تجھے رسوا کرے تو گویا اس نے شیطان کی مدد کی اور اس کے مقصد کی تکمیل کی کہ وہ اس عاصی کو رسوا کرانا چاہتا تھا اور اسے یہ بددعا دی گئی کہ اللہ تجھے رسوا کرے۔

شراب نوشی کی سزا اسی (۸۰) کوڑے ہیں

شرح حدیث: حدیث مبارک میں شرابی کو کپڑوں جوتوں اور ہاتھوں سے مارنے کا ذکر ہے اور یہ مے نوشی کی حد مقرر ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شراب پینے والے پر چالیس کوڑے حد کی سزا جاری فرمائی جو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جاری رہی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولین دور خلافت میں بھی جاری رہی لیکن جب شراب نوشی کے واقعات بڑھ گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سزا کے بارے میں صحابۂ کرام سے مشورہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں حد کی کم سے کم سزا اسی کوڑے بیان ہوئی ہے اس لیے مے نوشی کی سزا اسی کوڑے ہونی چاہیے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مے نوش نشہ کے عالم میں ہذیان بکتا ہے عین ممکن ہے کہ وہ اس حالت میں کسی پر قذف بھی لگا دے، اس لیے شراب نوشی کی سزا وہی ہو جو قذف کی ہے۔ غرض حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مے نوشی کی سزا اسی کوڑے مقرر فرمادی۔

(فتح الباری : ۵۳۲/۳ . عمدة القاری : ۴۲۰/۲۳ . ریاض الصالحین (صلاح الدین) : ۴۳۱/۲)

غلام پر تہمت لگانا بھی بڑا گناہ ہے

۱۵۶۳ . وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ، "مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ بِالزِّنَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۶۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے مملوک (غلام باندی) پر تہمت لگائے روز قیامت اسے حد کی سزا دی جائے گی الا یہ کہ اسی طرح ہو جس طرح اس نے کہا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۶۳): صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب قذف العبید . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب التغلیظ علی من قذف مملوکه بالزنا .

کلمات حدیث: قذف : تہمت۔ قاذف : تہمت لگانے والا۔ قذف قذفاً (باب ضرب) کسی پر تہمت لگانا۔ قذف (تہمت زنا) کی سزا اسی کوڑے ہے۔ حد : ایسا جرم جس کی سزا قرآن اور سنت میں مقرر کردی گئی ہو۔ قرآن اور سنت کی مقرر کردہ سزا۔ جمع حدود .

شرح حدیث: دنیا دار العمل اور آخرت عالم جزا ہے، دنیا میں ہر اچھی بری بات کی جزا اور سزا جاری نہیں ہوسکتی اور نہ کل عدل وانصاف اس دار فانی میں ممکن ہے۔ پورا پورا عدل وانصاف اور ہر بات کی جزا اور سزا کا فیصلہ دار الجزاء میں ہوگا۔ آدمی اپنے زیر دستوں پر زیادتی کرتا ہے جس کی دنیا میں دادرسی نہیں ہوتی لیکن آخرت میں اس شخص پر حد کی سزا جاری ہوگی جو اپنے زیر دست مملوک اور خادم پر نامناسب تہمت لگائے۔ الا یہ کہ وہ اس تہمت میں سچا ہو۔ آخرت میں چھوٹا طاقتور اور کمزور غالب اور مغلوب سب برابر ہوجائینگے اور سب کو اپنا حساب دینا ہوگا جس کے پاس ذرہ برابر بھی نیک عمل ہوگا اسے اس کا صلہ ضرور ملے گا جس کے نامۂ اعمال میں ایک ذرہ کے برابر بھی برائی ہوگی وہ اس کی بھی سزا پائے گا۔

(فتح الباری : ۵۸۲/۳ . شرح صحیح مسلم : ۱۰۹/۱۱ . روضة المتقین : ۶۴/۴)

الباب (٢٦٧)

بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الْأَمْوَاتِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَمَصْلَحَةٍ شَرْعِيَّةٍ

ناحق اور کسی شرعی مصلحت کے بغیر مردے کو برا بھلا کہنا حرام ہے

شرعی مصلحت یہ ہے کہ مرنے والا فاسق یا بدعتی ہے اور اس کی یہ بات بتا کر لوگوں کو متنبہ کرنا کہ وہ اس فسق اور بدعت میں اس کی پیروی نہ کریں۔ اس باب سے متعلق آیات اور احادیث وہی ہیں جو پچھلے باب میں گزر چکی ہیں۔

مردوں کو برا بھلا مت کہو

١٥٦٤. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاتَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَىٰ مَاقَدَّمُوا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۵۶۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مردوں کو برا نہ کہو کیونکہ انہوں نے جو اعمال کئے ہیں وہ آگے جا چکے ہیں۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۵۶۴): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما ینهی عن سب الاموات.

شرح حدیث: جو شخص مر گیا اس کی قیامت قائم ہوگئی اور اس کے اعمال بھی عالم آخرت میں پہنچ گئے اب دنیا سے اور دنیا والوں سے اس کا رابطہ اور تعلق بھی منقطع ہے اور اس کا سلسلۂ عمل بھی ختم ہو چکا ہے۔ اس لیے بغیر کسی مصلحت اور ضرورت شرعی کے کسی مرے ہوئے شخص کو برا کہنا خلاف عقل بھی ہے اور خلاف دین و شریعت بھی۔

ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مردے کو برا کہنا غیبت کے حکم میں ہے۔ اگر زندہ آدمی ایسا ہو جس میں خیر کا پہلو غالب ہو تو اس کی غیبت کرنا حرام ہے اور ممنوع ہے اسی طرح اگر مرنے والا علی العموم خیر پر مرا ہو تو اس کو برا کہنا حرام اور ممنوع ہے لیکن اگر مرنے والا فاسق اور بدعتی تھا تو اس احتیاط کے پیش نظر کہ کہیں کوئی اس کی بدعت اور فسق کو اختیار نہ کرے اس کی اس بات کو بتا دینا درست ہے وہ بھی تدفین سے پہلے بعد تدفین سکوت ہی بہتر ہے۔ بعض روافض کا شیوہ ہے کہ وہ صحابۂ کرام کو برا کہتے ہیں۔ حالانکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ میرے اصحاب میں سے کسی کو برا نہ کہو، اگر تم احد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر دو گے تو اس کا وہ اجر ثواب نہیں ہو سکتا جو ان کے مد یا نصف مد خرچ کرنے کا ہے، نیز ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو انہیں میرے بعد نشانہ (تنقید) نہ بناؤ جو ان سے محبت رکھتا وہ میری محبت کی وجہ سے محبت رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے رکھتا ہے جو انہیں تکلیف پہنچاتا ہے اس نے دراصل مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی قریب ہے کہ اللہ اسے اپنی گرفت میں لے لے گا۔

جملہ صحابۂ کرام کی تعظیم و تکریم ایمان کا حصہ ہے اور ان کے بارے میں کسی طرح کی بھی تنقید درست نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ (فتح الباری: ١/٨١٤. روضة المتقين: ٤/٦٦. دليل الفالحين: ٤/٣٥٣)

البَابُ (۲٦۸)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِيْذَآءِ
کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانے کی ممانعت

۳٥٦. قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ :

﴿ وَٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ بِغَيْرِ مَا ٱكْتَسَبُوا۟ فَقَدِ ٱحْتَمَلُوا۟ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿٥٨﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

”جو لوگ بغیر کسی قصور کے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔“ (الاحزاب:۵۸)

تفسیری نکات: ایذاء مسلم حرام ہے اور جو کسی مسلمان کو ایذاء پہنچاتے ہیں وہ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سروں پر لادتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

حقیقی مسلمان وہ جس کی ایذاء سے دوسرے مسلمان محفوظ رہے

۱٥٦٥. وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَمَانَهَى اللّٰهُ عَنْهُ.

(۱۵۶۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔

(متفق علیہ)

شرح حدیث: کمال اسلام یہ ہے کہ مسلمان کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے تمام مسلمان محفوظ رہیں اور اس کے کسی فعل یا اس کی کسی بات سے کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ بلکہ اس کا وجود سب کے لیے باعث رحمت اور سراپا خیر ہو۔ اور مہاجر کامل وہ ہے جو صرف اپنا وطن اور اپنا گھر ہی نہیں چھوڑتا بلکہ ہر اس کام کو اور ہر اس بات کو ترک کر دیتا ہے جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب تحریم الظلم میں آچکی ہے۔ (روضة المتقين : ٤/ ٦٦. دليل الفالحين : ٤/ ٣٥٤)

جہنم سے نجات کے لیے ایمان کے ساتھ ایذاء مسلم سے بچنا بھی ضروری ہے

۱٥٦٦. وَعَنْـهُ قَـالَ : قَـالَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ

وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُه، وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، وَلْيَأْتِ اِلَى النَّاسِ الَّذِىْ يُحِبُّ اَنْ يُّؤْتٰى اِلَيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَهُوَ بَعْضُ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ سَبَقَ فِىْ بَابِ طَاعَةِ وُلَاةِ الْاُمُوْرِ.

(۱۵٦٦) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ جہنم سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے اس حال میں موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ معاملات میں وہ برتاؤ کرتا ہو جو وہ خود اپنے لیے پسند کرتا ہو۔ (مسلم)

یہ ایک طویل حدیث کا حصہ ہے جو اس سے پہلے "باب طاعۃ ولاۃ الامور" میں گزر چکی ہے۔

تخریج حدیث (۱۵٦٦): صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب الامر بالوفاء ببيعة الخلفاء.

کلمات حدیث: يزحزح: دور کر دیا جائے۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ ٱلنَّارِ وَأُدْخِلَ ٱلْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ﴾ (جو جہنم سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا)

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ایمان پر استقامت اور عمل صالح پر مداومت کی تاکید ہے قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٣٢﴾ ﴾

"اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔"

اسلام اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری اور اطاعت کا نام ہے اور یہ اطاعت زندگی بھر کا شیوہ ہونی چاہیے کہ اسی حال میں موت آ جائے اور آدمی ایمان اور اسلام پر قائم ہو۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب وجوب طاعۃ ولاۃ الأمر فی غیر معصیۃ میں گزر چکی ہے۔

(روضة المتقين: ٤/٦٦. دليل الفالحين: ٤/٣٥٥)
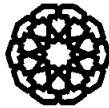
الباب (۲٦۹)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَاغُضِ وَالتَّقَاطُعِ وَالتَّدَابُرِ

ایک دوسرے سے بغض رکھنے قطع تعلق کرنے اور منہ پھیر لینے کی ممانعت

۳۵۷. قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ:

﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''سارے مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' (الحجرات: ۱۰)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ان کے درمیان معاملات اس طرح ہونے چاہئے جس طرح بھائیوں کے درمیان ہوتے ہیں کہ باہم ایک دوسرے کی راحت کا اہتمام کریں اور ایک دوسرے کے لیے سراپا خیر بن جائیں۔ (تفسیر مظھری)

۳۵۸. وَقَالَ تَعَالیٰ:

﴿ أَذِلَّةٍ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى ٱلْكَـٰفِرِينَ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''مؤمنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہیں۔'' (المائدۃ: ۵۴)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ اہل ایمان کا شیوہ ہے کہ وہ باہم بڑے نرم خو اور نرم مزاج ہیں مگر اہل کفر کے سامنے سے سراپا عزم وقوت اور پیکر ہمت واستقلال بنے رہتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

۳۵۹. وَقَالَ تَعَالیٰ:

﴿ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ ۚ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کافروں پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔'' (الفتح: ۲۹)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں صحابۂ کرامؓ کی شان بیان کی گئی ہے کہ وہ کافروں کے مقابلہ میں بہت قوی اور مضبوط ہیں جس سے کافروں پر رعب پڑتا ہے اور ان کے کفر وشرک سے نفرت اور بیزاری کا اظہار ہوتا ہے۔ یعنی دین کے معاملہ میں کفار کا مقابلہ قوت اور اولوالعزمی سے کیا جائے لیکن عام معاشرتی زندگی میں ان کے ساتھ احسان اور حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے اور فرمایا کہ اپنے بھائیوں کے معاملے میں بڑے مہربان اور ان کے سامنے نرمی سے جھکنے والے اور بے حد تواضع سے پیش آنے والے ہیں۔

تین دن سے زیادہ تعلق منقطع رکھنا حرام ہے

۱۵۶۷. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَاتَبَاغَضُوْا، وَلَاتَحَاسَدُوْا وَلَاتَدَابَرُوْ، وَلَاتَقَاطَعُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَاللّٰهِ اِخْوَانًا، وَلَايَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۶۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، باہم حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور باہمی تعلق منقطع نہ کرو اور آپس میں سب اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ کے لیے چھوڑ دے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۵۶۷): صحيح البخاری، کتاب الادب، باب ما ينهى من التحاسد . صحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن التحاسد .

کلمات حدیث: لاتباغضوا : آپس میں بغض نہ رکھو۔ تباغض (باب تفاعل) باہم بغض رکھنا۔ بغض : نفرت اور دشمنی۔ لا تحاسدو : باہم حسد نہ کرو۔ حسد کے معنی ہیں کسی کے پاس موجود نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرنا۔ لا تدابروا : آپس میں ایک دوسرے سے پشت پھیر کر نہ جاؤ۔ ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے اعراض اور کنارہ کشی نہ کرو۔ لاتقاطعوا : ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں اہل اسلام کو حکم ہے کہ سب اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ پر ایمان اتنا عظیم اور مضبوط رشتہ اخوت ہے کہ کوئی بھائی چارہ اس سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا اس لیے مسلمانوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی نفرت وعداوت کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں اور نہ ایسے رویے اختیار کریں جو نفرت کو پروان چڑھانے والے اور دشمنی کی آگ کو ہوا دینے والے ہوں۔ باہم ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حسد کسی کے پاس موجود نعمت پر کڑھنا اور اس کے زوال کی تمنا کرنے کو کہتے ہیں جو حرام ہے۔ اور باہم ایک دوسرے سے منہ موڑ کر نہ جاؤ کہ اہل اسلام کا طریقہ یہ ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر سلامتی بھیجتے ہیں خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں اور تبسم چہرے کے ساتھ ملتے ہیں۔ سامنے سے آتے ہوئے شخص کو دیکھ کر پیٹھ موڑ کر چلے جانا مسلمانوں کا طریقہ نہیں کافروں کا شیوہ ہے۔ اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو بلکہ صلہ رحمی کرو اور لوگوں کے حقوق ادا کرو۔

اور سب مسلمان اللہ کے بندے اور اس کے فرماں بردار بن کر آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شفقت ورحمت محبت ومواسات اور معاونت ونصیحت میں ایسے ہو جاؤ جیسے نسبی بھائی ہوتے ہیں۔

اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑے رکھے، یہ تین دن کی اجازت بھی اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اسے بندوں کا حال معلوم ہے کہ ان کے قلوب میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور ان کے مزاج میں تبدیلی آتی رہتی ہے تا کہ لوگ ان تین دنوں میں جائزہ لے لیں اور صورت حال پر غور کر کے کوئی فیصلہ کرلیں اور اپنے بھائی کے ساتھ صلح کرلیں۔

(فتح الباری : ۱۹۸/۳ . شرح صحیح مسلم للنووی : ۹۴/۱٦ . تحفة الاحوذی : ٤٦/٦)

پیر اور جمعرات کو قطع تعلق رکھنے والوں کے علاوہ سب کی مغفرت ہو جاتی ہے

۱۵۶۸. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَّا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، اِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَه' وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَآءُ فَيُقَالُ : اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا! اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّه' "تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِیْ كُلِّ يَوْمِ خَمِيْسٍ وَّاثْنَيْنِ" وَذَكَرَ نَحْوَه' .

(۱۵۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو سوائے اس کے جس کے اور کسی مسلمان بھائی کے درمیان دشمنی ہو۔ پس کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دیدی جائے کہ یہ آپس میں صلح کر لیں۔ ان دونوں کو مہلت دیدی جائے یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کر لیں۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ ہر جمعرات اور پیر کو اعمال پیش ہوتے ہیں۔ اس کے بعد پھر اسی طرح ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۶۸): صحیح مسلم، کتاب البر، باب ماینھی عن الفحشاء والتھاجر .

کلمات حدیث: شحناء : دشمنی۔ انظروا : مہلت دیدو۔

شرح حدیث: امام باجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے کے کھولے جانے سے مراد اللہ تعالیٰ کا کثرت سے اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کرنا ہے اور ان کو ثواب جزیل عطا کرنا اور ان کے درجات بلند کرنا ہے اور اس بخشش و عطا اور فضل و کرم سے اللہ کے وہ تمام بندے جو اس پر ایمان رکھتے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے مستفید ہوتے ہیں سوائے اس شخص کے جس کی کسی مسلمان سے دشمنی ہو اور اس کے بارے میں یہ اعلان ہوتا ہے کہ اسے کچھ مہلت دیدی جائے کہ اس عرصے میں یہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ صلح کر لے اور اپنے دل سے اس کی دشمنی ختم کر دے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۹۹/۱۶. روضة المتقین : ۶۹/٤. دلیل الفالحین : ٤/۳۵۷)

الباب (۲۷۰)

بَابُ تَحْرِيمِ الْحَسَدِ

حسد حرام ہونے کا بیان

وَهُوَ تَمَنِّیْ زَوَالِ النِّعْمَةِ عَنْ صَاحِبِهَا سَوَآءٌ كَانَتْ نِعْمَةُ دِيْنٍ اَوْ دُنْيَا.

حسد کے معنی ہیں کہ اگر کسی پاس کوئی نعمت ہو خواہ دین کی ہو یا دنیا کی اس کے زوال کی تمنا کرنا۔

۳۶۰. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ أَمْ يَحْسُدُونَ ٱلنَّاسَ عَلَىٰ مَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

''کیا وہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں اس نعمت پر جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے۔'' (النساء: ۵۴)

تفسیری نکات: ارشاد فرمایا کہ کیا یہ یہود رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب پر اللہ کے فضل وکرم اور اسکے انعام کو دیکھ کر حسد میں مرے جاتے ہیں، سو یہ ان کے بے ہودگی ہے کیونکہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے میں کتاب اور علم اور سلطنت عظیم عنایت کی ہے۔ پھر یہ آپ ﷺ کی نبوت پر اور اللہ تعالیٰ کے آپ ﷺ پر فضل وکرم پر کیسے حسد کرتے ہیں اب بھی تو یہ فضل وکرم اور انعام واکرام ابراہیم علیہ السلام ہی کے گھر میں ہے۔

وفِيْهِ حَدِيْثُ اَنَسٍ السَّابِقُ فِي الْبَابِ قَبْلَه .

اس باب میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ حدیث بھی ہے جو اس سے پہلے باب میں گزری ہے۔

حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو

۱۵۶۹ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَاتَاكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ اَوْقَالَ الْعُشْبَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ .

(۱۵۶۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو حسد سے بچو حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح خشک گھاس کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۱۵۶۹): سنن ابی داؤد، كتاب الادب، باب الحسد .

کلمات حدیث: ایاکم والحسد : حسد سے بچو، حسد سے دور رہو۔ یأکل الحسنات : حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے اور ان کو ضائع کر دیتا ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں حسد کی برائی اور اس کی تباہ کاری اور اس سے پہنچنے والے ناقابل تلافی نقصان کو مثال کے

ذریعے واضح فرمایا گیا ہے کہ حسد آدمی کی نیکیوں اور اس کے اعمال حسنہ کو اس طرح ضائع کر دیتا ہے جس طرح آگ سوکھی ہوئی لکڑی یا سوکھی ہوئی گھاس کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے اور راکھ کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور پھر اس راکھ کو ہوا اڑا کر لے جاتی ہے۔

(روضة المتقين : ٤/ ٧٠. دليل الفالحين : ٤/ ٣٥٨)

البَابُ (۲۷۱)

بَابُ النَّهْیِ عَنِ التَّجَسُّسِ وَالتَّسَمُّعِ لِکَلَامِ مَنْ تَکْرَہُ اسْتِمَاعَه

تجسس کی ممانعت اور اس آدمی کی بات سننے کی ممانعت جو پسند نہیں کرتا کہ اس کی بات سنی جائے

۱۳۶۱. قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ :

﴿ وَلَا تَجَسَّسُوْا ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

"جاسوسی نہ کرو۔" (الحجرات:۱۲)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ لوگوں کے معاملات کی کھود کرید میں نہ لگو اور نہ ان کے عیوب تلاش کرو اور نہ ان کی پوشیدہ باتیں معلوم کرنے کے درپے ہو جاؤ۔ (تفسیر مظهری)

مسلمان مردوں اور عورتوں پر الزام تراشی حرام ہے

۱۳۶۲. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۵۸﴾ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

"اور وہ لوگ جو مؤمن مردوں اور عورتوں کو بلاقصور ایذا دیتے ہیں تحقیق انہوں نے بھاری بوجھ اٹھایا اور بہتان باندھا۔"

(الاحزاب:۵۸)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو بغیر اس کے کہ ان کا کوئی قصور ہو ایذاء نہ دو اور تکلیف نہ پہنچاؤ۔ کہ مسلمان کو ایذاء دینا اور اسے تکلیف پہنچانا حرام ہے۔ (تفسیر عثمانی)

●●●●●●●●●●●●

دل کی تمام بیماریوں سے بچنے کی تاکید

۱۵۷۰. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ، وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَلَاتَجَسَّسُوْا وَلَاتَنَافَسُوْا، وَلَاتَحَاسَدُوْا وَلَاتَبَاغَضُوْ، وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا کَمَا اَمَرَکُمْ. اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ : لَایَظْلِمُهٗ وَلَایَخْذُلُهٗ وَلَایَحْقِرُهٗ اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا، اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا" وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِهٖ، بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ : دَمُهٗ، وَعِرْضُهٗ، وَمَالُهٗ اِنَّ اللّٰہَ لَایَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَادِکُمْ، وَلَااِلٰی صُوَرِکُمْ،

وَاَعْمَالِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَلَا تَجَسَّسُوْا، وَلَاتَنَاجَشُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَاللّٰهِ اِخْوَانًا" وَفِيْ رِوَايَةٍ، لَاتَقَاطَعُوْ، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَاللّٰهِ اِخْوَاناً ." وَفِيْ رِوَايَةٍ : وَلَا تَهَاجَرُوْا وَلَايَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

بِكُلِّ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ اَكْثَرَهَا .

(۱۵۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی کرنا سب سے بڑا جھوٹ ہے اور کسی کے عیبوں کی ٹوہ نہ لگاؤ اور نہ جاسوسی کرو اور نہ دوسرے کا حق غصب کرنے کی حرص کرو اور نہ حسد کرو اور نہ باہمی نفرت رکھو اور نہ منہ موڑ کر جاؤ۔ سب اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ جیسا کہ تمہیں حکم دیا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو رسوا کرتا ہے اور نہ اس کو حقیر گردانتا ہے تقوی یہاں ہے تقوی یہاں ہے۔ اس موقعہ پر آپ ﷺ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ آدمی کے شر کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کی جان اس کا مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ باہم حسد نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ کرو نہ جاسوسی کرو نہ عیبوں کی تلاش میں لگے رہو۔ اور نہ گرانی پیدا کرنے کے لیے چیزوں کی قیمتیں بڑھاؤ اور سب اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ حسد کرو اور سب اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ ایک دوسرے کو نہ چھوڑو اور نہ ایک دوسرے کی بیع پر بیع کرو۔

مسلم نے یہ تمام روایات بیان کی ہیں اور بخاری نے اس میں سے اکثر کو ذکر کیا ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۷۰): صحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم ظلم المسلم وخذله . صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب لا يخطب على خطبة أخيه .

کلمات حدیث: لا تحسسوا : جاسوسی نہ کرو۔ تحسس (باب تفعل) جاسوسی کرنا۔ لاتجسسوا : لوگوں کے عیوب کی ٹوہ میں نہ لگو۔ امام خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لوگوں کے عیوب نہ تلاش کرو۔ نجش کے معنی ہیں بغیر اس کے کہ خریدنے کا ارادہ ہو چیز کی قیمت زیادہ لگانا تاکہ دوسرے دھوکہ کھا کر زیادہ میں لے لیں۔

شرح حدیث: کسی کے بارے میں بلا جواز اور بغیر تحقیق کے کوئی برا گمان قائم کر لینا گناہ ہے کیونکہ بلا دلیل برا گمان قائم کر لینا سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غلط گمان کو اکذب الحدیث کہنے کی وجہ یہ ہے کہ کسی بارے میں غلط اور غیر صحیح گمان قائم کرنا اور پھر اس پر یقین کر لینا جھوٹ پر یقین کرنا ہے۔

نیز ارشاد فرمایا کہ نہ کسی کی جاسوسی کرو اور نہ کسی کے عیبوں کی تلاش میں لگو اور نہ ایک دوسرے کے ساتھ منافست کرو۔ امام نوری رحمہ

اللہ نے فرمایا کہ تنافس اور منافست کے معنی ہیں باہم چھین جھپٹ کرنا اور دوسروں کے پاس موجود اچھی چیزوں کی رغبت اور خواہش کرنا۔

اور فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اسے نہ ذلیل ورسوا کرے اور نہ اس کی تحقیر کرے۔تقوی کا مرکز آدمی کا دل ہے اور اللہ کے یہاں اعمال اور نیتیں دیکھی جاتی ہیں۔ (فتح الباری : ۲/۱۰۱۰. شرح صحیح مسلم للنووی : ۹۷/۱۶)

عیب جوئی سے لوگوں میں فساد پیدا ہوگا

۱۵۷۱. وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اِنَّکَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْسَدْتَهُمْ اَوْ كِدْتَ اَنْ تُفْسِدَهُمْ، حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

(۱۵۷۱) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تو مسلمانوں کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا تو ان کے اندر فساد پیدا کردے گا یا قریب ہے کہ تو ان کے اندر فساد پیدا کردے۔ (یہ حدیث صحیح ہے اور ابوداؤد نے بسند صحیح روایت کیا ہے)

تخریج حدیث(۱۵۷۱): صحیح سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب النهی عن التجسس .

شرح حدیث: حدیث مبارک میں فرمایا کہ لوگوں کے عیوب تلاش کرنا، ان کے رازوں کو معلوم کرنا اور ان کی مخفی باتوں کی جستجو میں رہنا ایک اخلاقی اور معاشرتی برائی ہے جس سے معاشرے میں فساد پھیلتا ہے اور سب لوگ ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگ جاتے ہیں اور ان کے عیوب اچھالتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ برسر منبر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے بآواز بلند ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جو زبان سے تو اسلام لائے ہو مگر اسلام ابھی تک دلوں میں جاگزیں نہیں ہوا مسلمانوں کو ایذاء نہ پہنچاؤ، ان کو عیب نہ لگاؤ اور ان کی پوشیدہ باتوں کی جستجو میں نہ لگو کیونکہ جو کسی مسلمان کی پوشیدہ باتوں کی جستجو میں لگے تو اللہ بھی اسکے عیوب ظاہر فرمادے گا اور جب اللہ اس کے عیوب ظاہر فرمائے گا تو وہ رسوا ہو جائے گا اگر چہ اپنے کجاوے میں بیٹھا ہوا ہو۔

ایک روز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کعبۃ اللہ پر پڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو کس قدر عظیم ہے اور تیری حرمت کس قدر زیادہ ہے لیکن ایک مؤمن کی حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ ہے۔

(روضة المتقین : ۷۴/۴. دلیل الفالحین : ۳٦۲/٤)

رسول اللہ ﷺ نے عیب جوئی سے منع فرمایا

۱۵۷۲. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ اُتِيَ بِرَجُلٍ فَقِيْلَ لَهُ : هٰذَا فُلَانٌ تَقْطُرُ لِحْيَتُهُ خَمْرًا

فَقَالَ اِنَّا قَدْنُهِيْنَا عَنْ التَّجَسُّسِ، وَلٰكِنْ اِنْ يَظْهَرْ لَنَا شَيْءٌ نَأخُذْبِهٖ، حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاسْنَادٍ عَلىٰ شَرْطِ الْبُخَارِيْ وَمُسْلِمٍ .

(۱۵۷۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کے پاس لایا گیا اور کہا گیا کہ اس کے ڈاڑھی سے شراب کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں ٹوہ لگا کر عیب تلاش کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر ہمارے سامنے کوئی واضح بات آئے گی تو ہم اسپر مؤاخذہ کرینگے۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس کو ابوداؤد نے بسند صحیح بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق روایت)

تخریج حدیث (۱۵۷۲): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب النهی عن التجسس .

کلمات حدیث: نهينا عن التجسس : ہمیں جاسوسی سے منع کیا گیا ہے۔ ان يظهر لنا شئى نأخذبه : ہمارے سامنے کوئی بات کھل کر آئے گی تو ہم اس پر گرفت کرینگے۔ یعنی جرم کا ثبوت موجود ہونے پر اس پر گرفت کی جائے گی۔

شرح حدیث: یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جاسوسی سے اور لوگوں کے عیوب تلاش کرنے سے منع فرمایا ہے اس لیے جب تک کسی جرم کا واضح ثبوت موجود نہ ہو اس پر حد یا تعزیز کی سزا نہیں دی جائے گی۔

(روضة المتقين : ٤/٧٤. دليل الفالحين : ٤/٣٦٢)

اَلبَابُ (۲۷۲)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ سُوْءِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ
بلاضرورت مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی کی ممانعت

۳۶۳. قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اے ایمان والو بہت زیادہ بدگمانی سے بچو کہ بے شک بہت سے گمان گناہ ہیں۔'' (الحجرات:۱۲)

تفسیری نکات: آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے سوءظن سے اجتناب کرنے کا حکم فرمایا ہے یعنی اہل واقارب کسی بھی مسلمان کے بارے میں کسی عیب یا بری بات کا گمان کیا جائے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہر وہ ظن جس کی کوئی دلیل اور ظاہری علامت موجود نہ ہو وہ حرام ہے اور اس سے اجتناب لازم ہے۔ (تفسیر عثمانی)

بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے

۱۵۷۳. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۷۳): صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب لا يخطب على خطبة اخيه حتى ينكح أو يدع. صحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم الظلم وخذله .

شرح حدیث: مسلمان کے بارے میں بدگمانی گناہ اور سب سے بڑی جھوٹ بات ہے کہ اس بات کو ایسی بات کا گمان کرلیا جو فی الواقع موجود نہیں ہے۔ مقصود یہ ہے کہ ہر مسلمان کے بارے میں اچھا گمان کرنا چاہئے اور جب تک اس کے برعکس ہونے کا کوئی ثبوت موجود نہ ہو کسی مسلمان کے بارے میں برا گمان نہ کرنا چاہئے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

(روضة المتقين : ٤/٧٥. دليل الفالحين : ٤/٣٦٣)

الباب (۲۷۳)

بَابُ تَحْرِيمِ احْتِقَارِ الْمُسْلِمِينَ
مسلمان کی تحقیر کی حرمت

برے لقب سے پکارنے کی ممانعت

۳۶۴. قَالَ اللهُ تَعَالىٰ :

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿١١﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''اے ایمان والو! تم میں سے کوئی قوم دوسری قوم کے ساتھ تمسخر نہ کرے ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ کوئی عورت دوسری عورت سے تمسخر کرے ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور طعنہ مت دو اور دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو گناہ والا نام ایمان کے بعد بہت برا ہے جس نے توبہ نہ کی پس وہی ظالم ہیں۔'' (الحجرات: ۱۱)

تفسیری نکات: پہلی آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ایک جماعت دوسری جماعت کا مذاق نہ اڑائے اور اس کا استہزاء نہ کرے نہ دوسرے پر کوئی طعنہ زنی کرے اور نہ کسی کو ایسے لقب سے یاد کرے جس کو وہ برا مانے اور اس سے اس کی توہین ہوتی ہو۔ یہ تین باتیں ہیں جن کی اس آیت مبارکہ میں ممانعت کی گئی ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کسی شخص کی تحقیر اور توہین کے لیے اس کے عیب کو اس طرح ذکر کرنا جس سے لوگ ہنسنے لگیں اس کو تمسخر اور استہزاء کہا جاتا ہے اور یہ جس طرح زبان سے ہوتا ہے اسی طرح حرکات سے بھی ہوتا ہے اور نقل اتارنے اور اشارے سے بھی ہوتا ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ کسی کے سامنے کسی کا اس انداز سے ذکر کرنا کہ سننے والے ہنس پڑیں تمسخر اور استہزاء ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے جسم اور ان کی صورتوں کو نہیں دیکھتے بلکہ ان کے دلوں اور ان کے اعمال کو دیکھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کے ظاہری اعمال اور ظاہری حالت پر اس کا مذاق اڑانا درست نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ اس کا عملی قلب اور اس کی باطنی کیفیت عنداللہ مقبول ہو۔

لمز کے معنی کسی میں عیب نکالنے اور اس کے عیب پر اسے طعنہ دینے کے ہیں۔ علماء نے فرمایا ہے کہ آدمی کی سعادت اور خوش نصیبی یہ ہے کہ اپنے عیوب پر نظر کرے اور ان کی اصلاح کی فکر میں لگا رہے، جو ایسا کرنے گا اسے دوسروں کے عیوب کی جستجو اور ان کے ذکر کرنے کی فرصت ہی نہ رہے گی۔

تیسری بات جس سے اس آیت میں منع فرمایا گیا ہے وہ کسی کو برے لقب سے پکارنا ہے، ایسا لقب کہ اگر وہ سنے تو اسے برا معلوم ہوا جیسے کسی کو لنگڑا کہنا۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن کا حق دوسرے مؤمن پر یہ ہے اس کو ایسے نام ولقب سے یاد کرے جو اسے پسند ہے۔

سبحان اللہ کیسی بیش بہا ہدایات ہیں آج اگر مسلمان سمجھیں تو ان کے تمدنی امراض اور معاشرتی بیماریوں کا علاج اسی سورۃ الحجرات میں بیان ہوا ہے۔ (تفسیر عثمانی، معارف القرآن)

۳٦۵. وَقَالَ تَعَالیٰ:

﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝١ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''ہر طعنہ دینے والے عیب جو کے لیے ہلاکت ہے۔'' (الہمزۃ: ۱)

تفسیری نکات: دوسری آیت کریمہ ''سورۂ ہمزہ'' کی پہلی آیت ہے اس سورۂ مبارکہ میں بھی تین بہت بڑے گناہوں پر سخت وعید اور عذاب شدید بیان ہوا ہے۔ وہ تین گناہ یہ ہیں ھمز لمز اور جمع مال۔ ھمز کے معنی کسی کی غیر موجودگی میں اس کے عیوب بیان کرنا اور لمز کے معنی آمنے سامنے طعنے دینے کے ہیں۔ اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ ہلاکت اور تباہی ہے اس شخص کے لیے جو طعنہ دیتا اور لوگوں کے عیب جوئی کرتا ہے۔ (دلیل الفالحین ٤/ ٣٦٥)

کسی کی حقارت بڑا گناہ ہے

۱۵۷۴. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَقَدْ سَبَقَ قَرِيْبًا بِطُوْلِهِ.

(۱۵۷۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ (مسلم)

اس سے قبل یہ حدیث مفصل بیان ہو چکی ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۷۴): صحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم المسلم وخذله.

شرح حدیث: انسان تمام آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے اس لیے کسی بھی انسان کی تحقیر کرنا یا اس کو کمتر سمجھنا غیر معقول بات ہے اور خاص طور پر مسلمان جو باہم ایک مضبوط رشتۂ اُخوت ومودت میں جڑے ہوئے ہیں ان کے لیے ہرگز مناسب نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کی تحقیر کریں یا اسے کمتر سمجھیں۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب النہی عن التجسس میں گزر چکی ہے۔ (دلیل الفالحین: ٤/ ٣٦٥)

تکبر کی تعریف

١٥٧٥. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ : اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا، وَنَعْلُهٗ حَسَنَةً فَقَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ : اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَمَعْنَى "بَطَرُ الْحَقِّ" دَفْعُهٗ .

"وَغَمْطُهُمْ" : اِحْتِقَارُهُمْ .

وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهٗ اَوْضَحَ مِنْ هٰذَا فِيْ بَابِ الْكِبْرِ .

(١٥٧٥) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کسی آدمی کو اچھا کپڑا پہننا اور اچھا جوتا پہننا پسند ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔ تکبر کے معنی ہیں حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔ (مسلم)

بطر الحق کے معنی ہیں حق سے گریز کرنا اور اسے رد کرنا۔ اور غمطہم کے معنی ہیں لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

اس حدیث کا مفصل بیان اس سے پہلے باب الکبر میں آچکا ہے۔

تخریج حدیث(١٥٧٥): صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تحريم الكبر وبيانه .

شرح حدیث: خوش لباس اور خوش وضع ہونا تکبر نہیں ہے۔ تکبر یہ ہے کہ آدمی کے حق بات کو رد کرے اور اس کو قبول کرنے سے گریز کرے اور دوسرے انسانوں کو حقیر سمجھے، یعنی اعراض عن الحق اور دوسروں کو حقیر سمجھنا تکبر ہے۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب تحریم الکبر والاعجاب میں آچکی ہے۔ (دليل الفالحين : ٣٦٥/٤. روضة المتقين : ٧٧/٤)

حقارت کرنے والے کا عمل برباد ہو جاتا ہے

١٥٧٦. وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَالَ رَجُلٌ وَاللّٰهِ لَايَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ. فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : مَنْ ذَاالَّذِيْ يَتَأَلّٰى عَلَيَّ اَنْ لَااَغْفِرَ لِفُلَانٍ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ، وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ" . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٥٧٦) حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ اللہ فلاں آدمی کی مغفرت نہیں کرے گا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ کون ہے جو مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے

اسے معاف کر دیا اور تیرے عمل برباد کر دیئے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۷۶): صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن تقنیط الانسان من رحمة الله .

کلمات حدیث: يتالى : قسم اٹھانے۔ أحبطت عملك : میں تیرا عمل برباد کر دیا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے گزشتہ ملتوں میں سے کسی ملت کے کسی شخص کا ذکر فرمایا کہ اس نے کہا کہ فلاں شخص کو اللہ معاف نہیں کرے گا گویا اس نے قضاء وقدر سے تجاوز کیا اور علم غیب کا ادعاء کیا اور مشیت الٰہی میں دخل دیا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے تم میں سے ایک شخص جنت کے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور جنت کے درمیان گز بھر فاصلہ رہ جاتا ہے تو لکھا ہوا (تقدیر) غالب آ جاتا ہے اور وہ کوئی ایسا کام کر لیتا ہے جو جہنم میں لے جانے والا ہوتا ہے تو وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے کوئی اہل جہنم کے عمل کرتا رہتا ہے اور جب اس میں اور جہنم میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر غالب آ جاتی ہے اور وہ کوئی اہل جنت کا عمل کر کے جنت میں پہنچ جاتا ہے

علم غیب کا دعوی اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بتایا ہی نہیں ہے کہ کون جنت میں جائے گا اور کون جہنم میں جائے گا بلکہ فرمایا ہے کہ:

﴿ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ ﴾

”وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔“

اسی طرح مشیت الٰہی میں دخل دینے کا کسی کو اختیار نہیں ہے کہ فرمایا ہے:

﴿ يُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ ۗ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٠﴾ ﴾

”جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کون ہے جو اس کی طرف سے یہ دعوی کرے کہ وہ فلاں کو معاف نہیں کرے گا۔ جا میں نے اس کو معاف کر دیا اور تیرا عمل ضائع کر دیا۔ یعنی جس عمل پر تجھے غرور تھا اور جس نیکی کے نشہ میں تو کہہ رہا تھا کہ اللہ فلاں کو معاف نہیں کرے گا اس عمل کی یہاں کوئی جزا اور ثواب نہیں ہے کہ نیک عمل پر تکبر نے اس کا ثواب ضائع کر دیا۔ (شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۶/۱۴۳)

الباب (۲۷٤)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِظْهَارِ الشَّمَاتَةِ بِالْمُسْلِمِ
مسلمان کی تکلیف پر خوش ہونے کی ممانعت

۳٦٦. قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ .

﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''مؤمن سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' (الحجرات: ۱۰)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ اہل ایمان اس تعلق ایمان واسلام اور اس روحانی اور معنوی تعلق کی اساس پر آپس میں بھائی بھائی ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ رشتہ ایمان نسبی تعلق سے بہت زیادہ مضبوط اور پیوست ہونے کی بنا پر یہ اخوت نسبی بھائی چارہ پر فائق ہے۔

(تفسیر عثمانی، معارف القرآن)

بے حیائی کی اشاعت بڑا گناہ ہے

۳٦٧. وَقَالَ تَعَالىٰ :

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ﴾

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''بے شک وہ لوگ جو اہل ایمان کے اندر بے حیائی کے پھیلانے کو پسند کرتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔'' (النور: ۱۹)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ کسی مؤمن کے بارے میں کسی بری بات کی اشاعت کرنا اور اسے لوگوں میں پھیلانا ایک سنگین جرم ہے۔ قرآن کریم نے برائی کی خبر بیان کرنے کی اجازت صرف اس صورت میں دی ہے جو وہ ثابت ہو چکی ہو اور محقق ہو چکی ہو بغیر تحقیق وثبوت برائیوں کا پھیلانا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ (معارف القرآن)

کسی مسلمان کی مصیبت پر خوشی کا اظہار کرنا گناہ ہے

۱۵۷٦. وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ''لَاتُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيْكَ فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ'' رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

وَفِي الْبَابِ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِيْ بَابِ التَّجَسُّسِ : ''كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ'' اَلْحَدِيْثُ .

(۱۵۷۷) حضرت واثلة بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ اس پر رحم فرمائے اور تمہیں مبتلا کر دے۔ (ترمذی) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

اور اس موضوع سے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث کہ مسلمان پر مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو حرام ہے باب التجسس میں گزر چکی ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۷۷): الجامع للترمذی، ابواب صفة القيامة، باب لا تظهر الشماتة لا خيك فيعا فيه الله ويبتليك.

کلمات حدیث: الشماتة : کسی کی تکلیف پر خوش ہونا۔

شرح حدیث: مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اس اخوت کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان دکھ اور تکلیف میں ہے تو دوسرے مسلمان کو بھی اس پر دکھ اور رنج ہو اور اس کی کوشش ہو کہ جس طرح بھی ہو اس کی تکلیف دور کرے، اور اسے اس دکھ سے نجات دلا دے۔ اس کے برعکس کسی کے دکھ اور تکلیف پر خوش ہونا بداخلاقی قساوت قلبی اور سنگدلی ہے، جس کی سزا اللہ کی طرف سے یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مبتلائے مصیبت کو عافیت عطا فرما دے اور اس کی تکلیف پر خوش ہونے والے کو اس مصیبت میں مبتلا کر دے۔

(تحفة الاحوذی : ۲۵۲/۷)

البَابُ (۲۷۵)

بَابُ تَحْرِيمِ الطَّعْنِ فِي الْأَنْسَابِ الثَّابِتَةِ فِي ظَاهِرِ الشَّرْعِ

شرعاً ثابت شدہ نسب پر طعن کرنے کی حرمت

۳٦٨. قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ :

﴿ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿٥٨﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''جولوگ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو بے قصور تکلیف پہنچاتے ہیں یقیناً انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔''

(الاحزاب:۵۸)

تفسیری نکات: آیت مبارکہ میں عام مؤمنین کو ایذاء پہنچانے سے منع فرمایا گیا خواہ یہ ایذاء جسمانی ہو یا روحانی اور اخلاقی۔غرض کسی مسلمان کو بغیر کسی شرعی ثبوت اور بغیر کسی قانونی استحقاق کے تکلیف پہنچانا ممنوع ہے اور حرام ہے۔ (معارف القرآن)

کفر تک پہنچانے والی باتیں

١٥٧٨. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ اَلطَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۵۷۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں دو باتیں ایسی ہیں جو کفر کا سبب بنتی ہیں۔نسب پر طعن اور میت پر نوحہ۔(مسلم)

تخریج حدیث(۱۵۷۸): صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب اطلاق اسم الكفر على الطعن .

کلمات حدیث: نياحة : مرنے والے پر چیخ کر اور چلا کر رونا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ دو بہت بری خصلتیں ہیں جو لوگوں میں موجود ہیں اور کفر کی طرف لے جانے والی ہیں، ایک نسب پر طعن کرنا اور دوسرے نوحہ کرنا۔صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت کی دو عادتیں ہیں ایک نسب پر طعن اور دوسرے نوحہ۔یعنی یہ دونوں باتیں جاہلیت کے اعمال اور کافرانہ عادات ہیں۔

نسب میں طعنہ زنی کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کو اس کی تحقیر اور توہین کی نیت سے کہا جائے کہ تیرا باپ فلاں کام کرتا ہے اور تیری ماں ایسی ہے یا تو جولاہا یا لوہار ہے۔یعنی پیشوں کی بنا پر کسی کو حقیر سمجھنا بھی طعن فی النسب میں آتا ہے۔نوحہ اور ماتم کا مطلب یہ ہے کہ مرنے والے پر چیخ کر اور چلا کر رونا اور واویلا کرنا۔ (شرح صحيح مسلم للنووی : ۲/ ۵۰. روضة المتقين : ٤/ ٧٩)

الباب (۲۷٦)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ وَالْخِدَاعِ
دھوکہ اور فریب کی ممانعت

۳٦٩. قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ :

﴿ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ﴿۵۸﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اور وہ لوگ جو مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو بغیر قصور تکلیف دیتے ہیں انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔''

(الاحزاب:۵۸)

تفسیری نکات: آیت کریمہ عام ہے اور وسیع معانی پر مشتمل ہے۔ مقصود یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کو کسی طرح ایذاء اور تکلیف پہنچانا منع ہے خواہ یہ ایذاء جسمانی ہو یا روحانی، مالی ہو یا اخلاقی دینی ہو یا دنیاوی۔ اس اعتبار سے مسلمان کو دھوکہ دینا اور اس کے ساتھ فریب کرنا اسے ایذاء پہنچانا ہے حرام ہے۔ (تفسیر مظھری)

دھوکہ باز ہم میں سے نہیں

۱۵۷۹. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ''مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَه' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلىٰ صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ يَدَه' فِيْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُه' بَلَلاً. فَقَالَ : ''مَاهٰذَا يَاصَاحِبَ الطَّعَامِ؟'' قَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَآءُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ : قَالَ : ''اَفَلاَ جَعَلْتَه' فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰى يَرَاهُ النَّاسُ! مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا .

(۱۵۷۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں اور جو ہمیں دھوکہ اور فریب دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غلے کا ڈھیر دیکھا تو آپ ﷺ نے اس میں ہاتھ ڈالا تو آپ ﷺ کی انگلیوں کو تری محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے غلے والے یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ بارش سے نمی آ گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بھیگے ہوئے حصے کو اوپر کیوں نہ کر دیا تا کہ لوگ دیکھ لیں۔ جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

تخریج حدیث (۱۵۷۹): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من غشنا فلیس منا .

کلمات حدیث: حمل علینا السلاح : ہم پر ہتھیار اٹھائے۔ یعنی مسلمانوں کے خلاف بغاوت کی۔ فلیس منا : ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقہ پر نہیں ہے۔ غشنا : جس نے ہمیں دھوکہ دیا۔ غش غشا (باب نصر) دھوکہ دینا۔ غش : دھوکہ فریب، خیانت۔ غاش : دھوکہ دینے والا۔ صبرة : غلہ کا ڈھیر۔

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس نے مسلمانوں کے قتال کے لیے ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے ہم سے لڑنے کے لیے ہتھیار اٹھائے، اور آپ ﷺ کی مراد آپ ﷺ کی اپنی ذات اور مسلمان ہیں صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہتھیار اٹھانے والا تو کافر ہی ہے اور اس صورت میں ہم میں سے نہیں ہے سے مراد یہی ہے کہ کافر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مسلمانوں کے قتال کو بغیر کسی تاویل کے حلال سمجھتے ہوئے ان کے خلاف ہتھیار اٹھائے تو وہ بھی کافر ہے اور اگر کسی تاویل کے ساتھ قتال کرے تو مرتکب کبیرہ ہے۔ اور اہل حق کا مسلک یہ ہے کہ شرک کے علاوہ کسی بھی شخص کو جو کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کافر قرار نہیں دیا جائے گا اس اعتبار سے لیس منا (ہم میں سے نہیں ہے) کے معنی ہوں گے کہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے یا ایسا کرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا طریقہ ایک دوسرے پر رحم کرنا اور ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ قطع تعلق اور قتال باہم مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے۔

اسی طرح دھوکہ دینا اور فریب کرنا مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے لیے یہ روا نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے اپنے سامان کا عیب چھپائے کہ اگر اسے علم ہو جائے تو وہ اسے نہ خریدے۔

بہر حال اشیاء فروخت کے کسی عیب کو چھپانا، اس میں ملاوٹ کرنا یا خریدار کو کسی طرح دھوکہ دینا حرام اور گناہ ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۲/۹۳. تحفة الاحوذی : ٤/٦٢١)

نجش کی ممانعت

۱۵۸۰. وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَاتَنَاجَشُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خریدنے کی نیت کے بغیر بولی میں اضافہ نہ کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۸۰): صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب النجش. صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب النهی عن النجش.

کلمات حدیث: لاتناجشوا : نجش نہ کرو۔ نجش کے معنی ہیں کہ کوئی آدمی خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور وہ کسی چیز کی قیمت زیادہ لگا تا کہ دوسرا آدمی دھوکہ میں آ کر اس کو خرید لے۔ اس آدمی کو جو اس طرح قیمت بڑھاتا ہے ناجش کہتے ہیں اور یہ فروخت کنندہ ہی کا

آدمی ہوتا ہے، جو اس کی طرف سے اپنے آپ کو خریدار ظاہر کر کے قیمت بڑھاتا ہے۔

شرح حدیث: تناجش (یعنی خریدار بن کر اشیاء کی قیمت بڑھانا) دھوکہ ہے اور حرام ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ خداع یعنی دھوکہ باطل ہے اور حرام ہے۔ عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ ناجش خائن اور سود خوار ہے۔

(فتح الباری : ۱/۱۱۱۲. شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۰/۱۳۸)

دھوکہ دینے کے لیے ایجنٹ بننا بڑا گناہ ہے

۱۵۸۱ . وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّجَشِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۸۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نجش سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۵۸۱): صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب النجش . صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب النهی عن النجش .

شرح حدیث: کسی کی خریدنے کی نیت نہ ہو اور اس کے باوجود وہ کسی شئے کی قیمت بڑھا کے بتائے تا کہ دوسرا خریدار دھوکہ کھا کر اسے زیادہ قیمت میں خرید لے تو یہ حرام اور گناہ ہے کہ یہ بھی دھوکہ اور فریب ہے اور کسی مسلمان کو دھوکہ دینا گناہ ہے اور حرام ہے۔

(فتح الباری : ۱/۱۱۱۲. شرح صحیح مسلم : ۱۰/۱۳۸)

دھوکہ کھانے کا اندیشہ ہو تو خیارِ شرط رکھے

۱۵۸۲ . وَعَنْهُ قَالَ : ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّه' يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " مَنْ بَايَعْتَ فَقُلْ لَاخِلَابَةَ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلْخِلَابَةُ" بِخَآءٍ مُعْجَمَةٍ مَكْسُوْرَةٍ وَبَآءٍ مُوَحَّدَةٍ وَهِيَ الْخَدِيْعَةُ .

(۱۵۸۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ ان کے ساتھ خرید و فروخت میں دھوکہ کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ تم خرید و فروخت کا معاملہ کرو اس سے کہہ دیا کرو کہ لاخلابہ یعنی کوئی دھوکہ بازی نہیں ہونی چاہئے۔ (متفق علیہ)

خلابة کے معنی خدیعہ کے ہیں یعنی دھوکہ۔

تخریج حدیث(۱۵۸۲): صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ما یکره من الخداع . صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب من یخدع فی البیوع .

کلمات حدیث: یخدع : دھوکہ دیا جاتا ہے۔ خداع : دھوکہ دینا۔ اور خدیعہ۔ دھوکہ۔ خلابة : دھوکہ۔ خلابة کا لفظ خلب سے بنا ہے جس کے معنی اچکنے اور دبوچنے کے ہیں، دھوکہ دے کر اچانک نقصان پہنچا دینا خلابة ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ایک شخص کا ذکر ہے۔ روایات میں اختلاف ہے کہ یہ صاحب حبان بن منقذ یا ان کے والد منقذ بن عمرو میں سے کون ہیں؟ حبان بن منقذ بن عمرو بن عطیہ صحابی رسول ہیں منقذ بن عمرو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک تھے کہ ان کے دماغ میں ایسی چوٹ آئے کہ زبان میں سقم اور عقل میں فتور پیدا ہوگیا۔ بعض روایات میں ہے کہ انہیں یہ چوٹ اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں لگی تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت چار مقامات پر ذکر فرمائی ہے سب جگہ ان رجلا کے الفاظ ہیں۔ جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب التاریخ الکبیر میں تصریح کی ہے کہ صاحب واقعہ منقذ بن عمرو ہیں۔

قرآن وسنت میں متعدد مقامات پر دھوکہ اور فریب کی ممانعت وارد ہوئی ہے اور کسی دوسرے کو کسی طرح کا نقصان پہنچانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ زیر نظر حدیث میں "لاخلابة" کہنے کا حکم اس لیے ہے تاکہ فروخت کنندہ کو تنبیہ ہوجائے کہ یہ شخص خرید وفروخت کے معاملے میں کمزور ہے اور اس کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی کا معاملہ کرنا چاہئے تاکہ اسے کسی طرح کا نقصان نہ ہو بلکہ اسے یہ اختیار حاصل ہوجائے کہ اگر بعد میں اسے کسی فریب یا دھوکہ پر تنبیہ ہو تو وہ اس معاملے کو ختم کردے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صاحب واقعہ کو لاخلابة کہنے کے ساتھ تین دن کا اختیار عطا فرمادیا تھا کہ وہ ان تین دنوں میں اس معاملہ پر نظر ثانی کر کے اسے برقرار رکھ سکتے یا ختم کرسکتے ہیں۔ اسی حدیث کے ذیل میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا معاملہ خرید وفروخت میں دھوکہ ہونا خیار (اختیار) کا سبب بنتا ہے یا نہیں، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک خرید وفروخت میں دھوکہ ہوجانا یہ اختیار نہیں دیتا کہ فریقین میں سے کوئی معاملہ کو ختم کردے جبکہ اس حدیث کے پیش نظر بغداد کے بعض مالکی فقہاء نے کہا ہے کہ فریقین کو یہ اختیار حاصل ہے۔

(فتح الباری : ۱۰۰٤/۱. شرح صحیح مسلم : ۱۵۱/۱۰.

حدیث خلابہ اور فقہی اجتہادات (ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی) منھاج جولائی ۸۸ء)

کسی کی بیوی کو ورغلانا بڑا گناہ ہے

۱۵۸۳. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ خَبَّبَ زَوْجَةَ امْرِئٍ، اَوْمَمْلُوْكَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

"خَبَّبَ بِخَآءٍ مُعْجَمَةٍ ثُمَّ بَآءٍ مُوَحَّدَةٍ مُكَرَّرَةٍ : اَیْ اَفْسَدَهٗ وَخَدَعَهٗ.

(۱۵۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی کی بیوی یا اس کے غلام کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

خبب کے معنی ہیں فساد ڈالا اور دھوکہ دیا۔

تخریج حدیث(۱۵۸۳): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب من خبب مملوکا علی مولاہ .

شرح حدیث: حدیث مبارک میں فرمایا کہ جس نے میاں بیوی کے درمیان نفرت واختلاف کا بیج بویا اور بیوی کوشوہر کی نافرمانی پر ابھارا اوران کی معاشرتی زندگی میں فساد ڈالا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

امام ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب شارع علیہ السلام نے عورت کے پیغام پر پیغام دینے سے منع فرمایا ہے۔ تو کسی بیوی کو شوہر کے برخلاف بھڑکانا تو اس سے کہیں زیادہ سنگین جرم ہے بلکہ میرے نزدیک تو یہ اکبر کبائر ہے اور اس کا گناہ بدکاری سے بھی زیادہ ہے۔ (روضة المتقين : ٨٤/٤. دليل الفالحين : ٣٧٢/٤)

الباب (۲۷۷)
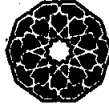
بَابُ تَحْرِيمِ الْغَدْرِ
بدعہدی کی حرمت

۳۷۰. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اے ایمان والو! عہدوں کو پورا کرو۔'' (المائدة: ۱)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو عہدوں کو پورا کرو، ایمان والو کہکر بتا دیا کہ عہد و معاہدات اور مواثیق کی خواہ کوئی بھی نوعیت ہوان سب کا پورا کرنا عین تقاضائے ایمان ہے۔امام راغب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک عہد تو وہ ہے جو بندے نے اپنے اللہ سے کیا ہے کہ وہ اس کی اطاعت و بندگی کرے گا اور اس کے احکام پر چلے گا۔اور اس کی بھیجی ہوئے ہدایات کے مطابق اپنی زندگی گزارے گا اور دوسرا وہ عہد ہے جو آدمی دوسرے انسانوں سے کرتا ہے اس میں تمام وعدے، عہد معاہدات اور مواثیق شامل ہیں اور اللہ سے کئے ہوئے عہد کو بھی پورا کرنا فرض ہے اور بندوں سے کئے ہوئے عہد کو بھی پورا کرنا لازم ہے۔ (معارف القرآن)

۳۷۱. وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ﴿٣٤﴾ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''عہد کو پورا کرو کہ عہد کی بابت سوال ہوگا۔'' (الاسراء: ۳۴)

تفسیری نکات: دوسری آیت کریمہ میں بھی عہد کے پورا کرنے کی تاکید ہے اور فرمایا ہے کہ عہد اللہ سے ہو یا اللہ کے بندوں سے اس کی تکمیل بہر حال لازم ہے اور روز قیامت ان پر دو قسم کے عہد کے بارے میں باز پرس ہوگی، یعنی یہ بھی پوچھا جائے گا کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے احکام پورے کئے یا نہیں اور اللہ کے رسول ﷺ کے لائے ہوئے طریقہ پر چلے یا نہیں؟ اور یہ بھی سوال ہوگا کہ زندگی میں جو لوگوں کے ساتھ عہد و معاہدات مواثیق کئے انہیں بھی پورا کیا ہے یا نہیں؟ یہاں صرف اتنا کہہ کر چھوڑ دیا گیا کہ پوچھا جائے گا لیکن پوچھنے کے بعد کیا ہوگا اسے اس کی ہولناکی اور پر خطر اور عظیم ہونے کی بنا پر بیان نہیں فرمایا، یعنی خود ہی سمجھ لو کہ جب کائنات کا مالک تم سے سوال کرے گا اور تم جواب نہ دے سکو گے تو پھر کیا ہوگا۔؟ (معارف القرآن)

جس میں چار خصلتیں ہوں گی وہ منافق ہوگا

۱۵۸۴. وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ : "اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا : إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۸۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار خصلتیں جس شخص میں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی تو وہ نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھائے تو خیانت کرے جب بولے تو جھوٹ بولے جب معاہدہ کرے تو معاہدہ کی خلاف ورزی کرے اور جب جھگڑا ہو تو بدزبانی کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۸۴): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب لا یدخل الجنة الا المؤمنون .

شرح حدیث: حدیث مبارک میں چار عادتوں یا خصلتوں کا بیان ہوا ہے جو منافقانہ عادتیں ہیں جس میں یہ چاروں موجود ہیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک موجود ہے تو اس میں ایک منافقانہ عادت یہاں تک کہ وہ اس سے توبہ کر لے اور اس بری عادت کو چھوڑ دے۔ یہ چار عادتیں یہ ہیں۔ امانت میں خیانت، جھوٹ، بدعہدی اور بدزبانی۔ ہر مسلمان کو اپنی زندگی کا جائزہ لے کر دیکھنا چاہئے کہ ان میں سے کوئی عادت تو اس میں موجود نہیں ہے اگر ہو تو اس سے توبہ کرے اور اس عادت کو اسی وقت ترک کرے۔ یہ حدیث اس سے پہلے (۱۵۴۴) میں گزر چکی ہے۔ (دلیل الفالحین : ٤/٣٧٣)

بدعہدی کرنے والے کے لیے جھنڈا ہوگا

١٥٨٥ . وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَاَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالُوْا : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ : هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۸۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز ہر عہد شکن کا جھنڈا ہوگا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں کی بدعہدی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۸۵): صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب تحريم الغدر . صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب تحريم الغدر .

کلمات حدیث: غادر : بدعہدی کرنے والا، عہد شکنی کرنے والا۔

شرح حدیث: اہل عرب میں طریقہ تھا کہ جب کوئی کسی سے بدعہدی کرتا یا کسی قبیلے سے عہد شکنی کرتا تو ایک جھنڈا گاڑ دیا جاتا اور لوگوں میں اعلان کر دیا جاتا کہ فلاں شخص نے غداری کی ہے یہ اس کا جھنڈا ہے۔ روز قیامت بھی ہر بدعہدی اور عہد شکنی کرنے والے کا جھنڈا لگا کر اعلان کر دیا جائے گا کہ یہ فلاں شخص کی بدعہدی کی علامت ہے اور اس طرح اس کی تمام مخلوقات میں رسوائی ہوگی۔

(فتح الباری : ۲/۲۵۵ . شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۲/۳۹)

غدار کے سرین پر جھنڈا گاڑا جائے گا

۱۵۸۶ . وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِالْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ عِنْدَ اِسْتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یُرْفَعُ لَہٗ بِقَدْرِ غَدْرِہٖ اَلاَ وَلاَغَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِّنْ اَمِیْرِعَآمَّۃٍ، رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

(۱۵۸۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت ہر عہد شکن کے ایک جھنڈا اس کے سرین پر نصب ہوگا جو اس کے غدر کے مطابق اونچا ہوگا اور کوئی غداری امیر عام کے ساتھ غداری سے بڑھ کر نہیں ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۸۶): صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب تحریم الغدر .

کلمات حدیث: امیر عامۃ سے مراد، حکمران، بادشاہ، یا خلیفہ۔

شرح حدیث: حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ ہر عہد شکنی خواہ وہ کسی فرد کے ساتھ ہو یا کسی جماعت کے ساتھ انتہائی اخلاقی گراوٹ سنگین جرم اور گناہ ہے اور اللہ کے یہاں اس کی سخت سزا ہے اور قیامت کے دن کی رسوائی ہے اور روز قیامت اس کی رسوائی کے لیے اس کے سرین پر جھنڈا نصب کر دیا جائے گا تا کہ سب انسان دیکھ لیں کہ یہ غدار ہے اور اس کا جھنڈا اس کی غداری کی نسبت سے اونچا ہوگا کہ جس قدر بڑی عہد شکنی ہوگی اسی قدر اونچا جھنڈا ہوگا اور اس عہد شکنی کی تحقیر اور تذلیل اور رسوائی کے لیے اس جھنڈے کو اس کے سرین پر نصب کر دیا جائے گا۔

متعدد احادیث مبارکہ میں اطاعت امیر کا حکم دیا گیا ہے اور خروج اور بغاوت سے منع فرمایا گیا ہے اس حدیث مبارک میں بھی ارشاد ہوا کہ سب سے بڑی غداری اور سب سے بڑی عہد شکنی وہ ہے جو آدمی اپنے حکمران اور صاحب اقتدار سے کرے۔ کہ اس کی اطاعت قبول کرنے کے بعد اس کی اطاعت سے نکل جائے اور اس سے عہد کرنے کے بعد اس عہد کو توڑ دے۔ کلمۂ حق کہنے کا ضرور حکم ہے اور حکمرانوں کو نصیحت اور خیر خواہی کی بھی تعلیم ہے مگر خروج و بغاوت کی اجازت نہیں۔ اسلامی تاریخ میں خروج و بغاوت کے جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں ان سے ہمیشہ امت مسلمہ کو نقصان پہنچا ہے فائدہ کبھی نہیں پہنچا۔ انسانوں کی اصلاح اور معاشروں کی درستگی کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ وہ ہے جو انبیاء کرام نے اختیار کیا یعنی دعوت و تبلیغ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ داعی سب سے پہلے اپنی سیرت و کردار کو مثالی بنائے اور لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو قدرے صالح بنا کر پیش کرے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۲/۳۹ . روضة المتقین : ۴/۸۲ . ریاض الصالحین (صلاح الدین) : ۲/۴۴۵)

تین آدمی کا مقدمہ اللہ تعالیٰ خود لڑیں گے

۱۵۸۷ . وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

تعالیٰ: "ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : رَجُلٌ اَعْطٰى بِىْ ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اِسْتَاجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ اَجْرَهُ"، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۵۸۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن کا روز قیامت میں مدمقابل ہوں گا، جس نے مجھ سے عہد کیا پھر توڑ دیا۔ کسی نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھالی اور جس نے کسی کو اجیر بنا کر اس سے پورا کام لے لیا مگر اس کی اجرت نہیں دی۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۵۸۷): صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حراً .

کلمات حدیث: ثلاثة أنا خصمهم : تین آدمی ایسے ہوں گے کہ جن کا روز قیامت میں مدمقابل ہوگا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین ظالم ایسے ہیں کہ روز قیامت انہیں ان کے ظلم کی سزا دلوانے کے لیے میں ان کا خصم ہوں گا۔ ایک وہ جو اللہ کے نام پر کوئی عہد یا معاہدہ کرے پھر اسے توڑ دے دوسرے وہ جو کسی آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھالے، اور تیسرے وہ جو اجیر سے خدمت لے کر اس کی اجرت ادا نہ کرے۔

(فتح الباری : ۱/۱۱۲۷. روضة المتقین : ۲/۸۸. دلیل الفالحین : ۴/۳۷۴)

البَابُ (٢٧٨)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَنَحْوِهَا

عطیہ وغیرہ پر احسان جتانے کی ممانعت

٣٧٢. قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ :

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُبْطِلُوا۟ صَدَقَٰتِكُم بِٱلْمَنِّ وَٱلْأَذَىٰ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اے ایمان والو! تم اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور ایذاء دے کر ضائع مت کرو۔'' (البقرۃ: ٢٦٤)

صدقہ کرنے کا صحیح طریقہ

٣٧٣. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَٰلَهُمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَآ أَنفَقُوا۟ مَنًّا وَلَآ أَذًى لَّهُمْ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کر کے احسان نہیں جتلاتے اور نہ دکھ دیتے ہیں۔''

(البقرۃ: ٢٦٢)

تفسیری نکات: پہلی آیت اور دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور صدقات کی قبولیت کی ایک اہم شرط یہ ہے کہ دینے کے بعد نہ احسان جتلاؤ اور نہ کسی صورت میں اس شخص کو ایذاء پہنچاؤ جس کو دیا ہے مثلاً مجلس میں ذکر کرو کہ فلاں کو فلاں چیز میں نے دی ہے کہ اس طرح احسان جتلانے اور اس شخص کو کسی طرح کی قلبی یا ذہنی تکلیف پہنچانے سے صدقہ کا ثواب باطل ہو جاتا ہے اور یہ عمل خیر بے ثمر بن جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ بات نہیں فرمائیں گے

١٥٨٨. وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "ثَلَاثَةٌ لَايُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَايَنْظُرُ اِلَيْهِمْ، وَلَايُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" قَالَ : فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ اَبُوْذَرٍّ! خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ : " اَلْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ " يَعْنِى الْمُسْبِلَ اِزَارَهٗ وَثَوْبَهٗ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ لِلْخُيَلَاءِ ".

(١٥٨٨): حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ

روز قیامت کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی جانب نظر رحمت فرمائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔ رسول کریم ﷺ نے آیت کا یہ حصہ تین مرتبہ تلاوت فرمایا۔ اس پر ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ تو نامراد اور ناکام ہوگئے کون ہیں یہ لوگ یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والے، احسان کر کے جتانے والا اور اپنا سامان جھوٹی قسم کے ذریعے فروخت کرنے والا۔ (مسلم)

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اپنی ازار کو نیچے لٹکانے والا۔ یعنی اپنی ازار اور اپنے کپڑے کو تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔

تخریج حدیث (۱۵۸۸): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم اسبال الازار والمن .

کلمات حدیث: المسبل : کپڑا لٹکانے ولا۔ اسبال (باب افعال) کپڑا لٹکانا۔ المنان : احسان جتانے والا۔ من مناً (باب نصر) احسان رکھنا۔ احسان جتانا۔

شرح حدیث: مردوں کے لیے شلوار وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی ممانعت ہے اور حرام ہے۔ اسی طرح کسی کے ساتھ حسن سلوک کر کے اسے جتلانا اور احسان کرنا حرام ہے۔ جھوٹی قسم کھانا بھی حرام ہے لیکن تاجر کا اپنا سودا بیچنے کے لیے جھوٹی قسم کھانا اور بھی زیادہ بڑا گناہ ہے کہ اس میں جھوٹی قسم اور دھوکہ دہی دونوں جمع ہوگئے۔

یہ حدیث اس سے پہلے کتاب اللباس میں آچکی ہے۔ (روضة المتقين : ٤/ ٨٩. دليل الفالحين : ٤/ ٣٧٦)

الباب (۲۷۹)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِفْتِخَارِ وَ الْبَغْيِ
فخر کرنے اور زیادتی کرنے کی ممانعت

اپنی پارسائی مت بیان کرو

۳۷۴. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ فَلَا تُزَكُّوٓا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ ٱتَّقَىٰٓ ﴿٣٢﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اپنی پاکیزگی نہ بیان کرو اللہ جانتا ہے کہ کون زیادہ پرہیز گار ہے۔'' (النجم: ۳۲)

تفسیری نکات: پہلی آیات میں ارشاد فرمایا کہ اپنے نفس کی پاکی اور پاکیزگی کا دعوی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ظاہر کو نہیں دیکھتا نیتوں کو اور اعمال کو دیکھتا ہے اور دلوں کے بھیدوں سے واقف اس لیے وہی جانتا ہے کہ کون پاکباز ہے اور کون تقوی شعار ہے اور تقوی بھی وہ معتبر ہے جو تمام عمر اور مرتے دم تک قائم رہے۔ (معارف القرآن)

ناحق کسی پر ظلم کرنا بڑا گناہ ہے

۳۷۵. وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿ إِنَّمَا ٱلسَّبِيلُ عَلَى ٱلَّذِينَ يَظْلِمُونَ ٱلنَّاسَ وَيَبْغُونَ فِى ٱلْأَرْضِ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''بے شک ملامت کے لائق وہ لوگ ہیں جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' (الشوری: ۴۲)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ الزام ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم وزیادتی کرتے ہیں از خود زیادتی کرتے ہیں یا بوقت انتقام کرتے ہیں اور ناحق دنیا میں سرکشی کرتے اور فساد پھیلاتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں اور یہی رویہ ظلم وزیادتی کا سبب بنتا ہے ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (معارف القرآن)

تواضع اختیار کرے ظلم نہ کرے

۱۵۸۸. وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ''اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَايَبْغِيَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَلَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : اَلْبَغْیُ التَّعَدِّیْ وَالْاِسْتِطَالَةُ .

(۱۵۸۹) حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔ (مسلم)

اہل لغت کہتے ہیں کہ بغی کے معنی تعدی اور دست درازی کے ہیں۔

تخریج حدیث(۱۵۸۹): صحیح مسلم، کتاب الجنة باب الصفات التی یعرف بهار اهل الجنة .

کلمات حدیث: أن تواضعو : یہ کہ تم سب تواضع اختیار کرو، یعنی آپس میں ایک دوسرے کے لیے محبت ونرمی اور انکسار اور خوش خلقی کا اظہار کرو اور ان پر بڑائی نہ جتاؤ۔ لا یفخر : کوئی فخر نہ کرے۔ تفاخر : اپنے آپ کو دوسرے سے بڑا سمجھنا۔ اور تفخر اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ یعنی ظلم اور زیادتی۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ اگر کسی مؤمن کو اپنے فضل وکرم سے علم وفضل کی مال ودولت کی اور خاندان اور اولاد کی اور منصب اور مرتبہ کی کوئی نعمت عطا کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کا شکر ادا کرے اور شکر کا لازمی اثر یہ ہے کہ اس میں تواضع وانکساری پیدا ہو اور عاجزی اور خوش خلقی میں اضافہ ہو۔ اگر وہ ان نعمتوں پر فخر وغرور کرتا ہے اور دوسروں پر بڑائی جتاتا ہے تو گویا وہ اللہ کا شکر گزار نہیں ہے اور نعمتوں پر شکر گزار نہ ہونا مستوجب سزا ہے۔ (روضة المتقین : ٤/ ٩٠. دلیل الفالحین : ٤/ ٣٧٨)

لوگوں کے عیوب پر نظر کرنا اپنے عیوب پر نظر نہ کرنا بڑی تباہی ہے

۱۵۹۰ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَکَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَکُهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَالرِّوَایَةُ الْمَشْهُوْرَةُ "اَهْلَکُهُمْ" بِرَفْعِ الْکَافِ وَرُوِیَ بِنَصْبِهَا، وَذٰلِکَ النَّهْیُ لِمَنْ قَالَ ذٰلِکَ عُجْبًا بِنَفْسِهٖ، وَتَصَاغُرًا لِلنَّاسِ وَارْتِفَاعًا عَلَیْهِمْ، فَهٰذَا هُوَالْحَرَامُ وَاَمَّا مَنْ قَالَهٗ لِمَا یَرٰی فِی النَّاسِ مِنْ نَقْصٍ فِیْ اَمْرِ دِیْنِهِمْ، وَقَالَهٗ تَحَزُّنًا عَلَیْهِمْ، وَعَلَی الدِّیْنِ فَلَا بَأْسَ بِهٖ، هٰکَذَا فَسَّرَهُ الْعُلَمَآءُ وَفَصَّلُوْهُ وَمِمَّنْ قَالَهٗ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْاَعْلَامِ: مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْخَطَّابِیُّ، وَالْحُمَیْدِیُّ وَاٰخَرُوْنَ وَقَدْ اَوْضَحْتُهٗ فِیْ کِتَابِ: "اَلْاَذْکَار."

(۱۵۹۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ لوگ تباہ ہو گئے تو وہ ان میں سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہے۔ (مسلم)

مشہور روایت میں لفظ "أهلکُهُم" ہے یعنی کاف کے پیش کے ساتھ، جبکہ کاف کے زبر کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے۔ یہ جب ہے جب آدمی یہ جملہ تکبر کے طور پر کہے کہ دیکھو میں کتنا بڑا آدمی ہوں اور اس طرح اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور دوسروں کو چھوٹا سمجھے اور اپنے

آپ کو بلند ظاہر کرے اور یہ حرام ہے۔لیکن اگر کوئی شخص اس لیے یہ جملہ کہتا ہے کہ اسے لوگوں پر افسوس ہے اور وہ ان کی دینی حالت کی کمزوری پر غمگین ہے تو اس طرح کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔علماء نے یہی تفسیر اور تفصیل بیان کی ہے اور یہ علماء ہیں۔حضرت مالک بن انس خطابی اور حمیدی وغیرہ۔اور میں نے یہ مضمون مفصل طریقے پر کتاب الاذکار میں بیان کیا ہے۔

تخریج حدیث(۱۵۹۰): صحيح مسلم، كتاب البر و الصلة، باب النهى عن قول هلك الناس.

کلمات حدیث: أهلكهم : ان سے زیادہ ہلاک ہونے والا۔

شرح حدیث: لوگوں کو حقیر سمجھنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ہر حالت میں برا ہے اور گناہ ہے اگر کوئی شخص اس طرح کے جملے کہے جس سے اس کی بڑائی کا اظہار ہو اور دوسروں کی حقارت ظاہر ہو تو یہ بھی تکبر ہے اور گناہ ہے۔اور اگر اس لیے کہے کہ لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کرے تو یہ بھی درست نہیں ہے کہ اللہ کی رحمت سے کسی بھی حال میں مایوس نہ ہونا چاہئے۔اور اگر لوگوں کی دینی حالت میں کمی اور انحطاط پر بطور اظہار غم کہے کہ اب پہلے جیسے دیندار لوگ باقی نہیں رہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔واللہ اعلم

(شرح صحيح مسلم للنووى : ١٦/١٤٤ . روضة المتقين : ٤/٩٢)

الباب (٢٨٠)
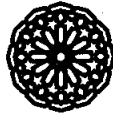
بَابُ تَحْرِيمِ الْهِجْرَانِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا لِبِدْعَةٍ فِي الْمَهْجُوْرِ اَوْتَظَاهُرٍ بِفِسْقٍ اَوْنَحْوِ ذٰلِكَ

کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کی حرمت الا یہ کہ وہ بدعتی ہو یا کھلے فسق میں مبتلا ہو

٣٧٦. قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ :

﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''تمام مؤمنین آپس میں بھائی بھائی ہیں تو تم اپنے بھائیوں میں صلح کردیا کرو۔'' (الحجرات: ١٠)

تفسیری نکات: اسلام تمام مسلمانوں کو ایک رشتۂ اخوت میں منسلک کرتا ہے اور سب کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیتا ہے یہی نہیں بلکہ دین اور عقیدے کا رشتہ مضبوط ترین رشتہ ہے اور اس وجہ سے اہل ایمان کی اخوت بھی نسبی اخوت سے جڑی ہوئی ہے اس برادری اور اخوت کا تقاضا ہے کہ دو مسلمان بھائیوں کے درمیان کوئی اختلاف یا نزاع پیدا ہو جائے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کے درمیان صلح کرا دیں۔ (تفسیر مظہری)

٣٧٧. وَقَالَ تَعَالىٰ :

﴿ وَلَا تَعَاوَنُوا۟ عَلَى ٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔'' (المائدۃ: ٢)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ گناہ اور زیادتی کے کام میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو، کیونکہ مسلمان تو سراپا خیر اور سراپا امن وسلامتی ہے اس لیے اس سے یہ توقع بھی نہیں کی جاسکتی وہ گناہ اور زیادتی کے کاموں میں مدد کرنے والا بنے گا۔

(تفسیر عثمانی)

قطع تعلق کی ممانعت

١٥٩١. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَاتَقَاطَعُوْا، وَلَاتَدَابَرُوْا، وَلَاتَبَاغَضُوْا، وَلَاتَحَاسَدُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا، وَلَايَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(١٥٩١) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے سے تعلق نہ توڑو،

ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو بلکہ سب اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ کے لیے چھوڑ دے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۵۹۱): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ماینهی عن التحاسد و التدابر . صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن التحاسد .

کلمات حدیث: أن یهجر أخاه : کہ اپنے بھائی کو چھوڑ دے۔ هجر هجراً و هجرانا : (باب نصر) بات اور کلام بند کر دینا، قطع تعلق کر لینا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلق، اس سے منہ موڑنے، بغض رکھنے اور حسد کرنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے لیے کسی دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا جائز نہیں ہے، سب مسلمان اللہ کے بندے ہیں اور اس حوالے سے سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ یہ حدیث اس سے پہلے آچکی ہے۔

(روضة المتقین ٤/٩٢. دلیل الفالحین : ٤/٣٨١)

تعلق منقطع کر کے ایک دوسرے سے منہ موڑنے کی ممانعت

١٥٩٢ . وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَایَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ : یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ هٰذَا وَیُعْرِضُ هٰذَا. وَخَیْرُهُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(۱۵۹۲) حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین راتوں سے زیادہ تعلق منقطع رکھے اور دونوں جب ملیں تو یہ اس سے منہ پھیرے اور وہ اس سے منہ پھیر لے اور ان دونوں میں اچھا وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۵۹۲): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الهجرة . صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الهجر فوق ثلاث .

کلمات حدیث: فیعرض هذا ویعرض هذا۔ یہ اس سے اور وہ اس سے اعراض کرے۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر منہ پھیر لیں۔

شرح حدیث: اسلام دین فطرت ہے، اس میں فطری امور و معاملات اور آدمی کے جذبات کی پوری رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے۔ اصولاً تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور یہ رشتہ اخوت زیادہ محکم زیادہ قوی اور زیادہ مضبوط ہے، اس اخوت کا تقاضہ ہے کہ مسلمان باہم ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی اور حسن سلوک سے پیش آئیں لیکن کسی وقت باہمی اختلاف و نزاع بھی فطری ہے اور اس اختلاف

سے طبیعت میں انقباض اور تکدر پیدا ہونا بھی فطری ہے۔اس لیے فرمایا گیا کہ اگر بعض حالات میں قطع تعلق کی نوبت بھی آ جائے تو اس کی مدت تین راتوں سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے کہ اس عرصے میں طبعی تکدر میں کمی آ جائے گی اور آدمی اختلاف اور نزاع کے بڑے نتائج پر بھی غور کر کے اصلاح احوال پر آمادہ ہو جائے گا جس کا بہترین طریقہ سلام میں پہل کرنا ہے۔اور دونوں میں بہتر وہی ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (فتح الباری : ۳/۲۰٤. عمدة القاری : ۲۳/۲۲٤. شرح صحیح مسلم للنووی : ۱٦/۹٤)

قطع تعلق رکھنے والوں کی مغفرت نہیں ہوتی

۱۵۹۳ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِی کُلِّ اثْنَیْنِ وَخَمِیْسٍ، فَیَغْفِرُ اللّٰهُ لِکُلِّ امْرِیءٍ لَایُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا، اِلَّا امْرَأً کَانَتْ بَیْنَه وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیَقُوْلُ اُتْرُکُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا " رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۵۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کے دن بندوں کے اعمال اللہ کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر اس بندے کو معاف فرما دیتے ہیں جس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہوا لا یہ کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان دشمنی ہو۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۹۳): شحناء : کسی دنیاوی معاملہ کی وجہ سے آپس میں دشمنی ہونا۔

شرح حدیث: اللہ سبحانہ اپنے ہر اس بندے کو معاف فرما دیتے ہیں جو شرک سے مبرا ہو لیکن جس کی اپنے کسی مسلمان بھائی سے دشمنی ہو اس کی مغفرت نہیں فرماتے بلکہ اس کے بارے میں حکم ہوتا ہے کہ ان کو چھوڑ دو تا کہ یہ دونوں صلح کر لیں۔

(روضة المتقین : ٤/۹۳. دلیل الفالحین : ٤/۳۸۲)

قطع تعلق کروانے میں شیطان کامیاب ہو جاتا ہے

۱۵۹۴ . وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : "اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ یَئِسَ اَنْ یَعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ، وَلٰکِنْ فِی التَّحْرِیْشِ بَیْنَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

" التَّحْرِیْشُ " : اَلْاِفْسَادُ وَتَغْیِیْرُ قُلُوْبِهِمْ وَتَقَاطُعِهِمْ .

(۱۵۹۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شیطان اس امر سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرہ عرب میں اہل صلاۃ اس کی بندگی کریں گے لیکن وہ ان کے درمیان دشمنی پیدا کرنے میں لگا رہتا ہے۔ (مسلم)

تحریش کے معنی فساد ڈالنے، دلوں میں رخنہ ڈالنے اور تعلقات منقطع کرنے کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۵۹۴): صحیح مسلم، کتاب صفة القيامة و الجنة و النار، باب تحريش الشيطان .

کلمات حدیث: يئس : مایوس ہوگیا۔ أيس اياساً (باب سمع) مایوس ہونا۔ ناامید ہونا۔ آيسه : وہ عورت جس کے ایام بند ہوگئے۔ پچاس سال سے زائد عمر کی عورت۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرۃ العرب میں کبھی اس کی یعنی بتوں کی پرستش کی جائے گی۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ اس کا وقوع اسی طرح ہوا ہے جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ غلبۂ اسلام کے بعد سے آج تک جزیرہ نمائے عرب میں بت پرستی نہیں ہوئی اور اس کی وجہ اس علاقے کا مہبط وحی ہونا اور مسکن رسول اللہ ﷺ ہونا ہے۔ لیکن شیطان اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان باہمی عداوت ونفرت ڈالدے اور ان کے دلوں میں دشمنی پیدا کردے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۲۸/۱۷ . روضة المتقين : ۹۴/٤)

تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھنے والا جہنم میں داخل ہوگا

۱۵۹۵ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَايَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ" فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ .

(۱۵۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک تعلق کرے۔ اگر کسی نے تین دن سے زیادہ تعلق منقطع رکھا اور اسی حال میں مر گیا تو وہ جہنم میں گیا۔ (ابوداؤد نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جو بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے)

تخریج حدیث (۱۵۹۵): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فیمن یهجر اخاه المسلم .

کلمات حدیث: فوق ثلاث : تین دن سے زیادہ، یعنی تین دن سے زیادہ دونوں کے درمیان سلام وکلام منقطع رہے۔

شرح حدیث: مسلمان مسلمان کا بھی بھائی ہے اور اس اخوت کا تقاضا محبت اور حسن سلوک ہے ترک تعلق نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی نے کسی وجہ سے کسی مسلمان بھائی سے ترک تعلق کرلیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ تین دن کے اندر اس سے مصالحت کرے۔ اگر مصالحت نہیں کی اور اسی طرح ترک تعلق پر قائم رہا اور اسی حال میں موت آ گئی تو جہنم میں داخل ہوا۔

تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس پر جہنم کی سزا لازم ہوگئی کیونکہ جس پر گناہ لازم ہوگیا اس پر گناہ کی سزا بھی لازم ہوگئی الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادیں۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت ھشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

فرماتے ہوئے سنا کہ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ اگر یہ دونوں اس ترک تعلق پر تین راتوں سے زیادہ جمے رہیں تو یہ حق سے روگردانی کرنے والے ہیں جب تک اپنی اس روش پر قائم رہیں۔ ان میں سے جو بھی مراجعت کرے تو اس کی یہ مراجعت ہی اس کا کفارہ ہے۔ پس اگر سلام کر لیا اور اس نے سلام کا جواب نہیں دیا تو اس کے سلام کا جواب فرشتے دینگے اور دوسرے کا جواب شیطان دے گا۔ اگر دونوں اس قطع تعلق پر برقرار رہے تو دونوں جنت میں کبھی جمع نہ ہوسکیں گے۔

ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنت میں داخل نہ ہونے اور جنت میں مجتمع نہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی عفوو درگزر سے محروم رہے تو جنت میں نہیں جائینگے، کیونکہ دخول جنت اور عذاب جہنم اللہ تعالیٰ کی مشئیت پر موقوف ہے۔
(روضة المتقين : ٤/٩٥. دليل الفالحين : ٤/٣٨٣)

سال بھر قطع تعلق رکھنا قتل کے برابر گناہ ہے

١٥٩٦. وَعَنْ اَبِیْ خِرَاشٍ حَدْرَدِبْنِ اَبِیْ حَدْرَدٍ الْاَسْلَمِیِّ وَیُقَالُ السُّلَمِیِّ الصَّحَابِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : "مَنْ ھَجَرَ اَخَاہُ سَنَةً فَھُوَ کَسَفْکِ دَمِہٖ." رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ.

(١٥٩٦) حضرت ابوخراش حدرد بن ابی حدرد اسلمی، سلمی بھی کہا جاتا ہے (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک ترک تعلق کیئے رکھا تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے اس کا خون بہایا۔
(ابوداؤد بسند صحیح)

تخریج حدیث(١٥٩٦): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب من هجراخاه سنة .

کلمات حدیث: كسفك دمه : گویا اس نے اس کا خون بہایا۔ سفك سفكا : پانی یا خون بہانا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا۔ سفاك (صیغہ مبالغہ بروزن فعال) بہت خون گرانے والا۔ بہت قتل کرنے والا۔ قرآن میں ہے ويسفك الدماء . یہ کثرت سے خون بہائے گا۔

شرح حدیث: جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلق کیا اور اس کو سال بھر تک برقرار رکھا اور باہم صلح نہیں کی اور رشتۂ اخوت دوبارہ استوار نہیں کیا تو گویا اس نے جرم قتل کا ارتکاب کیا۔ امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تین دن سے زائد تعلق منقطع رکھنا حرام اور گناہ ہے اور تین دن کے بعد جس قدر ایام گزرتے جائینگے گناہ کی شدت میں اضافہ ہوتا جائے گا تا آنکہ یہ گناہ بڑھتے بڑھتے سال بھر میں قتل کے گناہ کے برابر ہو جائے گا۔ واللہ اعلم (روضة المتقين : ٤/٩٥. دليل الفالحين : ٤/٣٨٤)

تین دن کے بعد سلام کا جواب نہ دینا گناہ ہے

۱۵۹۷. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَایَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَاِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلَاثٌ فَلْیَلْقَهٗ وَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ، فَاِنْ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَکَا فِی الْاَجْرِ، وَاِنْ لَمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ فَقَدْ بَآءَ بِالْاِثْمِ، وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ. قَالَ اَبُوْدَاوُدَ : اِذَا کَانَتِ الْهِجْرَةُ لِلّٰهِ تَعَالٰی فَلَیْسَ مِنْ هٰذَا فِیْ شَیْءٍ .

(۱۵۹۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مؤمن کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مؤمن بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق منقطع رکھے۔ اگر تین دن گزر جائیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس سے ملاقات کرے اور اسے سلام کرے اگر اس نے سلام کا جواب دیا تو اجر میں دونوں شریک ہیں اور اگر اس نے سلام کا جواب نہیں دیا تو سارا گناہ اس کے حصہ میں آیا اور سلام کرنے والا ترک تعلق کے گناہ سے خارج ہو گیا۔ (ابوداؤد نے اسے بسند صحیح روایت کیا اور ابوداؤد نے کہا کہ اگر ترک تعلق اللہ کی خاطر ہو تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے)

تخریج حدیث(۱۵۹۷): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فیمن یهجرا خاه المسلم .

کلمات حدیث: فقد باء بالاثم : وہ گناہ لے کر لوٹا۔ گناہ اس کے حصہ میں آیا۔ اور وہ اس گناہ کے ساتھ اس مقام سے پلٹا۔ باء بوءاً (باب نصر) لوٹنا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ تین دن سے زائد کسی مسلمان سے ترک تعلق حرام اور گناہ ہے تین دن اگر گزر جائیں تو خود اپنے مسلمان بھائی سے ملنے کے لیے جانا چاہئے اور اس کو سلام کرنا چاہئے اگر وہ سلام کا جواب دے تو دونوں اجر میں شریک ہو گئے اور اگر وہ جواب نہ دے تو اس کے سلام کا جواب فرشتے دینگے اور گناہ اس فریق کو ہو گا جس نے سلام کا جواب نہیں دیا، اور جس نے سلام کہا ہے وہ ترک تعلق کے گناہ سے نکل جائے گا۔

اس حدیث مبارک کی روایت کے بعد امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ترک تعلق کا گناہ اس صورت میں ہے جب یہ دنیاوی اسباب کے تحت ہو لیکن اگر کوئی رضائے الٰہی کے لیے ترک تعلق کرے مثلاً بدعتی اور فاسق سے تعلق نہ رکھے تو نہ صرف یہ کہ گناہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ (روضة المتقین : ٤/٩٦. دلیل الفالحین : ٤/٣٨٤)

اَلْبَابُ (۲۸۱)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَنَاجِي اثْنَيْنِ دُوْنَ الثَّالِثِ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ اِلَّا لِحَاجَةٍ وَهُوَ اَنْ يَتَحَدَّثَا سِرًّا بِحَيْثُ لَا يَسْمَعُهُمَا، وَفِيْ مَعْنَاهُ مَا اِذَا تَحَدَّثَا بِلِسَانٍ لَا يَفْهَمُهٗ

بلاضرورت دو آدمیوں کی تیسرے آدمی کے بغیر باہم سرگوشی کی ممانعت مگر بوقت ضرورت اسی طرح رازداری سے بات کرنا کہ تیسرا نہ سن سکے ناجائز ہے اور دو افراد کا ایسی زبان میں بات کرنا جسے تیسرا نہیں جانتا اسی حکم میں ہے

۳۷۸. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''سرگوشی کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔'' (المجادلہ: ۱۰)

تفسیری نکات: دو سے زیادہ افراد کے ساتھ ہونے کی صورت میں دو آدمیوں کا باہم رازدارانہ طریقہ پر گفتگو کرنا نجویٰ ہے جو حرام ہے کہ یہ شیطان کا کام ہے کیونکہ اس سے دوسروں کی دل آزاری ہوتی ہے۔

تین آدمیوں میں دو آدمیوں کی سرگوشی کی ممانعت

۱۵۹۸. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَزَادَ، قَالَ اَبُوْصَالِحٍ : قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ : فَاَرْبَعَةً ؟ قَالَ لَا يَضُرُّكَ" رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ ! كُنْتُ اَنَا وَابْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِيْ فِي السُّوْقِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يُنَاجِيَهٗ وَلَيْسَ مَعَ ابْنِ عُمَرَ اَحَدٌ غَيْرِيْ فَدَعَا ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا اٰخَرَ حَتّٰى كُنَّا اَرْبَعَةً فَقَالَ لِيْ وَلِلرَّجُلِ الثَّالِثِ الَّذِيْ دَعَا : اسْتَاْخِرَا شَيْئًا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : "لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ."

(۱۵۹۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تین آدمی ہوں تو ان میں سے دو تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں۔ (متفق علیہ)

اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ابوصالح راوی نے یہ بات مزید بیان کی کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اگر چار افراد ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی مؤطا میں عبداللہ بن دینار سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں اور حضرت عبداللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالد بن عقبہ کے بازار والے مکان کے پاس تھے۔ایک شخص آیا اور اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرگوشی کرنا چاہا جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس وقت میرے سوا اور کوئی نہ تھا۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور شخص کو بلایا اور اس طرح ہم چار ہو گئے۔اس کے بعد انہوں نے مجھ سے اور اس آدمی سے جس کو انہوں نے بلایا تھا فرمایا کہ تم دونوں تھوڑا سا پیچھے ہٹ جاؤ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی کو چھوڑ کر دو آدمی باہم سرگوشی نہ کریں۔

تخریج حدیث(۱۵۹۸): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب لا یتناجی اثنان دون الثالث . صحیح مسلم، باب تحریم مناجاۃ الاثنین دون الثالث .

شرح حدیث: حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تین آدمی ہوں تو ان میں سے تیسرے کو تنہا چھوڑ کر باہم سرگوشی نہ کریں اسی طرح اگر چار ہوں تو تین آدمی چوتھے کو چھوڑ کر باہم سرگوشی نہ کریں، کیونکہ آداب رفاقت کے خلاف ہے اور اس میں اس شخص کی دل آزاری بھی ہے جسے گفتگو سے علیحدہ کر دیا گیا۔اور یہ جب ہے جبکہ یہ باہم سرگوشی جائز امور میں ہو اور اگر کوئی ناجائز مشورہ ہو تو ہر حال میں اسی طرح سرگوشی ممنوع ہے کہ یہ عہد نبوت ﷺ میں منافقین کا طریقہ تھا اور ان کا مقصود مسلمانوں کی دل آزاری ہوتا تھا۔

(فتح الباری : ۳/ ۲۸۴. عمدۃ القاری : ۲۳/ ۴۱۴. شرح صحیح مسلم : ۱۴/ ۱۴۰)

دو آدمیوں کی سرگوشی تیسرے کو غمگین کرتی ہے

۱۵۹۹. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَۃً فَلَایَتَنَاجَیٰ اثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰی تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ ! مِنْ اَجَلِ اَنَّ ذٰلِکَ یُحْزِنُہٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

(۱۵۹۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم تین ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں یہاں تک کہ لوگوں میں مل جاؤ۔اس لیے کہ اس عمل سے اس کی دل آزاری ہوگی۔(متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۵۹۹): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب اذا کانوا اکثر من ثلاثۃ فلاباس . صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم مناجاۃ الاثنین دون الثالث .

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو علیحدہ چھوڑ کر دو یا دو سے زائد آدمیوں کا باہم سرگوشی کرنا حرام ہے الا یہ کہ اس سرگوشی سے پہلے اس آدمی سے اجازت لے لی جائے، یا بہت سے لوگ جمع ہو جائیں اور سب آپس میں گفتگو کریں۔

ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسلام نے ہمیں ایک بہت بہترین معاشرتی اصول دیا ہے کہ ہم لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں باہم دو افراد سرگوشی میں نہ لگ جائیں کہ اس سے جو اکیلا باقی رہ گیا ہے کہ اس کی دل آزاری بھی ہوگی اور اسے یہ خیال بھی ستائے گا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ میرے بارے میں بات کر رہے ہیں۔اس طرح ایک آدمی کو چھوڑ کر دو آدمیوں کا باہم سرگوشی سے احتراز کرنا ایک انتہائی

اہم اخلاقی ضابطہ ہے جس کی رعایت ہر وقت ملحوظ رکھنی چاہئے۔

اسی طرح اگر دو آدمی پہلے سے مصروف گفتگو ہوں تو تیسرے آدمی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ ان کی بات سنے اور جاننے کی کوشش کرے کہ وہ کیا بات کر رہے ہیں۔ حضرت سعید المقبری سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سے بات کر رہے تھے میں بھی ان کے پاس چلا گیا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر کہا جب دو آدمی بات کر رہے ہوں تو تم ان کی اجازت کے بغیر ان کے قریب نہ آؤ۔ کیا تم نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ جب دو آدمی باہم مصروف گفتگو ہوں تو تیسرا آدمی ان کی اجازت کے بغیر ان کے درمیان داخل نہ ہو۔

غرض تیسرے آدمی کی موجودگی میں دو آدمیوں کا سرگوشی کرنا یا چوتھے کی موجودگی میں تین آدمیوں کا سرگوشی کرنا منع ہے کہ حدیث مبارک میں ہے کہ اس سے مسلمان کو ایذاء پہنچتی اور ایذاء مسلم سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو دو آدمی باہم آہستہ بات کر رہے ہوں تو کسی اور کو ان کے قریب نہیں آنا چاہئے کہ اس طرح ان کی گفتگو کا سننا جائز نہیں ہے۔

(فتح الباری : ۲۸۵/۳. عمدة القاری : ۴۱۷/۲۳. روضة المتقین : ۹۹/۴. دلیل الفالحین : ۳۸۴/۴)

الباب (۲۸۲)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَعْذِيبِ الْعَبْدِ وَالدَّابَّةِ وَالْمَرْأَةِ وَالْوَلَدِ بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ اَوْ زَائِدٍ عَلٰى قَدْرِ الْاَدَبِ

بلا کسی شرعی سبب کے یا حد ادب سے زائد غلام کو، جانور کو، بیوی کو اور اولاد کو سزا دینے کی ممانعت

۳۷۹. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِى الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴿٣٦﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتہ داروں یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار یا قریب کے پڑوسی اور دور کے پڑوسی ہم نشیں ساتھی اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جو تمہارے غلام ہیں بے شک اللہ تعالیٰ تکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔'' (النساء:۳٦)

تفسیری نکات: آیت کریمہ میں درجہ بدرجہ حقوق العباد کا بیان ہوا ہے سب سے پہلے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے کہ آدمی پر سب سے زیادہ احسانات اللہ کے بعد والدین ہی کے ہوتے ہیں اور اس کے بعد رشتہ داروں اور دیگر اہل تعلق کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا اور آخر میں فرمایا کہ جس کے مزاج میں تکبر اور خود پسندی ہوتی ہے کہ کسی کو اپنے برابر نہ سمجھے اپنے مال پر مغرور اور عیش میں مشغول ہو وہ ان حقوق کو ادا نہیں کرتا۔ (تفسیر عثمانی . معارف القرآن)

ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا

۱۶۰۰. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِيْ هِرَّةٍ : حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَاهِيَ اَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا اِذْهِيَ حَبَسَتْهَا، وَلَاهِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"خَشَاشُ الْاَرْضِ" بِفَتْحِ الْخَآءِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ الْمُكَرَّرَةِ وَهِيَ : هَوَامُّهَا وَحَشَرَاتُهَا .

(۱۶۰۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب ہوا، اس عورت نے ایک بلی کو باندھ دیا تھا یہاں تک کہ وہ مرگئی اور اس وجہ سے وہ جہنم میں گئی کیونکہ اس نے اسے قید کر دیا اور نہ کھلایا اور نہ پلایا اور نہ اسے آزاد چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی۔ (متفق علیہ)

" خشاش " خاء کے زبر کے ساتھ زمین کے کیڑے مکوڑے۔

تخریج حدیث(۱۶۰۰): صحیح البخاری، کتاب المساقاة، باب فضل سقی الماء. صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم قتل الهرة .

شرح حدیث: اسلام کی پاکیزہ تعلیمات میں جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ بغیر کسی سبب اور وجہ کے کسی جانور کو تکلیف پہنچانا اور اسے ایذاء پہنچانا جائز نہیں ہے بلکہ جانور پر ترس کھا کر اس کے کھانے پینے کا انتظام کرنا چاہئے اور بالخصوص اگر جانور پالتو ہو تو اس کے مالک پر حقوق عائد ہیں اور ان میں کوتاہی پر وہ اللہ کے یہاں جوابدہ ہے کیونکہ اب وہ جانور اس کی تحویل اور اس کی کفالت میں آ گیا ہے اس لیے اب اس کے کھانے پینے اور آرام و راحت کا اہتمام مالک کی ذمہ داری ہے اور اس کا فریضہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص کہیں جا رہا تھا اسے راستہ میں شدید پیاس لگی اس نے کنوئیں میں اتر کر پانی پیا۔ باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا بھی پیاس کی شدت سے ہانپ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ بے چارا بھی اسی طرح پیاس کا مارا ہے جس طرح میں تھا۔ وہ پھر کنوئیں میں اترا اور اپنے جوتے میں پانی بھر کر اسے دانتوں سے پکڑا اور اوپر آ کر اس کتے کو پلایا۔ اللہ نے اس کے اس عمل کو قبول فرمایا اور اس کی مغفرت فرمادی صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا جانوروں سے حسن سلوک پر بھی اجر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر ذی حیات کے ساتھ حسن سلوک پر اجر ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ جانور کو باندھے رکھنا یہاں تک کہ وہ مر جائے حرام ہے اور اس کی سزا عذاب جہنم ہے۔

(فتح الباری : ۱/۱۱۸۴. صحیح مسلم بشرح النووی : ۱۴/۶۰۱. روضة المتقین : ۴/۹۹. دلیل الفالحین : ۴/۳۸۸)

●●●●●●●●●●●●●

کسی جاندار کو نشانہ بنانا موجب لعنت ہے

۱۶۰۱ . وَعَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّبِفِتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْنَصَبُوْا طَيْرًا وَّهُمْ يَرْمُوْنَهٗ، وَقَدْ جَعَلُوْا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِنْ نَبْلِهِمْ، فَلَمَّا رَاَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلْغَرَضُ" بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالرَّآءِ وَهُوَ الْهَدَفُ وَالشَّيْءُ الَّذِیْ يُرْمٰی اِلَيْهِ .

(۱۶۰۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قریش کے چند نوجوانوں کے پاس سے گزرے انہوں نے ایک پرندے کو نشانہ کی جگہ پر رکھ دیا تھا اور اس پر تیر اندازی کر رہے تھے اور یہ طے کر لیا تھا جو تیر خطا ہو گا وہ پرندے کے مالک کو ملے گا۔ جب انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ کس نے کیا۔ اللہ اس پر لعنت کرے جس نے یہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرمائے جو کسی جاندار شئے کو ھدف بنائے۔ (متفق علیہ)

غرض: کے معنی ھدف کے ہیں اور اس شئے کے ہیں جس پر تیر اندازی کی جائے۔

تخریج حدیث(۱۶۰۱): صحیح البخاری، کتاب الذبائح، باب مایکره من المثلة . صحیح مسلم، کتاب الصید، باب النهی عن صید البهائم .

کلمات حدیث: نصبوا طیراً : ایک پرندے کونشانہ پر رکھا۔ خاطئة : ہروہ تیر جونشانہ خطا کر جائے۔

شرح حدیث: کسی بھی جانور یا پرندے کونشانہ بنا کراس پر تیر اندازی کرنا یا اسے کسی اور طرح ایذاء پہنچانا حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ (فتح الباری ۲۱۹۴/۳ . شرح صحیح مسلم ۹۱/۱۴)

جانوروں باندھ کرنشانہ بنانے کی ممانعت

١٦٠٢ . وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَآئِمُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَمَعْنَاهُ : تُحْبَسَ لِلْقَتْلِ .

(١٦٠٢) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ جانور کو باندھ کر مارا جائے۔ (متفق علیہ)

مطلب یہ ہے کہ ان کو مارنے کے لیے قید کر دیا جائے۔

تخریج حدیث(۱۶۰۲): صحیح البخاری، کتاب الذبائح، باب مایکره من المثلة . صحیح مسلم، کتاب الصید، باب النهی عن صبر البهائم .

شرح حدیث: حدیث مبارک میں کسی جانور کو باندھ کر پھر اسے تیر وغیرہ سے مارنے سے منع فرمایا گیا ہے یعنی جانور کو باندھ کر مارنا منع ہے۔ (فتح الباری : ۱۱۹۴/۲ . شرح صحیح مسلم للنووی : ۹۰/۱۴)

خادم کو ناحق مارنے کی ممانعت

١٦٠٣ . وَعَنْ اَبِيْ عَلِيٍّ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مِّنْ بَنِيْ مُقَرِّنٍ مَالَنَا خَادِمٌ اِلَّا وَاحِدَةٌ لَطَمَهَا اَصْغَرُنَا فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُعْتِقَهَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ "سَابِعَ اِخْوَةٍ لِّيْ".

(١٦٠٣) حضرت ابوعلی سوید بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مقرن کے سات بیٹوں میں سے ساتواں تھا اور ہمارا ایک ہی خادم تھا ہم میں سے ایک چھوٹے بھائی نے اسے تھپڑ مار دیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کر دیں۔ (مسلم)

صحیح مسلم کی ایک روایت ہے کہ میں اپنے بھائیوں میں ساتواں تھا۔

کلمات حدیث: خـــادم : عربی زبان میں خادم مرد اور عورت دونوں کے لیے ہے اور اس حدیث میں دراصل خادمہ کا ذکر ہے۔

سابع سبعة : سات میں کا ساتواں۔

شرح حدیث: مقرن کے سات بیٹے تھے اور ساتوں مہاجر اور اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تھے۔ ان کے گھر میں ایک غلام بطور خادم تھا ان میں سب سے چھوٹے بھائی نے اس کو تھپڑ مار دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی آزادی کا حکم فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ غلاموں اور خادموں کے ساتھ زیادتی اور ناانصافی کی اجازت نہیں اور اگر غلام ہو تو اس زیادتی کا کفارہ اس کو آزاد کرنا ہے۔

(شرح صحيح مسلم : ١١/١٠٦. روضة المتقين : ٤/١٠٢. دليل الفالحين : ٤/٣٩٠)

غلام کو ناحق مارنے کی سزا جہنم ہے

(١٦٠٤) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِیْ : "اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ" فَلَمْ اَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ فَلَمَّا دَنَا مِنِّیْ اِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ يَقُوْلُ : "اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اَنَّ اللّٰهَ اَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلٰى هٰذَا الْغُلَامِ" فَقُلْتُ لَا اَضْرِبُ مَمْلُوْكًا بَعْدَهٗ اَبَدًا. وَفِیْ رِوَايَةٍ: فَسَقَطَ السَّوْطُ مِنْ يَدِیْ مِنْ هَيْبَتِهٖ وَفِیْ رِوَايَةٍ : فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ "اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ اَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهٰذِهِ الرِّوَايَاتِ .

(١٦٠٤) حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی۔ اے ابو مسعود جان لے۔ میں غصہ کی وجہ سے آواز نہ پہچان سکا۔ جب قریب ہوئے تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے اور آپ ﷺ فرمارہے تھے اے ابو مسعود جان اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا جتنی تو اس غلام پر رکھتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں آج کے بعد کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی ہیبت سے میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ غلام اللہ کے لیے آزاد ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرتے تو آگ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لیتی یا تمہیں آگ چھوتی۔ (یہ روایات مسلم کی ہیں)۔

تخریج حدیث (۱۶۰۴): صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب صحبة المماليك .

کلمات حدیث: فلم أفهم الصوت : میں آواز نہ پہچان سکا۔ میں بات نہ سمجھ سکا۔

شرح حدیث: صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم پر اسی وقت اور بلا تأمل لبیک کہتے تھے جوں ہی حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تم پر اس سے زیادہ قادر ہے جتنا تم اس غلام پر قادر

ہو۔تو اسی وقت اس غلام کو آزاد کر دیا اور عہد فرمایا کہ آئندہ میں کبھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔

مقصود حدیث یہ ہے کہ غلاموں، خادموں اور زیر دستوں سے نرمی کے ساتھ پیش آنا چاہئے اور ان کے ساتھ کسی طرح کی کوئی زیادتی نہیں کرنی چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو ان کے آرام و راحت کا خیال رکھا جائے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا جائے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۰۸/۱۱ . روضة المتقین : ۱۰۳/٤ . دلیل الفالحین : ۳۹۱/٤)

غلام کو ناحق مارنے کی سزاء غلام کو آزاد کرنا ہے

۱۶۰۵ . وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ، اَوْلَطَمَهُ، فَاِنَّ كَفَّارَتَهُ اَنْ يُعْتِقَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۶۰۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے غلام کو کسی ایسے جرم کی حد لگائی جو اس نے نہیں کیا یا اسے تھپڑ مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔(مسلم)

تخریج حدیث(۱۶۰۵): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب صحبة الممالیك و کفارة من لطم عبده .

کلمات حدیث: حداً لم یاته : ایسا جرم جو اس نے نہیں کیا۔حد وہ جرم جس کی سزا قرآن وسنت میں مقرر کر دی گئی ہو۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس امر پر اہل اسلام کا اجماع ہے کہ اگر کسی نے غلام کو ایسے جرم کی حد لگا دی جو اس نے نہیں کیا ہے یا اس کے تھپڑ مار دیا تو اس کا کفارہ آزاد کر دینا ہے اور یہ بطور استحباب ہے بطور وجوب نہیں ہے اور امید ہے کہ اس طرح آزاد کرنے سے مالک نے جو زیادتی کی ہے وہ رفع ہو جائے گی اور اس زیادتی کا گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔

یہ حکم صرف غلام کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اگر کوئی شخص اپنے کسی زیر دست یا خادم سے ناجائز زیادتی کرے تو اس سے معافی مانگے اور اس کے ساتھ مالی حسن سلوک کرے۔

ناحق سزا دینے والوں کو اللہ تعالیٰ سزا دے گا

۱۶۰۶ . وَعَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ مَرَّ بِالشَّامِ عَلٰى اُنَاسٍ مِنَ الْاَنْبَاطِ، وَقَدْ اُقِيْمُوا فِي الشَّمْسِ، وَصُبَّ عَلٰى رُؤُسِهِمُ الزَّيْتُ : فَقَالَ : مَاهٰذَا؟ قِيْلَ يُعَذَّبُوْنَ فِي الْخَرَاجِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ : حُبِسُوْا فِي الْجِزْيَةِ فَقَالَ هِشَامٌ : اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "اِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا" فَدَخَلَ عَلَى الْاَمِيْرِ فَحَدَّثَهُ فَاَمَرَ بِهِمْ فَخُلُّوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ .
"اَلْاَنْبَاطُ" اَلْفَلَّاحُوْنَ مِنَ الْعَجَمِ .

(۱۶۰۶) حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ شام گئے اور دیکھا کہ

کچھ نبطی لوگ ہیں جنہیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا ہے اور ان کے سروں پر تیل ڈال دیا گیا ہے انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ بتایا گیا کہ خراج نہ دینے پر سزا دی جا رہی ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ جزیہ نہ دینے پر محبوس کئے گئے ہیں۔ ہشام نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ہشام امیر کے پاس گئے اور ان سے بات کی اس نے حکم دیا اور وہ چھوڑ دیئے گئے۔ (مسلم)

انباط : عجمی فلاح۔ عجم کے کاشتکار۔

تخریج حدیث (۱۶۰۷): صحيح مسلم، كتاب البر، باب الوعيد الشديد لمن عذب الناس بغير حق .

راوی حدیث: حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا رسول اللہ ﷺ نے انہیں قرآن کریم کی چند سورتوں کی تعلیم دی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں شدید تھے یہاں تک کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ جب تک عمر اور ہشام موجود ہیں کوئی غلط کام نہیں ہوسکتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند احادیث مروی ہیں۔ بعض کے قول کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں انتقال ہوا۔ (الاصابه في تمييز الصحابة)

کلمات حدیث: خـــراج : کافروں کی زمین پر عائد ہونے والا ٹیکس۔ جزیہ وہ ٹیکس جو غیر مسلموں سے ان کی حفاظت کے طور پر لیا جاتا ہے۔

شرح حدیث: حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول اللہ ﷺ شام گئے وہاں انہوں نے ایک مقام پر دیکھا کہ کچھ غیر مسلموں کو دھوپ میں کھڑا کیا اور ان کے سروں پر تیل مل دیا گیا ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسی سخت سزا اور اس درجہ کی تعذیب صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور انسانوں کو اس کی اجازت نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں لوگوں کو عذاب دے گا اللہ روز قیامت اس کو عذاب دے گا۔ پھر اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر سے بات کی اور اس طرح وہ لوگ رہا ہوئے اور ان کی سزا موقوف ہوئی۔ (شرح صحيح مسلم ١٦/١٣٧)

\-\-\-

چہرے پر داغنے کی ممانعت

١٦٠٧ . وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : رَاى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا مَوْسُوْمَ الْوَجْهِ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ : وَاللّٰهِ لَااَسِمُهٗ اِلَّا اَقْصٰى شَيْءٍ مِّنَ الْوَجْهِ، وَاَمَرَ بِحِمَارِهٖ فَكُوِيَ فِيْ جَاعِرَتَيْهِ، فَهُوَ اَوَّلُ مَنْ كَوَى الْجَاعِرَتَيْنِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلْجَاعِرَتَانِ" نَاحِيَةُ الْوَرِكَيْنِ حَوْلَ الدُّبُرِ .

(١٦٠٧) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گدھا دیکھا کہ اس کے منہ پر داغ لگایا گیا تھا آپ ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا یہ ارشاد سن کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اپنے گدھے کو داغ نہ لگاؤں گا سوائے اس حصہ کے جو چہرے سے زیادہ سے زیادہ دور ہو اور انہوں نے اپنے گدھے کے بارے میں حکم دیا تو اس کے سرین کے کناروں پر داغ لگایا گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص تھے جس نے جانور کے کولہوں کے کناروں کو داغ لگوایا۔ (مسلم)

جاعر تان : مقعد کے گرد سرینوں کے کنارے۔

تخریج حدیث (۱۶۰۷): صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهى عن ضرب الحيوان فى وجهه ووسمه فيه .

کلمات حدیث: موسوم الوجه : چہرے پر داغ لگا ہوا۔

شرح حدیث: رسول اکرم ﷺ نے جہاں انسان کے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا اور غلام کے چہرے پر مارنے پر اس کا کفارہ اس کی آزادی مقرر فرمایا وہاں نبی رحمت ﷺ نے جانور کے چہرے پر داغ لگانے سے منع فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت قسم کھا کر فرمایا کہ میں تو جانور کو اگر داغ لگاؤں گا تو اس کے جسم کے اس حصے پر لگاؤں گا جو اس کے چہرے سے سب سے زیادہ دور ہو چنانچہ اپنے گدھے کے کولہوں کے کناروں پر داغ لگوایا۔ اس طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے شخص ہیں جس نے سب سے پہلے اپنے گدھے کے سرین پر داغ لگوایا۔ (شرح صحیح مسلم ۸۱/۱٤)

چہرے پر داغنا موجب لعنت ہے

۱۶۰۸ . وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِيْ وَجْهِهِ فَقَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِيْ وَسَمَهُ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَيْضًا : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ .

(۱٦۰۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کسی جگہ سے گزر ہوا آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک گدھے کے چہرے کو داغا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے اسے داغا ہے۔ (مسلم)

اور صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ لگانے سے منع فرمایا ہے۔

تخریج حدیث (۱۶۰۸): صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهى عن ضرب الحيوان فى وجهه ووسمه فيه .

شرح حدیث: امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جانور کے چہرے پر داغ لگانا حرام ہے اسی طرح آدمی ہو یا جانور اس کے چہرے پر مارنا حرام ہے اور ظاہر ہے کہ خادم یا زیر دست ملازم کے چہرے پر مارنا زیادہ شدید گناہ ہے۔ کیونکہ انسان کا چہرہ مکرم اور زیادہ محترم ہے اور چہرے پر مارنا انسانیت کی توہین ہے۔ (تحفة الاحوذی : ۳٦٥/٥)

الباب (۲۸۳)

بَابُ تَحْرِيمِ التَّعْذِيبِ بِالنَّارِ فِي كُلِّ حَيَوَانٍ حَتَّى الْقُمْلَةِ وَنَحْوِهَا

ہر جاندار کو یہاں تک کہ چیونٹی کو بھی آ گ میں جلانا منع ہے

۱۶۰۹. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ فَقَالَ: "إِنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا" لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا "فَأَحْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَرَدْنَا الْخُرُوْجَ: "إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحْرِقُوْا فُلَانًا وَّفُلَانًا، وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَإِنْ وَجَدْتُمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۶۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ قریش کے دو آدمیوں فلاں اور فلاں کو پاؤ تو ان کو آ گ میں جلا دو۔ جب ہم نکلنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں کو آ گ میں جلا دینا۔ آ گ کا عذاب تو صرف اللہ ہی دے گا اس لیے اگر تم ان کو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۶۰۹): صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب لا يعذب بعذاب الله.

کلمات حدیث: بعثنارسول الله ﷺ في بعث: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ بعث بعثا (باب فتح) بھیجنا روانہ کرنا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہ کے حالات

شرح حدیث: حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں اور بعثت نبوی ﷺ سے دس سال قبل جب حضور ﷺ کی عمر مبارک میں تیس سال تھی پیدا ہوئی تھی ان کی شادی ان کے خالہ زاد ابو العاص سے ہوئی تھی اور شادی کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ایک ہار دیا تھا۔

غزوۂ بدر میں ابو العاص قیدی بنکر آئے ان کے پاس فدیہ کی رقم نہ تھی، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی ہار جو انہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہیز میں دیا تھا فدیہ کی ادائیگی کے لیے بھیجدیا رسول اللہ ﷺ اس ہار کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور صحابۂ کرام سے فرمایا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو بیٹی کو اس کی ماں کی یادگار واپس کر دو سب نے سر تسلیم خم کیا اور ہار واپس کر دیا۔

ابو العاص رہا ہوئے تو ان سے وعدہ لیا گیا کہ وہ مکہ جا کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ بھیج دیں، انہوں نے اپنے بھائی کنانہ کے ساتھ صاحبزادی رسول ﷺ کو مدینہ منورہ روانہ کر دیا لیکن کفار قریش نے تعاقب کیا اور ھبار بن اسود نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیزہ مار کر سواری سے نیچے گرا دیا وہ حاملہ تھیں ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ بعد میں ابو العاص کے بھائی کنانہ انہیں رات کے وقت لے کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور راستے میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا وہ ان کو مدینہ منورہ لے کر آئے۔ ابو

العاص بھی کچھ وقت کے بعد مدینہ منورہ آ گئے اور اسلام قبول کر لیا۔

بعد میں رسول اللہ ﷺ نے جب ایک لشکر روانہ فرمایا تو اس وقت اہل لشکر کو حکم فرمایا کہ اگر تمہیں ہبار بن اسود اور نافع بن عبد القیس ملیں تو ان کو زندہ جلا دینا۔ جب لشکر روانہ ہونے والا ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ دونوں ملیں انہیں قتل کر دینا کیونکہ مجھے اللہ سبحانہ سے حیا محسوس ہوتی ہے کہ کسی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو آگ سے عذاب دے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس لشکر کو ہبار بن الاسود نہیں ملا اور وہ قتل ہونے سے بچ گیا اور اسلام لے آیا اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گیا اور غالباً اس کے ساتھی نے اسلام قبول نہیں کیا اور مر گیا۔

(فتح الباری : ۱۸۸/۲ . تحفة الاحوذی : ۱۸۲/۵)

رسول اللہ ﷺ جانوروں اور پرندوں پر بھی شفیق تھے

۱۶۱۰ . وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهٖ فَرَاَيْنَا حُمَّرَةً مَّعَهَا فَرْخَانِ فَاَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَآءَتِ الْحُمَّرَةُ تَعْرِشُ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : "مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوْا وَلَدَهَا اِلَيْهَا، وَرَاٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ : "مَنْ حَرَّقَ هٰذِهٖ؟" قُلْنَا : نَحْنُ قَالَ : "اِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

قَوْلُهٗ "قَرْيَةَ نَمْلٍ" مَعْنَاهُ: مَوْضِعُ النَّمْلِ مَعَ النَّمْلِ .

(۱۶۱۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس دوران ہم نے ایک سرخ چڑیا دیکھی اس کے دو بچے تھے ہم نے یہ بچے پکڑ لیئے وہ چڑیا ان بچوں کے گرد منڈلانے لگی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اس پرندے کو اس کے بچوں کا دکھ کس نے پہنچایا ہے اس کے بچے واپس رکھ دو۔

اور ہم نے چیونٹیوں کا گھروندا جلا دیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ گھروندا کس نے جلایا ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم نے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آگ کا عذاب دینا آگ کے رب کے لیے ہی موزوں ہے۔ (ابوداؤد بسند صحیح)

قریة النمل : چیونٹیوں کا گھروندا جس میں چیونٹیاں موجود ہوں۔

تخریج حدیث (۱۶۱۰): سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب کراهية حرق العدو بالنار .

کلمات حدیث: حمرة : چڑیا جیسا پرندہ۔ سرخ چڑیا۔ تعریش : پرندہ کے تکلیف اور پریشانی میں اوپر نیچے منڈلانے کے ہیں۔

فرخان : دو بچے۔ دو چوزے۔ واحد فرخ : پرندے کا بچہ۔

شرح حدیث: جانوروں کو اور ہر ذی حیات کو کسی طرح اور کسی شکل میں ایذاء پہنچانا ممنوع ہے، جانوروں کے یا پرندوں کے چھوٹے بچوں کو اٹھالینا اور پکڑ لینا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔حتی کہ پرندے کے انڈے اٹھالینے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔اسی طرح کسی بھی ذی روح کو خواہ وہ چیونٹی ہی کیوں نہ ہو آگ میں جلانا جائز نہیں ہے۔

(روضة المتقين : ٤/١٠٨ . دليل الفالحين : ٤/٣٩٤)

الباب (۲۸٤)

بَابُ تَحْرِيمِ مَطْلِ الْغَنِيِّ بِحَقٍّ طَلَبَهُ صَاحِبُه

مالدار آدمی کا صاحب حق کے اپنے حق کے مطالبہ کرنے پر ٹال مٹول کرنے کی ممانعت

۳۸۰. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو ادا کردو۔'' (النساء:۵۸)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں حکم فرمایا کہ امانتیں ان کے مستحقین کو ادا کردیا کرو یہ حکم عام ہے اور امانت کے لفظ میں ہر طرح کی امانتیں، حقوق اور عہود و میثاق اور عہدے اور مناصب داخل ہیں اور اس کا مخاطب جس طرح عام مسلمان ہیں اسی طرح امراء اور حکام بھی ہیں۔حکومت کے عہدے اور مناصب سب کے سب امانتیں ہیں اور جن کے ہاتھ میں ہیں وہ اس حکم کے پابند ہیں کہ وہ انہیں ان کے اہل افراد کے سپرد کریں اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو وہ خیانت کے مرتکب ہیں۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو عام مسلمانوں کی کوئی ذمہ داری سپرد کی گئی ہو پھر اس نے کوئی عہدہ کسی شخص کو محض دوستی اور تعلق کی بناء پر بغیر اہلیت معلوم کیے ہوئے دیدیا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہے نہ اس کا فرض مقبول ہے نہ نفل یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے۔ (معارف القرآن)

۳۸۱. وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اور تم میں سے کوئی دوسرے پر اعتبار کرے تو جس کے پاس امانت رکھائی گئی ہے اسے چاہئے کہ وہ امانت واپس کردے۔''

(البقرۃ:۲۸۳)

تفسیری نکات: دوسری آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دوسرے شخص پر بھروسہ کر کے بلا رہن اور بغیر گواہ اپنی امانت رکھوا دے تب بھی امین پر لازم ہے کہ وہ صاحب کو اس کا حق ادا کردے۔اور ٹال مٹول سے کام نہ لے اور نہ صاحب حق کا حق دبائے۔

(معارف القرآن)

•••••••••••••

حق کی واپسی میں ٹال مٹول کرنا بڑا گناہ ہے

۱۶۱۱. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ''مَطْلُ الْغَنِيِّ

ظُلْمٌ، وَإِذَا أُتبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَىٰ مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، مَعْنَىٰ "أُتبِعَ" : أُحِيلَ .

(١٦١١) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مال دار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کوئی کسی مالدار کے سپرد کیا جائے تو اسے اس کے پیچھے لگ جانا چاہئے۔ (متفق علیہ)

اتبع۔ سپرد کیا جائے۔

تخریج حدیث (۱۶۱۱): صحیح البخاری، فی اوئل الحوالات . صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم مطل الغنی.

کلمات حدیث: مطل الغنی : مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہے یعنی مالدار آدمی کا حق کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا۔ فلیتبع : اسے چاہئے کہ اس کے پیچھے لگ جائے۔

شرح حدیث: اگر کسی شخص پر کسی حق ہو اور وہ مالدار ہونے کے باوجود اور اس حق کی ادائیگی پر قادر ہونے کے باوجود ادائیگی نہ کرے اور آج کل پر صاحب حق کو ٹالتا رہے تو اس کا یہ فعل ظلم ہے اور مرتکب کبیرہ ہے، پس اگر صاحب حق اپنا حق کسی اور مالدار شخص سے لے اور اپنا قرض اس کے حوالے کر دے تو اسے چاہئے کہ وہ اس مالدار شخص کے پیچھے لگ کر اس سے حق وصول کرے۔

(فتح الباری : ۱/۱۱۵٦ . شرح صحیح مسلم : ۱۰/۱۹۲)
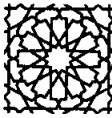
البَابُ (۲۸۵)

بَابُ كَرَاهَةِ عَوْدَةِ الْإِنْسَانِ فِيْ هِبَةٍ لَمْ يُسَلِّمْهَا إِلَى الْمَوْهُوْبِ لَهُ وَفِيْ هِبَةٍ وَهَبَهَا لِوَلَدِهِ وَسَلَّمَهَا أَوْ لَمْ يُسَلِّمْهَا وَكَرَاهَةِ شِرَائِهِ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهِ مِنَ الَّذِيْ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ أَوْ أَخْرَجَهُ عَنْ زَكَاةٍ أَوْ كَفَّارَةٍ وَنَحْوِهَا وَلَا بَأْسَ بِشِرَائِهِ مِنْ شَخْصٍ آخَرَ قَدِ انْتَقَلَ إِلَيْهِ

جوھبہ موھوب کوسپرد نہیں کیا اس کے واپس لینے کی کراہت، نیز جوھبہ اپنی اولاد کو کیا، سپرد کیا یا نہیں، اس کی واپسی کی حرمت، صدقہ کی ہوئی شئے کو اس شخص سے خریدنے کی جس شخص کو صدقہ کیا ہے کراہت نیز جو مال بصورتِ کفارہ یا زکوۃ دیا ہے، اس کے واپس لینے کی کراہت البتہ اگر وہ مال کسی اور شخص تک منتقل ہو گیا ہے تو اس کا خرید نا جائز ہے

۱۶۱۲ . وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَلَّذِيْ يَعُوْدُ فِيْ هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِيْ قَيْئِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ :"مَثَلُ الَّذِيْ يَرْجِعُ فِيْ صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيْءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهِ فَيَأْكُلُهُ ."

وَفِيْ رِوَايَةٍ : "اَلْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهِ"

(۱۶۱۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی ھبہ دے کر اسے لوٹائے وہ اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ اس شخص کی مثال جو صدقہ دے کر واپس لے اس کتے جیسی ہے جو قے کر کے اسے چاٹتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اپنے ھبہ کو لوٹانے والا ایسا ہے جیسے اپنی کی ہوئی قے کی طرف لوٹنے والا۔

تخریج حدیث (۱۶۱۲): صحیح البخاری، کتاب الهبة، باب هبة الرجل امرأته . صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم الرجوع فی الصدقة والهبة .

کلمات حدیث: یعود فی هبة : جو اپنے کیا ہو ھبہ لوٹائے اور اسے واپس لے۔

شرح حدیث: ھبہ یا صدقہ دے کر اسے واپس لینا ایسا ہے جیسے کتا قے کر کے پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ھبہ یا صدقہ دے کر اسے واپس لینا مکروہ ہے۔ سوائے اس ھبہ کے جو باپ اپنی اولاد کو کرے کیونکہ صحیح بخاری میں حضرت نعمان بن بشیر کی حدیث ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام ہدیۃً دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو اسی طرح دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے واپس لے لو۔

علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ھبہ یا عطیہ دے کر اسے واپس لینا انتہائی برا ہے جس کی شدت بیان فرمانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے واپس لینے والے کو کتے سے اور واپس لینے کے عمل کو قے چاٹنے سے تشبیہ دی اور دونوں ہی باتیں انتہائی شدید ہیں۔

(فتح الباری : ٢/٦٩. شرح صحيح مسلم : ١١/٥٤)

اپنے ہدیہ کو خریدنا بھی ممنوع ہے

١٦١٣. وَعَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهُ فَارَدتُّ اَنْ اَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَبِيْعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : "لَاتَشْتَرِ، وَلَا تَعُدْفِيْ صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ، فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

قَوْلُهُ : "حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَعْنَاهُ: تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلٰى بَعْضِ الْمُجَاهِدِيْنَ .

(١٦١٣) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کو میں نے فی سبیل اللہ جہاد کے لیے گھوڑا دیا لیکن اس نے اس کی دیکھ بھال نہیں کی میں نے ارادہ کیا کہ میں اس سے خرید لیتا ہوں کیونکہ میرا خیال تھا کہ وہ اسے کم قیمت پر فروخت کر دے گا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ اسے خریدو اور نہ اپنا صدقہ واپس لو اگر چہ وہ ایک درہم ہی میں دے اس لیے کہ صدقہ دے کر واپس لینے والا ہے ایسا ہے جیسے کوئی قے کر کے اسے چاٹ لے۔

(متفق علیہ)

حملت على فرس في سبيل الله کے معنی ہیں کہ میں نے جہاد کے لیے کسی مجاہد کو صدقہ کر دیا۔

تخریج حدیث (۱۶۱۳): صحيح البخاری، کتاب الزکوة، باب هل يشترى صدقة . صحيح مسلم، كتاب الهبات، باب كراهة شراء الانسان ما تصدق به .

کلمات حدیث: فأضاعه الذي كان عنده : اس نے اس عرصے میں جس میں گھوڑا اس کے پاس رہا اسے ضائع کر دیا یعنی اس کے کھانے پینے وغیرہ امور کا خیال نہیں رکھا جس سے گھوڑا کمزور ہو گیا اور اس کی وہ پھرتی اور تیزی جاتی رہی جو جنگ میں ضروری ہے۔

شرح حدیث: حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک انتہائی عمدہ اور نفیس گھوڑا رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا اس گھوڑے کا نام ورد تھا اور یہ بڑا سبک سیر اور عمدہ خوبیوں والا گھوڑا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گھوڑا فی سبیل اللہ جہاد کے لیے کسی مجاہد کو دیدیا۔ وہ صاحب مالی استطاعت نہ رکھتے تھے اور انہیں اس گھوڑے کی قدر و قیمت کا اندازہ بھی نہ تھا تو وہ اس کی وہ خدمت نہ کر سکے جو اس طرح نفیس گھوڑے کے لیے ضروری تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ گھوڑا کمزور ہو گیا اور اس کی وہ خوبیاں بھی ماند پڑنے لگیں جو اس میں تھی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ اگر وہ اسے دوبارہ خرید لیں تو ان کے پاس آ کر وہ گھوڑا پھر سے اپنی اصل حالت پر

آ جائے گا۔ جن صاحب کے پاس وہ گھوڑا تھا وہ اسے کم قیمت پر بھی دینے کے لیے تیار تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے خریدنے سے منع فرمایا کہ اگر ایک درہم کا بھی ملے تب بھی مت خریدو کہ یہ صدقہ واپس لینے کی ایک صورت ہے جو ایسی بات ہے جیسے آدمی اپنی قے چاٹ لے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت تحریمی نہیں تنزیہی ہے یعنی جس نے صدقہ کیا ہو اس کا اپنی صدقہ کی ہوئی شئے کا خریدنا مکروہ ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو زکوۃ میں کچھ دیا ہے یا نذر مانی تھی اس نذر کو پورا کرنے کے لیے دیا ہے یا قسم کھائی تھی اس کا کفارہ دیا ہے تو ان میں سے ہر شئے کا خریدنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر یہ دی ہوئی شئے کسی تیسرے شخص کے پاس منتقل ہو جائے تو اس سے بلا کراہت کے خرید سکتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ہمارا اور جمہور فقہاء کا مسلک ہے۔

(فتح الباری : ۸۵۲/۱. شرح صحیح مسلم : ۵۳/۱۱. روضۃ المتقین : ۱۱۳/٤)

الباب (۲۸۶)

بَابُ تَاکِیْدِ تَحْرِیْمِ مَالِ الْیَتِیْمِ

یتیم کے مال کو ناجائز طریقہ پر کھانے کی ممانعت

یتیم کا مال ناحق کھانے پر وعید

۳۸۲. قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ :

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''بے شک وہ لوگ جو یتیم کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں اور عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔'' (النساء: ۱۰)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں یتیموں کے مال میں ناجائز تصرف کرنے والوں کے بارے میں وعید شدید کا بیان ہے کہ جو شخص ناجائز طور پر یتیم کا مال کھاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہا ہے۔ اس آیت نے یتیم کے مال کو جہنم قرار دیا ہے اور وہ حقیقت میں آگ ہی ہے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ یتیم کا مال ناحق کھانے والا قیامت کے روز اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ پیٹ کے اندر سے آگ کی لپیٹیں اس کے منہ ناک کانوں اور آنکھوں سے نکل رہی ہوں گی۔ اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک قوم اس طرح اٹھائی جائے گی کہ ان کے منہ آگ سے بھڑک رہے ہوں گے صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہوں گے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا ﴾ (معارف القرآن ۔ ابن کثیر)

یتیم کے مال بڑھانے کی تدبیر کرنا درست ہے

۳۸۳. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''تم یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جو بہت اچھا ہو۔'' (الانعام: ۱۵۲)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ سوائے اس کے کہ کوئی ایسا طریقہ ہو جو بہت مستحسن ہو اس آیت میں خطاب یتیم کے ولی اور سرپرست کو ہے کہ وہ ان کے مال کو آگ سمجھیں اور اس کے قریب بھی نہ جائیں سوائے اس کے کہ وہ یہ چاہیں کہ یتیم کے مال کی حفاظت کی جائے اور اسے کاروبار میں لگا کر ترقی دی جائے تاکہ جب یتیم بالغ ہو تو اسے اس کا مال

مع فائدے اور منافع کے دیدیا جائے۔ یعنی یتیم کے مال میں کوئی تصرف اسی وقت درست ہوگا جب حسن نیت سے اور یتیم کی خیر خواہی کے لیے کیا جائے اور اس کے بالغ ہوتے ہی سارا مال اس کے سپرد کر دیا جائے۔ (معارف القرآن)

یتیم کو بھائی سمجھ کر معاملہ کیا جائے

۳۸۴. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْيَتَـٰمَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَٰنُكُمْ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ ٱلْمُفْسِدَ مِنَ ٱلْمُصْلِحِ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اور آپ ﷺ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتیں ہیں آپ کہدیں کہ ان کی اصلاح ہی سب سے بہتر ہے اگر تم ان کو اپنے ساتھ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ بگاڑنے والا کون ہے اور اصلاح کرنے والا کون ہے۔'' (البقرۃ: ۲۲۰)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں یتیم کے مال کے بارے میں مزید احتیاط کا حکم دیا گیا۔ پہلے تو یہ وعید سنائی کہ یتیم کا مال کھانا ایسا ہے جیسے جہنم کے انگارے پیٹ میں بھرنا تو سننے والے ڈر کے مارے اس قدر احتیاط کرنے لگے کہ یتیم کا کھانا بھی الگ پکتا اور اگر بچ جاتا تو کوئی اس کو ہاتھ نہ لگاتا اور اس طرح وہ ضائع ہوتا اور اس طرح ضائع ہونے پر بھی پریشانی ہوتی کہ کیوں ضائع ہو گیا۔ کیونکہ صدقہ کرنے کا بھی اختیار نہ تھا۔ اس لیے فرمایا کہ یتیم کا مال کھانے کی ممانعت کا اصل مقصود یتیم کی مصالح کو محفوظ رکھنا ہے۔ اس لیے اگر یتیم کی مصلحت کا مقتضا یہ ہے کہ اس کے مصارف کو تم اپنے مصارف کے ساتھ ملا کر کرو اور تم ان کا خرچ اپنے ساتھ ملا لو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ کس کی نیت یتیم کے مصالح کو ضائع کرنے کی ہے اور کس کی نیت یہ ہے کہ یتیم کی مصالح کو مدنظر رکھ کر اس کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ (تفسیر عثمانی. معارف القرآن)

سات بڑے گناہ

۱۶۱۴. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ!" قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاهُنَّ؟ قَالَ : "الشِّرْکُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَاَکْلُ الرِّبَا، وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ، وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، "اَلْمُوْبِقَاتُ" اَلْمُهْلِکَاتِ.

(۱۶۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں۔ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک، جادو، اس شخص کی جان لینا جسکی جان لینا اللہ کے حق کے علاوہ حرام قرار دیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جہاد سے بھاگنا، اور مؤمنہ بے خبر محض عورتوں کو تہمت لگانا۔ (متفق علیہ)

موبقات : کے معنی ہیں ہلاک کرنے والی باتیں۔

تخریج حدیث(۱۶۱۴): صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قوله تعالیٰ ان الذین یأ کلون اموال الیتامی .

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اکبر الکبائر .

کلمات حدیث: التولی یوم الزحف : مقابلے کے دن جنگ سے فرار ہونا۔ تولی هارباً : پیٹھ پھیر کر بھاگنا۔ زحف۔ دشمن سے آمنا سامنا ہونا۔ مقابلہ کے وقت۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ سات بڑے گناہ ہیں جو آدمی کو اس دنیا میں تباہ کر دینے والے اور آخرت میں ہلاک کر دینے والے ہیں ان سے بچو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِن تَجْتَنِبُواْ كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ ﴾

''اگر تم بچتے رہو گے ان چیزوں سے جو گناہوں میں بڑی ہیں تو ہم معاف کر دینگے تم سے چھوٹے گناہ تمہارے۔'' (النساء: ۳۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گناہ کے دو درجے ہیں ایک صغیرہ اور دوسرے کبیرہ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر صاحب ایمان تمام فرائض ادا کرے اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے صغیرہ گناہ معاف فرما دینگے۔

آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وضو اور نماز اور دیگر اعمال صالحہ کے ذریعے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ کبائر کا ارتکاب نہ کیا ہو اور اگر کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہو تو اس سے توبہ کر چکا ہو۔ دراصل گناہ نام ہے اللہ کی معصیت کا اور اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا، یعنی ہر نافرمانی اور ہر حکم عدولی معصیت ہے اور گناہ ہے اور اس اعتبار سے کہ معصیت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا نام ہے کوئی بھی معصیت چھوٹی یا صغیرہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی بڑی معصیت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کل مانهی عنه فهو کبیرة (جس بات سے اللہ نے منع فرمادیا وہ کبیرہ ہے) خلاصہ یہ ہے کہ کہ جس گناہ کو گناہ صغیرہ کہا جاتا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے ارتکاب میں لاپرواہی برتی جائے اور معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے کیونکہ اس صورت میں گناہ صغیرہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے۔

بہر حال گناہ کبیرہ وہ کام ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بڑا اور عظیم کہا ہو، اس کام سے بہت شدت اور تاکید سے منع فرمایا ہو اور اس پر آخرت کی شدید سزا بیان فرمائی ہو اور دنیا کی کوئی بڑی سزا مقرر کی ہو۔

اس حدیث مبارک میں گناہ کبیرہ (کبائر) سات بیان فرمائے گئے ہیں جن میں سے ایک یتیم کا مال کھانا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا کبائر سات ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ستر ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ سات سو کے قریب ہوں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''کتاب الزواجر'' میں کبائر کو جمع کیا ہے اور ان کے بیان کردہ کبائر کی تعداد چار سو زائد ہے۔

رسول کریم ﷺ نے مختلف مواقع پر بہت سے گناہوں کا کبائر ہونا بیان فرمایا اور کہیں تین کہیں چھ اور کہیں سات کا ذکر فرمایا اور کسی

حدیث میں اس سے بھی زائد بیان فرمائے ہیں جس سے علماء کرام نے یہ سمجھا کہ کسی خاص عدد میں انحصار مقصود نہیں ہے بلکہ حالات کی مناسبت سے جس موقع پر جو مناسب سمجھا وہ بیان فرما دیا اور پاکدامن عورتوں کو تہمت لگانے کو کبائر میں ذکر فرمایا ہے۔

(فتح الباری : ۲/۱۳٤. شرح صحیح مسلم : ۲/۷۲. معارف القرآن)

الباب (۲۸۷)

باب تغليظ تحريم الربا
سود کی شدید حرمت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے

۳۸۵. قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ :

﴿ ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ ٱلرِّبَوٰاْ لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ ٱلَّذِى يَتَخَبَّطُهُ ٱلشَّيْطَٰنُ مِنَ ٱلْمَسِّ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْبَيْعُ مِثْلُ ٱلرِّبَوٰاْ وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰاْ فَمَن جَآءَهُۥ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ فَٱنتَهَىٰ فَلَهُۥ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُوْلَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢٧٥﴾ يَمْحَقُ ٱللَّهُ ٱلرِّبَوٰاْ وَيُرْبِى ٱلصَّدَقَٰتِ ﴾

اِلىٰ قَوْلِهٖ تَعَالىٰ :

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَذَرُواْ مَا بَقِىَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓاْ ﴾ اَلْاٰيَة .

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ فِى الصَّحِيْحِ مَشْهُوْرَةٌ . مِنْهَا حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِى الْبَابِ قَبْلَه' .

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر بے حواس کر دیا ہو یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا کہ سود تو کاروبار ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے کاروبار کو تو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ پس جس کے پاس اسکے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور وہ باز آ گیا تو اس کے لیے وہ ہے جو وہ لے چکا اور معاملہ اس کا اللہ کے حوالے ہے اور جو کوئی پھر لیوے تو وہی لوگ دوزخ والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہینگے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقوں کو بڑھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور پچھلا سود چھوڑ دو اگر تم مؤمن ہو۔'' (البقرة:۲۷۸)

ربا سے متعلق بکثرت احادیث مروی ہیں اور مشہور ہیں چنانچہ اس سے پہلے باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث آ چکی ہے۔

تفسیری نکات: آیات مبارکہ چھ آیات ہیں جو سود کی حرمت اور سودی لین دین کی شدید اور سخت ممانعت اور اس کی سخت سزا کے بیان پر مشتمل ہیں کہ جو لوگ دنیا میں سود کھاتے ہیں وہ روز قیامت اپنی قبروں سے اس طرح اٹھینگے جیسے شیطان نے انہیں چھو کر دیوانہ بنا دیا ہو اور ان کی عقل ضبط کر دی ہے۔ اور یہ اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے دہرے جرم کا ارتکاب کیا کہ ایک تو سود کھایا اور دوسرے اس کو حلال سمجھا کہ سود اور بیع میں فرق ہی کیا ہے جس طرح ربا کے ذریعہ نفع حاصل کیا جاتا ہے اسی طرح بیع و شراء کا مقصود بھی نفع حاصل کرنا ہے۔ تو

اگر سود حرام ہے تو بیع بھی حرام ہونی چاہئے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام، وہ مالک الملک ہے وہی انسان کا خالق اور اس کا مالک ہے اسی کو علم ہے کہ کیا بات انسان کے حق میں مفید ہے اور کون سی بات اس کے حق میں باعث مضرت، اور اس نے اپنے علم کی بنیاد پر بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے پھر دونوں برابر کیسے ہوسکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے اس لیے اے ایمان والو تم جو سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ آیت کے اس حصہ کا شان نزول یہ ہے کہ اہل عرب میں سودی لین دین کا عام رواج تھا اور ذاتی ضرورت کے قرض سے لے کر تجارتی قرض تک ہر معاملہ میں سود کا عمل دخل تھا۔ جب آیات گزشتہ میں سود (ربا) کی حرمت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے سود کے معاملات ترک کر دیئے لیکن کچھ لوگوں کے دوسروں پر سود کی بقایا رقموں کے باقی تھے جیسا کہ بنوثقیف اور بنومخزوم کے درمیان سود کے بقایاجات موجود تھے بنومخزوم مسلمان ہوگئے تو انہوں نے کہا کہ ہم سود نہیں دینگے لیکن بنوثقیف جن کا بقایا سود بنومخزوم کے ذمہ تھا انہوں نے اپنا سود لینے کا مطالبہ کیا کیونکہ بنوثقیف مسلمان نہ ہوئے تھے البتہ انہوں نے مسلمانوں سے مصالحت کر لی تھی۔ یہ معاملہ فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ میں پیش آیا اور مکہ کے عامل حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو لکھ کر بھیجا۔ اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی کہ جو پچھلا سود ہے وہ بھی نہ لیا جائے صرف رأس المال وصول کیا جائے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے اس قانون کا اعلان فرمایا اور خود اپنے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لوگوں کے ذمہ عائد سود کو ساقط فرما دیا۔

رسول کریم ﷺ کی بعثت اور نزول قرآن کے وقت عرب میں ربا (سود) ہر طرف رائج بھی تھا اور لوگ اسے بخوبی جانتے تھے چنانچہ جب ۸ھ میں سورۃ البقرہ کی ربا کی حرمت سے متعلق آیات نازل ہوئیں تو کسی کو لفظ ربا کی حقیقت سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی اور نہ کسی نے ربا کی حقیقت جاننے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے مراجعت کی۔ بلکہ ان آیات کے نازل ہوتے ہی سب نے اسی وقت تمام سودی معاملات ترک کر دیئے۔

سود کی تعریف

ابن عربی رحمہ اللہ احکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ ربا کے معنی زیادتی کے ہیں اور اس سے مراد وہ زیادتی ہے جس کے بالمقابل کوئی مال یا عرض نہ ہو بلکہ محض ادھار اور اس کی میعاد ہو۔ امام رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ ربا کی دو قسمیں ہیں ایک معاملات بیع وشراء میں ربا۔ دوسرے ادھار کا ربا۔ اسلام سے پہلے دوسری قسم ہی متعارف اور رائج تھی کہ اہل عرب اپنا مال معین مدت کے لیے کسی کو دیتے اور ہر مہینہ اس کا نفع لیتے تھے اگر وہ میعاد معین پر ادائیگی نہ کر سکا تو میعاد اور بڑھا دی جاتی اور اس کے ساتھ ہی سود کی رقم بھی مزید بڑھا دی جاتی تھی۔ یہی جاہلیت کا ربا تھا جسے اسلام نے حرام قرار دیا اور جس کی حرمت قرآن کریم میں بیان ہوئی۔

امام جصاص رحمہ اللہ نے احکام القرآن میں ربا کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کسی میعاد متعین کے لیے اس شرط پر قرض دینا کہ مقروض اصل مال سے زائد قرض دہندہ کو ادا کرے گا۔ اور حدیث میں ہے کہ ہر وہ قرض جو نفع حاصل کرے وہ ربا ہے۔

ربا کی دوسری قسم ربا الفضل ہے اس کا بیان سنت میں ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھ اشیاء یعنی سونا، چاندی، گیہوں، جو، کھجور اور

انگور کی بیع وشراء میں کمی بیشی اور ادھار کو ربا میں داخل کر کے صراحتاً حرام قرار دیدیا۔

لیکن یہ بات محل اجتہاد تھی کہ حضور کا مقصود صرف یہی چھ چیزیں ہیں یا یہ حکم کسی مشترکہ علت کی بنا پر دوسری اشیاء میں جاری ہو سکتا ہے۔اسی بنا پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کاش رسول اللہ ﷺ خود ہی اس کے بارے میں کوئی ضابطہ بیان فرمادیتے۔اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر ربا کا شبہ بھی ہو تو اس سے بھی احتراز ضروری ہے۔

ربا کی یہ دوسری قسم نہ تو عام ہے اور نہ بیع وشراء میں ربا کی اس قسم کی ایسی ناگزیر ضرورت پیش آتی ہے کہ اس سے مفر نہ ہو۔اور جو ربا بالعموم محل بحث ہوتا ہے اور جس کے بارے میں تصور کیا جاتا ہے کہ اس پر موجودہ دور کی معاشیات کا مدار ہے وہ وہی ربا ہے جس کی قرآن نے حرمت بیان کی ہے اس ربا کی حقیقت بھی واضح ہے اور اس کی حرمت بھی یقینی ہے۔ (معارف القرآن)

●●●●●●●●●●●●●

سود کھانا کھلانا دونوں موجب لعنت ہے

۱۶۱۵ . وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :"لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَه"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ زَادَالتِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُه: "وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَه".

(۱۶۱۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھلانے والے اور کھانے والے دونوں پر لعنت فرمائی۔(مسلم)

ترمذی اور دیگر نے بیان کیا کہ حدیث میں دونوں گواہ اور لکھنے والے کو بھی اس لعنت میں شامل کیا ہے۔

تخریج حدیث(۱۶۱۵): صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب لعن آکل الربا . الجامع للترمذی، ابواب البیوع باب ماجاء فی آکل الربا .

کلمات حدیث: آکل الربا : سود لینے والا خواہ اسے نہ کھائے بلکہ کسی اور استعمال میں لائے۔ مؤکلہ : سود کا دینے والا۔

شرح حدیث: باطل اور ناحق میں اعانت کرنا اور کسی طرح مدد کرنا بھی حرام ہے۔سود اس قدر بڑی برائی اور اس قدر بڑا گناہ ہے کہ سود لینے والا اور دینے والا تو اللہ کی رحمت سے دور ہے ہی معاملہ سود کو لکھنے والا اور اس کا گواہ بننے والا بھی رحمت الٰہی سے دور قرار دیئے گئے ہیں۔غرض ہر ایسا عمل جو سود پر منتج ہو یا اس میں مدد واعانت ہو وہ حرام ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۲۲/۱۱ . روضة المتقین : ۱۲۰/٤)

البَابُ (۲۸۸)

بَابُ تَحْرِيمِ الرِّيَآءِ
ریاکاری کی حرمت کا بیان

عبادت میں اخلاص پیدا کرو

۳۸۶. قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ :

﴿ وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ ﴾ ٱلْآيَةَ .

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اور انہیں نہیں حکم دیا گیا مگر اس کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس کے لیے اطاعت کو خالص کر کے یکسو کر۔'' (البینۃ:۵)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اسی ایک کی بندگی کریں ہر باطل اور غلط بات سے اور ہر جھوٹ سے منقطع ہو کر خالص اسی بندگی جس میں کسی شرک کا کوئی شائبہ نہ ہو اور ابن حنیف سے تعلق جوڑ کر باقی سب سے تعلق توڑ کر اور سب سے بے نیاز ہو کر اور اسی کی بندگی پر مطمئن اور یکسو ہو کر اسی غلام بن جائیں۔ (تفسیر عثمانی)

ریاکاری کا ذریعہ

۳۸۷. وَقَالَ تَعَالىٰ :

﴿ لَا تُبْطِلُوا۟ صَدَقَـٰتِكُم بِٱلْمَنِّ وَٱلْأَذَىٰ كَٱلَّذِى يُنفِقُ مَالَهُۥ رِئَآءَ ٱلنَّاسِ ﴾ ٱلْآيَةَ .

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر ضائع مت کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال دکھلاوے کے لیے خرچ کرتا ہے۔''

(البقرۃ:۲۶۴)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور جسے دیا ہو اسے ایذاء پہنچا کر ضائع مت کرو یعنی صدقہ دے کر محتاج پر احسان کرنے اور اسے ستانے سے صدقہ کا ثواب جاتا رہتا ہے اور صدقہ دینے والا خالی ہاتھ ہو جاتا ہے کہ اس شخص کی طرح جو لوگوں کو دکھلانے کے لیے خرچ کرتا ہے کہ لوگ اسے سخی سمجھیں اور اس کی تعریف ہو۔ غرض جس طرح من اور اذی سے صدقہ کا اجر و ثواب ضائع ہو جاتا ہے اسی طرح ریا سے بھی خرچ کرنے کا ثواب ختم ہو جاتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

۳۸۸. وَقَالَ تَعَالىٰ :

﴿ يُرَآءُونَ ٱلنَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝١٤٢ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''وہ لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور نہیں یاد کرتے اللہ کو مگر بہت تھوڑا۔'' (النساء: ۱۴۲)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ منافقین نماز کو سمجھتے اور نہ ان کے دلوں میں اس کی اہمیت و عظمت ہے وہ تو صرف دکھانے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ لوگ ان کو بھی مؤمن اور مسلمان سمجھیں۔ اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت کم۔ (معارف القرآن)

اللہ تعالیٰ شرک سے بے نیاز ہے

۱۶۱۶۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ. مَنْ عَمِلَ عَمَلاً اَشْرَكَ فِیْهِ مَعِیَ غَیْرِیْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ" ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۶۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمام شریکوں میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں اگر کوئی ایسا عمل کرے جس میں وہ میرے ساتھ میرے علاوہ کسی اور کو بھی شریک کرے تو میں اس کو اس کے شرک سمیت چھوڑ دیتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۱۶): صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب من اشرك فی عمله غیر اللّٰه .

شرح حدیث: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر طرح کے شرک سے بے نیاز ہے خواہ شرک خفی ہو یا جلی اور خواہ معمولی شرک ہو اور خواہ بڑا شرک ہو اور خواہ ریا کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں۔ اللہ کا بندہ وہی ہے جو اللہ کی بندگی صرف اسی کی رضا کے لیے کرے اور اس میں کسی اور کی رضا کا شائبہ تک نہ ہو بلکہ عبادت خالصتاً لوجہ اللہ ہو۔ اخلاص قول میں بھی ہو اور عمل میں بھی ارادے میں بھی ہو اور نیت میں بھی ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی، نہ کسی کی رضا مقصود ہو اور نہ کسی کو دکھانا علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ایک ہے یکتا ہے اور بے مثال ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اسی طرح اس کی عبادت بھی ہو جو صرف اسی کے لیے ہو اور کوئی اس میں شریک نہ ہو کیونکہ وہ جس طرح الٰہ ہونے میں ایک ہے اسی طرح وہ عبودیت میں بھی ایک ہے اور جس طرح اس کی الوہیت میں شرک، شرک فی الالوہیت ہے اسی طرح اس کی عبادت میں شرک شرک فی العبودیت ہے۔ اللہ کے یہاں مقبول ہونے والا عمل وہ ہے جو خالصتاً اسی کی رضا کے لیے ہو اور ریا سے بالکل پاک ہو اور سنت نبوی ﷺ کے مقرر کردہ حدود و شرائط پر پورا اترتا ہو۔

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کیا یعنی غیر اللہ کی رضا کا طالب ہوا اور اسے کھانے اور خوش کرنے کے لیے کیا تاکہ وہ اس کی تعریف کرے تو اس نے شرک کیا اور میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑتا ہوں۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عمل لغیر اللہ کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ پورا عمل لغیر اللہ ہو جیسے منافقین کی نماز۔ اس طرح کا عمل کا ظہور مسلمانوں سے نماز اور روزے میں مشکل ہے البتہ حج اور صدقہ وغیرہ میں ہو سکتا ہے اگر ایسا ہو تو بلاشبہ یہ عمل باطل اور غیر مقبول ہے اور اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔

ایک صورت یہ ہے کہ عمل تو خالصتاً اللہ کے لیے کیا لیکن دوران عمل کوئی خیال ریا کا بھی آ گیا۔ اگر اس خیال کو فوراً دور کر دیا تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر اسے جاری رکھا تو اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا یہ عمل باطل ہو گیا یا اصل نیت پر برقرار رہا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ اصل نیت پر برقرار رہے گا۔ واللہ اعلم۔

غرض حدیث مبارک میں ریا اور سمعہ کی ممانعت ہے۔ (ریا لوگوں کو دکھلانا سمعہ اس امید پر نیک کام کرنا کہ لوگوں میں شہرت ہوگی)

حضرت ابوسعید بن ابی فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ اس دن جس میں کوئی شبہ نہیں تمام پہلے لوگوں اور پچھلے لوگوں کو جمع فرمائینگے تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہ جس نے اللہ کے لیے کوئی عمل کیا اور اس میں کسی اور کو شریک کیا تو وہ اپنا ثواب اس سے طلب کرے جس کو اس نے شریک کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام شریکوں میں سب سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہے۔ (شرح صحیح مسلم : ۱۸/ ۹۰. روضة المتقين : ٤/ ١٢١. دليل الفالحين : ٤/ ٤٠٤)

تین آدمی سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوں گے

١٦١٧. وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ : قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ. قَالَ : كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُقَالَ : جَرِيْءٌ! فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ، وَقَرَاَ الْقُرْاٰنَ، فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا. قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ، وَقَرَاْتُ فِيْكَ الْقُرْاٰنَ، قَالَ: "كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ: قَارِئٌ ! فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا، قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ : مَاتَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ. قَالَ : كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ : جَوَادٌ! فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، "جَرِيْءٌ" بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَكَسْرِ الرَّآءِ وَبِالْمَدِّ: اَيْ شُجَاعٌ حَاذِقٌ.

(١٦١٧) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ روز قیامت جن لوگوں کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا ان میں ایک شہید ہوگا اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا جنہیں وہ پہنچان لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ملنے کے بعد کیا عمل کیا وہ عرض کرے گا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو اس لیے لڑا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے جو کہا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

دوسرا وہ شخص ہوگا جس نے دین کا علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھلایا اور قرآن پڑھا اسے لایا جائیگا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے جنہیں وہ پہنچان لے گا (اعتراف کرے گا) اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو نے یہ نعمتیں ملنے پر کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھلایا اور تیری رضا کے لیے قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے اس لیے علم حاصل کیا تھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا تا کہ قاری کہا جائے گا جو کہا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالدیا جائے گا۔

تیسرا وہ شخص ہوگا جس پر اللہ نے وسعت فرمائی تھی اور اسے مال و دولت سے نوازا تھا اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائینگے جنہیں وہ پہچان لیگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے کوئی ایسا راستہ جس میں خرچ کرنے کو تو پسند کرتا تھا نہیں چھوڑا مگر اس میں تیری خاطر ضرور خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو اس لیے کیا تھا کہ تجھے سخی کہا جائے جو کہا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔ (مسلم)

جرئ : بہادر اور ہوشیار

تخریج حدیث (۱۶۱۷): صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب من قاتل الريا، والسمعة استحق النار .

کلمات حدیث: فعرفه نعمته فعرفها : اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ ان کا اعتراف کرے گا۔ فسحب على وجهه : اسے منہ کے بل گھسیٹا جائیگا۔ سحب سحباً (باب فتح) زمین پر گھسیٹا۔ سحب : واحد غائب ماضی مجہول، گھسیٹا گیا۔ قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ میں اکثر مقامات پر عالم آخرت میں پیش آنے والے احوال و واقعات کو ماضی کے صیغوں میں بیان کیا گیا ہے یعنی ان کا وقوع پذیر ہونا اتنا حتمی اور اس قدر یقینی ہے جیسے وہ ہو چکے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک کا مستفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں کے احوال سے واقف ہے اور اس پر کوئی پوشیدہ امر مخفی نہیں ہے۔ اور ریاء کاری سے اچھے سے اچھا عمل ضائع ہو جاتا ہے اور آدمی اسکے اجر و ثواب سے محروم ہو جاتا ہے، یہی نہیں بلکہ ایسا شخص جس نے دین کا کوئی عمل دنیا کے حصول کے لیے کیا ہو وہ جہنم میں جائے گا۔ اور اس کا ریا کاری سے کیا ہوا عمل بے کار جائے گا۔

(شرح صحيح مسلم : ۹٤/۱۳)

غلط بات کی تائید کرنا بھی نفاق ہے

۱۶۱۸ . وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لَهُ : اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سَلَاطِيْنِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۶۱۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے سلاطین کے پاس

جاتے ہیں اور ہم ان کے سامنے اس بات سے مختلف بات کرتے ہیں جو ہم ان کے پاس سے آنے کے بعد کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم اس کو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں نفاق میں شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (١٦١٨): صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب مایکره من ثناء السلطان .

شرح حدیث: اہل اقتدار اور ارباب اختیار کی مجلس میں بیٹھ کر ایسی باتیں کرنا جس سے وہ خوش ہوں اور ان کی مجلس کے باہر ان کا مذاق اڑانا یا ان پر طنز کرنا اور تنقید کرنا منافقت ہے۔ صاحبان اقتدار کے سامنے وہی کرنی چاہئے جو حق بات اور مبنی بر صدق ہو اور جس میں ان کی اور محکومین کی خیر اور بھلائی ہو اور مجلس کی باتیں بغیر شرکاء مجلس کی اجازت کے افشاء نہیں کرنی چاہئے کہ مجالس میں کی گئی باتیں امانت ہیں اور ان کی حفاظت امانت کی طرح لازمی ہے۔ یہ حدیث باب ذم ذی الوجہین میں گزر چکی ہے۔

(روضة المتقين : ٤/١٢٤ . دليل الفالحين : ٤/٤٠٦)

ریاکار کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں رسوا فرماتے ہیں

١٦١٩ . وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ، وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللّٰهُ بِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ" وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ اَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

"سَمَّعَ" بِتَشْدِيدِ الْمِيمِ. وَمَعْنَاهُ اَظْهَرَ عَمَلَه، لِلنَّاسِ رِيَاءً "سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ : اَىْ فَضَحَه، يَوْمَ الْقِيَامَةِ . وَمَعْنٰى : "مَنْ رَاءَ ى رَاءَ ى اللّٰهُ بِهِ" اَىْ مَنْ اَظْهَرَ لِلنَّاسِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لِيَعْظُمَ عِنْدَهُمْ "رَاءَ ى اللّٰهُ بِهِ" : اَىْ اَظْهَرَ سَرِيْرَتَه، عَلٰى رُؤُسِ الْخَلَآئِقِ .

(١٦١٩) حضرت جندب بن عبداللہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دکھلاوے کے لیے کوئی کام کیا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کو رسوا کر دینگے اور جس نے لوگوں کی نظر میں بڑا بننے کے لیے کوئی عمل کیا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کے رازوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر فرما دینگے۔ (متفق علیہ)

امام مسلم نے اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔

سمّع : میم کی تشدید کے ساتھ ریا کے طور پر لوگوں کے سامنے اپنا عمل ظاہر کرنا۔ سمع اللہ بہ یعنی اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت رسوا کر دینگے۔ من رائی جس نے اپنا عمل صالح لوگوں کے سامنے ظاہر کیا تا کہ وہ ان کی نظروں میں بڑا ہو جائے۔ اور رأی اللہ بہ کا مطلب ہے اس کے پوشیدہ عیبوں کو تمام مخلوق کے سامنے ظاہر کر دے گا۔

تخریج حدیث (١٦١٩): صحيح البخاری، کتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة . صحيح مسلم كتاب الزهد، باب تحريم الرياء.

شرح حدیث: امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلوص سے عاری عمل خواہ وہ بظاہر کتنا ہی وقیع ہو اللہ کے یہاں بے حقیقت ہے اور ایسا عمل جو لوگوں کو دکھانے اور حصول شہرت کے لیے کیا گیا ہو روز قیامت اس سے سوائے ندامت اور عذاب کے کچھ حاصل نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے علی وجہ الخلائق رسوا فرمادینگے۔ مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوھند داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے کوئی عمل لوگوں کو دکھلانے اور حصول شہرت کے لیے کیا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت اس کو ذلیل اور رسوا فرمادینگے۔

حافظ ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ عمل صالح کا اخفاء اور چھپانا مستحب ہے لیکن بعض اوقات اس نیت سے اس کا اظہار مستحب ہے کہ دیکھنے والے اس کی اقتدا کریں۔ یعنی جب اس امر کا اطمینان ہو کہ لوگ عمل صالح کو دیکھ کر اس کی اقتدا کرینگے۔ جیسے والد کا اپنی اولاد کے سامنے نیک اعمال کرنا تاکہ انہیں رغبت اور شوق ہو اور وہ بھی کریں۔ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تہجد پڑھتے تھے اور اپنے محاسن اعمال کا اظہار کرتے تھے تاکہ لوگ ان کی اقتداء کریں اس لیے اگر کوئی شخص ایسا امام یا مرشد ہو جس کی لوگ اقتداء کرتے ہوں اور وہ اپنے ظاہری اور پوشیدہ عمل میں اس امر پر قادر ہو کہ اس کی نیت خالصتاً رضائے الٰہی کی برقرار رہے اور اسے یہ قدرت حاصل ہو کہ وہ شیطان کو اپنے اوپر غلبہ نہ پانے دے تو اس کا اپنے اعمال حسنہ کا اظہار کرنا تاکہ لوگ اس کی اقتداء کریں مستحب ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو ہر صورت میں اخفاء مستحب ہے۔

(فتح الباری : ۳/ ۳۹۰. عمدة القاری : ۲۳/ ۱۳۱. شرح صحیح مسلم : ۱۸/ ۹۰. روضة المتقین : ۴/ ۱۲۵)

دنیا کی خاطر علم حاصل کرنے والا جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہوگا

۱۶۲۰. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا یُبْتَغیٰ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَایَتَعَلَّمُه، اِلَّالِیُصِیْبَ بِهٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ" یَعْنِیْ رِیْحَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ. وَالْاَحَادِیْثُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَةٌ مَشْهُوْرَةٌ .

(۱۶۲۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس علم کو جس کے ذریعہ اللہ کی رضا حاصل کی جاتی ہے اس لیے سیکھتا ہے کہ اس سے دنیا حاصل کرے وہ روز قیامت جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ عرف کے معنی خوشبو کے ہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بسند صحیح روایت کیا ہے۔

اس موضوع سے متعلق اور بھی متعدد مشہور احادیث ہیں۔

تخریج حدیث (۱۶۲۰): سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغیر اللّٰه .

کلمات حدیث: عرضا من الدنیا : دنیا کا سامان۔ اسباب دنیا۔

شرح حدیث: علم دین کے حصول اور اس کی تعلیم واشاعت میں اخلاص اور حسن نیت لازمی ہے نیز علم دین کے حصول کے ساتھ

اس پر عمل اور تقوی اختیار کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر عمل علم بے کار ہے اور بغیر تقوی علم دین حاصل کرنے والا معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ صحابۂ کرام علم و عمل ساتھ حاصل کرتے تھے۔ غرض علم دین کو حصولِ دنیا کا ذریعہ بنانا ثواب اخروی سے محرومی کا باعث ہے اور اتنا بڑا جرم ہے کہ ایسا شخص جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہو جائے گا۔ یہ حدیث اس سے پہلے کتاب العلم میں آ چکی ہے۔

(روضة المتقين : ٤/١٢٦. دليل الفالحين : ٤/٤٠٨)

الباب (۲۸۹)
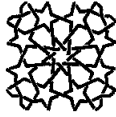
باب مَا يُتَوَهَّمُ اَنَّه' رِيَآءٌ وَلَيْسَ بِرِيَآءً

کسی بات کے بارے میں ریا کا وہم ہونا حالانکہ وہ ریا نہ ہو

١٦٢١. وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ الَّذِىْ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمِدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ : تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٦٢١) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص کوئی خیر کا کام کرے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کریں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن کے لیے خوشخبری ہے جو اسے پہلے دیدی گئی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۲۱): صحیح مسلم، کتاب البر، باب اذا اثنی علی الصالح .

کلمات حدیث: عاجل بشری المؤمن : یہ مؤمن کو جلد ملنے والی بشارت ہے۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ﴾ (ان کو دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے)

شرح حدیث: اگر کسی نے خالصتاً لوجہ اللہ عمل صالح کیا اور اس کی نیت بھی صحیح ہے اور اس کا عمل بھی محض رضائے الٰہی کے لیے ہو اور اس پر لوگ اس کی تعریف کریں تو یہ وہ محبت ہے جو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور زبان سے اس کا اظہار کروا دیتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں تو حضرت جبرئیل کو فرماتے ہیں کہ فلاں بندہ میرا محبوب ہے تم بھی اسے محبوب بنالو، جبرئیل علیہ السلام اسے اپنا محبوب بنالیتے ہیں اور آسمان دنیا پر پکارتے ہیں کہ اللہ نے فلاں بندہ کو محبوب بنالیا ہے تم بھی اسے محبوب بنالو۔ اس پر آسمان والے اسے اپنا محبوب بنالیتے اور پھر یہ قبولیت دنیا میں اتار دی جاتی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات جب ہے کہ نیک عمل کرنے والا اس طرف دہیان تک نہ دے کہ لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں یا نہیں اور اس کا عمل خالص اللہ کے لیے ہو۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ١٦/١٥٥ . روضة المتقین : ٤/١٢٦ . دلیل الفالحین : ٤/٤٠٩)

الباب (۲۹۰)

باب تحريم النظر الى المراة الا جنبية و الا مرد الحسن لغير حاجة شرعية

اجنبی عورت اور خوبصورت بے ریش بچے کی طرف بغیر شرعی ضرورت دیکھنا حرام ہے

۳۸۹. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَـٰرِهِمْ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''آپ مؤمنوں کوفرمادیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔'' (النور: ۳۰)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ آپ اہل ایمان کو حکم فرمادیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ نیچی نگاہ رکھنے سے مراد نگاہ کو ان چیزوں سے پھیر لینا ہے جن کی طرف دیکھنا شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔ غیر محرم عورت کو نگاہ غلط سے دیکھنا حرام اور بغیر کسی نیت کے دیکھنا مکروہ ہے اور اسی طرح مرد یا عورت کے ستر کی طرف دیکھنا بھی ممنوع ہے، کسی کے گھر کا راز معلوم کرنے کے لیے اس کے گھر میں جھانکنا اور وہ تمام کام جن میں اسلامی شریعت نے نگاہ ڈالنے سے منع فرمایا ہے اس میں داخل ہیں۔

(معارف القرآن. تفسیر مظهری)

کان آنکھ دل کے بارے میں خصوصی سوال ہوگا

۳۹۰. وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿ إِنَّ ٱلسَّمْعَ وَٱلْبَصَرَ وَٱلْفُؤَادَ كُلُّ أُوْلَـٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔولًا ۝٣٦ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''کان، آنکھیں اور دل سب کے بارے میں باز پرس ہوگی۔'' (الاسراء: ۳۶)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ کان آنکھ اور دل کے بارے میں ہر شخص سے روز قیامت باز پرس ہوگی کہ انہیں کہاں کہاں استعمال کیا اور کیا کیا خیال دل میں جمایا۔ اگر کان سے ایسی باتیں سنیں جن کا سننا ناجائز تھا یا آنکھ سے ایسی چیزیں دیکھیں جن کا دیکھنا شرعاً ناجائز تھا یا دل میں کوئی غلط عقیدہ اور کوئی بری بات جمالی جو اللہ کے بتائے ہوئے احکام کے خلاف تھی تو ان سب کے بارے میں روز قیامت سوال ہوگا۔ (معارف القرآن)

۳۹۱. وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ ٱلْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى ٱلصُّدُورُ ۝١٩ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور ان باتوں کو جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہیں۔'' (غافر: ۱۹)

تفسیری نکات: تیسری آیات میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حالات سے واقف ہے جس میں کسی نے کسی کی طرف نظر چرا کر دیکھا اور ان تمام باتوں سے بھی واقف ہے جو لوگوں نے اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی ہیں۔ یعنی مخلوق سے نظر بچا کر چوری چھپے کسی پر نگاہ ڈالی یا کن انکھیوں سے دیکھا یا دل میں کچھ نیت کی یا کسی بات کا ارادہ اور خیال آیا ان میں سے ہر چیز کو اللہ جانتا اور انصاف کرتا ہے۔

(تفسیر عثمانی)

۳۹۲. وَقَالَ تَعَالىٰ :

﴿ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿١٤﴾ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''تمہارا رب البتہ تمہاری گھات میں ہے۔'' (الفجر: ۱۴)

تفسیری نکات: چوتھی میں ارشاد فرمایا کہ تیرا رب تیری گھات میں ہے یعنی جس طرح کوئی شخص گھات میں پوشیدہ رہ کر آنے جانے والوں کی خبر رکھتا ہے کہ فلاں کیونکر اور کیا کرتا ہوا گزرا اور فلاں کیا لایا اور کیا لے گیا پھر وقت آنے پر اپنی ان معلومات کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہ کر تمام بندوں کے تمام اعمال وافعال اور احوال کو دیکھتا ہے کوئی حرکت وسکون اس سے مخفی نہیں ہے ہاں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ غافل لوگ سمجھتے ہیں کہ کوئی پوچھنے والا نہیں جو چاہو کرو حالانکہ وقت آنے پر ہر چھوٹے بڑے عمل کا حساب ہوگا اور سارے اعمال سامنے لا کر رکھ دیئے جائیں گے اس وقت معلوم ہوگا کہ یہ سب ڈھیل تھی اور بندوں کا امتحان تھا کہ کن حالات میں کیا کچھ کرتے ہیں اور عارضی حالت پر نظر کر کے آخری انجام کو تو نہیں بھولتے۔ (تفسیر عثمانی)

آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں کا زنا

۱۶۲۲. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : كُتِبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَصِیْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَامَحَالَةَ : اَلْعَیْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهَا الْكَلَامُ، وَالْیَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا، وَالْقَلْبُ یَهْوٰی وَیَتَمَنّٰی، وَیُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ اَوْیُكَذِّبُهٗ، ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

هٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَرِوَایَةُ الْبُخَارِیِّ مُخْتَصَرَةٌ .

(۱۶۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم کے لیے اس کا زنا کا حصہ لکھدیا گیا ہے جو لامحالہ اسے پہنچے گا، آنکھوں کا زنا نظر ہے کانوں کا زنا سننا ہے زبان کا زنا بات کرنا ہے ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور دل خواہش کرتا اور آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور بخاری کی روایت مختصر ہے۔

تخریج حدیث(۱۶۲۲): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب زنا الجوارح . صحیح مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم خطه من الزنا .

کلمات حدیث: کتب : تقدیر میں لکھدیا گیا۔ مدرك ذلك لامحالة : اسے ضرور حاصل کرنے والا ہے۔ ادرك ادراکاً (باب افعال) پالیا۔ القلب یهوی ویتمنی : دل میں میلان پیدا ہوتا ہے اور تمنا ابھرتی ہے۔ دل میں خواہش اور آرزو پیدا ہوتی ہے۔

شرح حدیث: قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یعنی زنا کے تمام دواعی سے بچو اس کے جملہ اسباب سے اجتناب کرو اور ان تمام کاموں سے احتراز کرو جو زنا کا پیش خیمہ بنتے ہیں، کسی کو بری نظر سے دیکھنا، بری بات زبان پر لانا اور اس کا سننا اور برائی کے لیے قدم اٹھانا اور دل میں میلان اور خواہش کا بیدار ہونا سب دواعی زنا اور اس کی طرف لے جانے والے امور ہیں ان سب سے احتراز کرنا لازم ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث کے معنی ہیں کہ انسان کے لیے زنا کا کوئی نہ کوئی حصہ مقدر کر دیا گیا ہے کہ وہ یا تو حقیقی زنا کا مرتکب ہوتا ہے یا زنا کے دواعی اور ان کے اسباب میں سے کسی سبب میں گرفتار ہو جاتا ہے کہ کہیں برا خیال دل میں آ گیا، کبھی کہیں بری نظر ڈال لی اور کبھی کسی غیر محرم عورت سے بات کر لی اور اسے ہاتھ لگا لیا، وغیرہ یہ سب مجازی زنا کی صورتیں ہیں۔

(فتح الباری : ۳/۲۶۲. عمدة القاری : ۲۲/۲۷۳. شرح صحیح مسلم : ۱۶/۱۶۸)

راستہ کے حقوق میں سے نظر کی حفاظت بھی ہے

۱۶۲۳. وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ فِی الطُّرُقَاتِ!" قَالُوْا : یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ : نَتَحَدَّثُ فِیْهَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّهٗ"، قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "غَضُّ الْبَصَرِ، وَکَفُّ الْاَذٰی، وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۱۶۲۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنے سے احتراز کرو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ہمارے لیے بیٹھے بغیر چارہ نہیں کہ ہم وہاں باتیں کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم بیٹھے بغیر نہیں رہ سکتے تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ راستے کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ ارشاد فرمایا کہ نگاہ نیچی رکھنا، تکلیف وہ چیزوں کو ہٹا دینا، سلام کا جواب دینا اور نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۶۲۳): صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب أفنیة الدور والجلوس علی الصعدات . صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن الجلوس فی الطرقات .

کلمات حدیث: مالنا من مجا لسنابد : ہمارے لیے ان مجالس سے گریز کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ غض البصر : نگاہ پست رکھنا۔

كف الآذى : ایذا کا دور کرنا اور اس کے وقوع کو روکنا۔

شرح حدیث: گھروں کے سامنے جگہوں پر اور راستوں میں بیٹھنا جائز ہے لیکن اس کے حقوق وآداب ہیں جو یہ ہیں کہ نگاہ نیچی رہے اور کسی نامحرم پر نظر نہ پڑے نہ خود کسی کو تکلیف پہنچائے اور نہ کسی کو تکلیف پہنچانے دے، سلام کا جواب دے اور اچھائیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر میں آچکی ہے۔

(روضة المتقين : ١٢٩/٤. دليل الفالحين : ٤١١/٤. نزهة المتقين : ٤٣٠/٢)

نظر کی حفاظت سلام کا جواب بھی راستے کے حقوق میں سے ہیں

١٦٢٤. وَعَنْ اَبِىْ طَلْحَةَ زَيْدِ بْنِ سَهْلٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا قُعُوْدًا بِالْاَفْنِيَةِ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ : "مَالَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ اِجْتَنِبُوْا مَجَالِسَ الصُّعُدَاتِ" فَقُلْنَا: اِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَيْرِ مَابَأْسٍ : قَعَدْنَا نَتَذَاكَرُ وَنَتَحَدَّثُ. قَالَ : "اِمَّا لَافَادُّوْا حَقَّهَا : غَضُّ الْبَصَرِ، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"اَلصُّعُدَاتِ" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعِيْنِ : اَىِ الطُّرُقَاتِ.

(١٦٢٤) حضرت ابوطلحہ زید بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گھر کے باہر ڈیوڑھیوں میں بیٹھے ہوئے تھے اور باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ آ کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ تم نے راستوں میں مجالس کیوں لگالیں۔ تم مجالس لگانے سے بچو؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم اس طرح بیٹھے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ہم صرف باتیں کر رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر راستے کا حق ادا کرو یعنی نگاہ نیچی رکھو، سلام کا جواب دو اور اچھی بات کرو۔ (مسلم)

صعدات کے معنی راستوں کے ہیں۔

تخریج حدیث(۱۶۲۴): صحيح مسلم، كتاب السلام، باب من حق الجلوس على الطريق رد السلام.

کلمات حدیث: أفنية : جمع فناء : گھر کے سامنے کی جگہ۔ فقام علینا : ہمارے پاس آ کھڑے ہوئے۔

شرح حدیث: راستوں کے کناروں پر اور گزرگاہوں پر بیٹھنا جائز ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ راستے کے حقوق اور آداب کا خیال رکھا جائے اور ان کی رعایت ملحوظ رکھی جائے، مثلاً نگاہ نیچی رکھنا، سلام کا جواب، اچھی گفتگو کرنا اور اچھائیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا اور کسی کو تکلیف نہ پہنچانا اور نہ کسی کو تکلیف پہنچانے دینا۔ (شرح صحيح مسلم ١٢٠/١٤)

اچانک نظر پڑ جائے یہ معاف ہے

١٦٢٥. وَعَنْ جَرِيْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفَجْأَةِ

فَقَالَ: "اصْرِفْ بَصَرَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٦٢٥) حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی نظر کو فوراً پھیر لے۔ (مسلم)

تخریج حدیث(۱۶۲۵): صحیح مسلم، کتاب الادب، باب نظر الفجاة .

کلمات حدیث: الفجاءة: اچانک بلاقصد نگاہ پڑنا۔

شرح حدیث: حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر کسی اجنبی عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی نظر ہٹالو۔ مطلب یہ ہے کہ اگر اچانک نظر پڑ گئی اور فوراً ہٹالی تو کوئی گناہ نہیں ہے لیکن اگر نظر وہیں رہی اور بالارادہ بھی دیکھا تو وہ جائز نہیں ہے۔

جامع ترمذی رحمہ اللہ کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے علی ایک دفعہ دیکھنے کے بعد دوبارہ نظر نہ ڈالو کہ پہلی نظر تو معاف ہے دوسری نہیں۔

(شرح صحیح مسلم : ١١٧/١٤ . تحفة الاحوذی : ٦٣/٨ . روضة المتقین : ١٢٩/٤)

عورتوں کو نابینا مردوں سے بھی پردہ کرنا چاہیے

١٦٢٦ . وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَهُ مَيْمُوْنَةُ، فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ، وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "احْتَجِبَا مِنْهُ" فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمٰى : لَايُبْصِرُنَا، وَلَايَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ!" رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ .

(١٦٢٦) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی اور میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس وقت آپ ﷺ کے پاس تھیں۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور یہ واقعہ ہمیں حجاب کا حکم ملنے کے بعد کا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں اس سے پردہ کرلو۔ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہے نہ وہ ہمیں دیکھتا ہے اور نہ پہچانتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم دونوں اسے نہیں دیکھو گی۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث(۱۶۲۶): أبو داؤد، اللباس، باب فی قوله تعالیٰ ﴿قل للمؤمنات یغضضن من ابصارهن﴾. الجامع للترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال .

کلمات حدیث: أفعمیاو ان أنتما : کیا تم دونوں بھی نابینا ہو۔ أعمی : اندھا۔ عمیاء : اندھی۔ اس کا تثنیہ عمیا و ان.

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ازواجِ مطہرات کو نابینا سے پردہ کا حکم دیا جس سے معلوم ہوا کہ جس طرح مردوں کا نامحرم عورت کو دیکھنا ناجائز ہے اسی طرح عورت کا بھی نامحرم مرد کو دیکھنا جائز نہیں ہے قرآن کریم میں سورہ نور کی آیت حجاب میں عورتوں کو پس پردہ رہنے کا حکم ہوا ہے اور مردوں کو یہ حکم ہوا ہے کہ اگر ان سے کوئی چیز مانگنا ہے تو پردہ کے پیچھے سے مانگیں اس حکم میں بھی پردہ کی خاص تاکید ہے کہ بلاضرورت تو مردوں کو عورتوں سے الگ رہنا ہی ہے ضرورت کے وقت ان سے بات کرنا ہو تو پس پردہ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ حجاب یا پردہ نسواں کے بارے میں قرآن کریم کی متعلقہ سات آیات اور ستر کے قریب احادیث کا حاصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود اور درجۂ اول میں جو امر مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ عورتوں کا وجود اور ان کا سراپا مکمل طور پر مردوں کی نگاہوں سے مستور رہے جو گھروں کی چاردیواری ہی میں ہوسکتا ہے اس کے سوا حجاب کی جتنی صورتیں ہیں وہ بربنائے ضرورت ہیں اور قدر ضرورت کے ساتھ مقید ہیں۔ غرض پردہ کا اصل مطلوب شرعی ان کے وجود اور سراپا کا حجاب ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر رہیں۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ناگزیر ضرورت کے تحت عورتیں باہر نکلیں تو اپنے سارے وجود کو سر سے پاؤں تک برقع یا لمبی چادر میں ڈھانپ لیں اور چادر میں سے صرف ایک آنکھ کھولیں تاکہ راستہ دیکھ سکیں۔ یہ دونوں درجہ علماء اور فقہاء کے یہاں متفق علیہ ہیں۔

ایک تیسرا درجہ بھی بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے جس میں صحابہ وتابعین اور فقہاء امت کی آراء مختلف ہیں۔ وہ یہ کہ جب عورتیں کسی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلیں تو وہ اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں بھی کھول سکتی ہیں بشرطیکہ سارا جسم مستور ہو۔ لیکن فتویٰ اس پر ہے کہ خوف فتنہ کی وجہ سے عورت پر لازم ہے کہ چہرہ کا بھی پردہ کریں، اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ کھولنا جائز نہیں۔ (ابن شائق)

(تحفة الاحوذی : ٨/٦٤. معارف القرآن)

١٦٢٧. وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَایَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَاالْمَرْأَةُ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَایُفْضِیْ الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، وَلَاتُفْضِیْ الْمَرْأَةُ اِلَی الْمَرْأَةِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(١٦٢٧) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرد مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور عورت عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ مرد مرد کے ساتھ برہنہ ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ عورت عورت کے ساتھ برہنہ ایک کپڑے میں لیٹے۔

(مسلم)

تخریج حدیث (١٦٢٧): صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب تحریم النظر الی العورات .

کلمات حدیث: لایفضی الرجل الی الرجل فی ثوب واحد : مرد مرد کے قریب ایک کپڑے میں برہنہ نہ لیٹے۔

شرح حدیث: مرد اور عورت کا وہ حصہ بدن جو ستر کہلاتا ہے اس کا سب سے چھپانا اور پوشیدہ رکھنا شرعی عقلی اور طبعی فریضہ ہے اور

تمام انبیاء کی شریعتوں میں فرض رہا ہے حتی کہ جنت میں جب آدم وحوا کا ستر کھل گیا تو وہ اپنے جسم کو پتوں سے چھپانے لگے۔ ستر کی تحدید میں اختلاف ہوسکتا ہے کہ ستر کہاں سے کہاں تک ہے لیکن خود ستر کے چھپانے اور پوشیدہ رکھنے میں تمام اقوام وملل اور تمام ادیان و مذاہب متفق ہیں۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ستر کا دیکھنا حرام ہے ماسوا شوہر اور بیوی کے۔ اور اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مرد اور عورت کی شرمگاہ ستر میں داخل ہے۔ مرد کا زیر ناف سے لے کر گھٹنوں تک جسم ستر ہے۔ عورت کا عورت کے لیے زیر ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ جسم ستر ہے۔ عورت کا ستر اس کے محارم کے لیے اس کی پیٹھ پیٹ زیر ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ ہے۔ اور محرم مرد عورت کے سر چہرہ بازو کو بغیر شہوت کے دیکھ سکتا ہے۔ اور غیر محرم کے لیے عورت کا سارا جسم ستر ہے حتی کہ چہرہ اور ہتھیلیاں بھی ستر میں داخل ہیں۔

حدیث مبارک میں مرد کا مرد کے ستر کو دیکھنا اور عورت کا عورت کے ستر کو دیکھنا حرام قرار دیا گیا ہے اور اسی طرح اس سے بھی منع کیا گیا ہے کہ مرد مرد کے پاس برہنہ لیٹے اور عورت کے عورت کے پاس برہنہ لیٹے کہ یہ حرکت بے حیائی اور بے شرمی کی ہے اور دین اسلام میں حیا اور شرم کی بہت تاکید کی گئی ہے اور یہاں تک کہا گیا ہے کہ حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(تحفة الاحوذی : ۸/۸۱. شرح صحیح مسلم : ٤/٢٦)

البَابُ (۲۹۱)

بَابُ تَحْرِيمِ الْخَلْوَةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ

اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کی حرمت

۳۹۳. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے سوال کرو۔'' (الاحزاب: ۲۵)

تفسیری نکات: اسلام نے انسانی معاشرے سے فواحش بدکاری اور اخلاقی برائیوں کے سدباب کے لیے بہت وسیع اور ہمہ گیر احکام جاری فرمائے ہیں اور جہاں بہت سے اخلاقی جرائم کو سنگین گناہ اور حرام قرار دیا ہے وہاں بہت سے ایسے امور سے بھی منع کر دیا ہے جو فواحش اور برائیوں کی طرف لے جانے والے ہیں جیسے شراب کو حرام کرنے کے ساتھ شراب کے بنانے اور اس کی خرید وفروخت کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح اسلام نے زنا کو حرام قرار دینے کے ساتھ ان ذرائع کا بھی سدباب کیا ہے جو زنا اور بے حیائی اور فحاشی کی طرف لے جانے والے ہیں چنانچہ اختلاط مرد وزن کی اجازت نہیں دی اور اجنبی عورت کے ساتھ خلوت (تنہائی) میں بیٹھنے سے منع فرمایا۔ اجنبی عورت پر نظر ڈالنے کو آنکھوں کا زنا قرار دیا اس کو چھونے کو ہاتھوں کا زنا قرار دیا اور اس کی طرف چل کر جانے کو پیروں کا زنا قرار دیا۔ یہ سارے امور حرام ہیں خواہ یہ فی الواقع اور عملاً زنا پر منتج ہوں یا نہ ہوں اور ان تمام جرائم سے احتراز کے لیے عورتوں کے حجاب کا حکم ہے۔

آیت مذکورہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مرد عورتوں سے کوئی استعمال کی چیز برتن یا کپڑا مانگیں تو پردہ کے پیچھے سے مانگیں۔ قرآن وسنت کی رو سے یہی پردہ مطلوب ومقصود ہے کہ عورتیں اپنے وجود کو مردوں کی نظروں سے چھپائیں اور مرد ان کو نہ دیکھیں اور اگر کوئی چیز مانگنے لگیں تو وہ بھی پردے کے پیچھے ہو کر مانگیں کہ پردہ کا یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کو نفسانی وساوس سے پاک رکھنے کے لیے دیا گیا ہے۔ (معارف القرآن)

شوہر کے قریبی رشتہ دار تو موت ہیں

۱۶۲۸. وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ''اِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَآءِ!'' فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ : اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ : ''اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ!'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

''اَلْحَمْوُ'': قَرِيبُ الزَّوْجِ كَاَخِيهِ وَابْنِ اَخِيهِ وَابْنِ عَمِّهِ.

(۱۶۲۸) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو اپنے آپ کو عورتوں

کے پاس جانے سے بچاؤ۔ اس پر انصار میں سے کسی شخص نے کہا کہ دیور کا کیا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔ (متفق علیہ)

حمو : شوہر کا قریبی رشتہ دار، مثلاً بھائی، بھتیجا اور چچازاد وغیرہ۔

تخریج حدیث (۱۶۲۸): صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لایخلون رجل بامرأة . صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الخلوة الاجنبیه .

کلمات حدیث: ایاکم والد خول علی النساء : عورتوں کے پاس تنہائی میں جانے سے احتراز کرو۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ کبھی کسی اجنبی عورت کے پاس تنہائی میں نہ جاؤ، اور کسی تنہا عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھو، کیونکہ تنہا مرد اور عورت کے درمیان تیسرا شیطان ہے۔ بہر حال خلوت بالاجنبیہ حرام ہے اور گناہ ہے اور اس سے احتراز بے حد ضروری ہے اور بالخصوص اس صورت جبکہ مرد شوہر کا قریبی رشتہ دار ہو کہ عزیز قریب ہونے کی وجہ سے گھر میں آمد و رفت بھی رہتی ہے اور تنہائی کے مواقع بھی پیدا ہو جاتے ہیں اس لیے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے ان قریبی رشتہ داروں سے احتیاط زیادہ ضروری ہے، کہ اس صورت میں فتنہ کے مواقع زیادہ ہیں اور اسی لیے ان قریبی رشتہ داروں کو موت کہا گیا یعنی دین اور اخلاق کی موت۔

(فتح الباری : ۲/۱۰۶۵. شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۴/۱۲۹)

اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا حرام ہے

۱۶۲۹ . وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَایَخْلُوَنَّ اَحَدُکُمْ بِامْرَأَةٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(۱۶۲۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی اجنبی عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی میں نہ بیٹھے الا یہ کہ اس کا محرم موجود ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۲۹): صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لایخلون رجل بامرأة . صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم .

شرح حدیث: اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا حرام اور گناہ ہے اور کسی مرد کو ہرگز کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھنا چاہئے الا یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔ تنہا کسی عورت کے ساتھ ہونا جہاں بہت سی برائیوں کا پیش خیمہ بن سکتا ہے وہاں اس عورت کے محارم کے دلوں میں شکوک و شبہات بھی پیدا کر سکتا ہے جو بالعموم معاشرتی فساد پر منتج ہوتے ہیں۔ اس لیے فرمایا ہے کہ عورت اور مرد کے درمیان تیسرا شیطان ہے کہ کچھ بھی نہ کرے تو دونوں کے اعزاء کے درمیان اور دیکھنے والوں کے دلوں میں بدگمانی تو ضرور پیدا کر دے گا۔ (دلیل الفالحین ٤/٤١٦)

مجاہدین کی عورتوں کے ساتھ خیانت کرنا زیادہ بڑا گناہ ہے

١٦٣٠. وعن بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُرْمَةُ نِسَآءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، مَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلاً مِّنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ أَهْلِهِ فَيَخُونُهُمْ إِلاَّ وَقَفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَاشَآءَ حَتّٰى يَرْضٰى" ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ مَاظَنُّكُمْ؟" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٦٣٠) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مرد جہاد میں شرکت کے لیے نہ جائیں ان پر جہاد میں جانے والوں کی عورتوں کی حرمت ماؤں کی حرمت کے برابر ہے۔ جہاد میں شرکت نہ کرنے والا شخص جو مجاہد کے اہل خانہ کے لیے اس کا نائب ہو اور پھر ان کے حق میں خیانت کرے اسے روز قیامت کھڑا کر دیا جائے گا اور وہ اس کی نیکیوں میں سے جس قدر چاہے گا لے لے گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ (مسلم)

تخریج حدیث (١٦٣٠): صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب حرمة نساء المجاهدين .

کلمات حدیث: يخلف : خلیفہ بنتا ہے۔ نائب بنتا ہے۔ یعنی مجاہد کے جہاد پر جانے کے بعد کوئی شخص اس کے گھر کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ خلف خلافة (باب نصر) نائب ہونا۔ جانشین ہونا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں فرمایا گیا ہے کہ جو مجاہد جہاد کے لیے چلا جائے اور کوئی شخص اس کی غیر موجودگی میں اس کے اہل خانہ کی دیکھ بھال سنبھالے تو اس مجاہد کے گھر کی عورتوں کی حرمت اس شخص کے لیے ایسی ہے جیسی حرمت اس کی اپنی ماں کی ہے یعنی ان کی خدمت ماں سمجھ کر کرے اور ان کو اس طرح محترم و مکرم خیال کرے جیسے آدمی اپنی ماں کو کرتا ہے۔

اور اگر اس نائب نے مجاہد کے گھر میں کسی خیانت کا ارتکاب کیا تو قیامت کے دن اسے مجاہد کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا اور مجاہد کو اجازت دی جائے گی کہ جس قدر چاہے اس کے نامۂ اعمال میں سے نیکیاں لے لے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ اس کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی باقی چھوڑ دے گا۔

(شرح صحيح مسلم : ٣٦/١٣. دليل الفالحين : ٤١٦/٤)
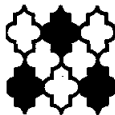
الباب (۲۹۲)

بَابُ تَحْرِيمِ تَشَبُّهِ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَتَشَبُّهِ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ فِي لِبَاسٍ وَحَرَكَةٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

لباس میں حرکت وادا میں اوراسی طرح دیگرامور میں مردوں کوعورتوں کی اورعورتوں کومردوں کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے

۱۶۳۱ . عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ، وَفِي رِوَايَةٍ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۶۳۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر جوعورتوں والا حلیہ اختیار کریں اوران عورتوں پر جومردوں والا حلیہ اختیار کریں لعنت فرمائی ہے۔اورایک اورروایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پراورعورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پرلعنت فرمائی ہے۔(بخاری)

تخریج حدیث(۱۶۳۱): صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب نفی اهل المعاصی والمخنثین .

کلمات حدیث: مخنثین : جمع مخنث . خنث خنثا (باب سمع) عورتوں کے انداز واطواراختیار کرنا۔ متر جلات : جمع مترجلة : وہ عورت جومردوں کے انداز واطواراختیار کرے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں مردوں کومنع فرمایا گیا ہے کہ وہ حرکات وسکنات اورکلام کی نرمی اورنوح اورزینت ولباس میں عورتوں کے طورطریقے اختیار کریں اوراسی طرح عورتوں کومردوں کی حرکات وسکنات لباس اعمال اوراطوار میں مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔یہ تشبہ بالنساء اورتشبہ بالرجال حرام ہےاورگناہ ہے۔

ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حرمت کی حکمت یہ ہے کہ مشابہت اختیار کرنے والا مرد یاعورت گویااس خلقت پرراضی نہیں جس پراللہ نے انہیں پیدا کیا ہےاوراللہ کے کارتخلیق میں تغیر کے درپے ہیں۔

(فتح الباری : ۱۳۹/۳ . روضة المتقین : ۱۳۷/۴ . دلیل الفالحین : ۴۱۷/۴)

عورت ومرد کالباس میں ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرناممنوع ہے

۱۶۳۲ . وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

(۱۶۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد بسند صحیح)

تخریج حدیث (۱۶۳۲): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب لباس النساء.

کلمات حدیث: لبسة المرأة : عورتوں کا ملبوس۔عورتوں کا لباس، زنانہ کپڑے۔

شرح حدیث: عورتوں کے ساتھ مخصوص لباس اور زنانہ کپڑے پہننا مردوں پر حرام ہے اور مردوں کے ساتھ مخصوص لباس اور مردانہ کپڑے پہننا عورتوں کو حرام ہے اور گناہ ہے کیونکہ لباس میں مرد وعورت کا ایک دوسرے کی نقل کرنا اس ساخت اور فطرت سے انحراف کرنا ہے جس پر اللہ نے انہیں پیدا فرمایا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ فلاں عورت مردوں جیسے جوتے پہنتی ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو کسی بات میں مردوں کی مشابہت اختیار کرے۔

(روضة المتقين : ٤/١٣٨)

جہنمی عورتوں کی صفات

۱۶۳۳ . وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا : قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ ، وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ ، رُؤُسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَايَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَايَجِدْنَ رِيْحَهَا ، وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

مَعْنٰى "كَاسِيَاتٌ" : اَىْ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ "عَارِيَاتٌ" مِنْ شُكْرِهَا . وَقِيْلَ مَعْنَاهُ : تَسْتُرُ بَعْضَ بَدَنِهَا وَتَكْشِفُ بَعْضَهُ اِظْهَارًا لِجَمَالِهَا وَنَحْوِهِ وَقِيْلَ : تَلْبَسُ ثَوْبًا رَقِيْقًا يَصِفُ لَوْنَ بَدَنِهَا . وَمَعْنٰى "مَائِلَاتٌ" قِيْلَ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا يَلْزَمُهُنَّ حِفْظُهُ "مُمِيْلَاتٌ" اَىْ يُعَلِّمْنَ غَيْرَهُنَّ فِعْلَهُنَّ الْمَذْمُوْمَ . وَقِيْلَ مَائِلَاتٌ يَمْشِيْنَ مُتَبَخْتِرَاتٍ ، مُمِيْلَاتٌ لِاَكْتَافِهِنَّ . وَقِيْلَ : مَائِلَاتٌ يَمْتَشِطْنَ الْمِشْطَةَ الْمَيْلَآءَ ، وَهِىَ مِشْطَةُ الْبَغَايَا "وَمُمِيْلَاتٌ" : يُمَشِّطْنَ غَيْرَهُنَّ تِلْكَ الْمِشْطَةَ ، "رُؤُسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ" اَىْ يُكَبِّرْنَهَا وَيُعَظِّمْنَهَا بِلَفِّ عِمَامَةٍ اَوْعِصَابَةٍ اَوْنَحْوِهِ .

(۱۶۳۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو قسمیں اہل جہنم کی ایسی ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا۔ ایک وہ گروہ جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے ان سے لوگوں کو ماریں گے۔ اور عورتوں کا وہ گروہ جو لباس کے باوجود برہنہ ہوں، لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود مائل ہونے والی ان کے سر بختی اونٹ کی جھکی ہوئی

کوہانوں جیسے ہوں گے۔ نہ وہ جنت میں جائینگی اور نہ اس کی خوشبو پائینگی۔ حالانکہ اس کی خوشبو اتنے اور اتنے فاصلے تک پہنچے گی۔
(مسلم)

کاسیات: اللہ کی نعمت کا لباس پہنے ہوئے۔ عاریات: نعمت شکر سے عاری، کسی نے کہا کہ اس کے معنی ہیں اپنے جسم کے کچھ حصے کو چھپائے ہوں گی اور کچھ خوبصورتی کے اظہار کے لیے کھلا رکھیں گی۔ بعض نے کہا کہ اتنا باریک لباس پہنینگی جس سے ان کے جسم کا رنگ جھلکے گا۔ مائلات: کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ کی اطاعت سے ہٹی ہوئی ہوں گے اور اس کی حفاظت سے گریز کرنے والی ہوں گی۔ ممیلات: کے معنی ہیں اپنے اس مذموم فعل سے دوسری عورتوں کو واقف کرائینگی۔ کسی نے کہا کہ ''مائلات'' کے معنی ہیں ناز و انداز سے چلنے والی اور ممیلات اپنے شانوں کو مٹکانے والی۔ بعض نے کہا کہ ممیلات کے معنی ہیں کہ وہ ایسی کنگھی پٹی کریں گی جس سے دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں اور وہ بدکار عورتوں کی کنگھی پٹی ہے اور ممیلات کے معنی ہیں جو دوسری عورتوں کی بھی اسی طرح کنگھی پٹی کرے۔

رؤوسهن كأسنمة البخت : کے معنی ہیں اپنے سروں کو کوئی چیز لپیٹ کر اونچا کرنے والی ہوں گی۔

تخریج حدیث(۱۶۲۳): صحيح مسلم، كتاب اللباس و الزينة، باب النساء الكاسيات العاريات .

کلمات حدیث: من اهل النار : اہل جہنم۔ جہنمی لوگ۔ وہ لوگ جنہیں جہنم میں بھیجا جائے گا۔ لم أرهما : دو گروہ اہل جہنم ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا یعنی میرے زمانے میں موجود نہیں ہیں۔ سياط : جمع سوط . کوڑا۔ يضربون بها الناس : ان کوڑوں سے ناحق لوگوں کو مارینگے۔ كاسيات عاريات : نیم برہنہ عورتیں، امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر عورت کا لباس اس کا مکمل ساتر نہیں ہے تو وہ بھی عریانی ہے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جہنم کے دو گروہ ہیں جو ابھی میں نے نہیں دیکھے اور آئندہ ہوں گے ان میں سے ایک گروہ ان ظالم اور جابر لوگوں کا ہے جو لوگوں پر مسلط ہو جائینگے اور ان کو ناحق مارینگے اور پیٹینگے۔

دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو لباس پہنے ہوئے ہونے کے باوجود برہنہ ہوں گی اور ایسا لباس پہنے ہوئے ہونگی جس سے جسم کے نشیب و فراز واضح ہوں گے، جسم کے کچھ حصے نظر آئیں گے یا کپڑوں میں سے جھلملاتے نظر آئیں گے یہ عورتیں مردوں کی طرف مائل ہوں گی اور انہیں اپنی طرف مائل کرینگی اور اپنے سر کے بالوں کو اس طرح بنائینگی جیسے بختی اونٹوں کے کُہان ہوں۔ یہ عورتیں نہ جنت میں جائینگی اور نہ اس کی خوشبو پائینگی حالانکہ جنت کی خوشبو دور دور تک پہنچے گی۔

(شرح صحيح مسلم : ۹۲/۱٤. روضة المتقين : ۱۳۹/٤)

الباب (۲۹۳)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّشَبُّهِ بِالشَّيْطَانِ وَالْكُفَّارِ

شیطان اور کفار سے مشابہت کی ممانعت

الٹے ہاتھ سے کھانے کی ممانعت

۱۶۳۴. عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَاكُلُوا بِالشِّمَالِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَاكُلُ وَيَشْرَبُ بِالشِّمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۳۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۳۴): صحیح مسلم، الاشربه، باب آداب الطعام و الشرب و احکامها.

شرح حدیث: شیطان خسیس ذلیل اور مردود ہے اس لیے ہر وہ کام جو شیطان کرتا ہے وہ بھی خسیس ذلیل اور مردود ہے، شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے اس لیے ہرگز کوئی شخص کبھی کھانے اور پینے میں بایاں ہاتھ استعمال نہ کرے بلکہ مسلمان کو چاہیے ہر اچھے پاکیزہ اور عمدہ کام میں دایاں ہاتھ استعمال کرے۔ (شرح صحیح مسلم: ۱۶۰/۱۳. تحفة الاحوذی: ۵۲۵/۵)

شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے

۱۶۳۵. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَاكُلَنَّ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَاكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۳۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہرگز اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ بائیں ہاتھ سے پیئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۲۵): صحیح مسلم، کتاب الاشربه، باب آداب الطعام و الشرب و احکام مهما.

شرح حدیث: کھانے پینے کے اسلامی آداب میں سے ایک اہم ادب دائیں ہاتھ سے کھانا پینا ہے اور بائیں ہاتھ سے کھانے یا پینے میں شیطان کی مشابہت ہے جو ممنوع ہے۔ اسی بنا پر اس حدیث مبارک میں تاکید شدید کے ساتھ ارشاد ہوا ہے کہ تم میں سے کوئی ہرگز بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ ہرگز بائیں ہاتھ سے پیئے کہ یہ عمل شیطان ہے۔

(شرح صحیح مسلم: ۱۶۱/۱۴. روضة المتقین: ۱۴۱/۴. تحفة الاحوذی: ۲۵/۵)

خضاب استعمال کر کے یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو

١٦٣٦ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی لَایَصْبِغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

اَلْمُرَادُ : خِضَابُ شَعْرِ اللِّحْیَةِ وَالرَّأْسِ الْاَبْیَضِ بِصُفْرَةٍ اَوْحُمْرَةٍ، وَاَمَّاالسَّوَادُ فَمَنْهِیٌّ عَنْهُ کَمَا سَنَذْکُرُهٗ فِی الْبَابِ بَعْدَهٗ، اِنْشَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی .

(١٦٣٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہود اور نصاری بالوں کو نہیں رنگتے تو تم ان کی مخالفت کرو۔ (متفق علیہ)

مراد ہے ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو پیلا یا سرخ رنگنا۔ سیاہ رنگ لگانا منع ہے۔ جیسا کہ ہم اگلے باب میں بیان کرینگے۔ انشاً اللہ تعالیٰ۔

تخریج حدیث(۱۶۲۶): صحیح البخاری، اللباس، باب الخضاب . صحیح مسلم، اللباس و الزینة باب مخالفة الیهود فی الصبغ .

کلمات حدیث: خضاب : مہندی وغیرہ سے سفید بالوں کو رنگنا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ یہود اور نصاری کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو مہندی سے رنگ لیا کرو، مہندی سے سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سنت نبوی ﷺ ہے۔ (دلیل الفالحین : ٤/٤٢١)

البَابُ (۲۹٤)
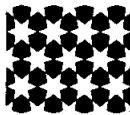
بَابُ نَهْيِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ عَنْ خِضَابِ شَعْرِهِمَا بِسَوَادٍ

مرد اور عورت دونوں کے لیے اپنے بالوں کو سیاہ خضاب سے رنگنا منع ہے

(۱٦۳۷) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اُتِيَ بِاَبِيْ قُحَافَةَ وَالِدِ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "غَيِّرُوْا هٰذَا وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱٦۳۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا ان کا سر اور ان کی داڑھی ثغامہ کی طرح تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سفید بالوں کو بدل دو اور سیاہ کرنے سے اجتناب کرو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱٦۳۷): صحیح مسلم، کتاب اللباس و الزینة۔ باب صبغ الشعر و تغییر الشیب .

کلمات حدیث: ثغامہ : ایک پودے پر کھلنے والی سفید کلی۔

خضاب کی تفصیلات

شرح حدیث: فتح مکہ کے روز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو قحافہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں لائے گئے ان کے سر اور داڑھی کے بال بے حد سفید تھے آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ انہیں خضاب لگا دیا جائے لیکن وہ خضاب کالا نہ ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ نے قاضی عیاض رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام اور تابعین میں خضاب کے بارے میں اور اس کی نوع کے بارے میں اختلاف رہا ہے چنانچہ بعض کے نزدیک خضاب نہ لگانا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بڑھاپے کی تغیر سے منع فرمایا۔ یہ رائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ خضاب کا استعمال افضل ہے چنانچہ ان احادیث کی بنا پر جو صحیح مسلم میں آئی ہیں متعدد صحابہ اور تابعین نے خضاب استعمال کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیلا رنگ استعمال کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دیگر حضرات نے مہندی اور کتم سے بال رنگے اور بعض دیگر نے زعفران استعمال کیا چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسن اور حسین وغیرہ ہم سے زعفران کا استعمال منقول ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض احادیث خضاب کی اجازت کے بارے میں ہے اور بعض اس کی ممانعت میں مروی ہیں لیکن ان میں تناقض نہیں ہے بلکہ خضاب لگانے کی احادیث ان لوگوں کے بارے میں جن کی سفیدی ابو قحافہ جیسی ہو اور ممانعت ان کے لیے ہے جنکے بال کالے اور سفید ملے جلے ہوں۔ بہر حال اس امر پر اجماع ہے کہ خضاب کا حکم یا اس کی ممانعت دونوں وجوب کے لیے نہیں ہیں بلکہ بیان جواز کے لیے ہیں اور اسی لیے ایک دوسرے پر رد و انکار منقول نہیں ہے۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس کے بال ابوقحافہ کی طرح سفید ہوں اس کے لیے خضاب اولی ہے ورنہ عدم تخضیب بہتر ہے۔لیکن مطلقاً خضاب اولی ہے کہ اس میں اہل کتاب کی مخالفت ہے۔

ترمذی میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑھاپے کی تغییر کا سب سے اچھا طریقہ مہندی اور کتم (وسمہ) ہے۔ (شرح صحيح مسلم : ١٤/ ٦٨. روضة المتقين : ٤/ ١٤٣)

الباب (۲۹۵)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ وَهُوَ حَلْقُ بَعْضِ الرَّأْسِ دُوْنَ بَعْضٍ وَإِبَاحَةِ حَلْقِهِ كُلِّهِ لِلرَّجُلِ دُوْنَ الْمَرْأَةِ

قزع، یعنی سر کا کچھ حصہ مونڈے اور کچھ چھوڑ دینے کی ممانعت اور مرد کو سارا سر مونڈنے کی اجازت اور عورت کو ممانعت

قزع کی ممانعت

۱۶۳۸. عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَزَعِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۳۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۲۸): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب القزع. صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب کراهة القزع.

کلمات حدیث: قزع جمع قزعه: بادل کا ٹکڑا مراد ہے سر کے کچھ حصہ کو مونڈنا اور باقی سر کے بال چھوڑ دینا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے قزع سے منع فرمایا۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا اور قزع یہ ہے کہ بچے کا سارا سر مونڈ کر ایک لٹ چھوڑ دی جائے یعنی چاروں طرف سے سر مونڈ کر درمیان میں بال چھوڑ دیئے جائیں جو بعد میں چوٹی یا لٹ بن جائیں۔ امام خطابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قزع یہی ہے۔ جیسا کہ ہندوستان میں ہنود کا طریقہ ہے۔ (فتح الباری: ۱۵۱/۳. شرح صحیح مسلم: ۸۵/۱۴)

سر کے بعض حصے مونڈھنے کی ممانعت

۱۶۳۹. وَعَنْهُ قَالَ: رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِ رَأْسِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: "اِحْلِقُوْهُ كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْهُ كُلَّهٗ"، رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

(۱۶۳۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے سر کے کچھ بال مونڈ دیئے گئے ہیں اور کچھ چھوڑ دیئے گئے ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یا تو سارے بال مونڈ و یا سارے چھوڑو۔ (ابوداؤد نے بسند صحیح روایت کیا جو بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے)

تخریج حدیث(۱۶۳۹): سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب الذؤابة .

شرح حدیث: بچے کے سر کے بال سارے مونڈنے چاہئے یا سارے چھوڑنے چاہیے کچھ مونڈنے اور کچھ رکھنے سے منع فرمایا اور اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اہل کتاب مشرکین اور بت پرستوں کی مشابہت ہے۔

(روضة المتقين : ٤/١٤٦ . دليل الفالحين : ٤/٤٢٣ . نزهة المتقين : ٤/٤٤٠)

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچوں کے سر مونڈوائے

۱۶۴۰ . وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْهَلَ اٰلَ جَعْفَرٍ ثَلٰثاً ثُمَّ اَتَاهُمْ فَقَالَ : "لَاتَبْكُوْا عَلٰى اَخِيْ بَعْدَالْيَوْمِ" ثُمَّ قَالَ : "ادْعُوْالِيْ بَنِيْ اَخِيْ" فَجِيْءَ بِنَا كَاَنَّنَا اَفْرُخٌ فَقَالَ : "ادْعُوْا لِيَ الْحَلَّاقَ" فَاَمَرَهٗ فَحَلَقَ رُؤُسَنَا، رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ .

(۱۶۴۰) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آل جعفر کو تین دن کا موقعہ دیا اور پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا، پھر فرمایا کہ میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ۔ ہمیں لایا گیا جیسے ہم چھوٹے چوزے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حلاق کو بلاؤ آپ ﷺ نے حلاق کو حکم دیا اس نے ہمارے سروں کے بال مونڈ دیئے۔(ابوداؤد بسند صحیح علی شرط بخاری و مسلم)

تخریج حدیث(۱۶۴۰): سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب حلق الرأس .

کلمات حدیث: فجئ بنا كأنا افرخ : ہمیں لایا گیا اور ہم اتنے چھوٹے تھے جیسے چوزے ہوں۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر جو غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے تھے ان کے گھر والوں کو تین دن ان کا سوگ کرنے کی اجازت دی اور اس کے بعد رونے سے منع فرمادیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت جعفر کے بچوں کو بلوایا جو ابھی کم عمر تھے اور حجام کو بلا کر ان کے سر منڈوا دیئے۔

حج اور عمرے سے فارغ ہو کر سر منڈانا افضل ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ حج اور عمرے کے علاوہ بھی سر منڈانا بلا کراہت جائز ہے۔ البتہ بال رکھنا افضل ہے۔ (روضة المتقين : ٤/١٤٨ . دليل الفالحين : ٤/٢٢٤)

عورت کے لیے سر کے بال مونڈوانا ممنوع ہے

۱۶۴۱ . وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَةُ رَأْسَهَا" رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ .

(۱٦۴۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کا سر مونڈنے سے منع فرمایا۔ (نسائی)

تخریج حدیث (۱٦۴۱): سنن النسائی، کتاب الزینة باب النهی عن حلق المرأة راسها .

شرح حدیث: عورت کو سر مونڈنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے اور حج میں بھی تقصیر (بال چھوٹے کرانے) کا حکم ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اثر مروی ہے کہ عورت کے لیے انگلی کے پورے کے برابر بال کاٹ لینا کافی ہے۔

(روضة المتقین: ٤/١٤٨)

البَابُ (۲۹٦)
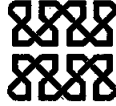
بَابُ تَحْرِيْمِ وَصْلِ الشَّعْرِ وَالْوَشْمِ وَالْوَشْرِ وَهُوَ تَحْدِيْدُ الْاَسْنَانِ
بال ملانے گودنے اور دانت باریک کرنے کی حرمت کا بیان

اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورتیں بگاڑنا شیطانی عمل ہے

۳۹۴. قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ :

﴿ إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِۦٓ إِلَّآ إِنَٰثًا وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَٰنًا مَّرِيدًا ﴿١١٧﴾ لَّعَنَهُ ٱللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿١١٨﴾ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ ءَاذَانَ ٱلْأَنْعَٰمِ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ ٱللَّهِ ﴾ الآيَةَ .

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”یہ اللہ کے سوا مونث چیزوں کو پکارتے ہیں اور یہ شیطان سرکش کو پکارتے ہیں اللہ نے اس پر لعنت فرمائی، اور کہا کہ میں تیرے بندوں میں سے ضرور مقررہ حصہ لوں گا اور ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور ان کو آرزوؤں میں مبتلا کروں گا اور انہیں حکم دوں گا پس وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور ضرور میں انہیں حکم دوں گا وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں میں تغیر کریں گے۔“ (النساء:۱۱۷)

تفسیری نکات: یہ لوگ یعنی کفار اور مشرکین اللہ کی بندگی اور اس کی عبادت چھوڑ کر بت پرستی میں مبتلا ہیں اور بتوں کے نام بھی عورتوں کے نام پر رکھے ہیں جیسے ”عزیٰ، منات اور نائلہ“ اس سے بڑھ کر جہالت اور نادانی کیا ہوگی کہ اپنے ہی ہاتھوں سے بت تراشے خود ہی ان کے زنانہ نام رکھے اور خود ہی ان کی پرستش شروع کردی۔ اسی پر بس نہیں یہ اس شیطان کی بندگی کرتے ہیں جس نے ذلیل ورسوا ہوکر کہا تھا کہ میں ضرور اولادِ آدم کو گمراہ کروں گا اور ان کو اپنے ساتھ جہنم میں لے جاؤں گا اور ان کو راہِ حق سے بھٹکانے کے تمام طریقے آزماؤں گا ان کے دلوں میں خواہشوں کی ایک دنیا بسادوں گا سینوں میں آرزوؤں کا ایک تلاطم برپا کردوں گا انہیں دنیا کی رنگینی کا گرویدہ بنا کر موت اور موت کے بعد کے انجام سے غافل کردوں گا میں ان سے کہوں گا تو یہ جانوروں کے کان چیر کر انہیں بتوں کی نذر کرینگے اور چڑھاوے چڑھائینگے اور اللہ کی تخلیق میں دخل دے کر اس نے جس طرح بنایا ہے اس میں تغیر کرینگے بدن کو گود کر اس میں رنگ بھر کر تصویر بنائیں گے، بچوں کے سروں پر غیر اللہ کے نام کی چوٹیاں رکھیں گے اللہ کے احکام بدل کر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرینگے۔

مصنوعی بال لگانے کی ممانعت

۱٦۴۲ . وَعَنْ اَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ امْرَأَةً سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِيْ اَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا، وَاِنِّيْ زَوَّجْتُهَا، اَفَاَصِلُ فِيْهِ؟ فَقَالَ : ”لَعَنَ اللّٰهُ

الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ "الْوَاصِلَةَ، وَالْمُسْتَوْصِلَةَ"

قَوْلُهَا "فَتَمَرَّقَ" هُوَ بِالرَّآءِ وَمَعْنَاهُ : انْتَثَرَ وَسَقَطَ . وَالْوَاصِلَةُ : الَّتِيْ تَصِلُ شَعْرَهَا أَوْشَعْرَ غَيْرِهَا بِشَعْرٍ اٰخَرَ ."

"وَالْمَوْصُوْلَةُ": الَّتِيْ يُوْصَلُ شَعْرُهَا، "وَالْمُسْتَوْصِلَةُ": الَّتِيْ تَسْأَلُ مَنْ يَفْعَلُ لَهَا ذٰلِكَ .

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَحْوَه، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۶۴۲) حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ حصبہ (بیماری) سے میری بیٹی کے بال جھڑ گئے ہیں اور میں نے اس کی شادی کر دی ہے کیا میں اس کے سر میں مصنوعی بال لگا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بال جوڑنے والی اور جس کے بال جوڑے جائیں دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (متفق علیہ)

اور ایک اور روایت میں واصلہ اور مستوصلہ کے الفاظ ہیں۔

فتمرق : کے معنی ہیں بال جھڑ گئے اور گر گئے۔ واصلہ وہ عورت جو اپنے بال یا کسی اور کے بال دوسرے بالوں سے جوڑتی ہے۔

موصولہ : جس کے بال جوڑے جائیں۔ مستوصلۃ : بال جڑوانے والی، جو کسی سے کہے کہ میرے بال لگا دو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایک روایت اسی طرح منقول ہے۔

تخریج حدیث (۱۶۴۲): صحيح البخاری، كتاب اللباس، باب الموصولة . صحيح مسلم، كتاب اللباس و الزينة۔ باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة .

کلمات حدیث: حصبہ : کھسرا یا چیچک کی بیماری جس میں سر کے بال جھڑ جاتے ہیں۔

شرح حدیث: عورت کے سر کے بالوں میں دوسرے بال کسی طریقے سے ملانا یا لگانا یا چپکانا ممنوع ہے اور لگانے والی اور لگوانے والی دونوں گنہگار ہیں۔ (فتح الباری : ۱۵۵/۳ . شرح صحيح مسلم للنووی : ۸٦/۱٤. روضة المتقين : ۱۵۰/٤)

مصنوعی بال لگانے پر بنی اسرائیل کی پکڑ ہوئی تھی

۱۶۴۳ . وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّه، سَمِعَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِيْ يَدِحَرْسِيٍّ فَقَالَ يَاأَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَيْنَ عُلَمَآؤُكُمْ؟! سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُوْلُ : "إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْآ إِسْرَآئِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَهٰذِهٖ نِسَآؤُهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۴۳) حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حج والے سال بر سر منبر یہ بات سنی۔ ان کے ہاتھ میں ایک بالوں کا گچھا تھا جو انہوں نے پہرے دار سے لیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اہل مدینہ

تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس قسم کے کام سے منع کرتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ بنو اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان کاموں کو اختیار کرلیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۴۳): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الوصل فی الشعر . صحیح مسلم، کتاب اللباس و الزینة باب تحریم فعل الواصلة و المستو صلة.

کلمات حدیث: عام حج علی المنبر : عام حج سے مراد ۵۱ھ ہے اور منبر رسول ﷺ ہے۔ قصه : بالوں کا گچھا۔ پیشانی کے بالوں کی لٹ۔

شرح حدیث: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کے ان کاموں کے ذکر فرمایا جن سے رسول اللہ ﷺ سے منع فرمایا یعنی بال ملانا وغیرہ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ہلاکت کا سبب منجملہ دیگر معاصی کے ایک یہ بھی تھا کہ ان کی عورتوں نے اس طرح کے کام شروع کردیئے تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ وہ ان کاموں سے کیوں نہیں روکتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارباب اختیار جب کسی برائی کو پھیلتے ہوئے دیکھیں تو خود اس کے تدارک کی فکر کریں اور علماء کو بھی متوجہ کریں کہ وہ دعوت تبلیغ کے ذریعے اس برائی کو روکیں اور لوگوں کو نصیحت کریں۔

(فتح الباری : ۲/ ۳۵۰. شرح صحیح مسلم : ۱۴/ ۹۱. تحفة الاحوذی : ۸/ ۶۸)

گودنے والی گودوانے والی دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

۱۶۴۴. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَا شِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۴۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بال جوڑنے والی، جڑوانے والی اور گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت فرمائی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۴۴): صحیح البخاری، اللباس، باب المستوشمه . صحیح مسلم، اللباس و الزینة، باب تحریم الواصلة و المستوصلة .

کلمات حدیث: الواشمة : گودنے والی۔ وشم : جسم میں سوئی چبھا کر رنگ یا نیل بھرنا اور اس طرح جسم پر کوئی نقش یا تصویر بنانا۔ وشم وشما (باب ضرب) گودنا۔ مستوشمة : وہ عورت جس کے جسم پر گودا جائے یا وہ عورت جو کسی اور عورت کو گدوانے پر آمادہ کرے۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک انسان کے بالوں کے ساتھ دوسرے بالوں کا ملانا حرام ہے کیونکہ کسی انسان کے بال ہوں یا اس کے دیگر اجزاء ان کا استعمال جائز نہیں ہے۔ اگر بال انسان کے علاوہ کسی پاک جانور کے ہوں تو

شوہر کی اجازت کے ساتھ عورت کے لگوا لینے میں جواز کی گنجائش ہے۔ اسی طرح فتاوی عالمگیری میں ہے کہ انسان کے بال دوسرے انسان سے ملانا حرام ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جسم کو گودنا یا گودوانا حرام ہے اور اگر کسی نے گودوالیا تو اسے چاہئے کہ وہ اسے کسی طرح ختم کرائے۔ (فتح الباری ۱۵۵/۳. عمدة القاری ۱۰۲/۲۳. شرح صحیح مسلم ۸۸/۱۴)

ملعون عورتوں کا ذکر

۱۶۴۵. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ!

فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَةٌ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ: وَمَالِيْ لَاأَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"اَلْمُتَفَلِّجَةُ" هِيَ: الَّتِيْ تَبْرُدُ مِنْ اَسْنَانِهَا لِيَتَبَاعَدَ بَعْضُهَا عَنْ بَعْضٍ قَلِيْلًا وَتُحَسِّنُهَا وَهُوَ الْوَشْرُ وَالنَّامِصَةُ: الَّتِيْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِ حَاجِبِ غَيْرِهَا وَتُرَقِّقُهُ لِيَصِيْرَ حَسَنًا. وَالْمُتَنَمِّصَةُ: الَّتِيْ تَأْمُرُ مَنْ يَفْعَلُ بِهَا ذٰلِكَ.

(۱۶۴۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والی گودوانے والی، پلکوں کے بال اکھڑوانے والی اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کروانے والیوں پر جو اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تغیر کرتی ہیں لعنت فرمائی ہے۔ کسی عورت نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں کچھ کہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں کیوں اس پر لعنت نہ کروں جس پر اللہ کے رسول نے لعنت کی اور جبکہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے کہ جو رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز آ جاؤ۔ (متفق علیہ)

المتفلجه: وہ عورت جو اپنے دانتوں کو گھس کر ان کے درمیان جگہ بنالے اور انہیں خوبصورت بنالے اور یہی وشر ہے اور نامصہ وہ عورت ہے جو بھوؤں کے یا چہرے کے بال اکھاڑے اور خوبصورتی کے لیے بھوئیں باریک بنائے۔ متنمصہ وہ ہے جو دوسری عورت سے اپنی بھوئیں بنوائے۔

تخریج حدیث (۱۶۴۵): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن. صحیح مسلم کتاب اللباس والزینة، باب تحریم فعل الواصله والمستوصلة.

کلمات حدیث: الواشمات: گودنے والیاں جمع الواشمه: المستوشمات گودوانے والیاں جمع المستوشمه: المتنمصات: چہرے سے یا پلکوں سے بال نچوانے والیاں جمع المتنمصه. المتفلجات للحسن: حسن کے لیے دانتوں کے درمیان جگہ کروانے والیاں۔ جمع المتفلجة.

شرح حدیث: اصل اصول یہ ہے کہ ایک مسلمان کا شیوہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ ہر کام میں اور ہر بات میں اللہ کی تقدیر پر راضی رہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو پیدا فرمایا ہے اور اسی نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے وہ بہت خوب بہت عمدہ اور بہت بہترین پیدا کیا ہے:

﴿ ٱلَّذِيٓ أَحۡسَنَ كُلَّ شَيۡءٍ خَلَقَهُۥ ﴾

''اور اس کی بنائی ہوئی چیزوں میں نہ کوئی نقص ہے اور نہ کمی۔''

'' هل ترى من تفاوت .''

''اور نہ اس کی خلق کی ہوئی چیزوں میں کوئی ردوبدل اور تغیر روا اور درست ہے۔''

﴿ لَا تَبۡدِيلَ لِخَلۡقِ ٱللَّهِۚ ﴾

کسی مسلمان مرد یا عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے جسم میں کوئی تغیر کرے اور کوئی ردوبدل کرے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اسے جس طرح پیدا فرمایا ہے وہ اس پر راضی نہیں ہے اور وہ اللہ کی خلق میں تغیر چاہتا ہے۔ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ جس طرح اللہ نے اسے پیدا فرمایا ہے وہ اس میں کوئی تغیر کرے کہ کچھ اضافہ کرے یا کمی کرے، خواہ شوہر کے لیے کرے یا لوگوں کو دکھانے کے لیے کرے۔ مثلاً اگر بھوئیں ملی ہوئی ہیں تو ان کے درمیان جگہ پیدا کرے، پلکوں کے بال نچوائے یا انہیں باریک کمان دار بنائے۔ بال چھوٹے ہوں تو بال لگوا کر لمبے کرائے دانت ملے ہوئے ہوں تو ان میں کشادگی پیدا کرائے۔ یہ سارے کام تغیر خلق اللہ میں داخل ہیں اور گناہ ہیں اور شیطانی کام ہیں کیونکہ شیطان نے کہا ہے کہ میں ان انسانوں کو حکم دوں گا کہ اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں میں تغیر کریں۔ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس طرح کے کاموں میں تغیر خلق اللہ کے ساتھ دھوکہ بھی ہے کہ عورت وہ نظر آتی ہے جو وہ درحقیقت نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات کسی عورت نے سنی تو اس نے تامل ظاہر کیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے امت کو جو احکام دیئے ہیں اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے ان سب کو ماننا اور ان پر عمل کرنا لازم ہے اس لیے کہ خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہیں جو حکم دیں اسے قبول کرو اور جس بات سے منع کریں اس سے باز آجاؤ۔

کسی عورت نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر اس طرح کی کوئی بات آپ کی بیوی میں ہو؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جاؤ دیکھ کر آؤ وہ دیکھنے گئی اور اسے کوئی بات نظر نہ آئی۔ اس پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میری بیوی ان میں سے کوئی بات کرے تو میں اسے طلاق دیدوں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر کسی کی بیوی معصیت کی مرتکب ہو تو اسے چاہئے کہ اسے طلاق دیدے (فاسقہ عورت کو طلاق دینا مستحب ہے۔: ابن شائق)

(فتح الباری : ۲/ ۸۸۰. شرح صحیح مسلم : ۱۴/ ۹۰. تحفة الاحوذی : ۸/ ۷۰. روضة المتقین : ۴/ ۱۵۴)

☆☆☆

البَابُ (۲۹۷)

بَابُ النَّهيِ عَنْ نَتفِ الشَّيبِ مِنَ اللِّحيَةِ وَالرَّأسِ وَغَيرِهِمَا وَعَن نَتفِ الاَمرَدِ شَعرِ لِحيَتِهِ عِندَ اَوَّلِ طُلُوعِهِ

مرد کے داڑھی اور سر کے سفید بال اکھاڑنے کی ممانعت بے ریش مرد کا اپنی داڑھی کے نئے نئے نکلنے والے بالوں کو اکھاڑنا منع ہے

سفید بال مؤمن کا نور ہے

۱۶۴۶. عَنْ عَمرِوبنِ شُعَيبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَاتَنتِفُوا الشَّيبَ، فَاِنَّه نُورُ المُسلِمِ يَومَ القِيَامَةِ" حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ اَبُودَاوٗدَ وَالتِّرمِذِيُّ، وَالنِّسَآئِيُّ بِاَسَانِيدَ حَسَنَةٍ. قَالَ التِّرمِذِيُّ : هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۶۴۶) حضرت عمرو بن شعیب از والد خود از جد خود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفید بالوں کو نہ اکھاڑو یہ روز قیامت مسلمان کا نور ہیں۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی باسانید حسنہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۶۴۶): سنن ابی داؤد، الترجل، باب نتف الشیب. الجامع للترمذی، ابواب الادب.

کلمات حدیث: نور المسلم : یعنی مسلمان کی داڑھی کے بال روز قیامت نور ہوں گے۔

شرح حدیث: داڑھی کے سفید بالوں کو نہ اکھاڑنا چاہئے کہ یہ روز قیامت نور بن کر چمکیں گے بالوں کی سفیدی آخرت کی یاد دلانے اور اعمال صالحہ کرنے اور آخرت کی تیاری کی جانب متوجہ کرنے والی ہے۔ "الجامع الکبیر" میں ہے کہ ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے کہ بڑھاپے کے بال نہ اکھاڑو کہ یہ نور اسلام ہے اور جو مسلمان حالت اسلام میں بوڑھا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نیکی لکھ دیتے ہیں اس کا درجہ بلند فرما دیتے اور اس سے خطا درگزر فرما دیتے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ مرد اپنی داڑھی یا سر کے سفید بال اکھاڑے۔ (تحفة الاحوذی : ۱۱۲/۸. روضة المتقین : ۱۵٦/٤. دلیل الفالحین : ٤۲۹/٤)

جو دین میں نئی بات ایجاد کرے وہ مردود ہے

۱۶۴۷. وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيسَ عَلَيهِ اَمرُنَا فَهُوَرَدٌّ" رَوَاهُ مُسلِمٌ.

(۱۶۴۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے

بارے میں ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۴۷): صحیح مسلم، کتاب الاقضیه، باب نقض الاحکام الباطله وردمحدثات الامور .

کلمات حدیث: لیس علیه امرنا : ایسا کوئی کام جس کے بارے میں ہمارا حکم موجود نہیں ہے یعنی قرآن وسنت کی دلیل اس کے کام کے حق میں موجود نہیں ہے۔ فهو رد : وہ کام رد اور غیر مقبول ہے۔

شرح حدیث: کوئی ایسا نیا کام کرنا جسکے بارے میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا حکم موجود نہ ہو وہ قابل رد اور غلط ہے اور ایسا کرنے والا اللہ یہاں جواب دہ ہوگا۔ اور اگر کوئی نیا کام دین کا کام اور حکم سمجھ کر کیا جائے تو وہ بدعت ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب النہی عن البدع ومحدثات الامور میں گزر چکی ہے۔ (دلیل الفالحین : ٤/ ٤٣٠)

البَابُ (۲۹۸)

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْاِسْتِنْجَآءِ بِالْيَمِيْنِ وَمَسِّ الْفَرْجِ بِالْيَمِيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

داہنے ہاتھ سے استنجاء اور بلاعذر شرمگاہ کو دایاں ہاتھ لگانے کی کراہت

۱۶۴۸ . عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِذَابَالَ اَحَدُكُمْ فَلَا یَأْخُذَنَّ ذَكَرَهٗ بِیَمِیْنِهٖ وَلَا یَسْتَنْجِ بِیَمِیْنِهٖ، وَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَفِی الْبَابِ اَحَادِیْثُ كَثِیْرَةٌ صَحِیْحَةٌ .

(۱۶۴۸) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنے عضو کو دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ برتن میں سانس لے۔ (متفق علیہ)

اور اس باب میں بہت سی صحیح احادیث ہیں۔

تخریج حدیث (۱۶۴۸): صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب لایمسك ذکره بیمینه اذابال . صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب النهی عن الاستنجاء بالیمین .

شرح حدیث: دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا یا شرمگاہ کو دایاں ہاتھ لگانا مکروہ ہے کیونکہ داہنا ہاتھ کھانا کھانے اور محترم کاموں کے لیے ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنا ممنوع ہے۔ اسی طرح برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا ہے اور ادب یہ ہے کہ برتن سے باہر سانس لے اور پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لے۔

(فتح الباری : ۱۵۳/۱ . شرح صحیح مسلم : ۱۳٦/٤ . روضة المتقین : ۱۵۷/٤)

البَاب (۲۹۹)

باب كَرَاهَةِ الْمَشْيِ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ اَوْ خُفٍّ وَاحِدٍ لِغَيْرِ عُذْرٍ وَ كَرَاهَةِ لُبْسِ النَّعْلِ وَالْخُفِّ قَآئِمًا لِغَيْرِ عُذْرٍ

بغیر عذر ایک جوتا یا ایک موزہ پہن کر چلنے کی کراہت اور بلا عذر کھڑے ہو کر جوتا یا موزہ پہننے کی کراہت

ایک جوتا پہن کر چلنا ممنوع ہے

۱۶۴۹. عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَایَمْشِ اَحَدُکُمْ فِیْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِیَنْعَلْهُمَا جَمِیْعًا اَوْلِیَخْلَعْهُمَا جَمِیْعًا ."

وَفِیْ رِوَایَةٍ : اَوْلِیُحْفِهِمَا جَمِیْعًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(۱۶۴۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے یا دونوں پہنے یا دونوں اتار دے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یا دونوں پاؤں کو ننگا کر لے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۴۹): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لایمشی فی نعل واحد . صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة. باب اذا انتعل فلیبدأ بالیمین .

کلمات حدیث: ینعلهما جمیعا۔ دونوں پاؤں میں جوتا پہنے۔ لیخلعهما : دونوں پاؤں سے جوتا یا موزہ اتار دے۔

شرح حدیث: جب آدمی جوتا یا موزہ پہنے تو یا دونوں پیروں میں پہنے یا دونوں پیروں سے نکال دے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو پہلے اس کی اصلاح کرائے پھر اس کو پہنے۔ (فتح الباری : ۱۲۸/۳ . عمدة القاری : ۲۹/۲۳ . شرح مسلم : ۱۳۶/۴)

ایک جوتا یا موزہ میں نہ چلے

۱۶۵۰. وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : "اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَمْشِ فِی الْاُخْرٰی حَتّٰی یُصْلِحَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۶۵۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کے ایک جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو دوسرے جوتے میں اس وقت تک نہ چلے جب تک اس کی مرمت نہ کرا لے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۵۰): مسلم، کتاب اللباس والزینة. باب اذا انتعل فلیبدأ بالیمین.

شرح حدیث: ایک پاؤں میں جوتا ہو اور دوسرے پاؤں میں نہ ہو یہ بدنما بھی لگتا اور آدمی کے وقار کے بھی خلاف ہے اور اس کے

ساتھ ہی گرنے اور پھسلنے کا اندیشہ بھی موجود ہے اس لیے اس طرح کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ (شرح صحيح مسلم : ١٤/ ٦٤)

جوتا کھڑے ہو کر نہ پہنے

۱۶۵۱. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَآئِمًا، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ .

(۱٦۵۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔

(ابوداؤد بسند حسن)

تخریج حدیث (۱۶۵۱): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب الانتعال .

شرح حدیث: اسلام نے ہمیں زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں مفصل تعلیم دی ہے اور ہر کام کے آداب سکھائے ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ کھڑے کھڑے جوتا نہ پہننا چاہئے بلکہ آرام سے بیٹھ کر جوتا پہننا چاہئے خاص طور پر بند جوتا یا موزہ وغیرہ کھڑے کھڑے پہننا باعث زحمت ہوتا ہے اس لیے بیٹھ کر جوتا یا موزہ پہننا زیادہ بہتر ہے۔

اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو پہلے دائیں پیر میں پہنے اور جب جوتا اتارے تو پہلے بائیں پیر کا جوتا اتارے تا کہ سیدھے پیر میں جوتا پہلے پہنا جائے اور بعد میں اتارا جائے۔ (روضة المتقين : ٤/ ١٦٠. دليل الفالحين : ٤/٤٣٣)

الباب (۳۰۰)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَرْكِ النَّارِ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ وَنَحْوِهِ سَوَآءٌ كَانَتْ فِي سِرَاجٍ اَوْغَيْرِهِ

رات کو سونے سے قبل گھر میں آگ کو جلتا ہوا چھوڑنے کی ممانعت خواہ وہ چراغ ہو یا کوئی اور شئے

سوتے وقت آگ بجھا دیا کرو

۱۶۵۲. عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَاتَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۵۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات کو سوتے وقت آگ کو جلتا ہوا نہ چھوڑو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۵۲): صحيح البخاري، كتاب الاستيذان، باب لا تترك النار في البيت عندالنوم . صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب الامر يتغطية الاناء وايكاء السقاء .

شرح حدیث: رات کو سونے سے قبل ہر طرح کی آگ بجھا دینی چاہیے، خاص طور پر گیس کے چولھے اور گیس کے ہیٹر وغیرہ کو بند کر کے سونے کے لیے لیٹنا چاہیے۔ (روضة المتقين : ۴/۱۶۱)

آگ دشمن ہے سونے سے پہلے بجھا دیا کرو

۱۶۵۳. وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِحْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَهْلِهٖ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا حُدِثَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَأْنِهِمْ قَالَ: "اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۵۳) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک گھر میں آگ لگ گئی اور اہل خانہ بھی اس میں موجود تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو ان کے بارے میں بتلایا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب تم سونے لگو تو بجھا دیا کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۵۳): صحيح البخاري، كتاب الاستيذان، باب لاتترك النار في البيت عندالنوم . صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب الامر بتغطية الاناء وايكاء السقاء .

کلمات حدیث: بشأنهم : ان کے بارے میں۔ اس واقعہ کے بارے میں جوان پر گزرا۔

شرح حدیث: آگ انسان کی دشمن ہے یعنی جو کام دشمن کرتا ہے کہ وہ انسان کی جان اور مال کو نقصان پہنچا تا ہے اسی طرح آگ سے بھی یہ خطرہ موجود ہے کہ اگر غفلت کے وقت بھڑک اٹھے تو آدمی کے جان و مال کے ضیاع کا سبب بنے گی۔ اس لیے تقاضائے احتیاط یہ ہے کہ سونے سے پہلے آگ بجھادی جائے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حکم کی دنیاوی مصلحت تو واضح ہے اور وہ ہے جان و مال کا تحفظ لیکن یہ حکم اپنے اندر دینی مصلحت بھی رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جان و مال کی حفاظت آدمی کا ایک دینی فریضہ ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے سونے سے قبل آگ بجھادینا مستحب ہے۔ اگر گھر میں ایک ہی فرد ہو تو وہ لازماً آگ بجھا کر سونے لیٹے اور اگر کئی افراد ہوں تو آگ وہ بجھائے جو سب سے آخر میں لیٹنے والا ہو۔

(فتح الباری : ۲۸۶/۳ . عمدة القاری : ۴۱۹/۲۳ . شرح صحیح مسلم : ۱۵۸/۱۴)

سونے سے پہلے کے آداب

۱۶۵۴ . وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "غَطُّوا الْإِنَاءَ، وَاَوْكِئُوا السِّقَاءَ، وَاَغْلِقُوا الْبَابَ، وَاَطْفِؤُا السِّرَاجَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحِلُّ سِقَاءً، وَلَا يَفْتَحُ بَابًا، وَلَا يَكْشِفُ اِنَاءً، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا اَنْ يَعْرُضَ عَلَىٰ اِنَائِهِ عُوْدًا، وَيَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ فَلْيَفْعَلْ : فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَىٰ اَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ . "اَلْفُوَايْسِقَةُ" : اَلْفَارَةُ . وَ"تُضْرِمُ" : تَحْرِقُ .

(۱۶۵۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ برتنوں کو ڈھانپ دو، مشکیزے کا منہ باندھ دو، دروازہ بند کر دو، چراغ بجھادو، کہ شیطان بند مشکیزے، بند دروازے کو اور بند برتن کو نہیں کھولتا۔ اگر تم میں سے کسی کو کچھ نہ ملے تو برتن پر لکڑی آڑی رکھ دو اور اللہ کا نام لے لے کہ ایک چوہا بھی گھر کو گھر والوں سمیت جلا سکتا ہے۔ (مسلم)

فویسقه : چوہا۔ تضرم :۔ جلادینا ہے۔

تخریج حدیث (۱۶۵۴): صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب الامر بتغطیة الاناء وایکاء السقاء . صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب لاتترك النار فی البیت عند النوم .

کلمات حدیث: غطوا : امر کا صیغہ ہے ڈھک دو۔ ڈھانپ دو۔ غطی تغطیة (باب تفعیل) ڈھانپنا۔ أوکا : امر کا صیغہ ہے پانی کے مشکیزے کا منہ باندھ دو۔ وکاء کے معنی باندھنے کے ہیں اور اس بند یا دوڑی کے ہیں جس سے مشکیزہ باندھا جاتا ہے۔

شرح حدیث: رات کے وقت گھر میں کسی جلتی ہوئی چیز کو جلتا ہوا نہ چھوڑا جائے بلکہ ہر طرح کی آگ بجھادی جائے، پانی کے مشکیزے کو باندھ دیا جائے اور پانی کی ٹونٹیوں کو بند کر دیا جائے تا کہ بلا وجہ پانی ضائع نہ ہو، دروازے بند کر دیئے جائیں اور چراغ بجھا دیئے اور گھر کے کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانپ دیا جائے اور بسم اللہ پڑھ کر سب اشیاء کو رکھ دیا جائے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک میں جو آداب بیان فرمائے گئے ہیں وہ دنیا اور آخرت دونوں کی صلاح اور فلاح پر

مشتمل ہیں کیونکہ یہ سب انسان کی جان اوراس کے مال کے تحفظ کی تدابیر ہیں اوراسے شیطان سے اور شیطانی مخلوقات کے شر سے محفوظ رکھنے والی ہیں۔اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھ لینا تو حفاظت کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔چنانچہ حدیث مبارک میں ہے کہ آدمی شام کو یا رات کو گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھ لےتو وہ اوراس کا گھر شیطان کے ضرر سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

(فتح الباری : ۲/۲۷۶. شرح صحیح مسلم : ۱۵۷/۱٤. روضة المتقین : ١٦٢/٤. دلیل الفالحین : ٤/٤٣٥)
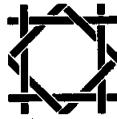
الباب (۳۰۱)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَلُّفِ وَهُوَ فِعْلٌ وَقَوْلٌ مَالَامَصْلِحَةَ فِيهِ بِمَشَقَّةٍ

تکلف کی ممانعت یعنی خالی از مصلحت بہ تکلف کہی جانے والی بات یا کام

۳۹۵. قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ :

﴿ قُلْ مَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُتَكَلِّفِينَ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''آپ کہہ دیجیے کہ میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔'' (ص:۸۶)

تفسیری نکات: آیت میں رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں جو تمہیں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کے لیے تمہیں بھلائی کا راستہ دکھلا رہا ہوں اس نصیحت اور خیر خواہی کا میں تم سے کوئی صلہ اور معاوضہ نہیں مانگتا۔ نہ خواہ مخواہ اپنی طرف سے کوئی بات کہتا ہوں اللہ کی جانب سے مجھے جو حکم ملا وہ میں نے تم تک پہنچا دیا۔ کچھ وقت کے بعد تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ تمہیں جو نصیحت کی گئی تھی وہ کس قدر سچی اور تمہارے حق میں کس قدر مفید تھی۔ (تفسیر عثمانی)

رسول اللہ ﷺ نے تکلف سے منع فرمایا

۱۶۵۵. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۶۵۵) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث(۱۶۵۵): صحيح البخاري، كتاب الاعتصام، باب مايكره من السوال و تكلف مالا يعنيه .

شرح حدیث: یہ اثر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے جو اگر چہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے طور پر نہیں بیان کیا لیکن پھر بھی یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ صحابۂ کرام میں سے اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا یا ہمیں فلاں بات سے منع کیا گیا تو ان کا یہ کہنا حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے کیونکہ حکم دینے والی ذات اور منع کرنے والی شخصیت رسول کریم ﷺ ہی تھے۔

یہ اثر ابو نعیم نے اپنی مستدرک میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے جو قمیص پہنا ہوا تھا اس کی پشت پر چار پیوند لگے ہوئے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن حکیم کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ وفاكهة وأبا ﴾ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ''فاکہہ'' تو ہم جانتے ہیں کہ کیا ہے لیکن یہ اَب کیا ہے؟ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ہی فرمایا کہ ٹھہرو ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اَب ایک گھاس ہے جسے جانور کھاتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کا مقصود یہ ہے کہ آیت کریمہ میں اللہ کی نعمتوں کا بیان ہے اور یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خوش ذائقہ خوش رنگ اور خوش شکل پھل سے لے کر اَب گھاس تک ہر چیز پیدا فرمائی ہے اور ہر چیز اللہ کی نعمت ہے جس پر شکر نعمت چاہئے۔اس مضمون کے واضح ہونے کے بعد اَب (گھاس) کی تحقیق محض تکلف ہے۔

غرض قول ہو یا عمل غیر ضروری تکلف صحیح نہیں ہے۔تصنع اور بناوٹ سے کوئی بات کرنا یا کوئی کام کرنا بھی تکلف ہے اور اسی طرح غیر ضروری طور پر کسی بات میں الجھنا بھی تکلف ہے۔جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آدمی کے اسلام کی عمدگی اور اس کا حسن یہ ہے کہ وہ ہر اس بات کو ترک کردے جو اس سے غیر متعلق ہے۔(فتح الباری : ۳/۸۰۱. روضة المتقين : ۴/۱۶۴. دليل الفالحين : ۴/۴۳۶)

جس بات کا علم نہ ہو لاعلمی کا اظہار کردے

۱۶۵۶. وَعَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ : دَخَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : يَآاَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ، وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ : اَللّٰهُ اَعْلَمُ، فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ الرَّجُلُ لِمَا لَاتَعْلَمُ : اَللّٰهُ اَعْلَمُ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "قُلْ مَآاَسْئَالُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ" وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ " رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۶۵۶) حضرت مسروق کا بیان ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اس موقعہ پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو جس کو کسی بات کا علم ہو تو وہ اس بات کو کہے اور اگر علم نہ ہو تو کہدے کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ تمہارا یہ کہنا کہ اللہ بہتر جانتا ہے یہ بھی علم ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا ہے کہ آپ کہد یجئے کہ میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔(بخاری)

تخریج حدیث(۱۶۵۶): صحيح البخاري، كتاب التفسير، تفسير سورة ص. باب قوله تعالىٰ ﴿ وما انا من المتكلفين ﴾ .

شرح حدیث: ایک مسلمان کی اور بالخصوص عالم کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صرف وہ بات لوگوں کو بتائے جو اسے علی وجہ الیقین معلوم ہو، اگر اس طرح صحیح اور واضح علم نہ ہو تو تکلف کر کے اپنے پاس سے بتانے کی کوشش نہ کرے اور نہ کسی کو فتوی دے۔ بلکہ اگر صحیح اور یقینی علم نہ ہو تو یہ کہد ینا چاہئے کہ اللہ بہتر جانتا ہے اور یہ کہنا کہ اللہ بہتر جانتا ہے خود علم ہے۔

اس حدیث مبارک سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو امور غیب سے متعلق ہیں ان میں تعمق اور تکلف نہ کرنا چاہئے بلکہ جتنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتادیا اسی پر ایمان کامل رکھے اور جو تفصیل قرآن وحدیث میں مذکور نہیں ہے اس کے بارے میں یقین رکھے کہ اللہ نے کسی حکمت کے تحت اور انسان کی کسی مصلحت کے تحت اس کو تفصیل پر مطلع نہیں فرمایا ہے۔

(فتح الباری : ۱/۶۷۰. روضة المتقين : ۴/۱۶۴)

الباب (۳۰۲)

بَابُ تَحْرِيمِ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ وَلَطْمِ الْخَدِّ وَشَقِّ الْجَيْبِ وَنَتْفِ الشَّعْرِ وَحَلْقِهِ وَالدُّعَآءِ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ

میت پر بین کرنا، رخسار پیٹنا، گریبان چاک کرنا، بالوں کو اکھاڑنا اور منڈوانا اور ہلاکت اور بردباری کی دعا کرنا حرام ہے

نوحہ سے میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے

۱۶۵۷ . عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ : "مَانِيْحَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۶۵۷) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میت پر نوحہ کئے جانے کی وجہ سے اسے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر نوحہ کیئے جانے تک میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۵۷): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب مایکره من النیاحة علی المیت . صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اهله .

کلمات حدیث: بما نیح : نوحہ کرنے کی وجہ سے۔ ناح نوحاً (باب نصر) میت پر واویلا کرنا، مرنے والے پر چیخ چیخ کر رونا، اس کی خوبیاں بیان کرنا اور اس کے مرنے سے پہنچنے والا نقصان کا ذکر کرنا۔ نائحة : نوحہ کرنے والی عورت۔ جمع نائحات . مانیح علیه: جب تک اس پر نوحہ ہوتا رہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہوا کہ میت پر نوحہ کرنے سے اس پر عذاب ہوتا ہے اور جب تک نوحہ ہوتا رہے اسے عذاب ہوتا رہتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر مرنے والے نے نوحہ کرنے کی وصیت کی ہو جیسا کہ قبل اسلام جاہلیت کے زمانے میں طریقہ تھا، یا اس کے گھر اور خاندان میں نوحہ کرنے کا رواج ہو اور اس نے اس سے منع نہ کیا اور بظاہر اس سے راضی رہا ہو تو اس کے مرنے کے بعد اس پر اگر نوحہ ہوگا تو اسے عذاب دیا جائے گا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نوحہ کی وجہ سے میت کو عذاب دینے کے معنی یہ ہیں کہ فرشتے اس شخص (مردہ) کو تنبیہ اور سرزنش کرینگے اور اس کو ڈانٹینگے جیسا کہ مسند احمد بن حنبل میں مروی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ جب نائحہ کہتی ہے کہ ہائے میرا مددگار مر گیا اور مجھے کپڑا پہنانے والا مر گیا تو فرشتے اس مردے سے کہتے ہیں کیا تو اس کا مددگار تھا کیا تو اس کو لباس پہنانے والا تھا۔ اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ پر غشی طاری ہوگئی تو ان کی بہن رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ ہائے کیسا تھا ہائے کیسا تھا۔ کچھ دیر بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ کو افاقہ ہوا تو انہوں نے بہن سے کہا کہ جو تم نے کہا اس کے بارے میں مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا تم ایسے تھے۔

متقدمین میں سے امام ابوجعفر طبری رحمہ اللہ اور متاخرین میں سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ نوحہ کرنے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا بلکہ اس نوحہ سے اسے تکلیف پہنچتی ہے۔ جیسا کہ طبرانی میں مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ کے بندو مرنے والے کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔

غرض جس مرنے والے کے گھر اور خاندان میں نوحہ کرنے کا رواج ہو اور اس شخص نے کبھی اس پر ناگواری نہ ظاہر کی ہو تو اسے اس پر نوحہ کئے جانے کا عذاب ہوگا، اسی طرح اگر مرنے والے نے ظلم وزیادتی کی ہے اور اس پر رونے والے اس کے مظالم کی تعریف کر رہے ہیں اور اس کے ان کارناموں کو بیان کر رہے ہیں تو اس کو بھی عذاب ہوگا۔ اور جو مرنے والے ان باتوں سے پاک ہوگا اور اس نے اپنی زندگی میں نوحہ کرنے کی برائی بیان کی ہو اور اس معصیت سے منع کیا ہو تو اسے نوحہ کرنے سے عذاب نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

(فتح الباری : ۱/ ۷۷۰. شرح صحیح مسلم : ۶/ ۲۰۶. روضة المتقین : ۴/ ۱۶۵. دلیل الفالحین : ۴/ ۴۳۷)

نوحہ کرنے والے ہم میں سے نہیں

۱۶۵۸. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ، وَشَقَّ الْجُيُوْبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۵۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے رخساروں کو پیٹا اور گریبانوں کو چاک کیا اور جاہلیت کے زمانے کے جملے کہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۵۸): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب لیس منامن شق الجیوب . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم ضرب الخدود .

کلمات حدیث: الجیوب : جیب کی جمع۔ گریبان۔ جاب جیبا (باب ضرب) گریبان بنانا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا ہے کہ مرنے والے پر بین کرنا اور نوحہ کرنا اور رخساروں کو پیٹنا اور گریبان چاک کرنا اور جاہلیت کے زمانے کے الفاظ اور کلمات دھرانا کہ ہائے کتنا بہادر تھا، کیسا ہمارا سہارا تھا اور کیسا ہمیں کھلاتا اور پلاتا تھا، اور اب ہمارا کیا بنے گا، یہ سب باتیں ہمارے طریقے اور ہماری سنت کے خلاف ہیں اور جو ایسا کرے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے۔

اسلام کا بتایا ہوا طریقہ اور رسول کریم ﷺ کا بیان کردہ اسوۂ حسنہ یہ ہے کہ کہ مرنے والے پر صبر کیا جائے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جائے اور یہ یقین کامل رکھا جائے کہ جس کے مرنے کا جو وقت مقرر ہے اسے اسی وقت دنیا سے جانا ہے جو ایک لمحہ بھی ادھر سے ادھر نہیں ہوسکتا۔ اور رازق و مالک اللہ تعالیٰ ہے کسی کے مرنے سے باقی رہ جانے والوں کا رزق بند نہیں ہوگا کیونکہ جو رزق دینے والا ہے وہ

حی وقیوم ہے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ بلاشبہ طبعی رنج وغم کے اظہار کی اجازت ہے لیکن اس اظہار غم کو بھی پابند حدود رکھا جائے۔

(فتح الباری : ۱/۷۷٤. شرح صحیح مسلم : ٦/۲۰۸. روضة المتقین : ٤/۱٦۷)

نوحہ کرنے والوں سے برأت کا اظہار

۱٦۵۹. وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ : وَجِعَ اَبُوْمُوْسٰی فَغُشِیَ عَلَیْهِ. وَرَأْسُه فِیْ حِجْرِ امْرَأَةٍ مِّنْ اَهْلِهٖ فَاَقْبَلَتْ تَصِیْحُ بِرَنَّةٍ فَلَمَّا یَسْتَطِعْ اَنْ یَرُدَّعَلَیْهَا شَیْئًا. فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ : اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ بَرِیْءَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَرِیْءَ مِنَ الصالِقَةِ، وَالْحَالِقَةِ، وَالشَّاقَّةِ !، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

" اَلصَّالِقَةُ" الَّتِیْ تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالنِّیَاحَةِ وَالنَّدْبِ "وَالحَالِقَةُ" : الَّتِیْ تَحْلِقُ رَأْسَهَا عِنْدَ الْمُصِیْبَةِ. "وَالشَّاقَّةُ " الَّتِیْ تَشُقُّ ثَوْبَهَا .

(۱٦۵۹) حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے اور ان پر غشی طاری ہوگئی ان کا سر ان کے اہل خانہ کی کسی خاتون کی گود میں تھا۔ وہ زور سے رونے لگی لیکن آپ اسے بیماری کی وجہ سے نہ روک سکے۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ہر اس بات سے بری ہوں جس سے اللہ کے رسول ﷺ نے برات کا اظہار فرمایا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے نوحہ کرنے والی، حلق کرنے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورت سے براءت کا اظہار فرمایا۔ (متفق علیہ)

صالقہ : وہ عورت جو نوحہ اور بین کے لیے اپنی آواز بلند کرنے والی۔ حالقہ : وہ عورت جو کسی کے مرنے پر اپنا سر منڈوادے۔ اور شاقہ : وہ عورت جو اپنے کپڑوں کو پھاڑ دے۔

تخریج حدیث(۱٦۵۹): صحیح البخاری، الجنا ئز، باب ماینهی من الحلق عند المصیبة . صحیح مسلم، الایمان، باب تحریم ضرب الخدود .

کلمات حدیث: الرنة : رونے کی اور چیخنے کی بلند آواز۔ رن رنیناً (باب ضرب) رونے میں آواز بلند کرنا۔ رنین : غم کی آواز۔ رونے کی آواز۔ صالقہ : چیخ کر رونے والی۔ صلق صلقا (باب نصر) مصیبت کے وقت چیخنا اور چلانا۔ ندب : میت کے اوصاف گنوانا اور اس کی خوبیاں بیان کرنا۔ ندب ندباً (باب نصر) میت کی خوبیاں شمار کرنا۔ حالقہ : مرنے والے کے غم میں اپنا سر منڈوادینے والی۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے زمانۂ جاہلیت کے ان کاموں سے براءت کا اظہار فرمایا کہ مرنے والے کے غم میں چیخ چیخ کر روئیں، گریبان چاک کردیں اور سر منڈوادیں۔ اور جب اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے برات کا اظہار فرمایا تو صحابی رسول ﷺ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اظہار برات فرمایا حالانکہ آپ اس وقت بیمار تھے اور آپ پر غشی طاری تھی لیکن جوں ہی ہوش آیا تو سب

سے پہلے آواز کے ساتھ رونے سے منع فرمایا۔ (فتح الباری : ۱/۷۷۶. شرح صحیح مسلم : ۲/۹۲)

نوحہ کرنے کی حرمت

۱۶۶۰ . وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ فَاِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَانِيحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۶۶۰) حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس پر نوحہ کیا گیا روز قیامت اسے اس نوحہ کے سبب عذاب ہوگا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۶۶۰): صحیح البخاری، الجنائز، باب مایکره من النیاحة . صحیح مسلم، الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اهله .

شرح حدیث: روز قیامت اس شخص کو عذاب ہوگا جس کے مرنے پر نوحہ کیا گیا ہو۔ یعنی اس صورت میں جب کہ اس شخص کے گھر میں نوحہ ہوتا ہو اور اس نے اس سے کبھی منع نہ کیا ہو یا اس نے اپنے مرنے کے بعد نوحہ کرنے کی وصیت کی ہو۔ ابن المرابط رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر مرنے والے کو زندگی میں اس بات کا علم تھا کہ اس کے گھر یا خاندان میں مرنے والے پر نوحہ کیا جاتا ہے اور اسے دین اسلام میں اس کی ممانعت کا بھی علم تھا مگر اس کے باوجود اس نے اس فعل سے منع نہیں تو اسے اس منع نہ کرنے پر اور بظاہر اس برائی سے راضی ہونے پر عذاب ہوگا۔ واللہ اعلم

(فتح الباری : ۱/۷۷۴. شرح صحیح مسلم : ۶/۲۰۸. تحفة الاحوذی : ۴/۵۸. روضة المتقین : ۴/۱۶۹)

رسول اللہ ﷺ نے نوحہ چھوڑنے کی بیعت لی

۱۶۶۱ . وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ نُسَيْبَةَ "بِضَمِّ النُّوْنِ وَفَتْحِهَا" رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَالْبَيْعَةِ اَنْ لَانَنُوْحَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۶۶۱) حضرت ام عطیہ نسیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے بیعت کے وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ وعدہ لیا کہ ہم نوحہ نہیں کرینگے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث(۱۶۶۱): صحیح البخاری، الجنائز، باب ماینهی عن النوح والبکاء . صحیح مسلم، الجنائز باب التشدید فی البیعه .

شرح حدیث: حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ نوحہ کرنا کس قدر گناہ اور برا کام ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے ایمان واسلام کی بیعت لیتے وقت یہ عہد بھی لیا کہ وہ نوحہ نہیں کرینگی۔ (فتح الباری : ۱/۷۸۰. شرح صحیح مسلم : ۶/۲۱۰)

میت کی تعریف میں مبالغہ کرنا ممنوع ہے

١٦٦٢ . وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَعَلَتْ اُخْتُه' تَبْكِيْ وَتَقُوْلُ : وَاجَبَلَاهُ، وَكَذَا، وَاكَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ، فَقَالَ حِيْنَ اَفَاقَ : مَاقُلْتِ شَيْئًا اِلَّا قِيْلَ لِيْ أَاَنْتَ كَذٰلِكَ؟ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(١٦٦٢) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ بیمار ہوئے اوران پر بے ہوشی طاری ہوگئی ان کے بہن رونے لگیں اور کہنے لگیں ہائے میرا پہاڑ جیسا بھائی اور ایسا ایسا یعنی ان کی خوبیاں بیان کرنے لگیں۔ ان کوافاقہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ تو نے جو کہا، مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا تو ایسا ہی ہے۔(بخاری)

کلمات حدیث: تعدد عليه : ان کی خوبیاں گنانے لگیں اوران کے محاسن بیان کرنے لگیں۔ أأنت كذلك : کیا تو اسی طرح ہے جس طرح بیان کیا جارہا ہے۔

شرح حدیث: اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں عورتیں مرنے والے پر بین کرتیں اوراس کی خوبیاں گنواتیں تھیں کہ وہ ایسا تھا اور ایسا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جاہلیت کے ان تمام طریقوں کو مٹادیا اوران سے اپنی امت کو منع فرمایا۔ اور صحابۂ کرام نے آپ ﷺ کے فرامین پر پوری پوری طرح عمل کیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رحمہ اللہ بیماری کی شدت سے بے ہوش تھے لیکن ہوش میں آتے ہی بہن کو اس کام سے منع فرمایا اور کہا کہ تم یہ کہہ رہی تھیں کہ میرا بھائی ایسا ایسا تھا اور فرشتے مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ کیا تو ایسا ہی تھا۔

(فتح الباري : ٢/٦١٤. روضة المتقين : ٤/١٧٠. عمدة القاري : ١٧/٣٦٢)

میت پر آنسو بہانا غم کا اظہار کرنا جائز ہے

١٦٦٣ . وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَكْوٰى فَاَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُه' مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَه' فِيْ غَشْيَةٍ فَقَالَ : "اَقَضٰى؟" قَالُوْا لَايَارَسُوْلَ اللّٰهِ. فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا قَالَ : "اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ اللّٰهَ لَايُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَابِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا، وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ "اَوْيَرْحَمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(١٦٦٣) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوگئے رسول کریم ﷺ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جب ان کے پاس پہنچے تو وہ مدہوشی کی حالت میں تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا انتقال ہو گیا؟ لوگوں نے بتایا نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے جب لوگوں نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو سب رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں سنتے کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر کسی کو عذاب نہیں دیتا، اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے۔
(متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۶۳): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب البکاء عند المریض . صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ اپنے بعض اصحاب کی معیت میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے وہ شدید بیمار تھے رسول اللہ ﷺ ان کی تکلیف دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے وہاں پر جو صحابہ کرام موجود تھے وہ بھی رونے لگے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دل کے غمگین ہو جانے اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلنے میں اللہ کے یہاں کوئی گرفت نہیں ہوگی۔ جو مؤاخذہ ہو گا وہ زبان سے ادا ہونے والے کلمات پر ہو گا کہ اگر حالت غم میں آدمی نے انا للہ پڑھی اور صبر و شکر کیا اور اللہ کی تقدیر پر راضی برضا رہا وہ اللہ کی رحمت کا مستحق ہے اور اگر جزع و فزع میں مبتلا ہو گیا اور واویلا کیا تو گنہ گار ہو گا اور اللہ کے یہاں مؤاخذہ ہو گا۔

(فتح الباری : ۱/۷۸۰. شرح صحیح مسلم : ۶/۲۱۰)

نوحہ کرنے والیوں کے خاص عذاب کا ذکر

۱۶۶۴. وَعَنْ اَبِیْ مَالِکٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "النَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَعَلَیْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۱۶۶۴) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو اسے روز قیامت اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کی قمیص اور خارش کی زرہ ہوگی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۶۴): صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحة .

کلمات حدیث: سربال : قمیص، کرتا، ہر وہ لباس جو پہنا جائے۔ جمع سرابیل . قطران : سیاہ رنگ کا بدبودار مواد جسے بہت جلد آگ لگتی ہے۔ ابن عباس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قطران کے معنی ہیں پگھلا ہوا تانبا۔

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روز قیامت نوحہ کرنے والی عورت قطران میں اس طرح لتھڑی ہوئی ہوگی جیسے اس کا لباس پہن لیا ہو اور اس طرح جب آگ میں ڈالی جائے گی تو آگ کی شدت اور اس کا احتراق شدید تر ہوگا اور اس کی بدبو شدید

ترین ہوگی۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ مرنے والے پر نوحہ کرنا حرام ہے لیکن اگر توبہ کرلے تو توبہ قبول کی جائے گی۔

(شرح صحیح مسلم : ٦/٢٠٨. روضة المتقين : ٤/١٧٢. دليل الفالحين : ٤/٤٤٠)

کسی کی موت پر رسومات ادا نہ کرنے پر بیعت

١٦٦٥. وَعَنْ اُسَيْدِ بْنِ اَبِىْ اُسَيْدِ التَّابِعِيّ عَنِ امْرَأَةٍ مِّنَ الْمُبَايِعَاتِ قَالَتْ : كَانَ فِيْمَا اَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الْمَعْرُوْفِ الَّذِىْ اَخَذَ عَلَيْنَا اَنْ لَانَعْصِيَه فِيْهِ، اَنْ لَانَخْمِشَ وَجْهًا، وَلَانَدْعُوَ وَيْلاً، وَلَا نَشُقَّ جَيْبًا، وَاَنْ لَانَنْشُرَ شَعْرًا، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

(١٦٦٥) حضرت اسید بن ابی اسید تابعی ایک خاتون سے روایت کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والیوں میں سے تھیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ بھلائی کے کام جن کے کرنے کا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا ایک یہ بھی تھا کہ ہم اللہ کی نافرمانی نہیں کرینگے، اپنا چہرہ نہیں نوچیں گے، ہلاکت کی بددعا نہیں کرینگے اور اپنا گریبان نہیں چاک کرینگے اور اپنے بال نہیں بکھیرینگے۔

(ابوداؤد بسند حسن)

تخریج حدیث(۱۶۶۵): سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی النوح .

کلمات حدیث: المبایعات : جمع ہے المبایعة کی۔ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والی صحابیات۔ ان لا نخمش : ہم اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں کو نہ نوچیں۔ خمش خمشا (باب نصر وضرب) چہرے پر ناخنوں سے خراش ڈالنا۔ لاندعو ویلا : ہم واویلا نہ کہیں۔ یعنی ہم یہ نہ کہیں کہ ہم تباہ ہوگئے یا فلاں نہیں رہا تو ہم بھی مرجائیں اور ہم بھی ہلاک ہوجائیں۔ وأن لا ننشر شعراً : ہم بال نہ کھولیں اور بال نہ پھیلائیں۔

شرح حدیث: رسول اکرم ﷺ اسلام قبول کرنے والی خواتین سے بیعت لیتے وقت اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے عہد کے ساتھ ان سے یہ وعدہ بھی لیتے کہ جاہلیت کے ان کاموں میں سے کوئی کام نہیں کرینگے کہ اگر کوئی مرجائے تو ہم چہرہ نوچ لیں، بددعائیں دیں، کپڑے پھاڑیں گریبان چاک کردیں اور بال بکھرالیں۔ آپ ﷺ ان تمام کاموں سے اجتناب کا وعدہ لیتے تھے۔

امام ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں جب کوئی مرجاتا اس کے خاندان کی عورتیں آمنے سامنے کھڑی ہوجاتیں اپنے رخسار پیٹتیں، سر پر خاک ڈالتیں، چہرہ نوچتی اور سر کے بال منڈواتیں، غم کرنے کے یہ اور اسی طرح کے دوسرے طریقے تھے اسلام آیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان تمام طریقوں کی یکسر ممانعت فرمادی۔

(روضة المتقين : ٤/١٧٣. دليل الفالحين : ٤/٤٤١)

میت پر بین کی وجہ سے میت کی پٹائی

١٦٦٦ . وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"مَامِنْ مَیِّتٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ بَاکِیْهِمْ فَیَقُوْلُ : وَاجَبَلَاهُ، وَاسَیِّدَاهُ، اَوْنَحْوَ ذٰلِکَ اِلَّا وُکِّلَ بِهٖ مَلَکَانِ یَلْهَزَانِهٖ اَهٰکَذَا کُنْتَ"رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ .

"اَللَّهْزُ": الدَّفْعُ بِجُمْعِ الْیَدِ فِی الصَّدْرِ .

(١٦٦٦) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرجاتا ہے اور اس کے پیچھے رونے والے کہتے ہیں کہ ہائے پہاڑ جیسے جوان، ہائے سردار وغیرہ تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں کہ جو اس کے سینے پر مکے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ایسا ہی تھا۔ (ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

اللَّهْز : کے معنی ہیں سینہ پر ہاتھ ملا کر مکے مارنا۔

تخریج حدیث(١٦٦٦): الجامع للترمذی، الجنائز، باب ما جاء فی کراهیة البکاء علی المیت .

کلمات حدیث: واجبلاہ، واسیداہ : وا بطور ندبہ ہے بمعنی ہائے میرا پہاڑ ہائے میرا سردار اور آخر میں ھاء پر سکتہ ہے۔

شرح حدیث: دور جاہلیت میں مرنے والے کے محاسن شمار کرتے وقت اس طرح کہتی تھیں اور روتی پیٹتی تھیں کہ ہائے میرا پہاڑ جیسا سردار مر گیا۔ اور مردے کو اس نوحہ اور ندبہ پر عذاب ہوگا اور فرشتے اس کے سینے پر مکے مار کر اسے سرزنش کریں گے کہ کیا تو ایسا ہی تھا۔

(تحفة الاحوذی : ٤/٦٢. روضة المتقین : ٤/١٧٣. دلیل الفالحین : ٤/٤٤١)

●●●●●●●●●●●●●

کفر تک پہنچانے والے دو عمل

١٦٦٧ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "اِثْنَتَانِ فِی النَّاسِ هُمَا بِهِمْ کُفْرٌ : الطَّعْنُ فِی النَّسَبِ، وَالنِّیَاحَةُ عَلَی الْمَیِّتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٦٦٧) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں کفر کی دو باتیں ہیں، نسب میں طعن اور میت پر نوحہ۔ (مسلم)

تخریج حدیث(١٦٦٧): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اطلاق اسم الکفر علی الطعن فی النسب والنیاحة .

شرح حدیث: کسی کے نسب پر طعن کرنا اور مرنے والے پر نوحہ کرنا جاہلیت کے زمانے کے کافرانہ کام ہیں جو شخص مسلمان ہوتے ہوئے ان کاموں کو کرے وہ گنہگار ہے اور اگر حلال سمجھ کر کرے تو کافر ہے۔ (تحفة الاحوذی : ٤/٦٢)

الباب (۳۰۲)
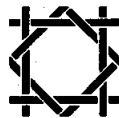
بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِتْيَانِ الْكُهَّانِ، وَالْمُنَجِّمِينَ وَالْعَرَّافِ وَاَصْحَابِ الرَّمْلِ وَالطَّوَارِقِ بَالْحَصٰى وَبَالشَّعِيرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں اور اصحاب رمل اور کنکریوں اور جو وغیرہ کے ذریعے شگون لینے والوں کے پاس جانے کی ممانعت

۱۶۶۸ . عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ . فَقَالَ :"لَيْسُوْا بِشَيْءٍ" فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَا اَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَيَكُوْنُ حَقاً؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ اُذُنِ وَلِيِّهِ، فَيَخْلِطُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ."

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ" وَهُوَ السَّحَابُ "فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَآءِ، فَيَسْتَرِقُ الشَّيْطَانُ السَّمْعَ فَيَسْمَعُهُ فَيُوْحِيْهِ اِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ" .

قَوْلُهُ "فَيَقُرُّهَا" هُوَبِفَتْحِ الْيَآءِ وَضَمِّ الْقَافِ وَالرَّآءِ : اَيْ يُلْقِيهَا، وَ"الْعَنَانُ" بِفَتْحِ الْعِيْنِ .

(۱۶۶۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ بعض اوقات ہمیں ایسی باتیں بھی بتاتے ہیں جو بعد میں سچ ثابت ہوتی ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سچی بات وہ ہوتی ہے جو کوئی جن اچک لیتا ہے اور اسے اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے اور وہ اس میں سو جھوٹ ملا کر بیان کر دیتے ہیں۔ (متفق علیہ)

صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتے بادلوں میں اترتے ہیں اس فیصلے کا ذکر کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہوتا ہے شیطان چوری چھپے اسے سنتا ہے اور کاہنوں کو پہنچا دیتا ہے اور وہ اس میں اپنے پاس سے سو جھوٹ ملا کر بیان کر دیتا ہے۔

فیقرھا : یعنی ڈالدیتا ہے۔ اور عنان ۔ عین کے زبر سے اس کے معنی بادل کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۶۶۸): صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة . صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکهانة و ایتان الکهان .

کلمات حدیث: کهان : کاہن کی جمع، مستقبل کی باتیں بتانے والا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ سے پہلے اہل عرب جاہلیت کی زندگی گزار رہے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کو فراموش کر کے بت پرستی میں مبتلا ہو گئے اور صحیح فکری اور دینی اور روحانی راہنمائی کے مفقود ہونے کی بناء پر وہ کہانت نجوم اور عرافہ پر بھروسہ کرنے لگے تھے اور مستقبل کے حالات اور پیش آمدہ واقعات معلوم کرنے کے لیے کاہنوں کے پاس جاتے جو کبھی کبھار کوئی ایسی بات بھی بتا دیتے جو سچ ثابت ہوتی لیکن اکثر ان کی بتائی ہوئی باتیں جھوٹ ہی ہوتی تھیں۔

بعثت نبوی ﷺ سے پہلے شیاطین اور جنوں کو یہ موقعہ مل جاتا ہے کہ وہ آسمانوں کے پاس جا کر فرشتوں کی کوئی بات سن لیتے اور پھر آ کر زمین پر اپنے دوست کاہنوں کو بتلا دیتے وہ اس میں سیکڑوں جھوٹ ملا کر لوگوں کو بتاتے لیکن بعثت نبوی ﷺ کے بعد آسمانوں پر پہرا سخت کر دیا گیا اور شیاطین کے لیے یہ ممکن نہیں رہا کہ وہ فرشتوں کی کوئی بات سن سکیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کاہنوں، نجومیوں اور عراف کے پاس جانے اور ان کی باتیں سننے سے منع فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کاہن کے پاس گیا اور اس کی تصدیق کی وہ اس دین سے بری ہو گیا جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔

(شرح صحيح مسلم : ١٤/ ١٩٠. روضة المتقين : ٤/ ١٧٤. دليل الفالحين : ٤/ ٤٤٤)

کاہنوں کی بات ماننے والوں کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی

١٦٦٩. وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِىْ عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ اَتىٰ عَرَّافًا فَسأَلَهٗ عَنْ شَىْءٍ فَصَدَّقَهٗ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةُ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٦٦٩) حضرت صفیہ بنت ابی عبید سے روایت ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عراف کے پاس جائے اس سے کچھ پوچھے اور اس کی تصدیق کرے اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (١٦٦٩): صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الكهانة و اتيان الكهان.

کلمات حدیث: عــــرّاف : امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عراف بھی کاہنوں کی ایک نوع ہے۔ اور خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عراف وہ ہے جو لوگوں کو بتائے کہ مسروقہ مال کہاں ہے اور گمشدہ چیز کس جگہ ہے۔

شرح حدیث: مجمع الزوائد میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے اس نے اس دین کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر نازل ہوا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک موقوف روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عراف ساحر یا کاہن کے پاس گیا اور اس کی

بات کو سچ جانا اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والے دین کا انکار کیا۔

(شرح صحیح مسلم : ۱۴/۱۹۰. روضة المتقین : ۴/۱۷۷. دلیل الفالحین : ۴/۴۴۵)

زمانۂ جاہلیت کے چند غلط عقائد کا بیان

۱۶۷۰. وَعَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ، "الْعِيَافَةُ، وَالطِّيَرَةُ، وَالطَّرْقُ، مِنَ الْجِبْتِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ، وَقَالَ الطَّرْقُ : هُوَ الزَّجْرُ : اَیْ زَجْرُ الطَّيْرِ وَهُوَ اَنْ يَتَيَمَّنَ اَوْيَتَشَآءَمَ بِطَيَرَانِهِ فَاِنْ طَارَ اِلٰى جِهَةِ الْيَمِيْنِ تَيَمَّنَ وَاِنْ طَارَ اِلٰى جِهَةِ الْيَسَارِ تَشَآءَمَ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: "وَالْعِيَافَةُ" الْخَطُّ قَالَ الْجَوْهَرِیُّ فِی الصِّحَاحِ : اَلْجِبْتُ كَلِمَةٌ تَقَعُ عَلَى الصَّنَمِ وَالْكَاهِنِ وَالسَّاحِرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ .

(۱۶۷۰) حضرت قبیصہ بن المخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پرندوں کو اڑانا، بدفالی لینا اور طرق شیطانی کام ہیں۔

(اسے ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا ہے)

اور ابوداؤد نے بیان کیا کہ طرق: کے معنی پرندے کو اڑا کر یہ دیکھنے کے ہیں کہ وہ دائیں طرف جاتا ہے یا بائیں طرف جاتا ہے اگر دائیں طرف اڑا تو نیک فال ہے اور اگر بائیں طرف اڑا تو بدفال ہے۔ابوداؤد نے کہا کہ ''عیافہ'' کے معنی لکیر کھینچنے کے ہیں۔

جوھری نے صحاح میں بیان کیا ہے کہ ''جبت'' کے لفظ کا اطلاق کاہن اور ساحر وغیرہ پر ہوتا ہے۔

تخریج حدیث(۱۶۷۰): سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الخط .

راوی حدیث: حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔ان سے کتب حدیث میں چھ احادیث مروی ہیں۔آخر عمر میں بصری میں قیام کیا اور وہیں انتقال فرمایا۔ (الاصابة فی تمییز الصحابة)

کلمات حدیث: عیافہ۔ کے معنی ہیں پرندے کو اڑا کر اس سے فال لینا، اور اس فال میں پرندے کے ناموں کو بھی پیش نظر رکھنا کہ اگر عقاب (باز) ہے تو اس میں عقاب یعنی سزا کا مفہوم ہے اور اگر غراب (کوا) ہے تو اس میں غربت (اجنبیت) کا مفہوم ہے وغیرہ۔کسی نے کہا کہ زمانہء جاہلیت میں عیافہ: یہ ہوتا تھا کہ ایک شخص بہت جلدی جلدی بہت سی لکیریں کچھ زمین پر کرتا تا کہ یہ نہ معلوم ہو سکے کہ کتنی لکیریں ہوگئی ہیں پھر ان میں سے دو دو کو مٹانا شروع کرتا آخر میں اگر دو بچ گئیں تو اچھی بات ہے اور اگر ایک بچی تو بری بات ہے۔النہایہ میں عیافہ: کے معنی یہ بیان کئے گئے ہیں کہ پرندوں کو اڑا کر اور ان کے ناموں اور ان کی آوازوں اور ان کے گزرنے سے اچھا یا برا شگون لینا۔طیرہ۔ پرندوں جانوروں یا کسی بھی چیز سے اچھا یا برا شگون لینا طرق کنکری پھینک کر اس کے گرنے سے شگون لینا۔جبت۔ ہر وہ شے جس کی اللہ کے سوا بندگی کی جائے۔شیطانی کام۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے عیافہ طیرہ اور طرق کو باطل قرار دیا ہے اوران کو شیطانی کام قرار دیا ہے۔ یہ اوراس طرح کے سارے کام شرک اور گمراہی ہیں اس لیے ان امور سے اوراس طرح کے دیگر امور سے اجتناب ضروری ہے۔

علم نجوم جادو کا ایک حصہ ہے

۱۶۷۱. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُوْمِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَمَازَادَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

(۱۶۷۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے علم نجوم کا کچھ حصہ حاصل کیا اس نے سحر کا ایک حصہ حاصل کیا اور جس قدر نجوم زیادہ سیکھا اسی قدر سحر زیادہ سیکھا۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۱۶۷۱): سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی النجوم .

کلمات حدیث: اقتبس : حاصل کیا، سیکھا، اخذ کیا۔ اقتباس : (باب افتعال) استفادہ کرنا۔ قبس قبسا : (باب ضرب) آگ لینا۔ سحر : جس شے کے اسباب مخفی ہوں اسے خلاف حقیقت تصور وخیال میں اجاگر کر دینا کہ جب سحر کا اثر زائل ہو تو کچھ بھی نہ ہو۔ یعنی باطل کو بصورت حق ظاہر کرنا۔ زاد مازاد : جتنا علم نجوم میں اضافہ کیا اتنا ہی سحر میں اضافہ کیا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں مذکور علم نجوم سے مراد وہ علم ہے جس میں ستاروں کی روئے زمین اور یہاں رونما ہونے والے واقعات وحوادث اور انسانی زندگیوں پر تاثیر تسلیم کی گئی ہے کہ ستاروں کی اپنے بروج میں حرکت انسانی زندگی پر اس طرح اثر انداز ہوتی ہے اور جس وقت کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے اس وقت ستاروں کا محل وقوع اس کی پوری زندگی اور اس کی عادات وخصائل پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں اوہام باطلہ ہیں اور حقائق سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور جس طرح سحر میں ایسی بات اور ایسا امر مسحور کے ذہن میں اور اس کے دل میں پیدا کر دیا جاتا ہے جو حقیقتاً موجود نہیں ہے اسی طرح نجوم کے تصورات انسانی ذہن پر چھا جاتے ہیں حالانکہ ان کا حقیقت اور امر واقعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

غرض یہ خیال کہ ستاروں کی عالم سفلیات میں کوئی تاثیر ہے دعوی غیب دانی ہے اور شرک ہے اور اسلام کے بتائے ہوئے اس عقیدے کے برخلاف ہے کہ غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے اور دنیا میں اور ساری کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اور کسی درخت کا ایک پتہ بھی اس کے حکم کے بغیر زمین پر نہیں گرتا اور زمین کی تہوں میں پوشیدہ ایک ایک دانہ بھی کتاب مبین میں لکھا ہوا ہے۔ (روضة المتقين : ٤/ ١٨٠. دليل الفالحين : ٤/ ٤٤٦)

علم رمل سیکھنا حرام اور گناہ ہے

۱۶۷۲. وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ

بِالْجَاهِلِيَّةِ، وَقَدْ جَآءَ اللّٰهُ تَعَالىٰ بِالْإِسْلَامِ، وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَاتُوْنَ الْكُهَّانَ؟ قَالَ : "فَلَا تَاتِهِمْ" قُلْتُ : وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُوْنَ؟ قَالَ : "ذٰلِكَ شَیْءٌ يَجِدُوْنَهٗ فِیْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدُّهُمْ" قُلْتُ : وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ؟ قَالَ : "كَانَ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهٗ فَذَاكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۷۲) حضرت معاویہ بن الحکم سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں زمانہء جاہلیت سے قریب تر ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے نعمت اسلام سے سرفراز فرمایا ہے ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں کے پاس جایا کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کے پاس نہ جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے بعض لوگ بدشگونی لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بس یہ ایک بات ہے جو دلوں میں آ گئی ہے یہ انہیں کاموں سے نہ روکے، میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے کچھ لکیریں کھینچتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک نبی تھے جو لکیریں بناتے تھے جس کی لکیر ان کی لکیر کے موافق ہوگئی وہ درست ہوگئی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۷۲): صحيح مسلم، كتاب الجمعه، باب تخفيف الصلاة و الخطبة .

کلمات حدیث: انی حدیث عهد بالجاهلية : میں ابھی اسلام میں داخل ہوا ہوں اور جاہلیت کے زمانے سے قریب تر ہوں یعنی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ میں جاہلیت سے نکل کر اسلام میں داخل ہوا ہوں۔

شرح حدیث: حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تھوڑا وقت گزرا ہے کہ میں نے جاہلیت کو ترک کر کے اسلام کو قبول کیا ہے۔ اس لیئے زمانہ جاہلیت کے بعض کاموں کے بارے میں آپ ﷺ سے دریافت کرنا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نہ جایا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے کچھ لوگ شگون لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایسی بات جو کبھی انسان کے دل میں آ جاتی ہے کہ کسی بات کو دیکھ کر اس کا ذہن شگون کی طرف چلا جاتا ہے لیکن اس پر عمل نہ کرنا چاہئے۔ اور جو کرنا ہے وہ کام کرنا چاہیے۔ میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک نبی تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کوئی علم عطا فرمایا تھا جس میں وہ لکیریں کھینچ کر لوگوں کو کچھ بتاتے اور ان کی راہنمائی کرتے تھے، اب اگر کسی کی لکیر کبھی ان کی لکیر کے مطابق ہوگئی تو وہ بات صحیح ہوگئی ورنہ غلط ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اب کوئی علم یقینی موجود نہیں ہے کہ وہ کیا علم تھا اور اس کے کیا اصول و قواعد تھے تو اب یہ حرام ہے اور گناہ ہے اور کسی کے لیے یہ جواز نہیں بنتا کہ فلاں نبی نے کیا تھا اس لیے میں بھی کرتا ہوں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ وہ نبی جن کا اس حدیث میں ذکر آیا ہے وہ حضرت دانیال علیہ السلام تھے اور ایک رائے یہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ علم عطا فرمایا تھا۔

دین اسلام میں ہر وہ بات اور ہر وہ کام ممنوع ہے جس میں کسی طرح غیب دانی کا دعوی کیا گیا ہو کیونکہ غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کے

پاس نہیں۔ لا یعلم الغیب الا اللّٰہ. (روضة المتقين : ٤/ ١٨٠. دليل الفالحين : ٤/٤٤٧)

کاہن اور بدکردار عورت کی کمائی حرام ہے

۱۶۷۳. وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(١٦٧٣) حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، بدکار عورت کی کمائی اور کاہن کی مٹھائی سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۷۳): صحيح البخاری، کتاب البیوع، باب ثمن الكلب، صحيح مسلم، کتاب البیوع، باب تحريم ثمن الكلب.

شرح حدیث: کتے کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے اور اس کی قیمت لینا حرام ہے۔ یہ حکم عام کتوں کے بارے میں ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک سدھائے ہوئے کتے جن کو شکار کی یا حفاظت وغیرہ کی با قاعدہ تعلیم دی گئی ہے (کلب معلم) اس سے مستثنیٰ ہیں اور اس کی قیمت لینا جائز ہے کہ وہ قیمت دراصل اس کے سدھانے اور اس کو تربیت دینے میں وقت اور محنت اور ہنر صرف کرنے کی ہے۔ بدکار عورت کی کمائی اور کاہن کی کمائی حرام ہے اور اسی طرح نجومی عراف وغیرہ جو لوگوں کو مستقبل کی باتیں بتانے کی قیمت لیتے ہیں ان کی کمائی حرام ہے اور اسی طرح انہیں دینا بھی حرام ہے ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کاہن کی اجرت کے حرام ہونے پر اجماع ہے کیونکہ کہانت کفر ہے اور کفر کی کسی بات کی اجرت حرام ہے۔

(فتح الباری : ٢/ ١١٤٠. شرح صحیح مسلم : ١٠/ ١٩٥)

البَابُ (۳۰٤)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّطَيُّرِ
بدشگونی لینے کی ممانعت

فِيهِ الْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَه'.

اس موضوع سے متعلق احادیث اس سے پہلے باب میں بھی آ چکی ہیں۔

کیا بیماری متعدی ہوتی ہے؟

۱۶۷۴. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَاعَدْوٰى وَلَاطِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِى الْفَالُ" قَالُوْا وَمَا الْفَالُ؟ قَالَ : "كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۶۷۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیماری ایک سے دوسرے کو لگتی ہے اور نہ بدشگونی کوئی چیز ہے البتہ فال مجھے پسند ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ فال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھی بات۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الفال . صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطیرۃ و الفال و ما یکون فیه الشوم .

کلمات حدیث: لا عدوی : بیماری بیمار آدمی سے صحیح اور تندرست آدمی کو نہیں لگتی یعنی یہ اس کا سبب نہیں ہے۔

شرح حدیث: امام ابن القیم رحمہ اللہ اپنی کتاب زاد المعاد میں فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کا عقیدہ یہ تھا کہ متعدی بیماریاں طبعی طور پر دوسروں کو لگتی ہیں یعنی وہ کسی کے بیمار ہونے یا صحت مند ہونے کو اللہ کے حکم کے تحت نہیں سمجھتے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے ان کے اس عقیدے اور تصور کو باطل قرار دیا اور آپ ﷺ نے اس تصور کی عملی تردید بھی فرمائی کہ آپ ﷺ نے مجذوم شخص کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا، تاکہ آپ ﷺ لوگوں کے دلوں میں یہ حقیقت اجاگر فرما دیں کہ شفا اور مرض اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے متعدد امراض میں گرفتار مریضوں کی قربت سے بھی منع فرمایا تاکہ اس حقیقت کو واضح فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو عالم الاسباب بنایا ہے اور اسباب میں اپنے نتیجہ تک پہنچنے کی تاثیر بھی رکھی ہے لیکن اسباب کی یہ تاثیر از خود نہیں ہے بلکہ حکم الٰہی سے ہے اور جب تک حکم الٰہی نہ ہو سبب کے موجود ہونے کے باوجود اس کا نتیجہ مرتب نہیں ہو سکتا، اور اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ جب چاہے اسباب کی تاثیر ختم کر دے اور انہیں بے اثر اور بے نتیجہ بنا دے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ فال اچھی چیز ہے اور فال اچھی بات اور اچھا کلمہ ہے۔

ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں اچھی بات اور اچھے کلمہ کی محبت القاء فرما دی ہے اور یہ ایسا ہی ہے

جیسے انسان کو کوئی حسین وجمیل منظر اچھا لگتا ہے اور جیسے خوشنما اور خوش رنگ پھول اچھے لگتے ہیں اور جیسے صاف اور شفاف پانی اچھا لگتا ہے اگر چہ اسے پینے کا ارادہ بھی نہ ہو۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فال کے بارے میں جو پسندیدگی کا اظہار فرمایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی طبعاً ہر خوشگوار اور اچھی بات سے خوش ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کو حلوہ اور شہد پسند تھا، آپ ﷺ قرآن کی تلاوت اور اذان میں حسن صوت کو پسند فرماتے تھے آپ اعلیٰ اخلاق اور عمدہ صفات کو پسند فرماتے تھے اور آپ ﷺ ہر کمال کو اور خیر کو پسند فرماتے تھے۔

غرض کوئی اچھی بات سن کر آدمی یہ حسن ظن قائم کر لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہتر فرمانے والا ہے کہ ہر بات اسی کے قبضہ اور اختیار میں ہے تو اس فال میں حرج نہیں ہے اور یہ جائز ہے۔ گویا یہ اس امر کی ترغیب ہے کہ آدمی کو ہمیشہ اچھی ہی بات کرنی چاہئے اور ہمیشہ کلمہ خیر ہی کہنا چاہیے۔ (فتح الباری : ۸۹/۳۔ شرح صحیح مسلم : ۱۸۴/۱۴۔ روضۃ المتقین : ۱۸۳/۴۔ دلیل الفالحین : ۴۴۹/۴)

نحوست ہوتی تو تین چیزوں میں ہوتی

۱۶۷۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَاعَدْوٰى وَلَاطِيَرَةَ. وَإِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۷۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہے اور نہ کوئی بدشگونی ہے اگر نحوست ہوتی تو گھر میں عورت اور گھوڑے میں ہوتی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الطیرۃ، صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطیرۃ و الفال.

کلمات حدیث: الشوم : برائی۔ التشاؤم : بدشگونی لینا۔

شرح حدیث: صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہے کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہوسکتی ہے تو وہ گھوڑے عورت اور گھر میں ہوسکتی ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ عورت کی نحوست اس کا بانجھ ہونا، گھوڑے کی نحوست اسے جہاد کے کام میں نہ لانا اور گھر کی پڑوسیوں کا برا ہونا۔ طبرانی نے کہا ہے کہ گھر کی نحوست اس کے صحن کا چھوٹا ہونا اور پڑوسیوں کا برا ہونا ہے، گھوڑے کی نحوست اس کا سواری کے قابل نہ ہونا اور عیب دار ہونا ہے اور عورت کی نحوست اس کا بانجھ پن اور بداخلاق ہونا ہے۔

حاکم سے مروی ایک روایت میں ہے کہ تین چیزیں بدبختی کی علامت ہیں عورت جس کو دیکھنا برا معلوم ہو اور جو بدزبان ہو، گھوڑا جو نکما ہے کہ اس پر سوار تھک جائے اور قافلہ کا ساتھ نہ دے سکے اور گھر جو تنگ اور بے رونق ہو۔ غرض بدفالی اور نحوست سے مراد طبیعت کی عدم موافقت اور سوء طبیعت ہے، جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین باتیں آدمی کی سعادت کی ہیں اور تین باتیں آدمی کی بدبختی کی ہیں۔ جو باتیں سعادت کی ہیں وہ یہ ہیں، نیک عورت، اچھا گھر اور عمدہ سواری، اور جو باتیں بدبختی کی ہیں وہ یہ ہیں بری عورت، برا گھر اور بری سواری۔

(فتح الباری : ۹۸۴/۲. شرح صحیح مسلم : ۱۸۴/۱۴. تحفة الاحوذی : ۱۱۵/۹. روضة المتقین : ۱۸۴/۴)

اسلام میں بدشگونی نہیں

۱۶۷۶. وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَايَتَطَيَّرُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

(۱۶۷۶) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ بدشگونی نہیں لیتے تھے۔ (ابوداؤد سند صحیح)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الطیرۃ .

کلمات حدیث: لا یتطیر : بدشگونی نہیں لیتے تھے۔ یہ لفظ تطیر سے ہے جس کے بارے میں علامہ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں کہ تطیر کے معنی دل میں کسی بات کے بارے میں حسن ظن پیدا ہونا ہے اور طیرہ کے معنی اس ظن پر عمل کرنے کے ہیں۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کبھی کسی بات سے بدشگونی نہیں لیتے تھے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے ہر پہلو پر عمل کریں۔ (روضة المتقین : ۱۸۷/۴. دلیل الفالحین : ۴۵۰/۴)

برے خیالات کو دور کرنے کا وظیفہ

۱۶۷۷. وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : "اَحْسَنُهَا الْفَالُ. وَلَاتَرُدُّ مُسْلِمًا فَاِذَا رَاَى اَحَدُكُمْ مَايَكْرَهُ فَلْيَقُلْ : اَللّٰهُمَّ لَايَاتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ، وَلَايَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِكَ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

(۱۶۷۷) حضرت عروۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے شگون لینے کا ذکر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فال لینا اچھا ہے اور بد فالی کسی مسلمان کو کسی کام سے نہ روکے اور جب تم میں سے کوئی ناگوار بات دیکھے تو یہ دعا پڑھے کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی بھلائی کا لانے والا نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی بری بات کو دفع کرنے والا نہیں ہے اور برائی سے بچنا اور اچھائی کو حاصل کرنا تیری توفیق کے بغیر کسی کی قدرت میں نہیں ہے۔ (ابوداؤد سند صحیح)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الطیرہ .

کلمات حدیث: لا ترد مسلماً : فال یا بدفال مسلمان کو وہ کام کرنے سے نہیں روکتی جو اس نے کرنے کا ارادہ کرلیا ہے کہ مسلمان کا عقیدہ اور اس کا ایمان یہ ہے کہ ہر کام اللہ کے حکم اور اس کی مشیت سے ہوتا اور اللہ کے سوا کوئی شے کسی کام میں موثر نہیں ہے۔

شرح حدیث: مسلمان احکام الٰہی کا پابند ہے وہ جب کسی کام کا عزم کر لیتا ہے تو کوئی شگون اس کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنتا، کیونکہ اسے یہ یقین کامل ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے اور اگر کوئی ایسی بات پیش آجاتی ہے جس سے اسے ناگواری ہو تو وہ اللہ سے خیر اور بھلائی کا طالب ہوتا ہے۔

اگر کسی وقت مسلمان کا دل کسی بات سے برا ہو جائے تو اسے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اللّٰھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السیأت الا انت ولا حول ولا قوۃ الابک .

''اے اللہ تیرے سوا کوئی بھلائی کا لانے والا نہیں اور تیرے سوا کوئی برائی کو دور کرنے والا نہیں اور تیری توفیق کے بغیر کوئی نہ اچھائی حاصل کرسکتا ہے اور نہ برائی سے بچ سکتا ہے۔'' (روضة المتقين : ٤/١٨٦ . دليل الفالحين : ٤/٤٥١)
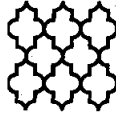
الباب (۳۰۵)

بَابُ تَحْرِيمِ تَصْوِيرِ الْحَيْوَانِ فِي بِسَاطٍ اَوْ حَجَرٍ اَوْ ثَوْبٍ اَوْ دِرْهَمٍ اَوْ دِينَارًا وَمُخَدَّةٍ اَوْ وِسَادَةٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَتَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الصُّوْرَةِ فِي حَائِطٍ وَسَقْفٍ وَسِتْرٍ وَعَمَامَةٍ وَثَوْبٍ وَنَحْوِهَا وَالْاَمْرِ بِاِتْلَافِ الصُّوْرَةِ

بستر، کپڑے، درہم اور تکیہ پر جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت، اسی طرح دیوار، پردے، عمامہ اور کپڑے وغیرہ پر تصویر بنانے کی حرمت اور تصویروں کو ضائع کرنے کا حکم

تصویر بنانے والوں کے لئے خاص عذاب

۱۶۷۸. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَةَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ : اَحْيُوْامَاخَلَقْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۶۷۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جولوگ یہ تصویریں بناتے ہیں انہیں قیامت کے دن عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو تصویریں بنائی ہیں انہیں زندہ کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخارى، كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة۔ صحيح مسلم، كتاب اللباس باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب.

شرح حدیث: حدیث مبارک میں تصاویر بنانے کی شدید ممانعت کی گئی ہے اور تاکید کے ساتھ اس کی حرمت بیان کی گئی ہے اور روز قیامت مصور کو عذاب ہوگا اور اس کو کہا جائے گا کہ تم نے اللہ کی صفت خلق کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کی تو اب اس میں جان ڈال کر دکھاؤ۔ وہ ہرگز جان نہ ڈال سکے گا تو اسے عذاب دیا جائے گا۔

تصویر بنانا اور تصویر رکھنا حرام اور صرف ناگزیر ضرورتوں میں تصویر کا استعمال جائز ہے۔

(فتح البارى : ۱۵۸/۳ . شرح صحيح مسلم : ۷۷/۱٤)

تصویر سازوں کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہوگا

۱۶۷۹. وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِّيْ بِقِرَامٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ، فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَوَّنَ وَجْهُهٗ! وَقَالَ : يَاعَآئِشَةُ : اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ : قَالَتْ : فَقَطَعْنَاهُ فَجَعَلْنَا مِنْهُ وِسَادَةً اَوْوِسَادَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"الْقِرَامُ" بِكَسْرِ الْقَافِ هُوَ : السِّتْرُ" وَالسَّهْوَةُ "بِفَتْحِ السِّينِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ : الصُّفَّةُ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ وَقِيلَ هِيَ : الطَّاقُ النَّافِذُ فِي الْحَائِطِ .

(١٦٧٩) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے۔ اس وقت میں نے گھر کے ایک طاق پر ایک پردہ ڈالا ہوا تھا جس میں تصاویر تھیں رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ قیامت کے روز اللہ کے ہاں شدید عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق میں مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہم نے اس پردہ کو پھاڑ کر ایک تکیہ یا دو تکیے بنا لیے۔ (متفق علیہ)

قرام : ق کے زیر کے ساتھ پردے کو کہتے ہیں۔سھوۃ۔گھر کے سامنے چبوترہ۔اور کہا گیا کہ دیوار میں کھلا ہوا روشن دان۔

تخریج حدیث: صحيح البخارى، كتاب اللباس، باب ما وطئى من التصاوير، صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا فية كلب.

کلمات حدیث: تلون وجهه : آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ يضاهون بخلق الله : اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت اختیار کرتے ہیں یعنی اللہ کی مخلوقات (جاندار) کی تصویر بنانا اللہ کی صفت تخلیق میں مشابہت اختیار کرنا ہے۔

شرح حدیث: تصویر بنانا اور انہیں گھروں میں آویزاں کرنا حرام ہے اگر انہیں پھاڑ کر یا کاٹ کر کوئی چیز بنالی جائے جس سے اس کی اہانت ہو تو جائز ہے۔ (نزهة المتقين : ٢/٤٥٤)

غیر جاندار کی تصویر بنانا جائز ہے

١٦٨٠. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَه' بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ فَيُعَذِّبُه' فِيْ جَهَنَّمَ"

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : فَإِنْ كُنْتَ لَابُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَارُوْحَ فِيْهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(١٦٨٠) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی اسے روز قیامت مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے مگر وہ نہیں پھونک سکے گا۔(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخارى، كتاب اللباس، باب من صور صورة كلف . صحيح مسلم، باب لاتدخل الملا ئكة بيتا.

شرح حدیث: روح پھونکنے کا حکم زجر اور توبیخ کے لیے دیا جائے گا ورنہ کون اس پر قادر ہو سکتا ہے اور جب نہیں پھونک سکے گا تو

سخت عذاب دیا جائے گا۔ (فتح الباری : ۱۵۸/۳ . شرح صحیح مسلم : ۷۸/۱٤)

●●●●●●●●●●●●

تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن سخت عذاب ہوگا

۱۶۸۱ . وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ اَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

۱۶۸۲ . وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱٦۸۲): حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ روز قیامت سب سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا مصور ہوں گے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصور ین یوم القیامة . صحیح مسلم کتاب اللباس، باب لاتدخل الملائکة بیتا.

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے خواہ تصویر کسی بھی مقصد کے لیے بنائی گئی ہو۔ البتہ غیر جاندار کی تصویر بنانا جائز ہے۔ (فتح الباری ۱۵۸/۳ . شرح صحیح مسلم۷۸/۱٤)

●●●●●●●●●●●●

تصویر بنانے والے سب سے بڑے ظالم ہیں

۱٦۷۳ . وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ! فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْلِيَخْلُقُوْا حَبَّةً، اَوْلِيَخْلُقُوْا شَعِيْرَةً . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۱٦۸۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو میری مخلوق جیسی مخلوق بنانے لگا ہے۔ ان کو چاہیے کہ ایک ذرہ بنا کر دکھائیں ایک دانہ بنا کر دکھائیں یا ایک جو کا دانہ ہی بنا کر دکھائیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب نقض الصور . صحیح مسلم، کتاب اللباس و الزینة، باب لا تدخل الملائکة .

کلمات حدیث: یخلق کخلقی : ایسی چیز بناتا ہے جو میری مخلوق کے مشابہ ہے۔ جس طرح میں پیدا کرتا ہوں اس طرح پیدا کرنا چاہتا ہے۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ خالق کون ومکاں ہے ایک حقیر ذرہ سے لے کر آفتاب ومہتاب تک ایک چیونٹی سے لے کر عقل وبصیرت والے انسان تک ہر شئے اسی کی تخلیق ہے، جب یہ حقیقت ہر ایک کے سامنے ہے اور کوئی اس سے انکار کی جرأت نہیں کرسکتا بلکہ ایک کافر بت پرست سے بھی پوچھا جائے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ بھی بلا تامل یہی کہے گا کہ اللہ! پھر اس انسان سے بڑا ظالم کون ہوگا کہ وہ اس برھان کامل کے موجود ہونے کے باوجود اللہ کی صفت خلق میں مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرے، وہ کیوں نہیں ایک ذرہ بنالیتا ایک جو کا دانہ بنالیتا۔ بلکہ اگر ساری دنیا کے انسان اور سارے جن جمع ہوجائیں کہ ایک مکھی بنالیں تو نہیں بنا سکتے بلکہ انسان کی مجبوری اور بے بسی کا تو یہ عالم ہے کہ اگر مکھی اس کے کھانے میں سے کچھ لے جائے تو وہ اسے واپس نہیں لے سکتا۔

(فتح الباری ۳/ ۱۶۰. شرح صحیح مسلم ۱۴/۷۹. روضة المتقین ۴/ ۱۹۰)

تصویر والے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے

۱۶۷۴. وَعَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَاتَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَیْتًا فِیْهِ كَلْبٌ وَلَاصُوْرَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(۱۶۷۴): حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب التصاویر . صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب لا تد خل الملائكة بيتا.

شرح حدیث: فرشتے معصوم ہیں وہ کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور نہ وہ معصیت کو پسند کرتے ہیں اس لیے وہ اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں معصیت کا ارتکاب ہوتا ہو اور تصویر گھر میں رکھنا معصیت ہے۔ اسی طرح فرشتے نجاست گندی اور بدبو سے دور رہتے ہیں اور کتے میں یہ سب باتیں موجود ہیں اس لیے وہ وہاں نہیں جاتے جہاں کتا ہو۔

اس حدیث میں فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے جو انسان کے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں اور جو انسان کی حفاظت پر مقرر ہیں وہ ہر وقت انسان کے ساتھ ہیں کبھی جدا نہیں ہوتے۔ (فتح الباری ۳/ ۱۶۰. شرح صحیح مسلم ۱۴/ ۷۰)

کتے کی وجہ سے جبرائیل علیہ السلام گھر میں داخل نہیں ہوئے

۱۶۷۵. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، جِبْرِیْلُ اَنْ یَّاْتِیَهُ، فَرَاثَ عَلَیْهِ حَتّٰی اشْتَدَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ فَلَقِیَهُ جِبْرِیْلُ فَشَكَا اِلَیْهِ، فَقَالَ : اِنَّا لَانَدْخُلُ بَیْتًا فِیْهِ كَلْبٌ وَلَاصُوْرَةٌ، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

"رَاث" اَبْطَأَ، وَهُوَ بِالثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ .

(۱۶۸۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے آنے کا وعدہ فرمایا انہیں تاخیر ہوگئی اور یہ انتظار رسول اللہ ﷺ پر گراں گزرا۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سے دیر سے آنے کی شکایت کی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (بخاری) راث کے معنی ہیں تاخیر کی۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب التصاویر . صحیح مسلم، کتاب اللباس باب لاتدخل الملائکة بیتا .

شرح حدیث: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے آنے کا وعدہ کیا لیکن ان کے آنے میں تأخیر ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو شدید زحمت انتظار ہوئی یہاں تک کہ آپ باہر تشریف لے آئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، آپ ﷺ نے تاخیر کا شکوہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہوں۔ (فتح الباری ۲/۲۶۶)

کتے نے آپ ﷺ کے پاس آنے سے روکا

۱۶۸۶ . وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : وَاعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِیْ سَاعَةٍ اَنْ يَاتِيَه، فَجَآءَتْ تِلْکَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَاْتِهِ قَالَتْ : وَكَانَ بِيَدِهٖ عَصًا فَطَرَحَهَا مِنْ يَدِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ "مَايُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَه، وَلَارُسُلُه"، ثُمَّ الْتَفَتَ فَاِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحتَ سَرِيْرِهٖ فَقَالَ : "مَتٰى دَخَلَ هٰذَا الْكَلْبُ؟

فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ مَادَرَيْتُ بِه، فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ، فَجَآءَه، جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "وَعَدْتَنِیْ فَجَلَسْتُ لَکَ وَلَمْ تَأْتِنِیْ" فَقَالَ : مَنَعَنِیَ الْكَلْبُ الَّذِیْ كَانَ فِیْ بَيْتِکَ اِنَّا لَانَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَاصُوْرَةٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حدیث (۱۶۸۶): حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک وقت مقررہ پر آنے کا وعدہ کیا جب وہ وقت آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں آئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت آپ ﷺ کے ہاتھ میں لاٹھی تھی وہ آپ ﷺ نے ہاتھ سے پھینک دی اور فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ چارپائی کے نیچے ایک کتے کا بچہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کتا کب اندر آ گیا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم۔ آپ ﷺ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا تو اس کو نکالدیا گیا اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا میں انتظار میں بیٹھا رہا اور آپ نہیں آئے۔

انہوں نے کہا کہ مجھے اس کتے نے روکے رکھا جو آپ کے گھر میں تھا کیونکہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب اللباس و الزینة. باب لاتدخل الملائکة بیتا .

کلمات حدیث: مایخلف الله وعده ولا رسله : اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول یعنی فرشتے وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ جرو کلب۔ کتے کا بچہ۔

شرح حدیث: فرشتے ہر گندی اور نجس شے سے اور اس جگہ سے جہاں اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب ہو دور رہتے ہیں کتا نجس ہے اس لیے جس گھر میں کتا ہو فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔ (شرح صحیح مسلم ۱۴/۶۹)

ہر تصویر اور ہر اونچی قبر مٹانے کا حکم

۱۶۸۷ . وَعَنْ اَبِی الْهَیَّاجِ حَیَّانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ: قَالَ لِیْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی مَابَعَثَنِیْ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؟ اَنْ لَاتَدَعَ صُوْرَةً اِلَّا طَمَسْتَهَا، وَلَاقَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَه، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۶۸۷) حضرت ابوالتیاح حیان بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا، کہ جو تصویر دیکھو اسے مٹا دو اور جو اونچی قبر دیکھو اسے برابر کر دو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسویة القبور .

شرح حدیث: تصویر حرام ہے اور حرام کے مٹانے کا حکم ہے اسی طرح قبریں پکی اور اونچی بنانا جائز نہیں ہے بلکہ ایسی قبریں مسمار کر کے انہیں شریعت کے مطابق رکھا جائے اور ایک بالشت اونچا رکھا جائے۔

(شرح صحیح مسلم ۷/۳۰. تحفة الاحوذی ۴/۱۴۰)

الباب (۳۰۶)

بَابُ تَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ اِلَّا لِصَيْدٍ اَوْمَاشِيَةٍ اَوْزَرْعٍ
کتا رکھنے کی حرمت، سوائے اسکے شکار مویشی یا زراعت کے لیے ہو

کتا پالنے سے ہر روز دو قیراط ثواب کم ہو جاتا ہے

۱۶۸۸ . عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "مَنِ اقْتَنٰى كَلْباً اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْمَاشِيَةٍ فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ : "قِيْرَاطٌ".

(۱۶۸۸): حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے شکار یا مویشی کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کے علاوہ کتا پالا تو اس کے اجر میں روزانہ دو قیراط کم ہو جاتے ہیں۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ایک قیراط ہے۔

تخریج حدیث: صحيح البخاری، کتاب الذبائح، باب من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد . صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب الامر بقتل الكلاب .

کلمات حدیث: اقتنی : رکھا، حاصل کیا۔ اقتناء (باب افتعال) رکھنا، ذخیرہ کے طور پر کسی شئے کو سنبھال کر رکھنا۔ قیراط : اجر و ثواب کی مقدار۔

شرح حدیث: بلاضرورت کتا پالنے کی ممانعت ہے۔ شکار مویشی کی حفاظت اور کھیت اور گھر کی حفاظت کے لیے پالنے کی اجازت ہے۔ حدیث مبارک میں ارشاد ہوا کہ جو ان ضرورتوں کے علاوہ کتا پالے اس کے اجر و ثواب میں کمی واقع ہو جائے گی۔

(فتح الباری ۲/ ۱۱۸۰ . روضة المتقين ٤/ ١٩٤ . دليل الفالحين ٤/ ٤٥٨)

بعض صورتوں میں کتا رکھنے کی اجازت ہے

۱۶۸۹ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ اَمْسَکَ كَلْبًا فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ اِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ اَوْمَاشِيَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : "مَنِ اقْتَنٰى كَلْباً لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ، وَلَا مَاشِيَةٍ، وَلَا اَرْضٍ، فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ قِيْرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ.

(۱۶۸۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے پالنے کی نیت سے کتے کو باندھا اس کے عمل سے روزانہ ایک قیراط کم ہوتا رہے گا سوائے اس کے کھیت یا مویشی کی حفاظت کے لیے کتا رکھا ہو۔ (متفق علیہ)

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے کتا پالا، جو شکار کے لیے اور زمین اور مویشی کی حفاظت کے لیے نہ ہو تو اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہوتی رہے گی۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب المزارعه، باب اقتناء الکلب للحرس . صحیح مسلم، کتاب المزارعة، باب الأمر بقتل الکلاب.

شرح حدیث: شکار کے لیے اور کھیت اور مویشی کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی اجازت ہے اس کے علاوہ کسی اور غرض کے لیے کتا پالنا منع ہے ایسے شخص کے اعمال کے اجر میں روزانہ کمی ہوتی رہے گی۔

(فتح الباری ۱/۱۱۶۸. شرح صحیح مسلم ۱۰/۲۰۰)
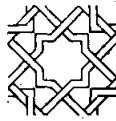
الباب (۳۰۷)

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَعْلِيقِ الْجَرَسِ فِي الْبَعِيرِ وَغَيْرِهِ مِنَ الدَّوَابِ وَكَرَاهِيَةِ اسْتِصْحَابِ الْكَلْبِ وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ

اونٹ اور دیگر جانوروں کی گردن میں گھنٹی باندھنے کی کراہت اور سفر میں کتے اور گھنٹی ساتھ رکھنے کی کراہت

۱۶۹۰. عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَاتَصْحَبُ الْمَلَآئِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ اَوْجَرَسٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۶۹۰): حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں کتا اور گھنٹی ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب كراهية الكلب والجرس فى السفر .

کلمات حدیث: جرس : وہ گھنٹی جو قافلے میں جانوروں کی گردن میں باندھی جاتی ہے۔

شرح حدیث: رحمت کے فرشتے اس کارواں کیساتھ نہیں چلتے جس میں گھنٹی کی آواز ہو اور کتا ہو۔ فرشتے جس طرح کتے سے دور رہتے ہیں اسی طرح وہ گھنٹی کی آواز سے بھی دور رہتے ہیں۔ (شرح صحیح مسلم ۱۴/۷۸)

بانسری شیطان کا جادو ہے

۱۶۹۱. وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَلْجَرَسُ مِنْ مَزَامِيرِ الشَّيْطَانِ" رَوَاهُ مسلم

(۱۶۹۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گھنٹی کی آواز مزامیر شیطان میں سے ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب كراهية الكلب والجرس فى السفر .

کلمات حدیث: مزامیر : مزمار کی جمع ہے۔ گانے بجانے کا ایک آلہ ہے، یعنی بانسری۔

شرح حدیث: شیطان موسیقی اور آلات موسیقی اور گھنٹیوں کی آوازوں سے رغبت رکھتا ہے اور فرشتوں کو ہر وہ بات اور کام ناپسند ہے جس کی طرف شیطان کا میلان ہو۔ اس لیے سفر میں اگر کتا ساتھ ہو اور جانوروں کی گردنوں میں گھنٹیاں پڑی ہوئی ہوں تو رحمت کے فرشتے اس کاروان کے قریب نہیں آتے۔ (شرح صحيح مسلم ۱۴/۸۰. روضة المتقين ۴/۱۹۶)

الباب (۳۰۸)

بَابُ كَرَاهَةِ رُكُوبِ الْجَلَّالَةِ وَهِيَ الْبَعِيرُ اَوِ النَّاقَةُ الَّتِيْ تَاكُلُ الْعَذِرَةَ فَاِنْ اَكَلَتْ عَلَفاً طَاهِرًا فَطَابَ لَحْمُهَا زَالَتِ الْكَرَاهَةُ !

جلالہ پرسواری کی کراہت ''جلالہ'' وہ اونٹ یا اونٹنی ہے جو گندگی کھائے اگر وہ پاک چیزیں کھانے لگے جس سے گوشت پاک ہوجائے تو اس کی سواری کی کراہت ختم ہوجائے گی

۱٦۹۲ ۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَلَّالَةِ فِي الْاِبِلِ اَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا ۔(رواہ ابوداؤد باسناد صحیح)

(۱٦۹۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گندگی کھانے والے اونٹوں پر سواری سے منع فرمایا۔(ابوداؤد بسند صحیح)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب رکوب الجلاله .

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مراد وہ اونٹ ہے جسے گندگی کھانے کی عادت پڑ جائے جو اس کے گوشت پر اثر انداز ہوجائے ایسے اونٹ پر سواری کرنا مکروہ ہے۔ (روضة المتقین ٤/١٩٧ . دلیل الفالحین ٤/٤٦٢)
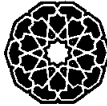
البَابُ (۳۰۹)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْمَسْجِدِ وَالْاَمْرِ بِإِزَالَتِهِ مِنْهُ إِذَا وَجَدَفِيهِ، وَالْاَمْرِ بِتَنْزِيهِ الْمَسْجِدِ عَنِ الْاَقْذَارِ

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور اسے دور کرنے کا حکم

مسجد کو ہر طرح کی گندگی سے پاک رکھنے کا حکم

١٦٩٣. عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْبُصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَالْمُرَادُ بِدَفْنِهَا اِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ تُرَابًا اَوْرَمْلًا وَنَحْوَهُ' فَيُوَارِيْهَا تَحْتَ تُرَابِهٖ. قَالَ اَبُوالْمَحَاسِنِ الرُّوْيَانِيُّ مِنْ اَصْحَابِنَا فِي كِتَابِهِ الْبَحْرِ: وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِدَفْنِهَا اِخْرَاجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ اَمَّا اِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ مُبَلَّطًا اَوْ مُجَصَّصًا فَدَلَكَهَا عَلَيْهِ بِمَدَاسِهٖ اَوْبِغَيْرِهٖ كَمَا يَفْعَلُهُ' كَثِيْرٌ مِّنَ الْجُهَّالِ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِدَفْنٍ بَلْ زِيَادَةٌ فِي الْخَطِيْئَةِ وَتَكْثِيْرٌ لِلْقَذَرِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَلٰى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ اَنْ يَمْسَحَهُ' بَعْدَ ذٰلِكَ بِثَوْبِهٖ اَوْبِيَدِهٖ اَوْغَيْرِهٖ اَوْيَغْسِلَهُ'.

(١٦٩٣) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد میں تھوکنا منع ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کرنا ہے۔ (متفق علیہ)

دفن کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسجد کچی ہو تو اس کو مٹی میں دبا دے۔ ہمارے اصحاب میں سے ابو المحاسن رویانی اپنی کتاب "البحر" میں کہتے ہیں کہ کسی نے کہا کہ دفن سے مراد اسے مسجد سے نکال دینا ہے لیکن اگر مسجد پتھر کی بنی ہو یا چونے کی ہو تو اسے جوتے وغیرہ سے مل دینا جیسا کہ بعض جاہل لوگ کرتے ہیں تو یہ دبا دینا نہیں ہے بلکہ یہ تو گناہ میں زیادتی اور مسجد میں گندگی بڑھانا ہے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اپنے کپڑے یا ہاتھ سے یا کسی اور چیز سے صاف کرے اور اسے دھو ڈالے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب کفارہ البزاق فی المساجد. صحیح مسلم، کتاب المساجد باب النھی عن البصاق فی المسجد.

کلمات حدیث: بصاق اور بزاق: تھوک۔

شرح حدیث: مسجد میں تھوکنا خطیۃ (خطأ) ہے۔ اور خطیۃ کے یہاں معنی سیۃ (برائی) کے ہیں۔ چنانچہ مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابو امامہ سے مروی حدیث میں ہے کہ مسجد میں تھوکنا برائی ہے اور اس کا دفن کر دینا نیکی ہے۔ ابن المکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں تھوکنا اس وقت برائی ہے جب اسے دفن نہ کرے کیونکہ اس طرح مسجد میں گندگی ہوگی اور گندگی سے فرشتوں کو اذیت پہنچتی ہے اور

انسان کو بھی ایذاء پہنچے گی کہ ہوسکتا ہے کہ کسی کے جسم کو یا کپڑوں کو لگ جائے۔ بہر حال اگر آدمی مسجد میں ہو اور اسے تھوکنے کی ضرورت پیش آ جائے تو وہاں جائے جہاں تھوکنا درست ہو اور وہاں اسے دھو سکے، اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر مسجد سے باہر چلا جائے۔

(فتح الباری ١/٤٣٤. شرح صحیح مسلم ٥/٣٦. روضة المتقین ٤/١٩٨)

مسجد کی دیوار کی صفائی

١٦٩٤. وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا اَوْبُزَاقًا، اَوْنُخَامَةً، فَحَكَّهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(١٦٩٤): حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے جانب قبلہ دیوار پر رینٹھ یا تھوک یا بلغم دیکھا تو آپ ﷺ نے اس کو کھرچ دیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب حك البزاق بالید . صحیح مسلم، کتاب المساجد باب النهی عن البصاق فی المسجد .

کلمات حدیث: نخامة : ناک سے نکلنی والی ریزش۔

شرح حدیث: قاضی ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں زمین کے بہترین اور افضل ترین مقامات مساجد ہیں یہ اللہ کے گھر ہیں جن میں اللہ کا نام بلند کیا جاتا ہے۔ جو جگہیں اور جو مقامات اللہ کا نام بلند کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں ان کی کسی درجے میں بھی توہین ان کے اس مقصد کے برخلاف ہے اس لیے ضروری ہے کہ مساجد کا احترام ملحوظ رکھا جائے اور کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے مسجد کے احترام میں فرق یا کمی آئے۔ نبی کریم ﷺ نے جب مسجد میں تھوک وغیرہ دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے ایک پتھر سے صاف فرما دیا۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہئے کہ مسجد کی صفائی اور نظافت کا خیال رکھے اور ہر صورت میں مسجد میں تھوکنے اور گندگی سے گریز کرے حتیٰ کہ اگر حالت نماز میں تھوکنا پڑ جائے تو اپنے کپڑے میں تھوک لے

(فتح الباری ١/٤٣٢. شرح صحیح مسلم ٥/٣٤. روضة المتقین ٤/١٩٩. دلیل الفالحین ٤/٤٦٤)

مساجد کے مقاصد

١٦٩٥. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَاتَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَاالْقَذَرِ اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَقِرَآءَةِ الْقُرْاٰنِ، اَوْكَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(١٦٩٥) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ مسجدیں پیشاب، گندگی یا اس طرح کی کسی بھی چیز کے لیے

موزوں نہیں ہیں یہ تو یاد الٰہی اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں۔جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔(مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره من النجاسة اذا حصلت فى المسجد.

کلمات حدیث: لا تصلح : موزوں نہیں ہیں، مناسب نہیں ہے۔

شرح حدیث: مساجد روئے زمین کے بہترین اور افضل ترین مقامات ہیں کیونکہ مساجد اس لیے بنائی جاتی ہیں کہ ان میں اللہ کی عبادت کی جائے اسے یاد کیا جائے اور تلاوت قرآن کی جائے۔ یہ تمام امور اس قدر ارفع اور اعلیٰ ہیں کہ کسی کے لیے یہ بات موزوں نہیں ہے کہ مسجد میں کسی طرح کی گندگی کرے بلکہ ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ مسجد کی نظافت کا خیال رکھے اور پاکیزگی کا اہتمام کرے۔اگر غلطی سے کہیں کوئی تھوک یا لعاب لگ جائے تو فوراً صاف کرے جب تک صاف نہیں کرے گا گناہ گار رہے گا۔مسجد میں جھاڑو دینا اور صفائی کرنا مستحب ہے اور بہت ثواب ہے۔ (شرح صحيح مسلم ۱۶۳/۳. روضة المتقين ۲۰۰/٤)

الباب (٣١٠)

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُصُومَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيهِ وَنَشْدِ الضَّالَّةِ وَالْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْإِجَارَةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْمُعَامَلَاتِ

مسجد میں جھگڑنا یا آواز بلند کرنا مکروہ ہے

مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنا ممنوع ہے

١٦٩٦ . عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول "مَنْ سَمِعَ رَجُلاً يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ : لَارَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٦٩٦) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی شخص کسی کو مسجد میں کسی گمشدہ شئے کا اعلان کرتے ہوئے سنے تو کہدے کہ اللہ کرے کہ تجھے نہ ملے۔ کیونکہ مساجد اس کام کے لیے نہیں بنائی گئی ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن نشد الضالة فی المسجد .

کلمات حدیث: ی نشد ضالة : گم شدہ چیز کے بارے میں اعلان کرے۔ ضالة : گم شدہ شئے۔

شرح حدیث: مساجد اللہ کے ذکر کو بلند کرنے کے لیے بنائی گئی ہیں اس لیے نہیں بنائی گئی ہیں کہ لوگ اپنی گمشدہ شئے کا اعلان کریں، اگر کوئی ایسا کرے تو سننے والا کہدے کہ اللہ کرے کہ واپس نہ ملے۔ (شرح صحیح مسلم ٥/٤٦)

مسجد میں خرید وفروخت جائز نہیں ہے:

١٦٩٧ . وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْيَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا : لَاأَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ ضَالَّةً فَقُولُوا، لَارَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ .

(١٦٩٧) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ مسجد میں کوئی چیز خرید رہا ہے یا فروخت کر رہا ہے تو یہ کہو کہ اللہ تیری تجارت کو سودمند نہ بنائے اور جب تم دیکھو کہ کوئی گمشدہ شئے کا اعلان کر رہا ہے تو کہدو کہ اللہ کرے نہ ملے۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب البیو ع، باب النهی عن البیع فی المسجد .

شرح حدیث: امام بغوی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اہل علم کے نزدیک مسجد میں خرید وفرخت مکروہ ہے۔ حضرت عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ انہوں نے کسی کو مسجد میں کوئی شئے فروخت کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ دنیا کے بازار میں جاؤ مسجد تو بازار آخرت ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں ہر اس کام سے احتراز مطلوب ہے جس کے لیے مسجد نہیں بنائی گئی اسی لیے مسجد میں مانگنے سے بھی منع کیا گیا ہے اور سلف میں بعض حضرات اس سائل کو صدقہ دینا پسند نہیں فرماتے تھے جو مسجد میں سوال کر رہا ہو۔

غرض مسجد میں خرید وفروخت، مانگنا، گمشدہ شئے کا اعلان کرنا، یا اس طرح کا دنیا کا کوئی کام کرنا مناسب نہیں ہے۔

(تحفة الاحوذی ٤/٦٢٨. روضة المتقين ٤/٢٠٢)

مسجد میں گم شدہ چیز کے اعلان کی مخالفت

١٦٩٨. وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَنْ دَعَا اِلَى الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاوَجَدْتَ، اِنَّما بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَه"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(١٦٩٨) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے مسجد میں اعلان کیا کہ کوئی ہے جو مجھے سرخ اونٹ کے بارے میں بتادے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کو نہ پائے، مسجدیں ان کاموں کے لیے ہیں جن کے لیے انہیں بنایا گیا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن نشد الضالة فى المسجد.

کلمات حدیث: دعا إلى: مجھے بتادے۔ مجھے خبر لادے۔ لما بنيت له: مسجدیں صرف انہی اغراض ومقاصد کے لیے ہیں جن کے لیے انہیں بنایا جاتا ہے۔

شرح حدیث: مساجد اس لیے ہیں کہ ان میں اللہ کا ذکر بلند ہو، اس کی عبادت ہو نماز اور اعتکاف ہو اور تلاوت قرآن ہو، اللہ کے دین کے فہم کی سعی وکوشش اور اس کا ابلاغ ہو۔ اس کے علاوہ جو کام دنیا کے ہیں ان کا مسجد میں کرنا موزوں نہیں ہے اسی وجہ سے جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ 'تو نہ پائے'۔ یعنی جس اونٹ کا اعلان تو مسجد میں کر رہا ہے تجھے نہ ملے۔

(شرح صحيح مسلم ٥/٤٦. روضة المتقين ٤/٢٠٢)

مسجد میں ممنوع کاموں کا ذکر

١٦٩٩. وَعَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّرَآءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ، وَاَنْ تُنْشَدَ فِيْهِ ضَالَّةٌ، اَوْيُنْشَدَ فِيْهِ شِعْرٌ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

(۱۶۹۹) حضرت عمرو بن شعیب از والد خود از جد خود روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مسجد میں خرید وفروخت سے منع فرمایا۔اور اس بات سے منع فرمایا کہ مسجد میں گمشدہ شئے کا اعلان کیا جائے یا مسجد میں شعر پڑھا جائے۔(ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب التحلق یوم الجمعة قبل الصلاة .

شرح حدیث: مسجد میں ایسے اشعار بھی نہ پڑھنے چاہیں جن میں عشق کے اور لہولعب کے مضامین ہوتے ہیں البتہ ایسے اشعار پڑھنا جائز ہے جن میں اللہ کی حمد وثنا اور رسول کریم ﷺ کی مدح ہو۔جیسا کہ روایت ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں چند اشعار پڑھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ان کے سامنے بھی اشعار پڑھے ہیں جو آپ ﷺ سے بہتر تھے۔پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میری جانب سے ان کافروں کا جواب دو اور فرمایا کہ اے اللہ اس کی روح القدس سے تائید فرما۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہاں۔

(تحفة الاحوذي ۲/۲۸۱. روضة المتقين ٤/۲۰۳. دليل الفالحين ٤/٤٦٧)

مسجد میں زور سے باتیں کرنے کی مخالفت

۱۷۰۰. وَعَنِ السَّآئِبِ ابْنِ يَزِيْدَ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : "اذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، فَقَالَ : مِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا؟ فَقَالَا : مِنْ اَهْلِ الطَّائِفِ فَقَالَ : لَوْكُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۷۰۰) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری دیکھا تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔آپ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔میں ان دونوں کو لے کر آیا۔تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو انہوں نے کہا کہ ہم طائف کے لوگ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم مدینہ منورہ کے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کر رہے ہو۔(بخاری)

تخریج حدیث: صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب رفع الصوت في المساجد .

کلمات حدیث: فحصبني : میری طرف کنکری پھینکی۔ حصب حصباً (باب نصر وضرب) کنکری مارنا۔

شرح حدیث: مسجد میں آواز بلند کرنا درست نہیں ہے خواہ یہ آواز ذکر اور تلاوت قرآن ہی کی کیوں نہ ہو کیونکہ اس سے دوسروں کی عبادت میں خلل پڑے گا اور ان کی طبیعت میں تشویش پیدا ہوگی اور دنیا کی بات میں تو آواز بلند کرنے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔
غرض مسجد میں بآواز بلند گفتگو کرنا آداب مسجد کے خلاف ہے اور مسجد نبوی ﷺ میں بطور خاص آواز کو پست رکھنا چاہیے اور مسجد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا بھی ادب ملحوظ رکھنا چاہیے۔ (فتح الباری ۱/ ٤٥٤. ارشاد الساری ۱/ ۱۳۱. روضة المتقین ٤/ ۲۰٤)

الباب (۳۱۱)

بَابُ نَهْيِ مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْبَصلاً، اَوْ كُرَّاثاً اَوْغَيْرِهِ مِمَّالَه' رَائِحَةٌ كَرِيْهَةٌ عَنْ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ قَبْلَ زَوَالِ رَائِحَتِهِ اِلَّا لِضُرُوْرَةٍ

لہسن، پیاز، گندنا یا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر بدبو زائل کیے بغیر مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت سوائے کہ ضرورت ہو

۱۷۰۱. عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّوْمَ . فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ . "مَسَاجِدَنَا"

(۱۷۰۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس پودے یعنی لہسن کو کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہماری مسجد کے بجائے ہماری مساجد کا لفظ آیا ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب ماجاء فی الثوم النیئی . صحیح مسلم، کتاب المساجد باب نهی من اکل ثوماً أو بصلا.

شرح حدیث: حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے کچا لہسن کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا ہے اگر لہسن سالن وغیرہ میں پکایا گیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص لہسن کھائے وہ اسے پکا کر اس کی بو مار دے۔

فرشتوں کو بو سے تکلیف پہنچتی ہے اس لیے ہرگز بو کے ساتھ مسجد میں نہ آنا چاہیے اور مسجد میں آنے سے پہلے منہ کو اچھی طرح صاف کر لینا چاہیے۔ چنانچہ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے مولی کھائی ہو اور اسے اس کی ڈکار آرہی ہو تو وہ مسجد میں اس حال میں نہ آئے یا مسجد میں ڈکار نہ لے۔ ابن المرابط نے فرمایا کہ اگر کسی کے منہ میں بو ہو تو اسے بھی چاہیے کہ خوب اچھی طرح منہ دھو کر کہ منہ سے بو زائل ہو جائے تب مسجد میں آئے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس حکم میں عیدگاہ نماز جنازہ کی حاضری اور ان تمام مجالس میں جانا جو عبادت اور ذکر اللہ کے ہوں بھی داخل ہیں۔

(ارشاد الساری ۵۱۹/۲ . فتح الباری ۶۰۶/۱ . شرح صحیح مسلم ۴۱/۵ . روضة المتقین ۲۰۶/۴)

لہسن اور پیاز کھا کر فوراً نماز میں شریک نہ ہوا کریں

۱۷۰۲. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّا، وَلَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۰۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس پودے (لہسن) سے کھایا ہو وہ ہمارے قریب نہ آئے، وہ ہمارے ساتھ ہرگز نماز نہ پڑھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی الثوم النیئی . صحیح مسلم کتاب المساجد، باب نھی من اکل ثوما اوبصلا.

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز اور مجلس علم اور ولیمہ وغیرہ کی مجلس میں جہاں مسلمانوں کا اجتماع ہو اس طرح نہ جانا چاہیے کہ منہ میں لہسن کی بو ہو یا کوئی اور بو ہو جو لوگوں کو ناگوار گزرے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آدمی مسجد میں جانے سے پہلے منہ صاف کر کے منہ سے بو دور کر لے اور اس وقت تک مسجد میں نہ جائے جب تک منہ سے بو جاتی نہ رہے۔

(ارشاد الساری ۲/۵۲۳۔فتح الباری ۱/۶۰۷۔شرح صحیح مسلم ۵/۴۱۔روضۃ المتقین ۴/۲۰۶)

جس نے کچی پیاز اور لہسن کھایا وہ مسجد سے دور رہا کریں

۱۷۰۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا، اَوْبَصَلاً فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْفَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "مَنْ اَكَلَ الْبَصَلَ، وَالثُّوْمَ، وَالْكُرَّاثَ، فَلاَ يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ بَنُوْ اٰدَمَ"

(۱۷۰۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے لہسن یا پیاز کھایا ہو وہ ہم سے الگ ہو جائے یا ہماری مسجد سے الگ ہو جائے۔ (متفق علیہ)

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو پیاز، لہسن اور گندنا کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اس لیے کہ فرشتوں کو بھی انسانوں کی طرح بدبو سے تکلیف پہنچتی ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، ابواب صفۃ الصلاۃ، باب ماجاء فی الثوم النیئی . صحیح مسلم کتاب المساجد، باب نھی من اکل ثوما اوبصلا.

شرح حدیث: کراث بھی ایک سبزی ہے جس میں بو ہوتی ہے۔ غرض لہسن، پیاز، کراث، وغیرہ کچی صورت میں کھا کر فوراً مسجد میں نہ جائے بلکہ اس کی بو دور کر کے پھر مسجد میں جانا چاہیے۔ یہ سبزیاں اگر پکالی جائیں تو ان کی بو جاتی رہتی ہے۔

لہسن اور پیاز پکا کر کھایا کریں

۱۷۰۴۔ وَعَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ: ثُمَّ اِنَّكُمْ

اَيُّهَاالنَّاسُ تَاكُلُوْنَ شَجَرَتَيْنِ لَااَرٰهُمَا اِلَّا خَبِيْثَتَيْنِ الْبَصَلَ، وَالثُّوْمَ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَجَدَ رِيْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِى الْمَسْجِدِ اَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ اِلَى الْبَقِيْعِ، فَمَنْ اَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۰۴) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے روز خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم ایسی دو سبزیاں کھاتے ہو جو میں سمجھتا ہوں کہ سخت بدبودار ہیں یعنی پیاز اور لہسن۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ مسجد میں اگر کسی آدمی میں ان دو چیزوں کی بو محسوس فرماتے تو اس کی بابت حکم دے کر اسے بقیع تک باہر نکلوا دیتے۔ اس لیے اگر کوئی انہیں کھائے تو پکا کر ان کی بو ختم کر دے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهى من اكل ثوما او بصلاً.

شرح حدیث: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لہسن اور پیاز کو خبیث فرمایا یعنی یہ کہ ان کی بو ناگوار اور ناپسندیدہ ہے اور ان کو کھا کر مسجد میں آنا کہ منہ سے بو آتی ہو مناسب نہیں ہے بلکہ یا تو انہیں پکا کر کھایا جائے یا یہ کہ مسجد میں آنے سے پہلے بو کو دور کیا جائے۔

استنجاء خانے مسجد سے فاصلے پر بنانے چاہئیں اور ان کی صفائی کا انتظام ایسا ہونا چاہیے کہ بو باقی نہ رہے۔

(شرح صحیح مسلم ۵/۴۲)

الباب (۳۱۲)

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْإِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامِ يَخْطُبُ لِأَنَّهُ يَجْلِبُ النَّوْمَ فَيَفُوْتُ اسْتِمَاعُ الْخُطْبَةِ وَيُخَافُ انْتِقَاضُ الْوُضُوْءِ

جمعہ کے روز دوران خطبہ گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر انہیں باندھ لینے کی کراہت کہ اس سے نیند آ جاتی ہے اور خطبہ سننے سے رہ جاتا ہے اور وضوء کے ٹوٹنے کا بھی اندیشہ ہے

خطبہ کے دوران حبوۃ سے منع فرمایا ہے

۱۷۰۵. عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

(۱۷۰۵) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے روز خطبہ کے دوران حبوۃ سے منع فرمایا ہے۔(ابوداؤد اور ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الاحتباء والامام یخطب . الجامع للترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی کراهة الاحتباء .

کلمات حدیث: حبوۃ : احتباء کا اسم مصدر ہے۔ اس کے معنی ہیں دونوں گھٹنوں کو ملا کر بیٹھنا اور انہیں چادر وغیرہ سے باندھ لینا۔

شرح حدیث: جمعہ کے روز خطبہ کے دوران اس طرح بیٹھنا کہ نیند غالب ہو جائے اور اونگھ آ جائے اور اس طرح خطبہ سننے سے محروم ہو جائے مناسب نہیں ہے خطبہ سننے کا بہت اجر وثواب ہے۔ نیز نیند کے غلبہ میں وضو جاتے رہنے کا بھی اندیشہ موجود ہے۔

(تحفة الاحوذی ۳/ ٦٢. روضة المتقین ٤/ ٢٠٨)

الباب (۳۱۳)

بَابُ نَهْيِ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ عَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ يُضَحِّيَ عَنْ اَخْذِ شَيْءٍ مِنْ شَعْرِهٖ اَوْ اَظْفَارِهٖ حَتّٰى يُضَحِّيَ

قربانی کا ارادہ رکھنے والے شخص کیلئے ذوالحجہ کے چاند دیکھنے سے لیکر قربانی سے فارغ ہونے تک اپنے بال یا ناخن کاٹنے کی ممانعت

عشرۃ ذی الحجہ کے احکام

١٧٠٦. عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ كَانَ لَهٗ ذِبْحٌ يَذْبَحُهٗ، فَاِذَا اَهَلَّ هِلَالُ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا يَاْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ شَيْئًا حَتّٰى يُضَحِّيَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۰۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہو جسے وہ ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند ہو جائے تو وہ قربانی ہونے تک وہ اپنے بال نہ کاٹے اور ناخن نہ تراشے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب من دخل علیه عشر ذی الحجة.

شرح حدیث: جس شخص کا قربانی کا ارادہ ہو وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے لے کر قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ تراشے بلکہ دس ذوالحجہ کو حجامت کرائے اور ناخن تراشے، البتہ اگر ضرورت ہو تو کوئی حرج نہیں ہے کہ ان دس ایام میں بال تراشنے اور ناخن کاٹنے کی ممانعت مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے۔ (صحیح مسلم بشرح النووی ۱۳/ ۱۱۷. روضة المتقین ٤/ ۲۱۰)

البَابُ (۳۱٤)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَلْفِ بِمَخْلُوقٍ كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالسَّمَآءِ وَالْاٰبَآءِ وَالْحَيَاةِ وَالرُّوْحِ وَالرَّاسِ وَنِعْمَةِ السُّلْطَانِ وَتُرْبَةِ فُلَانٍ وَالْاَمَانَةِ، وَهِيَ مِنْ اَشَدِّهَا نَهْياً

مخلوقات میں سے کسی کی قسم کھانے کی ممانعت جیسے رسول ﷺ، کعبہ، فرشتے، آسمان، باپ، زندگی، روح، سر، بادشاہ کی دادودھش، فلاں کی قبر، امانت وغیرہ امانت اور قبر کی قسم کھانے کی ممانعت شدید تر ہے

باپ، دادا کی قسم کھانا منع ہے

۱۷۰۷. عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفاً فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْلِيَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحِ: "فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ اِلَّا بِاللّٰهِ، اَوْ لِيَسْكُتْ"

(۱۷۰۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع فرماتا ہے کہ تم اپنے آباء کی قسم کھاؤ۔ اگر کسی کو قسم کھانی ہی ہے تو اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

اور صحیح کی ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص قسم کھائے تو اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے یا خاموش رہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب لاتحلفوا بآبائكم. صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب النهی عن الحلف بغیر الله.

شرح حدیث: باپ دادا کی قسم کھانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اگر قسم کھانا ناگزیر ہو تو صرف اللہ کے نام یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھائی جائے۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ انسان جب قسم کھاتا ہے تو کسی ایسی چیز کی قسم کھاتا ہے جو اس کی نظر میں بڑی اور اہم ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے بڑا کوئی نہیں ہے اس لیے غیر اللہ کی قسم کھانا صحیح نہیں ہے۔ (فتح الباری ۲/ ۹۰. روضة المتقين ٤/ ۲۱۱)

بتوں کی قسم کھانا منع ہے

۱۷۰۸. وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَاتَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِيْ، وَلَابِاٰبَآئِكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. "الطَّوَاغِيْ": جَمْعُ طَاغِيَةٍ، وَهِيَ الْاَصْنَامُ. وَمِنْهُ الْحَدِيْثُ: "هٰذِهٖ طَاغِيَةُ دَوْسٍ": اَيْ صَنَمُهُمْ وَمَعْبُوْدُهُمْ وَرُوِيَ فِيْ غَيْرِ مُسْلِمٍ. "بِالطَّوَاغِيْتِ" جَمْعُ

طَاغُوْتٍ، وَهُوَ الشَّيْطَانُ وَالصَّنَمُ .

(۱۷۰۸) حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طواغی کی اور اپنے باپ دادا کے ناموں کی قسمیں نہ کھاؤ۔ (مسلم)

طواغی ء طاغیة: کی جمع ہے، جس کے معنی اصنام کے ہیں۔ جیسے ایک حدیث میں ہے کہ یہ قبیلہ دوس کا طاغیہ ہے یعنی ان کا صنم اور ان کا معبود ہے۔ صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتب حدیث میں طواغی کے بجائے طواغیت ہے جو طاغوت کی جمع ہے یعنی شیطان اور بت۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من حلف باللات والعزیٰ .

کلمات حدیث: طاغیة : کفر اور سرکش میں بڑھا ہوا، سرکش و نافرمان۔ طاغوت : جس کی حد سے زیادہ تعظیم کی جائے، جیسے بت وغیرہ۔

شرح حدیث: باپ دادا، سردار، بت اور جو اشیاء ان کے مشابہ ہوں اگر ان کی قسم تعظیم کی نیت سے ہو تو کفر ہے، بالخصوص اس صورت میں جبکہ انہیں مقدس قرار دے کر ان کی بندگی کی جاتی ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۹۱/۱۱ . روضة المتقين ۲۱۲/٤)

●●●●●●●●●●●●

لفظ امانت کی قسم کھانا منع ہے

۱۷۰۹ . وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

(۱۷۰۹) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ابوداؤد نے بسند صحیح روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، الایمان و النذر، باب کراهية الحلف بالامانة .

کلمات حدیث: الامانة : سے مراد قرآن کریم اور اللہ کے نازل کردہ احکام و فرائض ہیں۔

شرح حدیث: امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امانت کی قسم اٹھانے سے اس لیے منع فرمایا گیا کہ قسم اللہ کے نام یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ قسم کھانے سے منعقد ہوتی ہے۔ امانت اللہ کی صفت نہیں ہے بلکہ اس کا حکم ہے اور ایک فریضہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے تلامذہ فرماتے ہیں کہ امانت کی قسم کھانے پر قسم منعقد ہو جائے گی اور اس کے توڑنے پر کفارہ لازم آئے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امانت کی قسم کھانے سے قسم منعقد نہیں ہوتی اور نہ اس کے توڑنے پر کفارہ لازم آتا ہے۔

(نزهة المتقين ۴۷۹/۲ . روضة المتقين ۲۱۲/٤ . شرح صحیح مسلم ۹۱/۱۱)

●●●●●●●●●●●●

اسلام سے بری ہونے کی قسم کھانا منع ہے

۱۷۱۰. وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ : اِنِّىْ بَرِئٌ مِّنَ الْاِسْلَامِ، فَاِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَاِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الْاِسْلَامِ سَالِمًا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۱۷۱۰) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہ حلف اٹھایا کہ میں اسلام سے بری ہوں تو اگر وہ جھوٹا ہے تو اسی طرح ہو گیا اور اگر سچا ہے تو پھر اسلام کی جانب کبھی صحیح سالم نہیں لوٹے گا۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الایمان و النذور، باب ماجاء فی الحلف بالبراءة .

شرح حدیث: اگر کسی شخص نے یہ قسم کھائی کہ میں اسلام سے بری ہوں، یا میرا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے یا اسی طرح کے الفاظ کہے تو اگر وہ جھوٹا ہے یعنی اس نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو واقعی اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور گر وہ سچا ہے تو وہ کافر ہے۔ مقصود حدیث مبارک کا یہ ہے کہ اس طرح کی قسم کھانا بہت بری بات ہے اور اس سے احتراز بہت ضروری ہے اور اگر کوئی یہ حرکت کر بیٹھے تو اسے دعا و استغفار کرنا چاہیے اور شہادتین پڑھے تا کہ تجدید ایمان ہو۔ یعنی کلمہ شھادت پڑھ کر ایمان کی تجدید کرے۔

(روضة المتقين٤ /٢١٣ . دليل الفالحين٤ /٤٧٧ . نزهة المتقين٢ /٤٧٩)

غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے

۱۷۱۱. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ : لَا وَالْكَعْبَةِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا تَحْلِفْ بِغَيْرِ اللّٰهِ، فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ. وَفَسَّرَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ قَوْلَهُ، كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ" عَلَى التَّغْلِيْظِ، كَمَا رُوِىَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الرِّيَآءُ شِرْكٌ"

(۱۷۱۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کسی شخص کو کعبہ کی قسم کہتے ہوئے سنا، تو انہوں نے فرمایا کہ غیر اللہ کی قسم نہ کھاؤ۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تو اس نے کفر کیا یا اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔ ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ اس نے کفر کیا یا اس نے شرک کا ارتکاب کیا، بطور تغلیظ ہے یعنی بطور شدید اور سخت تاکید کے ہے، اور اس طرح ہے جیسے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ریا شرک ہے۔

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الایمان والنذور، باب جاء فی کراھیة الحلف بغیر اللہ .

شرح حدیث: غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے اور گناہ ہے۔ اور جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اور وہ اس غیر اللہ کی تعظیم بھی کرتا ہو تو یہ کفر ہے اور اسے توبہ و استغفار کے ساتھ شہادتیں پڑھنا چاہیے۔ (تحفة الاحوذی ٥/١١٨ . روضة المتقين٤ /٢١٤)

البَابُ (۳۱۵)

بَابُ تَغْلِيظِ الْيَمِينِ الْكَاذِبَةِ عَمَدًا
قصداً جھوٹی قسم کھانے کی ممانعت

جھوٹی قسم کے ذریعہ کسی کا مال لینے پر وعید

۱۷۱۲. عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهٖ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ" قَالَ : ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ : "اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِاللّٰهِ، وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا، اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ناحق کسی مسلمان آدمی کا مال کھانے کے لیے قسم کھائی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ کر سنائی جس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں۔ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اور نہ روز قیامت اللہ ان سے کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخارى، كتاب المساقاة، باب الخصو مة فى البئر . صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار .

کلمات حدیث: بغير حقه : بغیر حق، ناجائز۔ تاکہ اس طرح جھوٹی قسم کھا کر دوسرے مسلمان کا مال لے لے۔ مصداقه : جس پر وہ صادق، یعنی آیت تلاوت فرمائی جو اس مضمون پر صادق آتی ہے۔

شرح حدیث: جھوٹی قسم کھانا گناہ ہے اور خاص طور پر جھوٹی قسم اس لیے کھانا کہ اس طرح قسم کھا کر دوسرے مسلمان کا مال ناحق لے لیے جائے تو یہ گناہ در گناہ ہے اور روز قیامت اللہ تعالیٰ اس شخص پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمائیں گے۔

(فتح البارى ۱/ ۱۱۸۰. شرح صحيح مسلم۲/ ۱۳٤)

جو ناحق کسی کا مال لے اسکے لئے جہنم واجب ہوتی ہے

۱۷۱۳. وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اِيَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ " فَقَالَ لَهٗ

رَجُلٌ : وَاِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "وَاِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِنْ اَرَاكٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۷۱۳)؛ حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق لے لے اللہ نے اس کے لیے جہنم کی آگ واجب کردی اور اس پر جنت حرام کردی۔ کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اگرچہ چھوٹی سی چیز ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب و عيدمن اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار.

شرح حدیث: ایک مسلمان کی جان اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے اگر کوئی کسی کا مال ناحق لے لے تو یہ گناہ ہے اور اگر جھوٹی قسم کھا کر لے لے تو گناہ در گناہ ہے اور اس حدیث مبارک میں جہنم کی وعید ہے۔ خواہ وہ چیز جو جھوٹی قسم سے ناحق لے لی ہے وہ ایسی حقیر اور بے قیمت ہو جیسے درخت اراک کی شاخ۔ (روضة المتقين ٤/٢١٦. دليل الفالحين ٤/٤٨٠)

جھوٹی قسم کبیرہ گناہوں میں سے ہے

۱۷۱۴ . وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " اَلْكَبَآئِرُ: اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِيْنُ الغَمُوْسِ " رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ اَعْرَابِيًا جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْكَبَائِرُ؟ قَالَ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، قَالَ. ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ "اَلْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ" قُلْتُ: وَمَاالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ؟ قَالَ : "اَلَّذِيْ يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ !" يَعْنِيْ بِيَمِيْنٍ هُوَ فِيْهَا كَاذِبٌ .

(۱۷۱۴): حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں، اللہ کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی، قتل نفس اور جھوٹی قسم۔ (بخاری)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کبیرہ گناہ کون سے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک، اس نے کہا کہ پھر، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹی قسم۔ اس نے پوچھا کہ یمین غموس کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جس کے ذریعے کسی مسلمان کا مال لے لے یعنی وہ اپنی قسم میں جھوٹا ہو۔

تخریج حدیث: صحيح البخارى، كتاب الأيمان و النذور، باب اليمين الغموس .

کلمات حدیث: اليمين الغموس : یعنی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا، غموس کے معنی ڈوبنے کے ہیں جھوٹی قسم کھا کر آدمی گناہ میں غرق ہوجاتا ہے۔

شرح حدیث: یمین غموس ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے جو اللہ کی طرف سے سخت عذاب کا باعث ہیں یعنی اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی انسان کی ناحق جان لے لینا ان سب سے اجتناب بے حد ضروری ہے۔

شافعی فقہاء کے نزدیک یمین غموس پر کفارہ لازم ہے اور حنفی فقہاء کے نزدیک کفارہ نہیں بلکہ ان کے نزدیک لازمی ہے کہ آدمی توبہ و استغفار کرلے اور جس کا کوئی حق اس جھوٹی قسم کے ذریعہ لے لیا ہے اسے صاحب حق کو واپس کرے۔

(فتح الباری۳/۴۸۲. روضة المتقین۴/۲۱٦. دلیل الفالحین٤/۱۷۱٥)

الباب (۳۱۶)

بَابُ نُدُبِ مَنْ حَلَفَ عَلیٰ یَمِیْنٍ فَرَأی غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا اَنْ یَّفْعَلَ ذٰلِكَ الْمَحْلُوْفَ عَلَیْهِ ثُمَّ یُكَفِّرُ عَنْ یَمِیْنِهٖ

اس امر کا استحباب کہ اگر آدمی نے قسم کھانے کے بعد یہ سمجھا کہ جس بات پر قسم کھائی ہے اس کے بر خلاف بات اس سے زیادہ بہتر ہے تو اسے اختیار کر لے اور قسم کا کفارہ دیدے

****

قسم توڑ کر کفارہ ادا کریں

۱۷۱۵. عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "وَاِذَا حَلَفْتَ عَلیٰ یَمِیْنٍ فَرَأَیْتَ غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(۱۷۱۵) حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی بات پر قسم کھاؤ۔ اور بعد میں دیکھو کہ جس پر قسم کھائی ہے اس کے علاوہ کام زیادہ بہتر ہے تو اس کام کو کرو جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ دیدو۔ (متفق علیہ) .

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب قول اللہ تعالیٰ لایؤاخذکم اللہ باللغو . صحیح مسلم کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمینا فرأی غیرها .

کلمات حدیث: کفر : صیغہ امر، کفر۔ چھپانا۔ مٹانا۔ کفارہ سے گناہ مٹ جاتا ہے اس لیے اسے کفارہ کہتے ہیں۔ کفر کفراً (باب نصر) چھپانا۔ کفر ایمان کی ضد۔ کافر حق کو چھپاتا ہے اور اللہ کی نعمتوں کا اقرار اور اعتراف نہیں کرتا اس لیے وہ کافر ہے۔

شرح حدیث: اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ مثلاً فلاں کام نہیں کروں گا اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کام کرنا بہتر ہے تو قسم کھانے والے کو چاہئے کہ اس کام کو کرے اور اسکے بعد قسم کا کفارہ ادا کردے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے واپسی میں دیر ہوگئی۔ گھر پہنچے تو دیکھا کہ بچے سو چکے تھے اہلیہ کھانا لے کر آئیں تو انہوں نے بچوں کی وجہ سے قسم کھالی کہ وہ کھانا نہیں کھائینگے بعد میں انہیں مناسب معلوم ہوا کہ کھانا کھالیں تو انہوں نے کھالیا۔ اگلے روز رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ بات عرض کی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کام نہیں کرے گا پھر وہ کام کرنا بہتر معلوم ہو تو اس کام کو کرلے اور قسم کا کفارہ دیدے۔

(تحفة الاحوذی ۱۱۲/۵ . روضة المتقین ۲۱۸/۴ . دلیل الفالحین ۴۸۲/۴)

****

قسم کھانے کے بعد توڑنے میں بھلائی ہو تو توڑ دیں

۱۷۱۶ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَاٰی غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا فَلْیُکَفِّرْ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَلْیَفْعَلِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۷۱٦) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی بات پر قسم اٹھائی پھر دوسری بات کو اس سے بہتر پایا تو اسے چاہیے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ کام کرے جو زیادہ بہتر ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قوله تعالیٰ لایؤاخذ کم الله باللغو .

شرح حدیث: قسم کھانے کے بعد احساس ہو کہ جس کام پر قسم کھائی ہے اس کے بالمقابل دوسرا کام زیادہ خیر اور بھلائی کا ہے تو اسے چاہئے کہ یہ کام کرے اور قسم کا کفارہ دیدے۔ ابن الھمام فرماتے ہیں کہ اس قسم کھانے والے پر لازم ہے قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے۔ کیونکہ وہ کام جس پر قسم کھائی ہے اگر کوئی فعل معصیت ہے یا اس کے ترک سے فرض کا ترک لازم آتا ہے تو اس صورت میں قسم توڑ کر کفارہ ادا کرنا فرض و واجب ہے۔ اور اگر وہ کام جس پر قسم کھائی ہے ترک اولیٰ کے درجے کا ہے تو قسم توڑ کر کفارہ ادا کرنا افضل ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۱۱/۹۵. روضة المتقین ٤/۲۱۷. دلیل الفالحین ٤/٤۸۳)

●●●●●●●●●●●●

کفارہ کے خوف سے قسم پر جمانہ رہے

۱۷۱۷ . وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنِّیْ وَاللّٰهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَحْلِفُ عَلٰی یَمِیْنٍ ثُمَّ اَرٰی خَیْرًا مِّنْهَا اِلَّا کَفَّرْتُ عَنْ یَمِیْنِیْ وَاَتَیْتُ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۱۷۱۷) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کی قسم انشاء اللہ کسی کام کی قسم اٹھاؤں گا اور پھر دیکھوں گا کہ اس کام کے علاوہ جس پر قسم کھائی زیادہ بہتر صورت موجود ہے تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے کر اس کام کو کروں گا جو زیادہ خیر ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، باب فرض الخمس، باب ومن الدلیل علی . صحیح مسلم، کتاب الایمان باب مذب من حلف یمیناً .

شرح حدیث: یہ حدیث مبارک ایک طویل حدیث کا ایک حصہ ہے مفصل حدیث صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جیش عسرت یعنی غزوۂ تبوک کے موقعہ پر میرے چند ساتھیوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ میں آپ ﷺ سے سواری کے جانور کی درخواست کروں، کیونکہ یہ میرے ساتھی بھی اس جیش عسرت میں آپ ﷺ کے ساتھ جانے والے تھے میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی میرے ساتھیوں نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ ﷺ انہیں

سواری دیدیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں انہیں سواری نہیں دوں گا، میں جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ ناراض تھے لیکن مجھے احساس نہ ہوا۔ میں غمگین پلٹا کہ آپ ﷺ نے مجھے انکار فرمادیا ہے اور یہ بھی اندیشہ تھا کہ کہیں آپ ﷺ مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گئے۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں مطلع کیا۔ ابھی مجھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ میں نے سنا کہ بلال مجھے پکار رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچو تمہیں بلا رہے ہیں۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے وہ اونٹ مجھے عنایت فرمادیئے جو اسی وقت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خریدے تھے۔ اور فرمایا کہ جاؤ یہ اونٹ اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ اللہ نے یا اللہ کے رسول ﷺ نے یہ اونٹ تمہیں سواری کے لیے دیئے ہیں تم ان پر سوار ہو جاؤ میں وہ اونٹ لے کر اپنے ساتھیوں کی طرف چلا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ہم دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہم نے آپ ﷺ سے سواری کے لیے اونٹ مانگے تھے تو آپ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا تھا کہ آپ سواری کے لیے اونٹ نہیں دینگے تو کیا آپ ﷺ بھول گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں سواری کے لیے اونٹ نہیں دیئے ہیں اللہ نے دیئے ہیں اور میں تو انشاءاللہ اگر قسم کھاؤں گا اور پھر بعد میں اس سے بہتر بات دیکھوں گا تو اس بہتر بات کو اختیار کروں گا اور اپنی قسم کا کفارہ دیدوں گا۔

یہ رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور سیرت طیبہ کا ایک روشن پہلو ہے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس کی اتباع کرے۔

(فتح الباری ۲/۲۳٦. شرح صحیح مسلم ۱۱/۹۱)

اچھی صورت نظر آئے تو قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے

۱۷۱۸. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَاَنْ یَلَجَّ اَحَدُکُمْ فِیْ یَمِیْنِهٖ فِیْ اَهْلِهٖ اٰثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ اَنْ یُعْطِیَ کَفَّارَتَهُ الَّتِیْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

قَوْلُهٗ "یَلَجَّ" بِفَتْحِ اللَّامِ وَتَشْدِیْدِ الْجِیْمِ: اَیْ یَتَمَادٰی فِیْهَا وَلَا یُکَفِّرَ.

وَقَوْلُهٗ: "اٰثَمُ" هُوَ بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ: اَیْ اَکْثَرُ اِثْمًا.

(۱۷۱۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا اپنے اہل خانہ کے بارے میں قسم کھا کر اس پر جمے رہنا اس سے زیادہ گناہ کی بات ہے کہ قسم کا جو کفارہ اللہ نے مقرر فرمایا ہے وہ ادا کردے۔

(متفق علیه)

یلجّ: لام کے زبر اور جیم کی تشدید کے ساتھ کے معنی ہیں کہ قسم پر جما رہے اور کفارہ نہ دے۔ اور آثم۔ کے معنی ہیں زیادہ گناہ کی بات۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، اوائل کتاب الایمان و النذور. باب قول الله تعالیٰ لا یوأخذ کم الله.

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاصر ار علی الیمین.

کلمات حدیث: یلَجَّ۔لج لجاً (باب ضرب وسمع) لازم ہونا اور باز آنے سے انکار کرنا۔ یلج کے معنی ہیں قسم کھا کر اس پر جم جائے اور باوجود یہ کہ قسم کے علاوہ کام میں خیر اور بھلائی نظر آ رہی ہے پھر بھی اپنی قسم پر اڑا رہے اور قسم توڑ کر کفارہ ادا کرنے پر تیار نہ ہو۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنے اہل خانہ کے بارے میں کوئی ایسی قسم کھالی جس سے انہیں تکلیف پہنچے اور ان کا نقصان ہو اور پھر اس قسم پر جما رہے اور یہ خیال کرے کہ قسم کا توڑنا گناہ ہے تو ایسا کرنا درست نہیں ہے بلکہ اسے چاہئے کہ قسم توڑ کر اور کفارہ دے کر وہ کام کرے جس میں اس کے اہل خانہ کی بہتری اور ان کی خیر خواہی ہے کہ اس صورت میں قسم پر جمے رہنا اور قسم توڑ کر کفارہ نہ دینا۔ بنسبت قسم کی توڑنے کے زیادہ گناہ ہے۔ حالانکہ خود اس کی یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ قسم پر جمے رہنا زیادہ تورع کی بات ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس صورت میں قسم پر جمے رہنا اور اپنے گھر والوں کی تکلیف اور ان کی پریشانی کا خیال نہ کرنا ہی اصل گناہ ہے اس کے لیے لازم ہے کہ قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے کہ اس صورت میں ایسا کرنا معصیت نہیں ہے۔ (پہلے کفارہ دینا بعد میں قسم توڑنا یہ شوافع کے نزدیک ہے جبکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قسم پہلے توڑے اور کفارہ بعد میں ادا کرے پہلے کفارہ ادا کرنے کا اعتبار نہیں۔ ابن شائق)

(فتح الباری ٤٦٦/٣. عمدة القاری ٢٥٦/٢٣. شرح صحیح مسلم ١٠٣/١١. روضة المتقین ٢١٩/٤)

الباب (۳۱۷)
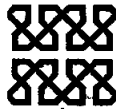
بَابُ الْعَفْوِ عَنْ لَغْوِ الْيَمِيْنِ وَاَنَّهُ لَا كَفَّارَةَ فِيْهِ، وَهُوَ مَا يَجْرِيْ عَلَى اللِّسَانِ بِغَيْرِ قَصْدِ الْيَمِيْنِ كَقَوْلِهِ عَلَى الْعَادَةِ، لَا وَاللّٰهِ، وَبَلٰى، وَاللّٰهِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ

لغو قسمیں معاف ہیں اور ان میں کوئی کفارہ نہیں ہے

اور لغو قسم وہ ہے جو زبان پر بلا ارادہ قسم آجائے لا واللہ اور بلی واللہ وغیرہ

قصداً قسم کھانے پر کفارہ ہے

۳۴۶. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ أَيْمَانِكُمْ وَلَكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُۥٓ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَٰثَةِ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوٓا أَيْمَانَكُمْ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ لغو قسموں کے بارے میں تمہارا مؤاخذہ نہیں فرمائے گا لیکن ان قسموں کے بارے میں وہ مؤاخذہ فرمائینگے جو تم مضبوطی سے باندھ لو۔ اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا درمیانہ درجے کا جو تم کھاتے ہو یا ان کے کپڑے یا گردن کا آزاد کرنا، جو شخص نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسمیں اٹھالو اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔'' (المائدۃ: ۸۹)

تفسیری نکات: یمین لغو یہ ہے کہ یوں ہی بلا ارادہ اور بغیر نیت عادتاً واللہ باللہ زبان پر آجائے اس میں نہ کفارہ ہے اور نہ گناہ۔ البتہ اگر بالقصد اور بالارادہ کوئی الفاظ قسم کہے جیسے واللہ اور باللہ اور محض تاکید مقصود ہو قسم کا قصد نہ ہو تو اس پر بھی کفارہ لازم ہوگا۔

قسم کا کفارہ

قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، خواہ دس مساکین کو گھر بیٹھا کر کھانا کھلادے یا صدقۂ فطر کی برابر ہر مسکین کو غلہ یا اس کی قیمت دیدے۔ یا کپڑا دیدے اس قدر کہ بدن کا اکثر حصہ ڈھک جائے، مثلاً کرتا اور پاجامہ یا ایک غلام آزاد کردے اور اس میں مؤمن ہونے کی شرط نہیں ہے۔ اگر مذکورہ کفارہ کی استطاعت نہ ہو یعنی صاحب نصاب نہ ہو تو تین دن کے روزے مسلسل رکھے۔

قسموں کی حفاظت یہ ہے کہ غیر ضروری طور پر بات بات پر قسم نہ کھائے اور اگر قسم کھالے تو حتی الوسع پوری کرنے کی کوشش کرے اور کسی وجہ سے قسم توڑدے تو اس کا کفارہ ادا کرے اور یہ سب باتیں حفاظت یمین میں داخل ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

یمین لغو میں مواخذہ نہیں

۱۸۱۹. وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ : "لَايُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ" فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ : لَاوَاللّٰهِ، وَبَلٰى وَاللّٰهِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۸۱۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت (لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم) اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو لا واللہ اور بلی واللہ کہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ المائدہ، باب یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك .

شرح حدیث: قسم کی تین قسمیں ہیں:

(۱) یمین غموس یعنی جھوٹی قسم

(۲) یمین لغو عادتاً بلا ارادہ قسم جس پر نہ گناہ ہے اور نہ کفارہ

(۳) یمین منعقدہ جو آدمی کسی کام کے مستقبل میں کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے اگر یہ قسم توڑ دی تو اس پر کفارہ ہے۔

جو یہ ہے دس مساکین کو دو وقت کا کھانا کھلانا، یا دس مساکین کے کپڑے یا ایک گردن کا آزاد کرنا۔ ان تینوں صورتوں میں اختیار ہے جس صورت میں چاہے کفارہ ادا کر دے اگر ان تینوں کام سے عاجز ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔ جمہور فقہاً کے نزدیک ان تین روزوں میں تسلسل شرط نہیں ہے لیکن حنفی فقہاً کے نزدیک شرط ہے۔ نیز کپڑے میں حنفی فقہاً کے نزدیک اتنا کپڑا ہونا ضروری ہے جس سے جسم کا اکثر حصہ ڈھک جائے۔ (فتح الباری ۲/ ۷۳۰. روضة المتقین ٤/ ۲۲۱. دلیل الفالحین ٤/ ٤٨٥)

البَابُ (۳۱۸)

بَابُ كَرَاهَةِ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ وَاِنْ كَانَ صَادِقًا

خرید وفروخت میں قسم کھانے کی کراہت خواہ سچی ہی کیوں نہ ہو

قسم کھانے سے مال تو بکتا ہے لیکن برکت نہیں رہتی

۱۷۲۰. عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَلْحَلْفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قسم سے سامان تو بک جاتا ہے لیکن برکت جاتی رہتی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح للبخاری، کتاب البیو ع، باب یمحق الله الربا . صحیح مسلم، کتاب البیو ع، باب النهی عن الحلف فی البیع .

کلمات حدیث: منفقه للسلعة : سامان کے بکنے کا ذریعہ۔ سامان تجارت کا نکاسی کا سبب۔ ممحقه : مٹانے والی، برکت مٹانے والی۔

شرح حدیث: تاجر کے لیے تنبیہ ہے کہ سامان تجارت کی فروخت کے لیے قسمیں نہ کھائے کہ قسموں سے متاثر ہو کر خریدار سامان خرید لے گا اور اس طرح سامان زیادہ بک جائے گا مگر اس سے حاصل ہونے والے منافع میں برکت نہیں ہوگی اور جس طرح سے مال میں اضافہ ہوگا اسی تیزی سے جاتا رہے گا۔ اور اگر تاجر نے جھوٹی قسمیں کھا کر مال بیچا ہے تو مال کی برکت اس طرح مٹ جائے گی جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ربا کو مٹا دیتا ہے۔ جھوٹی قسموں کے ذریعے کمایا ہوا مال نہ صرف یہ کہ دنیا میں زوال پذیر ہوگا بلکہ آخرت کا اجر وثواب بھی جاتا رہے گا۔

(فتح الباری ۱/۱۰۹۴. شرح صحیح مسلم ۳۶/۱۱. روضة المتقین ۴/۲۲۱. دلیل الفالحین ۴/۴۸۶)

تجارت میں زیادہ قسم کھانے سے اجتناب کرو

۱۷۲۱. وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ فَاِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۷۲۱) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تجارت میں کثرت سے قسمیں کھانے سے احتراز کرو کہ اس سے سامان تو بک جاتا ہے مگر برکت اٹھ جاتی ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب النهی عن الحلف فی البیع .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اس کا نام بھی بہت بڑا ہے، اس کے نام کی قسم کھا کر سامان تجارت فروخت کرنا ایک مسلمان کے شایان شان نہیں ہے اس سے سامان تو ضرور بک جائے گا مگر برکت بھی جاتی رہے گی اور یہ بات اس صورت سے متعلق ہے جب قسم سچی ہو۔ اگر جھوٹی قسم کھائی تو جھوٹی قسم کا گناہ بھی ہوا۔ (شرح صحیح مسلم ۱۱/۳۶ .روضة المتقین ۴/۲۲۲)

الباب (۳۱۹)

بَابُ كَرَاهَةِ اَنْ يَسْأَلَ الْإِنْسَانُ بِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ غَيْرَ الْجَنَّةِ وَكَرَاهَةِ مَنْعِ مَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَتَشَفَّعَ بِهٖ

اس بات کی کراہت کہ انسان جنت کے علاوہ اللہ کے واسطے سے کسی اور چیز کا سوال کرے اور اس امر کی کراہت کہ اللہ کے نام پر مانگنے والے اور اسکے ذریعے سے سفارش کرنے والے کو انکار کر دیا جائیگا

۱۷۲۲. عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَايُسْأَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ اِلَّا الْجَنَّةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۱۷۲۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی ذات کا واسطہ دیکر جنت کے سوا کسی چیز کا سوال نہ کیا جائے۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ. باب کراھیة المسئلة بوجه الله تعالیٰ.

کلمات حدیث: بوجه الله : اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرنا، مثلاً یہ کہنا کہ میں اللہ کا واسطہ دے کر فلاں چیز مانگتا ہوں۔

شرح حدیث: امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کوئی دنیا کی چیز نہ مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام عظیم ہے اور اس کے عظیم نام کے ساتھ دنیا مانگنا مناسب نہیں ہے۔ (دلیل الفالحین ٤/٤٨٧. روضة المتقین ٤/٢٢٣. نزهة المتقین ٢/٤٨٦)

جو اللہ کے نام پر پناہ مانگے اس کو پناہ دیدو

۱۷۲۳. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَأَعِيْذُوْهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَاَجِيْبُوْهُ، وَمَنْ صَنَعَ اِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ، فَاِنْ لَمْ تَجِدُوْا مَاتُكَافِئُوْنَهٗ بِهٖ فَادْعُوْا لَهٗ حَتّٰى تَرَوْا اَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوْهُ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالنِّسَآئِيُّ بِاَسَانِيْدِ الصَّحِيْحَيْنِ.

(۱۷۲۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کے واسطے پناہ چاہے اسے پناہ دیدو اور جو شخص اللہ کے نام پر مانگے اسے دیدو جو تمہیں دعوت دے اسے قبول کرلو۔ اور جو تمہارے ساتھ احسان کرے اس کا بدلہ دو اور اگر تم بدلہ دینے کی طاقت نہ پاؤ تو اس کے لیے دعائے خیر کرو یہاں تک کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اسے بدلہ دیدیا ہے (اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے صحیحین کی اسانید سے روایت کیا ہے۔)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، اواخر کتاب الزکاة، باب عطیة من سأل لله عزوجل.

کلمات حدیث: من استعاذ بالله فأعیذوه : جواللہ کے نام پر پناہ مانگے اسے پناہ دیدو۔ کافؤه : اسے بدلہ دیدو۔ کافئ مکأفة (باب مفاعلہ) بدلہ دینا۔

شرح حدیث: امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ جوتم سے اللہ کے نام پر یہ چاہے کہ تم اپنے شر کو یا کسی اور کے شر کو اس سے دور کر دو تو تم ضرور اس سے اس شر کو دور کرو اور اللہ کے نام کی عظمت کا خیال کرو۔ اور اگر کوئی تمہیں ولیمہ کی دعوت میں یا کھانے کی دعوت میں بلائے تو تم اس کی دعوت قبول کرو۔ اور جو تمہارے ساتھ کوئی حسن سلوک کرے اس کے اس احسان کا صلہ دو اور اگر تمہارے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو اس کے حق میں دعا کرو اور اس وقت تک دعا کرو جب تک تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے۔ (روضة المتقين ٤/ ٢٢٤. دليل الفالحين ٤/٤٨٧)

الباب (۳۲۰)

بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِ شَاهِنْشَاهِ لِلسُّلْطَانِ وغيره لِاَنَّ مَعْنَاهُ مَلِكُ الْمُلُوْكِ وَلَا يُوصَفُ بِذٰلِكَ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالیٰ

بادشاہ کو یا کسی اور کو شہنشاہ کہنے کی ممانعت کیونکہ اس لفظ کے معنی ہیں بادشاہوں کا بادشاہ اور اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں کہا جا سکتا

۱۷۲۴. عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّ اَخْنَعَ اِسْمٍ عِنْدَاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَجُلٌ تَسَمّٰی مَلِکَ الْاَمْلَاکِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ : مَلِکُ الْاَمْلَاکِ مِثْلُ شَاهِنْشَاهِ.

(۱۷۲۴) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے یہاں سب سے ذلیل نام اس کا ہے جسے بادشاہوں کا بادشاہ کہکر پکارا جائے۔ (متفق علیہ)

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ملک الاملاک شہنشاہ کے مترادف ہے۔

تخریج حدیث: أخنع : بہت ذلیل۔ خنوع کا افعل التفضیل۔ خنع خنوعاً (باب فتح) انکساری اختیار کرنا۔ خنع : ذلت، خنوع ذلت و مسکنت۔

کسی انسان کو شہنشاہ کہنا حرام ہے

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی کو شہنشاہ کہنا حرام ہے اور اسی طرح دیگر الفاظ کا استعمال بھی ممنوع ہے مثلاً احکم الحاکمین، سلطان السلاطین، اور امیر الامراء وغیرہ۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء کو تعجب ہوا ہے کہ سفیان بن عیینہ کو یہ علم تھا کہ ملک الاملاک کا مترادف فارسی زبان میں شہنشاہ ہے حالانکہ صدر اسلام میں شاہ، شاہان کا لفظ معروف و متعارف تھا اور ظاہر کے مقصود اس کے معنی ہیں بلکہ ترمذی کی روایت میں شاہ شاہان کا لفظ بھی آیا ہے۔

(فتح الباری ۲۴۲/۳. شرح صحیح مسلم ۱۰۲/۱۳. روضة المتقین ۲۲۵/٤)
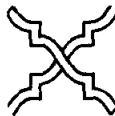
البَابُ (۳۲۱)

بابُ النَّهْيِ عَنْ مُخَاطَبَةِ الْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَنَحْوِهِمَا بِسَيِّدٍ وَنَحْوِهٖ

فاسق اور بدعتی کو سید (سردار) کہنے کی ممانعت

۱۷۲۵ . عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَاتَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ فَاِنَّهٗ اِنْ يَكُنْ سَيِّدًا فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

(۱۷۲۵) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافق کو سید (سردار) نہ کہو کیونکہ اگر یہ سید ہوا تو تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کرلیا۔ (ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب لا یقول المملوك ربی وربتی .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دنیا میں عزت واحترام صرف اسی کو حاصل ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا اور اللہ کے احکام پر عمل کرنے والا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو فاسق ہے تو اس کے فسق کی وجہ ہی اللہ کے احکام کی خلاف ورزی اور ارتکاب معصیت ہے تو وہ کیسے معزز ومکرم قرار پاسکتا ہے۔ اس کو سید کہنا اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے۔

(روضة المتقين : ٤/ ٢٢٦. دليل الفالحين : ٤/ ٤٩٠)

الباب (۳۲۲)
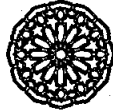
بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الْحُمّٰى

بخار کو برا کہنے کی ممانعت

١٧٢٦. عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ السَّآئِبِ اَوْ اُمِّ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ : "مَالَکِ يَا اُمَّ السَّآئِبِ. اَوْ يَا اُمَّ الْمُسَيَّبِ. تُزَفْزِفِيْنَ؟" قَالَتِ: الْحُمّٰى لَابَارَکَ اللّٰهُ فِيْهَا! فَقَالَ : "لَاتَسُبِّى الْحُمّٰى فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِىْ اٰدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تُزَفْزِفِيْنَ" اَىْ تَتَحَرَّكِيْنَ حَرَكَةً سَرِيْعَةً، وَمَعْنَاهُ : تَرْتَعِدُ. وَهُوَ بِضَمِّ التَّآءِ وَبِالزَّآيِ الْمُكَرَّرَةِ وَالْفَآءِ الْمُكَرَّرَةِ، وَرُوِىَ اَيْضًا بِالرَّآءِ الْمُكَرَّرَةِ وَالْقَافَيْنِ .

(۱۷۲۶) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ام السائب یا ام المسیب کے پاس آئے۔اور فرمایا کہ اے ام السائب یا ام المسیب تمہیں کیا ہوا کپکپا رہی ہو وہ بولیں بخار ہے اللہ اس میں برکت نہ دے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخار کو برا نہ کہو اس سے بنی آدم کی خطائیں اس طرح دور ہو جاتی ہیں جیسے بھٹی میں لوہے کا زنگ دور ہو جاتا ہے۔(مسلم)

تزفزین : یعنی تم حرکت کر رہی ہو، کانپ رہی ہو۔یہ لفظ دوز ا اور دو فا کے ساتھ ہے اور کسی نے دو را اور دو قاف کے ساتھ بھی پڑھا ہے یعنی ترقرقین۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم۔ کتاب البر و الصلة، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه .

کلمات حدیث: کما تذهب الکیر خبث الحدید : جس طرح بھٹی لوہے کا زنگ اور اس کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ خبث الحدید : لوہے کا زنگ اور اس کا میل۔ کیر : بھٹی۔آہن گر کی آگ دھکانے کی پھونکنی۔

شرح حدیث: مصائب و آلام اور تکلیف و بیماری سے آدمی کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس لیے کسی تکلیف یا بیماری کو برا کہنے کے بجائے اس پر صبر کرنا چاہیے تا کہ اللہ کے یہاں اجر و ثواب میں اضافہ ہو اور گناہ معاف ہو جائیں۔

(شرح صحیح مسلم ١٥/١٠٦)

الباب (۳۲۳)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيحِ، وَبَيَان مَايُقَالُ عِندَ هُبُوبِهَا

ہوا کو برا کہنے کی ممانعت اور ہوا چلنے کے وقت کی دعاء

آندھی چلنے وقت کی دعاء

۱۷۲۷۔ عَنْ اَبِی الْمُنْذِرِ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَاتَسُبُّوا الرِّیْحَ، فَاِذَا رَاَیْتُمْ مَّاتَکْرَھُوْنَ فَقُوْلُوْا: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذِہِ الرِّیْحِ وَخَیْرِ مَافِیْھَا وَخَیْرِ مَا اُمِرَتْ بِہٖ، وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الرِّیْحِ وَشَرِّ مَافِیْھَا وَشَرِّ مَا اُمِرَتْ بِہٖ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ .

(۱۷۲۷) حضرت ابوالمنذر ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہوا کو برامت کہو اگر ناپسندیدہ صورت حال ہو تو یہ کہا کرو۔

اللّٰھم إنا نسألک من خیر ھذہ الریح وخیر مافیھا وخیر ماأمرت بہ ونعوذبک من شر ھذہ الریح و شر ماأمرت بہ .

"اے اللہ! ہم سے اس ہوا کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں اور جو خیر اس میں ہے اور جس خیر کا اس کو حکم دیا گیا ہے اور ہم پناہ مانگتے ہیں اس ہوا کے شر سے اور جو شر اس میں ہے اور جس شر کا اسے حکم دیا گیا ہے۔"

ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی فضل القدر .

کلمات حدیث: فاذا رأیتم ماتکرھون : جب تم ایسی بات دیکھو جو تمہیں پسند نہ ہو یعنی تیز ہوا یا آندھی ہو اور اس سے اتلاف مال کا اندیشہ ہو تو تم یہ دعا پڑھو۔

شرح حدیث: کائنات کی ہر شئے تابع حکم الٰہی ہے اسی طرح ہوا بھی حکم الٰہی کے تحت چلتی ہے کبھی وہ بشارتیں لے کر آتی ہے اور اس کے پیچھے بادل آتے اور بارش برستی ہے جس سے زمین سرسبز وشاداب ہوتی ہے اور کبھی ہوا اپنے دامن میں زرخیزی لے کر آتی ہے کہ شجر و نباتات ثمر دار ہو جاتے ہیں اور کبھی ہوا نوید عذاب ہوتی ہے اور بادصرصر لیے ہوتی ہے جو انسان کے جان و مال کا اتلاف کا سبب ہوتا ہے۔ اور یہ سب کچھ حکم الٰہی کے ماتحت ہوتا ہے اس لیے ہوا کو برا کہنے کے بجائے اس کے شر سے پناہ مانگنی چاہیے اور خیر اور بھلائی طلب کرنی چاہیے۔ (روضۃ المتقین ٤/ ٢٢٨. دلیل الفالحین ٤/ ٤٩٣)

بخار کو برا مت کہو

۱۷۲۸ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : اَلرِّیْحُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ، تَأْتِیْ بِالرَّحْمَةِ وَتَاْتِیْ بِالْعَذَابِ، فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهَا فَلَا تَسُبُّوْهَا، وَاسْئَلُوا اللّٰهَ خَیْرَهَا وَاسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ .

قَوْلُه' صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ" هُوَبِفَتْحِ الرَّآءِ : اَیْ رَحْمَتِهٖ بِعِبَادِهٖ .

(۱۷۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہوا اللہ کی رحمت ہے رحمت لاتی ہے اور تم ہوا کو برا نہ کہو بلکہ اللہ سے اس میں پنہاں خیر طلب کرو اور اس میں چھپے ہوئے شر سے پناہ مانگو۔ (ابوداؤد نے بسند حسن روایت کیا)

روح اللہ : رأ کے زبر کے ساتھ ہے یعنی اللہ کی رحمت۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب مایقول اذا ھا جت الریح .

کلمات حدیث: روح اللہ کے معنی ہیں بندوں پر اللہ کی رحمت چنانچہ ارشاد فرمایا کہ: ﴿ وَلَا تَاْيْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ﴾ (اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو)

شرح حدیث: علامہ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مبارک دراصل توحید کی تعلیم ہے کیونکہ انسان بعض اوقات جہل اور غفلت کی بنأ پر امور وواقعات اور حوادث کو ان کے قریبی اسباب کی طرف منسوب کر کے یہ گمان کر لیتا ہے کہ شاید یہ سبب ہی اس امر کے ظہور کا سبب ہے۔ حالانکہ ہر سبب کے پیچھے ایک سلسلۂ اسباب کارفرما ہے اور جملہ اسباب اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔ اس لیے چاہیے کہ کائنات میں جو امور ظاہر ہوں ان کے بارے میں یقین کامل رکھنا چاہئے کہ یہ سب اللہ کے حکم سے وجود میں آ رہے ہیں۔ اور اسی کے حکم سے ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ (روضة المتقین ۴/۲۲۹. دلیل الفالحین ۴/۴۹۳)

تیز ہوا چلے تو اللہ سے خیر مانگی جائے

۱۷۲۹ . وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَصَفَتِ الرِّیْحُ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَافِیْهَا وَخَیْرَمَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَافِیْهَا، وَشَرِّمَااُرْسِلَتْ بِهٖ . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۱۷۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب تیز ہوا چلتی تو یہ دعا فرماتے کہ اے اللہ میں اس کے خیر کا طالب ہوں اور اس خیر کا جو اس میں ہے اور اس خیر کا جس کے لیے یہ چلائی گئی ہے اور میں پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اور اس شر سے جو اس میں ہے اور اس شر سے جس کے لیے یہ چلائی گئی ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الاستسقاء، باب التعوذ عند روية الريح .

کلمات حدیث: إذا عصفت الريح : جب تیز ہوا چلتی ۔(باب ضرب) ہوا کا تیز چلنا۔اسم صفت عاصفة ۔جمع عاصفات۔

شرح حدیث: ہوا کے تیز چلنے یا آندھی آنے پر یہ دعا پڑھنا مسنون اور مستحب ہے کیونکہ ہوا میں بہت سے فوائد پنہاں ہیں اور بہت سی مضرتیں اور نقصانات پوشیدہ ہیں، اس لیے اللہ سے دعا کرنا چاہئے کہ ہمیں اس ہوا کی خیر و برکت حاصل ہو اور ہم اس کے شر اور نقصان سے محفوظ رہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب بادل دیکھتے یا ہوا چلتی تو آپ ﷺ کے چہرے پر پریشانی کے آثار نظر آتے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ لوگ تو بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ بارش ہوگی لیکن میں آپ ﷺ کے چہرے پہ پریشانی کے آثار دیکھتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ مجھے یہ اطمینان نہیں ہوتا کہ اس میں عذاب نہیں ہے، ایک قوم کو ہوا سے عذاب دیا گیا اور اس قوم نے بھی اس عذاب کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ بادل ہمارے لیے بارش لے کر آئی ہے۔ (تحفة الاحوذی ۹/۳۸۱. روضة المتقين ٤/٢٣٠. دليل الفالحين ٤/٤٩٤)

البَابُ (٣٢٤)
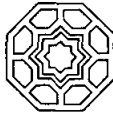
بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الدِّيْكِ
مرغ کو برا کہنے کی ممانعت

١٧٣٠. عَنْ زَيْدِ ابْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاتَسُبُّوا الدِّيْكَ فَإِنَّه' يُوْقِظُ لِلصَّلٰوةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

(١٧٣٠) حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرغ کو برا نہ کہو کہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔(اسے ابوداؤد نے سند صحیح سے روایت کیا ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الدیك و البهائم .

شرح حدیث: مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ہر اس چیز سے خوش ہوتا ہے جس سے اسے اللہ کی اطاعت میں مدد ملے۔ دمیری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مرغ صبح صادق سے پہلے اور صبح ہونے کے بعد بانگ دیتا ہے، اس لیے اسے برا نہ کہنا چاہئے۔

(روضة المتقين ٤/ ٢٣١ . نزهة المتقين ٢/ ٤٩٠)

الباب (۳۲۵)
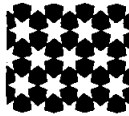
بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ الْإِنْسَانِ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا

یہ کہنا منع ہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے

بارش کے بارے میں غلط عقائد کی تردید

۱۷۳۱۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِيْ إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: "هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟" قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ. قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِيْ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فذلك كافر بی مؤمن بالكواكب.

(۱۷۳۱) حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں رات کی بارش کے بعد ہمیں صبح کی نماز پڑھائی آپ ﷺ سلام پھیر کر لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے اس حال میں صبح کی کہ ان میں کچھ مجھ پر ایمان رکھنے والے ہیں اور کچھ نے کفر کی حالت میں صبح کی ہے۔ جس نے کہا کہ آج اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی وہ میرا انکار کرنے والا اور ستاروں پر ایمان رکھنے والا ہے۔ (متفق علیہ)

سماء: سے اس حدیث میں مراد بارش ہے۔

تخریج حدیث: صحيح البخاری، كتاب الآذان، باب يتقبل الامام الناس. صحيح مسلم، كتاب الايمان.

کلمات حدیث: فی اثر سماء كانت من الليل: رات میں ہونے والی بارش کے بعد، اس بارش کے بعد جو اس رات ہوئی تھی۔

نوء۔ :ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نوء مغرب سے ستارے کے سقوط کو کہتے ہیں جو منازل قمر کی اٹھائیسویں منزل سے ساقط ہوتا ہے۔ یہ ناء سے ماخوذ ہے جس کے معنی گرنے کے ہیں۔ حدیبیہ مکہ مکرمہ سے ایک مرحلے کے فاصلے پر ایک بستی ہے۔ ایک ٹیڑھے درخت کے ہونے کی بنا پر اس کا نام حدیبیہ پڑ گیا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ ۶ھ کی ذوالقعدہ کے آغاز میں عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے مگر کافر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے درمیان حائل ہو گئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو عمرے کے لیے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے نہیں دیا۔ قریب تھا کہ جنگ ہو جاتی لیکن جنگ کے بجائے حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں اور مکہ کے کفار کے درمیان صلح ہو گئی۔ اسی مقام پر ایک درخت کے

نیچے بیعت رضوان منعقد ہوئی۔

ایک رات کو بارش ہوئی تو آپ ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد فرمایا کہ آج کی صبح کچھ لوگ اللہ پر ایمان لانے والے اور ستاروں کا انکار کرنے والے ہیں اور کچھ لوگ ستاروں پر ایمان لانے والے اور اللہ کا انکار کرنے والے ہیں پہلے لوگ وہ ہیں جنہوں نے کہا کہ اللہ کے فضل ورحمت سے بارش ہوئی اور دوسرے لوگ وہ ہیں جنہوں نے کہا کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی، یعنی ان کا اس طرح کہنا اہل کفر کے کلام کے مشابہ ہے۔

مقصود حدیث مبارک یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اور کائنات میں جو حوادث اور واقعات رونما ہوتے ہیں وہ سب کے سب اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں اللہ کے حکم کے بغیر پتہ تک نہیں ہلتا، اس لیے اہل ایمان کا شیوہ ہونا چاہئے کہ وہ ہر بات کو اللہ کی طرف منسوب کریں کہ کسی بھی بات کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا اہل کفر کا طریقہ ہے۔

(فتح الباری : ۱/۶۰۵. شرح صحیح مسلم : ۲/۵۲. روضة المتقین : ٤/٢٣١)

الباب (۳۲۶)

بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِهِ لِمُسْلِمٍ يَا كَافِرُ
کسی مسلمان کو اے کافر کہہ کر پکارنے کی ممانعت

۱۷۳۲. عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَآءَ بِهَا اَحَدُهُمَا، فَاِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۳۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو اس دونوں میں سے کوئی ایک اس کلمہ کو لے کر پلٹتا ہے اگر مخاطب فی الواقع ایسا ہی ہے تو وہ کافر ہے ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من کفر اخاه من غیر تأ ویل . صحیح مسلم کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر.

کلمات حدیث: بأبوأ (باب نصر) لوٹنا۔ شر اور برائی کے ساتھ پلٹنا۔

شرح حدیث: بلاوجہ کسی مسلمان کو کافر کہنا بہت گناہ ہے اور اس سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے

(فتح الباری ۳/۲۱۲ . شرح صحیح مسلم ۲/۴۲ . تحفة الاحوذی ۷/۴۲۷)

کافر یا اللہ کا دشمن کہنے کا وبال

۱۷۳۳. وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ''مَنْ دَعَا رَجُلاً بِالْكُفْرِ اَوْقَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّاحَارَ عَلَيْهِ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. ''حَارَ'': رَجَعَ.

(۱۷۳۳) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی مسلمان کو کافر کہہ کر پکارا یا اللہ کا دشمن کہا اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ اسی پر لوٹ آئے گا۔ (متفق علیہ)

حار کے معنی لوٹنے کے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ماینهی من السباب واللعن.

شرح حدیث: کسی مسلمان کو کافر کہنا یا اس طرح کا کوئی اور لفظ کہنا حرام اور گناہ ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہو جیسا کہا ہے تو یہ کلمہ کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔ (فتح الباری ۳/۱۹۲ . شرح صحیح مسلم ۲/۴۲)

☆☆☆

البَابُ (۳۲۷)

اَلنَّهْيُ عَنِ الْفُحْشِ وَبَذَاءِ لِلِّسَانِ
فحش گوئی اور بدکلامی کی ممانعت

لعن طعن کرنا مسلمان کا شیوہ نہیں

۱۷۳۴. عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيِّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

(۱۷۳۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن طعن کرنے والا، لعنت کرنے والا، بدگوئی کرنے والا اور فحش گوئی کرنے والا نہیں ہوتا۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی اللعنة .

کلمات حدیث: طعان : فعال کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بہت طعنے دینے والا۔ لعان بھی اسی طرح مبالغہ کا صیغہ ہے بہت لعنت کرنے والا۔ لعنت کے معنی ہیں اللہ کی رحمت سے دور ہونا۔ فاحش فحش سے اسم فاعل ہے بری بات کہنا۔ بذی بذأ سے ہے فحش بری اور گندی بات کہنا۔ بذئ اللسان بد زبان : فحش گو۔ حیا سے خالی انسان جو بے ہودہ گفتگو کرے۔

شرح حدیث: ایمان اخلاق حسنہ کی آبیاری کرتا ہے مؤمن ہمیشہ اخلاق عالیہ اور صفات حمیدہ کا پیکر ہے۔ صاحب ایمان سے یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ لعن طعن کرے طعنے دے بدزبانی اور بدکلامی کرے کہ یہ صفات منافق اور فاسق و فاجر آدمی کی ہوتی ہیں۔ غرض تقاضائے ایمان یہ ہے کہ آدمی جملہ اخلاق رذیلہ سے مجتنب رہے۔ (روضة المتقین ٤/ ٢٣٥. دلیل الفالحین ٤/ ٤٤٩)

فحش گوئی عیب اور حیاء زینت ہے

۱۷۳۵. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَاكَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّاشَانَه، وَمَاكَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّازَانَه"، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

(۱۷۳۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فحش گوئی ہر بات کو عیب دار بنا دیتی ہے اور حیاء ہر بات کو زینت عطا کردیتی ہے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔)

کلمات حدیث: شانہ : اسے عیب دار بنا دیتی ہے۔ شان شینا (باب ضرب) عیب دار بنا دینا۔ عیب دینا۔ زانہ : اسے زینت اور خوبصورتی عطا کردیتی ہے۔ زان زینا (باب ضرب) زینت دینا، زین کرنا۔

شرح حدیث: حیا تو ایمان کا ایک حصہ ہے، یہ ایسی بڑی نعمت ہے کہ جس انسان کو اللہ تعالیٰ عطا فرمادیتا ہے وہ بہت سی برائیوں اور

بری باتوں سے بچ جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نرمی ہر بات کو زینت اور خوبصورتی عطا کر دیتی ہے اور جو بات نرمی سے خالی ہو وہ عیب دار ہو جاتی ہے۔ امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حیا ایک وصف ہے جس سے انسان میں ہر برائی سے ایک طبعی انقباض پیدا ہوتا ہے اور ایک طبعی گریز پیدا ہوتا ہے، حیا در اصل جبن اور عفت کا مرکب ہے اس لیے حیا والا آدمی فاسق نہیں ہوتا۔ حیا ایمان کا جزء اور مؤمن کی سرشت ہے اس لیے صاحب ایمان کو ہر برائی بدگوئی اور فحش سے محترز رہنا چاہیے۔ (تحفة الاحوذی ٦/٩٨. روضة المتقین٤/٢٣٥. دلیل الفالحین٤/٤٤٩)

البَابُ (۳۲۸)

بَابُ كَرَاهَةِ التَّقْعِيرِ فِي الْكَلَامِ بَالتَّشَدُّقِ وَتَكَلُّفُ الْفَصَاحَةِ وَاسْتِعْمَالِ وَحْشِي اللُّغَةِ وَدَقَائِقِ الْاعْرَابِ فِي مُخَاطَبَةِ الْعَوَامِ وَنَحْوِهِمْ

گفتگو میں تصنع کرنے، باچھیں کھولنے، تکلف سے وضاحت کا اظہار کرنے اور عوام وغیرہ سے تخاطب میں اجنبی الفاظ استعمال کرنے اور اعراب کی باریکیاں بیان کرنے کی کراہت

۱۷۳۶ . عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : هَلَکَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ" قَالَهَا ثَلَاثاً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلْمُتَنَطِّعُوْنَ : الْمُبَالِغُوْنَ فِی الْاُمُوْرِ .

(۱۷۳۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مبالغہ اور تکلف سے کام لینے والے ہلاک ہوگئے۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ (مسلم)

متنطعون : کے معنی ہر بات میں مبالغہ کرنے والے۔

تخریج حدیث: صحيح مسلم كتاب العلم باب هلك المتنطعون .

کلمات حدیث: متنطعون : جمع ہے اس کا واحد متنطع ہے۔ نطع تالو کا اگلا حصہ جس میں شکن سا ہوتا ہے۔ جمع نطوع اور اسی سے حروف نطعیہ ہیں یعنی ت ۔ د ۔ ط ۔ متنطع وہ ہے جو الفاظ کو تالو سے چپکا کر ادا کرے اور ایسا وہ تکبر کے ساتھ لوگوں پر رعب جمانے کے لیے کرے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے جو کلام میں مبالغہ آرائی کرتے بات کو گھما پھرا کر اور پیچیدہ بنا کر کرتے ہیں اور الفاظ کو مزین کر کے ادا کرتے ہیں کہ ان کی بات میں رعب و دبدبہ اور ایک شان پیدا ہو جائے۔ یہ حدیث اس سے پہلے کتاب المأمورات میں گزر چکی ہے۔ (روضة المتقين ٤/ ٢٣٧ . دليل الفالحين٤/ ٥٠٥)

مبالغہ امیز باتوں کو اللہ پسند نہیں کرتا

۱۷۳۷ . وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِیْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقَرَةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

(۱۷۳۷) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو برا

جانتے ہیں جو بلاغت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی زبان کو اس طرح حرکت دیتا ہے جیسے گائے حرکت دیتی ہے۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی المتشدق فی الکلام. الجامع للترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی وضاحة البیان.

کلمات حدیث: یتخلل بلسانه کمایتخلل البقرة: گفتگو کرتے ہوئے اس طرح باچھیں کھولتا اور زبان کو گھماتا ہے جس طرح گائے چارہ کھاتے ہوئے گھاس کے پتوں کو زبان پر لپیٹتی ہے۔

شرح حدیث: گفتگو میں تصنع کرنا اور بتکلف وضاحت و بلاغت کا اظہار کرنا اور الفاظ کو گھما پھرا کر ادا کرنا ممنوع ہے۔

(تحفة الاحوذی۸/۱۵۱. دلیل الفالحین۴/۵۰۱. نزهة المتقین۴/۴۹۳)

اچھے اخلاق والے کو رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہوگا

۱۷۳۸. وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ، وَاَقْرَبِکُمْ مِّنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ، اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا، وَاِنَّ اَبْغَضَکُمْ اِلَیَّ، وَاَبْعَدَکُمْ مِّنِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ، وَالْمُتَفَیْهِقُوْنَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُه فِیْ بَابِ حُسْنِ الْخُلُقِ.

(۱۷۳۸) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سے میرے لیے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو باچھیں کھول کر باتیں کرتے ہیں بہ تکلف باتیں کرتے ہیں اور منہ بھر کر اور کلے پھلا کر باتیں کرتے ہیں۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس کی شرح اس سے پہلے باب حسن الخلق میں گزر چکی ہے۔)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب البر و الصلة. باب ماجاء فی معالی الاخلاق.

کلمات حدیث: الثرثارون: جمع ثرثار. ثرثرة: الکلام۔ بہت زیادہ بولنا اور اس طرح طویل کلام کرنا کہ اس میں معنی اور مطلب کم اور الفاظ زیادہ ہوں۔ ثرثار: بہت بولنے والا۔ زیادہ گو۔ المتشدقون: اس کا واحد المتشدق ہے۔ متشدق وہ ہے جو بغیر کسی احتیاط کے بلا تکان بولتا چلا جائے جو لوگوں کا مذاق اڑائے اور اپنے گال کو تیڑھا کرے جس سے مخاطب کی تحقیر ظاہر ہو۔ شدق منہ کا کنارہ۔ متفیھقون: وہ لوگ جو لمبی بات کریں اور اپنے منہ کو ضرورت سے زیادہ کھول کر الفاظ ادا کریں۔ "فھق" کے معنی ہیں منہ بھر کر لفظ کو ادا کرنا۔ ظاہر ہے کہ یہ سب حرکتیں تکبر کی بنا پر کی جاتی ہیں۔

شرح حدیث: اہل ایمان اخلاق حسنہ کے پیکر ہوتے ہیں، وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور خشیت الٰہی سے ان کے دل لرزرہے ہوتے ہیں، ان پر آخرت کی جواب دہی کا خوف غالب رہتا ہے وہ اس سے کسی وقت غافل نہیں ہوتے ان میں تواضع اور مسکنت غالب ہوتی ہے اس لیے ان کی گفتگو مختصر اوران کا کلام قلیل مگر جامع ہوتا ہے ان کا دل حرارت ایمانی سے لبریز ہوتا ہے اس لیے وہ دلسوزی سے اور پُر تأثیر کلام کرتے ہیں۔

اہل ایمان اور صاحبان عمل اور اخلاق عالیہ رکھنے والے روز قیامت رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوں گے اور دنیا دار اور متکبر رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے دور ہوں گے۔ (نزهة المتقين : ٤/٤٩٤. دليل الفالحين : ٤/٥٠١)

البَابُ (۳۲۹)

بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِهِ خَبُثَتْ نَفْسِيْ
میرا نفس خبیث ہو گیا کہنے کی کراہت

۱۷۳۹. عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَايَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

قَالَ الْعُلَمَآءُ : مَعْنٰى خَبُثَتْ غَثَتْ، وَهُوَ مَعْنٰى "لَقِسَتْ" وَلٰكِنْ كَرِهَ لَفْظُ الْخُبْثِ .

(۱۷۳۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا بلکہ یوں کہے کہ میرا نفس غافل ہو گیا۔ (متفق علیہ)

علماء نے فرمایا کہ خبثت کے معنی ہیں غثت اور یہی معنی لقست کے ہیں لیکن آپ ﷺ نے خبث کے لفظ کو ناپسند فرمایا۔

تخریج حدیث: صحيح البخاري، كتاب الادب، باب لايقل خبثت نفسي . صحيح مسلم، كتاب الادب باب كراهة قول الانسان خبثت نفسي .

کلمات حدیث: خبث کا لفظ عقیدے، قول اور عمل کی برائی بیان کرنے کے لیے بولا جاتا ہے یعنی تمام صفات مذمومہ اور تمام برے افعال خبث میں داخل ہیں۔ خبثت اور لقست کے معنی ایک ہی ہیں لیکن لفظ خبث میں کراہت غالب ہے اس لیے اس لفظ کے استعمال سے منع فرمایا۔ ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ لقست کے معنی تنگ ہونے کے ہیں، یعنی لقست نفسی کے معنی ہیں میرا دل تنگ ہو گیا۔

شرح حدیث: معلم انسانیت ﷺ نے انسانی زندگی کے ہر ہر پہلو کی اصلاح فرمائی ہے اور اس کے ہر گوشۂ زندگی کو سنوارا اور نکھارا ہے اور انسانی زندگی کے ہر ہر پہلو میں اور ہر ہر بات میں خوب تر اور عمدہ تر پہلو کی جانب راہنمائی فرمائی ہے۔ حتی کہ بات کہنے میں الفاظ کے حسن انتخاب کی بھی تعلیم دی ہے۔ (روضة المتقين ٤/ ٢٣٨. دليل الفالحين ٤/ ٥٠٢)

الباب (۳۳۰)

بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ الْعِنَبِ كَرْماً
عنب (انگور) کو کرم کہنے کی کراہت

۱۷۴۰. عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاتُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ فَاِنَّ الْكَرْمَ الْمُسْلِمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ. وَفِىْ رِوَايَةٍ : "فَاِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ" وَفِىْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِىِّ وَمُسْلِمٍ : "يَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ".

(۱۷۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انگور کو کرم نہ کہو کہ "کرم" تو مسلمان ہے۔(متفق علیہ)

حدیث کے مذکورہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ کرم مؤمن کا دل ہے۔اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ لوگ کرم کہتے ہیں کرم تو قلب مؤمن ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول النبی ﷺ انما الکرم قلب المؤمن . صحیح مسلم، کتاب الادب من الالفاظ، باب کراهة تسمية العنب کرماً .

شرح حدیث: اہل عرب انگور کی بیلوں اور انگور کے باغ کو کرم کہتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ کرم تو قلب مؤمن ہے۔ابوداؤد میں ہے کہ تم میں سے کوئی کرم نہ کہے کرم تو مسلمان ہے تم انگور کا باغ کہا کرو۔اور طبرانی اور بزار نے حضرت سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کتابوں میں مؤمن کا نام کرم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے تمام مخلوقات پر مکرم بنایا ہے اور تم انگور کے باغ کو کرم کہتے ہو۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل عرب انگور کو کرم اس لیے کہتے تھے کہ انگور سے شراب بنتی تھی اور عرب کے لوگ شراب پی کر جود و سخا کرتے اور کرم نوازی کرتے تھے۔رسول کریم ﷺ نے انگور کو کرم کہنا ناپسند فرمایا یعنی ایسی شئے جس سے ایک حرام چیز تیار ہوتی ہے اسے کرم کہنا مناسب نہیں ہے۔آپ ﷺ نے حرمت شراب کی تاکید کے لیے اس چیز کو کرم کہنے سے منع فرمادیا جس سے شراب تیار ہوتی ہے مبادا شراب کے ساتھ یا اس کے وسائل کے ساتھ آدمی کے ذہن میں کوئی اچھی بات آجائے۔اور صاحب ایمان کو کرم اس لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ :ان اکر مکم عند الله اتقاکم (تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے) اور ایمان اور تقویٰ کا مرکز قلب مؤمن ہے اس لیے قلب مؤمن کرم ہے۔

(فتح الباری : ۲۳۲/۳. شرح صحیح مسلم : ۴/۱۵)

انگور کو "عنب" کہا کرو

۱۷۴۱. وَعَنْ وَآئِلِ بْنِ حَجَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَاتَقُوْلُوْا اَلْكَرْمُ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا : اَلْعِنَبُ وَالْحَبَلَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلْحَبَلَةُ" بِفَتْحِ الْحَآءِ وَالْبَآءِ، وَيُقَالُ اَيْضًا بِاِسْكَانِ الْبَآءِ .

(۱۷۴۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم کرم مت کہو انگور (عنب) کہو اور حبلہ کہو۔ (مسلم)

حبلہ : انگور کی بیل کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الادب من الالفاظ. باب کراهة تسمية العنب کرما .

شرح حدیث: انگور کو یا انگور کی بیل کو کرم کہنا درست نہیں ہے اس لیے اسے عنب یا حبلہ کہنا چاہیے۔

(شرح صحیح مسلم : ۱۵/۵)
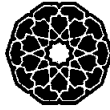
الباب (۳۳۱)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ وَصْفِ مَحَاسِنِ الْمَرْأَةِ لِرَجُلٍ إِلَّا أَنْ يُحْتَاجَ إِلىٰ ذٰلِكَ لِغَرَضٍ شَرْعِيٍّ كَنِكَاحِهَا وَنَحْوِهِ

مرد کے سامنے کسی عورت کے محاسن بیان کرنے کی ممانعت الا یہ کہ نکاح وغیرہ کی غرض شرعی موجود ہو

۱۷۴۲. عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاتُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۴۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت دوسری عورت سے ملکر اس کے اوصاف اپنے خاوند کے سامنے نہ بیان کرے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لاتباشر المرأة .

کلمات حدیث: لاتباشر المرأة المرأة : کوئی عورت کسی عورت سے نہ ملے۔ باشر مباشرة (باب مفاعلہ) کے معنی ہیں اختلاط اور لمس۔ بشر کے معنی انسان کی ظاہری کھال کے ہیں، مباشرت کے معنی جسم کے جسم سے ملنے کے ہیں۔

شرح حدیث: عورت کسی عورت کے جسم کو نہ دیکھے اور نہ بغیر کپڑے کے ساتھ اپنا جسم ملائے اور پھر اپنے شوہر کے سامنے اس کے جسم کی نرمی اور گداز کی ایسی تصویر نہ کھینچے کہ جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہے جس سے وہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔

عورت کا عورت کے جسم کو دیکھنا یا برہنہ جسم ایک دوسرے کے قریب ہونا حرام ہے۔

(فتح الباری ۲/۱۰۶۸. تحفة الاحوذی ۸/۸۰)

الباب (۳۳۲)
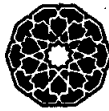
بَابُ کَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ فِی الانسان اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ بَلْ یَجْزِمُ بِالطَّلَبِ

یہ کہنے کی کراہت کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف کردے بلکہ یقین کے ساتھ کہے کہ اے اللہ مجھے معاف کردے

۱۷۴۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ : اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ لِیَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَاِنَّهٗ لَامُکْرِهَ لَهٗ".

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ : "وَلٰکِنْ لِیَعْزِمْ وَلْیُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَایَتَعَاظَمُهٗ شَیْءٌ اَعْطَاهُ".

(۱۷۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف کردے اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ پختہ یقین کے ساتھ اللہ سے طلب کرے کہ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔

اور صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ پختہ عزم کے ساتھ اور پوری رغبت کے ساتھ طلب کرے اس لیے کہ اللہ کے لیے کوئی بھی شئے عطا فرمادینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب لیعزم المسألة . صحیح مسلم، کتاب الدعا باب العزم بالدعا.

کلمات حدیث: لیعزم المسألة : جب اللہ کا بندہ اللہ سے مانگے تو عزم ویقین کے ساتھ مانگے اس یقین کے ساتھ مانگے کہ وہی دینے والا ہے اور جب اس کا کوئی بندہ اس سے مانگتا ہے تو وہ ضرور دیتا ہے۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ خالق اور رازق ہے وہ چٹان کی تہہ میں پوشیدہ کیڑے کو بھی روزی پہنچاتا ہے۔ عبودیت کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اسی سے مانگے اور اسی سے طلب کرے اور اس کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے لیکن مانگنے اور اللہ تعالیٰ سے طلب کرنے کے آداب ہیں جن کی رعایت ملحوظ رکھنا ضروری ہے انہی آداب میں سے ایک یہ ہے کہ جب بندہ اللہ سے مانگے تو عزم اور جزم کے ساتھ اور صدق دل سے مانگے اور حسن قبولیت کا یقین رکھے اور اس طرح نہ مانگے جس طرح انسان سے مانگا جاتا ہے کہ اور نہ اپنی طلب کو کسی امر پر معلق کرے۔ کہ کوئی شئے ایسی نہیں ہے جس کا اللہ کا اپنے بندہ کو عطا فرمادینا کوئی بڑی بات ہو۔

(فتح الباری : ۸۷۶/۳. شرح صحیح مسلم : ۶/۱۷. روضة المتقین : ۲۴۴/۴)

دعاء یقین کے ساتھ مانگنے کا حکم

(۱۷۴۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اِذَا

دَعَااَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، وَلَايَقُوْلَنَّ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاعْطِنِيْ فَاِنَّهٗ لَامُسْتَكْرِهَ لَهٗ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(١٧٤٤) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی دعا کرے تو پختہ یقین کے ساتھ کرے اور یہ ہرگز نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو دیدے کہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب لیعزم المسألة . صحیح مسلم کتاب الدعأ باب العزم بالدعأ.

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ سے دعأ مانگتے وقت چاہئے کہ یقین کامل ہو کہ اللہ ہی دینے والا ہے اور اس کے سوا کوئی دینے والا نہیں اور نہ کوئی اسے دینے پر مجبور کرنے والا ہے اور یہ کہ جو بندہ اس سے عاجزی اور تضرع سے مانگتا ہے وہ اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔ بندہ کو چاہئے کہ دنیا اور آخرت کی ہر خیر اللہ ہی سے طلب کرے اور دعا میں خوب عاجزی اور تضرع اور زاری اختیار کرے اور اس یقین کامل کے ساتھ مانگے کہ اللہ ضرور دینے والا ہے۔ (فتح الباری ٧٤٦٤/٣. شرح صحیح مسلم ٦/١٧)

الباب (۳۳۳)

باب كَرَاهَةِ قَوْلِ مَاشَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ فُلَانٌ
جو اللہ چاہے اور جو فلاں چاہے کہنے کی کراہت

۱۷۴۵. عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَاتَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ فُلَانٌ، وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

(۱۷۴۵) حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہ کہو کہ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے البتہ یہ کہہ سکتے ہو کہ جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے۔ (ابوداؤد نے سند صحیح سے روایت کیا ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب لایقال خبثت نفسی .

اللہ کی مشیت کے ساتھ غیر اللہ کی مشیت کو ملانا ممنوع ہے

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کی مشیت اور غیر اللہ کی مشیت کو ساتھ ملا کر ذکر کرنے کی ممانعت فرمائی۔ کیونکہ کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ ہی کی مشیت اور اس کے حکم سے ہوتا ہے اس کے سوا نہ کسی کی مشیت ہے اور نہ کسی کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ محکم جاری ہونے والا اور نافذ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ جو اللہ چاہے اور جو آپ ﷺ چاہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے مجھے اللہ کے برابر بنا دیا۔ نہیں بلکہ وہ جو صرف اللہ نے چاہا۔ البتہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ جو اللہ چاہے اور پھر آپ ﷺ چاہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن سلیمان سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قرآن کریم میں آیا "من یطع اللہ و رسولہ". (جو اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے) تو یہاں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو ملا کر بیان کیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ ہی نے اپنے بندوں پر اپنے رسول کی اطاعت کو فرض اور لازم قرار دیا ہے اس بنا پر رسول ﷺ کی اطاعت دراصل اللہ کی اطاعت ہے۔ (روضة المتقين ٤/٢٤٤. دليل الفالحين : ٤/٥٠٨)

البَابُ (۳۳٤)

بَابُ كَرَاهَةِ الْحَدِيْثِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

بعد نمازِ عشاء (دنیوی) گفتگو کی ممانعت

وَالْمُرَادُ بِهِ الْحَدِيْثُ الَّذِىْ يَكُوْنُ مُبَاحًا فِىْ غَيْرِ هٰذَا الْوَقْتِ وَفِعْلُه' وَتَرْكُه' سَوَآءٌ، فَاَمَّا الْحَدِيْثُ الْمُحَرَّمُ اَوِالْمَكْرُوْهُ فِىْ غَيْرِ هٰذَا الْوَقْتِ فَهُوَ فِىْ هٰذَاالْوَقْتِ اَشَدُّ تَحْرِيْمًا وَكَرَاهَةً وَّاَمَّا الْحَدِيْثُ فِى الْخَيْرِ كَمُذَا كَرَاةِ الْعِلْمِ وَحِكَايَاتِ الصَّالِحِيْنَ، وَمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ، وَالْحَدِيْثِ مَعَ الضَّيْفِ، وَمَعَ طَالِبِ حَاجَةٍ، وَنَحْوِذٰلِكَ، فَلَا كَرَاهَةَ فِيْهِ بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ، وَكَذَاالْحَدِيْثُ لِعُذْرٍ وَّعَارِضٍ لَاكَرَاهَةَ فِيْهِ وَقَدْ تَظَاهَرَتِ الْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ عَلٰى كُلِّ مَاذَكَرْتُه'.

اس مقام پر گفتگو سے مردوہ بات چیت ہے جو اس وقت کے علاوہ مباح ہو اور اس کا کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہوں۔ لیکن اگر کوئی حرام یا مکروہ بات ہے تو عشاء کے بعد اس کی حرمت اور اس کی کراہت میں شدت آ جائیگی اگر خیر کی بات ہو کہ علمی مذاکرہ ہو نیک لوگوں کے واقعات کا بیان ہو اہل اخلاق کی باتیں ہوں اور مہمان اور کسی ضرورتمند کے ساتھ بات کرنا ہو تو اس میں کراہت نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ اسی طرح اگر کسی عذر کی بنا پر یا کوئی بات پیش آ جانے کی بنا پر بات کرنا ہو تب بھی کراہت نہیں ہے۔ یہ مذکورہ متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

عشاء سے پہلے سونے اور بعد میں گفتگو ممنوع ہے

۱۷۴۶. عَنْ اَبِىْ بَرْزَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَآءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا۔مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۴۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور نماز کے بعد بات فرمانا ناپسند کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخارى، كتاب مواقيت الصلاة، باب مايكره من النوم قبل العشاء . صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب التكبير بالصبح.

شرح حدیث: علماء کرام فرماتے ہیں کہ نماز عشاء سے قبل سونے کی کراہت سونے کی وجہ سے نماز با جماعت فوت ہو جائے یا نماز کے افضل وقت کے فوت ہونے کی بناء پر ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم کے نزدیک نماز عشاء سے پہلے سونا مکروہ ہے اور بعض علماء کے یہاں رخصت بھی ہے خاص طور پر رمضان المبارک میں بشرطیکہ نماز کے لیے متبنہ کرنے کا انتظام موجود ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عشاء کے بعد بات کرنے کی کراہت اس وجہ سے ہے کہ آدمی جاگنے کی بناء پر قیام لیل اور تہجد سے

محروم نہ ہو جائے اور نماز فجر بروقت ادا کرنے سے قاصر نہ ہو جائے۔ علماء فرماتے ہیں کہ عشاء کے بعد جو بات مکروہ ہے وہ وہ ہے جس میں کوئی مصلحت نہ ہو، اگر طلب علم اور کار خیر کے لیے ہو تو حرج نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں نقل فرمایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد عشاء باتیں کرنے والوں کو سرزنش فرماتے اور کہتے کہ اجھارات کے پہلے حصے میں باتیں کرتے ہو اور آخر شب میں سوئے رہتے ہو۔ یعنی آرام کے وقت باتیں کرو اور عبادت کے وقت سوتے رہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عروہ سے فرماتیں کہ اپنے کاتب کو راحت پہنچاؤ۔ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سوتے نہیں تھے اور عشاء کے بعد باتیں نہیں فرماتے تھے۔

امام زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کلام میں کاتب سے منکر نکیر مراد ہیں دائیں طرف کا فرشتہ اعمال صالحہ لکھتا ہے تو وہ خوشی محسوس کرتا ہے بائیں طرف کا فرشتہ برائیاں لکھتا ہے تو ناخوشی محسوس کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سو جاؤ تاکہ یہ فرشتہ اس ناگوار فریضہ کی ادائیگی سے راحت پائے۔

(فتح الباری ۱/۴۸۸. شرح صحیح مسلم ۵/۱۲۲. تحفة الاحوذی ۱/۵۳۳. روضة المتقین ۴/۲۴۵)

رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی

۱۷۴۷. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعِشَآءَ فِيْ اٰخِرِ حَيَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ : "اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ؟ فَاِنَّ عَلٰى رَاْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ الْيَوْمَ اَحَدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۴۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حیات طیبہ کے آخری ایام میں عشاء کی نماز پڑھائی جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خیال میں یہ کونسی رات ہے پھر فرمایا کہ سو برس گزرنے کے بعد آج جو زمین پر موجود ہے ان میں سے کوئی بھی نہیں رہے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب العلم، باب السمر فی العلم . صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة باب قوله ﷺ لا تأتي مئة سنة وعلى الأرض نفس.

کلمات حدیث: آخر حیاته : آپ ﷺ کی زندگی کے آخر ایام، بعض روایات میں ہے کہ یہ ایک ماہ قبل کی بات ہے۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں صحابۂ کرام کو نماز عشاء پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں اس رات کی اہمیت کا کچھ اندازہ ہے جو لوگ آج زندہ ہیں ان میں سے کوئی بھی سو برس کے بعد زندہ نہیں رہے گا یعنی اصحاب رسول ﷺ کی جماعت اور وہ نفوس قدسیہ جن کی آپ ﷺ نے تعلیم و تربیت فرمائی آج سے سو برس بعد موجود نہ ہوں گے۔ آپ ﷺ کی یہ خبر معجزانہ طور پر درست ہوئی اور اصحاب کی جماعت میں حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سب سے آخر میں وفات پانے والے ہیں اوران کی وفات اس ارشاد کے سوسال بعد ۱۱۰ھ میں ہوئی۔

ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے فرمان کا مقصود یہ ہے کہ اصحاب کی جو جماعت اس وقت موجود ہے ان میں سے کوئی سو برس گزرنے کے بعد زندہ نہیں رہے گا۔ یعنی اس امت کے لوگوں کی عمریں گزشتہ ملتوں کی طرح طویل نہیں ہیں بلکہ قصیر ہیں اس لیے اس امت کے لوگوں کو چاہیے کہ اللہ کی عبادت میں خوب وقت لگائیں اور کوشش وسعی سے اپنے لیے اعمال صالحہ کا ذخیرہ جمع کریں اور زادآخرت اکھٹا کریں۔

حضور اکرم ﷺ نے بعد نماز عشاء یہ وعظ نصیحت فرمائی جس سے معلوم ہوا کہ بعد نماز عشاء دین کی بات کرنا اور وعظ وارشاد کرنا درست ہے۔ (روضة المتقين ٤ /٣٤٧. دليل الفالحين ٤ /٥١٠)

جماعت کے انتظار میں بیٹھنے والے کو نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے

١٧٤٨. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُمُ انْتَظَرُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ هُمْ قَرِيبًا مِّنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى بِهِمْ، يَعْنِي الْعِشَآءَ قَالَ: ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ : "اَلَا اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلُّوْا ثُمَّ رَقَدُوْا، وَاِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مَاانْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(١٧٤٨) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کا انتظار کیا آپ ﷺ رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد تشریف لائے اور انہیں عشاء کی نماز پڑھائی پھر ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا کہ اور کہا کہ لوگوں نے نماز پڑھی اور سو گئے اور تم اس وقت سے مسلسل نماز میں ہو جب سے تم انتظار کر رہے ہو۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، باب مواقيت الصلاة و فضلها .

شرح حدیث: نماز کے انتظار میں بیٹھنا اپنے اجر وثواب اور اپنی فضیلت کے اعتبار سے ایسا ہے جیسے آدمی مستقل حالت نماز میں ہو۔ (دليل الفالحين ٤ /٥١١)

الباب (۳۳۵)
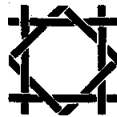
بَابُ تَحْرِيمِ امْتِنَاعِ الْمَرْأَةِ مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا إِذَا دَعَاهَا وَلَمْ يَكُنْ لَهَا عُذْرٌ شَرْعِيٌ

مرد عورت کو بلائے تو بلا عذر شرعی اس کے بستر پر نہ جانے کی حرمت

شوہر کو ناراض کرنے والی عورت پر فرشتوں کی لعنت

۱۷۴۹. عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِذَادَعَاالرَّجُلُ امْرَأَتَهُ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . وَفِی رِوَايَةٍ "حَتّٰى تَرْجِعَ"

(۱۷۴۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کرے اور شوہر اس سے ناراضگی کی حالت میں رات گزارے تو اس عورت پر فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ یہاں تک کہ بیوی شوہر کے پاس آ جائے۔

تخریج حدیث: صحيح البخاری، بدٔالخلق، باب اذاقال احدكم آمين. صحيح مسلم، كتاب النكاح باب تحريم امتناعها من فراش زوجها.

شرح حدیث: اگر شوہر اپنی بیوی کو اپنے پاس لیٹنے کے لیے بلائے اور وہ انکار کرے اور اس کے پاس نہ جائے تو فرشتے اسے صبح تک رحمت حق سے دور رہنے کی بددعا دیتے ہیں یا اس وقت تک بددعا دیتے ہیں جب تک وہ شوہر کے پاس نہ آئے۔ الا یہ کہ کوئی شرعی عذر موجود ہو یعنی ایام سے ہو یا فرض نماز میں مشغول ہو یا بیمار ہو۔ وغیرہ

الباب (۳۳٦)
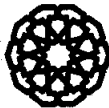
بَابُ تَحْرِيمِ صَوْمِ الْمَرْأَةِ تَطَوُّعًا وَزَوْجُهَا حَاضِرٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ

عورت کو شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا حرام ہے

(۱۷۵۰) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَايَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهِ، وَلَاتَأْذَنَ فِيْ بَيْتِه اِلَّا بِاِذْنِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۵۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے اور نہ شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے دے۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لأتاذن المرأة فی بیت زوجها . صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب ماانفق العبد من مال مولاه.

کلمات حدیث: وزوجها شاهد اور اس کا شوہر موجود ہو یعنی سفر پر کہیں گیا ہوا نہ ہو۔

شرح حدیث: بیوی کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی عبادت میں مشغولیت جائز نہیں ہے کیونکہ شوہر کے حقوق نفلی عبادت پر مقدم ہیں اور شوہر کی خدمت کرنا بھی ثواب ہے اس لیے نفلی روزہ یا نوافل شب کے لیے شوہر سے اجازت لینی چاہئے۔ بیوی کو کسی بھی فرد کو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر میں آنے کی اجازت نہیں دینا چاہئے۔ (دلیل الفالحین ٤/٥١٣ . نزهة المتقين ٢/٥٠١)
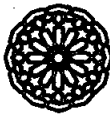
البَابُ (۳۳۷)

باب تَحْرِيمِ رَفْعِ الْمَأْمُومِ رَأْسَه، مِنَ الرَّكُوعِ أَوِ السُّجُودِ قَبْلَ الْإِمَامِ

امام سے پہلے مقتدی کو اپنا سر رکوع اور سجدے سے اٹھانے کی حرمت

١٧٥١. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَمَا يَخْشٰى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَه، قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَه، رَأْسَ حِمَارٍ، أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَه، صُوْرَةَ حِمَارٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے وہ آدمی اللہ سے نہیں ڈرتا جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخارى، ابواب صلاة الجماعة، باب اثم من رفع رأسه قبل الامام. صحيح مسلم كتاب الصلاة، باب النهى عن سبق الامام بركوع او سجود أو بنحوها.

شرح حدیث: نماز باجماعت میں نماز کے ہر رکن میں امام کی اتباع لازم بھی ہے اور کمال صلاۃ میں سے بھی ہے اس لیے لازمی ہے کہ رکوع اور سجود میں مقتدی امام سے پہلے سر نہ اٹھائے۔ اس حدیث مبارک میں اس پر سخت وعید بیان ہوئی ہے جس میں خلاف عقل اور خلاف امکان کوئی بات نہیں ہے کیونکہ اللہ کی قدرت سے کوئی بھی بات بعید نہیں ہے۔ آدمی کو جو استبعاد محسوس ہوتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کی حس سے ماورا ہے جبکہ علامہ ابن ہیثمی رحمہ اللہ نے اپنی معجم میں بعض واقعات تحریر کئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ ایسا ہونا مستبعد نہیں ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر چہ رکوع اور سجود میں امام سے پہلے سر اٹھانا گناہ ہے اور اس پر حدیث مبارک میں وعید ہے مگر اگر کوئی ایسا کرے تو نماز ہو جائے گی جبکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی نماز نہیں ہوگی۔

(فتح البارى ١/٥٤٣. ارشاد السارى ٢/٣٣٧. شرح صحيح مسلم ٤/١٢٧. روضة المتقين ٤/٢٤٨)

البَابُ (۳۳۸)

بَابُ كَرَاهَةِ وَضعِ اليَدِ عَلىٰ الْخَاصِرَةِ فِي الصَّلوٰةِ
نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت

۱۷۵۲. عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَصْرِ فِى الصَّلوٰةِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، ابواب العمل فی الصلاۃ،باب الخصر فی الصلاۃ . صحیح مسلم کتاب المساجد، باب کراهة الاختصار فی الصلاۃ .

کلمات حدیث: خصر : کمر، کولھو۔ خاصرہ۔ پہلو، کوکھ، اختصار پہلو پر ہاتھ رکھنا۔ مختصر اور مخصر۔ ہم معنی ہیں یعنی وہ شخص جس نے پہلو پر ہاتھ رکھا ہوا ہو۔ ابن سیرین وہ جس نے دونوں ہاتھ دونوں پہلوؤں پر رکھے ہوئے ہوں۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے نماز کے دوران ہاتھ کوکھ پر رکھنے سے منع فرمایا۔ زیاد بن صبیح سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر میں نماز پڑھ رہا تھا میں نے اپنا ہاتھ اپنی کوکھ پر رکھ لیا آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اس طرح نہ کرو جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے کسی سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔ اس نے بتایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(فتح الباری ۱/۷۴۵. شرح صحیح مسلم ۵/۳۱. روضة المتقین ۴/۲۵۰)

البَاب (۳۳۹)

بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَنَفْسُه تَتُوقُ اِلَيْهِ اَوْمَعَ مُدَافَعَةِ الْاَخْبَثَيْنِ وَهُمَا الْبَوْلُ وَالْغَائِطُ

کھانے کے اشتیاق اور اس کی موجودگی میں اور پیشاب اور قضائے حاجت کی شدید حاجت کے وقت نماز کی کراہت

۱۷۵۳ . عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَاصَلٰوةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ، وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۷۵۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں اور اس وقت نماز نہیں جب آدمی کو بول و براز کی شدید حاجت ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب کراهة الصلاة بحضرة الطعام .

کلمات حدیث: یدافعه الأخبثان : اسے دو خبیث مجبور کر رہے ہوں یعنی اسے پیشاب کی شدید حاجت یا رفع حاجت کا تقاضا ہو تو اس وقت نماز نہ پڑھے۔ أخبثان : بول و براز، یعنی پیشاب اور پاخانہ۔

کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنے کا حکم

شرح حدیث: کھانے کی خواہش ہونے اور کھانا سامنے آجانے کے بعد بہتر یہ ہے کہ آدمی پہلے کھانا کھائے اور پھر نماز پڑھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا سامنے آجائے اور عشاء کی نماز کھڑی ہو جائے تو کھانا پہلے کھاؤ، اور جلدی نہ کرو جب تک فارغ نہ ہو جاؤ۔ اس حدیث سے یہ حقیقت بھی آشکارا ہو رہی ہے کہ دو چار لقمے کھا کر اور بھوک کی شدت دبا کر نماز کی طرف نہ دوڑے بلکہ جس قدر کھانا کھانا ہے اچھی طرح کھا کر پھر نماز کی جانب متوجہ ہو۔

اسی طرح اگر کسی کو بول و براز کا دباؤ ہو تو پہلے اس ضرورت کو پورا کرے ہلکا ہو جائے پھر نماز پڑھے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کے لیے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اس حال میں نماز پڑھے کہ وہ بول و براز کو روکے ہوئے ہو۔ یہاں تک کہ وہ اس دباؤ سے ہلکا ہو جائے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کھانے کی رغبت ہوتے ہوئے اور کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ اس طرح اس کا قلب کھانے کی جانب متوجہ رہے اور اسے خشوع و خضوع حاصل نہ ہوگا۔ اسی طرح بول و براز کے دباؤ کی حالت میں نماز پڑھنا یا کسی ایسی ہی بات کی موجودگی میں نماز پڑھنا کہ دھیان اس طرف لگا رہے اور قلب سے خشوع و خضوع اور توجہ الی اللہ جاتی رہے، مکروہ ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۵/ ۴۰ . روضة المتقین ۴/ ۲۵۱ . دلیل الفالحین ۴/ ۵۱۶)

الباب (۳٤٠)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ اِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلٰوةِ

حالتِ نماز میں آسمان کی جانب نظر کرنے کی ممانعت

۱۷۵۴. عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَابَالُ اَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَآءِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ!" فَاشْتَدَّ قَوْلُهٗ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ: "لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ، اَوْلَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۷۵۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوا کہ نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی جانب لے جاتے ہیں۔ اس امر کی بابت آپ ﷺ کا لہجہ شدید ہوگیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ یا تو اس بات سے باز آجائیں ورنہ ان کی آنکھیں اچک لی جائینگی۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب رفع البصرإلی السمأ فی الصلاۃ.

کلمات حدیث: لینتھین عن ذلك: ضرور اور بالتاکید اس بات سے باز آجائیں۔ انتھی انتھاً: (باب افتعال) باز آجانا۔ رک جانا۔ لتُخطفن ابصا رھم: ان کی نگاہیں ضرور اور یقیناً اچک لی جائینگی۔

شرح حدیث: قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز میں آسمان کی طرف نظر کرنا قبلہ سے رخ پھیرنا اور نماز کی ہیئت سے خارج ہونا ہے۔ ایک حدیث مبارک میں دعاء کے وقت بھی آسمان کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے، امام طبری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نماز سے باہر بھی دعاء کے وقت آسمان کی طرف دیکھنا مکروہ ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آسمان کی طرف نظر قبلہ سے رخ پھیر لینا اور نماز کی ہیئت سے نکلنا ہے اور اس پر وعید ہے کہ اس کی نگاہ واپس نہیں آئے گی اور اس وعید میں دعا اور غیر دعا کا فرق نہیں ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ اپنی رحمت اور اپنے فضل سے اپنے بندے کی طرف التفات فرماتے ہیں جبکہ وہ نماز میں کسی اور طرف متوجہ نہ ہو جب وہ کسی اور طرف متوجہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی طرف سے اپنی توجہ ہٹالینگے۔

(فتح الباری ۱/٥٦٤. ارشاد الساری ۲/۳۹۵. روضة المتقین ٤/۲٥۱. دلیل الفالحین ٤/٥۱۷)

الباب (۳٤۱)
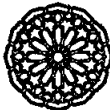
بَابُ كَرَاهَةِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ لِغَيْرِ عُذْرٍ
بغیر کسی وجہ کے نماز میں کسی اور جانب ملتفت ہونے کی کراہت

نماز میں دائیں بائیں دیکھنا منع ہے

۱۷۵۵. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ : "هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۷۵۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان کی جھپٹ ہے اس کے ذریعے وہ بندے کی نماز کا کچھ حصہ اچک لیتا ہے۔(بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الالتفات فی الصلوۃ .

کلمات حدیث: اختلاس (باب افتعال) کسی کو غافل پا کر اس کی کوئی چیز اچک لینا۔ خلس خلساً (باب ضرب) اچکنا۔ اچک لینا۔ خُلسة : جھپٹ جھپٹی ہوئی شئے۔ مختلس وہ ہے جو مالک کو غافل پا کر چپکے سے اس کی کوئی چیز چھین کر بھاگ جائے اگرچہ چھیننے کے بعد مالک دیکھ لے کہ کون جا رہا ہے۔ ناھب۔ وہ ہے جو زبردستی اور قوت اور غلبہ کے ساتھ کسی کی کوئی چیز لے لے۔ اور سارق۔ وہ ہے جو چھپا کر چوری کرے۔

شرح حدیث: نماز مؤمن کی معراج ہے یہ "عماد الدین" ہے اور یہ بندے کی اللہ کے حضور میں حاضری ہے اس لیے ضروری ہے کہ از اول تا آخر نماز ہی کی طرف التفات رہے اور تمام نماز میں خشوع خضوع کی اور حضور کی کیفیت برقرار رہے۔ نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونا خشوع و خضوع کی کیفیت کا منقطع ہو جاتا اور عدم حضور پیدا ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نماز میں نقص ہے اور شیطان ہی چاہتا ہے کہ کسی طرح نماز میں نقص اور کمی پیدا کر دے اس لیے اگر اس کا کوئی بس نہیں چلتا تو وہ نمازی کی نماز سے توجہ ہٹا کر اور اسے غافل بنا کر خشوع و خضوع کی ان کیفیات کو اچک لیتا ہے اور نمازی کو ان کے اجر و ثواب سے محروم کرا دیتا ہے۔

(فتح الباری ۱/ ٥٦٤ . ارشاد الساری ۲/ ۳۹۵ . روضة المتقین ٤/ ۲۵۳ . دلیل الفالحین ٤/ ۵۱۸)

نماز کی حالت میں دوسری طرف دیکھنا ہلاکت ہے

۱۷۵٦. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "إِيَّاكَ وَالْإِلْتِفَاتَ فِي الصَّلٰوةِ، فَإِنَّ الْإِلْتِفَاتَ فِي الصَّلٰوةِ هَلَكَةٌ، فَإِنْ كَانَ لَابُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيْضَةِ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

(۱۷۵۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہ ہوا کرو کیونکہ نماز سے کسی اور طرف ملتفت ہونا ہلاکت ہے اگر اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو نفل میں اجازت ہے فرض میں نہیں۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

شرح حدیث: شیطان آدمی کو نماز سے غافل کرنا چاہتا ہے اور جب آدمی نماز میں کسی اور طرف متوجہ ہوتا ہے تو گویا وہ شیطان کا کہنا مان لیتا ہے اور شیطان کا کہنا ماننا ہلاکت ہے۔ اگر آدمی کو نماز میں کسی اور طرف متوجہ ہوئے بغیر چارہ نہ ہو تو نفل نماز میں کر سکتا ہے فرض نماز میں نہ کرے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد مبارک اس امر کی اجازت نہیں ہے کہ نفل نماز میں ادھر ادھر دیکھ سکتے ہیں اور نماز کے علاوہ کسی اور بات کی طرف ملتفت ہو سکتے ہیں بلکہ یہ فرض نماز میں نماز کے علاوہ کسی اور طرف متوجہ ہونے کی ممانعت کی مزید تاکید ہے۔ کہ فرض نماز کی اہمیت بھی زیادہ ہے اور اس کا اجر و ثواب بھی زیادہ ہے۔

(تحفة الاحوذی ۳/۲۳۵. روضة المتقين ٤/٢٥٣)

الباب (۳٤۲)
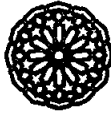
بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَى الْقُبُوْرِ
قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت

۱۷۵۷. عَنْ اَبِیْ مَرْثَدٍ کَنَّازِبْنِ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ :"لَاتُصَلُّوْا اِلَی الْقُبُوْرِ، وَلَاتَجْلِسُوْا عَلَیْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۷۵۷) حضرت ابومرثد کناز بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الجنائز . باب النهی عن الجلوس علی القبر و الصلاة علیه .

قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم

شرح حدیث: قصداً قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا حرام ہے اور اگر قصد وارادہ نہ ہو تب بھی مکروہ ہے۔ جبکہ قبر اور نماز پڑھنے والے کے درمیان کوئی شئے حائل نہ ہو۔ اگر نمازی اور قبر کے درمیان کوئی دیوار وغیرہ ہو اور نمازی کا ارادہ قبر کی طرف رخ کرنے کا نہ ہو تو بلا کراہت نماز درست ہے۔ انسان مرنے کے بعد بھی محترم ہے اس لیے قبر پر بیٹھنا یا کوئی اور ایسی بات کرنا جس سے قبر کی توہین ہو جائز نہیں ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ قبر کو پختہ بنانا مکروہ ہے اور اس پر بیٹھنا ٹیک لگانا اور اس کو تکیہ بنانا حرام ہے۔ (نزهة المتقین ۲/ ۵۰۵. روضة المتقین ٤/ ۲۵٤. شرح صحیح مسلم ۷/ ۳۳. تحفة الاحوذی ٤/ ۱٤۳)

البَاب (۳۴۳)
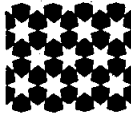
بَابُ تَحْرِيمِ الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَى الْمُصَلِّيْ
نمازی کے سامنے سے گزرنے کی حرمت

نمازی کے سامنے سے گذرنا بڑا گناہ ہے

١٧٥٨ . عَنْ اَبِى الْجُهَيْمِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَوْيَعْلَمُ الْمَارُّبَيْنَ يَدَى الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَهٗ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ" .

قَالَ الرَّاوِيْ : لَااَدْرِيْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا، اَوْ اَرْبَعِيْنَ شَهْرًا، اَوْاَرْبَعِيْنَ سَنَةً، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۵۸) حضرت ابوجہیم عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا آدمی یہ جان لے کہ اس کا کس قدر گناہ ہے تو وہ چالیس (دن) کھڑا رہنا بہتر سمجھے اس بات سے کہ وہ نمازی کے سامنے سے گزرے۔

راوی کہتا ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب اثم المار بین یدی المصلی . صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ،باب منع المار بین یدی المصلی .

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن حارث بن الصمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے ہیں ان سے دو احادیث مروی ہیں اور دونوں متفق علیہ ہیں۔ (دلیل الفالحین ٤/٥٢٣)

شرح حدیث: نمازی کے سامنے سے گزرنے کا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر گزرنے والے کو علم ہو جائے تو چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال کھڑا رہے مگر سامنے سے نہ گزرے۔ غرض نمازی کے سامنے سے گزرنا حرام ہے اگر مسجد ہو تو نمازی کے اور اس کے سجدے کے درمیان کی جگہ سے گزرنا حرام ہے اور اگر مسجد نہ ہو اور نمازی سترہ نصب کر کے نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے اور سترہ کے درمیان سے گزرنا حرام ہے۔ (فتح الباری ١/٤٦٤)

الباب (٣٤٤)
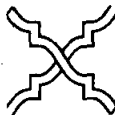
بَابُ کَرَاهَةِ شُرُوعِ الْمَامُومِ فِیْ نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَذِّنِ فِیْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ کَانَتِ النَّافِلَةُ سُنَّةً تِلْكَ الصَّلٰوةِ اَوْغَیْرِهَا

مؤذن کے اقامت کے آغاز کے بعد مقتدی کے لیے نفل پڑھنا مکروہ ہے خواہ نفل اس نماز کی سنت ہو یا اور کوئی ہو

۱۷۵۹ . عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَاصَلٰوةَ اِلَّاالْمَکْتُوْبَةُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۷۵۹) حضرابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں ۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم. کتاب المسافرین. باب کراهة الشروع فی نافلة بعد شروع المؤذن .

جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنن ونوافل کے مسائل

شرح حدیث: فقہاء کے نزدیک جب فرض نماز کی اقامت ہو جائے تو اس کے بعد نفلی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر صبح کی نماز سے پہلے کی دوسنتیں نہ پڑھی ہوں اور اقامت ہو جائے تو یہ دو رکعتیں مسجد میں پڑھ لے بشرطیکہ صبح کی نماز کی دوسری رکعت فوت نہ ہو۔ امام ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس شرط کے ساتھ فجر سے پہلے کی دوسنتیں پڑھ لے کہ فجر کی نماز کی پہلی رکعت کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہے۔ (تحفة الاحوذی ٤٩٧/٢ .شرح صحیح مسلم ١٨٨/٦ . روضة المتقین ٢٥٧/٤)

الباب (۳۴۵)

بَابُ كَرَاهَةِ تَخْصِيصِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ اَوْلَيْلَتِه' بَصَلوٰةٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي

جمعہ کے دن کو روزے کے لیے اور جمعہ کی رات کو نماز کے لیے خاص کرنے کی کراہت

۱۷۶۰. عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَاتَخُصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ اللَّيَالِيْ، وَلَاتَخُصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَصُوْمُهُ' اَحَدُكُمْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۶۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمام راتوں میں جمعہ کی رات کو نفل نماز کے لیے اور تمام دنوں میں جمعہ کے دن کو روزے کے لیے مخصوص نہ کرو۔ سوائے اس کے کہ جمعہ ان ایام میں آجائے جن میں تم سے کوئی روزہ رکھتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب کراھة صیام یوم الجمعة منفرداً.

شرح حدیث: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے بندگی کا تقاضہ ہے کہ آدمی ہر روز عبادت کرے اور ہر شب عبادت کرے، کہ عبادت تو ہر روز اور ہر شب اور ہر گھڑی مطلوب ہے۔ اس لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ آدمی کسی خاص دن کو یا کسی خاص رات کو عبادت کے لیے مخصوص کرے کہ صرف جمعہ کو روزہ اور صرف جمعہ کی رات تہجد پڑھے۔ الا یہ کہ جمعہ ان دنوں میں آجائے جن میں روزہ رکھنا کسی کا معمول ہو مثلاً اگر کوئی شخص ایام بیض کے روزے رکھتا ہو یا شوال کے کے چھ روزے رکھتا ہو تو ان دنوں میں جو جمعہ آئے گا اس دن بھی روزہ رکھے گا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ظاہر حدیث کی دلالت یہ ہے کہ روزہ کے لیے جمعہ کے دن کو خاص کرنا مکروہ ہے الا یہ کہ جمعہ ان دنوں کے درمیان آجائے جن میں روزہ رکھتا ہو یا جس دن کی روزہ کی نیت کی ہو اس دن جمعہ آجائے جیسے کسی نے نذر مانی ہو کہ بیماری سے صحت یابی کے بعد یا فلاں کام ہو جانے کے بعد روزہ رکھوں گا اور صحت یابی کے بعد یا کام ہو جانے کے بعد جمعہ کا دن آیا تو اس صورت میں بلا کراہت روزہ رکھ سکتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن مخصوص کر کے روزہ رکھنے کی کراہت کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے روز کے لیے عبادات مقرر فرمائی ہیں، مثلاً دعاء اور ذکر میں مشغول ہونا رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا غسل کرنا نماز جمعہ کے لیے جلدی جانا اور خطبہ سننا وغیرہ، اس لیے بہتر یہ ہے کہ ان عبادات کو زیادہ اہتمام اور نشاط کے ساتھ انجام دے اور یہ ایسا ہے جیسے عرفہ کے دن روزہ نہ رکھنا مسنون ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۸/۱۶. روضة المتقین ۴/۲۵۹. دلیل الفالحین ۴/۵۲۴)

البتہ امام مالک وامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تنہا جمعہ کا روزہ رکھنا بھی جائز ہے۔ (عمدة القاری ۱۱/۱۰۴)

صرف جمعہ کے دن کو روزے کیلئے خاص نہ کرے

۱۷۶۱. وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "لَايَصُوْمَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّايَوْمًا قَبْلَهٗ اَوْبَعْدَهٗ" . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی ہرگز جمعہ کے دن کا روزہ اس دن کو خاص کر کے نہ رکھے بلکہ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ ملا کر رکھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم الجمعة . صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب کراهة صیام الجمعة منفرداً .

کلمات حدیث: الا یوما قبله أو بعده : جمعہ کے دن کو خاص کر کے روزہ نہ رکھے لیکن اگر ایک دن پہلے کا یا بعد کا ملائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یعنی جمعرات اور جمعہ کا دو دن کا روزہ رکھ لے یا جمعہ اور ہفتہ کے دن کا روزہ رکھ لے۔

شرح حدیث: مقصود حدیث روزہ کے لیے جمعہ کے دن کی تخصیص کی ممانعت ہے، الا یہ کہ جمعہ ان دنوں میں آ جائے جن میں کوئی شخص روزہ رکھا کرتا ہو جیسے ایام بیض، یا کسی کام سے فارغ ہو کر روزہ رکھنے کی نذر کی ہے اور اس کام کے ہو جانے کے بعد جمعہ کا دن آ جائے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر جمعہ سے پہلے کے دن یا جمعہ کے بعد کے دن کا بھی روزہ رکھ لے تا کہ جمعہ کی تخصیص نہ ہو۔

(شرح صحیح مسلم ۱۶/۸ ـ تحفة الاحوذی ۳/ ۸۰۹ ـ روضة المتقین ۴/ ۲۶۰ ـ دلیل الفالحین ۴/ ۵۲۵)

جمعہ کے دن کے روزہ کا حکم

۱۷۶۲. وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ : سَاَلْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ : نَعَمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۶۲) محمد بن عبادہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم الجمعة . صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب کراهة صوم یوم الجمعة منفرداً .

شرح حدیث: جمعہ کے دن کو خاص کر کے صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس ممانعت کا علماء کرام نے متعدد حکمتیں بیان فرمائی ہیں، جن میں سب سے عمدہ حکمت یہ ہے کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے اور عید کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا۔ چنانچہ مسند احمد

بن حنبل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے اس لیے تم عید کے دن روزہ نہ رکھو سوائے کے جمعہ سے پہلے دن کا یا جمعہ کے بعد کے دن کا روزہ ساتھ ملالو۔ اسی طرح ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی مصنف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص کسی مہینہ چند دن کے روزے رکھے تو وہ جمعرات کے دن رکھ لے اور جمعہ کے دن نہ رکھے کہ یہ کھانے پینے کا دن ہے اور اللہ کو یاد کرنے کا دن ہے۔ اگر جمعرات کا روزہ رکھے گا تو اسے دو مبارک دن مل جائیں گے ایک روزہ کا دن اور ایک عبادت کا دن۔

(مسند الامام احمد بن حنبل رحمه الله ۱۰۸۹۲/۳. فتح الباری ۱۰۶۱/۱. شرح صحیح مسلم ۱۵/۸)

اگر کسی نے جمعہ کے دن روزہ رکھ لیا

۱۷۶۳. وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَآئِمَةٌ قَالَ: "اَصُمْتِ اَمْسِ؟" قَالَتْ: لَا قَالَ: "تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَصُوْمِيْ غَدًا؟" قَالَتْ: لَا قَالَ: "فَافْطِرِيْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۷۶۳) ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جمعہ کا دن تھا اور میرا روزہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے کل بھی روزہ رکھا تھا میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آیندہ کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے میں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ افطار کرلو۔ (بخاری)

أمس: کل گزشتہ۔ غداً: کل آئندہ۔

شرح حدیث: علامہ تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن کو خاص کر کے روزہ رکھنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے فضائل بیان فرمادیئے ہیں اور جمعہ کی عبادات بھی بیان فرمادی ہیں۔ اس لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ جمعہ کے دن کو منفرداً روزہ کے لیے خاص کرلیا جائے جیسا کہ یہود نے تعظیم کے لیے یوم السبت کو اور نصاری نے یوم الاحد کو خاص کرلیا۔ (فتح الباری ۱۰۶۱/۱. روضة المتقين ۲۶۱/٤)

البَابُ (٣٤٦)

بَابُ تَحْرِيمِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ وَهُوَ اَنْ يَصُوْمَ يَوْمَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ وَلَا يَاكُلُ وَلَا يَشْرَبُ بَيْنَهُمَا

صوم وصال کی حرمت یعنی بغیر کھائے پیئے دودن یا زیادہ مسلسل روزے رکھنا

بغیر افطار کے مسلسل روزہ رکھنا ممنوع ہے

۱۷٦۴. عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوِصَالِ.

(۱۷٦۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخارى، كتاب الصوم، باب الوصال . صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهى عن الوصال فى الصوم .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا یعنی یہ کہ کوئی شخص دو یا اس سے زیادہ دن کے روزے رات کھائے پیئے بغیر رکھے۔ فتح الباری میں فرمایا ہے کہ طبرانی وغیرہ نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ بشیر بن الخصاصیہ کی اہلیہ نے بیان کیا کہ انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ دودن کا صوم وصال رکھیں، بشیر نے انہیں منع کیا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے۔ نیز انہوں نے کہا کہ یہ نصاریٰ کا طریقہ ہے تم اس طرح روزہ رکھو جس طرح اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ثم أتموا الصيام الى الليل. (رات تک روزہ پورا کرو) ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ ابوالعالیہ تابعی سے کسی نے صوم وصال کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہے کہ رات تک پورا کرو۔

(فتح البارى ١/١٠٦١ . روضة المتقين ٤/٢٦١ . دليل الفالحين ٤/٥٢٧)

صوم وصال رسول اللہ ﷺ کیلئے جائز تھا

۱۷٦۵. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ، قَالُوْا: اِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ: "اِنِّىْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّىْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

(۱۷٦۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے

منع فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ بھی وصال فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے مثل نہیں ہوں مجھے تو کھلایا بھی جاتا اور پلایا بھی جاتا ہے۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ حدیث صحیح بخاری کے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الوصال . صحیح مسلم کتاب الصوم، باب النهی عن الوصال فی الصوم.

کلمات حدیث: انك تواصل : آپ ﷺ بھی تو وصال فرماتے ہیں پھر ہمیں منع کرنے کی کیا حکمت ہے؟ لست مثلكم : میں تمہارے جیسا نہیں ہوں یعنی مکلف ہونے کے اعتبار سے اور ان خصائص کے اعتبار سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔ انی اطعم و أسقى : مجھے کھلایا بھی جاتا ہے اور پلایا بھی جاتا ہے، یعنی وہ قوت جو کسی کو کھانے پینے سے حاصل ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ مجھے بغیر کھائے پیئے عطا فرمادیتا ہے۔

شرح حدیث: الزین بن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو اللہ سبحانہٗ کی آیات اور آخرت کی جانب توجہ میں ایسا استغراق ہوتا تھا کہ اس عالم میں بھوک و پیاس کا احساس نہ ستاتا تھا۔ جیسے اگر کوئی کھا پی کر سو جائے تو جب تک وہ سوتا رہے گا اسے بھوک اور پیاس کی تکلیف محسوس نہیں ہوگی۔ (فتح الباری ۱/۱۰۶۱ . روضة المتقين٤ /٢٦٢)
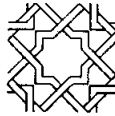
الباب (۳٤۷)

بَابُ تَحْرِيمِ الْجُلُوسِ عَلىٰ قَبْرٍ
قبر پر بیٹھنے کی حرمت

۱۷۶۶. عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَاَنْ يَجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلىٰ جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَه' فَتَخْلُصَ اِلىٰ جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّه' مِنْ اَنْ يَجْلِسَ عَلىٰ قَبْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(١٧٦٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے کہ تم میں سے کوئی انگاروں پر بیٹھ جائے جس سے اس کے کپڑے جل جائیں اور جلنے کا اثر اس کی کھال تک پہنچ جائے ۔(مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب النهى عن الجلوس على القبر و الصلاة اليه .

شرح حدیث: قبر پر بیٹھنا حرام اور گناہ ہے۔ اس لیے قبر پر بیٹھنے اور چلنے اور ٹیک لگانے اور اس جیسے دیگر امور جن سے مردے کی توہین ہوتی ہو احتراز کرنا چاہیے۔ (شرح صحيح مسلم ۳۲/۷)

الباب (۳٤۸)
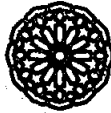
بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْصِيصِ الْقَبْرِ وَ الْبِنَاءِ عَلَيْهِ
قبروں کو پکا کرنے اور ان پر تعمیر کرنے کی ممانعت

۱۷٦۷. عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَاَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَاَنْ يُبْنٰى عَلَيْهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۷٦۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے ان پر بیٹھنے اور ان پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔(مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النهی عن تجصیص القبر و البنأ علیه .

کلمات حدیث: ان یجصص القبر. الجص و الجص : چونا، گچ۔ جصص البناء : مضبوط پکی عمارت بنانا۔ گچ کرنا۔ الجصاص : گچ کرنے والا۔ گچ بنانے والا، گچ بیچنے والا۔

شرح حدیث: قبر کو پختہ بنانا اس پر قبہ بنانا یا عمارت بنانا اور قبر پر بیٹھنا ممنوع ہے۔ سندی فرماتے ہیں کہ قبر پر گندگی کرنا اس کے پاس بیٹھ کر ماتم کرنا یا میت کی تعظیم وتکریم کرنا یا بطور اہانت بیٹھنا منع ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۳۱/۷. روضة المتقین ٤/۲٦۵. نزهة المتقین ۲/ ۵۱۰)

البَابُ (۳٤۹)

بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ اِبَاقِ الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهٖ
غلام کے اپنے آقا سے بھاگنے کی شدید حرمت

غلام کیلئے آقا سے بھاگنا حرام ہے

۱۶۶۸ . عَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۶۶۸) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو غلام بھاگ جائے وہ ذمہ سے نکل گیا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تسمیه العبد آلابق کا فراً .

کلمات حدیث: عبد : غلام جمع عبید . أبق اباقاً (باب سمع) بھاگنا۔ آبق : بھگوڑا۔

شرح حدیث: غلام کے مالک سے بھاگنے سے اس کا ذمہ ختم ہو جاتا ہے یعنی اس کی حرمت ختم ہو جاتی ہے یا یہ کہ ضمان وامان ختم ہو جاتا ہے۔ اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایمان کا ذمہ اور اس کا عہد ختم ہو جاتا ہے۔ بہر حال غلام کا بھاگ جانا گناہ اور حرام ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۲/ ۵۰ . روضة المتقین ٤/ ۲۶۶) .

بھگوڑے غلام کی نماز قبول نہیں ہوتی

۱۶۶۹ . وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةٌ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ .
وَفِيْ رِوَايَةٍ : "فَقَدْ كَفَرَ".

(۱۶۶۹) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غلام اگر بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ وہ کافر ہو گیا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تسمیه العبد آلابق کافراً .

شرح حدیث: بھاگے ہوئے غلام کی نماز قبول نہ ہوگی اور وہ کافر ہو گیا کہ اس کا بھاگنا وعدہ کا توڑنا اور احسان کا انکار کرنا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی معاہدہ کے ذریعہ کوئی ذمہ داری قبول کرلے تو اسے اس کو پورا کرنا چاہیے۔

(نزهة المتقین ۲/ ۵۱۰ . روضة المتقین ٤/ ۲۶۶)

☆☆☆☆

الباب (۳۵۰)

بَابُ تَحْرِيمِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ
حدود میں سفارش کی حرمت

زنا کرنے والے مرد وعورت کی سزاء

۳۴۷. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

’’زانی مرد اور زانیہ عورت ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں اللہ کی اس حد کے نافذ کرنے میں ان کے متعلق نرمی نہیں آنی چاہیے۔ اگر تم اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔‘‘ (النور: ۲)

تفسیری نکات: قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ میں چار بڑے جرائم کی سزا مقرر کر دی گئی ہے یہ جرائم حدود کہلاتے ہیں اور ان کے علاوہ دیگر تمام جرائم تعزیرات ہیں۔ چار جرائم حدود یہ ہیں۔ چوری، پاکدامن عورت کو تہمت لگانا، شراب پینا اور زنا کرنا۔ قرآن کریم میں زانی غیر محصن کی سزا سو کوڑے بیان ہوئی ہے اور سنت نبوی ﷺ میں زانی محصن کی سزا رجم (سنگسار کرنا) بیان ہوئی ہے۔ ان آیات میں ارشاد ہوا کہ زانی مرد اور زانی عورت دونوں کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ذرا رحم نہ آنا چاہیے کہ رحم کھا کر چھوڑ دو یا سزا میں نرمی کر دو۔ اگر تم اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ (معارف القرآن)

حد جاری کرنے سے روکنے کی سفارش پر اظہار برہمی

۱۷۷۰. وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوْا : مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالُوْا : وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ’’اَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟‘‘ ’’ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ : ’’اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا‘‘ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ : ’’فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ‘‘ فَقَالَ : ’’اَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ!‘‘

فَقَالَ أُسَامَةُ : اسْتَغْفِرْلِی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ ثُمَّ اَمَرَ بِتِلْکَ الْمَرْاَةِ فَقُطِعَتْ یَدُهَا .

(۱۷۷۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان فرماتی ہیں کہ قریش کو اس مخزومی عورت کا معاملہ اہم محسوس ہوا جس نے چوری کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے کون بات کرے گا دوسروں نے کہا کہ اس بات کی رسول اللہ ﷺ کے محبوب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی بھی جرأت نہیں کرسکتا۔ غرض حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اللہ کی حدود میں سے کسی حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ ان میں سے اگر کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوگیا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اللہ کی حدود میں سے کسی حد میں سفارش کرتے ہو؟ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے استغفار فرمائیے اس کے بعد آپ ﷺ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، اواخر کتاب الانبیأ، باب کراھة الشفاعة فی الحد . صحیح مسلم، کتاب الحدود. باب قطع السارق و الشریف .

کلمات حدیث: أھمھم شان المرأة المخزومیة : انہیں مخزومی عورت کے معاملے نے فکرمند بنا دیا۔ انہوں نے مخزومی عورت کے واقعہ کو بہت اہم سمجھا۔ هم هماً (باب نصر) رنجیدہ کرنا۔ اهم الشیخ : بہت بوڑھا ہونا۔ هم : غم، جمع هموم . مخزومیة : بنو مخزوم کی طرف نسبت جو قریش کی ایک شاخ تھا۔

شرح حدیث: اسلام عدل وانصاف پر زور دیتا اور اس کے تمام تقاضے پورے کرتا ہے۔ اسلام کا نظام عدل ایک ہمہ گیر اور وسیع نظام ہے جو عدل اجتماعیت کی اساس پر قائم ہے اور معاشرتی اور سماجی عدل اور معاشی اور اقتصادی عدل اور قانون اور عدالتی عدل کے جملہ پہلوؤں کو مشتمل ہے۔ اسلام نے تمام انسانوں کے درمیان مساوات کا درس دیا ہے اور کہا کہ سوائے تقویٰ کے کسی کو کسی پر فضیلت حاصل نہیں ہے اور سب انسان اس طرح برابر ہیں جیسے کنگھی کے دانے برابر ہوتے ہیں، جو کوئی عمل خیر اور کوئی اچھائی کرے گا اسے اس کا صلہ ملے گا اور جو کوئی برا کام کرے یا کسی کے ساتھ برائی کرے گا اسے اس کی سزا ملے گی۔ اس لیے سزا کے معاملے میں بڑے چھوٹے امیر و غریب اور طاقتور اور کمزور کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ عدل اتنا بے داغ، یہ انصاف اس قدر بے لاگ اور یہ قانون اس قدر مضبوط اور جاندار ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا اور اللہ کی حدود کے نفاذ اور اس کے احکام کے اجرأ میں رسول اللہ ﷺ کے محبوب کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی۔ یہ حدیث اس سے پہلے کتاب المأمورات میں گزر چکی ہے۔

(روضة المتقین ۴/۲۶۹. نزهة المتقین ۲/۵۱۱. دلیل الفالحین ۴/۵۳۱)

الباب (۳۵۱)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّغَوُّطِ فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ وَظِلِّهِمْ وَمَوَارِدِ الْمَاءِ وَنَحْوِهَا

لوگوں کے گزرنے کے راستے اوران کے سائے کے مقامات اور پانی کے گزرگاہوں وغیرہ میں رفع حاجت کی ممانعت

۳۴۸. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''وہ لوگ جو کہ مؤمن مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے ایذا پہنچاتے ہیں انہوں نے گناہ اور کھلے بہتان کو اٹھایا۔''

(الاحزاب:۵۸)

تفسیری نکات: رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کا وصف یہ بیان فرمایا کہ اس کے ہاتھ اور اس کی زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔یعنی کسی مسلمان کو اس کے قول یا فعل سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو کسی بھی طرح کی ایذا اور تکلیف پہنچانا گناہ ہے اور اس سے اجتناب لازم ہے۔راستے میں ان سایوں کی جگہوں میں جہاں لوگ سائے کی بنا پر ذرا دیر ٹھہر جائیں یا رک جائیں اور پانی کے ذخیروں اور پانی کی گزرگاہوں کو گندہ اور آلودہ کر دینا مسلمانوں کی ایذا اور تکلیف کا باعث ہے اس لیے ممنوع ہے۔

(معارف القرآن)

دو لعنت والے کام

۱۷۷۱. وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوْا : وَمَا اللَّاعِنَانِ؟ قَالَ : "الَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ أَوْ ظِلِّهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۷۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو طرح کے اسباب لعنت سے بچو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ وہ دو اسباب لعنت کیا ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کے راستے میں اور ان کے سائے کے مقامات پر رفع حاجت کرنا۔(مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الطهاره، باب النهی عن التخلی فی الطریق .

کلمات حدیث: یتخلی۔ خلی خلوا و خلاءً (باب نصر) خالی ہونا۔ خلا خلوة (باب نصر) تنہائی میں ہونا۔ الخلوة : تنہائی کی جگہ۔جمع خلوات . یتخلی : تنہا ہو گیا۔کنایہ ہے رفع حاجت سے کہ آدمی رفع حاجت کے لیے تنہائی اختیار کرتا ہے۔ اتقو اللا

عنین : دولعنت کا سبب بننے والے امور سے احتراز کرو۔

شرح حدیث: جمہور فقہاء کے نزدیک یہ کراہت تنزیہی ہے۔غرض ایسی جگہوں پر جہاں سے لوگ گزرتے ہوں یا اس مقامات سے کسی طرح کا انتفاع کرتے ہوں تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ ان کی نظافت کا خاص اہتمام رکھیں اور گندگی پھیلانے سے گریز کریں۔

(شرح صحیح مسلم۳/۱۳۸. روضة المتقین٤/۲۷۰. دلیل الفالحین٤/۵۳۳)

الباب (۳۵۲)
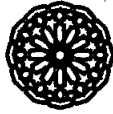
بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ وَنَحْوِهِ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ
ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت

۱۷۷۲. عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُبَالَ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۷۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم كتاب الطهارة، باب النهى عن البول فى الماء الراكد.

کلمات حدیث: الماء الراكد: ٹھہرا ہوا پانی، جیسے حوض وغیرہ کا پانی۔

شرح حدیث: ٹھہرے ہوئے پانی میں یعنی جو جاری نہ ہو پیشاب کرنا منع ہے اور یہ ممانعت حرام ہونے کی ممانعت ہے کیونکہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اگرچہ مستحب یہ ہے کہ ماء جاری میں بھی پیشاب نہ کرے کیونکہ بہتا ہوا پانی ناپاک نہیں ہوتا لیکن یہ حرکت اخلاق حسنہ کے منافی ہے اس لیے اس سے بھی احتراز کرنا چاہیے۔

(شرح صحيح مسلم ۳/ ۱٦۰. روضة المتقين ٤/ ۲۷۰)

البَابُ (۲۵۳)
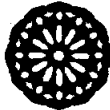
بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيلِ الْوَالِدِ بَعْضَ اَوْلَادِهِ عَلٰى بَعْضٍ فِى الْهِبَةِ

اپنی اولاد کو ھبہ دینے میں ایک دوسرے پر ترجیح دینے کی کراہت

اولاد میں برابری کا حکم

۱۷۷۳. عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّىْ نَحَلْتُ ابْنِىْ هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِىْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهٗ مِثْلَ هٰذَا؟" فَقَالَ . لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "فَارْجِعْهُ" وَفِىْ رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ :"اَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟" قَالَ : لَا قَالَ : "اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا فِىْ اَوْلَادِكُمْ" فَرَجَعَ اَبِىْ فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ. وَفِىْ رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "يَابَشِيْرُ اَلَكَ وَلَدٌ سِوٰى هٰذَا؟" فَقَالَ : نَعَمْ، قَالَ :اَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهٗ مِثْلَ هٰذَا قَالَ : لَا قَالَ : "فَلَا تُشْهِدْنِىْ اِذًا فَاِنِّىْ لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ .

وَفِىْ رِوَايَةٍ : لَا تُشْهِدْنِىْ عَلٰى جَوْرٍ" وَفِىْ رِوَايَةٍ: "اَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِىْ!" ثُمَّ قَالَ : "اَيَسُرُّكَ اَنْ يَكُوْنُوْا اِلَيْكَ فِى الْبِرِّ سَوَآءً؟" قَالَ بَلٰى، قَالَ : "فَلَا اِذًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۷۳) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے بیٹے کو اپنا ایک غلام عطیہ دیا ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے تمام بیٹوں کو اسی جیسا عطیہ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے واپس لے لو۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے اپنی تمام اولاد کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔ میرے والد لوٹے اور انہوں نے وہ عطیہ واپس لے لیا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تیرے اس کے سوا اور بھی لڑکے ہیں انہوں نے کہا کہ جی ہاں آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تو نے سب کو اس جیسا حصہ دیا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے گواہ نہ بناؤ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنا لو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ وہ سب بھی تیرے ساتھ احسان میں برابر ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس طرح نہ کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الھبه، باب الھبة للولد . صحیح مسلم، کتاب الھبات باب کراھة تفضیل بعض الاولاد فی الھبة .

کلمات حدیث: انی نحلتُ : میں نے عطیہ دیدیا۔ نحل نحلاً (باب فتح) دینا۔ النحلة : عطیہ۔

شرح حدیث: مقصود حدیث یہ ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کے ساتھ بھی عدل کرے اور ساری اولاد کے ساتھ یکساں سلوک کرے اور اگر کسی کو کوئی عطیہ یا ہدیہ دے تو سب کو اسی جیسا دے۔ باپ اگر اپنی اولاد کے ساتھ مساوی سلوک کرے اور ان کے ساتھ حسن سلوک میں برابری اختیار کرے تو اولاد بھی باپ کے ساتھ حسن سلوک میں ایک جیسے ہوں گے کہ سب باپ کے ساتھ حسن سلوک کریں گے اس کے برعکس اگر باپ کا اولاد کے ساتھ سلوک غیر مساوی اور عدل سے خالی ہوگا تو اولاد کا سلوک بھی باپ کے ساتھ یکساں نہ ہوگا۔

(فتح الباری ۲/۷۹. شرح صحیح مسلم ۱۱/۵۵. روضة المتقین ٤/۲۷۱. دلیل الفالحین ٤/۵۳۵)

الباب (۳۵٤)
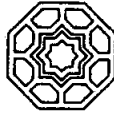
بَابُ تَحْرِيْمِ اِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشَرَةَ اَيَّامٍ

عورت کسی مرنے والے کا تین دن سے زیادہ سوگ نہیں کرسکتی سوائے اس کے شوہر کے کہ اس کا غم چار ماہ دس دن تک کرسکتی ہے

۱۷۷۴. عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ : دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّىَ اَبُوْهَا اَبُوْسُفْيَانَ ابْنُ حَرْبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةُ خَلُوْقٍ اَوْغَيْرِهٖ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً، ثُمَّ مَسَّتْ بَعَارِضَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَالِىْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ اَنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ : "لَايَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" قَالَتْ زَيْنَبُ : ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا حِيْنَ تُوُفِّىَ اَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ : اَمَا وَاللّٰهِ مَالِىْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ اَنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ : "لَايَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۷۴) حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی جب ان کے والد حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔ انہوں نے ایک خوشبو منگائی جس میں خلوق یا کسی اور خوشبو کی زردی تھی اور اس میں سے کچھ ایک جاریہ کو لگائی اور پھر اپنے رخساروں پر ملی۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ کسی ایسی عورت کو جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ افسوس کرے سوائے شوہر کے کہ اس پر چار ماہ دس دن افسوس کرے۔ زینب بیان کرتی ہیں کہ پھر جب زینب بنت جحش کے بھائی کا انتقال ہوا تو میں ان کے پاس گئی انہوں نے خوشبو منگائی اور اس میں سے کچھ لگائی اور پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ کسی عورت کے لیے جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں ہے کہ وہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ منائے سوائے شوہر کے کہ اس کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب حد المرأة علی زوجها . صحیح مسلم کتاب الطلاق، باب

وجوب الاحدادفی عدة الوفاة .

کلمات حدیث: خلوق : مخلوط مائع خوشبو جس کا رنگ پیلا ہوتا ہے۔ أن تحد علی میت : کسی پر افسوس کرے۔ احداد اور حداد : حد سے مشتق ہے جس کے معنی رکھنے کے ہیں۔ یعنی عورت زینت سے اور خوشبو کے استعمال سے رک جاتی ہے۔ اور شریعت میں احداد کے معنی خوشبو نہ لگانے اور زینت نہ کرنے کے ہیں۔

شرح حدیث: عورت کو جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مرنے والے کا تین دن سے زائد سوگ کرے اور اس سوگ میں زیب و زینت ترک کرے اور خوشبو نہ لگائے۔ البتہ عورت اپنے مرنے والے شوہر کا افسوس چار ماہ دس دن کرے کہ بچہ میں جان ایک سو بیس دن میں پڑتی ہے اس لیے اس کے سوگ کے چار ماہ دس دن رکھے گئے اور اس میں کسر کو شمار نہیں کیا گیا تا کہ معلوم و متیقن ہو جائے کہ اس عورت کے پیٹ میں مرنے والے شوہر کا بچہ ہے یا نہیں اور اس مدت کے دوران کوئی اسے پیغام نہ دے۔

(فتح الباری ۱/۷٦٨. شرح صحيح مسلم ١٠/٩٤. روضة المتقين ٤/٢٧٣. دليل الفالحين ٤/٥٣٧)
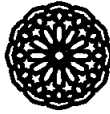
البَابُ (۳۵۵)

بَابُ تَحْرِيْمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِيْ وَتَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَالْبَيْعِ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَالْخِطْبَةِ عَلٰى خِطْبَتِهٖ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ اَوْ يَرُدَّ

شہری کا دیہاتی کے لیے خریداری کرنا، تجارتی قافلے سے آگے جا کر ملنا، اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرنا اور اس کے خطبہ پر خطبہ دینا حرام ہے الا یہ کہ وہ اجازت دے یا رد کر دے

۱۷۷۵. عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَاِنْ كَانَ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۷۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری دیہاتی کے لیے سودا کرے اگر چہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، کتاب البيوع، باب يشتری حاضر لباد بالسمسرة . صحيح مسلم کتاب البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادی .

کلمات حدیث: ان يبيع حاضر لباد : یہ کہ سودا کرے شہری دیہاتی کے لیے۔ اسے بیع الحاضر للبادی کہتے ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ اگر شہر کے باہر سے کوئی دیہاتی لوگوں کی ضرورت کا سامان تجارت لے کر آئے تو کوئی شہری باشندہ کہے کہ یہ سب سامان میرے پاس چھوڑ دیں اس کو زائد قیمت پر فروخت کر دوں گا۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک میں مذکور شرائط کے ساتھ اس نوع کی بیع حرام ہے اور یہی رائے امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر فقہاً کی ہے۔ جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس بیع کے جواز کے قائل ہیں۔

(فتح الباری ۱/۱۱۱۸. شرح صحيح مسلم ۱۰/۱۴۱)

شہر سے باہر جا کر تجارتی قافلہ سے مال خریدنے کی ممانعت

۱۷۷۶. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَاتَتَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا اِلَى الْاَسْوَاقِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۷۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سامان تجارت سے باہر جا کر نہ ملو یہاں تک کہ انہیں بازاروں میں اتار دیا جائے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، کتاب البيوع، باب النهی عن تلقی الركبان . صحيح مسلم کتاب البيوع، باب

تحریم تلقی الجلب .

کلمات حدیث: لاتتلقو السلع : اس سامانِ تجارت کے حصول کے لیے جو برائے تجارت آ رہا ہے باہر جا کر نہ ملو۔ اسے اصطلاحاً تلقی رکبان کہتے ہیں یعنی تاجر جو سامان تجارت لے کر آ رہے ہیں اس سامان کے شہر میں آنے سے پہلے ہی شہر کے تاجر باہر جا کر اس سامان کا معاملہ کرلیں۔

شرح حدیث: شہر کے تاجر شہر سے باہر جا کر اس سامان کو جو کسی جگہ سے برائے تجارت آ رہا ہے کم قیمت پر خرید لیں اور اسے خود شہر میں لا کر مہنگے داموں فروخت کریں کیونکہ اس طرح سامان لانے والوں کے نقصان کا اندیشہ ہے کہ شہر کے تاجران کو شہر کے نرخ کے بارے میں مغالطہ میں رکھ کر ان کا سامان خرید لیں اور اہل شہر کا یہ نقصان ہوگا کہ ان کی ضرورت کی اشیأ کی قیمتیں گراں ہو جائینگی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حکم کا شہری آدمی بادیہ والے سے سامان تجارت نہ خریدے کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ ان کا دلال نہ بنے کہ دلالی سے لوگوں کی ضرورت کی اشیأ کی قیمتیں بڑھ جائینگی اور دلال انہیں گراں قیمت پر فروخت کرے گا۔ چنانچہ یہ حکم بھی فرمایا گیا ہے کہ باہر سے سامان تجارت لانے والے خود بستی میں پہنچ کر سامان فروخت کرے تاکہ دلالی کا بنا پر وسائط میں اضافہ نہ ہو اور گرانی نہ پیدا ہو البتہ اگر شہر کا آدمی بغیر دلالی کے باہر سے آنے والے سامان کو مناسب قیمت میں فروخت کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتح الباری ۱/۱۱۱۹. شرح صحیح مسلم ۱۰/۱۳۹. روضة المتقین ٤/۲۷۵)

ایجنٹ بننے کی مخالفت

۱۷۷۷. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاتَتَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ، وَلَايَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ" فَقَالَ لَهُ طَاوُسٌ: مَالَايَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ :"لَايَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا"مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۷۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجارتی قافلے کو آگے جا کر نہ ملو اور کوئی شہری دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے۔

طاؤس نے کہا کہ شہری کے دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے کا کیا مطلب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ اس کا دلال نہ بنے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب هل یبیع حاضر لباد بغیر اجر . صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الحاضر للباوی .

کلمات حدیث: سمسار : دلال، جمع سماسرة. سمسرة : دلالی۔ دلالی کا پیشہ۔

شرح حدیث: مطلب یہ ہے کہ دور سے سامان تجارت لے کر آنے والے قافلہ سے باہر جا کر نہ ملو اور وہاں اس کا سامان نہ خریدو تا

کہ اہل قافلہ کے بستی میں آ کر ان کے یہاں کا نرخ معلوم ہونے سے پہلے تم ان سے کم نرخ پر خرید لو کیونکہ یہ طریقہ ضرر اور خداع پر مشتمل ہے۔ (فتح الباری ١١١٧/١. شرح صحیح مسلم ١٣٩/١٠. روضة المتقین ٢٧٦/٤)

دھوکہ دہی کیلئے درمیان میں قیمت بڑھانا حرام ہے

١٧٧٨. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَاتَنَاجَشُوْا وَلَايَبِيْعِ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ، وَلَايَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ، وَلَاتَسْأَلُ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَكْفَاءَ مَافِيْ اِنَائِهَا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّيْ، وَاَنْ يَبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلْاَعْرَابِيِّ، وَاَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا، وَاَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ، وَنَهٰى عَنِ النَّجْشِ وَالتَّصْرِيَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(١٧٧٨) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس امر سے منع فرمایا کہ کوئی شہری دیہاتی کے لیے سودا کرے دھوکہ دینے کے لیے قیمت بڑھائے اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور اس کے خطبہ پر خطبہ دے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تا کہ جو اس کے برتن میں ہے وہ خود انڈیل لے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تلقی سے منع فرمایا اور اس بات سے منع فرمایا کہ شہری دیہاتی کے لیے خریدے اور عورت اپنی بہن کی طلاق کی شرط کرے اور یہ کہ آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور دھوکہ دینے کے لیے قیمت زائد بتائے اور جانور کے تھنوں میں کئی وقتوں کا دودھ جمع کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب لایبع علی بیع أخیه. صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرحل علی بیع أخیه.

کلمات حدیث: نجش: دوسرے کو دھوکہ دینے کے لیے کسی چیز کی قیمت زیادہ بتانا جبکہ خود خریدنا مقصود نہ ہو بلکہ یہ مقصود ہو کہ دوسرا دھوکہ کھا کر زیادہ قیمت ادا کردے۔ لتکفأ مافی انائها: تا کہ اس کے برتن میں جو ہے وہ خود انڈیل لے۔ یہ کنایہ ہے اور مراد یہ ہے کہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کو اس لیے طلاق دلوائے کہ اس کے شوہر سے خود نکاح کر لے۔ یا ایک سوکن شوہر کی حسن معاشرت کا رخ صرف اپنی طرف کرنے کے لیے اس سے دوسری سوکن کی طلاق کا مطالبہ کرے۔ تصریہ۔ جانوروں کو فروخت کرنے سے پہلے ان کا دودھ نہ دوھنا جس سے خریدار کو یہ مغالطہ ہو کہ جانور زیادہ دودھ دینے والا ہے۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نجش کے معنی ہیں کہ کوئی شخص بغیر اس کے کہ اس کی خریدنے کی نیت ہو کسی شئے کی اس لیے زائد قیمت لگائے کہ دوسرا شخص دھوکہ کھا کر اس شئے کو زائد قیمت میں لے لے یہ طریقہ بالا جماع حرام ہے۔ اور بیع صحیح ہوگی اور

گناہ اس ناجش کو ہوگا بشرطیکہ بائع کو معلوم نہ ہو اور اگر بائع کے ساتھ اتفاق کر کے یہ کام ہوا ہے تو دونوں گنہگار ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ سے ایک قول یہ مروی ہے کہ یہ بیع فاسد ہے۔

اسی طرح علماء فرماتے ہیں کہ بیع پر بیع اور شراء پر شراء حرام ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص مدت خیار کے عرصے میں خریدار سے کہے کہ اس بیع کو فسخ کردو میں تمہیں یہ شئے کم قیمت میں فروخت کردوں گا یا بائع سے کہے کہ یہ بیع فسخ کردو میں تم سے زیادہ قیمت میں لے لوں گا۔

کوئی شخص دوسرے شخص کے خطبہ (پیغام نکاح) پر خطبہ نہ دے جبکہ دونوں فریق اس پر متفق ہو چکے ہوں۔

کوئی عورت دوسری عورت کے شوہر سے طلاق کا مطالبہ نہ کرے اور نہ اپنے شوہر سے سوکن کی طلاق کا مطالبہ کرے تا کہ اس آدمی کے پاس جو معاشی سہولت اور جو حسن معاشرت ہے وہ اپنے لیے خاص کر لے۔

(فتح الباری ۱۱۱۰/۱ . شرح صحیح مسلم ۱۳۶/۱۰ . روضة المتقین ۲۷۷/۴ . دلیل الفالحین ۵۴۰/۴)

دوسرے کا سودا خراب مت کرو

۱۷۷۹. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَايَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَايَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّأْذَنَ لَه'،، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

(۱۷۷۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے خطبہ پر خطبہ دے مگر یہ کہ وہ اجازت دیدے۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب لایبیع حاضر لباد بالسمسرة . صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیه .

کلمات حدیث: لایخطب علی خطبة أخیه : اپنے بھائی کے خطبہ پر خطبہ نہ دے۔ خطبہ کے معنی پیغام نکاح کے ہیں یعنی جب کسی نے کسی عورت کو پیغام نکاح دیا ہو تو دوسرا شخص اس پیغام پر پیغام نہ دے۔

شرح حدیث: اگر کسی شخص نے کسی عورت کو پیغام نکاح دیا ہے تو جب تک خاطب اول وہاں نکاح کا ارادہ ترک نہ کردے اس وقت تک کوئی اور شخص اس عورت کو پیغام نہ دے۔

(فتح الباری ۱۱۱۰/۱ . شرح صحیح مسلم ۱۶۸/۹ . روضة المتقین ۲۷۹/۴ . دلیل الفالحین ۵۴۰/۴)

کسی کے خطبہ نکاح پر اپنا خطبہ دینا

۱۷۸۰. وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "الْمُؤْمِنُ

اَخُوالْمُؤْمِنِ، فَلَايَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَبْتَاعَ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَايَخْطُبَ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَذَرَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۸۰) حضرت عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن مؤمن کا بھائی ہے اس لیے کسی مؤمن کے لیے حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور اپنے بھائی کے خطبہ پر خطبہ دے یہاں تک کہ وہ چھوڑ دے۔ (مسلم)

کلمات حدیث: حتی یذر : یہاں تک کہ وہ چھوڑ دے یعنی وہ اس جگہ نکاح کا ارادہ ترک کر دے۔

شرح حدیث: اسلام اخوت اور بھائی چارہ کی تعلیم دیتا ہے اور ہر اس بات سے منع کرتا ہے جس سے اہل اسلام کے درمیان کسی طرح کی رنجش اوران کے باہمی تعلق میں بال پڑنے کا اندیشہ ہو۔اس لیے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی گھر میں پیغام نکاح دیا ہے تو اس وقت تک وہاں پیغام نہ بھیجے جب تک پہلے شخص نے جو پیغام بھیجا ہے اس کا فیصلہ نہ ہو جائے یعنی اس کا نکاح ہو جائے یا وہ وہاں نکاح کا ارادہ ترک کر دے اور اس دوسرے شخص کو بتا دے کہ اب میرا وہاں نکاح کا ارادہ نہیں رہا ہے اور تم وہاں پیغام دے سکتے ہو۔

(شرح صحیح مسلم ۱۳۶/۱۰. روضۃ المتقین ۲۷۹/٤)

الباب (۲۵٦)
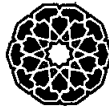
بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ فِيْ غَيْرِ وُجُوْهِهِ الَّتِيْ اَذِنَ الشَّرْعُ فِيْهَا

شریعت نے جن کاموں میں مال صرف کرنے کی اجازت دی ہے ان کے علاوہ امور میں مال صرف کرنے کی ممانعت

بے جا سوالات اور مال ضائع کرنے کو اللہ ناپسند کرتے ہیں

۱۷۸۱۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرْضٰى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا: فَيَرْضٰى لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَاتُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَاتَفَرَّقُوْا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةَ الْمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَتَقَدَّمَ شَرْحُهٗ.

(۱۷۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تین باتیں پسند فرماتا ہے اور تین باتیں ناپسند فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور متفرق نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ یہ باتیں ناپسند فرماتا ہے کہ تم بے فائدہ بحث و تکرار کرو، کثرت سے سوال کرو اور مال ضائع کرو۔ (مسلم) اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الاقضیه، باب النهی عن کثرة المسائل من غیر حاجة .

کلمات حدیث: قیل و قال : کہا گیا اور اس نے کہا۔ فلاں بات کی کہی گئی اور فلاں نے یہ بات کہی۔ یعنی بحث و مباحثہ کے دوران غیر مصدقہ باتوں کا نقل کرنا کہ یہ بھی کہا جاتا ہے اور فلاں یہ کہتا ہے۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تین باتیں پسند فرماتے ہیں، خالص اسی کی بندگی، "مخلصین لہ الدین" اور صرف اسی کی عبادت، اور اس کے ساتھ شرک نہ کرنا اور ملت اسلامیہ کا اتحاد و اتفاق جیسے سب کے سب اللہ کی حبل المتین تھامے ہوئے کھڑے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ تین باتیں ناپسند فرماتے ہیں، غیر مفید بحث و تکرار، کثرت سوال، اور مال کا ضیاع۔

حضرت مغیرہ کا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام خط

۱۷۸۲۔ وَعَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ : اَمْلٰى عَلَيَّ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فِيْ كِتَابٍ اِلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ : اَللّٰهُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَامُعْطِيَ

لِمَا مَنَعْتَ، وَلَايَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ'' وَکَتَبَ اِلَيْهِ اَنَّهُ کَانَ يَنْهٰی عَنْ قِيْلَ وَقَالَ، وَاِضَاعَةِ الْمَالِ، وَکَثْرَةِ السُّؤَالِ، وَکَانَ يَنْهٰی عَنْ عُقُوْقِ الْاُمَّهَاتِ، وَوَاْدِالْبَنَاتِ، وَمَنْعٍ وَهَاتِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَبَقَ شَرْحُهُ.

(۱۷۸۲) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاتب ورادروایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط میں یہ لکھوایا کہ نبی کریم ﷺ ہرنماز کے بعد پڑھا کرتے تھے:

لا الٰه الا الله وحده لاشريک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شئی قدير اللهم لا مانع لما أعطيت ولا معطی لما منعت ولا ينفع ذاالجد منک الجد .

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔اے اللہ جو کچھ تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں ہے اور کسی مرتبہ والے کو اس کا مرتبہ تیرے مقابلہ میں کوئی کام نہیں دے سکتا۔''

نیز ان کی طرف لکھا کہ رسول اللہ ﷺ منع فرماتے تھے بحث وتکرار سے اضاعت مال سے اور کثرت سوال سے۔اور آپ ﷺ منع فرماتے تھے ماؤں کی نافرمانی سے لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے اور خرچ کے مقام پر بخل کرنے سے اور بلا استحقاق مانگنے سے۔(متفق علیہ)اس کی شرح گزر چکی ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۱۲/ ۱۰ . روضة المتقين ٤/ ٢٨١ . دليل الفالحين ٤/ ٥٤٣)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، کتاب الرقاق، باب مايکره من قيل و قال. صحيح مسلم، کتاب الاقضيه، باب النهی عن کثرة المسائل.

کلمات حدیث: ذاالجد : نصیب والا،حصہ والا،غنی اور مالدار۔ وأدالبنات : لڑکیوں کو زندہ زمین میں دفن کرنا۔ وأد وأداً (باب ضرب)لڑکی کو زندہ زمین میں دفن کردینا۔ موؤدة : وہ لڑکی جسے زندہ دفن کردیا گیا ہو۔ عقوق الامهات : ماؤں کی نافرمانی۔ منع وهات۔ دینے کے وقت ہاتھ روک لینے اور لینے کے وقت بلا استحقاق ہاتھ آگے بڑھادینا۔

شرح حدیث: ماؤں کی نافرمانی کرنے سے منع کیا گیا یعنی اولاد کو چاہیے کہ وہ کوئی ایسا کام یا بات نہ کریں جس سے ماں یا باپ کو تکلیف پہنچے۔یہاں ماں کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ ماں بہ نسبت باپ کے اولاد کے حسن وسلوک کی زیادہ محتاج ہوتی ہے۔اسی طرح یہ بھی ممانعت فرمائی کہ آدمی مالی حقوق اور واجبات کی ادائیگی سے باز رہے اور ہر وقت طلب مال میں لگا رہے اور ہر موقعہ پر خواہ حق ہو یا نہ ہو دست سوال دراز نہ کرتا رہے اور کہتا رہے کہ لاؤ مجھے بھی دو۔ (دليل الفالحين ٤/ ٥٤٤ . نزهة المتقين ٢/ ٥٢٠)

الباب (۳۵۷)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ إِلٰى مُسْلِمٍ بِسِلَاحٍ وَنَحْوِهٖ، سَوَآءٌ كَانَ جَادًّا أَوْمَازِحًا وَالنَّهْيِ عَنْ تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُوْلًا

کسی مسلمان کی طرف کسی ہتھیار وغیرہ سے خواہ مزاح سے یا ارادتاً ہو اشارہ کرنے کی ممانعت اور اسی طرح ننگی تلوار سامنے کرنیکی ممانعت

اسلحہ کے بارے میں احتیاط کا حکم

۱۷۸۳. عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"لَايُشِرْ أَحَدُكُمْ إِلٰى أَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهٗ لَايَدْرِيْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهٖ فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ، قَالَ : قَالَ أَبُوالْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ أَشَارَ إِلٰى أَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهٗ حَتّٰى يَنْزِعَ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيْهِ وَأُمِّهٖ" قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "يَنْزِعُ" ضُبِطَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ مَعَ كَسْرِ الزَّايِ وَبِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ مَعَ فَتْحِهَا وَمَعْنَاهُمَا مُتَقَارِبٌ وَمَعْنَاهُ بِالْمُهْمَلَةِ يَرْمِيْ، وَبِالْمُعْجَمَةِ أَيْضًا يَرْمِيْ وَيُفْسِدُ . وَأَصْلُ النَّزْعِ الطَّعْنُ وَالْفَسَادُ .

(۱۷۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف کسی ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے چلوادے اور وہ آگ کے گڑھے میں جا گرے۔

(متفق علیہ)

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی طرف کسی ہتھیار سے اشارہ کیا اس پر فرشتے اس وقت تک لعنت کرتے ہیں جب تک وہ چل جائے اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔

ینزع : عین کے ساتھ اور زاء کے زیر کے ساتھ، نیز غین کے ساتھ اور اس کے فتحہ کے ساتھ (یعنی یَنزِعُ اور یَنزَغُ) دونوں کے معنی ایک ہیں۔ یعنی عین کے ساتھ معنی پھینکنے کے ہیں اور غ کے ساتھ چلانے اور فساد کرنے کے ہیں۔ اور نزع کے اصل معنی چلانے اور فساد کرنے کے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ من حمل علینا السلاح فلیس منا . صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن الاشارة بالسلاح الی مسلم .

کلمات حدیث: سلاح : ہتھیار جمع اسلحہ۔ تسلح : ہتھیار بند ہونا۔ مسلح : وہ شخص جس کے پاس ہتھیار ہو۔

شرح حدیث: کسی بھی انسان کے سامنے ہتھیار نکالنا یا ہتھیار سے کسی کی طرف اشارہ کرنا منع ہے۔ خواہ وہ شخص مسلمان ہو یا ذمی

ہو یا معاہد ہو۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ شیطان اس سے وہ ہتھیار چلوادے اور وہ جہنم میں چلا جائے۔

(فتح الباری ۳/۱.۷۰۰. شرح صحیح مسلم ۱۶/۱۴۰. روضۃ المتقین ۴/۲۸۳. دلیل الفالحین ۴/۵.٤٥)

ننگی تلوار کسی کو دینے کی ممانعت

۱۷۸۴. وَعَنْ جَابِرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُوْلاً، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

(۱۷۸۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ننگی تلوار کسی کے ہاتھ میں دینے سے منع فرمایا۔ (اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب النهی ان یتعاطی السیف مسلولاً .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ معلم انسانیت ہیں آپ ﷺ نے انسان کو عام طور پر اور امت مسلمہ کو بطور خاص زندگی کے ہر پہلو میں اس قدر مفید اور عمدہ تعلیم دی ہے جس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں موجود نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی کے ہاتھ میں برہنہ تلوار نہ دی جائے کہ ہوسکتا ہے لینے والے سے پکڑنے میں بے احتیاطی ہو جائے اور اس بے احتیاطی سے کوئی نقصان ہو جائے۔ چاقو اور چھری کا بھی یہی حکم ہے کہ اسے اگر کسی کو دینا ہو تو اس طرح دے کہ اس کا دستہ والا اس شخص کی جانب ہو جسے دے رہا ہے تا کہ اسے کوئی گزند پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔ (نزھۃ المتقین ۲/۵۲۲. فتح الباری ۳/۷۰۰. صحیح مسلم النووی ۱۶/۱۴۰)

الباب (۳۵۸)

بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْاَذَانِ اِلَّا لِعُذْرٍ حَتّٰی یُصَلِّیَ الْمَكْتُوبَةَ

اذان ہونے کے بعد بلاعذر فرض نماز پڑھے بغیر مسجد سے جانے کی کراہت

اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ممانعت

۱۷۸۵. عَنْ اَبِی الشَّعْثَآءِ قَالَ : كُنَّا قُعُوْدًا مَعَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِی الْمَسْجِدِ، فَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ یَمْشِیْ فَاَتْبَعَهُ اَبُوْهُرَیْرَةَ بَصَرَهُ حَتّٰی خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ : اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰی اَبَاالْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۷۸۵) ابوالشعثاء سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دیدی ایک شخص کھڑا ہوا اور مسجد سے جانے لگا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن الخروج من المسجد اذاأذن مؤذن .

کلمات حدیث: فاتبعه ابو هريرة بصره : حضرت ابو ہریرہ کی نگاہوں نے اس کا پیچھا کیا۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اذان کے بعد بغیر فرض نماز پڑھے مسجد سے جانا مکروہ ہے سوائے اس کے کہ کوئی عذر ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ جب تم مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے تو تم میں سے کوئی اس وقت تک مسجد سے باہر نہ جائے جب تک وہ نماز نہ پڑھ لے۔ (شرح صحیح مسلم ۱۳۲/۶ . المرقاة ۱۶۲/۳ . تحفة الاحوذی ۶۳۲/۱)

الباب (۳۵۹)
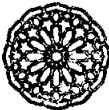
بَابُ كَرَاهَةِ رَدِّالرَّيْحَان لِغَيْرِ عُذْرٍ
بلاعذر ریحان (خوشبو) کو رد کرنے کی کراہت

خوشبو کا ہدیہ رد نہ کرے

١٧٨٦ . عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلاَ يَرُدُّه' فَإِنَّه' خَفِيْفُ الْمَحْمَلِ، طَيِّبُ الرِّيْحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٧٨٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو ریحان پیش کیا جائے وہ اسے واپس نہ کرے کہ ہلکی پھلکی شئے ہیت اور خوشبو والی ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الالفاظ، باب استعمال المسك و انه أطيب الطيب و كراهة رد الريحان و الطيب

کلمات حدیث: ریحان : ایک خوشبودار پھول۔ خفيف المحمل : اٹھانے میں ہلکا۔

شرح حدیث: خوشبو کا قبول کرنا مستحب ہے کہ نہ اس میں اٹھانے کا بوجھ ہے اور نہ بار احسان ہے محض دینے والے کی محبت اور خلوص کا اظہار ہے۔ امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ اگر ہدیہ کم ہو اور اس سے فائدہ بھی ہو جیسا کہ خوشبو یا پھول ہے تو اسے قبول کر لینا چاہیئے تا کہ دینے والے کو خوشی حاصل ہو اور مسلمان کی خوشی کا خیال رکھنا ثواب ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۱۵/ ۸)

رسول اللہ ﷺ خوشبو کا ہدیہ رد نہ فرماتے تھے

١٧٨٧ . وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ بْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَايَرُدُّ الطِّيْبَ . رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ .

(١٧٨٧) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ خوشبو کو واپس نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، کتاب الهبه، باب مالا یر د من الهبه .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ اخلاق حسنہ اور صفات حمیدہ میں اعلیٰ درجہ پر تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس اعلیٰ اخلاق کی تمیم کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔ آپ ﷺ اپنے اخلاق عالیہ کی بنا پر خوشبو کا تحفہ قبول کرتے اور اسے رد نہ فرماتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں جب کسی کو پیش کی جائیں تو انہیں رد نہ کیا جائے تکیہ، خوشبو اور دودھ۔ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خوشبو پسند فرماتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری

اس دنیا میں مجھے تین چیزیں پسند ہیں خوشبو اور عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھدی گئی ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خوشبو اس لیے پسند تھی کہ آپ ﷺ کے پاس مستقل فرشتوں کی آمد و رفت تھی اور فرشتوں کو خوشبو پسند ہے اور انہیں بدبو سے کراہت ہے۔ اور اسی لیے آپ ﷺ پیاز وغیرہ استعمال نہ فرماتے تھے۔

(فتح الباری ۲/۵۹. تحفة الاحوذی ۸/۷۷. روضة المتقین ٤/۲۸۱. ارشاد الساری ٦/۱۹)

البَابُ (۳۶۰)

بَابُ كَرَاهَةِ الْمَدْحِ فِي الْوَجْهِ لِمَنْ خِيفَ عَلَيْهِ مُفْسِدَةٌ مِنْ إِعْجَابٍ وَنَحْوِهٖ وَجَوَازِهٖ لِمَنْ أَمِنَ ذٰلِكَ فِي حَقِّهٖ

جس شخص کے بارے میں غرور وغیرہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اس کے سامنے اس کی تعریف کرنے کی کراہت اور جس کے بارے میں یہ اندیشہ نہ ہو اس کی تعریف کا جواز

کسی کے منہ پر تعریف کرنے کی ممانعت

۱۷۸۸. عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً يُثْنِيْ عَلٰى رَجُلٍ وَيُطْرِيْهِ فِي الْمَدْحِ، فَقَالَ: "اَهْلَكْتُمْ اَوْقَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، "وَالْإِطْرَآءُ" : اَلْمُبَالَغَةُ فِي الْمَدْحِ.

(۱۷۸۸) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کسی آدمی کو سنا کہ وہ کسی کی تعریف کر رہا ہے اور اس کی تعریف میں مبالغہ کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ہلاک کر دیا تم نے اس آدمی کی کمر توڑ دی۔ (متفق علیہ)

اطرأ : کے معنی مدح میں مبالغہ کرنے کے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب مایکره من الاطناب فی المدح . صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب النهی عن المدح .

شرح حدیث: ہلاکت سے مراد دینی ہلاکت ہے کہ حد سے زیادہ تعریف آدمی میں عُجب پیدا کرتی ہے اور عجب سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر سے اعمال حسنہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ غرض کسی شخص کی تعریف میں مبالغہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

(فتح الباری ۲/ ۸۶. ارشاد الساری ۶/ ۱۲۰ . روضة المتقین ۴/ ۲۸۸ . شرح صحیح مسلم ۱۸/ ۱۰۰)

ساتھی کی گردن کاٹ دی

۱۷۸۹. وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَثْنٰى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَيْحَكَ! قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ" يَقُوْلُهٗ مِرَارًا "اِنْ كَانَ اَحَدُكُمْ مَادِحًا لَامَحَالَةَ فَلْيَقُلْ : اَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا اِنْ كَانَ يَرٰى اَنَّهٗ كَذٰلِكَ وَحَسِيْبُهُ اللّٰهُ، وَلَايُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ اَحَدٌ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۸۹) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی شخص کا ذکر ہوا۔ حاضرین میں سے کسی نے اس کی تعریف کی اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم پر افسوس ہے کہ تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔ آپ ﷺ نے اس بات کو کئی مرتبہ فرمایا کہ تم میں سے اگر کسی کو کسی کی تعریف ہی کرنا ہو تو یہ کہے کہ میرا گمان ہے کہ وہ ایسا اور ایسا ہے، یعنی اگر وہ اس کو ایسا سمجھتا ہو اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے اور اللہ کے سامنے کوئی آدمی پاکبازی کا دعویٰ نہ کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب اذازکی رجل رجلا کفاه . صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب النهی عن المدح .

کلمات حدیث: ویحك : افسوس ہے تجھ پر۔ لامحالة : ضرور، ہر حال میں۔ حسیبه الله : اللہ اس کا محاسبہ کرنے والا ہے۔

شرح حدیث: ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی کی حد سے زیادہ تعریف کرنے سے منع فرمایا گیا کہ اس سے جس شخص کی تعریف کی جائے گی اس کے اندر تکبر پیدا ہوگا جو اس کے اعمال صالحہ کے لیے مضرت رساں ہوگا اور اس طرح اس کی ہلاکت کا سبب بنے گا۔ زیادہ سے زیادہ آدمی یہ کہے کہ میرے گمان کی حد تک فلاں شخص ہے بشرطیکہ وہ شخص ایسا ہی ہو جیسا اس کے بارے میں گمان ظاہر کر رہا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی مدح وتعریف میں اصل فتنہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ مدح کرنے والا جھوٹ بول رہا ہو اور جس کی وہ تعریف کر رہا ہے وہ فی الحقیقت ایسا نہ ہو، اور ممدوح اس تعریف کو سن کر تکبر میں مبتلا ہو جائے۔ اور اللہ ہی ہر شخص کے اعمال سے واقف اور اس کا حساب کرنے والا ہے اور کسی کی عاقبت اور انجام کے بارے میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔

(فتح الباری : ٢/٨٥. ارشاد الساری : ٦/١١٩. روضة المتقين : ٤/٢٨٩. دلیل الفالحین : ٤/٥٥١)

تعریف کرنے والے کے منہ پر مٹی ڈالنے کا واقعہ

١٧٩٠. وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَمِدَ الْمِقْدَادُ فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَجَعَلَ يَحْثُوْ فِيْ وَجْهِهِ الْحَصْبَآءَ : فَقَالَ لَه عُثْمَانُ : مَاشَأْنُكَ؟ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْ فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

فَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ فِي النَّهْيِ، وَجَآءَ فِي الْاِبَاحَةِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ صَحِيْحَةٌ. قَالَ الْعُلَمَآءُ : وَطَرِيْقُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ اَنْ يُقَالَ : اِنْ كَانَ الْمَمْدُوْحُ عِنْدَه كَمَالُ اِيْمَانٍ وَيَقِيْنٍ، وَرِيَاضَةُ نَفْسٍ، وَمَعْرِفَةٌ تَامَّةٌ بِحَيْثُ لَايَفْتَتِنُ وَلَايَغْتَرُّ بِذٰلِكَ، وَلَاتَلْعَبُ بِهِ نَفْسُه، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ، وَلَامَكْرُوْهٍ، وَاِنْ خِيْفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ كُرِهَ مَدْحُه فِيْ وَجْهِهِ كَرَاهَةً شَدِيْدَةً، وَعَلٰى هٰذَا التَّفْصِيْلِ تُنَزَّلُ الْاَحَادِيْثُ

الْمُخْتَلِفَةُ فِيْ ذٰلِكَ. وَمِمَّا جَاءَ فِي الْإِبَاحَةِ قَوْلُه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ بَكْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: "أَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ" أَيْ مِنَ الَّذِيْنَ يُدْعَوْنَ مِنْ جَمِيْعِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ لِدُخُوْلِهَا. وَفِي الْحَدِيْثِ الْآخَرِ: "لَسْتَ مِنْهُمْ": أَيْ لَسْتَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْبِلُوْنَ أُزُرَهُمْ خُيَلَاءَ، وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: "مَارَاكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ" وَالْأَحَادِيْثُ فِي الْإِبَاحَةِ كَثِيْرَةٌ، وَقَدْ ذَكَرْتُ جُمْلَةً مِّنْ أَطْرَافِهَا فِيْ كِتَابِ: الْأَذْكَارِ.

(۱۷۹۰) ہمام بن الحارث حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنے لگا تو حضرت مقداد گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور اس کے منہ میں کنکریاں ڈالنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا کہ تمہیں کیا ہوا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔ (مسلم)

مذکورہ احادیث تعریف کی ممانعت میں ہیں لیکن متعدد صحیح احادیث جواز کے بارے میں بھی ہیں۔ اور علماء نے فرمایا ہے کہ ان احادیث میں جمع کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہ شخص جس کی تعریف کی جارہی ہے ایمان ویقین میں کامل ہو ریاضت نفس میں تام ہو اور معرفت بھی اسے حاصل ہو کہ تعریف سے اس کے فتنہ اور دھوکہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اور نہ یہ اندیشہ ہو کہ اس کا نفس اس فتنہ میں پڑ جائے گا تو اس صورت میں تعریف نہ حرام ہے اور نہ مکروہ ہے۔ اور اگر ممدوح کے بارے میں مذکورہ باتوں کا اندیشہ ہو تو اس کے سامنے اس کی تعریف کرنا شدید مکروہ ہے اور تمام احادیث کا مفہوم اسی اصول کے مطابق متصور ہوگا۔

جو روایات جواز کے بارے میں ہیں ان میں رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فرمانا ہے کہ مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہوگے۔ یعنی ان اہل جنت میں سے جن کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا اور ایک حدیث میں فرمایا کہ تم ان میں سے نہیں ہو۔ یعنی ان لوگوں میں سے جو تکبر سے ازار کو نیچے تک لٹکاتے ہیں۔ اور آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا دیکھتا ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔

غرض جواز کے بارے میں کثیر احادیث ہیں ان میں سے کچھ احادیث میں نے کتاب الاذکار میں جمع کردی ہیں۔

تخریج حدیث: حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث کے ظاہر پر عمل فرمایا اور متعدد علماء نے یہی رائے اختیار کی ہے اور بعض دیگر علماء نے فرمایا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ان کی تعریف پر توجہ نہ دی جائے بلکہ کہا جائے کہ تم بھی اور ہم سب بھی مٹی کے بنے ہوئے فانی انسان ہیں، ایسی مخلوق کی کیا تعریف اور کیا ستائش۔

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مداحین سے مراد وہ ہیں جو کسی کی تعریف کر کے اس سے کسی فائدے کی امید رکھتے ہیں اور اس طرح اس کو فتنہ میں مبتلا کرتے ہیں۔ لیکن اگر کسی کے اچھے عمل کی اس لیے تعریف کی جائے کہ اس سے دوسروں کو بھی حسن عمل کی ترغیب ہو تو پھر حرج نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء نے اس حدیث کے پانچ مفاہیم بیان کیئے ہیں۔ایک یہ کہ یہ اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے، جیسا کہ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خود حدیث کے راوی ہیں، انہوں نے یہی مفہوم سمجھا۔دوسرے یہ کہ اس کے معنی محروم ہونے اور ناکام ہونے کے ہیں۔تیسرے معنی یہ ہیں کہ تیرے منہ میں خاک اور اہل عرب میں یہ کہنے کا رواج تھا، چوتھا مفہوم یہ ہے کہ اس کا تعلق ممدوح سے ہے کہ وہ اپنے سامنے مٹی ڈالے اور اس مٹی سے اپنے انجام کو یاد کرے تا کہ تعریف سن کر وہ تکبر میں مبتلا نہ ہو اور پانچویں معنی یہ ہیں کہ جو شخص ممدوح کی تعریف اس سے کسی غرض کے حصول کے لیے کر رہا ہے اس کے آگے مٹی ڈالدی جائے تا کہ اسے معلوم ہو جائے کہ دنیا کی ہر شئے مٹی ہے اور مٹی میں مل جانے والی ہے۔یعنی دنیا کی کسی بھی شئے کی حقیقت خاک سے زیادہ نہیں ہے کہ اس کے حصول کی خاطر کسی کی تعریف کی جائے

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مدح و تعریف میں چھ خرابیاں ہیں، چار تعریف کرنے والے میں اور دو ممدوح میں۔تعریف کرنے والا اگر تعریف میں حد سے گزر گیا اور اس نے ممدوح کے بارے میں وہ بات کہی جو فی الواقع اس میں نہیں ہے تو وہ کذب (جھوٹ) کا مرتکب ہوا۔اور اگر اس نے ممدوح کی ایسی محبت ظاہر کی جو اس کے دل میں نہیں ہے تو اس نے منافقت کا ارتکاب کیا اور اگر اس نے بلا تحقیق بات کہی تو وہ اٹکل پچو بات کرنے والا ہو گیا۔اور اگر ممدوح ظالم ہے اور اس نے اس کی تعریف کر کے اس کو خوش کر دیا تو گناہ گار ہو گیا کہ عاصی اور ظالم کو خوش کرنا گناہ ہے۔اور دو خرابیاں جو ممدوح میں پیدا ہوتی ہیں وہ یہ کہ وہ خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۱۸/ ۱۰۰. تحفة الاحوذی ۷/ ۱۱۸،۔روضة المتقین ٤/ ۲۹۰)

الباب (۳۶۱)
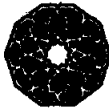
بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنْ بَلَدٍ وَقَعَ فِيهَا الْوَبَآءُ فِرَارًا مِنْهُ وَكَرَاهَةِ الْقُدُومِ عَلَيْهِ

جس شہر میں کوئی وبا پھیل جائے اس وبا سے فرار اختیار کرتے ہوئے شہر سے نکلنے کی کراہت اور جہاں وبا پہلے سے موجود ہو وہاں آنے کی کراہت

موت ہر حال میں آکر رہے گی

۳۴۹. قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ :

﴿ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''جہاں بھی تم ہو گے موت تمہیں پالے گی خواہ تم مضبوط قلعے میں ہو۔'' (النساء:۷۸)

تفسیری نکات: موت اس عالم کن فیکون کی سب سے بڑی سب سے ہولناک اور سب سے اٹل حقیقت ہے جس کا کوئی بھی منکر نہیں مگر یہی وہ حقیقت ہے جس سے انسان سب سے زیادہ غافل ہے۔ حالانکہ انسان کے پاس اس سے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہے جہاں بھی انسان جائے گا اس کی موت اس کے ساتھ جائے گی اور اگر کوئی بہت پختہ اور بہت مضبوط قلعہ بنا کر اس میں قلعہ بند ہو جائے وہاں بھی اجل اس کو آلے گی۔ (تفسیر عثمانی)

۳۵۰. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''تم اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔'' (البقرة:۱۹۵)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد ترک جہاد ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری آخر عمر تک جہاد کرتے رہے اور آخر میں قسطنطنیہ میں وفات پا کر وہیں مدفون ہوئے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد گناہوں کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانا ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اگر معلوم و متعین ہو کہ دشمن کا مقابلہ نہ کر سکیں گے پھر از خود قتال کے لیے اقدام کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

(معارف القرآن)

طاعون والی جگہ پر جانا منع ہے

١٧٩١. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ، حَتّٰى اِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهٗ اُمَرَآءُ الْاَجْنَادِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهٗ. فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْوَقَعَ بِالشَّامِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَقَالَ لِيْ عُمَرُ: اُدْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ، فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ وَّلَانَرٰى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَانَرٰى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ. فَقَالَ: ارْتَفِعُوْ عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِيَ الْاَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ: ارْتَفِعُوْ عَنِّيْ. ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِيْ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِّنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ، فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلَانِ فَقَالُوْ: نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَاتُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَاالْوَبَآءِ، فَنَادٰى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي النَّاسِ: اِنِّيْ مُصْبِحٌ عَلٰى ظَهْرٍ فَاَصْبِحُوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَفِرَارًا مِنْ قَدَرِاللّٰهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَوْغَيْرُكَ قَالَهَا يَااَبَاعُبَيْدَةَ! وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَهٗ، نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰى قَدَرِاللّٰهِ" اَرَاَيْتَ لَوْكَانَ لَكَ اِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهٗ عُدْوَتَانِ اِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ؟ وَالْاُخْرٰى جَدْبَةٌ؟ اَلَيْسَ اِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِاللّٰهِ، وَاِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِاللّٰهِ؟ قَالَ: فَجَآءَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِيْ بَعْضِ حَاجَتِهٖ، فَقَالَ: اِنَّ عِنْدِيْ مِنْ هٰذِهٖ عِلْمًا، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اِذَاسَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ، وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ" فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَانْصَرَفَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَالْعُدْوَةُ: جَانِبُ الْوَادِيْ.

(١٧٩١) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام تشریف لے گئے تو راستے میں سرغ کے مقام پر آپ کولشکروں کے امراءابوعبیدہ اوران کے اصحاب ملے انہوں نے آپ کو بتایا کہ شام میں وبا پھوٹ پڑی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ مہاجرین اولین کو بلاؤ۔ میں نے ان کو بلایا تو آپ نے ان سے مشورہ کیا اورانہیں بتایا کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔اس بارے میں اصحاب میں اختلاف ہوا۔کسی نے کہا کہ آپ ایک کام کے لیے نکلیں ہیں ہم نہیں سمجھتے کہ واپس ہونا مناسب ہے۔دوسروں نے کہا کہ آپ کے ساتھ بچے ہوئے لوگ ہیں جورسول اللہ ﷺ کے اصحاب ہیں اس لیے ہماری رائے نہیں ہے کہ آپ انہیں وبا کے سامنے لے جائیں۔آپ نے فرمایا کہ اچھا اب آپ اٹھ جائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے کہا کہ میرے پاس انصار صحابہ کو لے کرآ ؤ میں نے انہیں بلایا آپ نے اس سے مشورہ کیا وہ بھی مہاجرین کے طریقے پر چلے اور ان میں بھی اسی طرح اختلاف ہوا۔ان سے بھی کہا کہ اچھا آپ اٹھ جائیں پھر مجھ سے کہا کہ میرے پاس قریش کے ان معمر حضرات کو لے کرآ ؤ جنہوں نے فتح مکہ کے وقت ہجرت کی۔میں نے انہیں بلایا تو ان کے درمیان دوآدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہیں ہوا اور انہوں نے متفقہ رائے دی کہ لوگوں کو لے کر واپس جائیں اور انہیں لے کر وبا کے مقام پر نہ جائیں۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منادی کرادی کہ ہم صبح واپسی کے لیے سوار ہوں گے سب تیاری کرلیں۔حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ اللہ کی تقدیر سے فرار حاصل کررہے ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابو عبیدہ کاش یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے اختلاف کو ناپسند کرتے تھے۔فرمایا ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف جارہے ہیں۔بتلاؤ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور وہ ایسی وادی میں اتریں جس کے دو کنارے ہوں ایک ان میں شاداب ہو دوسرا بنجر کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر آپ اونٹوں کو شاداب حصہ میں چرائیں تو بھی اللہ کی تقدیر ہوگی اور اگر انہیں بنجر حصہ میں لے جائیں تب بھی اللہ کی تقدیر ہوگی۔اس دوران حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے جو کسی ضرورت کے لیے گئے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ اس معاملے کے بارے میں میرے پاس علم ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم کسی علاقے کے بارے میں سنو کہ وہاں وبا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر اس علاقہ میں وبا پھیل جائے جس میں تم ہو تو وہاں سے فرار حاصل کرکے باہر نہ جاؤ۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی حمد وثناء کی۔اور آپ وہاں سے واپس لوٹ آئے۔(متفق علیہ)

العدوۃ : وادی کا کنارہ۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الطب، باب مایذکر فی الطاعون . صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرۃ والکھانۃ .

کلمات حدیث: سرغ : مدینہ منورہ سے تیرہ مرحلہ کے فاصلے پر ایک بستی کا نام علامہ دمانی نے فرمایا کہ یہ بستی شام کے قریب ہے۔ اجناد : جند کی جمع۔لشکر، یا لشکر گاہ یعنی چھاؤنی۔اس وقت لشکر کے پڑاؤ کے پانچ مقامات تھے فلسطین، اردن، دمشق، حمص اور قنسرین۔امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء نے اسی طرح بیان کیا ہے اور ان کا اس تشریح پر اتفاق ہے۔ انی مصبح علی ظھر : میں صبح سوار ہو جاؤں گا۔میں سواری کی پشت پر صبح کروں گا۔

شرح حدیث: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرزمین شام کے قریب مقام سرغ پر پہنچ گئے وہاں شام کے مختلف لشکری مراکز سے امراء لشکر نے آکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور انہیں بتایا کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہاجرین صحابہ انصار صحابہ اور قریش کے ان معمر حضرات سے مشورہ کیا جو فتح مکہ کے وقت اسلام لائے۔مشورہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام جانے کا ارادہ ترک کرکے مدینہ منورہ واپسی کا ارادہ فرمالیا۔حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکرام فرماتے تھے اوران کی بات رد نہ فرماتے تھے۔انہوں نے فرمایا کہ کیا ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ اگر تمہارے علاوہ کوئی اور یہ بات کہتا تو بہتر تھا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عمدہ اور دلنشین مثال سے اپنے موقف کی وضاحت فرمائی کہ اگر کوئی شخص اونٹ لے کر جارہا ہو اور راستے میں ایک ایسی وادی سے گزرے جس کی ایک جانب سرسبز وشاداب ہو اور دوسری جانب خشک اور بے آب وگیاہ ہو، تو اونٹوں کا مالک اپنے اونٹوں کو جس حصہ میں بھی لے کر جائے گا وہ اللہ کی تقدیر ہوگی لیکن ظاہر ہے کہ اونٹوں کا مالک یہی پسند کرے گا کہ اپنے اونٹوں کو اس حصہ میں لے جائے جو سرسبز وشاداب ہے۔

اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں نے فرمایا کہ اس مسئلہ کے بارے میں مجھے حدیث رسول ﷺ معلوم ہے کہ جہاں وبا پھیلی ہوئی ہو وہاں نہ جاؤ اور اگر اس علاقے میں وبا پھیل جائے جس میں تم ہو تو وہاں سے باہر نہ جاؤ۔

اس حدیث مبارک سے متعدد فوائد اور اہم مسائل مستنبط ہوتے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں۔مشورہ کی اہمیت اور اس کی افادیت معلوم ہوتی ہے اور یہ کہ امراء اور حکام عام لوگوں کے حالات کے بارے میں بذات خود واقفیت حاصل کریں اور ان کی تکالیف دور کرنے کا اہتمام کریں۔اور یہ کہ نئے پیدا ہونے والے معاملات میں اجتہاد کیا جائے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اجتہاد کو ایک خوبصورت مثال سے بیان فرمایا۔اور یہ کہ خبر واحد حجت ہے کیونکہ حدیث رسول ﷺ سنانے والے صرف حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور کوئی اور نہ تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور تمام صحابۂ کرام نے یہ حدیث سن کر اپنے سر تسلیم خم کر دیئے۔

(فتح الباری ٣/٧٥. شرح صحيح مسلم ١٤/١٧٤. روضة المتقين ٤/٢٩٣. دليل الفالحين ٤/٥٥٤)

طاعون والی جگہ سے نکلنا منع ہے

١٧٩٢. وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا سَمِعْتُمُ الطَّاعُوْنَ بِاَرْضٍ فَلاَ تَدْخُلُوْهَا، وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ فِيْهَا فَلاَ تَخْرُجُوْا مِنْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(١٧٩٢) حضرت اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سنو کہ کسی علاقے میں طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر اس جگہ طاعون آجائے جہاں تم رہتے ہو تو اس جگہ سے باہر نہ جاؤ۔(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، كتاب الطب، باب مايذ كر فی الطاعون . صحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطاعون و الطيرة و الكهانة .

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ایک اعلیٰ طبی اصول کا بیان ہے جس پر جدید اطباء بھی متفق ہیں۔یعنی جہاں طاعون یا وبا پھیل گئی ہو وہاں نہ جایا جائے اور اگر اس جگہ پھیل جائے جہاں آدمی رہتا ہے تو اس بستی سے باہر نہ جائے۔

(فتح الباری ٢/٣٥١. عمدة القاری ١٦/٨١. روضة المتقين ٤/٢٩٦)

البَابُ (۳۶۲)

بَابُ التَّغْلِيظِ فِيْ تَحْرِيمِ السِّحْرِ
جادوکرنے سیکھنے کی حرمت

۱۳۵۱. قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ :

﴿ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَٰنُ وَلَٰكِنَّ ٱلشَّيَٰطِينَ كَفَرُواْ يُعَلِّمُونَ ٱلنَّاسَ ٱلسِّحْرَ ﴾ الآيَةِ .

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطان کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔'' (البقرة: ۱۰۲)

تفسیری نکات: حضرت سلیمان علیہ السلام ایک جلیل القدر پیغمبر تھے یہودیوں نے ان کی طرف سحر کو منسوب کیا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اس کی مذمت ظاہر فرمائی کہ سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین کفر کرتے تھے اور لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

ایک زمانے میں دنیا میں اور بالخصوص بابل نامی شہر میں جادو کا بڑا چرچا تھا اور بعض جاہلوں کو سحر کی حقیقت اور انبیاءِ کرام کے معجزات کی حقیقت میں اشتباہ پیدا ہونے لگا اور لوگ سحر کو بھی اچھا کام سمجھ کر سیکھنے لگے اور جادوگروں کی عزت کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے بابل میں دو فرشتے ہاروت اور ماروت بھیجے کہ وہ لوگوں کو سحر کی حقیقت اور اس کی خرابیوں سے آگاہ کریں اور انہیں نصیحت کریں کہ وہ سحر اور ساحروں سے اجتناب کریں۔ یہ فرشتے لوگوں کو سحر کی حقیقت سے آگاہ کرتے وقت انہیں تنبیہ کرتے کہ اس شر اور برائی سے مجتنب رہو۔ اور اس کے قریب بھی نہ جاؤ کہ کہیں تم اس میں مبتلا ہو کر کافر نہ ہو جاؤ۔ (معارف القرآن)

سات مہلک چیزیں

۱۷۹۳. وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ " قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ : "الشِّرْكُ بِاللّٰهِ" وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچو۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک، سحر، کسی جان کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام قرار دیا سوائے حق کے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگنا اور بھولی بھالی پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاري، كتاب الوصايا، باب قول الله تعالىٰ ان الذين يا كلون اموال اليتامىٰ ظلما .

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اکبر الکبائر .

کلمات حدیث: موبقات : ہلاک کردینے والی باتیں۔جمع موبقه . وبق وبقا (باب ضرب) ہلاک ہونا۔ التولی یو م الزحف : میدان کارزار سے بھاگنا۔جنگ میں مقابلہ کے وقت راہ فرار اختیار کرنا۔

شرح حدیث: حدیث میں مذکور تمام امور حرام ہیں۔انہی ہلاک کردینے والی حرام باتوں میں سے ایک سحر بھی ہے۔اس سے قبل یہ حدیث باب تحریم اموال الیتیم (١٦١٦) میں گزر چکی ہے۔ (روضة المتقين ٤/ ٢٩٧ . دليل الفالحين ٤/ ٥٥٨)

الباب (۳۶۳)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسَافِرَةِ بِالْمُصْحَفِ اِلىٰ بِلَادِ الْكُفَّارِ اِذَا خِيفَ وُقُوعُهُ بِاَيْدِي الْعَدُوِّ

کفار کے علاقوں میں قرآن کریم کے ساتھ سفر کی ممانعت جبکہ قرآن کریم کے دشمنوں کے ہاتھ لگ جانے کا اندیشہ ہو

۱۷۹۴ . عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُسَافِرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلَى اَرْضِ الْعَدُوِّ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۹۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کی سرزمین میں قرآن کریم کے ساتھ سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب السفر بالمصاحف الی ارض العدو . صحیح مسلم کتاب الامارة، باب النهی ان یسافر بالمصحف الی أرض الکفار .

شرح حدیث: قرآن کریم کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے اور احترام کا یہ تقاضہ بھی ہے کہ کوئی مسلمان قرآن کریم کو کسی ایسی جگہ نہ لے جائے جہاں اس بات کا اندیشہ ہو کہ قرآن کریم کی توہین کی جائے یا اس کے احترام اور تکریم میں کمی آئے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے اس حدیث مبارک میں قرآن کریم کو دشمنوں کی سرزمین میں لے جانے سے منع فرمایا مبادا ان کے ہاتھ لگ جائے اور وہ اس کی توہین کریں۔ غرض یہ حکم سد الذریعہ کے طور پر ہے اس لیے اگر مسلمان غالب ہوں اور قرآن کریم کی عدم وتکریم کا اندیشہ نہ ہو تو قرآن کریم ساتھ لے جانا درست ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی یہی رائے ہے۔ البتہ اس امر پر علماء کا اتفاق ہے کہ کفار سے مراسلت کی صورت میں مکاتیب وغیرہ میں قرآن کریم کی آیات لکھی جاسکتی ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہرقل کے نام اپنے مکتوب میں قرآنی آیات تحریر فرمائی۔ (فتح الباری ۲/ ۱۹۵ : ارشاد الساری ۶/ ۴۶۳ . شرح صحیح مسلم ۱۳/ ۱۳)

البَابُ (٣٦٤)

بَابُ تَحْرِيمِ اِسْتِعْمَالِ اِنَآءِ الذَّهَبِ وَاِنَآءِ الْفِضَّةِ فِى الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوْهِ الْاِسْتِعْمَالِ

سونے اور چاندی کے برتن کھانے پینے طہارت اور دیگر امور میں استعمال کرنے کی حرمت

سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے پر وعید

۱۷۹۵. عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَلَّذِىْ يَشْرَبُ فِىْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ اَنَّمَا يُجَرْجِرُ فِىْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : "اِنَّ الَّذِىْ يَاْكُلُ اَوْيَشْرَبُ فِىْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ" .

(۱۷۹۵) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ جو آدمی چاندی اور سونے کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے۔

تخریج حدیث: صحيح البخارى، كتاب الأشربه، باب آنية الفضه . صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة. باب تحريم استعمال اوانى الذهب والفضة .

کلمات حدیث: يجر جر : جرجر جرجراً (باب فعلل) غٹ غٹ آواز کے ساتھ پانی کا حلق سے اتارنا۔ اس طرح پانی کا پیٹ میں جانا کہ اس سے آواز ہو رہی ہے۔ سونے، چاندی کے برتن میں کھانے اور پینے والا اسی طرح نار جہنم اپنے پیٹ میں اتارتا ہے۔

شرح حدیث: سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے خواہ کھانے پینے کے لیے ہو یا محض آرائش اور تزیین کے لیے ہو کیونکہ اس سے تکبر کا اور دنیا پرستی کا مظاہرہ اور حب دنیا کا اظہار ہوتا ہے۔ سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال کبیرہ گناہوں میں سے ہے کیونکہ اس پر شدید وعید وارد ہوئی ہے۔ (نزهة المتقين ۲/ ۵۳۰ . دليل الفالحين ۴/ ۵۶۰)

سونا اور ریشم دنیا میں کفار کیلئے ہے

۱۷۹۶. وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اِنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِىْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ : "هُنَّ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا وَهِىَ لَكُمْ فِى الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِىْ رِوَايَةٍ فِى الصَّحِيْحَيْنِ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَاتَلْبَسُوا لْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَاتَشْرَبُوْا فِىْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاكُلُوا فِىْ صِحَافِهَا ."

(۱۷۹۶) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حریر اور دیباج سے اور سونے اور چاندی کے برتن میں پینے سے منع فرمایا۔ اور کہا کہ یہ چیزیں ان (کفار) کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے جنت میں ہوں گے۔ (متفق علیہ)

اور صحیحین کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حریر اور دیباج نہ پہنو اور سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ان کے پیالوں میں کھاؤ۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الاشربہ، باب الشرب فی آنیة الفضة . صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم استعمال اناء الذھب .

کلمات حدیث: حریر : ریشم۔ دیباج : موٹا ریشم جس کا تانا بانا ریشم کا ہو۔ صحاف جمع صحفه : کھانے کا بڑا برتن۔ پیالہ۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ نے اہل کفر اور اہل دنیا کو دنیا ہی میں نعمتیں عطا فرمادی ہیں اور اہل ایمان کے لیے جنت کو دار النعیم بنایا ہے۔ (دلیل الفالحین ۵۶۲/۴ . روضة المتقین ۲۹۹/۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا چاندی کے برتن میں کھانے سے انکار

۱۷۹۷ . وَعَنْ اَنَسِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ : كُنْتُ مَعَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عِنْدَ نَفَرٍ مِّنَ الْمَجُوْسِ، فَجِيْءَ بِفَالُوْذَجٍ عَلٰى اِنَاءٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَلَمْ يَاْكُلْهُ فَقِيْلَ لَه' حَوِّلْهُ، فَحَوَّلَه' عَلٰى اِنَاءٍ مِّنْ خَلَنْجٍ وَجِيْءَ بِهٖ فَاَكَلَه' رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِاَسْنَادٍ حَسَنٍ . " اَلْخَلَنْجُ " اَلْجَفْنَةُ .

(۱۷۹۷) انس بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں انس بن مالک کے ساتھ چند مجوسی لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اس دوران چاندی کے برتن میں فالودہ لایا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں کھایا۔ کسی نے کہا کہ دوسرے برتن میں ڈال لو۔ اس نے اسے لکڑی کے پیالہ میں ڈال دیا اور پھر آپ کے لیے لایا گیا تو آپ نے کھالیا۔ (بیہقی نے بسند صحیح روایت کیا) خلنج پیالہ کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: السنن الکبریٰ .

کلمات حدیث: فالوذج : فالودہ۔ خلنج : لکڑی کا بنا ہوا پیالہ۔

شرح حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاندی کے برتن میں کھانے سے احتراز کیا اور جب تک برتن کو تبدیل نہیں کر دیا گیا اس وقت تک اس کھانے کی شئے کو ہاتھ نہیں لگایا۔ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر اسی طرح عمل فرماتے تھے اور سنت نبوی ﷺ کا اسی طرح اتباع کرتے تھے اور علم و عمل کی یہی ہم آہنگی تھی جس سے غیر مسلم متاثر ہوتے تھے۔

(روضة المتقین ۲۹۹/۴)

الباب (۳۶۵)

بَابُ تَحْرِيمِ لُبْسِ الرَّجُلِ ثَوْباً مُزَعْفَراً
مرد کے لیے زعفران میں رنگا ہوا کپڑا پہننا حرام ہے

۱۷۹۸. عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ : مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۹۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مردکوزعفران میں رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، کتاب اللباس، باب التزعفر للرجال . صحيح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن التزعفر للرجال .

کلمات حدیث: تزعفر : زعفران میں رنگا ہوا کپڑا پہنے۔ زعفران۔ ایک خوشبودار اور رنگ دار پودا۔ زعفر: (بروزن فعلل) زعفران سے کپڑا رنگنا۔ تزعفر : زعفران کی خوشبو سے معطر ہونا۔

شرح حدیث: مرد کے لیے اپنے جسم پر زعفران ملنا اور زعفران میں معطر کیا ہوا لباس پہننا مکروہ ہے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جسم پر زعفران ملنے کی کراہت زعفران میں معطر کپڑا پہننے سے زیادہ ہے۔

(فتح الباری ۱۲۷/۳ . عمدة القاری ۳۳/۲۲ . تحفة الاحوذی ۱۰۴/۸ . شرح صحیح مسلم ۶۶/۱٤)

مردوں کیلئے زرد رنگ کا استعمال درست نہیں

۱۷۹۹. وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ: اُمُّكَ اَمَرَتْكَ بِهٰذَا؟ قُلْتُ : اَغْسِلُهُمَا؟ قَالَ: "بَلِ احْرِقْهُمَا وَفِي رِوَايَةٍ، فَقَالَ : "اِنَّ هٰذَا مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۷۹۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دو معصفر (زرد رنگ) کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو فرمایا کہ کیا تمہاری والدہ نے یہ کپڑے پہننے کو کہا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں انہیں دھولوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ انہیں جلادو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کافروں کا لباس ہے تم مت پہنو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن لبس الرجل الثوب المعصفر .

کلمات حدیث: ثوبین معصفر ین : معصفر میں رنگے ہوئے دو کپڑے۔ عصفر ایک رنگ دار پودا ہے۔

شرح حدیث: زرد رنگ کا لباس کفار کا لباس ہے اس وجہ سے ممانعت فرمائی۔ نیز زرد رنگ کا لباس عورتوں کا لباس ہے۔ اور مردوں کے لیے کافروں کی مشابہت اور عورتوں کی مشابہت منع ہے۔

(شرح صحيح مسلم ٤٦/١٤. روضة المتقين ٣٠٠/٤. دليل الفالحين ٥٦٤/٤)

الباب (٣٦٦)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَمْتِ يَوْمٍ اِلَى اللَّيْلِ
پورا دن رات تک خاموش رہنے کی ممانعت

خاموش رہنا کوئی عبادت نہیں

١٨٠٠ . عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : حَفِظْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَايُتْمَ بَعْدَاحْتِلَامٍ وَلَاصُمَاتَ يَوْمٍ اِلَى اللَّيْلِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ .

قَالَ الْخَطَّابِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ: كَانَ مِنْ نُسُكِ الْجَاهِلِيَّةِ الصُّمَاتُ فَنُهُوْا فِي الْإِسْلَامِ عَنْ ذٰلِكَ وَاُمِرُوْا بِالذِّكْرِ وَالْحَدِيْثِ بِالْخَيْرِ .

(١٨٠٠) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد یاد ہے کہ نہ بالغ ہونے کے بعد یتیمی باقی رہتی ہے اور نہ دن سے رات تک خاموش رہنے کی کوئی حقیقت ہے۔(ابوداؤد بسند حسن)

خطابی اس حدیث کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں خاموشی عبادت سمجھی جاتی تھی اسلام میں اس سے منع کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ اللہ کو یاد کرو اور اچھی بات کرو۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الوصایا، باب ماجاء متی ینقطع الیتم .

کلمات حدیث: لایتم : یتیمی نہیں ہے۔یتیم بچہ جس کا باپ یا والدین نہ ہو۔یتیمی کی حد بلوغ ہے بالغ ہو جانے کے بعد یتیم نہیں رہتا۔ نسك الجاهلية : زمانۂ جاہلیت کی وہ عبادت جس کو اہل جاہلیت تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

شرح حدیث: امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بلوغ کے ساتھ یتیمی کے احکام ختم ہو جاتے ہیں اور اس یتیم کو اپنے تصرفات خود کرنے کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ بلوغ کے ساتھ رشد بھی حاصل ہو، یعنی تصرفات کا اختیار دو امور یعنی بلوغ اور رشد پر موقوف ہے اگر بالغ ہو گیا مگر "سفیہ" ہے (یعنی عقل پوری نہیں) تو اس کے تصرفات پر پابندی باقی رہے گی یہاں تک کہ رشد حاصل ہو جائے۔

اسلام سے قبل بعض شریعتوں میں خاموش رہنا بھی روزہ کی ایک قسم تھی جیسا کہ حضرت مریم ﷺ کو حکم ہوا کہ یہ کہہ دیں کہ میں نے آج کے روزے کی نذر مانی ہے اس لیے آج میں بھولے سے بھی بات نہیں کر سکتی۔ زمانۂ جاہلیت میں اہل عرب میں بھی یہ خیال موجود تھا کہ خاموش رہنا بھی عبادت ہے، اسلام نے اس کے برعکس یہ تعلیم دی کہ ایک مسلمان کے لیے مناسب یہ ہے کہ اس کی زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہے وہ ہر وقت اپنی زبان سے اللہ کا شکر اور اس کی حمد و ثناء کرتا رہے، اور جب لوگوں سے ہم کلام ہو تو وہ بات کرے جس میں تکلم اور مخاطب دونوں کی بھلائی اور دونوں کے لیے خیر کا پہلو ہو۔ (روضة المتقین ٤/ ٣٠٢. دلیل الفالحین ٤/ ٥٦٥)

خاموشی کو عبادت سمجھنا جاہلیت کی رسم ہے

۱۸۰۱. وَعَنْ قَيْسِ ابْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ : دَخَلَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰی اِمْرَأَةٍ مِنْ اَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ، فَرَاهَا لَاتَتَكَلَّمُ فَقَالَ : مَالَهَا لَاتَتَكَلَّمُ؟ فَقَالُوْا حَجَّتْ مُصْمِتَةً فَقَالَ لَهَا "تَكَلَّمِیْ فَاِنَّ هٰذَا لَايَحِلُّ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ! فَتَكَلَّمَتْ . (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۱۸۰۱) قیس بن ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمس قبیلے کی ایک عورت کے پاس آئے جس کا نام زینب تھا آپ نے دیکھا کہ وہ بات نہیں کر رہی۔ آپ نے فرمایا کہ اسے کیا ہوا یہ بات کیوں نہیں کرتی لوگوں نے بتایا کہ اس نے خاموش رہنے کا ارادہ کیا ہے۔ آپ نے اس عورت سے کہا کہ بات کر یہ اسلام میں جائز نہیں ہے بلکہ یہ زمانۂ جاہلیت کا عمل ہے اس پر اس نے بولنا شروع کیا۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب بدأ الخلق، باب ایام الجاهلية .

کلمات حدیث: احمس : سرزمین حجاز میں رہنے والا قبیلہ کا ایک خاندان۔

شرح حدیث: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے آپ نے اس سے فرمایا کہ یہ عمل جاہلیت ہے اور اسلام نے اس سے منع کیا ہے۔ اس عورت کا نام زینب بنت جابر احمسی تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا تھا اور اس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض احادیث بھی روایت کی ہیں۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اگر کسی نے بات نہ کرنے کی قسم کھالی تو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ یہ قسم توڑ دے اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے ان علماء نے اس مسئلے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے استدلال کیا ہے کہ اسلام میں خاموش رہنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ اگر کوئی بات نہ کرنے کی نذر کرے تو اس کی نذر منعقد نہیں ہوگی۔ اس کی تائید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ابو اسرائیل نے نذر مانی کہ وہ پیدل چلینگے سواری پر سوار نہ ہوں گے نہ سائے میں آئینگے اور نہ بات کرینگے اور انہیں نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ سواری پر سوار ہوں سائے میں آئیں اور بات کریں۔

ابن قدامہ "المغنی" میں فرماتے ہیں کہ احادیث سے بنیت ثواب اور عبادت کی نیت سے خاموش رہنے کی حرمت معلوم ہوتی ہے اس لیے اگر کوئی خاموش رہنے کی نذر مانے تو اس نذر کا پورا کرنا اس پر لازم نہیں ہے، یہی امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر فقہاء کی رائے ہے اور ہمیں اس مسئلہ میں کسی اختلاف رائے کا علم نہیں ہے۔

اور جن احادیث میں خاموش رہنے کی فضیلت مذکور ہوئی ہے جیسے جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ تو اس کا مطلب مطلق خاموش رہنا نہیں ہے بلکہ باطل اور غلط کلام سے خاموش رہنا ہے۔ اور ایسے کلام مباح سے خاموش رہنا ہے جس سے کسی شر کا یا نقصان کا اندیشہ ہو۔

(فتح الباری ۲/ ۴۶۱ . روضة المتقين ۴/ ۳۰۳ . دليل الفالحين ۴/ ۵۶۶)

الباب (۳٦۷)

بَابُ تَحْرِيمِ انْتِسَابِ الْإِنْسَانِ إِلىٰ غَيْرِ أَبِيهِ وَتَوَلِّيهِ غَيْرَ مَوَالِيهِ

اپنے باپ کے علاوہ اپنے آپ کو کسی اور سے منسوب کرنا اور اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کو اپنا مولی بتانا حرام ہے

غیر باپ کی طرف نسبت کرنے والے پر جنت حرام ہے

۱۸۰۲. عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنِ ادَّعىٰ إِلىٰ غَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ" . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۸۰۲): حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے منسوب کیا جبکہ وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر أبیه . صحیح مسلم، کتاب الایمان باب حال ایمان من رغب عن ابیه .

کلمات حدیث: ادعی : دعوی کیا۔ جھوٹا دعوی کیا۔ ادعی ادعا (باب افتعال) ادعی الی غیر أبیه : اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے منسوب کرنا۔ دعوی جمع دعاوی۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں کسی کے اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنے کی شدید وعید بیان ہوئی ہے۔ (شرح صحیح مسلم۲/ ٤٥ . روضة المتقین٤/ ۳۰٤)

نسب بدلنا کفر ہے

۱۸۰۳. وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَاتَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآئِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيْهِ فَهُوَ كُفْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۸۰۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو۔ جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر أبیه . صحیح مسلم کتاب الایمان، باب مال ایمان من رغب عنه .

کلمات حدیث: رغب عن أبیه : اپنے باپ کو چھوڑ کر اپنے آپ کو کسی اور شخص کی جانب منسوب کیا۔

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل جفا جاہل اور متکبر اس طرح کی ناشائستہ حرکت کرتے ہیں کہ اپنے باپ کو اور اپنے نسب کو خسیس اور حقیر سمجھ کر اپنے آپ کو کسی ذی حیثیت آدمی سے منسوب کرلیں تا کہ اس طرح دنیا میں عزت کا کوئی مقام حاصل کر سکیں۔ اگر کسی نے یہ حرکت حلال اور جائز سمجھ کر کی تو فی الواقع کفر ہے ورنہ کفران نعمت تو ضرور ہے اور اللہ کی تقدیر پر راضی نہ ہونا اور اپنے باپ کو حقیر سمجھنا ہے اور اس کے احسان کے بدلے اس کے ساتھ برائی کرنا ہے۔

(فتح الباری ۵۸٦/۳. شرح صحیح مسلم ۴۵/۲. دلیل الفالحین ۵٦۸/۴)

نسب بدلنے والوں پر فرشتوں کی لعنت

۱۸۰۴. وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ شَرِيْكِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنبَرِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ : لَاوَاللّٰهِ مَاعِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرَؤُهُ اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ، وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَنَشَرَهَا فَاِذَا فِيْهَا اَسْنَانُ الْاِبِلِ وَاَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَابَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ : لَايَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفاً وَّلَا عَدْلًا، ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ، فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِماً فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، لَايَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا : وَمَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوِانْتَمٰى اِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ" لَايَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَاعَدْلًا " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

" ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ : اَیْ عَهْدُهُمْ وَاَمَانَتُهُمْ. "وَاَخْفَرَه"، : نَقَضَ عَهْدَه. "وَالصَّرْفُ" : " التَّوْبَةُ" وَقِيْلَ الْحِيْلَةُ.

" وَالْعَدْلُ " : الْفِدَآءُ.

(۱۸۰۴) یزید بن شریک بن طارق سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ منبر پر خطبہ دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ نہیں اللہ کی قسم ہمارے پاس کوئی اور کتاب نہیں ہے جو ہم پڑھتے ہوں سوائے کتاب اللہ کے اور اس صحیفے کے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس صحیفہ کو کھول کر دکھایا، اس میں ''دیت'' کے اونٹوں کی عمریں اور زخموں کی دیت سے متعلق احکام تھے اور اس میں تحریر تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ بھی حرم ہے عیر سے لے کر ثور تک جس نے اس میں کوئی نئی بات ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی فرض عبادت اور نفلی عبادات بھی قبول نہیں فرمائینگے۔ مسلمان کا ذمہ ایک ہے جس کی ان کا ایک ادنی آدمی کوشش کرتا ہے۔ جس نے کسی مسلمان کا عہد توڑ دیا اس پر اللہ اس کے تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی فرض یا نفلی عبادت قبول نہیں فرمائینگے اور جس

نے اپنے باپ کے علاوہ اپنے آپ کو کسی اور کی طرف منسوب کیا یا اپنے موالی کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کی اس پر اللہ کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ اس کی فرض یا نفلی عبادت قبول نہیں فرمائینگے۔ (متفق علیہ)

ذمة المسلمین سے مراد عہد اور امانت ہے۔ ''أخفر'' اس نے وعدہ توڑا۔ صرف کے معنی توبہ کے ہیں اور کسی نے کہا کہ حیلہ کے ہیں۔ اور عدل کے معنی فدیہ کے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب اثم من تبرأمن موالیه . صحیح مسلم کتاب العتق، باب تحریم العتق غیر موالیه .

کلمات حدیث: أسناد الابل : دیت کے اونٹوں کی عمریں، أشیاء من الجرحات۔ زخموں کی دیت سے متعلق احکام۔ عیر : مدینہ کے ایک پہاڑ کا نام۔ ثور : مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام۔ انتمی الی غیر موالیه : اپنے آپ کو اپنے آقا کے سوا کسی اور طرف منسوب کیا۔ یعنی کسی آزاد شدہ غلام نے اپنے آپ کو اس مولی کی طرف منسوب کرنے کے بجائے جس نے اسے آزاد کیا ہے اپنے آپ کو کسی اور کی جانب منسوب کیا۔ صرفا ولا عدلا امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صرف کے معنی کے توبہ کے اور عدل کے معنی فدیہ کے ہیں۔ الحمصی نے کہا کہ صرف کے معنی فرض کے اور عدل کے معنی نفل کے ہیں۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ باتیں کہیں کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دین کے اسرار اور شریعت کے ایسے امور بطور خاص بتا گئے تھے جو آپ ﷺ نے کسی اور کو نہیں بتائے جب یہ باتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم میں آئیں تو آپ نے متعدد مرتبہ اور بر سر منبر تردید فرمائی کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب یعنی قرآن کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور ایک صحیفہ ہے جس میں کچھ احادیث ہیں پھر آپ نے یہ صحیفہ کھول کر بھی لوگوں کو دکھایا کہ اس میں دیت کے احکام ہیں اور دیت میں دیئے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا بیان ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ہے جو ہمارے لیے خاص ہو اور عام مسلمان کو اس کا علم نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا اور اس کی حدود جبل عیر سے جبل ثور تک بیان فرمائیں صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یا اللہ میں نے مدینہ منورہ کو اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیان حرم قرار دیا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا۔ اب اس میں کوئی شریعت کے خلاف کوئی نئی بات ایجاد نہ کرے نہ اس شہر میں معصیت کا یا ظلم کا ارتکاب کرے اگر کوئی ایسا کرے یا کسی نئی بات ایجاد کرنے والے کو پناہ دے تو وہ اللہ کی رحمت اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی رحمت سے دور ہو جائے۔

تمام مسلمانوں کا ذمہ یعنی امان ایک ہے یعنی اگر کوئی ایک مسلمان کسی کو امان دیدے تو وہ تمام مسلمانوں پر لازم ہوگی اور سب اس کو پورا کرینگے اور کسی مسلمان کو اجازت نہیں ہے کہ اس عہد امان کی خلاف ورزی کرے۔

کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور شخص کی جانب منسوب کرے اور نہ کسی آزاد شدہ غلام کے لیے یہ بات جائز ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس شخص کے علاوہ جس نے اسے آزاد کیا ہے کسی اور کی طرف منسوب کرے۔

یہ وہ احکام اور احادیث نبویہ تھیں جو اس صحیفہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں درج تھیں اور جس کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھول کر لوگوں کو دکھایا اور برسر منبر قسم کھا کر فرمایا ہمارے پاس قرآن کریم اور اس صحیفہ میں مذکور احادیث کے علاوہ کوئی خاص علم نہیں ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسی کوئی بات ارشاد فرمائی جو اور مسلمانوں سے مخفی رکھی ہو۔

(فتح الباری ۱/۱۱۱ ۔شرح صحیح مسلم ۹/۱۲۲ ۔تحفة الاحوذی ۶/۳۲۲)

جس نے غیر باپ کی طرف نسبت کی وہ ہم میں سے نہیں

۱۸۰۵. وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : "لَیْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰی لِغَیْرِ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُهٗ اِلَّا کَفَرَ، وَمَنِ ادَّعٰی مَالَیْسَ لَهٗ فَلَیْسَ مِنَّا وَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ. وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْقَالَ عَدُوَّاللّٰهِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اِلَّا حَارَعَلَیْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ. وَهٰذَا لَفْظُ رِوَایَةِ مُسْلِمٍ.

(۱۸۰۵) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جانتے ہوئے اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور شخص کے بارے میں اپنے باپ ہونے کا دعوی کیا اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ اور جس نے اس چیز کا دعوی کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ جہنم کو اپنا ٹھکانا بنالے۔ اور جو شخص کسی کو کافر کہہ کر پکارے یا اللہ کا دشمن کہے اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ بات اسی کی طرف لوٹ آئے گی۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب حدثنا ابو معمر عن ابی ذر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه . صحیح مسلم کتاب الایمان، باب بیان حال من رغب عن أبیه .

شرح حدیث: اپنا نسب اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے جوڑنا۔ کسی ایسی شئے کا دعوی دار ہونا جو اس کی نہ ہو اور کسی کو کافر یا دشمن خدا کہنا حرام ہے۔ (نزهة المتقين ۲/۵۳٤)

الباب (۳۶۸)

بَابُ التَّحْذِيْرِ مِنْ اِرْتِكَابِ مَانَهَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ

جس بات سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہو اس کے ارتکاب سے بچنا

۳۵۲. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''چاہیے کہ وہ لوگ ڈرتے رہیں جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں ان کو اللہ کی طرف سے آزمائش یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔'' (النور:۶۳)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان کے دلوں میں کفر ونفاق کا فتنہ ہمیشہ کے لیے جڑ نہ پکڑ جائے اور اس طرح دنیا کی کسی سخت آفت یا آخرت کے دردناک عذاب میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ (تفسیر عثمانی)

۳۵۳. وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔'' (آل عمران:۲۸)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ مؤمن کو ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے اور ہرگز کوئی ایسی بات نہ کرے جس میں اس کی ناراضگی کا اندیشہ ہو۔ (معارف القرآن)

۳۵۴. وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿١٢﴾ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔'' (البروج:۱۲)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو مہلت دیتے ہیں اس مہلت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ چھوٹ گئے بلکہ جب ظالم اور نافرمان باز نہیں آتے تو اس کی پکڑ بڑی شدید اور المناک ہوتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اللہ کی پکڑ دردناک ہے

۳۵۵. وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿ وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ ٱلْقُرَىٰ وَهِىَ ظَٰلِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُۥٓ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۝١٠٢ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اسی طرح تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے جبکہ وہ بستیوں کو پکڑتا ہے اس حال میں کہ وہ ظالم ہوں بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت دردناک ہے۔'' (ھود: ۱۰۲)

حرام کے ارتکاب سے اللہ کو غیرت آتی ہے

۱۸۰۶. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ یَغَارُ، وَغَیْرَةُ اللّٰهِ اَنْ یَّاْتِیَ الْمَرْءُ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(۱۸۰۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ کی غیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ آدمی وہ کام کرے جو اللہ نے اس پر حرام قرار دیا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الغیرة . صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب غیرة اللّٰه .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ فواحش اور برائیوں کے ارتکاب اور اللہ تعالیٰ کے جاری کردہ احکام کی خلاف ورزی پر ناراض ہوتے ہیں۔ (فتح الباری ۲/۱۰۶۰ . شرح صحیح مسلم ۱۷/۶۵)
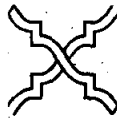
الباب (۳٦۹)

بَابُ مَا يَقُوْلُه، وَيَفْعَلُه، مَنِ ارْتَكَبَ مَنْهِيًّا عَنْهُ

کسی حرام بات کا ارتکاب کرنے والے کو کیا کہنا چاہیے اور کیا کرنا چاہیے

۳۵٦. قَالَ اللّٰه تَعَالیٰ :

﴿ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اگر تمہیں شیطانی انگیخت اللہ کی نافرمانی پر ابھارے تو تم اللہ کی پناہ مانگو۔ (فصلت: ۳٦)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں ارشاد ہوا ہے کہ شیطان کی انگیخت اور اس کا دل میں ڈالا ہوا وسوسہ اگر تمہیں کسی وقت اللہ کی نافرمانی کی جانب مائل کرے تو اللہ کی پناہ مانگو کہ اللہ کی حفاظت اور اس کی پناہ میں آ کر تم شیطان کے اثر سے محفوظ ہو جاؤ گے اور ارتکاب معصیت سے باز رہو گے کہ اللہ کی نافرمانی سے وہ ہی محفوظ رہتے ہیں جو اللہ کی پناہ میں آ جاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

۳۵۷. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ إِذَا مَسَّهُمْ طَٰٓئِفٌ مِّنَ ٱلشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا۟ فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ﴿٢٠١﴾ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''بے شک جو لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے وسوسہ پہنچتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت کو دیکھ لیتے ہیں۔'' (الاعراف: ۲۰۱)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ اہل تقویٰ وہ ہیں جن سے شیطان گریز کرتا ہے اور کبھی شیطان ان کے پاس سے گزر جاتا ہے یا انہیں چھو جاتا ہے تو یہ نہیں ہوتا کہ وہ طویل غفلت میں پڑ جائیں بلکہ وہ اسی وقت متنبہ ہو جاتے ہیں اور اللہ کی یاد سے سرشار ہو جاتے ہیں اور حقیقت کھل کر ان کے سامنے آ جاتی ہے اور نیکی اور بدی کا انجام ان کی نظروں کے سامنے آ جاتا ہے۔ (تفسیری عثمانی)

مسلمان سے جب گناہ ہو جاتا ہے فوراً توبہ کر لیتا ہے

۳۵۸. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا۟ فَٰحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا۟ ٱللَّهَ فَٱسْتَغْفَرُوا۟ لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا۟ عَلَىٰ مَا فَعَلُوا۟ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّٰتٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ ٱلْعَٰمِلِينَ ﴿١٣٦﴾ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''وہ لوگ جو کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر لیتے ہیں تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب

کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو بخش سکتا ہے۔ اور اپنے کیے پر وہ اصرار نہیں کرتے جبکہ وہ جانتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ رہینگے اور عمل کرنے والوں کے لیے اچھا اجر ہے۔'' (آل عمران: ۱۳۵)

تفسیری نکات: تیسری آیات میں اہل تقوی کے بارے میں فرمایا کہ اگر کبھی ان سے کوئی برا کام سرزد ہو جاتا ہے یا کوئی بری بات زبان سے نکل جاتی ہے یا اپنے حق میں کسی زیادتی کا ارتکاب ہو جاتا ہے تو فوراً ہی وہ اللہ کی عظمت وجلال اس کی جزا اور سزا اور اس کے وعدو وعید کو یاد کر کے اپنے گناہوں پر اس کے عفوو درگزر کے طالب ہوتے ہیں اور اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ توبہ اور استغفار کرتے ہیں اور اس خطا پر جمع نہیں رہتے جو ان سے سرزد ہوگئی بلکہ یہ جان کر کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی سچی توبہ قبول کرتا ہے ندامت کے ساتھ اس کے حضور میں توبہ کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔ ان متقیین کے لیے جنت تیار کی گئی ہے وہ اس جنت میں ہمیشہ رہینگے اور اللہ ان کو اپنے انعام واکرام سے سرفراز فرمائینگے۔ (معارف القرآن، تفسیر عثمانی)

۳۵۹. وَقَالَ تَعَالىٰ :

﴿ وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾ ﴾

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''تم سب کے سب اللہ کی طرف رجوع کرو اے ایمان والو تا کہ تم فلاح پاؤ۔'' (النور: ۳۱)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں تمام اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم سب کے سب اللہ کے حضور میں توبہ کرو، اور توبہ کر کے اللہ کی فرمانبرداری کا راستہ اختیار کرو، کہ یہی کامیابی کا راستہ ہے اور اسی میں تمہاری فلاح ہے۔ (معارف القرآن)

لات وعزیٰ کی قسم کھانے کا کفارہ

۱۸۰۷. وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ : لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۰۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے لات اور عزی کی قسم کھائی اسے چاہیے کہ وہ لا الہ الا اللہ کہے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ جوا کھیلیں تو اسے چاہیے کہ وہ صدقہ کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة النجم . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من حلف بالات و العزی .

کلمات حدیث: الات : یہ طائف میں ثقیف کا بت تھا۔ العزیٰ : وادی نخلہ میں قریش اور بنی کنانہ کا بت تھا۔

شرح حدیث: بتوں کی قسم اٹھانا حرام ہے ایسی قسم کھانے والا ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور اس صورت میں تجدید ایمان کی ضرورت ہے۔ جوا کھیلنے کی دعوت دینا بھی گناہ ہے اس پر صدقہ دینا چاہیے اور توبہ کرنی چاہیے۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس سارے مال کا صدقہ کرے جس سے جوا کھیلنے کا ارادہ کیا تھا۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جتنے مال کا صدقہ کرنا چاہے کرے پورے مال کا ضروری نہیں ہے۔ (نزهة المتقين ٢/ ٥٣٨۔ روضة المتقين ٤/ ٣١١)
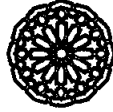
کتاب متفرق احادیث و علاماتِ قیامت

البَابُ (۳۷۰)

بابکِتَابُ الْمَنْثُوْرَاتِ وَالْمُلَحِ
دجال سے متعلق احادیث اور علامات قیامت

۱۸۰۸. عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيْهِ وَرَفَّعَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَآئِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا اِلَيْهِ عَرَفَ ذٰلِكَ فِيْنَا! فَقَالَ: "مَاشَأْنُكُمْ؟" قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ فَخَفَّضْتَ فِيْهِ وَرَفَّعْتَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَآئِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ: "غَيْرُ الدَّجَّالِ اَخْوَفُنِيْ عَلَيْكُمْ: اِنْ يَخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ دُوْنَكُمْ، وَاِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيْجُ نَفْسِهٖ، وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ: اِنَّهٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهٗ طَافِيَةٌ كَاَنِّيْ اُشَبِّهُهٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ اَدْرَكَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ، اِنَّهٗ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا وَعَاثَ شِمَالاً، يَاعِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لُبْثُهٗ فِي الْاَرْضِ؟ قَالَ: "اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا: يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ" قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَسَنَةٍ اَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: "لَااُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ"، قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اِسْرَاعُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ "كَالْغَيْثِ اِسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَاْتِيْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَجِيْبُوْنَ لَهٗ فَيَاْمُرُ السَّمَآءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ اَطْوَلَ مَاكَانَتْ ذُرًى وَاَسْبَغَهٗ ضُرُوْعًا وَاَمَدَّهٗ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَاْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ فَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهٗ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَيْءٌ مِّنْ اَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُوْلُ لَهَا: اَخْرِجِيْ كُنُوْزَكِ فَتَتْبَعُهٗ كُنُوْزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُوْ رَجُلاً مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهٗ جِزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِلُ، وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْبَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ عليه السلام فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَآءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، اِذَاطَأْطَأَ رَأْسَهٗ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَايَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُرِيْحَ نَفَسِهٖ اِلَّامَاتَ، وَنَفَسُهٗ يَنْتَهِيْ اِلٰى حَيْثُ يَنْتَهِيْ طَرْفُهٗ، فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يَاْتِيْ عِيْسٰى عليه السلام قَوْمًا قَدْعَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى عِيْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِيْ

لَایَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ، وَیَبْعَثُ اللّٰهُ یَاْجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ، فَیَمُرُّ اَوَائِلُهُمْ عَلٰی بُحَیْرَةِ طَبَرِیَّةَ فَیَشْرَبُوْنَ مَافِیْهَا وَیَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فَیَقُوْلُوْنَ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَـآءٌ وَیُحْصَرُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰی یَكُوْنَ رَأْسُ الثَّوْرِهم خیر من مائة دینار لِاَحَدِكُمُ الْیَوْمَ، فَیَرْغَبُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی، فَیُرْسِلُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِمُ النَّغَفَ فِیْ رِقَابِهِمْ فَیُصْبِحُوْنَ فَرْسٰی كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ یَهْبِطُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَی الْاَرْضِ فَلَایَجِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَأَهٗ زَهَمُهُمْ وَنَتَنُهُمْ، فَیَرْغَبُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی، فَیُرْسِلُ اللّٰهُ تَعَالٰی طَیْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَیْثُ شَآءَ اللّٰهُ، ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَطَرًا لَایَكِنُّ مِنْهُ بَیْتُ مَدَرٍ وَّلَاوَبَرٍ فَیَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰی یَتْرُكَهَا كَالزَّلَقَةِ، ثُمَّ یُقَالُ لِلْاَرْضِ اَنْبِتِیْ ثَمَرَتَكِ، وَرُدِّیْ بَرَكَتَكِ، فَیَوْمَئِذٍ تَاْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَیَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَیُبَارَكُ فِی الرِّسْلِ. حَتّٰی اَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْاِبِلِ لَتَكْفِیْ الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ و اللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِی الْقَبِیْلَةَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِی الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَیْنَمَاهُمْ كَذٰلِكَ اِذْبَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰی رِیْحاً طَیِّبَةً فَتَاْخُذُهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ، وَیَبْقٰی شِرَارُ النَّاسِ یَتَهَارَجُوْنَ فِیْهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَیْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهٗ "خَلَّةً بَیْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ" : اَیْ طَرِیْقًا بَیْنَهُمَا. وَقَوْلُهٗ "عَاثَ" بِالْعَیْنِ الْمُهْمَلَةِ وَالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ، وَالْعَیْثُ : اَشَدُّ الْفَسَادِ. "وَالذُّرٰی" :بِضَمِّ الزَّالِ..... الْاَسْنِمَةُ "وَالْیَعَاسِیْبُ" ذُكُوْرُالنَّحْلِ "وَجِزْلَتَیْنِ": اَیْ قِطْعَتَیْنِ. "وَالْغَرَضُ" : اَلْهَدَفُ الَّذِیْ یُرْمٰی اِلَیْهِ بِالنُّشَّابِ اَیْ یَرْمِیْهِ رَمْیَةً كَرَمْیَةِ النُّشَّابِ اِلَی الْهَدَفِ. "وَالْمَهْرُوْدَةُ" بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمُعْجَمَةِ وَهِیَ : الثَّوْبُ الْمَصْبُوْغ. قَوْلُهٗ : لَایَدَانِ" : اَیْ لَاطَاقَةَ . "وَالنَّغَفُ" دُوْدٌ "وَفَرْسٰی" جَمْعُ فَرِیْسٍ، وَهُوَالْقَتِیْلُ. "وَالزَّلَقَةُ":بِفَتْحِ الزَّایِ وَاللَّامِ وَالْقَافِ وَرُوِیَ الزُّلْفَةُ بِضَمِّ الزَّایِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ وَبِالْفَاءِ، وَهِیَ : الْمِرْاٰةُ .

"وَالْعِصَابَةُ" : اَلْجَمَاعَةُ .

"وَالرِّسْلُ" بِكَسْرِالرَّآءِ : اللَّبَنُ .

"وَاللِّقْحَةُ " اللَّبُوْنُ .

وَالْفِئَامُ" بِكَسْرِ الْفَآءِ وَبَعْدَهَا هَمْزَةٌ : اَلْجَمَاعَةُ. وَالْفَخِذُ" مِنَ النَّاسِ : دُوْنَ الْقَبِیْلَةِ .

(۱۸۰۸) حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے

دجال کا ذکر فرمایا، اس کی حقارت ذکر کی اور اس کے خطرے کی عظمت کو بیان فرمایا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ یہیں کہیں کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ دوبارہ جب ہم آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمارے دلوں میں پوشیدہ خوف کو جان لیا اور دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آج صبح آپ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا اور اس کو حقیر اور اس کے خطرے کو عظیم کر کے بیان فرمایا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ یہیں کہیں کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے علاوہ اور باتوں کا مجھے تمہارے بارے میں زیادہ اندیشہ ہے کیونکہ اگر دجال نکل آیا اور میں تمہارے درمیان ہوا تو تمہاری جگہ میں خود اس سے نمٹ لوں گا اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر آدمی اپنے نفس کا خود دفاع کرے گا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میری جانب سے نگران ہے۔

دجال نوجوان گھنگھریالے بالوں والا ہوگا اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی گویا میں اسے عبدالعزی بن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں۔ تم میں سے جو شخص اس کو پائے تو اس پر ''سورۃ الکہف'' کی ابتدائی آیات پڑھے وہ شام اور عراق کے درمیانی راستہ پر ظاہر ہوگا اور دائیں بائیں فساد پھیلائے گا۔ اے اللہ کے بندو اس وقت ثابت قدم رہنا۔

ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ دنیا میں اس کا قیام کتنا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چالیس دن، ایک دن ایک سال کے برابر ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ دن جو سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تم اس میں وقت کا اندازہ کر کے نماز پڑھنا۔ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس کی زمین میں تیز رفتاری کا کیا عالم ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ بارش کی طرح جس کو ہوا پیچھے سے دھکیل رہی ہو۔ وہ لوگوں کے پاس آئیگا اور انہیں دعوت دے گا وہ اس پر ایمان لائینگے اور اس کے حکم کو مانیں گے۔ وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اگائے گی۔ ان کے چرنے والے جانور جب شام کو ان کے پاس لوٹیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے کہیں زیادہ لمبے ہونگے اور ان کے تھن پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے ہوں گے اور ان کی کوکھیں پہلے سے زیادہ کشادہ ہوں گی۔

پھر وہ کچھ لوگوں کے پاس آئے گا اور انہیں اپنے ماننے کی دعوت دے گا مگر وہ اس کی بات کو رد کر دینگے وہ ان سے پلٹے گا تو وہ قحط سالی میں مبتلا ہو جائینگے اور ان کے پاس مال باقی نہیں رہے گا۔ اور وہ کسی ضرابے سے گزرے گا اور کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے تو اس زمین کے خزانے شہد کی مکھیوں کے سرداروں کی طرح اس کے پیچھے لگ جائینگے۔ پھر وہ ایک بھرپور نوجوان کو بلائے گا اور اس پر تلوار سے وار کرے گا جو اسے تیر انداز کے نشانے کی طرح دو ٹکڑے کر دے گا۔ پھر اسے پکارے گا تو وہ اس کے سامنے اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ دمک رہا ہوگا اور وہ ہنس رہا ہوگا۔

دجال ابھی اسی حالت میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح بن مریمؑ کو مبعوث فرمائینگے اور آپ آسمان سے دمشق کی مشرقی جانب سفید مینار پر زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے اپنی ہتھیلیاں دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے اتریں گے جب آپ سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے گرینگے اور جب آپ سر اٹھائینگے تب بھی موتی کی طرح چاندی کی بوندیں گرینگی۔ جس کافر کو بھی آپ کے سانس کی گرمی پہنچے گی وہ

مرجائے گا اور آپ کا سانس آپ کی حدنظر تک جائے گا۔ آپ دجال کو تلاش کرینگے یہاں تک کہ اسے باب لُد کے پاس پالیں گے اور اسے قتل کردینگے۔

پھر حضرت عیسی علیہ السلام ان لوگوں کے پاس آئینگے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا ہوگا حضرت عیسی علیہ السلام ان کے چہروں پر ہاتھ پھیرینگے اور انہیں ان درجات کی خوش خبری دینگے جو انہیں جنت میں ملیں گے۔ ابھی وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسی علیہ السلام کو وحی فرمائے گا کہ میں نے اپنے کچھ ایسے بندے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں پس تو میرے ان بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر ان کی حفاظت فرما۔

اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے پستی کی جانب تیزی سے دوڑیں گے ان کا پہلا حصہ بحرۂ طبریہ سے گزرے گا اور اس کا سارا پانی پی جائے گا اور پچھلا گروہ آئے گا تو کہے گا کہ یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کے ساتھی محصور ہوں گے یہاں تک کہ ایک بیل کا سر ان کے نزدیک تمہارے آج کے سو دینار سے زیادہ بہتر ہوگا اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کے ساتھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کی طرف متوجہ ہونگے۔ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کردے گا جس سے وہ دفعتاً ایک جان کی طرح مرجائینگے۔ پھر اللہ کے نبی حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کے ساتھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین کی طرف اتریں گے تو وہ زمین میں ایک بالشت بھی جگہ ایسی نہیں پائینگے جو ان کی لاشوں کی گندگی اور بدبو سے خالی ہو۔ اللہ کے نبی حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کے ساتھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کچھ پرندے بھیجیں گے جن کی گردن بختی اونٹ کی طرح ہوگی وہ ان کو اٹھا کر اس جگہ پھینک دیں گے جہاں اللہ چاہے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائینگے جس سے کوئی گھر اور کوئی خیمہ نہیں بچے گا اور وہ بارش ساری زمین کو دھودے گی یہاں تک کہ زمین کو چکنے میدان کی طرح بنادے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا کہ اپنے پھل اگا اور اپنی برکت واپس لا۔ اس وقت ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے سے سایہ پائے گا اور دودھ میں اتنی برکت ڈالی جائے گی کہ ایک دودھ دینے والی اونٹنی ایک جماعت کو کافی ہوگی اور ایک دودھ دینے والی گائے لوگوں کے ایک قبیلے کو کافی ہوگی اور دودھ دینے والی ایک بکری لوگوں کے ایک گھرانے کو کافی ہوگی۔

لوگ ابھی اس حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ان کو ان کے بغلوں کے نیچے سے لگے گی اور ہر مؤمن اور ہر مسلمان کی روح قبض کرے گی، صرف شریر لوگ باقی رہ جائینگے وہ آپس میں اس طرح جماع کرینگے جیسے گدھے سرعام کرتے ہیں اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔ (مسلم)

خلة بين الشام : شام اور عراق کا درمیانی راستہ۔ عاث : فساد کیا۔ والذرى : کوہان۔ يعاسيب : شہد کی مکھیاں۔ جزلتين : دو ٹکڑے۔ الغرض وہ نشانہ جس کو تیر مارا جائے یعنی اس کو اس طرح تلوار مارے گا جس طرح تیر کو نشانہ پر مارتے ہیں۔ المهرودة : دال اور ذال دونوں کے ساتھ صحیح ہے، زرد رنگ کا کپڑا۔ لایدان : طاقت نہیں ہے۔ النغف : کیڑا۔ فرسى : فريس کی جمع۔ فضول۔ الزلقة : چکنی چٹان اور فاء کے ساتھ زلفة بھی ہے۔ آئینہ۔ العصابة جماعت ۔ الرسل : دودھ۔ اللبون : دودھ دینے والا جانور۔

الفئام : جماعت۔ الفخذمن الناس : قبیلے سے کم جماعت یعنی خاندان یا گھرانہ۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال وصفة و مامعه .

کلمات حدیث: الدجال : بہت مکروفریب کرنے والا اور دھوکہ دینے والا۔ دجال اعظم جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوگا۔ فخفض فیه ورفع : آپ ﷺ نے دجال کو بہت حقیر اور اس کے فتنے کو بہت بڑا بتایا۔ یا آپ ﷺ نے دوران گفتگو اپنا لہجہ پست فرمایا اور اونچا فرمایا۔ فامرؤ حجيج نفسه : ہر آدمی اپنے نفس کا خود دفاع کرے گا۔ شاب قطط : نوجوان جس کے بال شدت سے گھنگھریالے ہوں گے۔ عينه طافئة : اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی اور جس سے بینائی نہ ہوگی۔ وأسبغه ضروعا : ان کے تھن لبریز ہونگے۔ امده خواصر : کھاپی کر اور سیر ہو کر ان کی کوکھیں خوب بھری ہونگی۔ جزلتين : دو ٹکڑے۔ وهم من كل حدب ينسلون : وہ ہر بلند جگہ سے تیز دوڑتے ہوتے نیچے آرہے ہوں گے۔ حدب : زمین کا بلند حصہ۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم کی یہ حدیث اور دیگر احادیث جن میں دجال کے ظہور اور دیگر علامات قیامت کا ذکر آیا ہے اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک برحق ہیں۔ دجال کا ظہور، حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول اور یاجوج ماجوج کا ظہور یہ تمام امور جس طرح رسول کریم ﷺ نے بیان فرمائے ہیں اسی طرح رونما ہوں گے۔

(شرح صحيح مسلم١٨/ ٥٠. دليل الفالحين٤/ ٥٧٤. روضة المتقين٤/ ٣١٣)

دجال کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا

١٨٠٩. وَعَنْ رِبْعِيّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ : اِنْطَلَقْتُ مَعَ اَبِی مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيّ اِلٰی حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُم فَقَالَ لَه' اَبُوْمَسْعُوْدٍ حَدِّثْنِیْ مَاسَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدَّجَّالِ قَالَ : (اِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ، وَاِنَّ مَعَه' مَآءً وَنَارًا. فَاَمَّا الَّذِیْ يَرَاهُ النَّاسُ مَآءً فَنَارٌ تُحْرِقُ وَاَمَّا الَّذِیْ يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا. فَمَآءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ، فَمَنْ اَدْرَكَه' مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِیْ يَرَاهُ نَارًا فَاِنَّه' عَذْبٌ طَيِّبٌ" فَقَالَ اَبُوْمَسْعُوْدٍ : وَاَنَا قَدْ سَمِعْتُه' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(١٨٠٩) ربعی بن حراش سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے ابومسعود نے کہا کہ آپ ہمیں دجال کے بارے میں وہ حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا جس کو لوگ دیکھنے میں پانی سمجھیں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جس کو لوگ آگ سمجھیں گے وہ عمدہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی ہوگا۔ اس پر ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے بھی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، كتاب الانبياء، باب ماذكر عن بنی اسرائيل . صحيح مسلم كتاب الفتن، باب

ذکر الدجال وصفة .

شرح حدیث: قیامت سے پہلے دجال کا ظہور ایک عظیم فتنہ اور لوگوں کے لیے ایک بڑی آزمائش ہوگی، صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ دجال کے پاس ایک نہر پانی کی ہوگی اور ایک آگ کی، جو لوگوں کو آگ نظر آئے گی وہ درحقیقت پانی ہوگا اور جو پانی ہوگا وہ حقیقت میں آگ ہوگی۔ غرض دجال کے پاس بڑے بڑے فتنے ہوں گے جن سے اللہ اپنے بندوں کی آزمائش کرے گا۔

(فتح الباری ۲/ ۳۴۳. شرح صحیح مسلم ۱۸/ ۴۸)

دجال کا قیام چالیس تک ہوگا

۱۸۱۰. وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"يَخْرُجُ الدَّجَالُ فِيْ اُمَّتِيْ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ، لَااَدْرِيْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْاَرْبَعِيْنَ شَهْرًا اَوْاَرْبَعِيْنَ عَامًا، فَيَبْعَثُ اللّٰهُ تَعَالٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطْلُبُه' فَيُهْلِكُه'، ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَايَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ اَوْاِيْمَانٍ اِلَّاقَبَضَتْهُ حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ دَخَلَ فِيْ كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَقْبِضَه' فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَايَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا، وَلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا، فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ : اَلَا تَسْتَجِيْبُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَيَامُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ، وَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ، حَسَنٌ عَيْشُهُمْ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَلَايَسْمَعُه' اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا وَرَفَعَ لِيْتًا وَاَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُه' رَجُلٌ يَلُوْطُ حَوْضَ اِبِلِهٖ فَيُصْعَقُ وَيُصْعَقُ النَّاسُ ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ. اَوقَالَ يُنْزِلُ اللّٰهُ. مَطَراً كَاَنَّه' الطَّلُّ اَوِالظِّلُّ فَتَنْبُتُ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَاهُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُوْنَ، ثُمَّ يَقُوْلُ : يَاَاَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ، وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ، ثُمَّ يُقَالُ : اَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ فَيُقَالُ : مِنْ كَمْ؟ فَيُقَالُ: مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَذٰلِكَ يَوْمٌ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا، وَذٰلِكَ يَوْمٌ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اللِّيْتُ" صَفْحَةُ الْعُنُقِ، وَمَعْنَاهُ يَضَعُ صَفْحَةَ عُنُقِهٖ وَيَرْفَعُ صَفْحَتَه' الْاُخْرٰى .

(۱۸۱۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں دجال نکلے گا اور چالیس تک رہے گا میں نہیں جانتا کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا وہ اسے تلاش کرینگے اور اسے ہلاک کردینگے۔ اس کے بعد لوگ سات سال اس طرح رہینگے کہ ان کے دو آدمیوں کے درمیان کوئی دشمنی نہ ہوگی۔ پھر شام کی جانب سے ایک سرد ہوا آئے گی اور روئے ارض پر کوئی آدمی ایسا نہیں بچے گا جس کے دل میں ایک ذرہ کے

برابر خیر یا ایمان ہوگا، مگر وہ ہوا اس کی روح قبض کر لے گی حتیٰ کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی پہاڑ کی تہہ میں اترا ہوا ہوگا تو وہ ہوا وہاں پہنچ کر اس کی روح قبض کر لے گی۔ اور صرف بدترین لوگ باقی رہ جائینگے جن میں شہوت کے اعتبار سے پرندوں جیسی تیزی اور درندوں جیسی خون خواری ہوگی وہ نہ کسی نیکی کو نیکی جانتے ہوں گے اور نہ کسی برائی کو برائی سمجھتے ہوں گے شیطان ان کے سامنے انسانی شکل میں آئے گا اور کہے گا کہ کیا تم میری بات مانو گے۔ وہ کہیں گے کہ تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے وہ انہیں بت پرستی کا حکم دے گا، اور ان کے پاس رزق فراواں ہوگا ان کی زندگی پر آسائش ہوگی۔ پھر صور پھونکا جائے گا۔ جو بھی اس کی آواز سنے گا اپنی گردن اس کی طرف جھکائے گا اور پھر اٹھائے گا۔ اس آواز کو جو شخص سب سے پہلے سنے گا وہ وہ ہوگا جو اپنے اونٹوں کے حوض کی لپائی کر رہا ہوگا۔ وہ چیخ مار کر بے ہوش ہو جائے گا اور لوگ بھی چیخ مار کر بے ہوش ہو جائینگے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا یا فرمایا کہ بارش نازل فرمائے گا جو پھوار جیسی ہوگی جس سے انسانی جسم نباتات کی طرح اگیں گے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور وہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔ پھر کہا جائے گا کہ اے لوگو اپنے رب کی طرف چلو۔ اب انہیں ٹھہراؤ اور اب ان سے سوال ہوگا۔ پھر کہا جائے گا کہ ان میں سے جہنمیوں کو نکالو پوچھا جائے گا کتنوں میں سے کتنے، حکم ہوگا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ یہ وہ دن ہوگا جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور یہی وہ دن ہوگا جب پنڈلی کھولی جائے گی۔ (مسلم)

لیت : گردن کی ایک جانب، گردن کا ایک کنارہ رکھے گا اور ایک اٹھائے گا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی الدجال وھو اھون علی اللہ عزوجل.

کلمات حدیث: فی خفة الطیر واحلام السباع : فساد اور شر کی طرف دوڑنے میں پرندوں کی طرح ہلکے اور ظلم وزیادتی میں درندوں کی طرح خوں خوار ہوں گے۔

شرح حدیث: قیامت سے پہلے دجال کا ظہور ہوگا جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کرینگے، پھر سات سال ایسے گزرینگے جن میں لوگوں کے درمیان عداوت اور دشمنی نہ ہوگی۔ پھر شام کی طرف سے ایک ہوائے سرد چلے گی جس سے تمام اہل ایمان مر جائینگے اور دنیا میں صرف برے لوگ رہ جائینگے اور پھر صور پھونکا جائے گا اور پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو تمام انسان اٹھ کر کھڑے ہو جائینگے اور ان کو اکھٹا کیا جائے گا اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ انہیں یہاں ٹھہراؤ اب ان سے سوال ہوگا۔ اور اہل جہنم کو الگ کر دیا جائے گا۔ یہی وہ سخت ترین دن ہوگا جس میں غم اور پریشانی کی شدت سے بچے بوڑھے ہو جائینگے اور اسی دن پنڈلی کھولی جائیگی۔

یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنی پنڈلی کھولے گا جس طرح بھی اس کی شان کے لائق ہے تو تمام مؤمن مرد اور عورت اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائینگے البتہ وہ لوگ باقی رہ جائینگے جو دکھلاوے اور شہرت کے لیے سجدے کرتے تھے وہ سجدہ کرنا چاہینگے لیکن ان کی ریڑھ کی ہڈی سخت ہو کر تختے کی طرح ہو جائیگی اور وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے اور ان کے لیے جھکنا اور سجدہ کرنا ناممکن ہو جائے گا۔

(شرح صحیح مسلم ۱۸/ ۶۰. روضة المتقین ٤/ ۳۲۱. دلیل الفالحین ٤/ ۵۸۳)

مکہ اور مدینہ میں دجال داخل نہ ہو سکے گا

۱۸۱۱. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ، وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ اَنْقَابِهِمَا اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ تَحْرُسُهُمَا، فَيَنْزِلُ بِالسَّبْخَةِ فَيَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يُخْرِجُ اللّٰهُ مِنْهَا كُلَّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۱۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے قدموں تلے ہر شہر روندا جائے گا سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے۔ ان دونوں کے ہر پہاڑی راستے پر فرشتے صفیں باندھے ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ پس دجال مدینہ کے قریب زمین شور پر اترے گا تو مدینہ منورہ تین مرتبہ زلزلوں سے لرز اٹھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر کافر اور منافق کو باہر نکال دے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب في الدجال وهو اهون على الله .

کلمات حدیث: السبخة : ایسی ریتیلی زمین جس میں شوریدگی کی وجہ سے کوئی پیداوار نہ ہو۔

شرح حدیث: دجال کا فتنہ ایک عظیم فتنہ ہوگا کوئی بستی اور کوئی شہر اس کے فتنے سے محفوظ نہ رہے گا سوائے مکہ اور مدینہ کے کہ ان دونوں شہروں کی فضیلت اور عظمت کی بنا پر اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا اور ان دونوں شہروں کے تمام راستوں پر فرشتے مقرر کر دیئے جائیں گے۔ دجال مدینہ منورہ کے باہر زمین شور کے قریب تک پہنچے گا تو مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلے آئینگے اور اللہ تعالیٰ وہاں موجود ہر کافر اور منافق کو باہر نکال دے گا۔ (فتح الباري ۱/۳/۱۰۰۳. ارشاد الساري ٤/٤٢٥ . شرح صحيح مسلم ۱۸/۶۷)

ستر ہزار یہودی دجال کے پیروکار ہونگے

۱۸۱۲. وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ اَصْبَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفاً عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۱۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اصفہان کے ستر ہزار یہودی جو طیالسہ پہنے ہوں گے وہ دجال کے ساتھ ہوں گے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب في بقية من احاديث الدجال.

کلمات حدیث: اصفهان : ایران کے ایک شہر کا نام۔ طیالسہ جمع طیلسان : سبز رنگ کی چادر۔ عجم کے مشائخ کا لباس۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہ کبھی کوئی فتنہ دجال کے فتنہ سے بڑا ہوا اور نہ قیامت تک کوئی ہوگا۔ ہر نبی نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے ڈرایا ہے اور میں تمہیں وہ بات بھی بتلاتا ہوں جو کسی نے نہیں بتائی کہ دجال کانا ہے۔ ستر ہزار یہودی مشائخ اور علماء جو طیلسان پہنے ہوئے ہوں گے اس کے ساتھ ہوں گے۔ (شرح صحيح مسلم ۱۸/۶۸)

دجال کے خوف سے لوگ پہاڑوں میں پناہ لیں گے

۱۸۱۳ . وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "لَيَنْفِرَنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ" فِي الْجِبَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۸۱۳) حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ دجال کے خوف سے بھاگ کر پہاڑوں میں جا کر پناہ لیں گے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی بقیة من احادیث الدجال .

کلمات حدیث: لینفرن : ضرور بھاگیں گے لوگ دجال سے ڈر کر اور اس سے نفرت کی بناء پر۔

راوی حدیث: حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا صحابیہ ہیں۔ ان کا نام غزیہ یا غزیلہ تھا۔ قبیلہ دوس سے تعلق تھا۔ ان کی مرویات صحیحین ترمذی نسائی اور ابن ماجہ میں موجود ہیں۔ (دلیل الفالحین ٤/٥٨٧)

شرح حدیث: دجال کے خوف اور اس کے فتنے سے ڈر کر نیک لوگ بھاگیں گے اور پہاڑوں میں پناہ لیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس وقت عرب کہاں ہوں گے آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس وقت قلیل ہوں گے۔ (شرح صحیح مسلم ١٨/٦٨ . روضة المتقين ٤/٣٢٥ . دليل الفالحين ٤/٥٨٧)

دجال کا فتنہ سب سے بڑا فتنہ ہوگا

۱۸۱۴ . وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "مَابَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۸۱۴) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت کے دن تک کوئی فتنہ دجال کے فتنہ سے بڑا نہ ہوگا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی بقیة من احادیث الدجال .

شرح حدیث: تخلیق آدم سے لے کر اس دنیا کے اختتام تک سب سے بڑا فتنہ جو رونما ہوگا وہ دجال کا ہوگا کیونکہ اس کے فتنے سے بچ جانے والے بہت تھوڑے ہوں گے۔ ابونعیم نے حلیہ میں بسند صحیح حضرت حسان بن عطیہ سے نقل کیا ہے کہ دجال کے فتنے سے بچ جانے والوں کی تعداد بارہ ہزار مرد اور سات ہزار عورتیں ہوں گی۔ احتمال ہے کہ حضرت حسان بن عطیہ کا یہ قول حدیث مرفوع ہوا جو مرسل روایت ہوا ہے۔ (شرح صحیح مسلم ١٨/٦٨ . دليل الفالحين ٤/٥٨٧)

ایک کامل مؤمن کا دجال سے مقابلہ ہوگا

۱۸۱۵. وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : "یَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَیَتَوَجَّہُ قِبَلَہٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَیَتَلَقَّاہُ الْمَسَالِحُ: مَسَالِحُ الدَّجَّالِ. فَیَقُوْلُوْنَ لَہٗ : اِلٰی اَیْنَ تَعْمِدُ فَیَقُوْلُ : اَعْمَدُ اِلٰی ھٰذَا الَّذِیْ خَرَجَ. فَیَقُوْلُوْنَ لَہٗ : اَوَمَاتُؤْمِنُ بِرَبِّنَا؟ فَیَقُوْلُ : مَابِرَبِّنَا خَفَآءٌ! فَیَقُوْلُوْنَ : اقْتُلُوْہُ فَیَقُوْلُ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ : اَلَیْسَ قَدْنَھَاکُمْ رَبُّکُمْ اَنْ تَقْتُلُوْا اَحَدًا دُوْنَہٗ. فَیَنْطَلِقُوْنَ بِہٖ اِلَی الدَّجَّالِ، فَاِذَا رَاٰہُ الْمُؤْمِنُ قَالَ : یَااَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ ھٰذَا الدَّجَّالُ الَّذِیْ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. فَیَأْمُرُ الدَّجَّالُ بِہٖ فَیُشَبَّحُ فَیَقُوْلُ: خُذُوْہُ وَشُجُّوْہُ، فَیُوْسَعُ ظَھْرُہٗ وَبَطْنُہٗ ضَرْبًا : فَیَقُوْلُ : اَوَمَاتُؤْمِنُ بِیْ فَیَقُوْلُ اَنْتَ الْمَسِیْحُ الْکَذَّابُ! فَیُؤْمَرُ بِہٖ فَیُؤْشَرُ بِالْمِنْشَارِ مِنْ مَفْرِقِہٖ حَتّٰی یُفَرِّقَ بَیْنَ رِجْلَیْہِ، ثُمَّ یَمْشِی الدَّجَّالُ بَیْنَ الْقِطْعَتَیْنِ، ثُمَّ یَقُوْلُ لَہٗ قُمْ فَیَسْتَوِیْ قَائِمًا، ثُمَّ یَقُوْلُ لَہٗ : اَتُؤْمِنُ بِیْ؟ فَیَقُوْلُ : مَاازْدَدْتُ فِیْکَ اِلَّابَصِیْرَۃً، ثُمَّ یَقُوْلُ یَااَیُّھَا النَّاسُ اِنَّہٗ لَایَفْعَلُ بَعْدِیْ بِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ، فَیَأْخُذُہُ الدَّجَّالُ لِیَذْبَحَہٗ فَیَجْعَلُ اللّٰہُ مَابَیْنَ رَقَبَتِہٖ اِلٰی تَرْقُوَتِہٖ نُحَاسًا فَلَا یَسْتَطِیْعُ اِلَیْہِ سَبِیْلًا فَیَأْخُذُہٗ بِیَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ فَیَقْذِفُ بِہٖ فَیَحْسَبُ النَّاسُ اَنَّہٗ قَذَفَہٗ اِلَی النَّارِ وَاِنَّمَا اُلْقِیَ فِی الْجَنَّۃِ" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "ھٰذَا اَعْظَمُ النَّاسِ شَھَادَۃً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ. وَرَوَاہُ الْبُخَارِیُّ بَعْضَہٗ بِمَعْنَاہُ "اَلْمَسَالِحُ" اَلْخُفَرَآءُ وَالطَّلَائِعُ.

(۱۸۱۵) حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دجال کا خروج ہوگا اور اہل ایمان میں سے کوئی مؤمن اس کی طرف جائے گا اس کو دجال کے ہتھیار لگے ہوئے محافظ کہیں گے کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہے گا کہ میں اس شخص کی طرف جا رہا ہوں جو نکلا ہے۔ تو وہ کہینگے کہ تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ کہے گا کہ ہمارے رب کی ذات تو مخفی نہیں ہے۔ تو وہ آپس میں کہینگے کہ اسے قتل کر دو، پھر ان میں سے کچھ لوگ دوسروں سے کہیں گے کہ کیا تمہارے رب نے اس کی اجازت کے بغیر قتل کرنے سے منع نہیں کیا۔ وہ اسے لے کر دجال کے پاس لے آئینگے۔ وہ مؤمن اسے دیکھ کر کہے گا اے لوگو یہی دجال ہے جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ دجال حکم دے گا کہ اس کو پیٹ کے بل لٹا دیا جائے۔ پھر وہ کہے گا کہ اسے پکڑو اور اس کے سر اور چہرے پر ضرب لگاؤ۔ اس پر اسے مار مار کر اس کی پشت اور پیٹ کو کشادہ کر دیا جائے گا۔ پھر دجال پوچھے گا کہ کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ تو وہ مؤمن کہے گا کہ تو مسیح کذاب ہے۔ اس پر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا کہ آرے سے اس کو درمیان سے چیر دیا جائے اور اس کی ٹانگوں کے درمیان سے اس کے دو حصے کر دیئے جائیں۔ دجال ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا اور اسے کہے گا کہ کھڑا ہو جا تو وہ مؤمن سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ دجال اس سے پھر کہے گا کہ کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ کہے گا کہ تیرے بارے میں میری بصیرت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ پھر وہ مؤمن کہے گا اے لوگو اب میرے بعد یہ کسی کے ساتھ اس طرح نہیں کر سکے گا۔ اس پر دجال اسے پکڑ کر ذبح

کرنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی گردن اور ہنسلی کے درمیانی حصے کو تانبے کا بنادے گا اور دجال اس کو قتل کرنے کا کوئی طریقہ نہیں پائے گا تو دجال اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو پکڑ کر پھینک دے گا۔ لوگ سمجھیں گے کہ اس نے اسے آگ میں پھینکا ہے لیکن درحقیقت اسے جنت میں ڈالدیا گیا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کی شہادت عظیم ترین شہادت ہوگی۔ (مسلم) امام بخاری نے اس مفہوم کا کچھ حصہ روایت کیا ہے۔

المسالح : پہرے دار اور جاسوس۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب لا ید خل الدجال المدینة . صحیح مسلم کتاب الفتن، باب صفة الدجال و تحریم المدینة علیه .

کلمات حدیث: مسالح الدجال : دجال کے مخالفین اور اس کے فوجی جو اسلحہ سے مسلح ہوں گے۔ فیشبح : اسے پیٹ کے بل لٹا دیا جائے گا۔ فیؤشر بالمنشار من مفرقه : آرا اس کے سر پر رکھ کر اسے سر سے لے کر ٹانگوں کے درمیان تک دو حصوں میں چیر دیا جائے گا۔

شرح حدیث: دجال ساری دنیا میں تیزی سے سفر کرتا ہوا اور زمین کے ہر حصہ کو روندتا ہوا چلا جائے گا مگر مکہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اس کے پاس اس دور کا صالح ترین انسان جائے گا دجال کے لوگ اسے پکڑ کر دجال کے پاس پہنچادینگے وہ دجال کو دیکھتے ہی پکار کر کہے گا کہ اے لوگو یہی وہ دجال ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی ہے۔ اس پر اسے خوب مارا پیٹا جائے گا پھر اس سے دجال کہے گا کہ کیا اب تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ اس پر بھی یہ مؤمن شخص برملا کہے گا کہ تو مسیح کذاب ہے۔ اس کے بعد دجال کے حکم سے آرا اس شخص کے سر پر رکھ کر اسکے سارے جسم کو ٹانگوں کے درمیان تک چیر دیا جائے گا اور دجال اس کی لاش کے دونوں ٹکڑے کے درمیان چلے گا اور ان ٹکڑوں کو کہے گا کہ کھڑا ہو جا تو وہ کھڑا ہو جائے گا دجال پھر پوچھے گا کہ اب تو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ تو یہ شخص کہے گا کہ اب تو میری تیرے بارے میں بصیرت میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔ پھر یہ مؤمن شخص لوگوں سے کہے گا کہ اب یہ کسی اور کے ساتھ وہ سلوک نہیں کر سکے گا جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے۔ دجال اسے پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا تو اس کا جسم تانبے کا بن جائے گا اور دجال اس کو قتل کرنے پر قادر نہ ہوگا اس پر وہ اسے آگ میں پھینک دے گا اور یہ آگ نہ ہوگی درحقیقت جنت ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی شہادت اللہ رب العالمین کے یہاں تمام شہدا کی شہادت سے بڑھ کر ہوگی۔

(فتح الباری ۱/۱۰۰۳ . ارشاد الساری ۴/۴۲۶ . شرح صحیح مسلم ۱۸/۵۷ . روضة المتقین ۴/۳۲۶)

پختہ ایمان والے فتنہ دجال سے محفوظ رہیں گے

۱۸۱۶ . وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَاسَأَلَ اَحَدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ اَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُه، وَاِنَّه، قَالَ لِيْ : "مَايَضُرُّكَ" قُلْتُ : اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ : اِنَّ مَعَه، جَبَلَ

خُبْزٍ وَنَهْرُ مَآءٍ! قَالَ : "هُوَ اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۸۱۶) حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ دجال کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کسی نے نہیں کئے۔ اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے پاس روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل ایمان کو اس کے شر سے بچانا اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال . صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب الدجال وهو اهون علی الله من ذلك .

شرح حدیث: حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دجال کے بارے میں کثرت سے سوال کئے۔ آپ ﷺ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں اس سے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ بلکہ کسی بھی صاحب ایمان کو اندیشہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود اہل ایمان کی حفاظت فرمائینگے اور دجال کا سحر اس کی جادوگری اور اس کا مکر و فریب ان پر اثر انداز نہ ہو سکے گا۔ (فتح الباری ۳/۱۰۰۳ . ارشاد الساری ۴/۴۲۶ . روضۃ المتقین ۴/۳۶۸)

دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ،ک،ف،ر ہوگا

۱۸۱۷ . وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَامِنْ نَبِيِّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ، اِلَا اِنَّهُ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ بِاَعْوَرَ، مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كفر" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۸۱۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو نبی آیا اس نے اپنی امت کو کانے کذاب دجال سے ڈرایا۔ سن لو دجال کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک،ف،ر لکھا ہوگا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال . صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال وصفة ومامعه .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے منزہ اور صفت کمال سے متصف ہے اور دجال جھوٹا ہوگا اور ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور اس کے باوجود ربوبیت کا دعویٰ دار ہوگا۔ قاضی ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دجال کے کذاب ہونے اور اس کے ناقص ہونے کا بیان ہے اور جو ناقص ہو وہ رب نہیں ہو سکتا اور اس کی آنکھوں کے درمیان کفر لکھا ہوا ہوگا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محققین کے نزدیک اس کی آنکھوں کے درمیان کفر کا لفظ لکھا ہوا ہونا اپنے ظاہر کے مطابق ہے اور

حقیقتاً یہ لفظ لکھا ہوا ہوگا تاکہ یہ اس کے کفر کی ظاہری علامت ہو اور لوگ اس کو دیکھ کر اس کے فتنے میں گرفتار ہونے سے محفوظ رہیں۔

(فتح الباری ۳/ ۷۳۰. شرح صحیح مسلم ۱۸/ ۴۷. روضة المتقین ٤/ ۳۲۹)

دجال کانا ہوگا

۱۸۱۸. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَلاَ اُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَاحَدَّثَ بِهٖ نَبِیٌّ قَوْمَهٗ: اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّهٗ یَجِیْءُ مَعَهٗ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِیْ یَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِیَ النَّارُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۱۸۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں دجال کے بارے میں ایسی بات نہ بتلادوں جو کسی نبی نے اپنی امت کے لوگوں کو نہیں بتائی۔ دجال کانا ہوگا اور اس کے پاس جنت اور دوزخ جیسی کوئی چیز ہوگی اور جسے وہ جنت بتائے گا دراصل وہ جہنم ہوگی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب قوله تعالی ولقدارسلنا نوحاً الی قومه. صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال وصفته ومامعه.

شرح حدیث: دجال کو دجال اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کا جھوٹ اور اس کا مکر وفریب اور اس کا دھوکہ بہت زیادہ ہوگا۔ اس سے بہت سے خلاف عادت امور ظاہر ہوں گے اور زمین کے غلات پر اور ارزاق پر اسے قدرت حاصل ہوگی۔ جس کی بنا پر بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو جائینگے جن میں اکثریت یہود کی ہوگی اور وہ خود بھی یہودی ہوگا۔ وہ اپنی الوہیت کا دعوی دار ہوگا لیکن اہل ایمان اس سے دور رہینگے اور اس سے بچ کر پہاڑوں پر چلے جائینگے کیونکہ وہ اسے اس کی علامتوں سے پہچان لینگے اور ان علامتوں میں سے سب سے بڑی علامت یہ ہوگی کہ وہ کانا ہوگا اور یہ ایسی علامت ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لوگوں کو بتائی اور آپ ﷺ سے قبل کسی نبی نے نہیں بتائی اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ کے مثل کوئی چیز ہوگی اور جس کو وہ جنت کہے گا وہ درحقیقت جہنم ہوگی۔

(نزهة المتقین ۲/ ۵٤۹. فتح الباری ۲/ ۲۹۱. صحیح مسلم: ۱۸/ ٤۹)

دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا

۱۸۱۹. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَکَرَ الدَّجَّالَ بَیْنَ ظَهْرَانَیِ النَّاسِ فَقَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِاَعْوَرَ اِلَّا اِنَّ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ الْعَیْنِ الْیُمْنٰی کَاَنَّ عَیْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِیَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۱۸۱۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر فرمایا

اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے مگر یاد رکھو کہ مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہے جیسے اس کی آنکھ ابھرا ہوا انگور ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ذکر المسیح بن مریم و المسیح الدجال .

کلمات حدیث: بین ظهر انی الناس : لوگوں کے درمیان۔

شرح حدیث: دجال یہودی ہوگا اور فتنہ پردازی اور دجل وفریب کے منتہا پر ہونے کی وجہ سے اس کو دجال کہا جاتا ہے جو احادیث دجال کے بارے میں کتب احادیث اور خاص طور پر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آئی ہیں ان کی صحت اور قطعیت پر علماء امت کا اتفاق ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول بھی ایسی متواتر احادیث سے ثابت ہے جن کی صحت میں شبہ کی بھی گنجائش نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے قیامت سے پہلے دجال کا ظہور ہوگا وہ الوہیت کا مدعی ہوگا اور یہودیوں کا ایک بڑا گروہ اس کے ساتھ ہوگا۔ اس کو احادیث میں مسیح الدجال کہا گیا ہے اور یہ اس لیے کہ اس کی ایک آنکھ ممسوح ہوگی یا وہ مکہ اور مدینہ کے علاوہ روئے ارض کے ہر علاقے میں پھرے گا اس لیے اسے مسیح کہا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیمار پر ہاتھ پھیر دیتے تھے اور اسے شفاء حاصل ہو جاتی تھی اس لیے انہیں بھی مسیح کہا جاتا ہے۔ (فتح الباری ۲/ ۲۱۰. شرح صحیح مسلم ۲/۱/ ۲۰۱. روضة المتقین ٤/ ۳۳۲. ریاض الصالحین(صلاح الدین) ۲ /۵۸٦)

قیامت کے قریب یہودیوں کی پناہ گاہ صرف غرقد درخت ہوگا

۱۸۲۰ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْیَهُوْدَ حَتّٰی یَخْتَبِئَ الْیَهُوْدِیُّ مِنْ وَرَآءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَیَقُوْلُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ : یَامُسْلِمُ هٰذَا یَهُوْدِیٌّ خَلْفِیْ تَعَالَ فَاقْتُلْهُ اِلَّا الْغَرْقَدَ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرِ الْیَهُوْدِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(۱۸۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان کی یہودیوں سے جنگ نہ ہوگی، یہاں تک کہ اگر کوئی یہودی درخت اور پتھر کے پیچھے بھی چھپے گا تو وہ پتھر اور درخت بول اٹھے گا۔ اے مسلم آ یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اس کو آ کر مار دے سوائے غرقد کے درخت کے کہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب قتال الیهود . صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل .

کلمات حدیث: غرقد : ایک کانٹے دار درخت جو بیت المقدس کے علاقے میں پایا جاتا ہے۔

شرح حدیث: قیامت سے پہلے یہود اور مسلمانوں کے درمیان جنگ ہوگی جس میں اہل اسلام کو فتح ہوگی اور یہود کثرت سے قتل

کئے جائیں گے اور اللہ کے حکم سے شجر و حجر کو گویائی ملے گی اور وہ مسلمان کو پکار کر کہیں گے کہ اے مسلم ادھر میرے پیچھے ایک یہودی چھپا ہوا ہے سوائے غرقد کے درخت کے کہ وہ کلام نہیں کرے گا اور یہودی کا پتہ نہیں دے گا۔ یہ غیب کی خبریں ہیں اور جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے یقیناً اسی طرح ہوگا اور قولِ صادق و مصدوق ﷺ پر ایمان رکھنا لازمی ہے۔

(فتح الباری ۲/۱۸۳. شرح صحیح مسلم ۱۸/۳۶. دلیل الفالحین ۴/۵۹۳)

قیامت کے قریب مصائب کی وجہ سے قبر کی زندگی کو ترجیح دے گا

۱۸۲۱. وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاتَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِالْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُ : يَالَيْتَنِیْ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّيْنُ، مَابِهٖ اِلَّا الْبَلَآءُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۲۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی کہ آدمی قبر کے پاس سے گزرے گا تو اس پر لوٹ پوٹ جائے گا اور کہے گا اے کاش اس قبر والے کی جگہ میں ہوتا۔ اور یہ بات وہ دین کے خاطر نہیں کہے گا بلکہ اس ابتلاء اور آزمائش کی بناء پر کہے گا جس سے وہ دنیا میں گزر رہا ہوگا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاري، کتاب الفتن، باب لاتقو الساعة حتی یغبط اهل القبور. صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل.

کلمات حدیث: یتمرغ : قبر پر لپٹ جائے گا۔ قبر کا کنارہ تھام لے گا۔ قبر کی مٹی سے لپٹ جائے گا۔

شرح حدیث: جیسے جیسے قیامت قریب آتی جائے گی دنیا سے امن و سکون رخصت ہوتا جائے گا اضطراب اور بے چینی بڑھتی جائے گی اور آلام و مصائب کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ آدمی زمین کی تہہ کو زمین کی سطح پر ترجیح دے گا اور قبر سے لپٹ کر کہے گا کہ اے کاش اس قبر میں میں پڑا ہوا ہوتا۔ تاکہ ان مصائب و آلام سے تو نجات پا تا جو میں زندگی میں بھگت رہا ہوں۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فتنوں کی کثرت مصائب کی شدت اور آزمائشوں میں گھر کر آدمی دین سے بے گانہ ہو جائے گا اور دنیا کی محبت اس قدر غالب آجائے گی کہ اس کے سوا کوئی فکر و خیال باقی نہیں رہے گا، اس کی ذات بھی مبتلائے آزار ہوگی اولاد کی نافرمانی اور بے راہ روی بھی بلائے جان ہوگی اور انسانوں کے درمیان زندگی گزارنا ایسا ہوگا جیسے جنگل میں درندوں کے درمیان رہنا اس موقعہ پر یہ آدمی کہے گا کہ زمین کی تہہ زمین کی سطح سے کتنی اچھی ہے اے کاش میں اپنی قبر میں لیٹا ہوا ہوتا۔

(فتح الباری ۳/۷۲۳. روضة المتقین ۴/۳۳۳. دلیل الفالحین ۴/۵۹۳)

دریا فرات سے سونے کا پہاڑ نکلے گا

۱۸۲۲ . وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يُقْتَتَلُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ. فَيَقُوْلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ : لَعَلِّيْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا اَنْجُوْ" وَفِيْ رِوَايَةٍ "يُوْشِكُ اَنْ يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهٗ فَلَا يَاخُذْ مِنْهُ شَيْئًا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۸۲۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ فرات خشک ہوکر اس سے سونے کا پہاڑ نہ نکل آئے جس پر آپس میں قتال ہوگا اور ہر سو میں سے ننانوے مارے جائینگے اور ان میں سے ہر ایک کہے گا کہ شاید میں بچ جاؤں۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ قریب ہے کہ دریائے فرات خشک ہوکر سونے کے خزانے کو ظاہر کردے۔ جو شخص وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، كتاب الفتن، باب خروج النار . صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب .

کلمات حدیث: یحسر : ہٹ جائے۔ کھل جائے۔ حسر حسراً (باب نصر وضرب) کھل جانا، پانی نیچے اتر جانا۔

شرح حدیث: حضرت مہدی رحمہ اللہ کے ظہور کے وقت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور خروج نار سے قبل دریا خشک ہوجائے گا اور اس میں عظیم خزانہ برآمد ہوگا جسکے حصول کے لیے لوگوں کے درمیان اس قدر شدید لڑائی ہوگی کہ ہر سو آدمیوں میں سے صرف ایک باقی رہ جائے گا۔ اگر اہل اسلام میں کوئی اس موقعہ پر موجود ہوتو وہ اس خزانے میں سے نہ لے اور دنیاوی حرص وطمع سے اپنے آپ کو بچالے۔ (فتح الباری ۷۲۵/۳. شرح صحيح مسلم ۱۵/۱۸. تحفة الاحوذی ۳۲۹/۷)

قیامت کے قریب لوگ مدینہ منورہ چھوڑ کر چلے جائیں گے

۱۸۲۳ . وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَايَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِيْ يُرِيْدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ، وَاٰخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدُ اِنِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُوْشًا، حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّ عَلٰى وُجُوْهِهِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۸۲۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ مدینہ منورہ کو اچھی حالت میں ہوتے ہوئے بھی چھوڑ جائینگے سوائے وحشی درندوں اور پرندوں کے کوئی رخ نہیں کرے گا اور آخر میں جن کا حشر ہوگا وہ مزینہ قبیلے کے دو چرواہے ہوں گے جو اپنی بکریاں ہنکاتے ہوئے مدینہ منورہ جارہے ہوں گے تو اسے

وحشیوں کامسکن پاکرلوٹیں گے جب ثنیۃ الوداع پرپہنچیں گے تومنہ کے بل گر پڑینگے۔(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینة. باب من رغب عن المدینة . صحیح مسلم کتاب الحج، باب فی المدینة حتی یتر کھا اھلھا .

کلمات حدیث: ولا یغشا ھا الا العوافی : اس کا کوئی ارادہ اور قصد نہیں کرے گا سوائے پرندوں اور درندوں کے۔ ینعقان بغنمھا : اپنی بکریوں کو ہانک کرلے جارہے ہوں گے۔

شرح حدیث: مدینہ منورہ اپنی بہترین حالت میں ہوگا اور لوگ اسے چھوڑ کر چلے جائینگے۔قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہوچکی ہے یعنی اس وقت جب دارالخلافہ مدینہ منورہ سے عراق اور شام منتقل ہوا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ بات آخر زمانے میں پیش آئے گی کیونکہ اس حدیث کے باقی حصے اس امر کی دلیل ہیں کہ حدیث میں مذکور پیش گوئی ابھی ظہور پذیر نہیں ہوئی ہے۔

(فتح الباری ۱/۱۰۰۱ .ارشاد الساری ۴/۴۱۸ . روضة المتقین ۴/۳۲۷)

قیامت کے قریب مال کی کثرت ہوگی

۱۸۲۴. وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : "یَکُوْنُ خَلِیْفَۃٌ مِّنْ خُلَفَائِکُمْ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یَحْثُو الْمَالَ وَلَا یَعُدُّہٗ"، رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

(۱۸۲۴) حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہوگا جولوگوں کولپ بھربھرکر مال دے گا اوراسے شمار نہیں کرے گا۔(مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لاتقو م الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل فیتمنی.

شرح حدیث: آخر زمانے میں مال ودولت کی کثرت ہوگی اوراس وقت لوگوں کو مال لپ لپ بھربھرکر دے گا اور شمار نہیں کرے گا۔یمن کے ایک محدث ابن الخیاط نے اس سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ مرادلیا ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۱۸/۳۱ .روضة المتقین ۴/۳۳۸ .دلیل الفالحین ۴/۵۹۴)

قیامت کے قریب صدقہ قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا

۱۸۲۵. وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَیَأْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَطُوْفُ الرَّجُلُ فِیْہِ بِالصَّدَقَۃِ مِنَ الذَّھَبِ فَلَا یَجِدُ اَحَدًا یَاْخُذُھَا مِنْہُ، وَیُرَی الرَّجُلُ الْوَاحِدُ یَتْبَعُہٗ اَرْبَعُوْنَ امْرَاَۃً یَلُذْنَ بِہٖ مِنْ قِلَّۃِ الرِّجَالِ وَکَثْرَۃِ النِّسَآءِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

(۱۸۲۵): حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی سونا لے کر گھومے گا کہ اسے صدقہ کردے اور اسے کوئی لینے والا نہیں ملے گا اور ایک آدمی کی نگرانی میں چالیس عورتیں ہونگی جو اس کی پناہ میں ہوں گی اور یہ مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت کی بناء پر ہوگا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب الترغیب فی الصدقة قبل ان یو جد من لا یقبلھا .

کلمات حدیث: یلذن بہ : اس کے ساتھ وابستہ ہوں گی اور وہ ان کی ضروریات پوری کرے گا۔ ایک آدمی تنہا چالیس عورتوں کی کفالت کرے گا۔

شرح حدیث: زمانۂ آخر میں مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے اور لوگوں کے آفات و مصائب میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یہ حال ہوگا کہ اگر آدمی سونا صدقہ کرنا چاہے تو وہ اسے لے کر پھرے گا مگر کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دنیا میں مال و دولت کی کثرت نہ ہوجائے یہاں تک کہ مال کے مالک چاہے کہ کوئی اس کا صدقہ قبول کرلے تو وہ کسی کو مال پیش کرے تو وہ کہے گا کہ مجھے ضرورت نہیں ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ صدقہ دینے والا کسی کو دینا چاہے گا تو وہ کہے گا کہ کل دیتے تو میں لے لیتا آج مجھے ضرورت نہیں ہے۔

قیامت سے پہلے عورتوں کی اس قدر کثرت ہوجائے گی کہ مرد چالیس عورتوں کا کفیل اور ان کا نگران ہوگا۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علامات قیامت یہ ہیں علم کی کمی، جہالت کا انتشار، زنا کی کثرت، عورتوں کی زیادتی اور مردوں کی کمی۔

یہ پانچ امور انسانی زندگی میں اس قدر اہم ہیں کہ ان میں اختلال اور فساد پیدا ہوجانے سے حیات انسان کا تمام نظام درہم برہم ہوجاتا ہے اور آدمی کا دین اور اس کی دنیا دونوں برباد ہوجاتے ہیں۔

(فتح الباری ۱/۸۲۳. ارشاد الساری ۳/۵۳۱. شرح صحیح مسلم ۷/۸۳. روضة المتقین ۴/۳۳۸)

بنی اسرائیل کا ایک واقعہ

۱۸۲۶. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اشْتَرٰی رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا فَوَجَدَ الَّذِی اشْتَرَی الْعَقَارَ فِیْ عَقَارِهٖ جَرَّةً فِیْهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الَّذِی اشْتَرَی الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَکَ، اِنَّمَا اشْتَرَیْتُ مِنْکَ الْاَرْضَ وَلَمْ اَشْتَرِ الذَّهَبَ، وَقَالَ الَّذِیْ لَهُ الْاَرْضُ: اِنَّمَا بِعْتُکَ الْاَرْضَ وَمَا فِیْهَا، فَتَحَاکَمَا اِلٰی رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِیْ تَحَاکَمَا اِلَیْهِ: اَلَکُمَا وَلَدٌ؟ قَالَ اَحَدُهُمَا لِیْ غُلَامٌ، وَقَالَ الْاٰخَرُ: لِیْ جَارِیَةٌ قَالَ: اَنْکِحَا الْغُلَامَ الْجَارِیَةَ وَاَنْفِقَا عَلٰی اَنْفُسِهِمَا مِنْهُ فَتَصَدَّقَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۱۸۲۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے

زمین خریدی، زمین کے خریدار کو اس زمین میں ایک سونے کا بھرا ہوا مٹکا ملا۔ اس نے جس سے زمین خریدی تھی اس سے کہا کہ یہ تمہارا سونا تم لے لو میں نے تو تم سے زمین خریدی تھی سونا نہیں خریدا تھا جس کی زمین تھی اس نے کہا کہ میں نے تمہیں زمین اور جو کچھ اس میں ہے وہ فروخت کر دیا اب ان دونوں نے ایک شخص سے اپنا فیصلہ چاہا۔ اس فیصلہ کرنے والے نے کہا کہ کیا تمہارے اولاد ہے۔ ایک نے کہا میرا لڑکا ہے دوسرے نے کہا کہ میری لڑکی ہے اس پر اس نے کہا کہ تم دونوں اس لڑکے اور لڑکی کا نکاح کر دو اور اس سونے کو ان پر خرچ کر دو اور ان پر صدقہ کر دو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاري، کتاب الانبیاء، قبیل کتاب المنا قب . صحیح مسلم، کتاب الاقضیه، باب استحباب اصلاح الحاکم بین الخصمین .

کلمات حدیث: عقار : زمین، خواہ خالی زمین ہو یا باغ ہو یا مکان ہو۔ غیر منقولہ املاک۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں پچھلی امتوں میں سے کسی امت کے دو افراد کا ذکر ہے جو بہت متقی تھے اور زہد اور صفائے قلب کی بناء پر ان کے دل دنیا کی محبت سے خالی اور اللہ کی محبت میں سرشار تھے اور جس کے پاس فیصلہ کرنے گئے وہ بھی انہی کی طرح کوئی صاحب تقوی اور روشن ضمیر شخص تھا جس نے اپنے فیصلے میں نہ صرف یہ کہ ان دونوں کی مصالح کو بلکہ ان کی اولاد کی مصالح کو بھی مدنظر رکھا۔

از روئے شریعت اگر زمین میں ملنے والے خزانے کا اصل مالک مدعی ہو کہ یہ اس کا ہے تو اس کو ملے گا ورنہ اس کا حکم رکاز کا ہوگا کہ بیت المال کا پانچواں حصہ نکال کر باقی حصہ مالک کا ہوگا۔ رکاز کے معنی اس دفینہ کے ہیں کہ جو زمین میں دبا ہوا کہیں سے نکلے۔

(فتح الباری : ۶۷۹/۲. شرح صحیح مسلم : ۱۸/۱۲. دلیل الفالحین : ۵۹۶/۴. ریاض الصالحین (صلاح الدین) : ۵۹۰/۲)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکیمانہ فیصلہ

۱۸۲۷. وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "كَانَتِ امْرَاَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدَاهُمَا. فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا : اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ. وَقَالَتِ الْاُخْرٰى : اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، فَتَحَا كَمَا اِلٰى دَاوُدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى، فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ : اِئْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ اَشُقُّهٗ بَيْنَهُمَا. فَقَالَتِ الصُّغْرٰى : لَاتَفْعَلْ، رَحِمَكَ اللّٰهُ، هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۸۲۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دو عورتیں تھیں ان کے دو بیٹے تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک کا بیٹا لے گیا۔ ایک نے دوسری سے کہا کہ تیرا بیٹا لے گیا ہے دوسری نے کہا کہ تیرا بیٹا لے گیا ہے۔ دونوں حضرت داؤد علیہ السلام سے فیصلے کی طلب گار ہوئیں حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی کے حق میں فیصلہ دیا۔ پھر دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں اور انہیں بتایا کہ انہوں نے فرمایا کہ چھری لاؤ میں اس بچے کو دونوں کے درمیان تقسیم کر دوں گا۔

چھوٹی نے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے آپ ایسا نہ کریں یہ بڑی کا بیٹا ہے۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ دیدیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب اذا دعت المرأة ابنا . صحیح مسلم، کتاب الاقضیه باب اختلاف المجتهدین .

شرح حدیث: فیصلے کے وقت فیصلہ کرنے والا شخص مختلف قرائن سے بھی مدد لے سکتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خداداد صلاحیت اور وھبی فطانت کے ذریعہ صحیح بات معلوم کرلی کہ چھوٹی یہ سنکر کہ بچے کو چھری سے کاٹ کر دونوں کے درمیان تقسیم کردیا جائے پریشان ہوگئی اور اس نے کہا کہ نہیں کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے بڑی کو دیدیجئے۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے معلوم کرلیا کہ بچہ دراصل چھوٹی کا ہے کہ جو اضطراب ماں ہونے کے ناطے اس پر طاری ہوا وہ بڑی پر نہیں ہوا۔

(فتح الباری ٢/ ٣٢٨. شرح صحیح مسلم ١٢/ ١٧. روضة المتقین ٤/ ٣٤١. دلیل الفالحین ٤/ ٥٩٧)

قیامت کے قریب بدترین لوگ دنیا میں رہ جائیں گے

١٨٢٨ . وَعَنْ مِرْدَاسٍ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ، وَيَبْقٰى حُثَالَةٌ كَحُثَالَةِ الشَّعِيْرِ، اَوِالتَّمْرِ لَايُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(١٨٢٨) حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نیک لوگ ایک ایک کر کے چلے جائیں گے اور جو یا کھجور کے بھوسے کی طرح کے لوگ رہ جائیں گے جن کی اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی پرواہ نہیں ہوگی۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب المغازی، غزوة الحدیبیه.

راوی حدیث: حضرت مرداس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں۔ اصحاب بیعت رضوان میں سے ہیں ان سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔ (دلیل الفالحین ٤/ ٥٩٨)

کلمات حدیث: حثالة : کسی چیز کا بچا کچا ردی حصہ۔ ابن التین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حثالہ کے معنی ہیں گرے پڑے لوگ۔ لا یبالیهم الله بالة : اللہ کے یہاں ان کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی اور ان کا کوئی وزن نہ ہوگا۔

شرح حدیث: ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صلحائے امت کی موت علامات قیامت میں سے ہے کہ ایک ایک کر کے لوگ دنیا سے رخصت ہوتے جائینگے اور آخر میں ایسے لوگ باقی رہ جائینگے جیسے جو یا کھجور کا بچا ہوا کچرا۔ جن کی اللہ کو کوئی پرواہ نہ ہوگی اور نہ ان کی اللہ کے یہاں کوئی اہمیت ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نیک لوگ اس طرح چن چن کر موت کا شکار ہوں گے جیسے اچھی کھجوریں چنی جاتی ہیں اور فرمایا ﷺ نے کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب دنیا میں صرف شریر لوگ باقی رہ جائینگے۔

(فتح الباری ٢/ ٥٨٤. عمدة القاری ١٧/ ٢٨٨. روضة المتقین ٤/ ٣٤٢. دلیل الفالحین ٤/ ٥٩٨)

شرکاء بدر کی فضیلت

١٨٢٩. وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرَقِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ جِبْرِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَاتَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ؟ قَالَ : "مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ" اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ : وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(١٨٢٩) حضرت رفاعۃ بن رافع رزقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور دریافت فرمایا کہ تم اہل بدر کو اپنے درمیان کیسا شمار کرتے ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب مسلمانوں میں افضل۔ یا آپ ﷺ نے اسی طرح کی کوئی بات فرمائی۔ اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی طرح غزوہ بدر میں حاضر ہونے والے فرشتے بھی افضل ہیں۔ (البخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب شهود الملائكة بدراً .

راوی حدیث: حضرت رفاعۃ بن رافع رزقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدر واحد خندق اور بیعت رضوان اور دیگر غزوات میں شرکت فرمائی، آپ سے چوبیس احادیث مروی ہیں جن میں تین صحیح بخاری میں ہیں۔

(فتح الباری ٥٢٩/٢. روضة المتقين ٣٤٣/٤. دليل الفالحين ٥٩٩/٤)

دنیوی عذاب عمومی ہوتا ہے

١٨٣٠. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(١٨٣٠) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو عذاب اس قوم میں موجود تمام لوگوں کو محیط ہوتا ہے پھر سب لوگ روز قیامت اپنے اپنے اعمال کے مطابق اٹھائے جائینگے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب اذا انزل بقوم عذاباً . صحیح مسلم، کتاب الجنة باب اثبات الحساب .

شرح حدیث: جب کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے تو وہ محیط ہوتا ہے اور اچھے اور برے سب طرح کے لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ پھر روز قیامت تمام لوگ اپنی اپنی نیتوں اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق اٹھائے جائینگے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر بندہ اسی عمل پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ مرا ہے یعنی مؤمن ایمان پر اور

منافق نفاق پر اٹھایا جائے گا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر لوگ برا کام ہوتے ہوئے دیکھیں اور اس کو بدلنے کے لیے کوشاں نہ ہوں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔

اللہ کے دین کی خلاف ورزی ہوتے ہوئے دیکھ کر اس پر خاموش رہنا اور بری باتوں سے لوگوں کو منع نہ کرنا اور ان کو اعمال حسنہ کی جانب رغبت نہ دلانا اس حالت پر راضی ہونے کے مترادف ہے اور گناہ پر راضی ہو جانا گناہ ہے ابن حمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اچھے برے سب لوگوں کو عذاب محیط ہونے کی وجہ اچھے لوگوں کا دوسروں کو نیک اعمال کی ترغیب اور برے اعمال سے روکنے کی کوشش کو ترک کر دینا ہے۔ جو نیک لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہے انہیں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ أَنجَيْنَا ٱلَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ ٱلسُّوٓءِ ﴾

''جو برائیوں سے منع کیا کرتے تھے ہم نے انہیں نجات دی۔''

(فتح الباری۳/۷۱۷. شرح صحیح مسلم۱۷/۱۷۳. روضة المتقین۴/۳۴۴)

اسطوانہ حنانہ کا ذکر

۱۸۳۱. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ جِذْعٌ يَقُومُ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فِي الْخُطْبَةِ. فَلَمَّا وُضِعَ الْمِنبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ صَوْتِ الْعِشَارِ حَتّٰى نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَسَكَنَ. وَفِي رِوَايَةٍ : فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ. وَفِي رِوَايَةٍ : فَصَاحَتْ صِيَاحَ الصَّبِيِّ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ : "بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۸۳۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ کھجور کا ایک تنا تھا رسول اللہ ﷺ دوران خطبہ اس کا سہارا لیا کرتے تھے۔ جب منبر رکھدیا گیا تو ہم نے تنے سے دس ماہ کی اونٹنی کے رونے جیسی آواز سنی۔ نبی کریم ﷺ منبر سے اترے اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ جب جمعہ کا دن آیا اور رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کا وہ تنا جس کا سہارا لے کر آپ خطبہ دیا کرتے تھے اس طرح رویا گویا پھٹ جائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ تنا بچے کی طرح چیخ کر رونے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نیچے اترے اور اسے پکڑ کر اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ وہ اس بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے سکون آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس لیے رویا کہ یہ ذکر سنتا تھا۔ (البخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام.

کلمات حدیث: العشار : حاملہ اونٹنی جو ولادت کے قریب ہو۔ الجذع : کھجور کا تنا۔ تئن أنین الصبی : بچہ کی طرح رونے لگا۔ بچہ کی طرح بلکنے لگا۔ اس میں ایسی آواز آئی جیسے روتے ہوئے بچے کو چپ کرتے وقت بچے کی رونے کی آواز ہوتی ہے۔

شرح حدیث: مسجد نبوی ﷺ میں کھجور کا ایک تنا رکھدیا گیا تھا رسول اللہ ﷺ دوران خطبہ اس کا سہارا لے لیا کرتے تھے۔ اصحاب رسول ﷺ کو کسی نے مشورہ دیا کہ حضور ﷺ کے لیے منبر بنوا دیا جائے۔ چنانچہ منبر بنا کر مسجد میں رکھدیا۔ یہ ٧ھ کا واقعہ ہے۔ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اس تنے کا سہارا نہ لیا تو اس سے رونے کی آواز بلند ہوئی آپ ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا یا اسے اپنے ساتھ چمٹایا تو وہ خاموش ہو گیا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اسے چمٹا کر خاموش نہ کراتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا اور پھر بعد میں اس کو دفن کر دیا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگوں کھجور کا تنا تو حضور کے فراق پر رو یا تم کیوں حضور کے فراق پر نہیں روتے۔ (فتح الباری ١/٤٤٧. ارشاد الساری ٢/١٠٩. روضۃ المتقین ٤/٣٤٥. دلیل الفالحین ٤/١٢٣)

شریعت کے واضح احکام پر عمل کیا جائے

١٨٣٢ . وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ جُرْثُوْمِ بْنِ نَاشِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَرَضَ فَرَآئِضَ فَلاَ تُضَیِّعُوْهَا، وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلاَ تَعْتَدُوْهَا، وَحَرَّمَ اَشْیَآءَ فَلاَ تَنْتَهِكُوْهَا وَسَكَتَ عَنْ اَشْیَآءَ رَحْمَةً لَكُمْ غَیْرَ نِسْیَانٍ فَلاَ تَبْحَثُوْا عَنْهَا" حَدِیْثٌ حَسَنٌ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَغَیْرُهٗ .

(١٨٣٢): حضرت ابو ثعلبہ خشنی جرثوم بن ناشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض امور کو فرض قرار دیا ہے انہیں ضائع نہ کرو اور بعض حدود مقرر کی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور بعض اشیاء کو حرام قرار دیا ہے ان کی حرمت پامال نہ کرو اور بغیر کسی نسیان کے تمہارے اوپر رحم کرتے ہوئے بعض امور سے سکوت اختیار فرمایا ہے ان کی بحث و کرید میں نہ لگو۔ (یہ حدیث حسن ہے اسے دارقطنی وغیرہ نے روایت کیا ہے)

تخریج حدیث: سنن الدارقطنی، کتاب الرضاع.

کلمات حدیث: فرائض : جمع فریضۃ اور فریضہ مفروضہ کے معنی میں ہے یعنی وہ امر یا کام جسے فرض قرار دیا گیا ہو۔ حدود : حد کی جمع ہے۔ حد کے معنی اس شئے جو دو باتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والی ہو۔ اور حدود اللہ وہ تمام امور مراد ہیں جن کو اللہ نے حرام قرار

دیا ہےاوروہ سزائیں بھی حدود ہیں جوان معاصی کے ارتکاب پر مقرر کی گئی ہیں۔

شرح حدیث: امام سمعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مبارک اپنے معانی اور مفاہیم کے اعتبار سے بے حد اہم ہے کہ اس میں وضاحت سے بتادیا گیا کہ جن امور کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے ان کی پابندی کرنا اور انہیں پورا کرنا لازم اور جو حدود متعین کی ہے ان سے تجاوز نہ کرنا بھی لازم ہے۔اور بعض امور سے منع فرمادیا ہے تو ہرگز ان امور کا ارتکاب نہ کیا جائے اور جن امور سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کرتے ہوئے سکوت اختیار کیا ہے ان کے بارے میں بحث وجستجو نہ کی جائے۔جو شخص اپنی زندگی ان امور کے مطابق گزارے گا وہ کامیاب وکامران ہوگا۔ (روضة المتقين ٤ /٣٤٧. دليل الفالحين ٤ /٦٠١)

سات غزوات میں صرف ٹڈیاں کھائیں

١٨٣٣. وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ، غَزَوْنَامَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَاْكُلُ الْجَرَادَ . وَفِیْ رِوَایَةٍ : نَاْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(١٨٣٣) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی ہم ان میں ٹڈیاں کھاتے تھے۔

اورایک اور روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ٹڈیاں کھایا کرتے تھے۔(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاري، كتاب الذبائح، باب اكل الجراد . صحيح مسلم، كتاب الصيد باب اباحة الجراد .

کلمات حدیث: جراد : ٹڈی اس کا واحد جرادۃ ہےاور مذکر ومؤنث مساوی ہے جیسے حماقہ۔

شرح حدیث: ٹڈی حلال ہےاوراس کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے لیے دومردار حلال ہیں مچھلی اور ٹڈی۔ (فتح البارى ٢ /١١٨٤ . شرح صحيح مسلم ١٣ /٨٧)

مسلمان کوایک سوراخ سے دومرتبہ نہیں ڈساجاتا ہے

١٨٣٤. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَایُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ واحدٍ مَرَّتَیْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(١٨٣٤): حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن ایک سوراخ سے دومرتبہ نہیں ڈساجاتا۔(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاري، كتاب الادب، باب لايلدغ المؤمن من حجر مرتين . صحيح مسلم، كتاب

الزھد، باب لایلدغ المؤمن .

کلمات حدیث: لایلدغ : نہیں ڈسا جاتا۔ لدغ لدغاً (باب فتح) ڈسنا۔ لدیغ : ڈسا ہوا۔ حجر : سوراخ جمع احجار۔ حجر حجراً (باب فتح) سوراخ میں داخل ہونا۔

شرح حدیث: مؤمن بیدار اور متنبہ ہوتا ہے اور غافل یا مغفل نہیں ہوتا کہ بار بار دھوکہ کھاتا رہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں کسی کو دھوکہ نہیں دیتا مگر میں کسی کے دھوکہ میں بھی نہیں آتا۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا سبب وارد یہ ہے کہ ابوغزہ نامی ایک شاعر حضور ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا، یہ غزوہ بدر میں اسیر ہو کر آ گیا تو اس نے حضور سے عفو و درگزر اور احسان کی درخواست کی آپ ﷺ نے اس پر احسان فرمایا اور اس شرط پر رہا فرما دیا کہ آئندہ وہ ہجو نہیں کرے گا اس نے وعدہ کر لیا لیکن جب اپنی قوم میں واپس گیا پھر ہجو شروع کر دی اور اپنے اشعار کے ذریعہ کافروں کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔ پھر دوبارہ غزوہ احد میں قید ہو کر آیا اور اب پھر آپ سے معافی اور درگزر کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ غرض مؤمن کو ہمیشہ عاقبت اور انجام پر نظر رکھنی چاہیے اور بری عاقبت سے ڈرتے رہنا چاہیے خواہ سوء عاقبت دنیا کی ہو یا آخرت کی۔ چنانچہ ایک اور حدیث مبارک میں ہے کہ مؤمن محتاط اور زیرک ہوتا ہے۔ (فتح الباری ٣/٢١٨. شرح صحیح مسلم ١٨/٩٧. روضة المتقین ٤/٣٤٩)

●●●●●●●●●●●●

تین اہم گناہگاروں کی سزاء

١٨٣٥ . وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "ثَلَاثَةٌ لَايُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَايَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَايُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ . "رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَآءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهٗ مِنِ ابْنِ السَّبِيْلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَالْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهٗ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ، وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لَايُبَايِعُهٗ اِلَّا لِدُنْيَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰى وَاِنْ لَمْ يُعْطِهٖ مِنْهَا لَمْ يَفِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(١٨٣٥) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن سے روز قیامت نہ اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا نہ ان کی طرف بنظر رحمت دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ آدمی ہے جو جنگل میں ہے اور اس کے پاس اس کے ضرورت سے زائد پانی موجود ہے مگر وہ مسافر کو نہیں دیتا۔ دوسرا وہ آدمی جو بعد عصر کسی سے اپنے سامان کو سودا کرے اور قسم کھا کر کہے کہ اس نے یہ سامان اتنے کا لیا تھا۔ اور دوسرا اس کی تصدیق کرے حالانکہ اس نے جھوٹی قسم کھائی ہے اور تیسرا آدمی جو کسی امام سے دنیا کی غرض کے لیے بیعت کرے اگر اسے دنیا مل جائے تو اس کی بیعت باقی رہے ورنہ وہ بیعت پوری نہ کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الاحکام. باب من بایع رجلا لایبایعه الا للدنیا .

شرح حدیث: پانی ہوتے ہوئے صحرا میں مسافر کو پانی نہ دینا، عصر کے وقت جھوٹی قسم کھا کر سودا فروخت کرنا اور دنیا کے حصول کی خاطر امام سے بیعت کرنا کہ دنیا ملی تو خوش ورنہ بیعت وفانہ کی. یہ سب بدترین اخلاقی برائیاں اور معصیت کے کام ہیں۔ عصر کے وقت جھوٹی قسم کھانا زیادہ بڑی برائی اور زیادہ بڑی معصیت ہے کہ شب و روز کے فرشتے اس وقت موجود ہوتے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیعت توڑ دینا اور امام سے کیے ہوئے عہد کو پورا نہ کرنا معصیت ہے اور اس پر سخت وعید آئی ہے۔

(فتح الباری ١/١١٨١. شرح صحیح مسلم ٢/١٠٠. روضۃ المتقین ٤/٣٥٠)

●●●●●●●●●●●●

قیامت کے دو صور کے درمیان کا فاصلہ

١٨٣٦. وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ" قَالُوا: يَااَبَا هُرَيْرَةَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا؟ قَالَ اَبَيْتُ، قَالُوْا: اَرْبَعُوْنَ سَنَةً؟ قَالَ: اَبَيْتُ قَالُوْا! اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتُ وَيَبْلٰى كُلُّ شَيْءٍ مِّنَ الْاِنْسَانِ اِلَّا عَجْبَ الذنب فِيْهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ، ثُمَّ يُنَزِّلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(١٨٣٦) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دو نفخوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوہریرہ چالیس دن کا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ انہوں نے کہا کہ چالیس سال؟ انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ انہوں نے کہا چالیس مہینے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ اور انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے سوائے دم کی ہڈی کے اس ہڈی سے انسان کو دوبارہ جوڑ کر پیدا کیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح اگیں گے جس طرح زمین سے سبزی اگتی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة الزمر. صحیح مسلم کتاب الفتن، باب بین النفختین.

کلمات حدیث: عجب الذنب: پشت کی نچلی جانب نرم ہڈی یہ ریڑھ کی ہڈی کا آخری مہرہ ہے سارا انسان گل سڑ جائے گا اور صرف یہ ہڈی باقی رہ جائے گی جس پر اس کی خلق کا دوبارہ اعادہ ہوگا۔

شرح حدیث: حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے جس سے سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے یہ نفخہ اولی ہوگا۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا جس سے لوگ قبروں میں سے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے یہ دوسرا نفخہ ہے اسے نفخۃ الصعق اور نفخۃ البعث بھی کہتے ہیں۔ ان دو نفخوں کے درمیان کس قدر مدت ہوگی چالیس دن، چالیس ماہ یا چالیس سال اس سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاعلمی کا اظہار کیا لیکن دوسری روایات میں چالیس سال کی صراحت موجود ہے۔

(فتح الباری ٢/٨٤٧. شرح صحیح مسلم ١٨/٧٢. روضۃ المتقین ٤/٣٥٢)

نا اہل لوگوں کا ذمہ دار بننا قیامت کی نشانی ہے

۱۸۳۷۔ وَعَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَآءَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ : مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ. فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ : سَمِعَ مَاقَالَ فَكَرِهَ مَاقَالَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ : بَلْ لَمْ يَسْمَعْ، حَتّٰى اِذَا قَضٰى حَدِيْثَهٗ قَالَ : "اَيْنَ السَّآئِلُ عَنِ السَّاعَةِ ؟"

قَالَ : هَااَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ .

قَالَ : "اِذَاضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" قَالَ : كَيْفَ اِضَاعَتُهَا؟ قَالَ : "اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۸۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مجلس میں بیان فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ حسب سابق بیان فرماتے رہے۔ لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ آپ ﷺ نے بات سن لی کہ پسند نہیں فرمائی اور کسی نے کہا کہ آپ ﷺ نے بات نہیں سنی۔ جب آپ ﷺ نے بات مکمل فرمالی تو دریافت فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے قیامت کے بارے میں پوچھا تھا۔ اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں یہاں موجود ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر۔ اس نے دریافت کیا کہ امانت کیسے ضائع کی جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب معاملہ نا اہل لوگوں کے سپرد کیا جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من سئل علما وهو مشتغل فی حدیثه فأتم الحدیث فأجاب السائل.

کلمات حدیث: اذا وسد ألامر : جب معاملہ خواہ دین کا ہو یا دنیا کا نا اہل کے سپرد کیا جانے لگے۔

شرح حدیث: قیامت سے پہلے امانتیں ضائع ہوں گی دیانت و امانت کا فقدان ہوگا، فسق و فجور عام ہوگا اور دین کے اور دنیا کے معاملات نا اہلوں کے سپرد کیے جائیں تو تم قیامت کا انتظار کرو اور سمجھ لو کہ قیامت قریب آ گئی ہے یعنی دنیا کی سیادت و قیادت پر بھی بد کردار اور نا اہل لوگ قابض ہوں گے اور مسند دعوت و ارشاد پر بے علم تقوی سے عاری اور دنیا کے حریص فائز ہوں گے۔

(فتح الباری ۱/۶۷۹. روضة المتقین ۴/۳۵۳. دلیل الفالحین ۴/۶۰۶)

جائز امور میں حاکم کی اطاعت واجب ہے

۱۸۳۸۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "يُصَلُّوْنَ لَكُمْ : فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَاِنْ اَخْطَؤُا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۸۳۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حکمران تمہیں نماز پڑھائینگے اگر صحیح

پڑھائیں تو تمہارے لیے اجر ہے اور اگر خطا کریں تو تمہارے لیے اجر ہے اور غلطی کا وبال ان پر ہے۔(البخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اذالم یتم الامام وَاتم من خلفه .

شرح حدیث: امام جب نماز پڑھائے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کی امامت میں نماز پڑھیں اگر اس نے صحیح اور اچھی نماز پڑھائی تو تمہیں اور اس کو دونوں کو اجر ملے گا اور اگر امام نے نماز میں غلطی کی یا سنت کی خلاف ورزی کی تو مقتدیوں کی نماز صحیح ہے اور جو کچھ نماز میں غلطی کرنے کا وبال ہے وہ امام پر ہے۔ (فتح الباری ١/٥٤٥. روضة المتقين ٤/٣٥٣)

اُمتِ محمد یہ کی فضیلت

١٨٣٩ . وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" قَالَ : خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَأْتُوْنَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِيْ أَعْنَاقِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُوْا فِي الْإِسْلَامِ .

(١٨٣٩) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اس آیت كنتم خير أمة اخرجت للناس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ لوگوں کے لیے سب سے بہترین آدمی وہ ہے جو لوگوں کو اس کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر لاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔(البخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة آل عمران .

شرح حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت مبارکہ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ بہترین افراد امت وہ ہیں جو لوگوں کو زنجیروں میں جکڑ کر لاتے ہیں اور انہیں اللہ کے دین میں داخل کرتے ہیں یعنی مجاہدین کے کفار سے جہاد کر کے ان کو قیدی بنا کر لاتے ہیں اور یہ قیدی اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر اظہار تعجب فرماتے ہیں جو زنجیروں میں بندھے ہوئے جنت میں لائے جاتے ہیں۔ یعنی مسلمانوں کی قید میں آ کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔

(فتح الباری ٢/١٩٩. روضة المتقين ٤/٣٥٦. دليل الفالحين ٤/٦٠٧)

زنجیروں میں جنت کا داخلہ

١٨٤٠ . وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "عَجِبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ" رَوَاهُمَا الْبُخَارِيُّ، مَعْنَاهُ : يُؤْسَرُوْنَ وَيُقَيَّدُوْنَ ثُمَّ يُسْلِمُوْنَ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ .

(١٨٤٠) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر تعجب کا اظہار فرماتا ہے جو جنت میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے داخل ہوں گے۔(البخاری)

معنی حدیث یہ ہیں کہ قید ہوتے ہیں، بیڑیاں ڈالی جاتی ہیں اور پھر اسلام قبول کر کے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب الاساری فی السلاسل .

شرح حدیث: اگر جنگ کے نتیجہ میں مسلمانوں کی قید میں کافر آ جائیں تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ انہیں دعوت دین دیں اور قبول اسلام کی جانب راغب کریں کیونکہ جہاد کا مقصود ہی اعلاء کلمۃ اللہ اور اسلام کی اشاعت ہے۔

(فتح الباری ١٩٩/٢ . روضة المتقین ٣٥٦/٤)

مساجد محبوب ترین جگہیں ہیں

١٨٤١ . وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا، وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٨٤١) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک بستیوں کے سب سے اچھے حصے مساجد اور سب سے ناپسندیدہ حصے ان کے بازار ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل الجلوس فی مصلاۂ بعد الصبح .

کلمات حدیث: أحب البلاد : یعنی أحب بیوت البلاد : بستیوں اور شہروں میں سب سے اچھے گھر۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہوا کہ شہروں اور آبادیوں میں سب سے اچھے گھر مساجد ہیں، اس لیے کہ اللہ کا ذکر اللہ کی یاد اور اللہ کی عبادت سے سب کاموں سے بہترین اور جملہ مشاغل سے افضل ترین اور انسان کی ہر مصروفیت سے خوب تر ہے اور مساجد بنتی ہی اس لیے ہیں کہ ان میں اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کا ذکر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وہ گھر جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کو بلند کیا جائے اور ان میں اللہ کا ذکر کیا جائے۔

اور سب سے بری جگہیں بازار ہیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بازار اس لیے ناپسندیدہ ہیں کہ یہ طلب دنیا کے مراکز ہیں اور شیطان کی درسگاہیں ہیں کہ شیطان لوگوں کو اکساتا ہے کہ جھوٹی قسمیں کھا کر مال فروخت کریں اور خریداروں کے دلوں میں دنیا کی اشیاء کی محبت جگائے اور ان کے سینوں میں خواہش اور تمنائیں بیدار کرے۔ غرض بازاروں میں جھوٹ ہے، جھوٹی قسمیں ہیں، حرص وطمع ہے لالچ ہے اور خیانت ہے۔ (شرح صحیح مسلم ١٤٦/٥ . روضة المتقین ٣٥٦/٤ . دلیل الفالحین ٦٠٨/٤)

بازار شیطان کے اڈے ہیں

١٨٤٢ . وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهٖ قَالَ : لَاتَكُوْنَنَّ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَوَّلَ مَنْ يَّدْخُلُ السُّوْقَ وَلَا اٰخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا، فَاِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ وَبِهَا يَنْصِبُ رَايَتَه، رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا، وَرَوَاهُ الْبَرْقَانِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَاتَكُنْ اَوَّلَ مَنْ

يَدْخُلُ السُّوقَ، وَلَا اٰخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا فِيْهَا بَاضَ الشَّيْطَانُ وَفَرَّخَ .

(۱۸۴۲) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرو کہ نہ تو تم سب سے پہلے بازار میں داخل ہونے والے ہو اور نہ سب سے آخر میں وہاں سے نکلنے والے ہو کہ بازار شیطان کا معرکۂ کارزار ہے اور وہاں اسی کا جھنڈا نصب ہوتا ہے۔ (مسلم نے اس طرح روایت کیا ہے)

اور برقانی نے اپنی صحیح میں حضرت سلمان سے روایت کرتے ہوئے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ تم سب سے پہلے بازار میں نہ جاؤ اور نہ سب سے آخر میں واپس نکلو کہ شیطان بازار ہی میں انڈے اور بچے دیتا ہے۔

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ام سلمه،ام المؤ منين رضى الله تعالىٰ عنه .

کلمات حدیث: فيها باض الشيطان وفرخ : بازار میں ہی شیطان انڈے اور بچے دیتا ہے۔ یعنی بازار ہی وہ جگہ ہے جہاں سے شیطان کی ذریت پروان چڑھتی ہے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں سے برائیوں کا سیلاب اٹھتا ہے اور معصیتوں کا طوفان اٹھتا ہے۔

شرح حدیث: بعجلت تمام بازار جانا اور وہاں زیادہ وقت صرف کرنا حب دنیا کی علامت ہے اور یہ کہ جتنا وقت آدمی رہے گا اللہ سے غافل رہے گا اور غافل کو شیطان بڑی آسانی سے اچک لیتا ہے۔ کیونکہ بازار میں دھوکہ اور فریب ہوتا خیانت اور بدعہدی ہوتی ہے اور جھوٹی قسمیں ہوتی ہیں۔ (روضة المتقين ٤/٣٥٨. دليل الفالحين ٤/٦٠٩)

مسلمان بھائی کیلئے دعائے مغفرت

۱۸۴۳. وَعَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ. قَالَ : "وَلَكَ" قَالَ عَاصِمٌ فَقُلْتُ لَهُ : اَسْتَغْفَرَلَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : نَعَمْ وَلَكَ، ثُمَّ تَلَاهٰذِهِ الْاٰيَةَ : "وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ، وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۸۴۳) عاصم الاحول سے روایت ہے اور وہ عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اللہ آپ کی مغفرت فرمائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اور تمہاری بھی۔ عاصم کہتے ہیں کہ میں نے ان (عبداللہ) سے پوچھا کہ کیا آپ کیلئے رسول اللہ ﷺ نے طلب مغفرت فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ ہاں اور تیرے لیے بھی اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور آپ ﷺ اپنے لیے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے مغفرت طلب فرمایئے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب اثبات ختم النبوة وصفة .

شرح حدیث: عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے خدمت اقدس ﷺ میں درخواست کی کہ اللہ آپ ﷺ کی مغفرت فرمائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری بھی۔ اس پر عاصم الاحول نے حضرت عبداللہ مکرر سے دریافت کیا کہ کیا

رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لیے طلب مغفرت فرمائی۔انہوں نے کہا۔ بلکہ آپ ﷺ نے تمہارے لیے بھی طلب مغفرت فرمائی ہے اس لیے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو فرمایا ہے کہ آپ ﷺ اپنے لیے مغفرت طلب فرمایئے اور تمام مؤمنوں کے لیے بھی مغفرت طلب فرمایئے اور مؤمنین میں تم بھی داخل ہو۔ (شرح صحیح مسلم ١٥/ ٨٠. روضة المتقین ٤/ ٣٥٨)

بے حیائی کا انجام برا ہوتا ہے

١٨٤٤. وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلیٰ: اِذَا لَمْ تَسْتَحِی فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

(١٨٤٤) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء سابقین کے کلام سے جو باتیں لوگوں نے اخذ کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تم میں حیا باقی نہ رہے پھر جو چاہو کرو۔ (البخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب اذالم تستحی فاصنع ماشئت.

شرح حدیث: اولین دور کی نبوتوں کی تعلیم میں سے جو بات باقی رہے یا انبیاء سابقین کے جن ارشادات کو لوگوں نے محفوظ رکھا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ شرم وحیا جاتی رہے تو پھر انسان آزاد ہے جو چاہے سو کرے۔ظاہر ہے کہ حیا کی اہمیت اور اس کی فضیلت پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے حیا اختیار کرنے کی تاکید نہ کی ہو اور بے حیائی کی سوء عاقبت سے نہ ڈرایا ہے۔اور حدیث مبارک میں ہے کہ حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

حیا اللہ تعالیٰ سے بھی کرنی چاہیے اور اللہ کے بندوں سے بھی، اللہ سے حیا کرنے والا اس کے تمام احکام کی پابندی کرے گا اور ان تمام باتوں سے احتراز کرے گا جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے اور اللہ کے بندوں سے حیا کرنے والا اپنے اخلاق واعمال درست کرے گا جن میں اسے دوسرے لوگوں سے واسطہ پیش آتا ہے۔

(فتح الباری ٢/ ٤٠٧. عمدة القاری ١٦/ ٨٦. روضة المتقین ٤/ ٣٥٩. دلیل الفالحین ٤/ ٦١٠)

قیامت کے دن سب سے پہلے ناحق خون کا فیصلہ ہوگا

١٨٤٥. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَوَّلُ مَایُقْضیٰ بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِی الدِّمَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

(١٨٤٥) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ روز قیامت لوگوں کے درمیان سب سے پہلے انسانی جانوں کے اتلاف کے بارے میں فیصلے کیے جائینگے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، الدیات، باب القصاص یوم القیامہ. صحیح مسلم، کتاب القیامہ.

شرح حدیث: اسلام نے انسانی جان کومحترم قرار دیا ہے اور ایک آدمی کے قتل کر دینے کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا خطبہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ تمہاری جانیں تمہارے مال اور تمہاری عزتیں اسی طرح محترم ہیں جس طرح یہ آج کا دن تمہارے اس مہینہ میں اور تمہارے اس شہر میں محترم ہے۔

اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ انسانوں کے درمیان سب سے پہلے حساب اور فیصلہ انسانی جانوں کے اتلاف کا ہوگا اور جس حدیث میں آیا ہے کہ سب سے پہلے پرسش نماز کے بارے میں ہوگی، ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ نماز حق اللہ ہے اس کا ہر ہر فرد سے جدا جدا محاسبہ ہوگا کہ نماز قائم کی یا نہیں جبکہ قتل نفس حق العبد ہے اور اس کا فیصلہ دو آدمیوں کے درمیان ہوگا۔ نسائی نے ان دونوں امور کو جمع کر کے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس طرح بیان کیا ہے کہ بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور لوگوں کے درمیان سب سے پہلے فیصلہ قتل نفس کا ہوگا۔

(فتح الباری ۳/۴۱۴ . عمدة القاری ۲۳/۱۷۱ . روضة المتقین ۴/۳۶۰)

فرشتے، جنات اور انسان کا مادۂ تخلیق

۱۸۴۶ . وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "خُلِقَتِ الْمَلَآئِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ، وَخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۸۴۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں، جن آگ کے شعلے سے پیدا کئے گئے ہیں اور آدم اس چیز سے پیدا ہوئے جو تمہارے سامنے بیان کر دی گئی۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب فى احاديث متفرقة .

کلمات حدیث: الملائكة : ملائك کی جمع فرشتے۔ فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ نورانی مخلوق ہونے کی بنا پر وہ مختلف صورتوں میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ جن : شعلۂ آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ مارج : شعلہ نار جس میں دھواں نہ ہو۔

شرح حدیث: فرشتے نورانی مخلوق ہیں جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو انہیں حکم ملتا ہے اسی وقت اس کی تعمیل کرتے ہیں، جن ناری مخلوق ہیں جبکہ آدمی مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ غرض عالم ملائک اور عالم جن اور عالم انسان اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی عظیم قدرت کا اظہار ہیں۔ اور جب وہ خالق انسان ہیں تو انسان کا فرض اطاعت اور بندگی اور اس کے سامنے سر جھکا دینا ہے۔

(شرح صحيح مسلم ۱۸/۹۶ . دليل الفالحين ۴/۶۱۱)

آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا

۱۸۴۷ . وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ خُلُقُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ، رَوَاهُ

مُسْلِمٌ فِیْ جُمْلَةِ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ .

(۱۸۴۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے نبی کا اخلاق قرآن تھا۔ (مسلم نے اسے ایک لمبی حدیث میں بیان کیا ہے)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب جامع صلاۃ اللیل و من نام عنه او مرض .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ خیر الخلائق ہیں اور آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ آپ ﷺ کی صفات رفیعہ اور آپ کی شیم حمیدہ تمام تمام قرآن کے مطابق اس سے ہم آہنگ اور اس کا پرتو ہیں۔ آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ میں مکارم اخلاق کی تتمیم کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اہل ایمان کے لیے بطور خاص اور تمام انسانیت کے لیے نمونۂ حسن اور اعلیٰ مثال قرار دیا، اور آپ ﷺ کو تمام انسانیت کے لیے سراج منیر اور ہدایت مجسم بنایا اور آپ ﷺ پر اللہ کے دین کا اتمام اور اس کی نعمتوں کا اکمال ہوا اور جو دین آپ ﷺ لے کر تشریف لائے اسے ساری انسانیت کے لیے طریقۂ حیات منتخب فرمالیا۔

عارف باللہ حضرت شیخ سہروردی رحمہ اللہ اپنی کتاب عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا، اپنے اندر معانی کا ایک دریا سمیٹے ہوئے اور انتہائی دقیق مفاہیم اور لطیف نکات پر مشتمل ہے۔ قرآن کلام الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات حمیدہ کا جلوہ نما ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت دقیق بیں اور دوررس عالمہ تھیں انہوں نے یہ عنوان اختیار کرنے کے بجائے کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق عالیہ درحقیقت اوصاف الٰہی کا پرتو ہیں۔ انہوں نے اللہ سبحانہٗ کی عظمت کا لحاظ کرتے ہوئے اور حضرت باری تعالیٰ میں مؤدبانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔ اب جس طرح قرآن کریم کے معانی لامتناہی اور اس کے اندر پنہاں نکات علم و معرفت حدو شمار سے ماوراء ہیں اسی طرح حضور ﷺ کے اخلاق حسنہ اور آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ احصاء اور استقصاء سے ماوراء ہیں۔ (دلیل الفالحین ٤/ ٦١٢. شرح صحیح مسلم٦/ ٢٣)

جو اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے

۱۸۴۸ . وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآئَه، وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَ هٗ"، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ؟ قَالَ : "لَيْسَ كَذٰلِكِ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَرِضْوَانِهٖ وَجَنَّتِهٖ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ فَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآئَه، وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهٖ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَ هٗ" . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۸۴۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو محبوب رکھتے ہیں اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند فرماتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یا رسول اللہ موت سے ناگواری مراد ہے ہم تو سب ہی موت سے ناگواری محسوس کرتے ہیں۔ آپ ﷺ

نے ارشاد فرمایا کہ یہ مطلب نہیں ہے مراد یہ ہے کہ مؤمن کو جب اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی رضا اور اس کی جنت کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اسے محبوب سمجھتا ہے۔ اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کی خبر سنائی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب من احب لقاء الله احب الله لقائه.

شرح حدیث: مؤمن کو وقت موت جنت کی خوشخبری سنادی جاتی ہے جس سے اس کا شوق لقاء اللہ بڑھ جاتا ہے اور اللہ کے گھر جانے کا اشتیاق شوق ہو جاتا ہے۔ اور کافر کو اپنی موت میں دائمی ہلاکت اور ابدی خسران نظر آتا ہے اس لیے اس کے دل میں حسرت پیدا ہوتی ہے کہ اے کاش موت نہ آئے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر موت کے وقت آدمی پر علامات سرور طاری ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے اللہ کے یہاں حسن جزاء اور ثواب جزیل کی بشارت دیدی گئی ہے اور اگر صورت اس کے برعکس ہو تو وہ دوسری صورت ہے۔

مرض الموت میں مبتلا ہونے سے پہلے زندگی میں موت کو ناگوار سمجھنے کے بارے میں اصول یہ ہے کہ اگر آدمی موت کو اس لیے ناگوار سمجھتا ہے کہ طبعی طور پر اس پر حب حیات کا جذبہ غالب ہے تو یہ ایک امر طبعی ہے اور اگر زندگی کو موت پر اس لیے ترجیح دیتا ہے کہ دنیا کی عیش و آرام اس کے لیے نعیم آخرت سے زیادہ پرکشش ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ مذموم ہے اور اہل ایمان کے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ یہ بات نہ ہو، اور اگر موت کی ناگواری آخرت کے حساب سے اور وہاں کے مؤاخذے کے ڈر سے ہے تو یہ امر برا تو نہیں ہے لیکن اس کا مقتضاء یہ ہے کہ جلد توبہ کر کے اعمال صالحہ کی جانب رجوع کرے اور رضائے الٰہی کے حصول کی سعی کرے۔

(فتح الباری ۳/۳۹۹. عمدة القاری ۲۳/۱۴۲. روضة المتقين ۴/۳۶۳)

شیطان سرعت کے ساتھ انسان میں وسوسہ ڈالتا ہے

۱۸۴۹. وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَاَتَيْتُهُ اَزُوْرُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ لِاَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِيْ، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ" فَقَالَا : سُبْحَانَ اللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ : "اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَى الدَّمِ، وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَرًّا، اَوْقَالَ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۴۹) ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ معتکف تھے میں ایک رات آپ ﷺ کو دیکھنے آئی میں نے آپ ﷺ سے کچھ دیر باتیں کیں پھر میں واپس جانے کے لیے کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ بھی مجھے رخصت کرنے کے لیے میرے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران دو انصاری اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر سے گزرے

جب انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو وہ ذرا جلدی جانے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں ذرا رکو۔ یہ صفیہ بنت حیی ہے، انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ سبحان اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے وجود میں خون کی طرح گزرتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ کہیں تمہارے دلوں میں برائی یا کوئی بات نہ ڈال دے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، كتاب الاعتكاف، باب هل يخرج المعتكف لحاجة الى باب المسجد . صحيح مسلم، كتاب السلام، باب بيان انه يستحب لمن روى خاليا بامراة و كانت زوجة اومحرما ان يقول هذه فلانة ليدفع ظن السوء به .

کلمات حدیث: ثم قمت لانقلب : میں واپس جانے کے لیے کھڑی ہوئی۔ فقام ليقلبني : آپ ﷺ میرے ساتھ کھڑے ہوئے تا کہ مجھے میرے مسکن تک پہنچا دیں اور اس زمانے میں حضرت صفیہ اسامہ بن زید کے گھر میں رہتی تھیں۔ قلب قلبا (باب ضرب) پلٹ دینا۔ لوٹا دینا۔ پھیر دینا۔ اندر کا باہر کر دینا۔ قلب دل جمع قلوب۔ انقلب (باب انفعال) الٹا ہو جانا۔ واپس ہونا۔ على سلكما : تم دونوں رک جاؤ۔

شرح حدیث: حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رہائش اسامہ بن زید کے گھر میں تھی یعنی اس گھر میں رہتی تھی جو بعد ازاں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مل گیا تھا۔ ازواج مطہرات کے گھر (حجرات) مسجد نبوی ﷺ کے دروازے کے پاس تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں وارد ایک حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے کہ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں مسجد نبوی ﷺ میں معتکف تھے میں اعتکاف میں آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے آئی کچھ وقت آپ ﷺ سے باتیں کیں پھر میں اٹھنے لگی تو آپ ﷺ بھی انہیں رخصت کرنے ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے جب مسجد کے دروازے پر باب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آئے تو دو انصاری صحابہ ملے اور آپ ﷺ کو سلام کیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک متعدد فقہی مسائل اور علمی نکات پر مشتمل ہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ اگر آدمی کو کسی کے دل میں بدگمانی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کی وضاحت کر کے بدگمانی کے امکان کو دور کر دے۔ اور یہ بات بطور خاص علماء اور مشائخ کے لیے زیادہ اہمیت کی حامل ہے کیونکہ ان کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو جانے سے لوگوں کا نقصان ہے کہ وہ ان سے مستفید ہونے سے رک جائیں اور ان سے علمی اور دینی فائدہ اٹھانے میں رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔

یہ نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے بارے میں یہ شک فرمایا کہ وہ آپ ﷺ کے بارے میں کوئی بدگمانی کریں گے بلکہ ان کے ذریعے تمام امت کو تعلیم دی کہ شیطان کو انسان پر اثر انداز ہونے کی کس قدر قوت حاصل ہے کہ وہ کسی بھی موقعہ پر آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالنے سے نہیں چوکتا۔ اور اس طرح رسول اللہ ﷺ نے رہتی دنیا تک تمام امت کو تعلیم دیدی کہ اس طرح کے مواقع پر کیا کرنا چاہئے اور بدگمانی کا اندیشہ پیدا ہو تو اسے اسی وقت رفع کرنا چاہئے۔

(فتح الباری ۱/ ۱۰۸۰ . شرح صحيح مسلم ۱۴/ ۱۳۱ . روضة المتقين ۴/ ۳۶۴ .دليل الفالحين ۴/ ۶۱۴)

غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کی شجاعت

۱۸۵۰۔ وَعَنْ اَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : شَھِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ فَلَزِمْتُ اَنَا وَاَبُوْسُفْیَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَغْلَۃٍ لَہٗ بَیْضَآءَ فَلَمَّا الْتَقَی الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِکُوْنَ وَلّٰی الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِیْنَ، فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْکُضُ بَغْلَتَہٗ قِبَلَ الْکُفَّارِ، وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکُفُّھَا اِرَادَۃَ اَنْ لَاتُسْرِعَ وَاَبُوْسُفْیَانَ اٰخِذٌ بِرِکَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : "اَیْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَۃِ قَالَ الْعَبَّاسُ وَکَانَ رَجُلًا صَیِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰی صَوْتِیْ اَیْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَۃِ، فَوَاللّٰہِ لَکَاَنَّ عَطْفَتَھُمْ حِیْنَ سَمِعُوْا صَوْتِیْ عَطْفَۃُ الْبَقَرِ، عَلٰی اَوْلَادِھَا. فَقَالُوْا : یَالَبَّیْکَ یَالَبَّیْکَ فَاقْتَتَلُوْھُمْ وَالْکُفَّارُ، وَالدَّعْوَۃُ فِی الْاَنْصَارِ، یَقُوْلُوْنَ یَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ یَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَۃُ عَلٰی بَنِی الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَلٰی بَغْلَتِہٖ کَالْمُتَطَاوِلِ عَلَیْھَا اِلٰی قِتَالِھِمْ فَقَالَ : "ھٰذَا حِیْنَ حَمِیَ الْوَطِیْسُ" ثُمَّ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَصَیَاتٍ فَرَمٰی بِھِنَّ وُجُوْہَ الْکُفَّارِ ثُمَّ قَالَ: "اِنْھَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ" فَذَھَبْتُ اَنْظُرُ فَاِذَا الْقِتَالُ عَلٰی ھَیْئَتِہٖ فِیْمَا اَرٰی، فَوَاللّٰہِ مَاھُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاھُمْ بِحَصَیَاتِہٖ، فَمَا زِلْتُ اَرٰی حَدَّھُمْ کَلِیْلًا وَاَمْرَھُمْ مُدْبِرًا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

"اَلْوَطِیْسُ" : اَلتَّنُّوْرُ. وَمَعْنَاہُ اشْتَدَّتِ الْحَرْبُ. وَقَوْلُہٗ : "حَدَّھُمْ" ھُوَ بِالْحَآءِ الْمُھْمَلَۃِ اَیْ بَاْسَھُمْ.

(۱۸۵۰) حضرت ابوالفضل العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا میں اور ابوسفیان بن حارث رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور آپ ﷺ سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ رسول کریم ﷺ اس وقت ایک سفید خچر پر سوار تھے۔ جب مسلمانوں اور مشرکین کا مقابلہ ہوا تو اول اول مسلمانوں نے پسپائی اختیار کی رسول اللہ ﷺ کفار کی طرف بڑھنے کے لیے اپنے خچر کو ایڑ لگا رہے تھے اور میں نے خچر کی لگام تھامی ہوئی تھی میں اسے تیز دوڑنے سے روک رہا تھا۔ اور ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عباس درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کو آواز دو۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی آواز خوب بلند تھی، کہتے ہیں کہ میں نے اونچی آواز میں پکارا درخت کے نیچے بیعت کرنے والے کہاں ہیں۔ اللہ کی قسم انہوں نے جیسے ہی میری آواز سنی تو وہ اس قدر تیزی سے متوجہ ہوئے جیسے گائے اپنی اولاد کی آواز پر متوجہ ہوتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ لبیک لبیک۔ پھر ان کی اور کافروں کی خوب لڑائی ہوئی۔

اس وقت انصار کی پکار تھی کہ اے انصار کی جماعت اے انصار کی جماعت! پھر یہ پکار بنو حارث بن خزرج پر مقتصر ہوگئی۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے خچر پر بیٹھے ہوئے میدان جنگ کی طرف دیکھا گویا کہ آپ ﷺ اپنی گردن بلند کر کے معرکہ آرائی کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی وقت ہے جنگ کے زور پکڑنے کا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے تھوڑی سی کنکریاں لیں اور انہیں کافروں کے چہروں کی طرف پھینکا پھر ارشاد فرمایا کہ رب محمد ﷺ کی قسم شکست کھا گئے۔ میں نے بھی دیکھا تو میرے خیال میں جنگ میں اسی طرح تیزی تھی لیکن اللہ کی قسم جوں ہی آپ ﷺ نے وہ کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں تو میں نے دیکھا کہ ان کی تیزی میں کمی آتی جا رہی ہے اور وہ پلٹ کر بھاگنے والے ہیں۔ (مسلم)

الوطیس : تنور۔ معنی ہیں جنگ نے شدت اختیار کر لی۔ حدھم : یعنی ان کی قوت۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب المغازی، باب فی غزوہ حنین.

کلماتِ حدیث: ضیتاً : بلند آواز جو دور سے سنی جائے۔ کلیلا : کمزور اور کند۔ حمی الوطیس : تنور گرم ہو گیا یعنی لڑائی شدت اختیار کر گئی۔

غزوۂ حنین کا واقعہ

شرح حدیث: حنین مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے دس میل سے کچھ زیادہ فاصلے پر واقع ہے۔ رمضان المبارک ۸ھ میں مکہ فتح ہوا اور قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت قبول کر لی تو عرب کا ایک جنگجو اور دولت مند قبیلہ بنو ہوازن میں ہلچل مچ گئی اسی قبیلے کی ایک شاخ طائف کے رہنے والے بنو ثقیف بھی تھے۔ اس قبیلے کے بڑے بڑے سردار جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اب محمد مکہ سے فارغ ہو کر ہماری طرف رخ کرینگے اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم جنگ میں پہل کریں تا کہ مسلمانوں کو تیاری کا موقعہ نہ مل سکے۔ ان کے سرداروں میں سب سے زیادہ پر جوش مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے بعد میں اسلام قبول کیا۔

غرض اس قبیلے نے جنگی تیاریاں شروع کیں اور اپنی تمام شاخوں کو جو مکہ سے طائف تک پھیلی ہوئی تھیں اس جنگ کے لیے جمع کر لیا اور یہ طے کر لیا کہ سب اپنا مال و اسباب اور بیوی بچوں کو ساتھ لے کر جائینگے تا کہ پسپائی کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔ اس قبیلے کی دو شاخیں بنو کعب اور بنو کلاب اس جنگی پروگرام سے متفق نہ ہوئے ان کا کہنا تھا کہ محمد کے ساتھ کوئی غیبی قوت ہے اور ہم انہیں شکست نہیں دے سکتے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بنو ہوازن کے اس لشکر کی تعداد چوبیس یا اٹھائیس ہزار بتائی ہے اور بعض حضرات نے چار ہزار کی تعداد بتائی ہے ممکن ہے کہ عمومی تعداد چوبیس یا اٹھائیس ہزار ہو اور ان میں مسلح جنگجو چار ہزار ہوں۔

رسول کریم ﷺ کو مکہ مکرمہ میں یہ اطلاع ملیں تو آپ ﷺ نے حضرت عتاب بن اسید کو مکہ مکرمہ کا امیر مقرر کیا۔ قریش سے کچھ اسلحہ بطور عاریت لیا اور آپ ﷺ چودہ ہزار کا لشکر لے کر دشمن کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے۔ ان میں سے دو ہزار وہ تھے جو فتح مکہ کے وقت اسلام لائے جنہیں طلقاء کہا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر مکہ کے کچھ ایسے لوگ بھی ساتھ ہو لیے جن کا مسلمانوں کے خلاف جذبۂ انتقام ہنوز سرد نہ ہوا تھا ان کا خیال تھا کہ اگر مسلمان شکست کھا گئے تو ہمیں بھی بدلہ چکانے کا موقعہ مل جائے گا۔ انہی لوگوں میں ایک شیبہ بن عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنکے باپ اور چچا غزوۂ بدر میں مارے گئے تھے، یہ بھی ساتھ ہو لیے کہ کہیں موقعہ ملجائے تو رسول اللہ ﷺ پر وار کردیں، دوران جنگ موقعہ پا کر حضور ﷺ کے قریب ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیبہ یہاں آؤ اور پاس بلا کر دست مبارک ان کے سینہ پر رکھدیا۔ ہاتھ اٹھایا تو شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل ایمان سے اور حب رسول ﷺ سے معمور تھا۔

چودہ ہزار کا لشکر اور جنگی ساز و سامان دیکھ کر بعض مسلمانوں نے کہا کہ ہم تو جب تین سو تیرہ تھے اس وقت ایک لشکر جرار پر فتح پائی اب تو مغلوب ہونے کا سوال ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ناپسند فرمائی کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مادی قوت پر اعتماد کریں۔ سبق یہ ملا کہ قبیلہ ہوازن نے یکبارگی ایک زبردست حملہ کیا اور گھاٹیوں میں چھپے ہوئے ان کے تیراندازوں نے مسلمانوں پر تیروں کی بارش کردی اور گرد و غبار ایسا اٹھا کہ دن رات بن گئی۔ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور بھاگنے لگے لیکن رسول کریم ﷺ میدان کارزار میں آگے بڑھتے رہے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ پکاریں کہ وہ کہاں ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور وہ انصار کہاں ہیں جنہوں نے جان و مال کی بازی لگانے کے وعدے کئے تھے۔ اس للکار کا پڑنا تھا کہ سب صحابۂ کرام واپس میدان جنگ میں جمع ہو گئے اور معرکۂ کارزار گرم ہو گیا۔

اس موقعہ پر رسول کریم ﷺ نے ہاتھ میں کنکریاں لیں اور دشمن کی طرف پھینکدیں۔ کافروں کے لشکر میں کوئی آنکھ ایسی نہیں بچی جس میں یہ مٹی نہ پہنچ گئی ہو۔ اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی مدد بھیج دی کفار کو شکست ہوئی، ستر سردار مارے گئے چھ ہزار قید ہوئے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے۔

حدیث مبارک بہت سے فوائد اور لطیف نکات پر مشتمل ہے جن میں سے ایک تو یہ کہ جب مسلمان دشمن کی یلغار سے وقتی طور پر پسپا ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کوہ گراں بنکر اسی طرح ثابت قدم رہے اور اسی طرح آپ ﷺ تن تنہا میدان جنگ میں استقامت کے ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ آپ ﷺ کے معجزہ کا اظہار ہوا کہ تھوڑی سے کنکریاں آپ ﷺ نے پھینکی جو ہر کافر کی آنکھوں میں داخل ہو گئیں اور لمحوں میں غالب قوت پسپا ہوئی اور شکست کھا گئی۔ نیز معلوم ہوا کہ وسائل واسباب کی کثرت کی حیثیت ثانوی ہے اور مسلمان کا حقیقی اعتماد اللہ تعالیٰ ہی پر ہوتا ہے نہ کہ اسباب و وسائل پر کہ اللہ کا حکم اور اسی کی مشیئت فیصلہ کن ہے جو اسباب کی محتاج نہیں ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۱۲/ ۹٦. معارف القرآن. روضة المتقين ٤/ ٣٦٧)

حلال خوری کی ترغیب

۱۸۵۱. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَایَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا، وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِیْنَ. فَقَالَ تَعَالٰی : "یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا" وَقَالَ تَعَالٰی : "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَآءِ: یَارَبِّ یَارَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهٗ

حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ پاک ہے اور صرف پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے اور اللہ نے اہل ایمان کو وہی حکم دیا ہے جو اپنے رسولوں کو دیا ہے اور فرمایا کہ اے پیغمبر پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔ اور فرمایا کہ اے ایمان والوان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو طویل سفر میں ہے پراگندہ حال ہے اور گرد و غبار میں اٹا ہوا ہے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور پکارتا ہے یارب یارب، حالانکہ اس کا کھانا بھی حرام ہے پینا بھی حرام ہے لباس بھی حرام ہے اور اسے حرام غذا ملی ہے تو اس کی دعا کیوں کر قبول ہوگی۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب.

کلمات حدیث: يطيل السفر : لمبے سفر عبادت میں ہے۔ أشعث : پراگندہ بال۔ أغبر : غبار آلود۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کی ذات تمام نقائص سے منزہ اور جملہ اوصاف کمال کا منبع ہے۔ اس کی ذات پاک ہے اس لیے پاکیزہ عمل اور پاکیزہ شئے ہی اس کی بارگاہ میں مقبول ہو سکتی ہے اور ایسی شئے اس کی بارگاہ میں شرف قبول نہیں پاسکتی جس میں کسی طرح کی معنوی یا حسی ظاہری یا باطنی آلودگی موجود ہو۔

دعاء بھی وہی شرف قبول پاتی ہے جو عجز و انکساری کے ساتھ ہو جو اس بندے کے قلب کی گہرائیوں سے نکلی ہو جو احکام الٰہی کا پابند اور اس کے نواہی سے مجتنب ہو اور جو حرام سے پرہیز کرنے والا اور معاصی سے مجتنب ہو۔ ایسا شخص جس کا لباس حرام ہو اور جس کی غذا حرام ہو اس کی دعا کیوں کر قبول ہوگی۔ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی دعاء قبول ہو وہ پہلے معاصی سے توبہ کرے اور اعمال صالحہ کا عزم کرے اور برائیوں سے اجتناب کا ارادہ کرے پھر اللہ سے قبولیت دعا کی امید قائم کرے۔

(شرح صحيح مسلم ۷/۸۸. روضة المتقين ۴/۳۶۹. دليل الفالحين ۴/۶۱۸)

تین آدمی اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے

۱۸۵۲. وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثَةٌ، لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، "الْعَائِلُ": الْفَقِيْرُ.

(۱۸۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمائیں گے نہ ان کو پاک کریں گے اور نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائیں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر۔ (مسلم)

کلمات حدیث: عذاب اليم : دردناک عذاب، عذاب وہ تکلیف جو انسان پر شدید ہو۔ عائل : فقیر۔

شرح حدیث: قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک میں ان تین آدمیوں کے بارے میں جو شدید وعید بیان کی گئی ہے اس کا منشاء یہ ہے کہ انہوں نے جس وقت اور جن حالات میں معصیت کا ارتکاب کیا ہے وہاں کوئی داعیہ موجود نہیں ہے۔ گویا ان کا معصیت کرنا ایک طرح کا عناد اور ایک نوع کی جسارت ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس حق کا جو اس کا انسانوں پر ہے استخفاف ہے۔ بوڑھا آدمی جو دنیا کے تجربات سے گزر کر عملاً برے اعمال کے نتائج سے آگاہ ہو چکا اور اس میں عورت سے قربت کا داعیہ کمزور پڑ چکا اور اس کی فنا کی منزل قریب آچکی اب بھی اگر وہ زنا کرتا ہے تو اس کی شناعت میں اور اس کے اس فعل کی قباحت میں اس قدر زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے کہ وہ اس وعید شدید کا مستحق ہو جاتا ہے۔ آدمی جھوٹ کسی مصلحت کی خاطر یا کسی مضرت سے بچنے کے لیے بولتا ہے، بادشاہ اور حاکم کے سامنے جھوٹ کا یہ داعیہ موجود نہیں ہے اور اس کے باوجود وہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی قباحت بڑھ جاتی ہے نیز یہ کہ ایک عام آدمی کے جھوٹ کے مضر اثرات ایک محدود دائرے میں محدود ہوتے ہیں جبکہ حاکم کے جھوٹ کے اثرات ہمہ گیر ہوتے ہیں اس لیے بھی اس کا جھوٹ اسے اس وعید کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اور وہ کثیر العیال آدمی جو تنگ دست ہے اس کے پاس بھی تکبر کا کوئی جواز نہیں ہے اس لیے اس کا تکبر اسے اس وعید کا مستحق بنا دیتا ہے۔ (روضة المتقين ٤/ ٣٧٠. دليل الفالحين ٤/ ٦١٩)

دنیا میں جنت کی نہریں

١٨٥٣. وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ كُلٌّ مِّنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(١٨٥٣) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سیحون جیحون اور فرات اور نیل انہار جنت میں سے ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الجنة. باب مافى الدنيا من انحار الجنة .

کلمات حدیث: سيحان و جيحان : یا سیحون اور جیحون : خراسان کے علاقے کے دریا ہیں۔

شرح حدیث: امام سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث کا ظاہر ہی مراد ہے اور ان دریاؤں کی اصل جنت میں ہے اور بعض کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت کی نہروں کی طرح یہ نہریں بھی باعث برکت اور ذریعہ شادابی ہیں اور ان کے اطراف و جوانب میں اسلام کی خوب اشاعت ہوئی ہے۔ (دليل الفالحين ٤/ ٦١٩. روضة المتقين ٤/ ٣٧٠)

کائنات کی تخلیق کی مدت

١٨٥٤. وَعَنْهُ قَالَ : اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِيْ فَقَالَ : "خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ

النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَآءِ، وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَآبَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَخَلَقَ اٰدَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ اٰخِرِ الْخَلْقِ فِيْ اٰخِرِ سَاعَةٍ مِّنَ النَّهَارِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۸۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا، پہاڑوں کو اتوار کے دن، درختوں کو پیر کے دن، ناپسندیدہ امور کو منگل کے دن، اور روشنی کو بدھ کے دن پیدا فرمایا اور جمعرات کے دن تمام جانور پیدا فرمائے اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز بعد عصر یعنی دن کے آخری حصے میں پیدا فرمایا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب صفة القیامه و الجنة و النار، باب ابتداء الخلق و خلق آذم علیه السلام .

شرح حدیث: امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب التاریخ الکبیر میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث حضرت کعب کا قول ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے اور یہ موقوف ہے مرفوع نہیں ہے۔ (روضة المتقین ٤/ ٣٧١)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شجاعت

۱۸۵۵. وَعَنْ اَبِيْ سُلَيْمَانَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِيْ يَدِيْ يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ اَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِيْ يَدِيْ اِلَّا صَحِيْفَةٌ يَمَانِيَةٌ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۸۵۵) حضرت ابو سلیمان خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ موتہ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف ایک چھوٹی یمنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہ گئی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۂ موتة .

جنگ موتہ کا تذکرہ

شرح حدیث: موتہ بیت المقدس سے دو مرحلے کے فاصلے پر ایک مقام ہے اور بلقاء سے بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ شرحبیل بن عمرو غسانی جو قیصر روم کی طرف سے شام کا حاکم تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کے سفیر حضرت حارث بن عمیر کو قتل کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حارث بن عمیر کو صاحب بصریٰ کے پاس بھیجا تھا۔

۸ھ میں رسول اللہ ﷺ نے تین ہزار کا ایک لشکر ترتیب دیا اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ لشکر روانہ ہوا اور جب بلقاء کی سرحدوں کے قریب پہنچا تو قیصر روم کے ایک بڑے لشکر کو مقابلہ کے لیے تیار پایا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقابلہ کیا اور شہید ہوئے اس کے بعد جعفر بن ابی طالب امیر لشکر مقرر ہوئے وہ بھی شہید ہو گئے پھر عبداللہ بن رواحہ نے ان کی جگہ لی اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ بعد ازاں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر کی قیادت کی۔

اسی غزوۂ موتہ کے بارے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نو تلواریں میرے ہاتھ میں کند ہو گئیں اور آخر میں

ایک چھوٹی سی یمنی تلوار باقی رہ گئی۔ (فتح الباری ۲/ ٦١٥. روضة المتقين ٤/ ٣٧٣)

●●●●●●●●●●●●●

مفتی اور قاضی کے اجر وثواب

١٨٥٦. وَعَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّه' سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "إِذَاحَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَه' أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ وَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَه' أَجْرٌ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(١٨٥٦) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حاکم فیصلہ کرے اور اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد درست ہو تو اس کے دو اجر ہیں اور اگر فیصلہ کرے اور اجتہاد میں خطا واقع ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، کتاب الاعتصام، باب اجر الحكم . صحيح مسلم، الاقضيه، باب بيان اجر الحاكم .

شرح حدیث: مجتہد اگر اہل اجتہاد میں سے ہو یعنی اس کی قرآن وسنت پر گہری نظر ہو اور اسے فقہی بصیرت حاصل ہو وہ اگر ان مسائل میں اجتہاد کرے جن میں اجتہاد روا ہے تو اسے اس اجتہاد کا ثواب ملے گا۔ اگر اس کا اجتہاد درست ہے تو اس کا ثواب دگنا ہے اور اگر درست نہیں ہے تب بھی اجتہاد کا اجر ہے۔

(فتح الباري ٣/ ٨٢٤. روضة المتقين ٤/ ٣٧٤. شرح صحيح مسلم ١٢/ ١٣. دليل الفالحين ٤/ ٦٢١)

●●●●●●●●●●●●●

بخار کا علاج پانی سے

١٨٥٧. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(١٨٥٧) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخار جہنم کی لپٹ ہے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، کتاب بدأ الخلق. باب صفة النار . صحيح مسلم، كتاب السلام، باب لكل داء دواء.

کلمات حدیث: فيح جهنم: جہنم کی گرمی۔ فتح الباری میں ہے کہ مراد گرمی کی لپٹ اور اس کی شدت ہے۔

شرح حدیث: جس طرح خوشی اور مسرت اور لذت وسرور دنیا میں جنت کی نعمتوں کی ایک جھلک ہے اسی طرح دنیا میں مصائب اور ان کی شدت جہنم کی تیزی اور اس کی گرمی کا نمونہ ہے۔ بخار کی بعض اقسام میں پانی کا چھینٹا دینا یا جسم پر پانی ڈالنا بخار کا علاج ہے۔

(فتح الباری۲/۲۷۵. شرح صحیح مسلم۱٤/۱٦٥. روضۃ المتقین٤/۳۷٥. دلیل الفالحین ٤/٦۲۱)

میت کے روزوں کا مسئلہ

١٨٥٨. وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّه"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَالْمُخْتَارُ جَوَازُ الصَّوْمِ عَمَّنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَالْمُرَادُ بِالْوَلِيِّ : اَلْقَرِيْبُ وَارِثًا كَانَ اَوْغَيْرَ وَارِثٍ.

(١٨٥٨) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مرجائے اور اس کے ذمہ روزہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے۔ (متفق علیہ)

قول مختار یہ ہے کہ اگر کوئی مرجائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو اس کی طرف سے روزہ رکھنا جائز ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور ولی سے مراد قریبی رشتہ دار ہے خواہ مرنے والے کا وارث ہو یا نہ ہو۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من مات و علیه صوم . صحیح مسلم، کتاب الصوم، باب قضاء الصوم علی المیت .

شرح حدیث: جمہور یہ فقہاء کے نزدیک یہ امر واجب کے لیے نہیں ہے البتہ اگر کوئی مرنے والے کی طرف سے روزے رکھ لے تو درست ہے اور یہ رائے ابوثور اور اہل ظاہر کی ہے جبکہ بعض علماء نے اس حکم کو نذر کے روزے کے ساتھ خاص کیا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے عرض کیا کہ میری ماں پر نذر کا روزہ تھا اب اس کا انتقال ہوگیا تو کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھ لوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتیں تو اللہ کا قرض اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ ادا کیا جائے۔ رمضان کے روزوں کے بارے میں فقہاء کی رائے یہ ہے کہ مرنے والے کی طرف سے روزوں کا فدیہ دیا جائے۔ امام طبری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ نذر کا روزہ مرنے والے کی طرف سے کوئی بھی شخص رکھ سکتا ہے جیسے مرنے والے کا قرض کوئی بھی ادا کرسکتا ہے اور حدیث کے ظاہر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

(فتح الباری۱/٤٤ ۱۰. شرح صحیح مسلم٤/١٦٥. روضۃ المتقین٤/٣٧٧. دلیل الفالحین٤/٦٢٢)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنے بھانجے سے ناراضگی

١٨٥٩. وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الطُّفَيْلِ اَنَّ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حُدِّثَتْ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فِيْ بَيْعٍ اَوْعَطَآءٍ اَعْطَتْهُ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا : وَاللّٰهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَآئِشَةُ

اَوْلَاَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا، قَالَتْ : اَهُوَ قَالَ هٰذَا؟ قَالُوْا : نَعَمْ : قَالَتْ: هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ اَنْ لَا اُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ اَبَدًا، فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ اِلَيْهَا حِيْنَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ فَقَالَتْ : لَا وَاللّٰهِ لَا اُشَفِّعُ فِيْهِ اَبَدًا، وَلَا اَتَحَنَّثُ اِلٰى نَذْرِيْ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ. وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ وَقَالَ لَهُمَا : اَنْشُدُ كُمَا اللّٰهَ لِمَا اَدْخَلْتُمَا نِيْ عَلٰى عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا اَنْ تَنْذِرَ قَطِيْعَتِيْ فَاَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ، حَتّٰى اِسْتَاْذَ نَا عَلٰى عَآئِشَةَ فَقَالَا : اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه، اَنَدْخُلُ؟ قَالَتْ عَآئِشَةُ اُدْخُلُوْا . قَالُوْا : كُلُّنَا؟ قَالَتْ : نَعَمْ اُدْخُلُوْا كُلُّكُمْ، وَلَا تَعْلَمُ اَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوْا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَنَقَ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِيْ، وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِهَا اِلَّا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ، وَيَقُوْلَانِ : اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ. فَلَمَّا اَكْثَرُوْا عَلٰى عَآئِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيْجِ طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِيْ، وَتَقُوْلُ : اِنِّيْ نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيْدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتّٰى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَاَعْتَقَتْ فِيْ نَذْرِهَا ذٰلِكَ اَرْبَعِيْنَ رَقَبَةً، وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَتَبْكِيْ حَتّٰى تَبُلَّ دُمُوْعُهَا خِمَارَهَا، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۸۵۹) حضرت عوف بن مالک بن الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے ذکر کیا گیا کہ ان کے کسی معاملہ کے بارے میں یا کسی عطیہ کے بارے میں جو انہوں نے کسی کو دیا تھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم یا تو عائشہ رک جائیں یا میں ان پر ضرور پابندی لگا دوں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا کہ کیا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح کہا ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں بھی اللہ کے نام کی نذر مانتی ہوں کہ میں ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کبھی بات نہیں کروں گی۔

قطع کلامی کا یہ سلسلہ دراز ہوا تو ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفارش کرائی۔ مگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نہیں اللہ کی قسم میں ابن الزبیر کے بارے میں کوئی سفارش نہیں مانوں گی اور نہ اپنی نذر توڑوں گی۔ جب یہ سلسلہ مزید دراز ہوا تو انہوں نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث سے بات کی اور ان سے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لے چلو۔ کیونکہ ان کے لیے مجھ سے قطع تعلق کی نذر پر قائم رہنا حلال نہیں ہے۔

غرض مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود ابن زبیر کو لے کر گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور کہا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ کیا ہم اندر آ جائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آ جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب۔ انہوں نے فرمایا کہ سب آ جاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ان دونوں کے ساتھ ابن الزبیر بھی ہیں۔ جب سب داخل ہو گئے تو ابن الزبیر پردہ اٹھا کر اندر چلے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گلے لگ گئے اور روتے گئے اور

انہیں قسمیں دیتے گئے اور مسور اور عبدالرحمٰن نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قسمیں دلائیں کہ ضرور ابن الزبیر سے بات کریں اور ان کی معذرت قبول کرلیں۔

ان دونوں نے یہ بھی کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ترک تعلق سے منع فرمایا اور کسی مسلمان کے لیے تین رات سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے ترک تعلق جائز نہیں ہے جب جب انہوں نے کثرت سے حضرت عائشہ کو وعظ و نصیحت کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی انہیں نصیحتیں کیں اور ساتھ ہی وہ روتی بھی جاتی تھیں اور کہتی تھیں کہ میں نے نذر مانی تھی اور نذر کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ مگر یہ دونوں برابر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہم کلام ہوگئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی نذر توڑنے کے فدیہ میں چالیس غلام آزاد فرمائے۔ بعد میں بھی آپ کو جب اپنی یہ نذر یاد آجاتی تو آپ رویا کرتی تھیں، اور اس قدر روتیں کہ دوپٹہ بھی بھیگ جاتا۔ (البخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الهجرة وقول رسول الله ﷺ لا يحل لرجل ان يهجر اخاه فوق ثلاث

کلمات حدیث: لأحجرن عليها: میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مالی تصرفات پر پابندی لگادوں گا۔ ولا أتحنث الى نذرى: میں اپنی نذر نہیں توڑوں گی۔ أنشد كما بالله: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ میں تم دونوں کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔

شرح حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عالمہ اور فاضلہ اور اللہ سے بہت ڈرنے والی اور اللہ کے احکام پر بہت شدت سے عمل کرنے والی تھیں آپ کثرت سے صدقات کرتیں اور عطایا دیتیں اور انفاق فی سبیل اللہ کے جملہ پہلوؤں پر عمل فرمائیں۔ کسی موقعہ پر ذرا آپ کا ہاتھ تنگ ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مکان کو فروخت کرکے اس سے حاصل ہونے والی قیمت صدقہ کردی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سگے بھانجے تھے انہیں آپ کا یہ اقدام خلاف مصلحت محسوس ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت عائشہ کو روکوں گا اور اگر وہ نہ رکیں تو میں ان کے مالی تصرفات پر پابندی لگادوں۔ یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک پہنچی تو انہوں نے گرانی محسوس کی اور نذر مان لی کہ میں کبھی عبداللہ بن الزبیر سے بات نہیں کروں گی۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہیں بہت ملال ہوا، کچھ روز صبر کیا لیکن جب اس قطع کلامی پر کچھ وقت گزر گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سفارش کے لیے لوگوں کو بھیجا۔ مگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی نذر توڑنے کیلئے تیار نہ تھیں پھر حضرت ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنو زھرہ کے بعض اصحاب کو لیکر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے کیونکہ ان اصحاب سے رسول اللہ ﷺ کی قرابت تھی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی قرابت کا خاص خیال رکھتی تھیں، لیکن اس طرح بھی کامیابی نہ ہوئی تو حضرت عبداللہ بن الزبیر مسور بن مخرمہ کو اور عبدالرحمٰن بن الاسود کو لے کر گئے اور ان دونوں حضرات کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لاعلمی میں گھر کے اندر داخل ہوگئے اور پردہ اٹھا کر اندر گئے اور خالہ سے لپٹ گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانا تھا کہ میں نے نذر مانی ہے اور اللہ کے نام کی نذر کا پورا کرنا ضروری ہے جبکہ یہ حضرات کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زیادہ ترک تعلق سے منع کیا ہے۔ غرض حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راضی کرلیا اور وہ آپ سے ہم کلام ہوگئیں۔

نذر توڑنے کا کفارہ وہی ہے جو قسم توڑنے کا ہے یعنی ایک غلام آزاد کرنا یا دس مساکین کو کھانا کھلانا یا تین دن کے روزے رکھنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی نذر کے کفارے کو طور پر چالیس غلام آزاد کیے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دس غلام بھیجے جو انہوں نے اسی وقت آزاد کردیئے اور اس کے بعد بھی وہ غلام آزاد کرتی رہیں یہاں تک کہ انہوں نے چالیس غلام آزاد کئے۔

بعد ازاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب بھی یہ واقعہ یاد آجاتا تو آپ اس قدر روتیں کہ دوپٹہ بھیگ جاتا۔ یہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ورع وتقوی تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کے کسی حق کے تلف ہوجانے یا اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی پوری طرح تعمیل نہ ہونے سے اللہ تعالیٰ سے بہت خائف ہوتیں اور خشیت الٰہی کا طبیعت پر شدید اثر رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نذر کے توڑنے پر ایک کے بجائے چالیس غلام آزاد کئے۔

(فتح الباری۳/۲۰۳. عمدة القاری۲۲/۲۲۱. روضة المتقین٤/۳۷۷)

رسول اللہ ﷺ کا شہداء احد کے حق میں دعاء

۱۸۶۰. وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلىٰ قَتْلىٰ اُحُدٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِمْ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَآءِ وَالْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ اِلَى الْمِنْبَرِ قَالَ: "اِنِّيْ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ، وَاِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَيْهِ مِنْ مَّقَامِيْ هٰذَا اَلَا وَاِنِّيْ لَسْتُ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْهَا، قَالَ فَكَانَتْ اٰخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ: "وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا، وَتَقْتَتِلُوْا فَتَهْلِكُوْا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ" قَالَ عُقْبَةُ فَكَانَ اٰخِرَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: "اِنِّيْ فَرَطٌ لَكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلىٰ حَوْضِيَ الْاٰنَ، وَاِنِّيْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْمَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَااَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا" وَالْمُرَادُ بِالصَّلٰوةِ عَلىٰ قَتْلىٰ اُحُدٍ: الدُّعَآءُ لَهُمْ، لَاالصَّلٰوةُ الْمَعْرُوْفَةُ.

(۱۸۶۰) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ احد کے

مقتولین کی قبروں پر تشریف لے گئے اور آٹھ سال بعد ان کے لیے اس طرح دعا فرمائی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو الوداع کہتا ہے پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا اور تمہارے ساتھ وعدے کی جگہ حوض ہے۔ مجھے تمہارے بارے میں شرک کا اندیشہ نہیں ہے بلکہ میں تمہارے بارے میں دنیا اور اس کے حصول کیلئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے سے ڈرتا ہوں۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آخری نگاہ تھی جو میں نے آپ ﷺ پر ڈالی۔ (متفق علیہ)

اور ایک اور روایت میں ہے کہ تمہارے بارے میں دنیا کی مزاحمت سے ڈرتا ہوں، کہ تم آپس میں جھگڑو اور اسی طرح ہلاکت میں پڑ جاؤ جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاکت میں پڑے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی منبر پر آخری زیارت تھی۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔ اللہ کی قسم اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا زمین کی چابیاں دی گئیں۔ اور اللہ کی قسم میں تمہارے بارے میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن اندیشہ یہ ہے کہ حصول دنیا میں مسابقت کرو گے۔

احد کے مقتولین پر صلاۃ کے معنی ان کے لیے دعاء کے ہیں نہ کہ معروف نماز جنازہ کے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الشھید. صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب اثبات حوض نبینا صلی اللہ علیہ وصفاتہ.

کلمات حدیث: فرط: سبقت کرنے والا۔ استقبال کرنے والا۔ فرط فروطاً (باب نصر) مقدم ہونا۔ آگے بڑھنا۔ ولکننی أخشی علیکم الدنیا أن تنافسوا فیھا: لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ اندیشہ ہے کہ تم طلب دنیا میں لگ جاؤ گے اور اس کے حصول میں باہم مزاحمت کرو گے اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو گے۔ تنافس: (باب تفاعل) تنافس مرغوب اشیاء کے حصول میں باہم مقابلہ اور مسابقت۔ منافست (باب مفاعلہ) باہمی تفاخر اور تقابل۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ حیات طیبہ کے آخری ایام میں غزوۂ احد کے شہداء کے لیے دعا کے لیے تشریف لے گئے اور ان کو اس طرح رخصت کیا جس طرح کوئی جانے والا زندہ اور مردہ سب کو الوداع کہتا ہے۔ پھر آپ تشریف لائے اور منبر پر متمکن ہو کر وعظ و نصیحت فرمائی جس کے بارے میں صحابۂ کرام نے سمجھا کہ یہ ایسی نصائح ہیں۔ جیسے رخصت ہونے والا شخص ان لوگوں کو کرتا ہے جنہیں وہ پیچھے چھوڑ کر جا رہا ہو۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے پہلے جا رہا ہوں اور روز قیامت حوض کوثر پر تمہارا استقبال کروں گا، مجھے اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم طلب دنیا میں مصروف ہو جاؤ گے اور اس کے حصول میں باہم مقابلہ اور منافست کرو گے اور دنیا کی محبت کا ایسا غلبہ ہو گا کہ تم آخرت کو بھول جاؤ گے اور اسی طرح تباہ ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے اقوام تباہ ہوئی ہیں۔

ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل ایمان کو دنیا کی رنگینی اس کے فتنہ اور اس کے برے انجام پر متنبہ رہنا چاہئے اور اس میں تنافس

اور مزاحمت سے بچنا چاہیے، کہ دنیا میں ضرورت سے زیادہ مصروف اور دنیا کی محبت کا غالب آجانا ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔

(فتح الباری ١/٧٩٤. ارشاد الساری ٣/٤٣٢. دلیل الفالحین ٤/٦٢٤)

رسول اللہ ﷺ کا طویل خطبہ

١٨٦١. وَعَنْ اَبِیْ زَیْدٍ عَمْرِوبْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنبَرَ فَخَطَبَ حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنبَرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا مَاکَانَ وَمَاهُوَ کَائِنٌ، فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٨٦١) حضرت ابوزید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا۔ آپ ﷺ منبر پر سے اترے نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا۔ آپ ﷺ منبر سے اترے عصر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھے اور خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا آپ ﷺ نے ہمیں ماضی کے واقعات اور مستقبل کے امور کے بارے میں بتایا۔ ہم میں سب سے زیادہ عالم وہ ہے جو ان باتوں کو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب اخبار النبی ﷺ فیمایکون الی قیام الساعة .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے امت کی تعلیم کی بہت کوشش وسعی فرمائی اور وہ تمام باتیں بتائیں جو امت کے لیے کسی بھی طریقے سے مفید اور اس کے صراط مستقیم پر گامزن رہنے میں کام آنے والی تھیں۔ آپ ﷺ نے ماضی کے حوادث اور امم سابقہ کے احوال بالتفصیل بیان فرماتے تاکہ اس سے موعظت اور نصیحت حاصل کی جائے اور مستقبل میں پیش آنے والے حوادث اور فتنوں سے آگاہ فرمایا تاکہ امت کے لوگ ان فتنوں سے بچ سکیں اور دنیا کے فتنوں میں مبتلا ہونے سے اپنے آپ کو بچا سکے۔ سو عالم وہی ہے جو قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ کا جاننے والا اور ان کو سمجھ کر ان پر عمل کرنے والا ہے۔

(شرح صحیح مسلم ١٨/١٢. روضة المتقین ٤/٣٨١. دلیل الفالحین ٤/٦٦٢)

گناہ کی نذر پوری کرنا جائز نہیں

١٨٦٢. وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ نَذَرَ اَنْ یُطِیْعَ اللّٰهَ فَلْیُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ اَنْ یَعْصِیَ اللّٰهَ فَلَا یَعْصِهٖ" . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

(١٨٦٢) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایسے کام کی نذر مانے جو اللہ کی

اطاعت کا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے اور جس نے ایسے کام کی نذر مانی جس میں اللہ کی نافرمانی ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔ (البخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب النذر فی الطاعة .

شرح حدیث: نذر اگر عبادت اور طاعت کی ہو مثلاً نفلی نماز یا نفلی روزے کی نذر یا صدقہ کرنے کی نذر ہو ایسی نذر کو ضرور پورا کرنا چاہیئے لیکن اگر کسی نے کسی ایسے کام کی نذر مانی جس میں اللہ کی معصیت لازم آتی ہو تو وہ اس نذر کو پورا کرنے کے بجائے نذر کا کفارہ ادا کرے۔ کیونکہ حدیث نبوی ﷺ میں ارشاد ہے کہ کسی ایسے کام کی جو معصیت کا ہو نذر ماننا صحیح نہیں ہے اسی طرح اس مال کو دینے کی نذر ماننا جس کا مالک نہ ہو صحیح نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے آپ ﷺ نے ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ اس کا نام ابواسرائیل ہے۔ اس نے نذر مانی ہے کہ یہ اس حال میں روزہ رکھے گا کہ یہ کھڑا رہے اور بالکل نہیں بیٹھے گا اور بات نہیں کرے گا اور سائے میں نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو حکم دو کہ یہ بات کرے اور سائے میں بیٹھے اور روزہ پورا کرے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابواسرائیل کے واقعہ سے متعلق یہ حدیث جمہور فقہاء کی دلیل ہے کہ معصیت کے کام کی نذر توڑ دینے پر کفارہ نہیں ہے۔ (فتح الباری ۳/۴۹۲ . عمدة القاری ۲۲/۳۲۳ . روضة المتقین ۴/۳۸۱)

●●●●●●●●●●●●

گرگٹ اور چھپکلی مارنے کا ثواب

۱۸۶۳ . وَعَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاغِ وَقَالَ : "كَانَ يَنْفُخُ عَلىٰ إِبْرَاهِيمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۸۶۳) حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں چھپکلیوں کے مارنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دھکائی گئی آگ میں پھونکیں مار رہی تھی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب بدأالخلق، باب خیر مال المسلم غنم. یتبع بها شعف الجبال . صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ .

کلمات حدیث: اوزاغ :۔ جمع وزغ . ایک موذی جانور۔

شرح حدیث: چھپکلی کے مارنے کا حکم فرمایا کیونکہ یہ ایک موذی جانور ہے اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو تمام حیوانات اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کی تدبیر کر رہے تھے جبکہ چھپکلی اس میں پھونکیں مار رہی تھی۔

(فتح الباری ۲/۲۸۲ . شرح صحیح مسلم ۱۴/۱۹۵)

●●●●●●●●●●●●

ایک دفعہ میں گرگٹ کے قتل پر سونیکیاں

١٨٦٤ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِیْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَه، كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً، وَمَنْ قَتَلَهَا فِی الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَه، كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً دُوْنَ الْاُوْلٰى، وَاِنْ قَتَلَهَا فِی الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَه، كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً" وَفِیْ رِوَايَةٍ "مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِیْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَ لَه، مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَفِی الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ، وَفِی الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : اَلْوَزَغُ الْعِظَامُ مِنْ سَامِ اَبْرَصَ .

(١٨٦٤) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص پہلی چوٹ میں چھپکلی کو مار دے اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جو اس کو دو چوٹوں میں مار دے اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جو اس کو تین چوٹوں میں مار دے اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص چھپکلی کو ایک چوٹ میں مار دے اس کے لیے سو نیکیاں لکھدی جاتی ہیں دوسری چوٹ میں مارنے پر اس سے کم اور تیسری چوٹ میں مارنے پر اس سے کم۔ (مسلم)

اہل لغت کہتے ہیں کہ وزغ سام ابرص سے بڑا جانور ہے۔

شرح حدیث: چھپکلی کو مارنا مستحب ہے اور اس طرح مارنا چاہیئے کہ ایک ہی چوٹ میں مر جائے اسی طرح دیگر حشرات الارض مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ کا قتل کرنا مستحب ہے۔ (شرح صحیح مسلم١٤/١٩٩ . روضة المتقين٤/٣٨٤)

نیک ارادے پر ثواب

١٨٦٥ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ يَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَارِقٍ : فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ يَدِزَانِيَةٍ" فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ! فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ، لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ يَدِغَنِيٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى غَنِيٍّ ! فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَعَلٰى زَانِيَةٍ وَعَلٰى غَنِيٍّ، فَاُتِیَ فَقِيْلَ لَه، : اَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّه، اَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ" وَاَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِیُّ فَلَعَلَّه، اَنْ يَعْتَبِرَ فَيُنْفِقَ مِمَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ بِلَفْظِهٖ وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ .

(١٨٦٥) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا کہ میں آج

ضرور صدقہ کروں گا وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک چور کے ہاتھ میں دیدیا۔ اگلی صبح لوگ باتیں کر رہے تھے کہ آج کی رات ایک چور کو صدقہ دیدیا گیا۔ اس نے کہا کہ اے اللہ تمام محامد تیرے لیے ہیں میں ضرور صدقہ کروں گا وہ نکلا اور اس نے صدقہ زانیہ کو دیدیا۔ اگلی صبح پھر لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ کو صدقہ کیا گیا۔ اس نے کہا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے میں ضرور صدقہ کروں گا وہ نکلا اور اس نے کسی مالدار کو صدقہ کر دیا۔ اگلی صبح پھر لوگوں نے باتیں کی کہ آج رات ایک مالدار کو صدقہ دیدیا گیا۔ اس نے کہا کہ اے اللہ تمام تعریفیں آپ کے لیے ہیں میں نے صدقہ کیا تو وہ چور کے ہاتھ میں زانیہ کے ہاتھ میں اور مالدار کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ رات کو اسے خواب میں مطلع کیا گیا کہ تیرا صدقہ چور کے ہاتھ میں پہنچا شاید وہ چوری سے باز آجائے، زانیہ کے پاس پہنچا شاید وہ توبہ کر لے اور غنی کے ہاتھ میں پہنچا شاید اسے بھی انفاق کی توفیق ہوجائے۔ (بخاری نے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے اور مسلم نے اس معنی میں روایت کیا ہے)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب اذا تصدق علی غنی وهولا یعلم . صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ. باب ثبوت اجر المتصدق .

کلمات حدیث: لأتصدق بصدقة : میں ضرور صدقہ کروں گا۔ قیل له : اسے خواب میں بتلایا گیا۔

شرح حدیث: اسلام میں اعمال کا مدار نیت پر ہے، اگر آدمی اخلاص کے ساتھ اور نیت حسنہ کے ساتھ کوئی کام سرانجام دے جو بظاہر معلوم ہوا کہ درست نہیں ہوا یا اس میں کوئی خامی رہ گئی یا کوئی نقص رہ گیا لیکن نیت کی صحت اور اخلاص سے کیا گیا عمل اللہ کے یہاں شرف قبولیت پائے گا اور نیت کا اجر وثواب ضرور ملے گا اور اس کے اچھے نتائج ظاہر ہوں گے۔

(فتح الباری ۱/۸۳۵. ارشاد الساری ۳/۵۳۹. روضة المتقین ۴/۳۸۵)

قیامت کے دن شفاعتِ کبریٰ کا حق آپ ﷺ کو حاصل ہوگا

۱۸۶۶. وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَعْوَةٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُه' فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَقَالَ : "اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ ذَاكَ؟ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَيَنْظُرُهُمُ النَّاظِرُ، وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ، وَتَدْنُوْ مِنْهُمُ الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَالَايُطِيْقُوْنَ وَلَايَحْتَمِلُوْنَ، فَيَقُوْلُ النَّاسُ : اَلَا تَرَوْنَ مَااَنْتُمْ فِيْهِ اِلٰى مَابَلَغَكُمْ، اَلَاتَنْظُرُوْنَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ : اَبُوْكُمْ اٰدَمُ فَيَاْتُوْنَه' فَيَقُوْلُوْنَ : يَااٰدَمُ اَنْتَ اَبُوْالْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ، وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهٖ، وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ وَاَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ، اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ؟ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَانَحْنُ فِيْهِ وَمَا بَلَغْنَا؟ فَقَالَ : اِنَّ رَبِّيْ غَضِبَ غَضَبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَه' مِثْلَه'، وَلَايَغْضَبُ بَعْدَه' مِثْلَه'، وَاِنَّه' نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُ : نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ،

اِذْهَبُوْا اِلیٰ غَیْرِیْ : اِذْهَبُوْا اِلیٰ نُوْحٍ. فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُوْنَ یَانُوْحُ : اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلَی الْاَرْضِ، وَقَدْ سَمَّاکَ اللّٰهُ عَبْدًا شَکُوْرًا، اَلَاتَرٰی اِلیٰ مَانَحْنُ فِیْهِ، اَلَا تَرٰی اِلیٰ مَابَلَغْنَا؟ اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلیٰ رَبِّکَ؟ فَیَقُوْلُ : اِنَّ رَبِّیْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَّمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ، وَاِنَّهٗ قَدْ کَانَتْ لِیْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلیٰ قَوْمِیْ، نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ، اِذْهَبُوْ اِلیٰ غَیْرِیْ : اِذْهَبُوْا اِلیٰ اِبْرَاهِیْمَ...... فَیَقُوْلُوْنَ : یَااِبْرَاهِیْمُ اَنْتَ نَبِیُّ اللّٰهِ وَخَلِیْلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ، اِشْفَعْ لَنَا اِلیٰ رَبِّکَ، اَلَا تَرٰی اِلیٰ مَانَحْنُ فِیْهِ؟ فَیَقُوْلُ لَهُمْ : اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَّمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ، وَاِنِّیْ کُنْتُ کَذَبْتُ ثَلَاثَ کَذَبَاتٍ، نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ، اِذْهَبُوْا اِلیٰ غَیْرِیْ : اِذْهَبُوْا اِلیٰ مُوْسٰی، فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی فَیَقُوْلُوْنَ : یَامُوْسٰی، اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَضَّلَکَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِکَلَامِهٖ عَلَی النَّاسِ، اشْفَعْ لَنَا اِلیٰ رَبِّکَ، اَلَا تَرٰی اِلیٰ مَانَحْنُ فِیْهِ؟ فَیَقُوْلُ : اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَباً لَّمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ، وَاِنِّیْ قَدْقَتَلْتُ نَفْسًالَّمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا، نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلیٰ غَیْرِیْ : اِذْهَبُوْا اِلیٰ عِیْسٰی. فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُوْنَ : یَاعِیْسٰی اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَکَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلیٰ مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ، وَکَلَّمْتَ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ اشْفَعْ لَنَا اِلیٰ رَبِّکَ، اَلَا تَریٰ اِلیٰ مَانَحْنُ فِیْهِ؟ فَیَقُوْلُ عِیْسٰی : اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَّمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ، وَلَمْ یَذْکُرْ ذَنْبًا، نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ، اِذْهَبُوْ اِلیٰ غَیْرِیْ، اِذْهَبُوْا اِلیٰ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ" وَفِیْ رِوَایَةٍ : "فَیَاْتُوْنِیْ فَیَقُوْلُوْنَ یَامُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ، وَقَدْ غَفَرَاللّٰهُ لَکَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَاتَاَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا اِلیٰ رَبِّکَ اَلَا تَرٰی اِلیٰ مَانَحْنُ فِیْهِ؟

فَاَنْطَلِقُ فَاٰتِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ، ثُمَّ یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَیَّ مِنْ مَحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَآءِ عَلَیْهِ شَیْئًا لَمْ یَفْتَحْهُ عَلیٰ اَحَدٍ قَبْلِیْ ثُمَّ یُقَالُ : یَامُحَمَّدُارْفَعْ رَاْسَکَ سَلْ تُعْطَهٗ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِیْ یَارَبِّ، اُمَّتِیْ یَارَبِّ، اُمَّتِیْ یَارَبِّ، فَیُقَالُ : یَامُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِکَ مَنْ لَاحِسَابَ عَلَیْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَیْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَکَاءُ النَّاسِ فِیْمَا سِوٰی ذٰلِکَ مِنَ الْاَبْوَابِ. ثُمَّ قَالَ : وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اَنَّ مَابَیْنَ الْمِصْرَاعَیْنِ مِنْ مَصَارِیْعِ الْجَنَّةِ کَمَا بَیْنَ مَکَّةَ وَهَجَرَ، اَوْکَمَا بَیْنَ مَکَّةَ وَبُصْرٰی" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(١٨٦٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دعوت میں تھے۔ آپ ﷺ کی جانب بکری کی ران کا گوشت پیش کیا گیا اور یہ گوشت آپ ﷺ کو پسند تھا آپ ﷺ نے اس میں کچھ دانتوں سے کھایا اور پھر ارشاد فرمایا کہ میں روز قیامت لوگوں کا سردار ہوں گا تمہیں معلوم ہے کہ کس طرح؟ دراصل اللہ تعالیٰ تمام اگلے پچھلوں کو

ایک میدان میں جمع فرمائینگے تا کہ دیکھنے والا ان سب کو دیکھ سکے اور داعی انہیں اپنی بات سنا سکے۔ سورج لوگوں کے قریب ہوگا اور لوگوں کے بے چینی اور غم اس قدر زیادہ ہوگی جس کی نہ ان میں طاقت ہوگی اور نہ برداشت۔ لوگ کہیں گے تم دیکھ رہے ہو کہ کس تکلیف میں مبتلا ہو اور یہ کس قدر شدید ہے۔ کسی ایسے شخص کے بارے میں سوچو جو تمہارے رب کے سامنے تمہاری سفارش کر سکے۔ بعض لوگ کہیں گے کہ تمہارے باپ آدم علیہ السلام ہیں۔ یہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئینگے اور کہیں گے کہ اے آدم آپ ابوالبشر ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور تمہارے اندر اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں، فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا اور اللہ نے آپ کو جنت میں ٹھہرایا۔ کیا آپ ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش نہیں کر سکتے۔ کیا آپ اس تکلیف کو نہیں دیکھ رہے جس میں ہم مبتلا ہیں اور جس حد تک ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائینگے آج میرا رب اس قدر ناراض ہے کہ اس سے پہلے اس قدر ناراض نہیں ہوا اور نہ آج کے بعد اس سے زیادہ ناراض ہوگا۔ اس نے مجھے درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا اور مجھ سے اس کے حکم کی نافرمانی ہوگئی تھی اب مجھے اپنی جان کی فکر ہے، تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ اب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئینگے اور کہیں گے اے نوح علیہ السلام آپ زمین پر اللہ کے پہلے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو شکر گزار بندہ فرمایا ہے کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ کس حالت میں ہیں اور یہ حالت کس حد تک پہنچی ہوئی ہے کیا آپ اپنے رب سے ہماری سفارش نہیں کرینگے۔ وہ کہیں گے کہ آج میرا رب اس قدر ناراض ہے کہ اس سے پہلے اس قدر ناراض نہیں ہوا اور نہ آج کے بعد اس سے زیادہ ناراض ہوگا مجھے ایک دعاء کا حق تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی اب مجھے اپنی جان کی فکر ہے تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئینگے اور ان سے کہیں گے کہ اے ابراہیم علیہ السلام آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حال میں ہیں اور یہ حالت کس حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائینگے کہ آج کے دن میرا رب اس قدر ناراض ہے کہ اس سے پہلے اس قدر ناراض نہیں ہوا اور نہ آج کے بعد اس سے زیادہ ناراض ہوگا میں نے تین باتیں خلاف واقعہ کی تھیں۔ اب مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے اور کہیں گے۔ اے موسیٰ علیہ السلام آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور اپنے پیغام سے آپ کو فضیلت عطا فرمائی۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کیجیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمائینگے کہ آج کے دن میرا رب اس قدر ناراض ہے کہ اس سے پہلے اس قدر ناراض نہیں ہوا اور نہ آج کے بعد اس سے زیادہ ناراض ہوگا۔ میں نے ایک قتل کر دیا تھا اب مجھے اپنی جان کی فکر ہے تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے اور کہیں گے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ نے مریم کی طرف ڈالا اور اس کی طرف سے آئی ہوئی روح ہیں اور آپ نے بچپن میں لوگوں سے کلام کیا۔ آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کریں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حال میں ہیں اور یہ حالت کس حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی خطا کا ذکر نہیں کریں گے لیکن کہیں گے کہ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ لوگ میرے پاس آئینگے اور کہیں گے اے محمد ﷺ آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیئے ہیں آپ ہمارے لیے اپنے رب کے پاس سفارش فرمائیں کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس حال میں ہیں؟ میں جاؤں گا اور عرش کے نیچے اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت مجھ پر اپنی ایسی محامد اور اس قدر بہترین ثناء کھولے گا جو مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولی گئی۔ پھر کہا جائے گا کہ اے محمد سر اٹھاؤ اور سوال کرو سوال پورا کیا جائے گا سفارش کرو سفارش قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا کہ اے رب میری امت اے رب میری امت۔ اس پر کہا جائے گا کہ اے محمد ﷺ اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں ہے جنت کے دروازوں میں سے دائیں دروازے سے داخل کر دیجیے۔ اور میری امت کے لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ جنت کے دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہوں گے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم جنت کے دروازے کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا مکہ اور حجر کے درمیان یا مکہ اور بصری کے درمیان ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، كتاب التفسير، تفسير سورة الاسرأ . صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب ادنى اهل الجنة منزلة فيها .

کلمات حدیث: تعجبه : دستی کا گوشت آپ ﷺ کو مرغوب تھا۔ آپ کو اچھا لگتا تھا۔ فنهس منها نهسة : آپ ﷺ نے اس میں سے دانتوں سے کچھ کھایا۔ نهس اور نهش : سامنے کے دانتوں سے کسی چیز کو کاٹ کر کھانا۔

شرح حدیث: قیامت کا دن بڑا سخت دن ہوگا سارے انسان اولین وآخرین ایک میدان میں جمع اپنے حساب کتاب کے اور اپنے بارے میں فیصلے کے منتظر ہونگے اضطراب اور پریشانی اور رنج وغم حد سے زیادہ ہوگا اس حالت میں لوگ انبیاء کرام کے پاس جائینگے کہ اللہ رب العزت سے ہماری سفارش فرمادیں کہ ہم اس دن کی سختی اور شدت سے نجات پائیں۔ تمام انبیاء معذرت کرینگے اور بالآخر لوگ سفارش کے لیے خاتم الانبیاء ﷺ کے پاس آئینگے اور آپ ﷺ سے اللہ کی بارگاہ میں سفارش کی التماس کرینگے۔ آپ ﷺ اس درخواست کو قبول فرمالینگے اور عرش الٰہی کے نیچے سجدہ ریز ہو کر اللہ کی ایسی حمد وثنا بیان کرینگے جو اس سے پہلے کبھی بیان نہیں کی گئی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو شفاعت کی اجازت عطا فرمائینگے اور پہلے مرحلے میں ایسے تمام اہل ایمان جن کے ذمہ کوئی حساب کتاب نہ ہوگا جنت کے دروازوں میں سے باب الایمن سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ جنت کے دروازوں میں سے ہر دروازے کے دونوں کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا مکہ اور حجر کے درمیان ہے۔ حجر بحرین کا ایک شہر ہے اور بصری دمشق کے جنوب میں واقع حوران کی ایک بستی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کئی مراحل میں ہوگی، سب سے پہلا مرحلہ شفاعت یہ ہوگا کہ لوگوں کا حساب کتاب شروع کیا جائے تاکہ انہیں میدان حشر کی ہولناکیوں سے نجات ملے۔ دوسری سفارش آپ ﷺ اپنی امت کے حق میں فرمائینگے جس کے پہلے مرحلے میں وہ اہل ایمان جن کا حساب کتاب نہیں ہوگا جنت میں داخل ہو جائینگے اور دوسرے مرحلے میں آپ ﷺ اپنی امت کے ان لوگوں کے بارے میں سفارش فرمائینگے جو جہنم میں اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لیے بھیجدیئے گئے ہوں گے آپ ﷺ کی سفارش پر وہ سب جہنم

سے نکال کر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ (فتح الباری ۲/۲۹۱. روضۃ المتقین ۴/۳۸۷. شرح صحیح مسلم ۳/۵۷)

حضرت حاجرہ علیہا السلام کا بیابان میں اللہ پر توکل

۱۸۶۷. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَآءَ اِبْرَاهِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُمِّ اِسْمَاعِيْلَ وَبِابْنِهَا اِسْمَاعِيْلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ، حَتّٰى وَضَعَهَا عِنْدَ الْبَيْتِ، عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي اَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَآءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَاكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيْهِ تَمْرٌ وَسِقَآءً فِيْهِ مَآءٌ، ثُمَّ قَفّٰى اِبْرَاهِيْمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ فَقَالَتْ : يَا اِبْرَاهِيْمُ اَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيْهِ اَنِيْسٌ وَلَا شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهَا. قَالَتْ لَهُ : آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ : نَعَمْ. قَالَتْ اِذًا لَّا يُضَيِّعُنَا، ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ اِبْرَاهِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَآءِ الدَّعْوَاتِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ : رَبِّ اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ" حَتّٰى بَلَغَ "يَشْكُرُوْنَ" وَجَعَلَتْ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ تُرْضِعُ اِسْمَاعِيْلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَآءِ حَتّٰى اِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَآءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ اِبْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ اِلَيْهِ يَتَلَوّٰى. اَوْقَالَ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا اَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْاَرْضِ يَلِيْهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى اَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ اَحَدًا، فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْاِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ، ثُمَّ اَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا فَنَظَرَتْ هَلْ تَرٰى اَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ اَحَدًا، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "فَلِذٰلِكَ سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا" فَلَمَّا اَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ : صَهْ. تُرِيْدُ نَفْسَهَا. ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ اَيْضًا فَقَالَتْ : قَدْ اَسْمَعْتَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَاثٌ　　فَاِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ. اَوْقَالَ بِجَنَاحِهِ. حَتّٰى ظَهَرَ الْمَآءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُوْلُ بِيَدِهَا هٰكَذَا، وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ الْمَآءَ فِي سِقَآئِهَا وَهُوَ يَفُوْرُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ، وَفِيْ رِوَايَةٍ : بِقَدْرِ مَا تَغْرِفُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "رَحِمَ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمَاعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ. اَوْقَالَ لَوْلَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَآءِ. لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِيْنًا" قَالَ فَشَرِبَتْ وَاَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ : لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ فَاِنَّ هٰهُنَا بَيْتًا لِلّٰهِ يَبْنِيْهِ هٰذَا الْغُلَامُ وَاَبُوْهُ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ. اَهْلَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْاَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَاْتِيْهِ السُّيُوْلُ فَتَاْخُذُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتّٰى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ اَوْاَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِيْنَ مِنْ طَرِيْقِ

كَـذَآءٍ، فَـنَـزَلُـوْا فِيْ اَسْفَلِ مَكَّةَ، فَرَاَوْ طَآئِرًاهُمْ عَآئِفًا فَقَالُوْا اِنَّ هٰذَا الطَّآئِرَ لَيَدُوْرُ عَلٰى مَآءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِيْ وَمَا فِيْهِ مَآءٌ فَارْسَلُوْا جَرِيًّا اَوْجَرِيَّيْنِ فَاِذَا بِالْمَآءِ، فَرَجَعُوْا فَاَخْبَرُوْهُمْ، فَاَقْبَلُوْا وَاُمُّ اِسْمَاعِيْلَ عِنْدَ الْـمَـآءِ. فَقَالُوْا : اَتَاْ ذَنِيْنَ لَنَا اَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ! نَعَمْ، وَلٰكِنْ لَاحَقَّ لَكُمْ فِي الْمَآءِ. قَالُوْا ! نَعَمْ" قَالَ ابْنُ عَبَّـاسٍ قَـالَ الـنَّبِـيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"فَاَلْفٰى ذٰلِكَ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ، وَهِيَ تُحِبُّ الْاُنْسَ، فَنَزَلُوْا فَـارْسَـلُـوْا اِلـىٰ اَهْـلِهِـمْ فَـنَـزَلُـوْامَـعَهُمْ، حَتّٰى اِذَاكَانُوْابِهَا اَهْلَ اَبْيَاتٍ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَاَنْـفَسَهُـمْ وَاَعْـجَبَهُمْ حِيْنَ شَبَّ، فَلَمَّا اَدْرَكَ زَوَّجُوْهُ امْرَاَةً مِنْهُمْ. وَمَاتَتْ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ، فَجَآءَ اِبْرَاهِيْمُ بَـعْـدَ مَاتَزَوَّجَ اِسْمَاعِيْلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهٗ فَلَمْ يَجِدْ اِسْمَاعِيْلَ، فَسَأَلَ امْرَاَتَهٗ عَنْهُ فَقَالَتْ : خَرَجَ يَبْتَغِيْ لَنَا. وَفِـيْ رِوَايَةٍ : يَـصِيْـدُ لَـنَـا. ثُـمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ، فَقَالَتْ: نَحْنُ بِشَرٍّ، نَحْنُ فِيْ ضِيْقٍ وَشِدَّةٍ، وَشَـكَـتْ اِلَـيْـهِ. قَـالَ : فَـاِذَا جَـآءَ زَوْجُكِ اقْـرَئِـيْ عَـلَيْـهِ السَّلَامَ وَقُـوْلِيْ لَهٗ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهٖ. فَلَمَّا جَآءَ اِسْـمَـاعِيْـلُ كَـاَنَّـهٗ اٰنَسَ شَيْئًا فَقَالَ : هَلْ جَآءَ كُمْ مِنْ اَحَدٍ؟ قَالَتْ : نَعَمْ جَآءَ نَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا فَسَأَلَنَا عَـنْكَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَسَأَلَنِيْ :كَيْفَ عَيْشُنَا فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّا فِيْ جَهْدٍ وَّشِدَّةٍ قَالَ: فَهَلْ اَوْصَاكِ بِشَيْءٍ ؟ قَالَتْ نَعَمْ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ: غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ، قَالَ : ذَاكِ اَبِيْ وَقَدْ اَمَرَنِيْ اَنْ اُفَارِقَكِ، اِلْحَقِيْ بِاَهْلِكِ. فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ اُخْرٰى، فَلَبِثَ عَنْهُمْ اِبْرَاهِيْمُ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ فَـدَخَـلَ عَلَى امْرَاَتِهٖ فَسَأَلَ عَنْهُ، قَالَت : خَرَجَ يَبْتَغِيْ لَنَا. قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ، وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ. فَـقَـالَـتْ : نَـحْـنُ بِـخَيْرٍ وَسِعَةٍ وَاَثْنَتْ عَلَى اللّٰهِ، فَقَالَ: مَاطَعَامُكُمْ؟ قَالَتِ: اللَّحْمُ. قَالَ : فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَـالَـتِ :الْـمَآءُ. قَالَ : اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَآءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "وَلَمْ يَكُنْ لَهُـمْ يَـوْمَـئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَالَهُمْ فِيْهِ : قَالَ : فَهُمَا لَايَخْلُوْا عَلَيْهِمَا اَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ اِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ. وَفِـيْ رِوَايَةٍ فَجَآءَ فَقَالَ : اَيْنَ اِسْمَاعِيْلُ؟ فَقَالَتِ امْرَاَتُهٗ : ذَهَبَ يَصِيْدُ، فَقَالَتِ امْرَاَتُهٗ : اَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْـرَبَ؟ قَـالَ : وَمَـا طَـعَامُكُمْ وَمَاشَرَابُكُمْ! قَالَتْ : طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَآءُ. قَالَ : اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ قَالَ : فَقَالَ اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "بَرَكَةُ دَعْوَةِ اِبْرَاهِيْمَ"قَالَ فَاِذَا جَآءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيْهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهٖ. فَلَمَّا جَآءَ اِسْمَاعِيْلُ قَالَ: هَلْ اَتَاكُمْ مِّنْ اَحَدٍ؟ قَـالَـتْ : نَـعَـمْ اَتَـانَـا شَيْـخٌ حَسَـنُ الْهَيْـئَةِ وَاَثْنَتْ عَلَيْهِ، فَسَاَلَنِيْ عَنْكَ فَاَخْبَرْتُهٗ، فَسَاَلَنِيْ كَيْفَ عَيْشُنَا فَـاَخْبَـرْتُـهٗ اَنَّـابِخَيْرٍ. قَالَ : فَاَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ: نَعَمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَاْمُرُكَ اَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ بَـابِكَ. قَالَ : ذَاكِ اَبِيْ، وَاَنْتِ الْعَتَبَةُ اَمَرَنِيْ اَنْ اُمْسِكَكِ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَآءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِسْـمَـاعِيْـلُ يَبْـرِيْ نَبْلًا لَهٗ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيْبًا مِنْ زَمْزَمَ، فَلَمَّا رَاٰهُ قَامَ اِلَيْهِ فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ

وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ قَالَ يَااِسْمَاعِيْلُ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ بِاَمْرٍ، قَالَ : فَاصْنَعْ مَااَمَرَكَ رَبُّكَ؟ قَالَ: وَتُعِيْنُنِيْ، قَالَ: وَاُعِيْنُكَ. قَالَ : فَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَبْنِيَ بَيْتًا هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى اَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلٰى مَاحَوْلَهَا، فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ، فَجَعَلَ اِسْمَاعِيْلُ يَاْتِيْ بِالْحِجَارَةِ وَاِبْرَاهِيْمُ يَبْنِيْ حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَآءُ جَآءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهٗ لَهٗ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِيْ وَاِسْمَاعِيْلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُوْلَانِ :رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، وَفِيْ رِوَايَةٍ : اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَرَجَ بِاِسْمَاعِيْلَ وَاُمِّ اِسْمَاعِيْلَ مَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيْهَا مَآءٌ، فَجَعَلَتْ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ اِبْرَاهِيْمُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاتَّبَعَتْهُ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ حَتّٰى لَمَّا بَلَغُوْا كَدَآءَ نَادَتْهُ مِنْ وَرَآئِهٖ : يَااِبْرَاهِيْمُ اِلٰى مَنْ تَتْرُكُنَا؟ قَالَ : اِلَى اللّٰهِ، قَالَتْ: رَضِيْتُ بِاللّٰهِ فَرَجَعَتْ وَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى لَمَّا فَنِيَ الْمَآءُ قَالَتْ : لَوْذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ اُحِسُّ اَحَدًا. قَالَ : فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا، فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تَحِسُّ اَحَدًا فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ سَعَتْ وَاَتَتِ الْمَرْوَةَ وَفَعَلَتْ ذٰلِكَ اَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ : لَوْذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَافَعَلَ الصَّبِيُّ، فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَاِذَا هُوَ عَلٰى حَالِهٖ كَاَنَّهٗ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ، فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ اُحِسُّ اَحَدًا قَالَ : فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا، فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ، فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا حَتّٰى اَتَمَّتْ سَبْعًا. ثُمَّ قَالَتْ : لَوْذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَافَعَلَ، فَاِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ اَغِثْ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ، فَاِذَا جِبْرِيْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِعَقِبِهٖ هٰكَذَا، وَغَمَزَ بِعَقِبِهٖ عَلَى الْاَرْضِ فَانْبَثَقَ الْمَاءُ فَدُهِشَتْ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِنُ. وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

" الدَّوْحَةُ " الشَّجَرَةُ الْكَبِيْرَةُ .

قَوْلُهٗ " قَفّٰى " اَيْ : وَلّٰى .

" وَالْجَرِيُّ " : الرَّسُوْلُ .

" وَاَلْفٰى " مَعْنَاهُ : وَجَدَ .

قَوْلُهٗ " يَنْشَغُ " : اَيْ يَشْهَقُ .

(١٨٦٧) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کواوران کے شیر خوار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر آئے اورانہیں بیت اللہ کے نزدیک مسجد حرام کے بالائی حصہ میں زمزم کے اوپر واقع ایک درخت کے پاس ٹھہرادیا۔اس وقت مکہ میں کوئی آدمی آباد نہ تھااور نہ پانی تھا۔ان دونوں کو وہاں اتاراان کے پاس کھجوروں کا ایک تھیلا اور ایک پانی کا مشکیزہ رکھدیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس جانے کے لیے پلٹے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے گئیں اور کہنے لگیں کہ اے ابراہیم ہمیں اس وادی میں تنہا چھوڑ کر جہاں نہ کوئی ساتھی ہے اور نہ کوئی چیز ہے کہاں جا رہے ہو؟ یہ بات وہ بار بار کہتی رہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف التفات نہ کرتے تھے۔ اس پر وہ بولیں کہ کیا آپ کو اللہ نے یہ حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ اگر اللہ کا حکم ہے تو وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا اور یہ کہہ کر اپنی جگہ واپس آ گئیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس چلے جب ثنیہ کے مقام پر پہنچے کہ وہاں انہیں ان کے اہل نہیں دیکھ رہے تھے بیت اللہ کی طرف رخ کیا اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ اے میرے رب میں نے اپنی اولاد کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں آباد کر دیا ہے۔ اے ہمارے رب تا کہ وہ نماز قائم کریں۔ تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل فرما دے اور انہیں ثمرات سے رزق عطا فرما تا کہ وہ شکر کریں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ انہیں دودھ پلاتیں اور خود اس مشکیزہ کا پانی پیتیں یہاں تک کہ یہ مشکیزے کا پانی ختم ہو گیا تو آپ پیاسی ہو گئیں اور آپ کا بیٹا بھی پیاسا ہو گیا اور وہ اسے زمین پر لوٹتے ہوئے دیکھنے لگیں۔ یہ منظر چونکہ ان کے لیے ناقابل دید تھا اس لیے پانی کی تلاش میں چل پڑیں صفا کو انہوں نے اپنے مقام سے زیادہ قریب پایا تو وہ صفا پر چڑھ گئیں اور وادی کی طرف رخ کر کے کھڑی ہوئیں کہ شاید وہ کسی کو دیکھ سکیں لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔ صفا سے اتر کر پھر وادی میں آئیں اور اپنی قمیص کا دامن اوپر اٹھایا اور اس طرح دوڑیں جیسے کوئی گرفتار مصیبت دوڑتا ہے یہاں تک کہ وادی پار کر گئیں اور مروہ پر آئیں اور وہاں آ کر کھڑی ہوئیں اور دیکھا کہ شاید کوئی نظر آ جائے مگر کوئی نظر نہیں آیا اور اس طرح سات مرتبہ دوڑیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسی وجہ سے لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں۔

حضرت حاجرہ علیہا السلام جب مروہ پر آئیں تو آپ نے ایک آواز سنی اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا کہ خاموش پھر کان لگائے تو آواز سنی۔ اور کہا کہ تیری آواز تو پہنچ گئی ہے کیا تیرے پاس کوئی مدد ہے دیکھا تو زمزم کے پاس ایک فرشتہ کھڑا ہے اور اس نے اپنی ایڑی یا اپنے پر کے ساتھ زمین کو کریدا یہاں تک کہ پانی نکل آیا۔ حضرت حاجرہ اس کے لیے حوض بنانے لگیں اور کہتیں کہ اس طرح۔ اور ہاتھوں میں پانی لے کر مشکیزے میں بھرنے لگیں اور جتنا چلو میں پانی لیتیں اتنا ہی ابلتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ چلو کی مقدار میں پانی ابلتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اسماعیل کی والدہ پر رحم کرے اگر وہ زمزم کو اسی طرح چھوڑ دیتیں یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ چلو سے پانی نہ لیتیں تو زمزم ایک بڑا چشمہ ہوتا۔ حضرت حاجرہ نے پیا اور بچے کو پلایا۔ فرشتے نے ان سے کہا کہ ہلاکت کا اندیشہ نہ کرو یہاں اللہ کا گھر ہوگا جو یہ بچہ اور اس کا باپ بنائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے لوگوں کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔

اس وقت بیت اللہ کی جگہ ٹیلے کی طرح بلند تھی، سیلاب آتے تو دائیں بائیں سے گزرتے۔ ایک عرصے تک یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ جرہم کا قافلہ یا جرہم کا گھرانہ کداء کے راستے سے آتے ہوئے ان کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے مکہ کے زیریں حصہ میں قیام

کیا۔ انہوں نے ایک منڈلاتا ہوا پرندہ دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یہ پرندہ یقیناً پانی کے لیے گھوم رہا ہے ہم تو اس وادی سے گزرے ہیں پہلے تو یہاں پانی نہیں تھا۔ انہوں نے ایک یا دو قاصد بھیجے انہوں نے پانی کا پتہ لگا کر اہل قبیلہ کو اطلاع دی۔ وہ لوگ یہاں آ گئے۔ حضرت اسماعیل کی والدہ پانی کے پاس تھیں ان لوگوں نے حضرت حاجرہ سے کہا کہ کیا تم ہمیں یہاں اترنے کی اجازت دیتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ لیکن پانی پر تمہارا حق نہیں ہوگا انہوں نے کہا کہ ہاں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کی مرضی کے مطابق ہوئی کیونکہ انہیں انسانوں کا قرب پسند تھا۔ غرض وہ وہاں اتر گئے اور انہوں نے اپنے گھر والوں کو بھی بلا لیا وہ بھی وہاں آ کر مقیم ہو گئے۔ اور اس طرح وہاں کئی گھر ہو گئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام بڑے ہو گئے۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ان لوگوں سے عربی زبان سیکھ لی اور جب خوب بڑے ہو گئے تو ان سب میں سب سے نفیس اور سب کے محبوب تھے۔ اور انہوں نے اپنی ایک عورت سے ان کا نکاح کر دیا۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ انتقال کر گئیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے شادی کر لینے کے بعد ان کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے تا کہ ان سے ملیں جن کو چھوڑ کر گئے تھے انہوں نے اسماعیل علیہ السلام کو نہ پا کر ان کی اہلیہ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے لیے کچھ لینے گئے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ہمارے لیے شکار کرنے گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے گزر بسر اور حال احوال کے بارے میں دریافت کیا وہ بولی ہم بڑی سختی اور شدت میں ہیں۔ غرض اس نے شکوہ کیا اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تیرا شوہر آئے تو اسے سلام کہنا اور کہنا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل دو۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام واپس آئے تو انہیں گھر میں کوئی بات محسوس ہوئی تو انہوں نے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کوئی آیا تھا اس نے بتایا کہ ایسے ایسے ایک بزرگ آئے تھے تمہارے بارے میں پوچھا میں نے بتا دیا پھر ہماری گزر اوقات کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتایا کہ ہم مشقت اور تکلیف میں ہیں۔ اس پر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کیا انہوں نے تمہیں کوئی نصیحت بھی کی اس نے کہا کہ ہاں انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں تمہیں سلام کہوں اور یہ کہوں کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل لیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرے والد تھے انہوں نے مجھے تمہارے جدا کرنے کا حکم دیا ہے تو تم اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس اہلیہ کو طلاق دی اور بنو جرہم میں ایک اور شادی کر لی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کچھ عرصہ بعد پھر آئے اور پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گھر پر نہ پا کر اس کے بارے میں دریافت کیا۔ اہلیہ نے کہا کہ ہمارے لیے کچھ لینے گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہے اور تمہاری زندگی کیسی ہے اور کیا حالات ہیں۔ اس نے کہا کہ ہم اچھی طرح ہیں اور خوش حال ہیں اور خوب اللہ کا شکر ادا کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تم کیا کھاتے ہو؟ اس نے کہا گوشت۔ انہوں نے پوچھا کیا پیتے ہو۔ اس نے کہا کہ پانی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان کے پاس اس وقت غلہ نہیں تھا اگر ہوتا تو حضرت ابراہیم

علیہ السلام اس میں بھی برکت کی دعا فرماتے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مکہ کے علاوہ کسی اور جگہ اگر کوئی صرف ان دو چیزوں پر اکتفاء کرے تو اسے موافق نہیں آئینگی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے اور پوچھا کہ اسماعیل علیہ السلام کہاں ہیں؟ ان کی اہلیہ نے کہا کہ شکار کے لیے گئے ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ آپ بیٹھیے اور کچھ کھانا تناول کیجیے اور پانی پی لیجیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا پیتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہمارا کھانا گوشت ہے اور پانی پیتے ہیں۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مکہ میں ان دو چیزوں کی فراوانی ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا اثر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو اسے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ برقرار رکھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام واپس آئے تو انہوں نے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا۔ اہلیہ نے کہا کہ ہاں بہت اچھی حالت میں ایک بزرگ آئے تھے اس نے ان بزرگ کی تعریف کی اور انہوں نے تمہارے بارے میں دریافت کیا میں نے انہیں بتلا دیا انہوں نے ہمارے گزر بسر کے بارے میں دریافت کیا میں نے کہا کہ ہم اچھی طرح ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا وہ تمہیں کچھ وصیت کر کے گئے ہیں۔ اس نے کہا کہ جی ہاں انہوں نے تمہیں سلام کہا اور کہا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو برقرار رکھو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والد تھے اور دروازے کی چوکھٹ سے مراد تم ہو انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام جتنا وقت اللہ نے چاہا ٹھہرے رہے اور پھر آئے دیکھا تو اسماعیل علیہ السلام زم زم کے قریب ایک درخت کے تیر بنا رہے تھے جوں ہی انہوں نے باپ کو دیکھا کھڑے ہو کر ان سے ملے اور اس طرح پیش آئے جس طرح بیٹے کو باپ کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ اور جس طرح باپ بیٹے سے ملتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اسماعیل علیہ السلام اللہ نے مجھے ایک بات کا حکم دیا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کے رب نے آپ کو جس بات کا حکم دیا ہے آپ وہ کریں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تم میری مدد کرو گے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا کہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ یہاں ایک گھر تعمیر کروں اور ایک ٹیلے کی طرف اشارہ فرمایا جو ارد گرد کی زمین سے قدرے بلند تھا۔ اس وقت انہوں نے بیت اللہ کی دیواریں اٹھائیں، اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے تھے، جب دیواریں اونچی ہو گئیں تو یہ پتھر (مقام ابراہیم علیہ السلام) لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے رکھ دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر دیتے جاتے تھے اور دونوں کہتے جاتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما تو بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے کر روانہ ہوئے ان کے ساتھ ایک مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اس مشکیزے سے پانی پیتیں تو ان کی چھاتی میں بچے کے لیے خوب دودھ اترتا۔

یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے اور انہیں یہاں ایک درخت کے نیچے بٹھا کر ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر والوں کی طرف واپس جانے لگے تو اسماعیل کی والدہ بھی ان کے پیچھے چلنے لگیں یہاں تک کہ جب وہ کداء کے مقام پر پہنچے تو حضرت حاجرہ نے ان کو آواز دی اے ابراہیم علیہ السلام ہمیں کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کے۔ وہ بولیں کہ اللہ کے سہارے پر میں راضی ہوں اور یہ کہہ کر واپس پلٹ گئیں اور مشکیزے سے پانی پی کر وقت گزراتی رہیں اور بچے کے لیے ان کی چھاتی میں دودھ اترتا رہا۔ یہاں تک کہ جب پانی ختم ہو گیا تو سوچا کہ میں جا کر ادھر ادھر دیکھوں شاید کوئی نظر آ جائے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ گئیں اور صفا پر چڑھ گئیں اور خوب ادھر ادھر نظر دوڑائی کہ کوئی نظر آ جائے لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔ جب وادی میں پہنچیں تو پھر دوڑیں اور مروہ پر چڑھ گئیں اور اس طرح کئی چکر لگائے۔ پھر کہنے لگیں کہ اب میں جا کر بچے کو دیکھوں کہ وہ کس حال میں ہے۔ وہ گئیں اور دیکھا کہ بچہ اسی حال میں ہے جیسے وہ آخری سانس لے رہا ہو۔ انہیں قرار نہیں آیا اور کہنے لگیں اگر میں جا کر دیکھوں کہ شاید کوئی نظر آ جائے گئیں اور پھر صفا پر چڑھ گئیں اور پھر ادھر ادھر نظر دوڑائی اور کوئی نظر نہیں آیا یہاں تک کہ سات چکر پورے کر لیے۔ پھر سوچا کہ جاؤں اور بچے کو دیکھوں کہ کس حال میں ہے۔ وہاں آئیں تو اچانک ایک آواز کان میں پڑی۔ وہ بولیں کہ اگر تیرے پاس کوئی بھلائی ہے تو مدد کر۔ دیکھا تو وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے انہوں نے اپنی ایڑی زمین پر ماری تو پانی پھوٹ پڑا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ متحیر ہو گئیں اور اپنی ہتھیلیوں سے پانی مشکیزے میں ڈالنے لگیں۔

اس کے بعد راوی تمام حدیث بیان کی۔ صحیح بخاری میں یہ تمام روایات مذکور ہیں۔

دوحہ: کے معنی بڑے درخت کے ہیں۔ قفی: کے معنی پلٹنے کے ہیں۔ جری: قاصد۔ اُلفی: کے معنی ہیں پایا۔ ینشغ: سانس اوپر نیچے لے رہے تھے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب یزفون النسلان فی المشی .

کلمات حدیث: ام اسماعیل: یعنی حضرت حاجرہ علیہ السلام جو قبطی تھیں اور جنہیں مصر کے بادشاہ نے حضرت سارہ کی خدمت کے لیے دیا تھا۔ جرابا: چمڑے کا تھیلا، مشکیزہ۔ تلبط: لت پت ہو رہا ہے۔ لبط لبطاً (باب نصر وضرب) زمین پر ڈال دینا۔ تلبط (باب تفعل) زمین پر لوٹنا۔ المجھود: تھکا ہوا۔ صہ: خاموش ہو جا۔ تحوضہ: اس کی منڈیر بنانے لگیں اسے حوض کی صورت دینے لگیں۔ یغور: ابلنے لگا، تیزی سے نکلنے لگا۔ رابیہ: زمین سے بلند جگہ، ٹیلہ۔ اکمۃ: ٹیلہ۔ القواعد: بنیادیں۔ شنۃ: چمڑے کا بنا ہوا چھوٹا مشکیزہ۔

شرح حدیث: حضرت ابراہیم علیہ السلام بحکم الٰہی اپنی بیوی حضرت حاجرہ اور اپنے شیر خوار بچہ کو ایک بے آب و گیاہ زمین میں چھوڑ کر چلے گئے جہاں نہ کوئی انسان تھا اور نہ کہیں پانی تھا حضرت حاجرہ علیہ السلام پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ کے درمیان دوڑیں جو اللہ سبحانہٗ کے ہاں ان کی ایک محبوب ادا قرار پائی اور یہی محبوب ادا قیامت تک کے لیے اللہ کی عبادت اور اس کے حکم پر عمل کرنے کی علامت بن گئی۔ اسی ادائے اطاعت شعاری کے صلہ میں زمزم کا چشمہ پھوٹ آیا جو قیامت تک امت مسلمہ کی روحانی زندگی کے لیے آب حیات کا

درجہ رکھتا ہے۔

تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ میں ائمہ تفسیر حضرت مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ کے حوالے سے بیان ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام میں مقیم تھے اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی حاجرہ علیہ السلام اور اپنے بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر مکہ کی اس سرزمین میں جائیں جہاں پہلے بیت اللہ تھا اور انہیں بیت اللہ کے آثار کے قریب چھوڑ کر آجائیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم کی تعمیل میں ان دونوں کو یہاں لا کر چھوڑ دیا اور خود واپس پلٹے تو حضرت حاجرہ علیہ السلام نے پوچھا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تم ہمیں یہاں کیوں چھوڑ کر جارہے ہو کیا یہ اللہ کا حکم ہے انہوں نے جواب دیا کہ بیشک یہ اللہ کا حکم ہے اس پر حضرت حاجرہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اللہ کا حکم ہے تو وہ ہمیں ضائع نہ ہونے دے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اہلیہ اور اپنے صاحبزادے سے ملنے تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ آئے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام درخت کے نیچے بیٹھے تیر سیدھے کر رہے تھے۔ ملاقات کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اس ٹیلہ پر مجھے بیت اللہ کی تعمیر کا حکم ہوا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس کام میں آپ کے ساتھ شریک اور آپ کا مددگار رہوں اور اس طرح دونوں نے اللہ کے گھر کی تعمیر کی جو طوفان نوح علیہ السلام کے وقت منہدم ہو گیا تھا اور اس کی بنیادیں موجود تھیں جن پر ان دو جلیل القدر پیغمبروں نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو قیامت تک تمام لوگوں کے لیے مرجع اور مرکز قرار دیدیا اور مثابۃ للناس لوگ بار بار اور پلٹ پلٹ کر اس گھر کی زیارت کے لیے جاتے ہیں اور ہمیشہ پھر جانے کے آرزو مند رہتے ہیں بلکہ جتنا جاتے ہیں اسی قدر اشتیاق بڑھتا ہے۔ اور یہ بیت اللہ کی خصوصیت اور اہل ایمان کے لیے اس کی نہ ختم ہونے والی کشش ہے۔

(فتح الباری ۱/ ۱۱۸۵. فتح الباری ۲/ ۳۰۰. روضۃ المتقین ۴/ ۳۹۰)

کھمبی کا پانی آنکھوں کیلئے شفاء ہے

۱۸۶۸. وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَلْكَمَأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَآؤُهَا شِفَآءٌ لِلْعَيْنِ." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۶۸) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کماۃ (کھمبی) من کی قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الطب، باب المن شفاء للعین. صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب فضل الکمأۃ.

کلمات حدیث: الکمأۃ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ یہ ایک نبات ہے جس میں نہ شاخیں ہوتی ہیں اور نہ پتے اور یہ بغیر

زراعت خود بخود اگتی ہے۔ مـــن : ایک غذا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کو بلا تکلف اور بغیر محنت حاصل ہوتا تھا اسی طرح ''کمأۃ'' بغیر کسی زحمت کے حاصل ہوتا ہے، اس لیے اس کو من سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور کمأۃ کے پانی میں آنکھوں کے لیے شفا ہے۔
امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے اور ہمارے دور کے لوگوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نابینا ہو گیا تھا اس نے کمأۃ کا پانی استعمال کیا تو اس کی آنکھوں کی بینائی بحال ہو گئی۔ ان صاحب کا نام کمال بن عبداللہ دمشقی تھا اور انہوں نے کمأۃ کا استعمال حدیث نبوی پر یقین اور ارشاد نبوی ﷺ پر ایمان کے ساتھ کیا تھا۔

''روضۃ المتقین'' کے مؤلف لکھتے ہیں کہ ''ریاض الصالحین'' کی اس شرح کی تالیف کے دوران میں میری آنکھوں میں شدید تکلیف ہوئی اور کسی دوا سے کوئی فائدہ نہیں ہوا یہ تکلیف اتنی زیادہ تھی کہ مجھے نابینا ہو جانے کا خوف ہو گیا لیکن میں اس شرح کی تالیف میں مصروف رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری موت آ جائے اور میں اس کی تکمیل نہ کر سکوں۔ اسی اثنا میں میرے ایک دوست نے دمشق سے چند کھمبیاں (کمأۃ) لا کر دی میں نے اس کا پانی آنکھوں میں ڈالا اور میری آنکھیں بالکل صحیح ہو گئیں۔

(فتح الباری : ۲/۶۸٤ . شرح صحیح مسلم : ٤/۱٤ . روضۃ المتقین : ٤/۳۹۸)
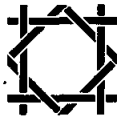
کتاب الاستغفار

الباب (٣٧١)

بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ

٣٦٠. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

''آپ بخشش مانگیے اپنی کوتاہی کی۔'' (محمد: ١٩)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ آپ اپنی خطا پر استغفار کیجیے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر آدمی کا گناہ اور اس کی خطا اس کے مرتبہ کے مطابق ہوتی ہے کسی کام کے عمدہ اور اچھے پہلو کو ترک کر کے کسی کم اچھے پہلو کو اختیار کرنا گو حدود جواز اور استحسان میں ہو بعض اوقات مقربین کے حق میں گناہ قرار پاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ دن میں سو سو مرتبہ استغفار کرتے تھے۔

(تفسیر عثمانی. تفسیر مظهری)

٣٥١. وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٦﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اللہ سے استغفار کریں کہ اللہ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں۔'' (النساء: ١٠٦)

تفسیری نکات: دوسری آیت مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ سے استغفار طلب کیجیے کہ وہ بہت معاف کرنے والا اور بے حد مہربان ہے۔ (تفسیر مظهری)

٣٥٢. وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴿٣﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''تسبیح کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اس سے استغفار کیجیے بے شک وہ رجوع فرمانے والا ہے۔'' (النصر: ٣)

تفسیری نکات: تیسری آیت مبارکہ میں آپ کو حکم فرمایا کہ اپنے رب کی حمد بیان کیجئے اور بیان حمد کے ساتھ طلب مغفرت کیجیے چنانچہ رسول کریم ﷺ کثرت سے یہ الفاظ کہتے کہ:

'' سبحانک اللهم وبحمدک اللهم اغفرلی.''

''اے اللہ! آپ کی ذات پاک ہے اور ستودہ صفات ہے آپ میری مغفرت فرما دیجیے۔'' (تفسیر عثمانی. تفسیر مظہری)

۳۵۳. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ ﴾ اِلیٰ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ ﴿ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''ان لوگوں کے لیے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا ان کے رب کے ہاں باغات ہیں۔ اس فرمان الٰہی تک۔ اور وہ سحر کے وقت استغفار کرنے والے ہیں۔'' (آل عمران: ۱۵)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں فرمایا کہ اہل تقویٰ کے لیے اللہ کے یہاں باغات ہیں جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں کیونکہ یہ اہل تقویٰ رات کو اٹھ کر بوقت سحر اللہ سے طلب مغفرت کرتے ہیں اور یہ وقت خاص استجابت دعا کا وقت ہے۔ (تفسیر عثمانی)

جو اللہ سے معافی مانگے اللہ معاف کر دیتا ہے

۳۵۴. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝١١٠ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''جو آدمی برائی کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر وہ اللہ سے معافی مانگے تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا۔''

(النساء: ۱۱۰)

تفسیری نکات: پانچویں آیت میں فرمایا کہ جس سے کوئی برائی سرزد ہو یا وہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھے پھر وہ اللہ سے طلب مغفرت کرے تو وہ اللہ کو پائے گا بخشنے والا اور رحم کرنے والا۔ یہاں برائی اور ظلم سے چھوٹے بڑے گناہ مراد ہیں یا برائی سے مراد ایسا گناہ ہے جس میں دوسرے شخص کی ایذاء کا پہلو ہو اور ظلم وہ گناہ ہے کہ جس کا دنیا اور آخرت کا وبال اس کی ذات تک محدود ہو۔ غرض گناہ کیسا بھی ہو چھوٹا ہو یا بڑا گناہ کے اثر سے اپنے وجود کو پاک کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے یعنی طلب مغفرت اور استغفار اور خلوص دل کے ساتھ توبہ اور اللہ توبہ کا قبول کرنے والا ہے اور بہت معاف کرنے والا اور اپنے بندوں پر بہت رحم کرنے والا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

عذاب سے بچنے کے دو اسباب

۳۵۵. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝٣٣ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ آپ ان کے درمیان موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا جب تک کہ وہ بخشش مانگنے والے ہیں۔'' (الانفال: ۳۳)

توبہ کرنے سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں

٣٥٦. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُواْ فَٰحِشَةً أَوۡ ظَلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمۡ ذَكَرُواْ ٱللَّهَ فَٱسۡتَغۡفَرُواْ لِذُنُوبِهِمۡ وَمَن يَغۡفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ وَلَمۡ يُصِرُّواْ عَلَىٰ مَا فَعَلُواْ وَهُمۡ يَعۡلَمُونَ ١٣٥ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''اور وہ لوگ جب ان سے کوئی برائی ہو جائے یا اپنے اوپر ظلم کر بیٹھے تو وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں ہے اور انہوں نے اصرار نہیں کیا جو کچھ انہوں نے کیا اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں۔''

(آل عمران: ١٣٥)

وَالْاٰيَاتُ فِی الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ .

قرآن کریم میں استغفار سے متعلق متعدد آیات ہیں۔

روزانہ سو مرتبہ استغفار

١٨٦٩ . وَعَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ : ''اِنَّه' لَيُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ، وَاِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةً'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٨٦٩) حضرت اغر مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے دل پر بھی بعض اوقات پردہ سا آجاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر، باب استحباب الاستغفار و الاستکثار منه .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کی ذات مبارکہ مہبط انوار آلہیہ اور آئینہ تجلیات آلہیہ تھی۔ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ کثرت اعمال و اشغال اور شدت اشتغال باموار المسلمین آئینہ تجلیات پر ایک بادل سا چھا جاتا جو طبع نبوی ﷺ پر بار خاطر ہوتا اور آپ ﷺ اس کے لیے کثرت سے استغفار فرماتے۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ ذات نبوت ﷺ ہمہ وقت متوجہ بذات الٰہی رہتی ہے جس کے نتیجہ میں وجود نبوی ﷺ پر سکینت سایہ فگن رہتی اور جب اس سکینت کے احاطے میں قدرے کمی ہوتے تو آپ ﷺ استغفار فرماتے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے درجات میں ہر وقت بلندی ہوتی رہتی ہے اور جب رفعت درجات کے بعد پچھلے درجہ کی طرف نظر فرماتے تو اس سے تنگی محسوس ہوتی اسی کو غین سے تعبیر فرمایا۔ اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو کثرت سے استغفار کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام خطایا اور فروگزاشتیں معاف فرمادی ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ یعنی آپ ﷺ کا کثرت استغفار حضرت حق سبحانہ' کی جناب میں آپ

ﷺ کا اظہار تشکر تھا۔ (دلیل الفالحین ٤/٦٤٨. روضة المتقین ٤/٤٠٣)

روزانہ ستر سے زائد مرتبہ استغفار

١٨٧٠. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

(١٨٧٠) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی قسم میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ کے حضور میں توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔(البخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی الیوم واللیلة .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کی حیات طیبہ تمام اہل ایمان کے لیے اسوہ حسنہ ہے جس کا مقتضایہ ہے کہ مسلمان آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے کثرت سے استغفار کریں اور اللہ کے حضور میں خالص توبہ کریں اور اپنی پوری زندگی کو اسوۂ حسنہ کے مطابق گزارنے کی سعی کریں۔ (دلیل الفالحین ٤/٦٤٨. روضة المتقین ٤/٤٠٣)

اللہ تعالیٰ کی صفت عبودیت کا مظاہرہ

١٨٧١. وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْلَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِكُمْ وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ یُذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی فَیَغْفِرُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(١٨٧١) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں ختم کر کے ایسے لوگ لے آئے جو گناہ کریں اور پھر اللہ سے استغفار کریں۔ اور اللہ انہیں معاف فرمادے۔(مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب التوبة،باب سقوط الذنوب بالاستغفار .

کلمات حدیث: والذی نفسی بیدہ : قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ الفاظ زبان مبارک سے ادا فرماتے کیونکہ یہ اللہ کی عظمت اور بندے کی عبودیت کے اظہار پر مشتمل ہے۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی طرف سے توبہ اور استغفار کرنا بے حد محبوب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور ہیں اور رحیم ہیں اور تواب ہیں۔ انسان خطا اور نسیان سے محفوظ نہیں ہے اور انسان معصوم نہیں ہے اس لیے اللہ کو وہ بندے محبوب ہیں جو گناہ پر جمے رہنے کے بجائے توبہ واستغفار کرتے ہیں اور اللہ کی طرف رجوع اور انابت کرتے ہیں کہ توبہ اور استغفار کی کثرت سے تعلق مع اللہ قائم ہوتا ہے۔

(دلیل الفالحین ٤/٦٤٩. روضة المتقین ٤/٤٠٣)

رسول اللہ ﷺ ایک ہی مجلس میں سومرتبہ استغفار فرماتے

۱۸۷۲. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ : "رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ" رواه أبو داؤد، والترمذي وقال : حديثٌ حسنٌ صحيحٌ .

(۱۸۷۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں گنتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے سومرتبہ فرمایا کہ " رب اغفرلی وتب علی انك انت التواب الرحیم. " (اے اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رجوع فرما بے شک تو رجوع فرمانے والانہایت مہربان ہے) (ابوداؤد، ترمذی، امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الاستغفار . الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی مایقول اذارأ ع مبتلیً .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کی ذات بابرکات امت کے لیے اسوۂ حسنہ اور عملی نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے ان تمام اعمال جن کی امت کو تعلیم دی عملاً کر کے دکھائے اور فرمایا کہ "صلوا کمارائیتمونی اُصلی۔" "اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔" اسی طرح آپ ﷺ نے اپنے عمل سے امت کو کثرت استغفار اور توبہ اور انابت اور رجوع الی اللہ کی تعلیم دی اور توبہ اور استغفار کے لیے امت کو بہت خوبصورت انتہائی بلیغ اور بے حد جامع کلمات تعلیم فرمائے۔ جیسے اس حدیث مبارک میں مذکور ہوئے ہیں۔

(تحفة الاحوذی ۹/ ۳٦٦ . دلیل الفالحین ٤/ ٦٠٤٥)

استغفار وسعت رزق کا نسخہ ہے

۱۸۷۳. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤد .

(۱۸۷۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی استغفار کی پابندی کرے تو اللہ تعالیٰ س کے لیے تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دیتا ہے اور اسے غم سے نجات عطا فرما دیتا ہے اور اسے اس جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الاستغفار .

کلمات حدیث: لزم الاستغفار : استغفار کو لازم پکڑ لے یعنی کثرت سے استغفار کرے۔ من کل ضیق مخرجاً : ہر تنگی اور

دشواری سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دیتا ہے۔ ضیق : تنگی خواہ مالی ہو یا نفسیاتی اور ذہنی ۔ ضاق ضیقا (باب ضرب) تنگی میں ہونا۔

شرح حدیث: اللہ سبحانہ کا اپنے بندوں پر کس قدر انعام ہے اور کتنا بڑا احسان ہے کہ اگر کوئی اللہ کا بندہ مسلسل استغفار کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کثرت استغفار کے صلے میں تین انعامات عطا فرماتے ہیں اگر کسی دشواری میں مبتلا ہے اور کسی تنگی میں گرفتار ہے تو اس تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دیتے ہیں، رنج وغم سے نجات عطا فرما دیتے ہیں اور اس کے گمان اور حسبان سے ماوراُ رزق عطا فرماتے ہیں اور رزق کا ماوراُحسبان ہونا نوعیت کمیت اور کیفیت تینوں حالتوں پر مشتمل ہوتا ہے یعنی رزق کی قسم اور اس کی تعداد اور اس کا ذریعۂ حصول تینوں ماوراُحسبان ہوتے ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿ وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّهُۥ مَخۡرَجٗا ۝٢ وَيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ ﴾

''جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دیتے ہیں اور اسے اس کے گمان سے ماوراُ رزق عطا فرماتے ہیں۔'' (الطلاق:٢)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے سامنے کسی شخص نے خشک سالی کا شکوہ کیا انہوں نے فرمایا کہ اللہ سے استغفار کرو۔ ایک اور شخص نے تنگدستی اور فقر کا ذکر کیا۔ آپ نے کہا کہ اللہ سے استغفار کرو۔ کسی نے اولاد نہ ہونے کا شکوہ کیا۔ آپ نے کہا کہ اللہ سے استغفار کرو۔ اور کسی نے زمین کی پیداوار کی کمی بیان کی انہوں نے کہا کہ اللہ سے استغفار کرو۔ کسی عرض کیا کہ آپ نے مختلف قسم کی شکایت کرنے والے سب لوگوں سے ایک ہی بات کہدی کہ اللہ سے استغفار کرو۔ اس پر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿ فَقُلۡتُ ٱسۡتَغۡفِرُواْ رَبَّكُمۡ إِنَّهُۥ كَانَ غَفَّارٗا ۝١٠ يُرۡسِلِ ٱلسَّمَآءَ عَلَيۡكُم مِّدۡرَارٗا ۝١١ وَيُمۡدِدۡكُم بِأَمۡوَٰلٖ وَبَنِينَ وَيَجۡعَل لَّكُمۡ جَنَّٰتٖ وَيَجۡعَل لَّكُمۡ أَنۡهَٰرٗا ۝١٢ ﴾

''میں نے کہا کہ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو وہ بہت معاف کرنے والا ہے برسائے گا آسمان سے مسلسل بارش اور مال اور اولاد دے کر تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے باغات اور نہریں بنا دے گا۔'' (نوح: ١٠، ١١، ١٢)

غم و پریشانی سے نجات کا نسخہ

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''زاد المعاد'' میں تکلیف و مصیبت رنج وغم اور فکر و پریشانی کے علاج کے لیے پندرہ اقسام کی دعائیں ذکر فرمائی ہیں اور ان دعاؤں کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر ان دعاؤں سے بھی کسی کا رنج فکر اور حزن وملال دور نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ داُغم وہم دل میں پیوست ہو چکی ہے اور اس کے اسباب انسان کے سارے وجود میں سرائیت کر گئے ہیں، اس لیے کہ اب اس کا ایک مکمل اور جامع علاج ہے۔ جو اس بیماری کو جڑ سے اکھاڑے، یہ مکمل اور جامع نسخۂ علاج پندرہ امور پر مشتمل ہے۔

(١) بندہ اپنے قلب ونظر میں توحید ربوبیت کا عقیدہ مستحکم کرے وہ یہ کہ رب ایک ہی ہے اور کوئی نہیں ہے وہی ہر شئے کا دینے والا اور عطا کرنے والا ہے اس کے سوا کہیں سے نہیں مل سکتی اور نہ اس کی مشیئت اور اس کے بغیر کسی انسان کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی اور

نہ مسبب الاسباب کے حکم کے بغیر کوئی سبب نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے۔

(۲) توحید الوہیت، یعنی اللہ ایک ہے وہی معبود ہے وہی خالق اور مالک ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۳) توحید علمی اعتقادی، یعنی اللہ کی توحید الوہیت اور توحید ربوبیت کا عقیدہ دل کے نہال خانے میں پڑا ہوا نہ ہو بلکہ یہ انسان کی سوچ اور فکر پر غالب اس کے افعال واعمال میں مؤثر ہو اور وہ اس حقیقت کا علمی اور شعوری ادراک رکھتا ہو۔

(۴) اللہ سبحانہٗ کے بارے میں یہ عقیدہ یقین کامل کے ساتھ رکھنا کہ وہ رائی کے دانے کے برابر بھی اپنے بندوں پر کوئی ظلم اور زیادتی نہیں کرتا۔

(۵) بندہ کا اپنے دل کی گہرائیوں سے یہ اعتراف کرنا کہ اس نے اللہ کی نافرمانی کر کے خود اپنے وجود پر اور اپنی زندگی پر ظلم کیا ہے۔ وہ خود ہی ظالم لنفسہ ہے اور اس کے اوپر جو کچھ ابتلاء اور مصیبت آتی ہے اس کا سبب یہی ظلم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بلا سبب اور بلاوجہ مأخوذ نہیں فرماتا۔

(٦) اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعاء اور التجاء کرنا، اور اس کے اسماء حسنیٰ کو وسیلہ بنانا۔ خاص طور پر الحی القیوم کو وسیلہ بنانا۔ یعنی دعاء کے وقت اللہ کی حمد وثنا کرنا اور اس کے اسماء حسنیٰ کے ذکر کے ساتھ دعا کرنا۔

(۷) صرف اور صرف اللہ ہی سے مدد طلب کرنا جو ایاک نعبد وایاک نستعین کا تقاضا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب مانگو تو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد طلب کرو تو اللہ ہی سے کرو۔

(۸) اللہ کے سامنے عاجزی اور تضرع کے ساتھ اقرار واعتراف کرے کہ اس کی ہر امید صرف اور صرف اسی سے وابستہ ہے۔

(۹) صرف اللہ پر بھروسہ رکھے اپنے سارے معاملات اللہ کے سپرد کر دے۔ دل کی گہرائیوں سے اعتراف کر کے کہ اس کی پیشانی اسی اللہ واحد کے قبضہ میں ہے اور اس کی جان اسی کے قبضہ میں ہے وہ جو چاہے کرے اور اس کا حکم عادلانہ اور اس کی قضاء نافذ ہے۔

(۱۰) قرآن کریم کی تلاوت کرے اس کے معانی پر غور کرے اور اس میں پنہاں اسرار میں تدبر کرے اس سے اپنے شکوک و شبہات دور کرے اور تاریکی سے نکل کر قرآن کریم کی روشنی میں آجائے، ہر مصیبت میں تسلی اور ہر مرض کا علاج اور ہر رنج و پریشانی سے شفاء قرآن کریم کو بنالے۔ قرآن کریم سے قلبی، ذہنی اور فکری وابستگی سے شکوک وشبہات رفع ہو جائینگے، قلب روشن سینہ منور اور وجود سراپا نور بن جائے گا اور جب ایسا ہوگا تو ہر آزار جاتا رہے گا۔ ہر غم دور ہو جائے گا۔ اور ہر پریشانی دور ہو جائے گی۔

(۱۱) کثرت استغفار۔ شب وروز میں ہر وقت کثرت سے استغفار کرے۔

(۱۲) توبہ تضرع اور زاری کے ساتھ اللہ کے حضور میں خالص توبہ کرے۔

(۱۳) جہاد، اللہ کی رضا کے حصول کی جو جہد کرے اور اللہ کے دین کی اشاعت اور اعلائے کلمہ۔ اللہ کے لیے جہاد کرے۔

(۱۴) نماز، فرائض کی پابندی کے ساتھ نوافل کی کثرت کرے۔ حدیث میں ہے کہ کسی صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ

میں جنت میں آپ کا ساتھ ہونا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کثرت سجود سے میری مدد کرو۔ یعنی بکثرت نوافل پڑھو۔ اس لیے نماز مؤمن کی معراج ہے۔

(۱۵) اپنے آپ کو ہر قوت اور طاقت سے بری قرار دے کہ اللہ کے سوا کسی کے پاس نہ کوئی قوت ہے اور نہ کوئی طاقت ہے۔

(دليل الفالحين ٤/٦٤٩ : روضة المتقين ٤/٤٠٥ . زادالمعادفی هدى خير العباد ٤/١٥٨)

استغفار سے ہر گناہ معاف ہوتا ہے

۱۸۷۴. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَالَ: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ، غُفِرَتْ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ: حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ.

(۱۸۷۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہ کلمات کہے:

" استغفر الله الذي لااله الاهو الحی القيوم وأتوب اليه. "

"میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جو ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ حی اور قیوم ہے اور میں اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔"

اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا اگرچہ وہ جنگ کے وقت دشمن کے مقابلے سے فرار ہو گیا ہے۔ (اسے ابوداؤد۔ ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاستغفار . الجامع للترمذی، کتاب الصلاة، باب فی الاستغفار

کلمات حدیث: القیوم : اللہ تعالیٰ جو جملہ مخلوقات کا خالق اور مالک ہے ہمیشہ اپنے مخلوقات کی تدبیر کرنے والا اور ان کی حفاظت کرنے والا اور انہیں برقرار رکھنے والا ہے۔

شرح حدیث: جو یہ کلمات پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف فرمادیتے ہیں اگرچہ وہ میدان جہاد سے دشمن کے مقابلے کے وقت بھاگا ہو۔ (تحفة الاحوذی ١٠/٣١. دليل الفالحين ٤/٦٥٠. روضة المتقين ٤/٤٠٦)

سید الاستغفار

۱۸۷۵. وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ یَّقُوْلَ الْعَبْدُ : اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ، وَاَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ

مَا اسْتَطَعْتُ، : اَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَاَبُوْءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْلِي فَإِنَّهٗ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ" مَنْ قَالَهَا فِي النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَمُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ". رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

" اَبُوْءُ " بِبَآءٍ مَضْمُوْمَةٍ ثُمَّ وَاوٍ وَهَمْزَةٍ مَّمْدُوْدَةٍ وَّمَعْنَاهُ : اَقِرُّوَ اَعْتَرِفُ .

(١٨٧٥) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمات سید الاستغفار ہیں:

" اللهم أنت ربی لا اله الا أنت خلقتنی وأنا عبدک وأنا علی عهدک ووعدک ما استطعت اعوذبک من شر ما صنعت أبوء لک بنعمتک علی وأبوء بذنبی فاغفرلی انه لا یغفر الذنوب الاأنت."

''اے اللہ تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں جہاں تک طاقت رکھتا ہوں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں اور میں اپنے کئے ہوئے عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کی ہیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں تو مجھے معاف کردے بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں ہے۔''

جو شخص دن میں یہ کلمات یقین قلب کے ساتھ پڑھے اور اس روز شام ہونے سے پہلے اسے موت آجائے تو وہ جنتی ہے۔ اور جو شخص رات کو یہ کلمات یقین قلب کے ساتھ پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے اسے موت آجائے تو وہ جنتی ہے (البخاری) اَبوء کے معنی ہیں میں اقرار اور اعتراف کرتا ہوں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب افضل الاستغفار .

شرح حدیث: علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ کلمات استغفار انتہائی جامع ہیں اس لیے انہیں سید الاستغفار کہا گیا ہے۔ اور ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ کلمات بہت عمدہ اور انتہائی شاندار الفاظ پر مشتمل ہیں اور انتہائی بلیغ معانی کے حامل ہیں اور بلاشبہ اس لائق ہیں کہ انہیں سید الاستغفار کہا جائے۔ ان کلمات میں اللہ وحدہ کی الوہیت کا اقرار ہے اور اس کی خالقیت کا اعتراف ہے اور اس وعدے کا اقرار ہے جو اللہ نے اپنے بندوں سے لیا ہے، اللہ نے اپنے بندوں کے لیے جس انعام کا وعدہ فرمایا ہے اس کے حصول کی امید اور رجاء ہے۔ گناہوں پر اللہ سے پناہ طلب کی گئی ہے اور نعمتوں کی نسبت ان کے خالق اور موجد کی طرف کی گئی ہے اور اللہ کی مغفرت کی طلب ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں ہے۔

(فتح الباری ٣/ ٢٩١ . عمدة القاری ٢٣/ ٤٣٢ . دلیل الفالحین ٤/ ٦٥١ . روضة المتقین ٤/ ٤٠٦)

ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار

١٨٧٦ . وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ

صَلاتِـه اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ ثَلاَ ثاً وَقَالَ : "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ يَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ" قِيلَ لِلْاَوْزَاعِيِّ، وَهُوَ اَحَدُ رُوَاتِهِ کَيْفَ الْاِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ : يَقُوْلُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٨٧٦) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ کلمات کہتے:

" اللهم أنت السلام ومنک السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام ."

''اے اللہ! تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی ملتی ہے اے جلال واکرام والے تو بڑی برکتوں والا ہے۔''

امام اوزاعی جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں ان سے کہا گیا کہ آپ ﷺ کا استغفار کس طرح تھا انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے۔ استغفر اللہ استغفر اللہ۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة .

کلمات حدیث: اذا انصرف من صلاته : جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر سلام پھیرتے۔ أنت السلام : اللہ سلام ہے، اسی سے سلامتی کا حصول ہے اور وہی سلامتی عطا فرمانے والا ہے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد استغفر اللہ تین مرتبہ فرماتے اور کلمات مذکورہ پڑھتے۔ سلام پھیرنے کے فوراً بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔ (روضۃ المتقین ٤/٤٠٩. دلیل الفالحین ٤/٦٥٣)

موت سے پہلے کثرت استغفار کا اہتمام

١٨٧٧ . وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُکْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ قَبْلَ مَوْتِه : "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(١٨٧٧) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ وفات سے پہلے کثرت سے ان کلمات کو پڑھتے سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ۔ (اللہ کی ذات پاک ہے حمد وثنا اسی کے لیے ہے میں اس سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اسی جانب رجوع کرتا ہوں) (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ اذاجاء . صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب مایقال فی الرکوع والسجود .

شرح حدیث: اللہ کے حضور میں ساری زندگی توبہ اور استغفار کرنا چاہئے لیکن جب آدمی سفر حیات طے کر کے بڑھاپے کی سرحد میں داخل ہو جائے تو سفر آخرت کے لیے زادِ راہ تیار کرے اور کثرت سے توبہ واستغفار کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حیات طیبہ کے آخری ایام میں کثرت سے استغفار فرماتے اور دراصل آپ اس فرمان الٰہی پر عمل فرماتے تھے:

" فسبح بحمد ربک واستغفره ."

"اپنے رب کی حمد کی تسبیح کیجیے اور طلب مغفرت کیجیے۔" (روضۃ المتقین ٤/٤٠٩. نزهة المتقین ٢/٥٩٢)

گناہ معاف کرنے سے اللہ کا کوئی نقصان نہیں ہوتا

١٨٧٨ . وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : يَاابْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ مَادَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ عَلٰى مَاکَانَ مِنْکَ وَلَااُبَالِیْ يَاابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُکَ عَنَانَ السَّمَآءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ وَلَااُبَالِیْ، يَاابْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ لَوْاَتَيْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِیْ لَاتُشْرِکُ بِیْ شَيْئًا لَا تَيْتُکَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

"عَنَانَ السَّمَآءِ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ : قِيْلَ هُوَ السَّحَابُ، وَقِيْلَ هُوَ مَاعَنَّ لَکَ مِنْهَا : اَیْ ظَهَرَ، "وَقُرَابُ الْاَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ، وَرُوِیَ بِکَسْرِهَا، وَالضَّمُّ اَشْهَرُ : وَهُوَ مَا يُقَارِبُ مِلْئَهَا .

(١٨٧٨) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند آدم تو جب تک مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید قائم رکھے گا تو تو جس حالت میں بھی ہوگا میں تجھے معاف کرتا رہوں گا اور میں کوئی پرواہ نہیں کروں گا۔ اے فرزند آدم تیرے گناہوں کی کثرت آسمان کے کنارے تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے معافی طلب کرے تو میں تجھے معاف کردوں گا اور میں کوئی پرواہ نہیں کروں گا۔ اے فرزند آدم اگر تو زمین بھر کر گناہ میرے پاس لیکر آیا اس حال میں کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو میں اتنی ہی زیادہ مغفرت کے ساتھ تجھ سے ملوں گا۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔)

عنان السماء : عین کے زبر کے ساتھ یعنی بادل۔ کسی نے کہا کہ جو تمہارے سامنے ظاہر ہے وہ عنان السماء ہے۔ قراب الأرض: ق کے پیش اور زیر کے ساتھ لیکن پیش کے ساتھ زیادہ مشہور ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ زمین کے لبریز ہونے کے بقدر۔

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب غفران الذنوب مهما عظمت .

کلمات حدیث: مادعوتنی : جب تک تو مجھے پکارتا ہے۔ ورجوتنی : اور جب تک تیری امید مجھ سے وابستہ رہے۔ یعنی جب تک بندہ یقین رکھے کہ اللہ ہی میرا رب اور میرا مالک ہے اور مجھے اسی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے اور میری ہر طلب اور ہر درخواست کو پورا کرنے والا وہی ہے۔ لا اُبالی۔ مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے کہ کس بندے نے کس قدر زیادہ گناہ کئے ہیں وہ جب مجھ سے طلب مغفرت کرے گا میں اسے معاف کردوں گا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں اور وہ اپنے بندوں پر بڑے مہربان ہیں ان کی رحمت ہر شئے کو محیط ہے وہ خالق اور مالک ہیں

اورکوئی شئے ان کی قدرت اور اختیار سے باہر نہیں ہے۔ وہ اللہ سبحانہٗ کا یہ اپنے بندوں پر احسان عظیم اور فضل عمیم ہے کہ وہ اپنے بندوں کی خطائیں اوران کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں، خواہ گناہوں کی کثرت کا یہ عالم ہو کہ ان کا ڈھیر آسمان کے کناروں تک پہنچ جائے یا روئے زمین لبریز ہو جائے لیکن جب بندہ پلٹ کر مالک کی طرف آتا ہے اور عاجزی وزاری سے توبہ کرتا ہے اور تضرع اور خشوع کے ساتھ اللہ سے مغفرت کا طلبگار رہتا ہے وہ اسے معاف فرمادیتے ہیں۔ (روضة المتقين ٤/٤٠. دليل الفالحين ٤/٦٥٤)

عورتوں کو کثرت صدقہ کی ترغیب

١٨٧٩. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "يَامَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ، وَاَكْثِرْنَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ فَاِنِّىْ رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ" قَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ : مَالَنَا اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ : "تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَارَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ اَغْلَبَ لِذِىْ لُبٍّ مِنْكُنَّ" قَالَتْ : مَانُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّيْنِ؟ قَالَ : شَهَادَةُ امْرَاَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ، وَتَمْكُثُ الْاَيَّامَ لَا تُصَلِّىْ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٨٧٩) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو کیونکہ میں جہنم میں عورتوں کو کثرت سے دیکھتا ہوں۔ ایک عورت نے عرض کیا۔ ہم عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کی وجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو۔ شوہر کی ناشکر گزاری کرتی ہو، میں نے تم عورتوں کے عقل و دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ کسی عقل مند آدمی کی عقل پر غالب ہوتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ اس عورت نے عرض کیا کہ ہماری عقل اور دین کا نقصان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو عورتوں کی گواہی کا ایک مرد کے برابر ہونا اور تمہارا کئی کئی دن نماز سے رکے رہنا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب نقص الايمان بنقص الطاعات . صحيح البخاري، كتاب الحيض، باب ترك الحائض الصوم .

کلمات حدیث: يا معشر النساء : اے عورتوں کی جماعت۔ معشر : جماعت یا گروہ جو کسی خاص وصف میں مشترک ہوں۔ جیسے معشر العلماء اور معشر الفقهاء.

شرح حدیث: عورتیں بکثرت جہنم میں جائینگی کیونکہ عورتیں لعن طعن کرتی ہیں شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اس لیے انہیں چاہئے وہ کثرت سے صدقہ کریں اور خوب استغفار کریں۔ عقل اور دین کے نقصان اور ان دونوں میں کمی کے باوجود وہ ایک عقلمند اور ذہین آدمی کی عقل ضبط کر دیتی ہیں اور اس کو فکر و دانائی سے عاری بنا دیتی ہیں۔

عورتیں مردوں کی بہ نسبت جسمانی طور پر کمزور ہیں اور ان کی ساخت فطرتاً اور خلقتاً مردوں کی ساخت سے مختلف ہے اس لیے شریعت میں عورت کی گواہی مرد کی گواہی کا نصف ہے اور شریعت نے ان پر کسی کی کفالت کی ذمہ داری عائد نہیں کی ہے یعنی اگر عورت

مالدار ہو یا اکتساب مال کرتی ہو پھر بھی بچوں کی یا ماں باپ کی یا کسی اور کی کفالت عورتوں کے ذمہ لازم نہیں ہے وہ اگر کچھ کرتی ہیں تو وہ صرف حسن معاشرت کے درجے میں ہے۔ اور چونکہ ان کے ذمہ کسی عورت مرد یا بچے کی کفالت نہیں ہے اس لیے میراث میں ان کا حصہ آدھا ہے اور مرد کو جو حصہ پورا ملتا ہے اس میں چونکہ وہ دیگر افراد کی کفالت کا مکلف ہے اور ان افراد میں عورتیں بھی داخل ہیں اس لیے وہ اس حصہ کو بھی دوبارہ عورتوں ہی پر صرف کرتا ہے۔ عورتوں کا دینی نقصان یہ ہے کہ وہ اپنے مخصوص ایام میں نماز سے محروم رہتی ہیں۔

(روضة المتقين ٤/ ٤١١، شرح صحيح مسلم ٢/ ٥٧، دليل الفالحين ٤/ ٦٥٥)

البَابُ (۳۷۲)

بَابُ مَا اَعَدَّ اللّٰهُ تَعَالیٰ لِلْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْجَنَّةِ

جنت کی نعمتوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے تیار کر رکھی ہیں

جنت میں حسد کینہ نہ ہوگا

٣٦٧. قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ :

﴿ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٤٥﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٤٧﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿٤٨﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''بے شک پرہیزگار لوگ باغوں اور چشموں میں کہا جائے گا کہ تم امن و سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور جو بغض و کینہ ان کے سینوں میں ہوگا وہ ہم نکال دیں گے وہ بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان میں ان کو کوئی تھکاوٹ نہیں ہوگی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔'' (الحجر: ۴۵)

تفسیری نکات: اہل ایمان جو اپنی پوری زندگی میں کفر و شرک سے مجتنب رہے اور معاصی سے بچتے رہے اور اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانیوں سے احتراز کرتے رہے وہ حسب مراتب جنت کے باغوں میں رہیں گے جہاں بڑے قرینے سے چشمے اور نہریں بہتی ہوں گی وہ تمام مشاکل اور ہر طرح کے فکر و تردد سے ہمیشہ کے لیے آزاد اور بے فکر ہوں گے اور آپس میں دنیا کی کوئی کدورت باقی نہ رہے گی بلکہ سب باہم اخوت کے ساتھ آمنے سامنے سریر آرا ہوں گے۔ اور ہمیشہ یہیں رہیں گے اب یہاں سے کبھی نہیں نکالے جائیں گے۔

جنت میں ہر خواہش پوری ہوگی

٣٦٨. وَقَالَ تَعَالیٰ :

﴿ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٣﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف نہیں ہوگا نہ تم غمگین ہو گے۔ وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ مسلمان تھے ان سے کہا جائے گا کہ تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ، تمہارے لیے سامان مسرت بہم پہنچا دیئے گئے ہیں۔ ان پر سونے کے

رکابیاں اور پیالوں کا دور چلایا جائے گا اور اس میں وہ ہوگا جو ان کے نفس چاہیں گے اور جن کو دیکھ کر وہ لذت و مسرت محسوس کرینگے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہارے اعمال کے بدلے وارث بنایا گیا ہے۔ تمہارے لیے اس میں میووں کی فراوانی ہوگی جن میں سے تم کھاؤ گے۔'' (الزخرف: ٦٨)

تفسیری نکات: ان آیات میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کے بندے جو اللہ پر ایمان لائے اور عمل صالح کیے وہ اللہ کے یہاں پہنچیں گے تو انہیں کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا ان سے کہا جائے گا کہ تم اپنی بیویوں کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ وہاں تمہاری آسائش اور آرام کے سارے سامان مہیا کر دیئے گئے ہیں، یہاں تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی تمہیں خواہش ہو اور تمہاری آنکھوں کو بھلی لگے اور یہاں تمہارے واسطے انواع واقسام کے میوے ہیں اور تمہیں یہ جنت تمہارے اعمال کے صلہ میں ملی ہے۔

جنت میں ریشمی لباس ہوں گے

٣٦٩. وَقَالَ تَعَالَىٰ :

﴿ إِنَّ ٱلْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾ يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَٰبِلِينَ ﴿٥٣﴾ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَٰهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَٰكِهَةٍ ءَامِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا ٱلْمَوْتَ إِلَّا ٱلْمَوْتَةَ ٱلْأُولَىٰ ۖ وَوَقَىٰهُمْ عَذَابَ ٱلْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''بیشک پرہیزگار لوگ امن کی جگہ باغوں اور چشموں میں ہوں گے اس میں وہ باریک اور دبیز ریشم پہنیں گے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے اور اسی طرح رہینگے اور ہم ان کی شادی بڑی آنکھوں والی عورتوں سے کرینگے اس میں وہ ہر قسم کے پھل امن اور اطمینان سے منگوائیں گے۔ وہاں موت کا مزہ نہیں چکھیں گے سوائے اس موت کے جس کا مزہ وہ پہلی مرتبہ چکھ چکے ہوں گے۔ اللہ نے ان کو جہنم کے عذاب سے بچالیا تیرے رب کے فضل سے یہی ہے بڑی کامیابی۔'' (الدخان: ٥١)

تفسیری نکات: ان آیات میں فرمایا کہ اہل تقویٰ کا گھر ابدی امن وسلامتی کا مقام ہوگا اور کسی طرح کا کوئی خوف وغم نہ ہوگا، باریک اور دبیز زریشمی لباس زیب تن کئے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے جس میوے کا ان کا دل چاہے گا وہ سامنے حاضر کر دیا جائے گا اور اب وہ موت کا ذائقہ بھی نہیں چکھیں گے بلکہ ہمیشہ جنت میں رہینگے اور یہ وہ عظیم کامیابی ہے جو انہیں حاصل ہوئی ہے۔

جنتیوں کے چہرے تروتازہ ہونگے

٣٧٠. وَقَالَ تَعَالَىٰ :

﴿ إِنَّ ٱلْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى ٱلْأَرَآئِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ ٱلنَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَٰمُهُۥ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ ٱلْمُتَنَٰفِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُۥ مِن تَسْنِيمٍ

عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''بے شک نیک لوگ نعمتوں میں ہونگے تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے۔ تو ان کے چہروں پر تروتازگی اور رونق و بہجت محسوس کرے گا ان کو سر بمہر شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مہر ہوگی اور یہی وہ چیز ہے جس میں رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنی چاہیے اور اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ یہ وہ چشمہ ہے جس سے بندگان مقرب پئیں گے۔ (المطففین: ۲۲)

تفسیری نکات: اور ان آیات میں ارشاد فرمایا کہ ابرار نعمتوں میں ہوں گے اور دیدار الٰہی سے سرفراز ہورہے ہوں گے اور ان کے چہروں سے ان کی خوشی اور ان کی راحت وآرام اور ان کی سرفرازی اور کامیابی دمکتی ہوگی یعنی جنت کے عیش وآرام سے ان کے چہرے ایسے پر رونق اور تروتازہ ہونگے کہ ہر ایک دیکھنے والا دیکھتے ہی پہنچان جائے کہ یہ لوگ بہت آرام وراحت میں ہیں مشک کی مہریں لگی ہوئی شراب پیش کی جائے گی اور ہر گوشہ مشک کی خوشبو سے معطر ہو جائے گا یہ ہے شرب طہور جس کے لیے رغبت کرنی چاہیے۔ یہ وہ شراب ہے جس میں تسنیم کی آمیزش ہے یہ وہ چشمہ ہے جس سے اللہ کے مقرب بندے سرفراز ہوں گے۔

(تفسیر عثمانی، تفسیر مظهری)

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ .

جنت کی نعمتوں کی تفاصیل قرآن کریم میں متعدد آیات میں بیان ہوئی ہیں۔

جنت میں گندگی نہ ہوگی

۱۸۸۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :"یَاکُلُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ فِیْھَا، وَیَشْرَبُوْنَ، وَلَایَتَغَوَّطُوْنَ، وَلَا یَمْتَخِطُوْنَ، وَلَا یَبُوْلُوْنَ، وَلٰکِنْ طَعَامُھُمْ ذٰلِکَ جُشَآءٌ کَرَشْحِ الْمِسْکِ . یُلْھَمُوْنَ التَّسْبِیْحَ، وَالتَّکْبِیْرَ کَمَا یُلْھَمُوْنَ النَّفَسَ "رَوَاہُ مُسْلِمٌ"

(۱۸۸۰) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنتی جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے مگر ان کو قضائے حاجت کی ضرورت نہ ہوگی اور نہ ان کی ناک سے ریزش نکلے گی اور نہ وہ پیشاب کرینگے ان کا کھانا ایک ڈکار ہوگا جو مشک کے پسینہ کی مانند خوش گوار ہوگی اور ان کے اندر تسبیح وتکبیر کو اس طرح ڈالدیا جائے گا جس طرح سانس ان کے اندر ڈالا جائے۔

(مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فی صفات الجنة و أهلها .

کلمات حدیث: لایتغوطون : وہ قضائے حاجت نہیں کریں گے۔ غائط : وہ مکان یا وہ جگہ جہاں آدمی لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر تنہا ہو جائے۔ تغوط (باب تفعل) غائط کیلئے جانا۔ کنایہ ہے قضائے حاجت سے۔ جشاء : ڈکار۔ جشاء تجشئة : ڈکار لینا۔

شرح حدیث: اہل جنت کی نعمتوں اور ان کو ملنے والی راحتوں کا بیان ہے کہ ان کی غذا اس قدر لطیف ہوگی جو محض ایک خوشبودار ڈکار سے تحلیل ہوجائے گی اور اس مشک کی خوشبو سے گردوپیش معطر ہوجائے گا اور ان کے وجود میں اللہ کی حمد وثنا اور اللہ کی کبریائی کا بیان اس طرح ڈالدیا جائے گا جس طرح آدمی سانس لیتا ہے، کیونکہ اہل جنت کے قلوب معرفت ربانی سے منور ہوں گے اس لیے اللہ کی حمد وثنا ان کے سانس کی آمد ورفت کے ساتھ بغیر کسی تکلف کے جاری ہوگی اور اس کے لیے کسی اہتمام کی ضرورت نہ ہوگی۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل جنت ہر نوع کی نعمتوں سے سرفراز ہونگے وہ کھائیں گے اور پئیں گے اور ان کی نعمتوں میں کوئی انقطاع اور کوئی عدم تسلسل نہیں ہوگا اور جنت کی نعمتیں اپنی نفاست اپنی لطافت اور اپنی لذت میں دنیا کی نعمتوں سے ہزار گنا زیادہ ہوں گی۔ (شرح صحیح مسلم١٨/١٤٣. روضة المتقين٤/٤١٦. دليل الفالحين٤/٦٥٩)

جنت کی نعمتیں وہم وخیال سے بہتر ہونگی

١٨٨١. وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِيْنَ مَالَا عَيْنٌ رَاَتْ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَاخَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ. وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا اُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(١٨٨١) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جنہیں کبھی کسی آنکھ نے نہیں دیکھا کسی کان نے ان کا ذکر نہیں سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال ہی گزرا ہے۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے اعمال کے صلہ میں ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا سامان چھپا کر رکھا گیا ہے۔ (السجدة:١٧) (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة. صحيح مسلم. اوائل كتاب الجنة.

کلمات حدیث: اعددت: میں نے تیار کیا۔ اعداد (باب افعال) تیار کرنا۔ مہیا کرنا۔ ولا خطر علی قلب بشر: اور کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک نہیں گزرا۔

شرح حدیث: جنت کی نعمتوں کا ادراک آدمی اس دنیا میں رہتے ہوئے نہیں کرسکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کے لیے وہاں ایسی نعمتیں عطاء فرمادی ہیں کہ جن کو کسی آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا کسی کان نے کبھی ان کا ذکر نہیں سنا اور کسی دل میں ان کا خیال تک نہیں آیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ سبحانہ سے عرض کیا کہ جنت کا سب سے نچلا درجہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تمام اہل جنت جنت میں جاچکے ہوں اور وہاں اپنے مقامات عالیہ اور درجات رفیعہ پر متمکن ہوچکے ہوں، سب سے آخر میں ایک اللہ کا ایک بندہ لایا جائے گا جس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہوجاؤ۔ وہ کہے گا یارب جنت میں تو لوگ اپنی اپنی منازل میں اتر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائینگے کہ کیا تو اس پر راضی ہے کہ دنیا کے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کے

مثل تجھے دیدیا جائے بلکہ اس سے چار گناہ زیادہ دیدیا جائے وہ کہے گا کہ اے رب میں راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائینگے تجھے دنیا کے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کے مثل دیدیا گیا بلکہ اس سے دس گناہ زیادہ دیدیا گیا۔

(فتح الباری ٢/٢٦٩. ارشاد الساری ٧/١٦٥. عمدۃ القاری ١٥/٢١٠. شرح صحیح مسلم ١٧/١٣٧)

جنتیوں کے مختلف درجات ہونگے

١٨٨٢. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلٰى اَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَآءِ اِضَاءَةً: لَايَبُولُونَ، وَلَايَتَغَوَّطُونَ، وَلَايَتْفُلُونَ، وَلَايَمْتَخِطُونَ. اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ. عُودُ الطِّيبِ. اَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِينُ، عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلٰى صُورَةِ اَبِيهِمْ اٰدَمَ سِتُّونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ: اٰنِيَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَآءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ. لَااخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ، وَلَاتَبَاغُضَ: قُلُوبُهُمْ قَلْبُ رَجُلٍ وَاحِدٍ، يُسَبِّحُونَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا."

قَوْلُهُ: "عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ" رَوَاهُ بَعْضُهُمْ بِفَتْحِ الْخَآءِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ وَبَعْضُهُمْ بِضَمِّهِمَا وَكِلَاهُمَا صَحِيحٌ.

(١٨٨٢) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوں گے ان کے چہرے ایسے چمکتے ہوں گے جیسے چودہویں رات کا چاند ہوتا ہے پھر ان کے بعد داخل ہونے والوں کے چہرے آسمان پر سب سے زیادہ روشن ستاروں کی طرح ہوں گے۔ وہ نہ پیشاب کرینگے اور نہ قضائے حاجت کرینگے اور نہ وہ تھوکیں گے اور نہ ان کی ناک میں ریزش آئے گی۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوں گے۔ ان کی انگیٹھیوں میں جلانے کے لیے خوشبودار لکڑی ہوگی، ان کی بیویاں بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ سب آدمی ایک ہی طرح کے اپنے باپ آدم کی صورت پر ہونگے ساٹھ ذراع بلندی میں جیسے آدم تھے۔

اور بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ ان کے برتن سونے کے اور ان کا پسینہ مشک کی طرح خوش بودار ہوگا اور ہر ایک کی دو بیویاں ہونگی اور ان کے حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا ان کے گوشت میں سے نظر آئے گا۔ ان کے درمیان نہ کوئی اختلاف ہوگا نہ کوئی باہمی نفرت۔ ان کے دل قلب واحد کی طرح ہوں گے اور وہ صبح وشام اللہ کی تسبیح کرینگے۔

علی خلق رجل واحد: بعض راویوں نے اسے خ کے زبر سے اور بعض نے پیش سے روایت کیا ہے اور دونوں صحیح ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، باب صفة الجنة۔ صحیح مسلم، کتاب صفات الجنه .

کلمات حدیث: زمرة : جماعت۔جمع زمر . کوکب دری : انتہائی روشن ستارہ۔ مجامرهم : ان کی انگیٹھیاں۔واحد مجمر. جمرة : انگارہ۔ حُور : حوراء کی جمع۔سرخ اور سفید آنکھوں والی۔

شرح حدیث: امت محمد ﷺ میں ستر ہزار ایسے اہل ایمان جن کا حساب کتاب نہیں ہوگا وہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے اوران کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح منور ہونگے اوران کے بعد جولوگ جنت میں جائینگے ان کے چہرے کوکب دری کی طرح چمک رہے ہونگے۔

اہل جنت دنیاوی حاجات سے منزہ ہوں گے وہ کھائینگے اور پیئں گے اورایک ہلکی سی خوشبودار ڈکار کے ساتھ غذا ہضم ہوجائے گی۔

اہل جنت صورت شکل میں اپنے باپ آدم علیہ السلام کی طرح سب ایک جیسے ہوں گے۔ یہ اس صورت میں جبکہ حدیث میں آنے والا لفظ خلق خاء کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے۔ پیش کی صورت میں معنی ہوں گے کہ سب کے اخلاق باہم ملتے جلتے ہوں گے کیونکہ نہ جنت میں کوئی برائی ہوگی اور نہ برے اخلاق کا وجود ہوگا اورسب کے اخلاق اور اوصاف اچھے اور بہترین ہوں گے اس لیے سب اخلاق میں ملتے جلتے ہوں گے۔

اہل جنت میں سے ہرایک کو دو بیویاں ملیں گی جبکہ احادیث میں شہید کے لیے ۷۲ حوروں کا ذکر آیا ہے۔حوران جنت انتہائی حسین وجمیل ہونگی یہاں تک کہ ایک روایت میں ہے کہ اگران میں سے کوئی اہل زمین کی طرف جھانک کر دیکھ لے تو آسمان وزمین کے درمیان ساری فضا نور سے چمک اٹھے اور خوشبو سے لبریز ہوجاے نیز بیان ہوا ہے کہ ان کے سر کا دوپٹہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے زیادہ قیمتی ہوگا۔ (فتح الباری ۲۲۹/۲. ارشاد الساری ۱٦۷/۷ . عمدة القاری ۲۱۱/۱۵ . شرح صحیح مسلم ۱٤۱/۱۸ . تحفة الاحوذی ۲۸٤/۷)

ادنیٰ ترین جنتی کا مقام

۱۸۸۳ . وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَأَلَ مُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ، مَاأَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً؟ قَالَ : هُوَ رَجُلٌ يَجِيْءُ بَعْدَ مَاأُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهٗ: اُدْخُلِ الْجَنَّةَ. فَيَقُوْلُ : أَیْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْنَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ، وَاَخَذُوْا اَخَذَاتِهِمْ؟ فَيُقَالُ لَهٗ : اَتَرْضٰى اَنْ يَكُوْنَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوْكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُوْلُ : رَضِيْتُ رَبِّ. فَيَقُوْلُ : لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَ مِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ فَيَقُوْلُ فِي الْخَامِسَةِ : رَضِيْتُ رَبِّ، فَيَقُوْلُ : هٰذَالَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ وَلَكَ مَااشْتَهَتْ نَفْسُكَ، وَلَذَّتْ عَيْنُكَ فَيَقُوْلُ : رَضِيْتُ رَبِّ، قَالَ : رَبِّ فَاَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً؟ قَالَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَرَدْتُّ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِيْ وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ، وَلَمْ

تَسۡمَعۡ اُذُنٌ، وَلَمۡ یَخۡطُرۡ عَلٰی قَلۡبِ بَشَرٍ" رَوَاهُ مُسۡلِمٌ .

(۱۸۸۳) حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا کہ اہل جنت میں سے ادنیٰ درجہ کس کا ہوگا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ وہ ایک شخص ہوگا جو تمام اہل جنت کے جنت میں پہنچ جانے کے بعد لایا جائے گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا وہ کہے گا کہ اے رب میں کیسے داخل ہوں جبکہ سب لوگ اپنی اپنی منازل میں پہنچ گئے ہیں اور اپنی اپنی جگہوں پر فروکش ہو چکے ہیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تجھے دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ جیسا دیدیا جائے وہ کہے گا کہ اے رب میں راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائینگے تجھے ہم نے یہ دیدیا، اور اس کے مثل اور اس کے مثل اور اس کے مثل اور اس کے مثل۔ پانچویں مرتبہ وہ کہے گا کہ اے رب میں راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائینگے تجھے اس بادشاہ جیسی بادشاہت اور اس کا دس گناہ عطا ہوا۔ اور تجھے جو تیرا دل چاہے وہ بھی ملا۔ اور تجھے جو تیری آنکھوں کو اچھا لگے وہ بھی دیدیا گیا۔ وہ پھر کہے گا کہ اے رب میں راضی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب جنتیوں میں سب سے اعلیٰ درجہ والا کون ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو میرے محبوب نے ان کی سرفرازی کی درخت اپنے ہاتھوں سے لگایا اور میں نے اس پر مہر لگادی اسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ کسی کان نے اس کے بارے میں نہیں سنا اور کسی آدمی کے دل میں اس کا خیال تک نہیں گزرا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح الایمان، کتاب الایمان، باب ادنی اهل الجنة منزله فیها .

کلمات حدیث: نزل الناس منازلهم : لوگ جنت میں اپنے قصور اور منازل میں فروکش ہو چکے۔ وأخذوا أخذاتهم : اور جنت کی جو نعمتیں ان کے لیے تیار کی گئی تھیں وہ ان سب کو اپنی تحویل میں لے چکے۔ غرست کرامتهم بیدی : میں نے جنت میں ان کے فضل وکمال کا درخت اپنے ہاتھوں سے لگایا ہے۔

شرح حدیث: اہل جنت میں سے سب سے کم تر درجے کا جنتی جو سب اہل جنت کے داخل ہونے کے بعد لایا جائے گا اس کا درجہ اور اس کا مقام یہ ہوگا کہ اسے دنیا کے ایک بادشاہ جیسی بادشاہت عطا فرما کر اس کا دس گناہ اور دیدیا جائے گا اور اس کے بعد بھی اس کو کہہ دیا جائے گا کہ اس کے بعد بھی جو شئے آنکھوں کو بھلی لگے اور جس کی خواہش اور رغبت دل میں پیدا ہو جائے وہ بھی مل جائے۔

جنت میں اعلیٰ ترین درجوں اور مقامات پر فائز ہونے والے اہل جنت اللہ کے وہ محبوب ہوں گے جنکے فضل وکمال اور رفع درجات کی جنت میں اساس خود اللہ نے اپنے ہاتھ سے قائم فرمائی ہوگی اور ان کو جو کچھ وہاں عطا ہوگا اس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے اس کے بارے میں کوئی خبر سنی ہوگی اور نہ اس کا خیال تک کسی کے دل میں گزرا ہوگا۔

(شرح صحیح مسلم٣/٣٩ . روضة المتقین٤/٤٢١ . دلیل الفالحین٤/٦٦٢)

جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا

۱۸۸۴ . وَعَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ : اِنِّیۡ لَاَعۡلَمُ

اٰخِر اَھلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْھَا، اَوْ اٰخِرَ اَھلِ الْجَنَّۃِ دُخُوْلًا الْجَنَّۃَ : رَجُلٌ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا. فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَہٗ : اِذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ، فَیَأْتِیھَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْہِ اَنَّھَا مَلْأٰی، فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ: یَا رَبِّ وَجَدْتُّھَا مَلْأٰی؟ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَہٗ : اذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ، فَیَاتِیھَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْہِ اَنَّھَا مَلْأٰی، فَیَرْجِعُ. فَیَقُوْلُ : یَارَبِّ وَجَدْتُّھَا مَلْأٰی؟ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَہٗ : اذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ، فَاِنَّ لَکَ مِثْلَ الدُّنْیَا وَعَشْرَۃَ اَمْثَالِھَا اَوْ اِنَّ لَکَ مِثْلَ عَشْرَۃِ اَمْثَالِ الدُّنْیَا. فَیَقُوْلُ : اَتَسْخَرُ بِیْ، اَوْتَضْحَکُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِکُ، قَالَ : فَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ فَکَانَ یَقُوْلُ: ذٰلِکَ اَدْنٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

(١٨٨٤) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس آدمی کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور سب کے بعد جنت میں داخل ہوگا یہ آدمی گھٹنوں کے بل جہنم سے باہر آئے گا۔ اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جا جنت میں داخل ہو جا وہ چلے گا لیکن اسے خیال آئے گا کہ جنت تو اب بھر چکی ہوگی۔ وہ واپس آئے گا اور کہے گا کہ اے رب جنت کو میں نے بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائینگے جا جنت میں داخل ہو جا وہ پھر چلے گا اور پھر خیال آئے گا کہ جنت بھری ہوئی ہوگی۔ وہ پھر واپس آئے گا اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائینگے جا اور جنت میں داخل ہو جا۔ تیرے لیے وہاں دنیا اور اس سے دس گنا زیادہ جگہ ہے یا تیرے لیے دنیا کا دس گناہ ہے۔ وہ کہے گا کہ اے میرے رب آپ میرے ساتھ مذاق فرما رہے ہیں یا آپ میرے ساتھ ہنسی کر رہے ہیں اور آپ بادشاہ ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ہنس رہے ہیں اور آپ ﷺ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں ہیں۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب سے ادنیٰ درجہ کا جنتی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة و النار . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب آخر اھل النار خروجاً .

کلمات حدیث: ضحک حتی بدت نواجذہ : آپ ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پچھلے دانت ظاہر ہو گئے رسول اللہ ﷺ اکثر تبسم فرمایا کرتے تھے لیکن بعض اوقات آپ ﷺ ہنستے جس سے دیکھنے والے کو آپ ﷺ کے پچھلے دانت نظر آ جاتے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو جہنم سے سب سے آخر میں باہر آئے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا۔ جہنم سے وہ گھٹنوں کے بل باہر آئے گا اور جب اس کو دنیا اور دنیا سے دس گناہ حصہ جنت میں عطا کیا جائے تو وہ جہنم کی سختیاں جھیلنے کے بعد اس عطاء و کرم پر وارفتہ ہو جائے گا اور از خود رفتہ ہو کر کہے گا کہ میرے رب آپ تو بادشاہ ہیں کیا آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ یہ بات سن کر اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کے پچھلے دانت نظر آئے اور بعد ازاں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جنت

کا سب سے آخری درجہ اور یہ اس کا سب سے آخری مکین ہے۔

(شرح صحیح مسلم۳/۳٤. روضة المتقين٤/٤٢٣. دليل الفالحين٤/٦٦٤)

جنتی خیمہ کا تذکرہ

١٨٨٥. وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِی الْجَنَّةِ لَخَیْمَةً مِّنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ طُوْلُهَا فِی السَّمَآءِ سِتُّوْنَ مِیْلًا، لِلْمُؤْمِنِ فِیْهَا اَهْلُوْنَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمُ الْمُؤْمِنُ وَلَایَرٰی بَعْضُهُمْ بَعْضًا. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

"اَلْمِیْلُ" سِتَّةُ اٰلَافِ ذِرَاعٍ.

(۱۸۸۵): حضرت ابوموسی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں مؤمن کو ایک موتی کا بنا ہوا خیمہ ملے گا جس کی لمبائی بلندی میں ساٹھ میل ہوگی اس میں اس مؤمن کے اہل خانہ ہوں گے مؤمن ان کے پاس باری باری جائے گا اور وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ (متفق علیہ)

میل چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة الجنة. صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب صفة خیام الجنة.

کلمات حدیث: خیمہ : مربع شکل کا اہل عرب کا گھر۔ مجوفہ : جوف دار، اندر سے کھوکھلا۔ جوف ہر وہ شئے جو اندر سے خالی ہو۔ جوف البطن : پیٹ کا خالی حصہ۔ أهلون : اہل کی جمع۔ اہل خانہ۔

شرح حدیث: موتی سیپی میں ہوتا ہے اور سیپی سمندر کی تہہ میں ہوتی ہے جس تک رسائی آسان نہیں ہے اور ہر متلاشی کو گوہر نایاب ملتا بھی نہیں ہے۔ جنت میں اہل جنت کو موتیوں کا محل ملنا بھی ان خوش نصیبوں کا حصہ ہوگا جو دریائے معرفت کے غواص ہوں گے اور جنہوں نے دنیا کی کلفتیں خندہ پیشانی سے برداشت کر کے اعمال صالحہ کا زادراہ رکھتا کیا ہوگا۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے کہ جنت ناگوار باتوں سے گھری ہوئی ہے۔ یعنی جنت کا راستہ دنیا کی لذتوں سے بے نیاز ہو کر اللہ کے احکام پر چلنے اور عمل صالح کی کلفتیں برداشت کرنے کا ہے۔ جنت کے طلبگار کے لیے لازم ہے کہ وہ ساری زندگی اس کی جستجو میں لگا رہے اور اس کے حصول کی سعی وکوشش میں مصروف رہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَمَنْ أَرَادَ ٱلْأَخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ ﴾

"جو آخرت کا ارادہ کرے اور جو سعی وکوشش حصول آخرت کی مقرر کی گئی ہے وہ سعی کرے اور وہ مؤمن ہو۔" (الاسراء:۱۹)

یعنی آخرت کی صلاح وفلاح کے حصول کا عزم بھی ہو اور جو کوشش اور سعی اس صلاح وفلاح کے حصول کے لیے اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے مقرر فرمائی ہے اس کو اختیار کرے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کامل بھی رکھتا ہو اسے یہ گوہر مقصود ہاتھ آئے گا۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ کا سامان تجارت بہت گراں بہا ہے اور اس کا سامان تجارت جنت ہے۔"

(فتح الباری٢/٢٦٩ . ارشاد الساری٧/١٦٥ . شرح صحیح مسلم١٨/١٤٥)

جنت کا ایک درخت

١٨٨٦ . وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّ فِی الْجَنَّةِ شَجَرَةً یَسِیْرُ الرَّاکِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِیْعَ مِائَةَ سَنَةٍ مَایَقْطَعُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَرَوَیَاهُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ اَیْضًا مِنْ رِوَایَةِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : یَسِیْرُ الرَّاکِبُ فِیْ ظِلِّهَا مَائَةَ سَنَةٍ مَایَقْطَعُهَا .

(١٨٨٦) حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ایسا ہے کہ تضمیر شدہ تیز رفتار گھوڑے کا سوار سو سال بھی چلے تو یہ اسے قطع نہ کر سکے۔ (متفق علیہ)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک گھوڑا سوار اس کے سائے میں سو سال بھی چلے تو اس کا سایہ نہ طے کر سکے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة و النار، صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب صفة الجنة و النار.

کلمات حدیث: جواد : تیز رفتار گھوڑا۔ جمع جیاد و أجیاد . مضمر : تضمیر کیا ہوا۔ گھوڑے کی تربیت کر کے اور اس کی غذا کو تدریجاً زیادہ کر کے اور پھر بالتدریج کم کر کے اسکو تیز رفتار اور سبک سیر بناتے ہیں، اسے تضمیر کہتے ہیں اور ایسے گھوڑے کو مضمر کہتے ہیں۔

شرح حدیث: جنت کی وسعتیں ناپیدا کنار ہیں، اس میں درخت بھی ہیں کہ اگر کوئی سوار بہترین تربیت یافتہ تیز رفتار گھوڑے پر اس درخت کی شاخوں اور اس کے سائے کے نیچے چلنا شروع کرے اور سو سال تک چلتا رہے جب بھی وہ قطع نہیں ہوگا۔

جنت میں نہ سورج ہوگا اور نہ دھوپ ہوگی، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا ﴿١٣﴾ ﴾

"نہیں دیکھتے وہاں نہ دھوپ اور نہ ٹھر۔"

اور جب دھوپ نہیں ہوگی تو سایہ بھی نہیں ہوگا۔ لیکن یہاں مقصود بیان یہ ہے کہ وہ درخت بہت وسیع اور عریض ہوگا اور اس کے محیط کی مسافت اس قدر زیادہ ہوگی کہ اس میں تیز رفتار گھوڑا سو سال تک چلے گا تو اس احاطہ کے کنارے تک نہ پہنچ سکے گا۔

مسند احمد بن حنبل کی ایک روایت میں ہے کہ یہ درخت شجر طوبیٰ ہے جیسا کہ حضرت ابوسعید حذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (طوبی) خوش بخت ہے وہ شخص جس نے آپ ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ پر ایمان لایا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (طوبیٰ) خوش بخت ہے وہ شخص جس نے مجھے دیکھا اور میرے اوپر ایمان

لایا اور خوش بخت ہے خوش بخت ہے خوش بخت ہے وہ شخص ہے جو مجھ پر ایمان لایا اور اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ کسی نے عرض کیا کہ طوبیٰ کیا ہے۔ فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کی مسافت سو سال ہے اور اہل جنت کے لباس اس کی شاخوں سے تیار ہوتے ہیں۔

(فتح الباری ۳/۴۲۴. عمدة القاری ۲۳/۱۸۶. شرح صحیح مسلم ۱۷/۱۳۸. تحفة الاحوذی ۷/۲۶۸)

ادنیٰ جنتی اعلیٰ جنتیوں کی زیارت کرے گا

۱۸۸۷. وَعَنهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَآئَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَرَآئَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَابَيْنَهُمْ" قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَآءِ لَايَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ: قَالَ: بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوْا الْمُرْسَلِيْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۸۷) حضرت ابو سعید حذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت اپنے سے بلند درجات والے اہل غرف کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم مشرق یا مغرب کے افق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہو اور یہ فرق ان کے درمیان باہمی فضیلت کے فرق سے ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ مراتب بلند تو انبیاء علیہ السلام ہی کو حاصل ہوں گے دوسرے ان تک کہاں پہنچ سکیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ ان کو بھی حاصل ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة الجنة .

کلمات حدیث: لیتراؤن : دیکھ رہے ہوں گے۔ رأی رؤیةً : دیکھنا۔ أهل الغرف : بلند محلوں والے۔ قصور ہائے بلند والے۔ غرف جمع غرفة۔ جنت کا مکان عالی۔

شرح حدیث: اہل جنت کے درجات مختلف اور ان کے منازل عالیہ درجہ بدرجہ مختلف ہوں گے بعض ان میں اس قدر مقام بلند پر فائز اور اس قدر مقام رفیع کے حامل ہوں گے ان سے نیچے کے درجے کے لوگ ان کے قصور ہائے بلند کی جانب نظر کرینگے تو وہ اس قدر بلند نظر آئینگے جیسے اس دنیا میں کوئی افق پر روشن کوکب دری کو دیکھتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اتنا مقام بلند تو انبیاء ہی کو حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ بلند مقام ان اہل ایمان کو بھی حاصل ہوگا جو ایمان کامل کے ساتھ اللہ کے رسولوں کی تصدیق کرینگے۔ اللہ تعالیٰ نے از آدم علیہ السلام تا خاتم النبین محمد رسول اللہ ﷺ جتنے انبیاء اور رسول مبعوث فرمائے ہیں ان سب کی تصدیق صرف امت محمد ﷺ کا طیرۂ امتیاز ہے۔

(فتح الباری ۲/۲۷۰. ارشاد الساری ۷/۱۷۳. روضة المتقین ۴/۴۲۵)

جنت میں کمان برابر جگہ دنیا مافیھا سے بہتر ہے

١٨٨٨. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَقَابُ قَوْسٍ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّمَّا تَطْلُعُ عَلَیْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(١٨٨٨) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک کمان کے بقدر جگہ اس پوری دنیا سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة.

کلمات حدیث: قاب قوس: قاب القوس کمان کا اسے پکڑنے کی جگہ سے اس کے منحنی کنارے تک ہے۔ یعنی ہر کمان کے دو قاب ہوتے ہیں۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں اس امر کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ جنت کا راستہ جہاد اور مجاہدہ سے گزرتا ہے اور اعلاً کلمۃ اللہ کی جدوجہد سے سرہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مبارک انتہائی نفیس اور حددرجہ جامع کلام ہے جو مختصر مگر شیریں الفاظ کے باوجود بلاغت کے متعدد پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ اس میں یہ لطیف اشارہ بھی موجود ہے کہ جنت کا راستہ جہاد وقتال سے ہوکر گزرتا ہے۔

حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک کمان کے قاب کے بقدر حصہ بھی ساری دنیا سے بہتر ہے۔ فتح الباری میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ اس میں دوصورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ کمان کے برابر جگہ کو دنیا کے برابر قرار دینا دراصل تقریب ذہن کے لیے ہے کیونکہ دنیا کا تعلق انسان کے دائرہ محسوسات سے ہے اس لیے اس کو حسی مثال سے بیان فرمادیا ورنہ تو یہ کہ دنیا جنت کے ایک قاب کے برابر وہ اس ثواب سے زیادہ ہوگا جو ساری دنیا اللہ کی راہ میں صدقہ کر دینے سے حاصل ہو۔ اس دوسری توجیہ کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو ابن المبارک نے کتاب الجہاد میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کی خاطر قدرے متأخر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کردو تو تمہیں وہ فضیلت حاصل نہیں ہوگی جو مجاہدین کو صبح سویرے جہاد پر روانگی سے حاصل ہوئی ہے۔ مقصود ارشاد مبارک کا یہ ہے کہ دنیا آخرت کے مقابلے میں حقیر اور بے وزن ہے اور جنت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا اور دنیا کی ساری دولت سے بہتر ہے۔

(فتح الباری ٢/ ١٤٧. روضة المتقین ٤/ ٤٢٨. دلیل الفالحین ٤/ ٦٦٨)

جنت کے ایک بازار کا تذکرہ

١٨٨٩. وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِنَّ فِی الْجَنَّةِ سُوْقًا یَأْتُوْنَهَا کُلَّ جُمُعَةٍ، فَتَهُبُّ رِیْحُ الشَّمَالِ فَتَحْثُوْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ وَثِیَابِهِمْ فَیَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَجَمَالًا،

فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰی اَهْلِيْهِمْ، وَقَدِازْ دَادُوْا حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ : وَاللّٰهِ لَقَدِازْدَدْتُمْ حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَقُوْلُوْنَ وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا : " رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۸۸۹) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں اہل جنت ہر جمعہ کو آئینگے شمال سے ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں میں خوشبو بکھیر دے گی جس سے ان کے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ جب وہ واپس اپنے گھر والوں کے پاس آئینگے تو ان کے بڑھتے ہوئے حسن و جمال کو دیکھ کر ان کے اہل خانہ کہیں گے کہ اللہ کی قسم تم تو پہلے سے بھی زیادہ حسن و جمال میں بڑھ گئے ہو تو وہ کہیں گے کہ تم بھی واللہ ہمارے بعد حسن و جمال میں اور بڑھ گئے ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحيح مسلم، كتاب الجنة. باب فى سوق الجنة .

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنت میں روز و شب کی یہ صورت نہیں ہے جو دنیا میں ہے اس لیے جمعہ سے مراد وقت کی ایک مقدار ہے اسی طرح بازار سے مراد اجتماع گاہ ہے۔ چنانچہ دارمی میں ہے کہ ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ وہ کیسا بازار ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مشک کا ایک ٹیلہ ہے اہل جنت یہاں آئینگے اور یہاں جمع ہونگے۔ اہل جنت جنت میں عمر رسیدگی سے آزاد ہوں گے اور لحظہ بلحظہ ان کے حسن میں اضافہ ہوتا رہے گا اور اس کے ساتھ ہی ان کی محبت و سرور میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ (روضة المتقين ٤/ ٤٢٩ . دليل الفالحين ٤/ ٦٦٨)

جنت کے بالاخانوں کا ذکر

١٨٩٠ . وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَآئَوْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَرَآئَوْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَآءِ ." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۸۹۰) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت اوپر بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان پر ستارے کو دیکھتے ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة و النار . صحيح مسلم، كتاب الجنة. باب ترائى اهل .

شرح حدیث: اس سے قبل بھی اس مضمون کی حدیث آچکی ہیں وہاں اہل غرف (بالا خانوں والوں) کو دیکھنے کو ذکر ہے اور یہاں بالاخانوں کو دیکھنے کا ذکر ہے۔ (روضة المتقين ٤/ ٤٣٠ . دليل الفالحين ٤/ ٦٦٩)

جنت کی نعمتوں کا ذکر

١٨٩١ . وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسًا وَصَفَ فِيْهِ الْجَنَّةَ حَتّٰى انْتَهٰى ثُمَّ قَالَ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثِهٖ : "فِيْهَا مَالَاعَيْنٌ رَاَتْ وَلَااُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَاخَطَرَ عَلٰى قَلْبِ

بَشَرٍ" ثُمَّ قَرَأَ "تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" إِلَىٰ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ "فَلَاتَعْلَمُ نَفْسٌ مَاأُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

(١٨٩١) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی ایک مجلس میں موجود تھا آپ ﷺ جنت کا ذکر فرما رہے تھے آپ ﷺ نے آخر میں فرمایا کہ اس میں ایسی نعمتیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں ہیں کسی کان نے ان کا ذکر نہیں سنا ہے اور ان کا خیال کسی دل میں نہیں گزرا ہے۔ ازاں بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ اور یہ آیت یہاں تک پڑھی کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے لیے کیا آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة و النار .

کلمات حدیث: حتی انتھی : یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنی بات کے آخر تک پہنچے۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے ایک مجلس میں جنت کا ذکر فرمایا اور آخر میں آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ﴾

"ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں اور وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں خوف سے اور اس کی نعمتوں کی جانب رغبت سے اور جو ہم نے دیا ہے اسے خرچ کرتے ہیں۔ کسی نفس کو نہیں معلوم کہ ان کے لیے کیا آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔" (السجدة:١٥)

یعنی میٹھی نیند کو چھوڑ کر رات کے آخری پہر میں عبادت کے لیے اور تہجد کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور عالم خوف ورجا میں اللہ کو پکارتے ہیں کہ ایک جانب اس کی گرفت کا خوف دامن گیر ہوتا ہے اور دوسری طرف اس کی نعمتوں کے ملنے کی امید ہوتی ہے۔ جس طرح انہوں نے رات کی تاریکی میں چھپ کر ریا اور دکھاوے سے پاک اور خشوع اور خضوع سے عبادت کی اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے لیے ایسی نعمتیں چھپا کر رکھی ہوئی ہیں جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

(شرح صحیح مسلم١٧/١٣٧. روضة المتقین٤/٤٣٠. دلیل الفالحین٤/٦٦٩)

جنت کی نعمتیں دائمی ہونگی

١٨٩٢. وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ یُنَادِیْ مُنَادٍ : اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْیَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَداً، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا " رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(١٨٩٢) حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اہل جنت، جنت

میں پہنچ جائینگے تو ایک منادی پکار کر کہے گا کہ تمہارے لیے اب حیات ابدی اب کبھی نہ مروگے تمہارے لیے صحت ہے۔ اب کبھی بیمار نہ ہوگے اور تمہارے لیے شباب ہے اب تم کبھی بوڑھے نہیں ہوگے۔ تمہارے لیے نعمتیں ہیں اب کوئی تکلیف نہیں آئے گی۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب دوام نعیم اهل الجنة .

کلمات حدیث: ان لكم أن تشبوا فلا تهر موا أبدا: تمہارا شباب دائمی ہے اب کبھی بوڑھے نہیں ہوگے۔ هرم: بڑھاپا۔ هر ما هرماً: (باب سمع) کمزور ہونا۔ بہت بوڑھا ہونا۔

شرح حدیث: دنیا دار الفنا ہے اور آخرت دار البقاء ہے۔ دنیا کی ہر شئے فانی اور ہمہ وقت مائل بہ زوال ہے شباب ہے تو بڑھاپے کی طرف بڑھ رہا ہے صحت ہے تو بیماری بھی اس کے ساتھ ہے اور زندگی ہے تو سانس کی ہر آمد ورفت موت کی طرف لے جارہی ہے۔ لیکن جنت میں نہ شباب کو زوال ہے نہ صحت کی جگہ بیماری آنے والی ہے اور نہ وہاں کی نعمتوں کو زوال ہے اور نہ وہاں موت آنے والی ہے۔ (شرح صحیح مسلم ١٧/١٤٤. دلیل الفالحین ٤/٦٦٩)

ہر جنتی کی تمنا پوری ہوگی

١٨٩٣ . وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّ اَدْنٰی مَقْعَدِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اَنْ یَقُوْلَ لَهٗ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی وَیَتَمَنّٰی. فَیَقُوْلُ لَهٗ، هَلْ تَمَنَّیْتَ؟ فَیَقُوْلُ : نَعَمْ، فَیَقُوْلُ لَهٗ : فَاِنَّ لَكَ مَاتَمَنَّیْتَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٨٩٣) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ادنی جنتی کا یہ مرتبہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائینگے کہ تمنا کر وہ تمنا کرے گا اور اور تمنا کرے گا اور تعالیٰ اس سے پھر پوچھیں گے کہ کیا تو نے تمنا کرلی وہ کہے گا کہ ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائینگے جو کچھ تمنا کی وہ بھی تجھے ملا اور اس کے مثل اور دیا گیا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب معرفة طریق الرؤیة .

کلمات حدیث: مقعد احدکم: تم میں سے کسی ایک کا جنت میں ٹھکانا، اس کا مرتبہ اور مقام۔ تمن: تمنا کر۔ منی تمنیة: آرزو کرنا۔ تمنا کرنا۔ تمنی۔ تمنا کرنا۔ ارادہ کرنا۔

شرح حدیث: جنت کی نعمتیں لامتناہی اور لانہایت ہیں۔ ادنی جنتی سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تو تمنا کرسکتا ہے کرلے اور پھر اسے اس کی تمنا سے دگنا دیدیا جائے گا۔ (شرح صحیح مسلم ١/٢٣. دلیل الفالحین ٤/٤٧٠)

ہر جنتی کو اللہ کی رضاء حاصل ہوگی

١٨٩٤ . عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِنَّ

اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ : يَااَهْلَ الْجَنَّةِ : فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْکَ، وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْکَ. فَيَقُوْلُ : هَلْ رَضِيْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : وَمَا لَنَا لَانَرْضىٰ يَارَبَّنَا وَقَدْاَعْطَيْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ. فَيَقُوْلُ: اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ؟ فَيَقُوْلُ : وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ؟ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(١٨٩٤) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائینگے اے اہل جنت، وہ کہیں گے ہم حاضر ہیں اے ہمارے رب ہر خیر وسعادت آپ ہی کے پاس ہے اللہ سبحانہٗ دریافت فرمائینگے کیا تم راضی ہو، وہ کہینگے ۔اے ہمارے رب ہم کیوں راضی نہ ہوں آپ نے تو ہمیں وہ ساری نعمتیں دیدیں جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیں ۔اللہ تعالیٰ فرمائینگے کیا میں تمہیں اس سے بھی افضل شئے نہ دیدوں وہ کہینگے اس سے افضل اور کیا ہے ۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائینگے میں تمہیں اپنی دائمی رضامندی سے سرفراز کرتا ہوں اب میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا ۔(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحيح البخارى، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة و النار. صحيح مسلم، كتاب الجنة باب احلال الرضوان.

کلمات حدیث: لبيك : ہم آپ کی فرمانبرداری کے لیے حاضر ہیں ہم آپ کے حکم کی تعمیل کے لیے موجود ہیں ۔ یہ لب سے ماخوذ ہے اَلبَّ بالمکان کے معنی ہیں فلاں جگہ ٹھہرا اور قیام کیا ۔ لبیک تثنیہ ہے معنی ہیں میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لیے حاضر ہوں اور پھر حاضر ہوں ۔مکرر حاضر ہوں ۔ سعديك : سعادت کے بعد ۔سعادت ۔یعنی آپ کے حکم کی تعمیل میرے لیے اولاً بھی باعث سعادت ہے اور پھر دوبارہ بھی باعث سعادت ہے ۔

شرح حدیث: اللہ تبارک وتعالیٰ اہل جنت سے خطاب فرمائینگے اور ان سے دریافت فرمائینگے کہ جو نعمتیں تمہیں عطا ہوئی ہیں تم ان سے راضی ہو؟ وہ جواب میں کہیں گے کہ ہم کیوں نہ راضی ہوں ہم یقیناً راضی ہیں کہ آپ نے ہم پر فضل فرمایا اور ہمیں جنت کی لازوال نعمتوں سے سرفراز فرمایا اور ہمیں حیات ابدی اور جنات مقیم عطا فرمائیں اللہ تعالیٰ فرمائینگے کہ میں تمہیں ان تمام نعمتوں سے افضل نعمت عطا کرتا ہوں اور وہ ہے میری رضا ورضوان من اللہ اکبر (اور اللہ کی رضا ہر شئے سے بڑی اور عظیم ہے) کہ رضائے منعم سے نعمتوں کا لطف ہزار گنا زیادہ ہو جاتا ہے ۔ (فتح البارى٣/٤٢٣ . عمدة القارى٢٣/١٨٤ . شرح صحيح مسلم١٧/١٣٩)

ہر جنتی کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا

١٨٩٥ . وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقَالَ : اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا كَمَاتَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ، لَاتُضَامُوْنَ فِیْ رُؤْيَتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(١٨٩٥) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ ﷺ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف نظر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم اپنے رب کو اسی طرح عیانا دیکھو گے جیسے تم

اس چاند کو دیکھ رہے ہو تمہیں اس کو دیکھنے میں کوئی دشواری نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب فضل صلاة العصر . صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الصبح و العصر .

کلمات حدیث: عیاناً : اللہ سبحانہ کی تجلی اور اس کا ظہور ایسا ہوگا کہ تمہیں اس کو بالکل سامنے دیکھو گے۔ لا تضامون : یعنی بلا زحمت اور دشواری کے دیکھو گے۔

شرح حدیث: اہل ایمان عالم آخرت میں دیدار الٰہی سے سرفراز ہوں گے اور رؤیت الٰہی کے برحق ہونے پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ نے التعلیق الصبیح فی شرح مشکوۃ المصابیح میں تحریر فرمایا ہے کہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ رؤیت باری تعالیٰ احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور تقریباً ٢٧ صحابہ کرام سے یہ احادیث مروی ہیں۔

(دلیل الفالحین ٤/٦٧٢ . فتح الباری ١/٤٨١ . ارشاد الساری ٢/٢٠٤)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام پردے ہٹادیں گے

١٨٩٦ . وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا؟ اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ، فَمَا اُعْطُوْا شَيْئًا، اَحَبَّ اِلَيْهِمْ، مِّنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(١٨٩٦) حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اہل جنت جنت میں پہنچ جائینگے اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے فرمائینگے۔ اگر تمہیں مزید کچھ چاہیے تو میں تمہیں عطا کردوں تو وہ کہیں گے کہ کیا آپ نے ہمارے چہروں کو منور نہیں کیا کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور جہنم سے نجات نہیں دی اس پر اللہ تعالیٰ پردہ ہٹادینگے اور وہ جان جائینگے کہ انہیں کوئی ایسی شیئے نہیں دی گئی جو انہیں اپنے رب کو دیکھنے سے زیادہ محبوب ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات رؤیة المؤمنین ربهم فی الآخرة .

کلمات حدیث: فیکشف الحجاب : وہ حجاب جو خالق اور مخلوق کے درمیان ہے وہ ہٹادیا جائے گا۔

شرح حدیث: جنت میں اہل ایمان دیدار الٰہی سے سرفراز ہوں گے اور یہ اس قدر بڑا انعام اور مؤمنین کی اس قدر تکریم اور ان کے لیے اتنا بڑا اعزاز ہوگا کہ جو تمام نعیم جنت پر فائق ہوگا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے وجوہ یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة (اس دن کئی چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے) جنت میں دیدار الٰہی اس لیے ممکن ہوگا کہ وہاں اہل جنت کی آنکھیں دائمی ہوں گی۔ (شرح صحیح مسلم ٣/١٤ . تحفة الاحوذی ٨/٥٠٢ . روضة المتقین ٤/٤٣٤ . دلیل الفالحین ٤/٦٧٢)

ایمان پر خاتمہ جنت کی امید

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَٰنِهِمْ ۖ تَجْرِى مِن تَحْتِهِمُ ٱلْأَنْهَٰرُ فِى جَنَّٰتِ ٱلنَّعِيمِ ۝٩ دَعْوَىٰهُمْ فِيهَا سُبْحَٰنَكَ ٱللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَٰمٌ ۚ وَءَاخِرُ دَعْوَىٰهُمْ أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝١٠ ﴾

﴿ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى هَدَىٰنَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ لَوْلَآ أَنْ هَدَىٰنَا ٱللَّهُ ﴾

" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ، وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ، وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ."

قَالَ مُؤَلِّفُهٗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : " فَرَغْتُ مِنْهُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ رَابِعَ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ سَبْعِيْنَ وَسِتِّمِائَةٍ ."

یارب صل وسلم دائما ابدا .

تَمَّ الْكِتَابُ بِعَوْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَجَمِيْلِ تَوْفِيْقِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ .

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے ان کا رب ان کی راہنمائی ان کے ایمان کی وجہ سے ان جنات کی طرف کرے گا جو نعمتوں والی ہیں جہاں ان کی پکار ہوگی کہ اے اللہ آپ کی ذات پاک ہے اور اس میں ان کا تحیہ سلام ہوگا۔ اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہماری اس طرف راہنمائی فرمائی اور ہم ایسے نہ تھے کہ راہ پا سکیں اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا۔''

اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما جو آپ کے بندے اور آپ کے رسول نبی امی ہیں اور محمد ﷺ کی آل پر ان کی ازواج پر اور ان کی اولاد پر بھی رحمت نازل فرما۔ اور برکتیں نازل فرما محمد ﷺ پر جو نبی امی ہیں اور ان کی آل پر ان کی ازواج پر اور ان کی اولاد پر جس طرح آپ نے اپنی برکتیں نازل فرمائیں ابراہیم اور آل ابراہیم پر تمام جہانوں میں بے شک آپ تعریفوں والے اور بزرگیوں والے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بروز پیر ۴ رمضان المبارک ۶۷۰ھ کو دمشق میں اس تصنیف سے فارغ ہوا۔

تمت بالخیر